صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

21 ستمبر 1973ء

(23 شعبان 1393ھ)

جلد 5 شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

Provincial Assembly of the Punjab
19/11/76

مندرجات

(جمعۃالمبارک ۔ 21 ستمبر 1973ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - 1

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف - 3

چئرمینوں کا پینل - - - - - - - 11

قرارداد تعزیت ۔

ملک محمد علی ہرل کا انتقال پر ملال - - - 12

قیمت ۔ 1.00

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

جمعۃالمبارک ۔ 21 ستمبر 1973ء

(جمعۃالمبارک ۔ 23 شعبان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ تلاوت سے قبل میں ایک چھوٹی سی گذارش کرنی چاہتا ہوں بلکہ استدعا کرتا ہوں کہ وقت دیکھ لیں ۔ 8 بجے صبح ایوان کی کارروائی شروع ہونی تھی لیکن اسوقت آٹھ بجکر 13 منٹ ہوئے ہیں ۔ میں اس نکتہ کی بعد میں تشریح کروں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیشن اس وقت نہیں ہو سکتا ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

پ ۱۴ | س ۳۶ | رکوع ۱۹ | آیات ۹۱ و ۹۲

اور جب تم اللہ کے روبرو عہد واثق کرو تو اس کو پورا کرو ۔ اور جب پکی قسمیں کھا و تو ان کو مت توڑو کہ اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر لیتے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے ۔

اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ۔ کہ کہیں تم بھی اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے ۔ بات یہ ہے کہ اللہ تمہیں اس کے ذریعہ آزماتا ہے ۔ اور تم جن باتوں میں اختلاف کرتے ہو قیامت کو اُن کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان صاحب آئین کے نافذالعمل ہونے کے بعد ہم نے حلف ابھی اٹھایا نہیں ۔ ارکان کا حلف اٹھانا ضروری ہے اور جو شخص اس وقت کرسی پر بیٹھا ہے اس نے بھی حلف ابھی نہیں اٹھایا ۔

You cannot sit or vote in the House unless that essential pre requisite of the Constitution is followed. Therefore, I cannot permit your point of order.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری گذارش سن لیں ۔ آئین کے تحت Out - going Speaker اس وقت تک سپیکر کے فرائض انجام دے گا جب تک وہ حلف نہ لے لے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ درست ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے oath نہیں لی ۔ میرے خیال میں آج کی نشست نشست نہیں ہے ۔ آپ قاعدہ 12 کو دیکھیں ۔ آپ اپنی سیٹ پر آٹھ بجکر 13 منٹ پر تشریف لائے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس چیز پر غور کیا جائیگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ابھی ایوان constitute نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker : I will see to it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پہلے آپ حلف لیں اور جب تک ہم سب حلف نہ اٹھائیں اس وقت تک ایوان بنتا ہی نہیں ۔ ہم کس کے سامنے بات کریں ۔ آئین کی رو سے پہلے آپ ایوان کو constitute کریں اس کے بعد حلف اٹھائیں ۔ اس وقت ایوان نہیں ہے تو آپ حلف کس کے سامنے اٹھا رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ جب ایوان ہی مکمل نہیں ہے تو آپ کس کے سامنے حلف لیں گے ۔ ایوان میں ابھی کورم نہیں ہے ایوان تو تب مکمل ہو گا جب کورم پورا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کس غلط فہمی میں مبتلا ہیں ۔ نئے آئین کے تحت کورم 47 ارکان کا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - پہلے ایوان کے ارکان حلف لیں گے -

مسٹر سپیکر - اس وقت کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں - میں نے ایوان کے سامنے حلف لینا ہے - میں آپ کا مشورہ دینے پر مشکور ہوں -

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور - پہلے ایوان کے اراکین حلف لیں گے -

Mr. Speaker : Don't repeat what has already been said. Mian Sahib, please resume your seat. I am thankful to Haji Sahib for this suggestion. I have taken notice of the objection raised by Haji Muhammad SaifuHah Khan but this is without force. In Article 65 of the Constitution it has been provided that :—

> A person elected to a House shall not sit or vote untill he has made before the House oath in the form set out in the Third Schedule.

House means where members are present in this building when it is duly called in accordance with the rules and the Constitution. The objection that Haji Saifullah Khan has raised really relates to sitting and voting in the Provincial Assembly and not about taking of the oath. My view is that even the quorum is not required. Therefore, I start taking the oath.

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

(1) (اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ صاحب نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی حلف وفاداری اٹھایا) -

مسٹر سپیکر - اب میں بطور سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب اپنا حلف اٹھاتا ہوں -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر نے بطور سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھایا) -

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آپ نے ممبر صوبائی اسمبلی کا اپنا حلف مکمل نہیں کیا ۔ کیونکہ رول میں ہے کہ پہلے حلف اٹھائیں اور پھر رجسٹر پر دستخط کریں ۔ اس کے بعد آپ سپیکر کی حیثیت سے حلف اٹھا سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. There cannot be a point of order. Will the Hon'ble member resume his seat

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Rule 6 of the Rules of procedure is:—

> There shall be a roll of members which shall be signed in the presence of the Secretary by every member after making the oath.

Mr. Speaker. I have taken the oath. I will put my signatures after all the members have put their signatures. It is only a requirement and it is not said that I should do it just now. I can do it tomorrow or even day after.

میاں خورشید انور ۔ جناب شیخ صاحب ۔ آپ تو پہلے دن ہی غصے میں آ گئے ہیں ؟

ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ اب مسٹر شمیم احمد خان بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھالیں گے ۔

(2) (اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر مسٹر شمیم احمد خان نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھایا)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسٹر شمیم احمد خان بطور ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر شمیم احمد خان صاحب نے حلف وفاداری اٹھایا)

مسٹر سپیکر ۔ اب ارکان اسمبلی حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

(3) مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔

(4) بیگم آباد احمد خان ۔

(5) کیپٹن احمد نواز خان ۔

(6) مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(7) ملک اللہ دتہ ۔

(8) چوہدری امان اللہ لک ۔

(9) خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

(10) سردار امجد حمید خان دستی ۔

(11) میاں اسماعیل ضیا ۔

(12) مسٹر بشیر احمد (ساہیوال) ۔

(13) چوہدری بشیر احمد (شیخوپورہ) ۔

(14) چوہدری بشیر احمد (سیالکوٹ) ۔

(15) بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔

(16) سید تابش الوری ۔

(17) خان تاج محمد خان ۔

(18) ملک ثنا اللہ خان ۔

(19) چوہدری جمیل حسن خان منج ۔

(20) ملک حاکمین خان ۔

(21) محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔

(22) ڈاکٹر حلیم رضا ۔

(23) شیخ محمد اصغر ۔

(24) چوہدری حمید اللہ خان ۔

(25) ملک خالق داد خان بندیال ۔

(26) مرزا خالق حسین ۔

(27) ملک خان محمد کھوکھر ۔

(28) میاں خورشید انور ۔

(29) مہر دوست محمد لالی ۔

(30) رانا رب نواز نون ۔
(31) بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔
(32) علامہ رحمت اللہ ارشد ۔
(33) مسٹر رستم خان ۔
(34) بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔
(35) میاں سردار احمد اویسی ۔
(36) میاں افتخار احمد تاری ۔
(37) راجہ سکندر خان ۔
(38) مسٹر شوکت محمود ۔
(39) چوہدری شبیر حسین چیمہ ۔
(40) مسٹر شاہ محمد محسن ۔
(41) چوہدری شاہ نواز گورایہ ۔
(42) مسٹر شوکت علی ۔
(43) شیخ صفدر علی ۔
(44) سردار صغیر احمد ۔
(45) بریگیڈئیر چوہدری صاحب داد خان ۔
(46) ڈاکٹر عبدالخالق ۔
(47) چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔
(48) چوہدری محمد ارشاد ۔
(49) مسٹر عبدالغفار خان ۔
(50) چوہدری عبدالغنی ۔
(51) فقیر عبدالمجید خان ۔
(52) میاں عبدالرؤف ۔
(53) مسٹر عبدالرحمان جامی ۔
(54) نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔
(55) شیخ عزیز احمد ۔

(56) رائے عمر حیات خان ۔

(57) چوہدری علی بہادر خان ۔

(58) مرزا طاہر بیگ ۔

(59) چوہدری علی محمد خادم ۔

(60) حافظ علی اسد اللہ ۔

(61) ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔

(62) دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

(63) سردار غلام عباس خان گادھی ۔

(64) چوہدری غلام محمد باجوہ ۔

(65) خان غلام محمد خان وردیگ ۔

(66) میاں غلام فرید چشتی ۔

(67) ملک غلام نبی ۔

(68) مسٹر غلام قادر (لائلپور) ۔

(69) چوہدری غلام قادر (سیالکوٹ) ۔

(70) مسٹر احسان الحق پراچہ ۔

(71) چوہدری فرزند علی ۔

(72) ملک فتح خان ۔

(73) سید فدا حسین شاہ ۔

(74) رانا کے ۔ اے محمود خان ۔

(75) مسٹر رؤف طاہر ۔

(76) سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔

(77) چوہدری لال خان ۔

(78) ملک سرفراز احمد ۔

(79) میاں منظور احمد موہل ۔

(80) مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔

(81) رائے میاں خان کھرل ۔

(82) میاں محمد افضل حیات ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ میں ہاؤس کو ایک اطلاع دینی چاہتا ہوں ۔ میرے پاس کچھ فاضل اراکین تشریف لائے تھے انہوں نے پوچھا تھا کہ کل اجلاس ہوگا یا نہیں ؟ تو فیصلہ کیا گیا ہے کہ کل آٹھ بجے اسمبلی کا اجلاس ہوگا ۔ اتوار کو اجلاس نہیں ہوگا ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

(83) راجہ محمد افضل خان ۔

(84) راؤ محمد افضل خان ۔

(85) مسٹر محمد اکبر منہاس ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(86) ملک محمد اکرم اعوان ۔

(87) چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔

(88) شیخ محمد انور ۔

(89) چوہدری محمد انور سماں ۔

(90) مسٹر محمد انور علی بٹ ۔

(91) رائے احمد حیات خان ۔

(92) چوہدری محمد انور نارو ۔

(93) خان محمد ارشد خان ۔

(94) سردار محمد عاشق ۔

(95) مسٹر محمد اشرف ۔

(96) چوہدری محمد اسلم خان ۔

(97) کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

(98) ملک محمد اعظم ۔

(99) چوہدری محمد اعظم ۔

(100) مسٹر محمد حنیف نارو ۔

(101) چوہدری محمد حنیف ۔
(102) شیخ محمد اقبال ۔
(103) رانا اقبال احمد خان ۔
(104) قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔
(105) نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔
(106) مسٹر محمد نواز ۔
(107) میاں محمد رفیع ۔
(108) مسٹر محمد رضی شاہ ۔

سید تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا۔ یہ بات نہایت ہی مستحسن ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جب تک حلف نہیں ہوگا۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر سپیکر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ۔ اس مسئلہ پر میں کچھ بات کہنی چاہتا ہوں ۔ یہ حلف اٹھانے کا مسئلہ ہے ۔ یہ بات یقیناً مستحسن ہے کہ اردو حروف تہجی کے لحاظ سے حلف اٹھائے جا رہے ہیں اور اس طرح سے ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا ہے ۔ لیکن آپ نے محمد نواز صاحب کو آواز دی اور اس کے بعد آپ نے میاں محمد رفیع اور مسٹر محمد رضی شاہ کو بلایا تو اس طرح ''ن'' سے پہلے ''ر'' آنی چاہئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تصحیح ہو جانی چاہئے تاکہ حروف تہجی کے اعتبار سے آئندہ نام پکارے جائیں ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

(109) شیخ محمد ریاض ۔
(110) ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔
(111) حاجی محمد سیف اللہ خان ۔
(112) چوہدری محمد سرور جوڑا ۔
(113) خان محمد شفیق خان ۔
(114) پیر محمد شاہ ۔
(115) سید محمد تقی شاہ ۔

(116) چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔

(117) چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔

(118) خان محمد یار خان لاشاری ۔

(119) کنور محمد یاسین خان ۔

(120) مسٹر محمد حنیف رامے ۔

(121) ملک مختار احمد اعوان ۔

(122) مسٹر منور خان ۔

(123) چوھدری مشتاق احمد ۔

(124) میاں مشتاق حسین ڈوگر ۔

(125) میاں مصطفےٰ ظفر قریشی ۔

(126) محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔

(127) سردار نصراللہ خان دریشک ۔

(128) مسٹر نذر حسین منصور ۔

(129) صوفی نذر محمد ۔

(130) سردار نذر محمد خان جتوئی ۔

(131) سید ناظم حسین شاہ ۔

(132) مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔

(133) خان نوازش علی خان ۔

(134) مسٹر نور احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ) ۔

(135) میاں نور احمد ھتھیانہ ۔

(136) حاجی احمد علی بیٹو ۔

(137) مسٹر احمد بخش تھہیم ۔

(138) مسٹر اختر عباس ۔

(139) رانا اقبال احمد خان ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(140) میاں اسماعیل ضیا ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

(141) چوہدری بشیر احمد چیمہ ۔

(142) رانا پھول محمد خان ۔

(143) چوہدری ممتاز احمد کاہلون ۔

(144) راجہ جمیل اللہ خان ۔

(145) میاں خان محمد ۔

(146) چوہدری دلاور خان ۔

(147) مسٹر رب نواز کھتران ۔

(148) رائے سخاوت علی خان ۔

(149) سید طاہر احمد شاہ ۔

(150) مرزا فضل حق ۔

(151) مخدوم محمد بخش ۔

(152) راجہ منور احمد ۔

(153) مسٹر خالد نوز خان وٹو ۔

چئیرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ھذا کے لئے مندرجہ ذیل چار اراکین پر مشتمل بہ حسب ترتیب و تقدیم صدر نشینوں کی جماعت یعنی Panel of Chairmen تشکیل فرمائی ہے :-

1 ۔ میاں اسماعیل ضیاء ۔

2 ۔ ملک محمد اعظم ۔

3 ۔ محترمہ سیدہ عابدہ حسین ۔

4 ۔ ملک محمد مظفر خان ۔

قرارداد تعزیت

ملک محمد علی ہرل کا انتقال پرملال

مسٹر سپیکر - اب قرارداد پیش کی جاتی ہے :

کہ یہ اسمبلی ملک محمد علی ہرل سابق ایم - پی - اے کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ خداوند کریم ان کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے - اور اسکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - آمین -

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب ایوان کی کارروائی 22 ستمبر 1973 بروز ہفتہ آٹھ بجے صبح تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 22 ستمبر 1973 بروز ہفتہ آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

ہفتہ ۔ 22 ستمبر 1973ء

(شنبہ ۔ 24 شعبان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۚ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ
صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ
هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ
تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پ ۔ ۸ ۔ رکوع ۱۲ ۔ آیات ۴۲ و ۴۳

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور ہم (کاموں کے سلسلے میں) کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف تو دیتے ہی نہیں ہیں۔ ایسے ہی لوگ اہل بہشت ہیں کہ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔
اور جو کینے ان کے سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے ان کے محلوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو راستہ نہ دکھاتا تو ہم راستہ نہ پا سکتے تھے ۔ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور اس روز پکاری کر دی جائے گی کہ تم ان اچھے کاموں کے صلے میں (جو دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو ۔ (ما علینا الا البلاغ)
۲۲-۹-۱۹۷۳ء

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ جن فاضل اراکین نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا وہ اٹھا سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں جناب سے وضاحت اس رول کی چاہوں گا کہ کل جس وقت میٹنگ برخاست ہوئی تھی تو یہ اعلان کیا گیا تھا کہ کل صبح آٹھ بجے تک میٹنگ ملتوی ہوتی ہے ۔ اس سلسلہ میں رول 12 بڑا واضح ہے ۔

Rule 12(1) of the Rules of Procedure :
In addition to the specific functions and powers provided by these rules, the Speaker shall take the Chair at every sitting of the Assembly at the hour to which the Assembly was adjourned at the last sitting.....

جناب والا ۔ میں اس بارہ میں رولنگ چاہونگا کہ کیا یہ لازمی نہیں ہے کہ جناب سپیکر یا ڈپٹی سپیکر صاحب یا پینل کے چیئرمین یا اس ایوان کے ممبران جو بھی اس وقت موجود ہوں کوئی بھی صورت ہو ٹھیک آٹھ بجے جیسا کہ گذشتہ روز ہاؤس ملتوی کیا گیا تھا کرسی پر صدارت کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بڑا ٹیکنیکل اعتراض ہے ۔ اس وقت میں بھی موجود نہیں تھا ۔ ڈپٹی سپیکر بھی موجود نہیں تھے ۔ پینل کے ممبران بھی موجود نہیں تھے ۔ اب آپ اسکا خود ہی مطلب نکال لیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اسکی وضاحت چاہتا ہوں ۔ اس میں یہ اختیار دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رولز کو آپ جانتے ہیں ممبران موجود نہیں تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہم میں سے کوئی صدارت کر سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کچھ ممبران کا بھی فرض ہے کہ وہ موجود ہوں اس ایوان نے کچھ اور کام بھی ہمارے سپرد کیا ہوا ہے ۔ وہ بھی کرنا ہوتا ہے ۔ اس میں تمام ممبران کی مشترک ذمہ داری ہے اگر میں موجود نہ ہوں تو وہ ایوان کی کارروائی شروع کر سکتے ہیں ۔ اگر تعداد 47 ہو تو ممبران میں سے کسی کو صدارت کے لئے منتخب کر سکتے ہیں ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

But it can't be done without quorum.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جب ہم چاہیں گے تو ہوگا نہ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ کبھی ہمارے بھی شکر گذار ہو جایا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ امداد کرتے ہیں تو میں آپ کا بھی اور باقی وزرا کا بھی اتنا ہی مشکور ہوتا ہوں ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

1 ۔ ملک محمد خالد ۔

2 ۔ میاں لیاقت حسین مڑل ۔

3 ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔

4 ۔ مہر محمد ظفر اللہ خان ۔

۔ میاں ظہور احمد ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری غلام احمد باجوہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری غلام احمد باجوہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 11 اور 24 مئی کو سٹینڈنگ کمیٹی محکمہ انہار و پاور کی میٹنگ میں بوجہ اطلاع نہ ملنے حاضر نہ ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام عباس

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ علالت ۔ 5 ۔ 11 اور 18 جون کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 19 جون 1973ء سے 23 جون 1973ء تک اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکا - براہ کرم مجھے مذکورہ پانچ یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے - شکریہ

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں چند ایک ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 3 اور 5 جولائی 73ء کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

گذارش ہے کہ میں بوجہ طبیعت کی ناسازی مورخہ 5 و 8 جولائی 1973 کو اجلاس میں شرکت نہ کرسکا مہربانی فرماکر ان ایام کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام عباس

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ علالت - بیرونی کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا - رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 10 اور 11 جولائی 1973 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - لہذا ان ایام کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں 9 تا 12 جولائی کو بوجہ بیماری اجلاس سے غیر حاضر رہا ہوں - میری رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

With due respect I beg to inform you that I am not feeling well since 9-7-1973; therefore, could not attend session. Due to indisposition I may not be able to attend session for remaining period. I shall be obliged if I may be allowed leave for ten days with effect from 9-7-1973.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ بخار مورخہ 11-7-73 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم 11-7-1973 کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسداللہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں مورخہ 12 ۔ 13 جولائی 73ء کو اپنے حلقہ چشتیاں میں ضروری کاموں کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 12 ، 13 اور 16 جولائی 1973 کو اجلاس کی کارروائی میں شریک نہیں ہو سکا - برائے مہربانی ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 13-7-1973 کو بوجہ خرابی صحت اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 13-7-73 کو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکی - مہربانی فرما کر اس دن کی رخصت عنایت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان ووٹو

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان ووٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session due to illness on 10th, 11th, 12th, 13th of July, 1973. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Kindly allow leave for 13, 16, 17th July, 73 from the Session, as I could not attend the Session due to unavoidable circumstances.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to illness I could not attend the Assembly Session on 16th July, 1973. Leave for the day may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 16-7-73 کو بوجہ ایک ذاتی اور ضروری کام کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کل مورخہ 16-7-73 سے طبیعت علیل ہے جسکی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ براہ مہربانی 16 اور 17 جولائی دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اکرم اعوان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اکرم اعوان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 16-7-73 کو بوجہ علالت حاضر اجلاس نہ ہوسکا ۔ براہ کرم اس دن کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ مجھے 16 جولائی 1973 تا اختتام اجلاس علاج کے لئے رخصت عنایت فرمائی جاوے - کیونکہ میری صحت اچھی نہیں اور میں نے علاج کرانا ہے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد شفیق خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان محمد شفیق خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے مورخہ 16-7-1973 کو میں صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں بدیں وجہ حاضر نہ ہو سکا - کہ نوشہرہ ورکاں تتلے والی سڑک کی حالت خستہ تھی - جسکی اطلاع جناب وزیر خزانہ اور جناب چیف منسٹر صاحب معراج خالد کو بھی ہے - کل کی بارش کی شدت کی وجہ سے سڑک ھذا مزید خراب سے خراب تر ہو چکی ہے - براہ مہربانی اس سڑک کو مرمت کرنے کے لئے جلد از جلد قدم اٹھایا جاوے - اور مورخہ 16-7-1973 کی رخصت عنایت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ کی طبیعت چند روز سے خراب ہے

لہذا 11-7-1973 تا 17-9-1973 اسمبلی سیشن سے رخصت منظور فرماویں۔ آپکی نوازش ہوگی۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

With reference to my previous letter, I respectfully state that I have not yet recovered from the severe illness. Would you be kind enough to please grant me leave for about another week. Thanking you, I remain.

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے فتح محمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رائے فتح محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ مورخہ 1-8-1973 کو Assurance کمیٹی کی میٹنگ تھی۔ جو میں بوجہ عدم اطلاع حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے درخواست ہے کہ 1-8-1973 کی چھٹی منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

السلام علیکم۔ میں پہلی اگست کو اشورنس کمیٹی

کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا۔ کیونکہ میں بیمار
تھا ۔ لہذا اس دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

It is to be requested that on 11th August I could not attend the meeting of the Committee on Rules of Procedure because of illness. Leave may kindly be granted. It will be very kind of you.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to my indisposition, I could not attend the meeting of the Standing Committee for Local Government etc., held on 6th August, 1973. Kindly excuse my absence for the said meeting of 6th August, 1973 and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفر اللہ خان بھروانہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد ظفر اللہ خان بھروانہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

التماس ہے کہ مورخہ 6-8-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی لوکل باڈیز کی میٹنگ تھی جس میں بوجہ الیکشن کوآپریٹو بنک حاضر نہ ہو سکا ۔ مہربانی فرماکر چھٹی منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کنور محمد یاسین خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ مورخہ 6-8-1973 کو میں بوجہ علالت لوکل سیلف گورنمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہذا ہاؤس میں میری ایک یوم کی رخصت منظور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

مورخہ 6-8-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلائی گئی تھی ۔ جس میں میری شرکت ضروری تھی ۔ لیکن بوجہ علالت حاضر میٹنگ نہیں ہو سکا ہوں ۔ براہ مہربانی 6-8-1973 کی میٹنگ میں میری عدم شمولیت کو درگزر فرمایا جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am in receipt of your circular letter No. PAP/Com - Legis - 4 (113)/72/15058 dated 16th July, 1973 and in this connection have to advise that due to illness I am unable to attend the meeting of the standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auquf on 6th August 1973. Kindly therefore accept my sick leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خالق داد خان بندیال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک خالق داد خان بندیال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بیرون ملک چلا گیا تھا اور ابھی ابھی واپس آیا ہوں ۔ میں سٹینڈنگ کمیٹیوں کی میٹنگیں جو کہ مورخہ 2-8-1973 ، 10-8-1973 ، اور 7-8-1973 کو منعقد ہوئی ہیں ۔ حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا مہربانی فرماکر رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اشرف

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں 18 اگست کو ریونیو میٹنگ میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

It is to inform you that I was unable to attend the Communication Committee meeting held on 9-8-1973 due to my absence from Punjab. I will be obliged if leave is granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد حنیف

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد حنیف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 2-8-1973 ، 10-8-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے رولز آف پروسیجر بوجہ علالت شامل نہیں ہو سکا ۔ اس لئے مذکرہ بالا دو یوم کی رخصت ہاؤس سے حاصل کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ سیلاب اور راستے بند ہونے کی وجہ سے مورخہ 15 اگست 1973 کو رولز آف پروسیجر کی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا - برائے مہربانی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے-

(تحریک منظور کی گئی)

رائے عمر حیات خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رائے عمر حیات خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں 13 اگست 1973ء کو منعقدہ مجلس قائمہ برائے زراعت کی میٹنگ میں بیماری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا - میری رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے-

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 13-8-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ کی حاضری سے قاصر رہا ہوں - لہذا 13 اگست کی چھٹی کی اجازت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے-

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 1-9-173 کو جو میٹنگ انشورنس سٹینڈنگ کمیٹی تھی - اس کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی اس لئے میں حاضر خدمت نہ ہو سکا مورخہ 20-9-1973 کی میٹنگ میں آ گیا تھا لیکن حاضر ہونے کے بعد پتہ چلا ہے مورخہ 1-9-1973 کی میٹنگ ملتوی ہو گئی ہے آپ مورخہ 20-9-1973 کی میٹنگ کی میری چھٹی منظور کی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to illness I could not attend the meeting of Standing Committee on Education on 3-9-1973. Leave for the day may kindly be granted.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے-

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر منور خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منور خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Unable to attend meeting on 12 due to sickness.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے-

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر ملک حلیم رضا

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر ملک حلیم رضا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں علالت کی وجہ سے مورخہ 12-9-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی ہوم آفیرز کی منعقدہ میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں 13-9-1973 کی میٹنگ برائے مجلس قائمہ صحت میں بوجہ علالت حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور فرما لی جاوے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام نبی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام نبی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Law and Parliamentary affairs meeting on 15-9-1973. My absence may please be treated as leave.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید ناظم حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید ناظم حسین شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 17-9-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ برائے کرم مجھے 17-9-1973 کی چھٹی عنایت فرمائیں

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

House requested leave upto twenty seventh Instt. due to unavoidable circumstances.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد صادق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ سیلاب زدگان کی امداد کرتے ہوئے چوٹ لگنے سے میری ٹانگ ٹوٹ گئی ہے ۔ بہاولپور سول ہسپتال میں زیر علاج ہوں ۔ ابھی چل پھر نہیں سکتا ۔ اس لئے اسمبلی سیشن جو اکیس ستمبر 1973 کو شروع ہو رہا ہے ۔ میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ مجھے کم از کم ایک ماہ کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی - مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی مندرجہ ذیل درخواست دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was asked by Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, MPA when he left for USA for medical treatment that I should apply for leave on his behalf as he will not be here during the coming Assembly Session. He shall be grateful if he is granted leave for the current Assembly Session which is to take place from the 21st of this month. Thanking you.

مسٹر اسپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی علی احمد بیٹو

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست حاجی علی احمد بیٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ اپنے اھل و عیال کو فریضہ حج ادا کرانے کے لئے لے جا رہا ہے - اس لئے التماس کی جاتی ہے کہ مورخہ 22-9-1973 سے واپسی حج تک کی چھٹی عنایت فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد صادق ملہی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں ناسازی طبع کی وجہ سے آج مورخہ 22-9-1973 کو اسمبلی سیشن میں حاضری سے قاصر ہوں - میری چھٹی تصور کی جائے -

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن احمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن احمد نواز خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بوجہ طبیعت علیل ہونے کے مورخہ 2 اگست 1973 کو پرولجز کمیٹی کی میٹنگ میں حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مہر محمد ظفر اللہ خان ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 59 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی ضمنی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 59 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی ضمنی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اور سردار امجد حمید خان دستی صاحب اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ ہائے استحقاق نمبر 49 اور سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جناب علامہ رحمت اللہ ارشد اور جناب سردار امجد حمید خان دستی اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ ہائے استحقاق نمبر 49 اور 5 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں میاں خورشید انور و دیگر چار اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 20 اور چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کے مسئلہ استحقاق نمبر 21 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور و دیگر چار اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 20 اور چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کے مسئلہ استحقاق نمبر 21 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 13 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر :- چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 13 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:-

کہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 75 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 75 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 9 کے بارہ میں مجلس قواعد ۔ انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 9 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ راجہ محمد افضل رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارہ میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 86 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 86 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی پنجاب مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 73 الف) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون انسداد عصمت

فروشی پنجاب مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 73 الف) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تمباکو نوشی اطفال مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تمباکو نوشی اطفال مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء) تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انضباط غنڈہ اشخاص مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انضباط غنڈہ اشخاص مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ مسودہ قانون تربیت و ملازمت گریجویٹ ۔ انجنیئروں ۔ پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون تربیت و ملازمت گریجویٹ ۔ انجینئروں پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1973 کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : Now we take up privilege motions.

مسٹر انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ ہمارے ایک معزز ممبر وفات پا گئے ہیں ۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جانی چاہئیے ۔

آوازیں ۔ کل دعا مغفرت مانگ چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - بہتر یہی ہوتا ہے کہ آخیری لمحے تک اس ایوان میں تشریف رکھا کریں - تحریک استحقاق بعد میں لی جائیں گی پہلے حلف وفاداری ہو جائے -

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

۱ - ملک محمد علی -
۲ - ملک عبدالقیوم -

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر - نمبر 6 تحریک استحقاق میاں خورشید انور کی طرف سے ہے - اسے ایوان کے سامنے پڑھ رہا ہوں -

میاں منظور احمد موہل

★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★

Mr. Speaker : This will be expunged from the record.

میاں منظور احمد موہل - میرے ساتھ یہ غیر مساویانہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے -

Mr. Speaker : Please resume your seat.

اگر فاضل رکن نے قواعد و ضوابط نہیں پڑھے تو وہ interim آئین کے رولز اور موجودہ رولز میں تبدیلی پائیں گے - مجھے اس کا افسوس ہے - میں ان سے یہ کہوں گا کہ وہ ان کو پڑھیں -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - میں نے سب رولز پڑھے ہیں - جناب والا - میں آپ کو زبانی تین گھنٹے میں بتا سکتا ہوں - میرے متعلق جو ریمارکس دئیے ہیں کہ میں نے رولز پڑھے نہیں ہیں بالکل غلط ہے -

Chaudbri Jamil Ha san Khan Manj : Will you please provide us copies of the Rules of Procedure.

مسٹر سپیکر - کیا رولز آف پروسیجر کی کاپی آپکو نہیں ملی ہے -

بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ہے -

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب والا ۔ ممبرز رولز آف پروسیجر کی کاپی نہیں دی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ اکثر ممبران کو کاپیاں مل گئی ہیں ۔ جو ممبر صاحبان available نہیں تھے ان کو اب دے رہے ہیں ۔

Chaudhri Jamil Hasan Khan Manj : We attended session yesterday. We were available.

Sheikh Safdar Ali : Were we not available ?. The Rules of Procedure have not been provided to us.

Mr. Speaker : The member who moved this privilege motion has got a copy of the Rules of Procedure.

شیخ صفدر علی ۔ باقیوں کے متعلق کیا خیال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کو بھی مل جائیں گی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے گزارش کی ہے کہ میری پرولیج موشن کو اس ہاؤس میں ضرور پڑھا جائے تاکہ باقی ممبران کے علم میں بھی آ جائے کہ میرے ساتھ کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں اور اسمبلی کی رائے کا بھی پتہ چل جائیگا ۔ یہ اس طرح سے نہیں ہے کہ آپ اسکو چیمبر میں kill کر دیں ۔ میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ اسی طرح کی ایک پرولیج موشن اس ہاؤس میں admit ہوئی ہے جو زیر سماعت ہے جسکی توسیع آج پھر یہ ہاؤس منظور کر چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب پرانے رولز کی کاپی بھی آپ کے پاس موجود ہے اور نئے رولز بھی آپکے پاس ہیں

Just compare them and then come to my Chamber and we will discuss it. I have given you in writing and you should at least show me the courtsey of replying in writing.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں یہی کہہ رہا ہوں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I seek your indulgence to show me the courtsey of replying in writing

میاں منظور احمد موہل ۔ اس یقین دہانی کے ساتھ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I have not said that the consent has been with-held. Please read what I have said. I have written that

for deciding about my consent, I need some information. Please read what I have written and don't get excited for nothing. I write very simple English. I hope that the Member is satisfied now.

صر ، کی سیاسی صورت حال پر بحث کرنے سے حکومت کا گریز اور فرار

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت عامہ کے حامل واضح مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں حکومت کی جانب سے یہ یقین دھانی کرائی گئی تھی کہ اس سیشن میں صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث کے لئے ایک دن مختص کیا جائے گا لیکن محض اس بحث سے گریز اور فرار اختیار کرنے کے لئے اجلاس کو غیر متوقع طور پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا ۔ جس سے اس ایوان کے ممبران اور مجھے اس اہم بحث میں حصہ لینے سے محروم رکھا گیا جس سے اس ایوان اور میرے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔

اسی مضمون کی ایک تحریک استحقاق حاجی محمد سیف اللہ خان کی ہے لیکن انہوں نے وہاں سیاسی صورت حال کی بجائے مہنگائی کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ایک ایسی تحریک التوا کے دوران یقین دھانی کرائی گئی تھی ۔ لہذا اس پر مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔

اشیائے صرف کی مہنگائی پر بحث کرنے سے حکومت کا گریز اور فرار

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے گزشتہ سیشن میں یہ یقین دھانی ایوان میں کرائی گئی تھی کہ اس سیشن میں ایک دن اشیائے صرف کی مہنگائی پر بحث کرنے کے لئے مختص کیا جائے گا ۔ یہ یقین دھانی مہنگائی کے سلسلہ میں ایک تحریک التوا کے دوران کرائی گئی تھی ۔ مگر اس پر بحث سے گریز اور فرار کا راستہ اختیار کرتے ہوئے حکومت نے گزشتہ اجلاس کو غیر متوقع طور پر دانستہ غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرا دیا ۔ جس سے اس ایوان کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر مغراج خالد) ۔ جناب والا ۔ جہاں تک سیاسی صورت حال پر بحث کا تعلق ہے 5 جون کو ایک پورا دن وقف کیا گیا تھا اور اس پر بحث کی گئی تھی ۔ جہاں تک اشیائے صرف کی گرانی پر بحث کا تعلق ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی روا نہیں رکھی گئی تھی ۔ بلکہ اس روز جیسا کہ ہم فیصلہ کر چکے ہیں اس سیشن کے دوران ہم ایک دن خصوصی طور پر اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے وقف کریں گے ۔ سیاسی صورت حال پر بحث کی جا چکی ہے اور اشیائے صرف کی گرانی کے بارے میں ہم ایک دن مخصوص کر رہے ہیں جیسا کہ جناب کو ذاتی طور پر بھی علم ہے ہم خود یہ چاہتے ہیں کہ ان مسائل پر سیر حاصل بحث ہو ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ 5 جون کو سیاسی صورت حال پر بحث ضرور ہوئی تھی ۔ یہ پہلا اجلاس تھا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ آخری اجلاس میں جو جولائی میں ہوا تھا اس میں یہ یقین دھانی کرائی گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ 5 جون کے بعد یہ دوسرا اجلاس ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اجلاس ختم ہو گیا تھا جو جولائی میں ہوا تھا ۔ اس میں یہ یقین دھانی کرائی گئی تھی ۔ کل وزیر اعلیٰ نے تسلیم بھی کیا تھا کہ وہ اس کے لئے ایک دن رکھیں گے ۔ اب وہ مہنگائی پر بحث کرنے کے لئے تو تیار ہو گئے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ سیاسی صورت حال پر بحث کے لئے لازمی طور پر ایک دن وقف کریں گے ۔ وہ فیصلہ ہو چکا ہے ۔ مہنگائی پر بھی بحث کریں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں اگر وہ دن مقرر کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ سیلاب مہنگائی اور سیاسی صورت حال پر ہم علیحدہ علیحدہ بحث کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیڈول کے مطابق کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ شیڈول میں بھی یہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کے مطابق پیر اور منگل یعنی 24 اور 25 ستمبر کو ایوان میں حالیہ سیلاب سے متعلق امور پر بحث ہو گی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہفتہ 29 ستمبر کو سیاسی امور اور مہنگائی کے سلسلے میں بحث ہوگی ۔ اس روز اگر ضرورت ہوئی تو ایوان کی نشست کا وقت بڑھا دیا جائے گا تاکہ سیر حاصل بحث ہو سکے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بالکل درست ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ قائد ایوان نے فرمایا ہے اور آپ نے ہاؤس کو مطلع فرمایا ہے ۔ ہمارا فیصلہ حزب اقتدار کے ساتھ یہی ہوا تھا کہ دو دن سیلاب کی تباہ کاریوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا جائیگا اس میں حکومت کو یہ موقع ملے گا کہ وہ اپنی پوزیشن واضح کرے اور اس ایوان کے تمام ارکان کو بھی موقع ملے گا کہ وہ اپنے اپنے علاقے کی نمائندگی کر سکیں اور بتائیں کہ ان کو کن کن مسائل سے دو چار ہونا پڑا ہے ۔ سیلاب کی تباہ کاریوں یا حکومت کی بے تدبیری کی وجہ سے انہیں جن مسائل سے دو چار ہونا پڑا ہے ۔ اسی طرح ایک دن صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث ہو گی اور ایک دن مہنگائی کے لئے وقف کیا گیا ہے ۔ میں اسکی تائید کرتا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اس کی تھوڑی وضاحت کرنی چاہتا ہوں علامہ صاحب کے "یا" کے ارشاد کے بعد کہ "حکومت نے اپنی حسن تدبیر سے اس سلسلے میں کیا گیا خدمات سر انجام دی ہیں" ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اتفاق فرمایا ہے کہ سوموار ۔ منگل اور ہفتہ کو ان امور پر بحث ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک دن سیاسی صورتحال پر بحث ہوگی ایک دن مہنگائی پر بحث ہوگی ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دن سیاسی صورت حال اور مہنگائی پر بحث ہوگی ۔ فرق دنوں کا ہے اگر اسکی وضاحت کر دیں تو بہت اچھا ہوگا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ لیکن فیصلہ یہی ہوا تھا کہ دو دن سیلاب کے لئے اور سنیچر کے دن سیاسی صورت حال اور مہنگائی پر بحث کیجائیگی اور کچھ وقت بڑھا دیا جائیگا تو یہ فیصلہ ہوا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں قائد ایوان کا احترام بھی کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آپ کی بات مان لی آپ ان کی بات مان لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر دوں کہ سیاسی صورت حال اور سیلاب دو الگ الگ چیزیں ہیں ۔ ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ 3 اکتوبر

یا 5 اکتوبر تک لیجسلیشن کا کام ہم پورا کر دینگے ۔ یہ ذمہ داری ہم نے لی اور میں اس ذمہ داری کو اب بھی قبول کرتا ہوں لیکن مہنگائی اور سیاسی صورت حال کے لئے ایک دن رکھ کر سیر حاصل تبصرہ نہیں ہو سکتا ۔ تو اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور غور و خوض کے لئے مزید گنجائش رکھی جائے ۔ تو اس موضوع پر پھر بات کر لیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ یہ ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس چیز کے پیش نظر ایک دن متعین کرنیکا سوال ہے میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ تحریک التوا پر انہوں نے ایک دن رکھا ۔ جہاں تک استحقاقات کا سوال ہے اس کی تائید ہو چکی ہے ۔ میں نے پچھلے سیشن میں تحریک التوا دی تھی اور مجھے یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم گرائی پر بحث کے لئے ایک دن رکھیں گے اس بنا پر ہم نے وہ تحریک التوا واپس لے لی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کی بات پوری نہیں سنی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ بھی میری بات پوری سن لیں ۔ انہوں نے ہی راستہ دکھایا ہے ۔ انہوں نے ایک دن مقرر کر دیا ہے لہذا میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا ۔

سینٹ کے انتخاب میں علامہ رحمت اللہ ارشد کو پیپلز پارٹی کے امیدوار کے حق میں ووٹ نہ دینے کی صورت میں قتل کی دھمکی

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور متعین مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ کے انتخاب کے سلسلے میں میں نے خواجہ عبدالصفدر کو بطور امیدوار نامزد کیا تھا ۔ اس کے بعد کئی مرتبہ مجھے ٹیلی فون پر دھمکیاں دی گئیں اور مورخہ 2 جولائی 1973 کو لکھا ہوا خط آج مورخہ 5 جولائی 1973 کو ملا ۔ جس سے مجھے دھمکی دی گئی ہے کہ اگر 4 تاریخ کو آپ نے پیپلز پارٹی کے امیدوار کے حق میں ووٹ نہ دیا تو آپ کو اسمبلی کے اندر یا باہر قتل کر دیا جائیگا ۔ محض دھمکی نہ سمجھیں یہ حقیقت ہے ۔ میرا بطور ممبر اسمبلی کے یہ حق ہے کہ میں آزادی سے کسی امیدوار کو بھی اپنا ووٹ دوں ۔ اس دھمکی سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور بطور ممبر اسمبلی میرا استحقاق پامال کیا گیا ہے ۔ اصل خط پہلے ہی دفتر میں ایسی تحریک استحقاق کے سلسلہ میں موجود ہے ۔

علامہ صاحب پوزیشن یہ ہے کہ آپ کی پرولیج موشن موجود ہے۔ آپ نے مجھے یا سیکرٹری اسمبلی کو صرف اتنا لکھنا ہے کہ اس کو اسی سیشن میں پیش کر دیا جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں اس مسئلہ کے متعلق آپ کو متوجہ کرنا چاہتا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یہ پرولیج موشن کئی روز ملتوی ہوتی رہی کہ قائد ایوان تشریف لائیں گے تو اس پر بحث ہو گی لیکن بڑے افسوس کے ساتھ اور بڑی معذرت اور بڑے احترام کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ انہوں ایک نہایت ہی بری پارلیمانی روایت زندگی میں قائم کی ہے کہ وہ ہاؤس سے غائب رہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ کل سے تو وہ موجود ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ یہ شاید ٹھیک ہو کہ وہ کل سے موجود ہیں۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ۔ شائد نہ کہیں وثوق سے کہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ میں وثوق سے ہی کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے ایک بری روایت قائم کی ہے۔ باقی آپ وثوق سے کہہ لینا پارٹی کے اجلاس میں میرا مطلب کہنے کا یہ تھا۔ بعد میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ موجود ہیں اور اس چیز کو کر دیں گے۔ میری تحریک التوا ان سے تعلق رکھتی ہے کہ وہ ہاؤس میں موجود رہیں اور آئندہ ایسا نہ ہو کہ آج ملتوی کل ملتوی۔ میرا خیال ہے کہ یہ 10 روز تک ملتوی ہوتی رہی ہے۔

Mr. Speaker :—It is disposed of accordingly and we go on to the next item-Adjournment Motions.

وزیر اعلیٰ۔ مجھے اس سلسلے میں خاص طور پر خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔ علامہ صاحب میاں خورشید انور کا کردار اسی زبان میں ادا کر رہے ہیں لیکن میں بتا دوں کہ یہ بھی پارلیمانی جمہوری روایت ہے کہ جب قائد ایوان نہ ہو تو ان کی جگہ ان کے کوئی دوسرے ساتھی یہ فرض ادا کر دیا کرتے ہیں اور اس طرح اس کی غیر حاضری کی کمی کو محسوس نہیں کیا جانا چاہئے۔ میری عدم موجودگی میں جناب محمد حنیف رامے قائد ایوان کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ یہی ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ علامہ صاحب اس سلسلے میں کسی زیادہ بد گمانی کا شکار نہیں ہونگے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ شاید قائد ایوان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ میرا مقصد بالکل یہ نہ تھا۔ یہ بے خبری میں

شاد فرما گئے ہیں ۔ خود جناب حنیف رامے نے اس پرولیج موشن کو ملتوی کرایا اور یہ 10 دن تک ملتوی ہوتی رہی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بھی خواہش تھی کہ چیف منسٹر صاحب تشریف لائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ لیکن وہ آپ کے کہنے پر ملتوی ہوئی تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ آپ زیادہ زور دیا کرتے ہیں کہ آپ کے اور میرے درمیان کوئی رشتہ موجود ہے اس لئے آپ خود ہی فیصلہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میرا بوجھ کافی ہلکا ہو گیا ہے اور فاضل ارکان اسمبلی کا بھی کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ سیلاب سے پیدا شدہ صورت حال پر دو دن بحث ہو گی اور اس کے بعد سیاسی صورت حال مہنگائی اور اشیا کی کمی وغیرہ کے متعلق بحث کے لئے دن اور وقت مقرر کیا جائیگا ۔

In view of that those adjournment motions which relate to these subjects will not be taken up and will be deemed to have been taken up on the day when the discussion takes place, and this is in accordance with the rules of procedure.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ میری استدعا ہے اور میری اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ ان موضوعات پر جن ممبران نے زیادہ تحاریک دی ہیں ان کو اس لحاظ سے ٹائم بھی زیادہ دیا جائے یہ نہ ہو کہ مجھے ٹائم نہ دیا جائے ۔ کیونکہ گورنمنٹ نہیں چاہے گی کہ زیادہ وقت دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں دیکھوں گا کہ ضابطہ کے مطابق سپرٹ کو قائم رکھوں گا ۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تحریک التوا نمبر 1 میں لفظ سیلاب آ گیا ہوگا لیکن اس کا تعلق سیلاب سے نہیں بلکہ اس کے اثرات ما بعد سے ہے ۔ یہ ایک ہائی اسکول کی عمارت سے متعلق ہے جو کلیتاً خراب ہو گئی ہے اور ٹوٹ چکی ہے ۔ جب عمارت ہی باقی نہیں رہی تو ظاہر ہے لوگوں میں اضطراب ہے ۔ حکومت مجھے یقین دہانی کرائے کہ وہ اس عمارت کی تعمیر کا فوری طور پر بندوبست کرے گی ۔ عمارت کا ایک کمرہ بھی نہیں بچا ۔

مسٹر سپیکر - فاضل وزیر تعلیم و آبپاشی موجود ہیں لیکن یہ بھی اسی دن ہو جائے گا -

حاجی محمد سیف اللہ خاں - یہ Specific موشن ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے اس نقطہ نگاہ سے غور نہیں کیا - اسپر کل یا پرسوں تک غور کر لیں گے -

وزیر اعلیٰ - میں عرض کرتا ہوں جناب والا حاجی صاحب مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ ہم نے سیلاب سے پیدا ہونے والے تمام مسائل پر بحث کرلی ہے اور میں انکی خدمت میں گزارش کر چکا کہ سکولوں اور ڈسپنسریوں و دیگر جو عمارات کے سلسلے میں جو جو قدم ہم نے اٹھائے ہیں اور جو اٹھانے مطلوب ہیں وہ ہم سب اس ایوان کے سامنے پیش کریں گے - محض کسی ایک سکول یا علاقے کے بارے میں ہماری تدابیر نہیں ہیں بلکہ دیگر اقدام جو ہم نے کرنے ہیں وہ سب زیر بحث آئیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی مناسب ہوگا - اس لئے میری گذارش ہے کہ ہم اس سکول کے بارے میں بھی مفصل بیان عرض کریں گے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - جیسا کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے اپنی تحریک التوا میں لکھا ہے کم از کم اس علاقے میں دس دس میل تک کوئی سکول نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - علامہ صاحب، چیف منسٹر صاحب کی تمام observations میں نے سن لی ہیں اس کے باوجود میں اس موشن پر غور کروں گا جس کے متعلق انہوں نے point out کیا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرا خیال ہے حاجی صاحب وزیر آبپاشی صاحب کے ساتھ، وزیر تعلیم کے ساتھ اور ملک معراج خالد صاحب کے ساتھ سرسری بات کر چکے ہیں تو بہتر ہوگا کہ وہ یقین دلا دیں تاکہ اس دن یہ مسئلہ نہ اٹھایا جائے - یہ لکھ کر پیش کیا جائے اور اس پر بحث بھی نہ کی جائے -

مسٹر سپیکر - آپ نے تحریک بھی پڑھی ہے ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - گزارش یہ ہے کہ اتنی جلدی سکول تعمیر نہیں کئے جا سکتے لیکن کوئی متبادل عمارت لینے کے لئے وہاں محکمہ تعلیم کے ضلعی حکام سے کہہ دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں میں فاضل رکن اور فاضل محرک سے گزارش کرونگا کہ وہ بھی مقامی آبادی کو motivate کریں اور کوئی عمارت جو

سکولوں کے طور پر استعمال ہو سکے اسے حاصل کرنے میں محکمہ تعلیم کی مدد کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ الہ آباد ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ وہاں تو کرائے پر دو کمرے کا مکان بھی نہیں ملتا چہ جائیکہ ہائی سکول کے لئے وہاں کوئی عمارت مل سکے۔ کوئی بھی متبادل انتظام نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ابھی سردیوں کے آنے میں دو تین مہینے رہتے ہیں اگر وہ مہربانی کر کے اس طرح سے یقین دہانی کرا دیں کہ فوری طور پر اس سکول کی عمارت کی تعمیر شروع کرا دینگے تو ان لوگوں کی کچھ حوصلہ افزائی بھی ہو جائے گی اور وہ دو تین مہینے درختوں کے نیچے یا دھوپ میں گزار لینگے۔ صرف یقین دہانی ہو جائے کہ اس کی تعمیر فوری ہو جائے گی۔ جناب والا۔ تمام ہائی سکول کا ایک کمرہ بھی محفوظ نہیں بچا۔ الہ آباد میں اور کوئی بھی عمارت ایسی نہیں ہے جو کرائے پر مل جائے یا کوئی متبادل انتظام ہو سکے۔ اگر کوئی متبادل انتظام ہوتا تو میں یقینی طور پر اس بارے میں ان کی امداد کرتا۔ اب وہ یہ امداد کریں اور اس سکول کی فوری تعمیر کرالیں تاکہ سردیوں سے پہلے پہلے کچھ کمرے ایسے بن جائیں جہاں بچے بیٹھ سکیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ تمام سکولوں کے ساتھ اس سکول کی تعمیر بھی جلد ہی شروع ہو جائے گی۔

مسٹر سپیکر۔ اب نمبر 18 پر حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تحریک ہے۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ آپ کے پاس میری ایک اہم تحریک استحقاق کے متعلق رپورٹ زیر غور ہے جو نہایت ہی مختصر کارروائی کی ہے۔ جس پر پورے ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کو priority دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ پہلے تحاویک التوا کار ہو جائیں پھر میں دیکھتا ہوں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ اس کی priority کے اعتبار سے تحریک استحقاق کی رپورٹ پر کارروائی کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ کم از کم تحریک التوا کی آئٹم تو ختم ہو جائے۔ یہ نہیں کہ کوئی فاضل رکن تقریر کر رہا ہو اور بیچ میں تحریک استحقاق لے آئیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ میں تحریک التوا کے سلسلے میں عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ میں نے 37 تحاریک التوا دی ہیں۔ اس سلسلے میں جو

فیصلہ کیا گیا ہے وہ مجھے اعتماد میں لیکر نہیں کیا گیا ۔ چونکہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے فیصلہ کر لیا ہے لیکن پھر بھی اس سلسلے میں میں یہ ضروری کہونگا کہ نمبرنگ کے لحاظ سے جس کو ایک نمبر پر ہے اور اگر وہ سیلاب کو cover کرتی ہے تو اس کے بعد آنے والی تمام سیلاب کے متعلق تحاریک آ جائیں گی ۔ پھر نمبر 2 ۔ نمبر 3 ۔ نمبر 4 کو اس حساب سے take up کیا جائے ۔ اور اس سلسلے میں جتنی بھی آتی ہیں پھر وہ آئندہ نہ لی جائیں ۔ لہذا اس سلسلے میں آپ یہ طریقہ کار اختیار کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو follow نہیں کر سکا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے جو فیصلہ کر لیا ہے اس سے مجھے اتفاق ہے لیکن اس سلسلے میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ مثال کے طور پر جو تحریک التوا نمبر 1 پر ہے وہ آپ پڑھیں گے اگر وہ سیلاب کے متعلق ہے تو آئندہ ایسی ہی تحاریک نہ لی جائیں ۔

Mr. Speaker :—I know my jobs.

تحریک التوا نمبر 18 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا نمبر 2 پر ہے ۔

Mr. Speaker :—This is no point of order.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے نقطہ نگاہ سے ہوگا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ نمبر 2 پر میری تحریک التوا ہے اور نمبر 3 اور نمبر 4 پر بھی میری تحاریک التوا ہیں ۔

تھانہ صدر منڈی بہاؤالدین کی پولیس کی طرف سے حوالاتیوں پر تشدد

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور مورخہ 15 ستمبر 1973 میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق تھانہ صدر منڈی بہاؤالدین کے ایس ایچ او راجہ محمد اکرم اے ایس آئی ذوالفقار اور پولیس لائن کے ہیڈ

کانسٹیبل نصراللہ خان اور دوسرے کانسٹیبلوں نے حوالاتیوں پر تشدد کیا اور زخمی کرنے کے باوجود ان حوالاتیوں کو مادر زاد ننگا کر کے انہیں بے دردی سے زدوکوب کیا اور غلیظ گالیاں دیں اور بعد ازاں انہیں جیل بھیج دیا۔ پولیس کے اس ناروا تشدد کے خلاف عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کی رپورٹ منگوائی جا رہی ہے۔

ارشاد علی سینئر کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹرس زنانہ مدارس بہاولنگر کی طرف سے ہزاروں روپے کی رقم کا خرد برد

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ لاہور مورخہ 29 اگست 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق ڈسٹرکٹ انسپکٹرس زنانہ مدارس بہاولنگر کے سینئر کلرک ارشاد علی نے دفتری ہیر پھیر اور دھاندلی کر کے تقریباً ہزاروں روپے کے قریب رقم کو خرد برد کر لیا۔ اور ڈسٹرکٹ السپکٹرس کے حساب طلب کرنے پر وہ السپکٹرس موصوف سے الجھ کر ان کے خلاف مختلف ذرائع سے غلط اور بے بنیاد اور جھوٹے قسم کے الزامات عائد کر کے ان کو بدنام کرنے کی کوشش میں اوچھے ہتکنڈوں پر اتر آیا۔ اس کلرک کے بارہ میں بہاولنگر کی استانیوں اور عوام نے اعلیٰ حکام محکمہ تعلیم کو متعدد دفعہ شکایات بھی کی تھیں۔ اس کلرک کی غیر ذمہ دارانہ حرکات سے ضلع بہاولنگر میں اضطراب و ہیجان پھیلا ہوا ہے۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ابھی یہ پتا چلا ہے کہ یہ تحریک التوا میرے متعلق ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فاضل محرک اس سے کچھ تحقیقات کرانا چاہتے ہیں۔ میں اس کے متعلق انہیں یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی کاپی مل جائے تو اس کی بنیاد پر جو تحقیق کرانی ہے وہ میں کراؤنگا اور فاضل محرک کو اس کے نتائج کے متعلق آگاہ کرونگا۔

Mr. Speaker :—What is the position ?

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اگر اس کی تحقیقات یہ فرما دیں اور جلدی اس سلسلے میں انتظام کر دیں تو میں اپنی تحریک کو press نہیں کرتا۔

Mr. Speaker :—It is disposed of accordingly.

عائشہ ٹیکسٹائل ملز شیخوپورہ کے مزدوروں کا ضلعی انتظامیہ کے خلاف احتجاجی جلوس

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 23 اگست 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق شیخوپورہ میں عائشہ ٹیکسٹائل ملز کے مزدوروں نے ضلعی انتظامیہ کے خلاف زبردست جلوس نکالا - ملز کی انتظامیہ مزدوروں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے - عائشہ ملز کی انتظامیہ نے چند مزدوروں کی کنپٹیوں پر بندوق کی نالی رکھکر زبردستی استعفیٰ لے لئے اور انہیں ننگا کر کے جلوس نکالا گیا مارا پیٹا گیا - اس بہیمانہ غنڈہ گردی اور مزدور کش پالیسی کے خلاف عائشہ ملز کے مزدوروں نے زبردست احتجاجی جلوس نکالا - اس خبر سے مزدور برادری میں حکومت پنجاب کے خلاف شدید رد عمل اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے -

وزیر اعلیٰ - میں رپورٹ منگوا لیتا ہوں -

میاں منظور احمد موہل - یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس سلسلے میں باقاعدہ ایوان میں بحث ہونی چاہئے - چونکہ یہ مزدوروں کے خلاف ہوا ہے اور یہ ہماری حکومت کے بھی خلاف ہے -

Mr. Speaker : If the Member does not agree, then I would put the motion to vote.

میاں منظور احمد موہل - یہ مزدوروں کا مسئلہ ہے -

Mr. Speaker : This is held in order. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats..... The count was taken.....It falls as it does not get the required number of votes.

Now, we come to motion No. 23. It does not relate to the Province of Punjab. It is related to the Central Government. Mian Sahib, it is not a body constituted by the Provincial Government. The motion is, therefore, ruled out of order.

Next motion No. 25. It is vague because it does not deal with any specific matter. It contains general statement and it, therefore, ruled out of order.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا specific مسئلہ ہے ۔ کوٹ لکھپت کے مزدوروں پر دست کشی کی گئی اور انہیں زدوکوب کیا گیا ۔

Mr. Speaker ; It is very vague terms.

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ تو صنعتی علاقے کے مزدوروں کا ذکر ہے اور اس میں لال انسٹری کا ذکر کیا گیا ہے ۔ لال انسٹری کے مالکان کے غنڈوں اور پولیس نے پورے علاقے کا محاصرہ کیا ہوا ہے ۔ اور علاقہ لال انسٹری کا واضح ہے ۔

Mr. Speaker : Don't necessarily go by the vague and not very responsible reports appearing in some of the newspapers.

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ علاقہ دیا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : Kot Lakhpat constitutes one-third of the total of Industrial labour in Lahore and Sheikhupura District.

میں آپ کی تحریک التوا کو پڑھے دیتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور مورخہ 3 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق کوٹ لکھپت کے صنعتی علاقہ میں مزدوروں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ پولیس اور لال انسٹری کے مالکان کے غنڈوں نے پورے علاقے کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور اس تمام کارروائی میں ماڈل ٹاؤن پولیس سٹیشن کے افسر انچارج بذات خود پہلی اول روز سے مل مالکان کی امداد کر رہے ہیں ۔ پولیس اور گرائے کے غنڈے بلا تمیز مزدوروں کو زدوکوب کر کے ان کی زندگی اجیرن کئے ہوئے ہیں ۔

What is specific in it, I would like to know ?

میاں منظور احمد موہل ۔ اس میں جناب والا ۔ پولیس آفیسر کا نام دیا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : The statement is vague and in general terms.

Haji Muhammad Saifullah Khan : With due respect I would submit this is a very specific motion.

اس میں جناب انڈسٹری کا نام لیا گیا ہے ۔ علاقہ کا نام لیا ہے ۔ کرنے والے کا نام لیا ہے ۔ اس سے بڑھ کر واضح تحریک اور کیا ہو سکتی ہے ۔ علاقے کی پولیس نے گھیراؤ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں حاجی صاحب کیا specific matter ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس میں مل کا نام دیا ہے جناب والا ۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے اس کی requirement انہوں نے پوری کر دی ہے ۔ کیا ممبر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مل اور مل مالکان کے نام بھی بتائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ضروری نہیں ہے مگر یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ کتنے لوگوں کو زدکوب کیا گیا ۔ کون سے علاقہ میں کیا گیا کب کیا گیا ۔

At least these are the minimum requirements of an adjournment motion and this motion lacks all these three ingredients.

میاں منظور احمد موہل ۔ اس میں واضح ہے ۔

Mr. Speaker : I have given my decision.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ رول 69 کی طرف مبذول کراؤنگا ۔ آپ وہ تحریک التوا پڑھ سکتے ہیں جو آپکی نگاہ میں صحیح ہو اور جو vague ہو اس کو نہیں پڑھ سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The member could have satisfied me that the motion is not vague. I was even then open to conviction.

No. 26 is also by Mian Manzur Ahmad Mohal.

دھنی رام سٹریٹ انارکلی میں دن دھاڑے ڈاکہ اور ایک سنار کی گولی لگنے سے ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 3 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور کے مصروف ترین علاقہ دھنی رام سٹریٹ انارکلی میں دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا گیا ۔ سنار کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور سیف توڑ کر 50 ہزار روپے کی مالیت کے زیورات و سونا لیکر فرار ہو گئے ۔ صوبائی حکومت صوبہ میں قانون کی بالا دستی قائم رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ غنڈہ گردی اپنے عروج پر ہے ۔ اس واردات سے صوبہ بھر کے لوگ

بالعموم اور شہر لاہور کے عوام بالخصوص نہایت پریشان ہیں اور وہ اس وقت اپنی جان و مال کے عدم تحفظ کی بنا پر اضطراب و ہیجان میں مبتلا ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ میں رپورٹ پیش کر دونگا۔

دہشت پسند خفیہ تنظیم کے افراد کا پولیس ہیڈ کوارٹرز تھانہ سول لائنز۔ لاہور پر بم پھینکنا

مسٹر سپیکر۔ یہ میاں منظور احمد موہل صاحب کی تحریک التوا ہے۔ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" لاہور مورخہ 3 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارلحکومت میں دہشت پسندوں کی ایک خفیہ تنظیم کے افراد نے پولیس کو ہراساں کرنے کیلئے گذشتہ رات لاہور پولیس کے ہیڈ کوارٹر تھانہ سول لائنز میں بم پھینک دیا جس کے پھٹنے سے تھانہ کے ایک فلیٹ میں رہائش پذیر ڈی۔ ایس۔ پی سول لائنز مرزا فضل الہی بیگ کی اہلیہ شدید زخمی ہوگئیں۔ اور فلیٹ کو بھی خاصا نقصان پہنچا۔ پولیس کی سر توڑ کوشش کے باوجود ابھی تک ملزمان کا سراغ نہیں لگا سکی۔ پولیس نے چونکہ حالیہ دنوں میں سیاسی راہنماؤں پر تشدد کئے ہیں اب وہ عوام سے خوف زدہ ہے اور اپنی بدنامی کے ڈر سے اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے حالانکہ ڈی۔ ایس۔ پی کی اہلیہ کو میو ہسپتال کی بجائے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال داخل کیا گیا ہے۔ اب پولیس کے اعلیٰ افسروں کی کوٹھیوں پر حفاظتی اقدامات سخت کر دئیے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو کر اضطراب و ہیجان کی کیفیت طاری ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ مجھے اس بارہ میں پتہ نہیں ہے۔ میں پتہ کرکے رپورٹ پیش کر دوں گا۔

Chaudhri Jamil Hassan Khan Manj : It is not a matter of recent occurrenee. No specific date has been given in this motion.

Mr Speaker : "Recent" means anything taking place after the last and before the commencement of the present sitting. Any thing that has happened between these two is recent occurrence for the purposes of the adjournment motion.

Chaudhri Jamil Hassan Khan Manj : The case stands referred to the Police and that is under investigation.

وزیر اعلیٰ ۔ میں اسکو منظور کر رہا ہوں اور میں اس سلسلے میں رپورٹ پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ متعدد نوعیت کی تحریک ہائے التوا کئی ہفتوں سے اور بعض کئی دنوں سے آپ کے پاس تھیں اور انکی کاپیاں بھی متعلقہ وزراء کی خدمت میں یقیناً بھیجی جا چکی ہونگی ۔ اسلئے ہم آپ سے درخواست کرینگے کہ ہمارے وزراء تیار ہوکر آیا کریں اور یہاں جو تحریکیں پڑھی جائیں انکی وضاحت کے لئے وقت نہ مانگا کریں۔ میرے علم کے مطابق یہ تحریکیں کافی عرصہ سے معرض التوا میں پڑی ہیں اور وزراء نے وطیرہ بنا لیا ہے کہ وہ تحریک التوا پیش ہونے کے بعد انکے لئے رپورٹ مانگنے کی یقین دھانی کراتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کرینگے ۔ وہ رپورٹ پیش کرنی چاہتے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ وہ رپورٹ مانگیں گے ۔ ممکن ہے وہ رپورٹ پہلے حاصل کرچکے ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں انہیں وقت دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ رپورٹ پیش کرنی چاہتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہیں بتانا چاہئے کہ اس واقعہ کی نوعیت کیا ہے اور کس کیا تفصیلات ہیں کیونکہ ایک واقعہ ہوا ہے اور ایوان کا وقت بچانے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس مرحلہ پر جو بھی بیان دینا چاہتے ہیں وہ ریکارڈ کرائیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں جناب تابش آلوری صاحب کی خدمت میں وضاحت کے طور پر عرض کرونگا کہ وقت تب بچتا ہے کہ جو رپورٹ پیش کی جائے اس پر خود اطمینان ہو کہ ہاں یہ درست ہے مکمل ہے اور واضح ہے ۔ اسلئے میں یہ رپورٹ پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل صاحب آپکی تحریک نمبر 29 ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ نہیں جناب ۔ اس سے پہلے 28 نمبر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 28 تو سیلاب کے متعلق ہے ۔

میاں منظور احمد موہل - نہیں جناب - یہ حکمہ ضیاک کے متعلق ہے یہ سیلاب کے متعلق نہیں ہے -

Mr. Speaker : It is as a consequence of the floods.

اسکے بعد آپکی تحریک نمبر 29 ہے - میں اسے allow نہیں کر رہا ہوں اسلئے کہ آپ نے لکھا ہے کہ اس رپورٹ کے شائع ہونے سے صوبے بھر کے عوام میں غم و غصہ اور سخت اضطراب اور ہیجان پایا جاتا ہے - اگر کسی اخبار میں کسی رپورٹ کے چھپنے کے بعد ہیجان پیدا ہو جائے تو یہ اس واقعہ کے متعلق نہیں ہے - یہ رپورٹ کے متعلق ہے -

Is it in protest or in support of that report ?

میاں منظور احمد موہل - جناب یہ بڑی واضح ہے -

Mr. Speaker : I am not allonwing discussion on it. I have put a very precise question.

میاں منظور احمد موہل - جناب صوبہ بھر کے عوام میں واقعی سخت اضطراب ہے -

Mr. Speaker : That is not what you have written. Therefore I am not going to allow it. Now we came to No. 31 by Mian Manzoor Ahmad Mohal.

قومی پے سکیل نہ ملنے پر کالجوں کے اساتذہ کی طرف سے ہفتہ احتجاج منانے کا اعلان

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 15 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق کالجوں کے اساتذہ دس اکتوبر سے ہفتہ احتجاج منائینگے کیونکہ انہیں یقین دہانیوں کے باوجود آج تک قومی پے سکیل نہیں دیا گیا - چونکہ یکم اکتوبر کو کالج کھل رہے ہیں - اگر لیکچرار کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو پھر کالج بند ہو جائینگے اور تعلیمی نقصان کا سامنا کرنا پڑیگا - اس خبر سے صوبہ بھر کے علم دوست حضرات میں سخت بے اطمینانی غم و غصہ - اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے -

میاں صاحب - اس سے کیا فرق پڑتا ہے - علم دوست حضرات تو پہلے ہی پڑھے لکھے ہیں ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اساتذہ نے نوٹس دے دیا ہے کہ ہمارے مطالبات منظور کرو ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اضطراب طلبا میں ہے یا ان کے والدین میں ۔ اب یہ بھی پتہ نہیں کہ علم دوست حضرات کون ہیں ۔ یہ جو حلقہ ارباب ذوق یا حلقہ ارباب ادب جیسی محفلوں میں بیٹھتے ہیں ہم تو انہیں علم دوست سمجھتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ مجھے تحریک التوا کی نقل نہیں ملی اور نہ ہی مجھے پہلی نقل ملی ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس مسئلے پر عرض کرتا ہوں کہ 1970 میں جب پے کمیشن مقرر کیا گیا تھا اس وقت اساتذہ کی تنخواہ اس کے احاطہ عمل سے باہر کر دی گئی تھی وہ اسلئے کہ اساتذہ نے کہا تھا کہ ہم اس پے کمیشن کی رپورٹ کا انتظار نہیں کرنا چاہتے اور ہماری تنخواہوں میں ابھی اضافہ کر دیا جائے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جون ۔ 70 میں ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ پے کمیشن کو ٹرمز اور کنڈیشنز دی گئی تھیں ان میں یہ واضح طور پر لکھ دیا گیا تھا کہ اساتذہ کی تنخواہیں اسکے احاطہ عمل سے باہر ہیں ۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت پے کمیشن نے جو رپورٹ دی اس میں اساتذہ کے متعلق کوئی سفارشات نہیں دیں ۔ اس کے بعد جب عوامی حکومت آئی اور تمام طبقوں نے اپنے اپنے مطالبات پیش کئے تو اساتذہ نے بھی ۔ جو پہلے یہ کہہ چکے تھے کہ ہم قومی پے کمیشن کی رپورٹ کا انتظار نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ مطالبہ کر دیا کہ ہمیں بھی اضافہ دیا جائے ۔ چونکہ عوامی حکومت سب کی بات سنتی تھی تو انہوں نے بھی مزید مطالبہ کر دیا کہ ہمیں بھی قومی پے کمیشن کی رپورٹ میں شامل کیا جائے اور جیسے باقی سروسز کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے یہ اضافہ ہمیں بھی دیا جائے ۔ تو اب یہ مسئلہ کہ ان کی تنخواہوں میں دوسرا اضافہ کر دیا جائے ۔ یہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے اور اسکا فیصلہ صرف صوبہ پنجاب کی حد تک نہیں ہو گا کیونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جو قومی سطح پر حل کیا جا رہا ہے یہ مسئلہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے اور جب اسکا فیصلہ ہو گا تو اساتذہ کو بتا دیا جائیگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل محرک کو اس سے اطمینان ہو جانا چاہئے کہ یہ مسئلہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ وزیر موصوف کے اس بیان کے پیش نظر میں اسے مزید پریس نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker :—Not pressed. Now we go the next item.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 اور 21 سے متعلق رپورٹ فوری بطور پر ایوان میں زیر بحث لائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے یہ تحریک ایجنڈے پر آئے گی ۔ اس طرح پیش نہیں ہو گی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ اسے فوری طور پر زیر غور لایا جائے ۔ یہ بڑی مختصر ہے اور مجلس استحقاقات نے متفقہ طور پر یہ رپورٹ مرتب کی ہے ۔ اب اسے اسمبلی نے منظوز کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پرسوں یہ ایجنڈے پر آ جائیگی ۔ ویسے سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ سات دن کا نوٹس آپ کو موشن کے لئے ضروری ہے ۔ آپ اس کو چیک کر لیں ۔

سید تابش الوری ۔ ہاؤس کی منظوری کے بعد اسکو اسی وقت زیر بحث لایا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رولز کے لئے پھر آپ مجھے ہی کہیں گے کہ waive کریں ۔ موشن کا مضمون تو ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اسے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ لیکن اس کا مطلب with due notice ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ مجھے اس سے اتفاق ہے ۔ لیکن میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ایوان اس سے متفق ہو تو اسے ابھی زیر غور لایا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے بھی کچھ پتہ ہونا چاہیئے کہ یہ کس کے متعلق ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ یہ سرکولیٹ ہو چکی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے لیکن میں انہیں نہیں دیکھ سکا ۔ اور پھر بیس اکیس سرکولیٹ ہوئی ہیں اب ساری تو یاد نہیں رکھی جا سکتیں ۔

سرکاری مواعید

دفتر یونین کونسل چن پور تحصیل لیاقت پور پر پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کا زبردستی قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے منسٹر صاحب کی توجہ دلائی ہے کہ مورخہ 7 جون 1973 کو جناب وزیر خزانہ نے قائم مقام قائد ایوان

کی حیثیت سے میری الٹوالے کار گی الکٹریک جو پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی جانب سے دفتر یونین کونسل چن پور تحصیل لیاقت پور کے سرکاری دفتر پر قبضہ اور جھنڈا اور بورڈ کی تنصیب کے بارے میں تھی یہ یقین دھانی کرائی تھی کہ کسی سرکاری عمارت پر کسی سیاسی جماعت کا قبضہ نہیں ہونے دیا جائے گا مگر تین ماہ سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس وقت تک دفتر یونین کونسل پر پیپلز پارٹی کا جھنڈا اور پارٹی کے دفتر کا بورڈ نصب ہے اور پارٹی کا اس پر قبضہ ہے۔ اس سلسلہ میں تاحال حکومت کی جانب سے نہ تو کوئی الکوائری کرائی گئی ہے اور نہ ہی یونین کونسل کا دفتر واپس لیا گیا ہے۔ چونکہ وزیر صاحب موصوف کی جانب سے کرائی گئی یقین دھانی پر تین ماہ سے زائد کی معقول مدت گزر جانے کے باوجود عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ معاملہ "مجلس دربارہ سرکاری مواعید" کے سپرد کیا جائے۔

وزیر خزانہ۔ ٹھیک ہے اسے مجلس دربارہ سرکاری مواعید کے سپرد کر دیا جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ اس میں رپورٹ بھی مانگنی ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جی ہاں۔

مسٹر سپیکر۔ یہ مسئلہ مجلس دربارہ سرکاری مواعید کے سپرد کیا جاتا ہے اسکی رپورٹ پندرہ یوم کے اندر آنی چاہئے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب مانگ لیں تو ٹھیک رہے گا۔

مسٹر سپیکر۔ اس سے پہلے رپورٹ کیا آئے گی۔ facts بھی تو verify کرنے ہوں گے۔

ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں مندرجہ ذیل ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھتا ہوں:۔

(ا) ہنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء

(ب) ہنگامی قانون انضباط ضروری اشیاء پنجاب مجریہ 1973ء۔

(ج) ہنگامی قانون مجریہ برائے تعداد سیلاب زدگان پنجاب مجریہ 1973ء۔

(د) ہنگامی قانون (ترمیم ثانی) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - اس میں انہوں نے ایک ہنگامی قانون کا ذکر کیا ہے - دی پنجاب اسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) آرڈیننس 1973ء - جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو آرڈیننس کی حیثیت رکھتا ہے نہ وہ عبوری آئین کے آرٹیکل 135 کے تحت جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ مستقل آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت جاری کیا گیا ہے - کیونکہ عبوری آئین کے آرٹیکل 135 کے تحت گورنر صاحب کے یا گورنمنٹ کے آرڈیننس جاری کرنے کے بعد صرف اسمبلی کے اجلاس سے چھ ہفتے کے بعد تک اس کی مدت ہوتی ہے اور مستقل آئین کے تحت تاریخ اجلاس سے تین ماہ تک - لیکن یہ آرڈیننس جس کا انہوں نے نام لیا ہے جناب والا - اس کی دفعہ 1 (3) میں ہے کہ This Ordinance shall be in force for a period of ten years. کوئی بھی آرڈیننس کسی بھی قانون کے تحت کسی بھی آئین کے تحت اپنی مقررہ مدت جو کہ آئین میں دی گئی ہے سے مزید عرصے نافذ نہیں کیا جا سکتا - مگر انہوں نے اس آرڈیننس میں یہ نہیں لکھا کہ This shall be in force. بلکہ یہ لکھا ہے کہ This Ordinance shall be in force of a period of ten years. چونکہ یہ آرڈیننس آئین اور اسکی مقتضیات کے منافی ہے اور اس کو جاری کرنے کا اتنی مدت کے لئے انہیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے اس لئے اس آرڈیننس کو ایوان کی میز پر قطعاً نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ اس کے ساتھ وہ legal authentication وہ legal force وہ legal support جو کہ اس عبوری آئین کے آرٹیکل 135 اور مستقل آئین کے 128 کے تحت حاصل ہے وہ اسے یعنی اس آرڈیننس کو حاصل نہیں ہے - لہذا یہ آرڈیننس صوبے کے قانون کا حصہ نہیں ہے جسے ایوان کی میز پر رکھا جائے - اس سلسلے میں میں جناب کو اس آرڈیننس کی کاپی دے سکتا ہوں کہ جناب پڑھ لیں کہ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ This Ordinance shall be in force for a period of ten years. تو چونکہ آرڈیننس دس سال کے لئے جاری نہیں کیا جا سکتا اس لئے اس کو ایوان کی میز پر نہ رکھنے دیا جائے -

وزیر خزانہ - جناب والا - جب کوئی آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھا جاتا ہے یا اس کو یہاں لیبل کیا جاتا ہے تو اس صورت میں It is deemed to be introduced تو اس آرڈیننس کو جو بل کی صورت میں introduce کیا جا رہا ہے - اسلئے اسکا مسودہ وہ بنایا گیا ہے جس صورت میں اسے ایوان نے پاس کرنا ہے - چنانچہ یہاں ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ ہم آرڈیننس کو دس سال کے لئے رکھنا چاہتے ہیں - آرڈیننس تو دستور کے مطابق تین ماہ سے زائد عرصہ تک انہیں رہ سکتا اور ہم اسکو تین ماہ سے زائد رکھ بھی نہیں سکتے نہ رکھیں گے - چونکہ اس کو

آپ یہاں ٹیبل کیا گیا ہے اور deem کیا جاتا ہے کہ یہ introduce ہو رہا ہے۔ اسلئے یہ بل ہی کی صورت میں مسودہ بنایا گیا ہے۔ جب ایوان اسمبلی اسکو پاس کرے گا تو اس صورت میں یہ دس سال کے لئے نافذ ہو گا۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی بھی مغالطہ ہونا چاہیے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr Speaker : Please resume your seat. Constitution over-rides all other laws, therefore any law, what-ever it contains, has its limitations. What be contained in this Ordinance, it is operative for a limited period. If it remains an Ordinance, it expires on the day when the Constitution requires it to expire. If it is converted into an act of the legislature, then it becomes a permanent law unless the law itself limits its duration or is repealed. This is what has been done in this Ordinance. There fore, I agree with the statement made by the Hon'ble the Finance Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ آرڈیننس اس شق میں نہیں آتا جو مستقل آئین میں تین ماہ والی ہے یہ تو عبوری آئین کے تحت نافذ کیا گیا تھا ۔ یہ introduce نہیں ہو جاتا صرف ایوان کی میز پر رکھ دینے سے اس کے لئے تو انہیں باضابطہ موشن دینا ہوگی ۔

Mr. Speaker : There is a provision in the Constitution. کہ تمام آرڈیننسز تمام acts اور تمام رولز and anything which comes within the definition of law continues under the new Constitution.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مگر جناب یہ "deemed to be introduced" میں نہیں ہے ۔ اس کے لئے الگ موشن دینا ہو گی ۔

Mr. Speaker : It is now an ordinance under the new Constitution.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کے ایجنڈے سے ظاہر ہے اس میں آپ نے الگ motions دی ہوئی ہیں ۔ یہ deemed to be introduce نہیں ہوگا ۔ It is to be introduced after that.

Mr. Speaker: It is to be introduced afterwards. That may be a matter of abundant precaution with the Government. An Ordinance which has been promulgated under the Interim Constitution becomes an Ordinance under the new Constitution and it has its life of ninety days. May-be they would like that, in future, decisions of the Courts may not go against them. Probably that is why they are also introducing it as a Bill.

Mian Manzur Ahmad Mohal: Sir, I would like. . . . .

Mr. Speaker: The issue has been closed.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ حاجی سیف اللہ صاحب کا موقف یہ ہے کہ آرڈیننس میں اس شکل میں 10 سال نہیں لکھنا چاہئے تھا ۔ بطور بل کے یہ لکھا جا سکتا ہے کہ آرڈیننس کی شکل میں اسکو 10 سال کے لئے وقف کر دیا جائے تو یہ آرڈیننس میں ایسا اختیار نہیں ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے ان کی جو وضاحت ہے وہ بالکل واضح ہے اور درست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ گورنر صاحب کو ایڈوائز کر سکتے ہیں ۔ آپ لیجز پارٹی میں ہیں اگر آپ لاء منسٹر بن جائیں اور شاید اس طرح سے اور ممبر اسمبلی بھی ہیں ۔ آپ گورنر صاحب کو ایڈوائز کر سکتے ہیں ۔ مگر جہاں تک میرا تعلق ہے میں ان کو بحیثیت سپیکر اس مسئلہ میں ایڈوائز نہیں کر سکتا ۔ کولیسچن آف لاء پر یہی میری دقت ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب اچھی طرح مشورہ دے سکتے ہیں ۔ وہ بہت لائق ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر میں ان کو مشورہ نہیں دے سکتا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ وہ بہت قابل اور اچھے وکیل ہیں وہ مجھ سے قابل اور اچھے وکیل ہیں ۔

Mr. Speaker: The following Ordinances have been placed on the Table of the House :—

1. The Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Ordinance, 1973, promulgated on 20th July, 1973.
2. The Punjab Acquisition of Land (Housing) (Second Amendment) Ordinance, 1973, promulgated on 10th September, 1973.

3. The Punjab Essential articles (Control) Ordinance, 1973, promulgated on 20th July, 1973.
4. The Punjab Flood Relief Cess Ordinance, 1973, promulgated on 1st September, 1973.

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) مصدرہ 1973
(مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1973)

وزیر اوقاف و ہاؤسنگ - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973 پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973 پیش کر دیا گیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس کو آپ ملتوی فرما دیں -

مسٹر سپیکر - ابھی اور تحریک پیش ہونی ہے -

وزیر اوقاف و ہاؤسنگ - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ 77 کو جہاں تک کہ اس کا اطلاق (مسودہ قانون) (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973 پر ہوتا ہے معطل کر دیا جائے اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ 77 کو جہاں تک کہ اس کا اطلاق (مسودہ قانون) (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973 پر ہوتا ہے معطل کر دیا جائے اور اسے مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں میرے خیال میں وہ اس تحریک کو واپس ہی لے لیں گے - یہ مجلس قائمہ کے پاس چلا جائے تا کہ یہ جمہوری عمل برقرار رہے اور اپنی معیاد کے اندر زیر غور آ جائے -

وزیر اوقاف و ہاؤسنگ۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکو مجلس قائمہ کے سپرد کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اصل میں یہ ایکٹ بن چکا ہے۔ معمولی سی ترمیم ہے جس پر یہاں بحث ہو سکتی ہے۔ اسلئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس کو مجلس قائمہ کے سپرد نہ کیا جائے بلکہ رولز آف پروسیجر کے قاعدہ 77 کو ملتوی کر دیا جائے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ جہاں تک اس پر عمل درآمد کا تعلق ہے مہربانی فرما کر آپ اسکو وہاں جانے دیں۔ رولز کی مٹی پلید نہ کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسمیں کونسی ایمرجینسی ہے۔ اسکو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جانا چاہئے۔ یہ کمیٹی کے پاس چلا جائیگا۔ آپ کے پاس ٹائم بھی ہے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے اعلان کیا آپ طریق کار کی خلاف ورزی سے بچ جائیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ اسکو مجلس قائمہ کے پاس جانے دیں۔

Mr. Speaker : Allama Sahib had made a statement sometime earlier and I just want to remind the members of the Assemhly about it. Of course, I am not convassing but I am just stating the factual position. Certain statements had been made in the earlier part of the day that an attempt would be made that legislation work is completed by the 3rd and at the latest by the 5th of October.

تو اس میں پوزیشن یہ ہوگی۔ آج ستمبر کی 22 تاریخ ہے ممکن ہے کہ رپورٹ کل تک آ جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ گذارش یہ ہے اور میں آپ کی اجازت سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ 2 دن ہم نے سیلاب سے پیدا ہونے والے مسائل پر گفتگو کرنی ہے۔ اگر یہ مجلس قائمہ کے پاس چلا جائے تو اس کے لئے وقت مقرر کر دیا جائے کہ فلاں وقت پر مجلس قائمہ اپنی رپورٹ بھیج دے۔ اس جمہوری طریق کار کی تکمیل ہو جائیگی اور جناب کاہلوں صاحب کے بل کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور یہ بر وقت پاس ہو جائیگا۔

Mr. Speaker : If the reports can be made available on Monday.

سید تابش الوری۔ یہ بنیادی طور پر اصول کی بات ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کلاز تو ایک ہی ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ رولز کے قاعدہ کو معطل کرنا غیر پارلیمانی کارروائی ہے ۔ یہ ایک غیر معمولی چیز ہے ۔ ایوان میں جب بھی اس قسم کی تحریک کی گئی تو ایوان کی دونوں جانب بیٹھے ہوئے ارکان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایسے بل مجلس قائمہ کے سپرد کئے جائیں جو بھی مجالس قائمہ بنی ہیں ان کو کام کرنیکا پورا موقعہ ملنا چاہئے ۔ جناب سپیکر ۔ نیشنل اسمبلی میں بھی یہی روایات قائم ہے کہ کوئی بل مجلس قائمہ کے پاس پہنچے بغیر پاس نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر سوموار تک رپورٹ آ جائے تو بہتر ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ آپ کے اختیار کی بات ہے آپ اس کے لئے وقت مقرر فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ رپورٹ پھر سوموار کو آئے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ایک دن مخصوص رکھا گیا ہے تو یہ رپورٹ سوموار کو پیش ہوگی اور اگر مجلس قائمہ اس عرصہ میں ان کو نہیں بجھواتی ہو تو ہم اسی پر غور کر لیں گے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس کے ساتھ دوسرا بل بھی ہے اگر دونوں کی رپورٹیں سوموار تک آ جائیں تو بہتر ہوگا ۔

وزیر ہاؤسنگ ۔ جناب سپیکر ۔ اگر رپورٹ سوموار تک آ سکتی ہے تو پھر میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ایوان تحریک واپس لینے کی اجازت دیتا ہے ؟

آوازیں ۔ اجازت ہے ۔

Mr. Speaker : It is referred to the concerned Standing Committee. The report to be presented on Monday the 24th of September, 1973.

مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 60 بابت 1973)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیا پنجاب مصدرہ 1973 پیش کر دیا گیا ہے ۔

[illegible] Standing Committee [illegible]
[illegible] 24th of September, 1973.

[illegible] announcement that the Standing Committee on [illegible] will meet at 4. 30 p. m. today and the Standing [illegible]ittee about Essential Articles will meet at 5. 30 p. m. today

[illegible] Speaker : The House is adjourned till 8. 00 a. m. on [illegible] the 24th of September, 1973.

(اسمبلی کا اجلاس 24 ستمبر 1973 بروز سوموار 8 بجے صبح تک [illegible] ملتوی ہو گیا)

سوموار — 24 ستمبر 1973ء
(دو ہجبہ — 26 شہان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آج صبح منعقد ہوا۔ معزز ممبر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

پ ۸ — س ۷ — ع ۱۴ — آیات ۵۴ تا ۵۶

بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جان لو! کہ خلق اور امر اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔ بڑی برکت والی ہے اللہ کی ذات جو رب العالمین ہے۔

لوگو! اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت قریب ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ وقفہ سوالات شروع ہو اگر کسی معزز رکن نے ابھی تک حلف وفاداری نہیں اٹھایا وہ حلف اٹھا سکتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ارکان اسمبلی کا حلف

(1) سید الطاف حسین شاہ ۔

(2) مسٹر عطا محمد خان کھوسہ ۔

(3) چودھری محمد حیات گوندل ۔

(4) ملک محمد مظفر خان ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مجاہد آباد رام گڑھ لاہور کی گلی نمبر 39 میں واٹر ورکس کے پانی کی فراہمی

*2828 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجاہد آباد رام گڑھ لاہور میں ٹیوب ویل گلی نمبر 39 سے بالکل قریب ہے جس کی وجہ سے اس گلی کا زیر زمین پانی کم ہوتا جا رہا ہے اور نتیجتاً کنوئیں اور نلکے خشک ہوتے جا رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مجاہد آباد کی تقریباً تمام گلیوں میں واٹر ورکس کا پانی فراہم کیا جا رہا ہے مگر گلی نمبر 39 ابھی تک پانی سے محروم ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی میں واٹر ورکس کا پانی فراہم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)۔ (الف) گلی نمبر 39 مجاہد آباد سے ٹیوب ویل تقریباً 600 فٹ دور ہے۔ یہ درست نہیں کہ اس علاقہ میں پانی کی سطح اس ٹیوب ویل کے نیچے لگنے سے اتر گئی ہے۔ لاہور میں پانی کی سطح عام طور پر گر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کے ذرائع پر اثر پڑا ہے۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست۔ یعنی گلی نمبر 39 کو پانی فراہم نہیں کیا جا رہا ہے۔

(ج) مالی سال 74-1973ء میں اس علاقہ کی کچھ گلیوں (مشمولہ گلی نمبر 39) میں پانی کی سپلائی کی تجویز زیر غور ہے دوسری صورت میں اس سال بھی گورنمنٹ کو فنڈ مہیا کرنے کے لیے لکھا گیا ہے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ کیا یہ درست ہے کہ گلی مذکورہ میں عرصہ تین سال سے پائپ لائن بچھا دی گئی ہے لیکن پانی کا کنکشن ابھی تک نہیں دیا گیا؟

وزیر اعلیٰ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ پانی کا کنکشن دینے کے لیے دوسرے اور معاملات بھی دیکھنے پڑتے ہیں۔ اس سلسلے میں مالی سال 74-1973ء کی جتنی تجاویز ہیں ان پر عملی طور پر کچھ نہ کچھ کیا جائے گا۔

مجاہد آباد رام گڑھ لاہور کی گلی نمبر 39 میں سیوریج سسٹم کی فراہمی

*2829۔ **سردار چھ عاشق**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجاہد آباد رام گڑھ لاہور میں [illegible] گلی نمبر 39 کے تقریباً تمام گلیوں میں سیوریج سسٹم مکمل ہو [illegible]

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 39 میں بھی سیوریج سسٹم مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) یہ درست نہیں ۔

(ب) فی الحال کوئی ارادہ نہیں ۔ اگر وسائل ہوئے تو اس پر غور کیا جائے گا ۔

صارفین سے دوہرے ٹیرف کی وصولی

*2833 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بجلی اپنے صارفین سے دوہرا ٹیرف وصول کرتا ہے یعنی ہارس پاور پر بھی اور یونٹوں کی تعداد پر بھی ٹیرف وصول کیا جاتا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یونٹوں کی ریڈنگ میں محکمہ کے میٹر کلرک ٹیوب ویلوں اور دیگر چکیوں اور ملوں وغیرہ کے مالکان سے مل کر بجلی کے میٹروں میں ہیرا پھیری کرتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے حکومت کو ہر ماہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ بجلی میٹر کلرکوں کو ہٹا کر بجلی کا کرایہ ماہوار ہارس پاور کے حساب سے وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک ایسا ہو جائے گا اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا ۔ اس کو repeat کر دیا جائے ۔

نیشنل بنک آف پاکستان کا ٹی بی ایسوسی ایشن پنجاب کو رقم ادا نہ کرنا

*3193 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹی بی ایسوسی ایشن پنجاب کا تقریباً 2 لاکھ روپیہ نیشنل بنک آف پاکستان میں ہے جس کی ادائیگی تا حال مذکورہ ایسوسی ایشن کو نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ رقم کی ادائیگی کے لیے کوئی حکم جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) اس کیس سے متعلق کوئی ریکارڈ محکمہ صحت عامہ کے پاس نہیں ہے اور نہ محکمہ سے کبھی اس سلسلے میں کسی قسم کی رپورٹ یا سفارشات طلب کی گئی ہیں البتہ پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن نے ہمارے پوچھنے پر ہمیں مطلع کیا ہے کہ آزادی کے وقت امپیریل بنک آف انڈیا میں پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن کے 2,06,000/- روپے جمع تھے اور اس میں سے پاکستانی پنجاب کا حصہ 1,57,000/- روپے بنتا ہے جو ابھی تک ایسوسی ایشن کو نہیں مل سکا ۔

(ب) پنجاب ٹی ۔ بی ایسوسی ایشن لاہور کے نمائندگان اور حکومت کے متعلقہ اداروں کے درمیان گفت و شنید اور خط و کتابت جاری ہے ۔

Begum Rehana Sarwar : Will the Chief Minister please state whether this amount still stands to be considered in the books maintained by the Government of the Pakistan or whether this amount has been put under the head "write-off" ?

وزیر اعلیٰ ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ابھی تک ان اداروں اور حکومت کے درمیان گفت و شنید جاری ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا اس سوال کا جواب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی بجائے محکمہ صحت کو

نہیں دینا چاہئے تھا تا کہ پتہ چلتا کہ آیا یہ رقم write off ہوئی ہے یا نہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو آپ کا مشورہ ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ میرا سوال وزارت خزانہ سے متعلق تھا اس کو وہاں بھیجنا تھا لیکن اس کو ایس ۔ اینڈ ۔ جی ۔ اے ۔ ڈی کے پاس بھیج دیا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوشل ویلفیئر کا محکمہ وزیر اعلی کا ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ سوال یہ ہے کہ جو رقم امپرئل بنک آف انڈیا میں باقی تھی ۔ آیا وہ باقی ہے یا ختم ہو گئی ہے ۔ سوشل ویلفیئر کے محکمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

وزیر اعلی ۔ ان کی بات میں کافی وزن ہے ہم اس سلسلے میں وزرات خزانہ سے پتہ کر لیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزارت خزانہ سے پتہ کر لیا جائے ۔

ٹی بی ایسوسی ایشن شجاع آباد کی گرانٹ میں ایزادی

*3194 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے پنجاب کی کتنی ٹی بی ایسوسی ایشنوں کو نیشنل کونسل اور صوبائی کونسل سے کتنی کتنی امداد دی اور کیا یہ امداد دینے کا کوئی اصول وضع کیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹی بی ایسوسی ایشن شجاع آباد کو صرف 2,000 روپے دیے گئے ہیں جب کہ اس نے اپنی مدد آپ کے تحت تقریباً 10 ہزار روپے اکٹھے کئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو پھر اتنی کم امداد کیوں دی گئی ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹی ۔ بی ۔ ایسوسی ایشن مذکور کی گرانٹ بڑھانے پر غور کرے گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) محکمہ سماجی بہبود کے ذریعے پنجاب میں نیشنل کونسل اور صوبائی بورڈ (پنجاب سوشل سروسز بورڈ) کی طرف سے سال 72-1971ء - 73-1972ء میں 16 ٹی بی ایسوسی ایشنوں کو مالی امداد دی گئی - مالی امداد کی تفصیل ''الف'' ہے - ان اداروں کو مالی امداد ان کی ضرورت ، ان کے وسائل ، حکومت کے پاس موجود رقم اور ادارے کی خدمات/ کارکردگی معیار کے مطابق دی جاتی ہے -

(ب) ٹی بی ایسوسی ایشن شجاع آباد کو سال 72-1971ء میں 2،000 روپے دیے گئے تھے - یہ رقم ادارے کی خدمات کے معیار اور دوسرے اداروں کے مقابلے میں فائدہ اٹھانے والے مریضوں کی تعداد کے تناسب کے حساب سے دی گئی تھی - اس امداد کا فیصلہ قومی کونسل اور صوبائی بورڈ کے اجلاس میں مروجہ پالیسی اور اصولوں کے مطابق کیا جاتا ہے ہر ادارے کو اس کی اپنی جمع کردہ رقم کے مساوی مالی امداد مہیا کرنا عملاً مشکل ہے -

(ج) اس ادارے کو سال رواں (73-1972ء) میں 2،000 روپے گرانٹ دی گئی ہے جو سابقہ سال کی مالی امداد سے زیادہ ہے -

نمبر شمار	نام ادارہ	قومی کونسل سے مالی امداد		صوبائی بورڈ سے مالی امداد	
		72-1971ء	73-1972ء	72-1971ء	73-1972ء
1	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن بہاولنگر	—	1000	—	—
2	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن گوجرانوالہ	3000	2500	—	—
3	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن شیخوپورہ	4000	4000	—	—
4	تحصیل ٹی ٹی - بی ایسوسی ایشن ڈسکہ	3000	3000	—	—
5	ٹی - بی ایسوسی ایشن شجاع آباد	2000	2500	—	—
6	ٹی - بی ایسوسی ایشن خانیوال	9000	9000	2000	1500
7	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن ساہیوال	—	2000	—	—

8	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن لاہور	2000	3000	500	—
9	پنجاب ٹی - بی ایسوسی ایشن گلبرگ لاہور	1000	—	—	—
10	ٹی - بی ایسوسی ایشن ، کیمبلپور	2000	2000	1000	2000
11	ٹی بی ایسوسی ایشن جہلم	2000	—	—	—
12	ٹی بی ایسوسی ایشن گجرات	—	2000	—	—
13	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن راولپنڈی	1500	2000	—	—
14	ڈسٹرکٹ ٹی - بی ایسوسی ایشن لائلپور	6500	7000	1000	1000
15	ٹی - بی ایسوسی ایشن سمندری	—	—	—	750
16	ٹی - بی ایسوسی ایشن خوشاب	1000	3000	—	—

چودھری علی بہادر خان - کیا وزیر اعلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبائی بورڈ کی مالی امداد 72-1971ء میں دو ہزار اور 73-1972ء میں 2500 روپے فرمائی تھی لیکن محکمہ ملیریا پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اور یہ بات صوبائی سیکریٹری ہیلتھ نے بھی مانی ہے کہ محکمہ ملیریا کوئی کام نہیں کر رہا ہے اور یہاں 2500 روپیہ اس کے لیے رکھا جا رہا ہے جو بہت کم ہے - کیا اس رقم کو بڑھانے پر غور کیا جائے گا ؟

وزیر اعلی - جیسا کہ میں نے جواب میں عرض کیا ہے کہ سوشل سروسز بورڈ کے پاس جو رقم ہوتی ہے وہ مختلف اداروں کی ضروریات اور کارکردگی کو سامنے رکھ کر تقسیم کی جاتی ہے - جہاں تک ملیریا ایریڈیکیشن کا تعلق ہے اس پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی - اس لیے اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے - تا کہ وزیر متعلقہ اس کے بارے میں بتا سکیں -

پنجاب سول سیکرٹریٹ کے محکمہ خزانہ میں ایک ہی سیٹ پر تین سال سے زائد عرصہ سے متعین ملازمین کی تعداد

*3313 - **چودھری علی بہادر خان** - کیا وزیر اعلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ کے محکمہ خزانہ میں کتنے ملازمین ایک ہی

سیٹ پر 3 سال سے زائد عرصہ سے کام کر رہے ہیں اور ان کی ایک سیٹ پر مدت ملازمت کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کی واضح ہدایات کے باعث ایک سرکاری ملازم ایک ہی سیٹ پر تین سال سے زائد عرصہ تک متعین نہیں رکھا جا سکتا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت محکمہ خزانہ کے ملازمین کے لیے محولہ بالا احکامات پر عمل درآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) ڈپٹی سکریٹری دو (2)

سیکشن آفیسر دس (10)

اسسٹنٹ ستائیس (27)

(ب) یہ شرط سیکرٹریٹ سروس کے ملازمین پر عائد نہیں ہوتی ۔ تبادلے مفاد عامہ اور متعلقہ دفتر کی کارکردگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کئے جاتے ہیں ۔ خزانہ میں تجربہ اور ٹریننگ کے لیے زیادہ مدت درکار ہوتی ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر متعلقہ یہ بتا سکیں گے کہ یہ شرط محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے تمام ملازمین پر عائد ہے یا فنانس کے محکمہ کے ملازمین پر ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ شرط محکمہ خزانہ کے ملازمین پر ہے ۔

ضلع گجرات کے تھانوں میں مقدمات

*3588 ۔ **چودھری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع گجرات کے مختلف تھانوں میں سال 1970ء ۔ 1971ء و 1972ء میں ڈکیتی ۔ چوری ۔ سرقہ بالجبر ۔ قتل ۔ اغوا ۔ زنا اور سمگلنگ کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے ۔

(ب) ضلع گجرات میں سال 1970ء سے 1972ء تک جتنے مقدمات درج ہوئے ان میں ملوث کتنے ملزمان مفرور یا مجرم اشتہاری ہیں - کتنے ملزم عدم پتہ ہیں اور اس وقت کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے -

(ج) جزو (ب) میں مندرج عرصہ میں ضلع گجرات میں کتنے پولیس افسروں کے خلاف اس امر کی درخواستیں موصول ہوئیں کہ ان کی درخواست پر مقدمات درج نہیں کئے گئے -

(د) ایس پی گجرات نے سال 1973ء میں اب تک کتنے ماتحت افسران کے خلاف ایسی درخواستوں پر محکمانہ کارروائی کی اور کتنے ملازمین کو سزا دی گئی -

(ہ) کیا حکومت مذکورہ جرائم کی موجودہ صورت حال سے مطمئن ہے یا جرائم روکنے کے لیے کوئی خاص اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف)

نمبر شمار	سال	ڈکیتی	چوری	سرقہ بالجبر	اغوا	زنا	سنگ دل قتل
1	1970ء	—	1027	37	78	16	1 96
2	1971ء	2	922	29	82	20	1 89
3	1972ء	5	1049	12	90	15	— 109
4	میزان	7	2998	78	250	51	2 294

(ب)

سال	جتنے مقدمات درج ہوئے	ملزمان اشتہاری یا مفرور	ملزمان عدم پتہ	زیر سماعت مقدمات	کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے
1970ء	3019	71	828	1001	1870
1971ء	3001	122	526	1625	1454
1972ء	4407	219	1099	2211	1949
میزان	10427	412	2453	2837	5273

(ج) سنہ رواں اور دیگر سال بعائے 1970ء تا 1972ء میں دفتر پولیس گجرات میں کوئی درخواست کسی پولیس افسر یا پولیس ملازم کے خلاف موصول نہیں ہوئی بلکہ اس کی رپورٹ پر مقدمہ درج رجسٹر نہ کیا گیا۔

(د) کسی ملازم کو اخفائے واردات کی پاداش میں کوئی سزا نہیں ملی ہے۔؟

(ہ) ضلع گجرات میں جرائم کی صورت حال کنٹرول میں ہے۔ اگر کوئی سنگین واقعہ ہو تو اس کی نوعیت کے مطابق ضروری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے وقتاً فوقتاً سپیشل چھاپہ مار پارٹیاں تیار کر کے جرائم کی بیخ کنی کی سعی کی جاتی ہے۔

سرگودھا ڈویژن میں چوری کا خاتمہ

*3614۔ سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر ان کے علم میں ہے کہ جناب گورنر صاحب کے احکامات کے تحت مناسب اقدامات سے سرگودھا ڈویژن میں چوری کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیگر اضلاع خاص طور پر ضلع گوجرانوالہ میں بھی ایسے ہی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں قدرے کمی ہوئی ہے۔

(ب) دیگر اضلاع میں بھی چوری ڈاکہ اور نقب زنی کے خلاف مہم جاری ہے۔ جس سے خاطر خواہ اثر ہو رہا ہے۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ اویس مظہر حسین ایس۔ پی سرگودھا کو اس کارکردگی کی بنا پر کہ اس نے چوری اور ڈاکہ زنی

میں کمی کر دی ہے ضلع سے تبدیل کر کے اسے ۔ آئی ۔ جی ۔ اسٹبلشمنٹ لگا دیا گیا ہے ؟ کیا ان کی کارکردگی کا انہیں یہ صلہ دیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ اسے ۔ آئی ۔ جی تو ترقی ہوتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

سردار صغیر احمد ۔ ایک اچھے افسر کو فیلڈ سے واپس بلا لینا میرے خیال میں یہ ترقی نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔

ایس وی اساتذہ کی سینیارٹی

*3738 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے ایس وی اساتذہ کو یکم دسمبر 1962ء سے سیلیکشن گریڈ دیتے وقت ان کی سینیارٹی تاریخ تقرری ایس وی سے شمار کرنے کی بجائے جے وی سے شمار کی گئی ہے جب کہ ایس وی کا گریڈ 180 - 5 - 115 اور سیلیکشن گریڈ 350 - 15 - 215 مقرر ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ معاملہ عدالت میں ہے ۔

غیر جریدی ملازمین کے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے پر پابندی کو ختم کرنا

*3744 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غیر جریدی ملازمین کے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے پر پابندی عائد ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ملازمین تعلیمی تیاری کے لیے رخصت بھی نہیں لے سکتے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین پر ایسی پابندی کیوں عائد کی گئی ہے اور کیا حکومت اس پابندی کو ختم کرنے ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی نہیں ۔ سرکاری ملازمین کو اجازت ہے کہ دفتری اوقات کے بعد وہ کسی بھی تعلیمی ادارہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں ۔ انھیں اس بارے میں محض اپنے محکمہ کے سربراہ کو اطلاع دینا ہوتا ہے ۔ اگر اعلیٰ تعلیم کا حصول سرکاری فرائض کی ادائیگی میں حارج ہو تو خاص وجوہ پہ اجازت سے انکار کیا جا سکتا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ قواعد کے مطابق سرکاری ملازمین کو حصول تعلیم کے لیے مقررہ حدود تک چھٹی مل سکتی ہے ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بیگم شمیم فردوس مالکہ مکان محلہ اسلام آباد شہر سیالکوٹ کی پختہ چار دیواری مسمار کرنے پر معاوضہ کی ادائیگی

*3745 ۔ **علامہ نصت اللہ ارشد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ نے مورخہ 18 جون 1973ء کو بیگم شمیم فردوس مالکہ مکان نمبر 129/25 محلہ اسلام آباد شہر سیالکوٹ کی پختہ چار دیواری کو اپنے عملہ سے زبردستی مسمار کرا دیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چار دیواری مذکور کو مسمار کرنے سے قبل مالکہ مکان بیگم شمیم فردوس کو حسب ضابطہ کوئی نوٹس یا اطلاع نہیں دی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے اس لاقانونیت کا ارتکاب کیا ہے اور کیا مالکہ مکان کے نقصان کی حق رسی کے لیے اس کو معاوضہ کی ادائیگی کی جائیگی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی ہاں (مگر مکان کا نمبر غلط ہے)۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم فرمائیں گے کہ بیگم فردوس شمیم صاحبہ نے چار دیواری تعمیر کرنے سے قبل میونسپل کمیٹی سے اجازت لی تھی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ نہیں ۔

ریونیو اسٹیٹ سلطان پورہ چاہ میراں لاہور میں واقع اراضی ملکیتی غلام رسول وغیرہ کے فیصلہ میں تاخیر

*3747 ۔ **چودھری محمد انور لارو** ۔ کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 2367 کے جزو (الف) کے جواب کے حوالے سے جو کہ ایوان میں 21-3-1973 کو دیا گیا تھا اور ڈپٹی کمشنر لاہور کے ریفرنس نمبر ایل ۔ اے ۔ سی /21543 مورخہ 25-11-1972ء کی ایک نقل ایوان کی میز پر رکھتے ہوئے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس کیس کو لاہور میونسپل کارپوریشن نے 30 سال تک کیوں دبائے رکھا اور کیا وزیر موصوف حتمی طور پر یقین دہانی کرانے کو تیار ہیں کہ اس کا فوری فیصلہ کر دیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ مراسلہ مذکور کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تیس (30) سال والی بات صحیح نہیں ۔ دیر کی وجوہات سوال

نمبر 3208 کے جواب میں بتائی جا چکی ہیں ۔ بہر حال فوری ادائیگی کے لیے احکام جاری کیے جا رہے ہیں ۔

From

The Deputy Commissioner,
Lahore.

To

The Administrator,
Lahore Municipal Corporation,
Lahore.

No. LAC/21543 Dated. 25-11-72.

Subject :— PAYMENT OF RENT OF REQUISITIONED LAND IN MAUZA NAULAKHA AND KHOI MIRAN, TEHSIL LAHORE.

...

Memorandum :

Reference this Office Memorandum No. LAC/M/671 dated 14-1-1969 on the above subject.

2. The cas wase referred to you for amicable settlement of the rent due to the land owners in respect of land requisitioned under Defence of India Rules, for Head work No. 1 Water Supply Scheme vide this Office Memorandum quoted under reference. After lapse of about 3 years the land owners have made a representation that inspite of their repeated requests and streneous efforts, no step has been taken by your office to settle the long outstanding dues. The application touch upon questions which are subjudiced and also impute motives of the Government. I fear that unless the concerned persons in your office really start taking interest in the matter, we will have to out a sorry figure when Government ask us for the reasons for finalizing this old case earlier and we cannot escape responsibility by shifting over burden to each other. Consequently the affected land owners are pressing us for early settlement of their claims and any further delay is likely to involve us in litigation in addition to creating additional financial liability. It may, however, be mentioned that the rent relates to the period when the Project was under the supervision of Lahore Municipal Corporation.

3. You are requested to please look into the matter personally and direct the officer concerned to finalize this old case as early as posssible.

Sd/-
for Deputy Commissioner
Lahore.

قصبہ میانوال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بجلی کی فراہمی

*3772 ۔ **چودھری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ میانوال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قصبہ مذکور سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر کھنب مائنر کے مقام پر بجلی کی لائن گزر رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قصبہ میانوال کو بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی ہاں ۔ قصبہ میانوال تحصیل پھالیہ ڈسٹرکٹ گجرات میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔

(ب) نہیں ۔ گیارہ ہزار وولٹ کی لائن کا مذکورہ گاؤں سے ایک فرلانگ نہیں بلکہ پانچ فرلانگ کا فاصلہ ہے ۔

(ج) مذکورہ گاؤں میانوال کا نام ان دیہات کی لسٹ میں شامل نہیں ہے ۔ جس کو پیپلز ڈسٹرکٹ کونسل ورکس گجرات سکیم کے تحت بجلی مہیا کرنے کی منظوری دی گئی ہے ۔ اس لیے مذکورہ گاؤں کو 1973-74ء میں بجلی فراہم نہیں ہو سکتی ۔ جب تک اس گاؤں کو سکیم میں شامل کر کے محکمہ کو اطلاع نہ دی جائے ۔

قصبہ چنیوٹ ضلع جھنگ میں نالہ ڈسپوزل ورک کی تعمیر

*3780 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ چنیوٹ ضلع جھنگ میں بلدیہ نے محکمہ

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے ایک outfall نالہ و ڈسپوزل ورک تعمیر کرایا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ان منصوبہ جات پر کل کتنا روپیہ خرچ آیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ منصوبہ جات ناقص تعمیر و غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے رائیگاں ہو گئے ہیں ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ذمہ داد اہلکاران سے بلدیہ چنیوٹ کا نقصان وصول کرنے اور ان کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر اعلی (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ نے ایک نالہ outfall ڈسپوزل ورک میں گرنے کے لیے تعمیر کرایا (ڈسپوزل ورک باقاعدگی سے کام کر رہا ہے) ۔

(ب) نالہ آؤٹ فال کی تعمیر پر 89592 روپے خرچ ہوئے جبکہ ڈسپوزل ورک پر 207053 روپے خرچ ہوئے ۔

(ج) وہاں پر کوئی غلط منصوبہ بندی نہیں ہوئی لیکن نالی بناتے وقت نالی کا چھوٹے سے حصہ کا لیول درست نہ رکھا گیا آؤٹ فال نالی کی بہت بڑی لمبائی بالکل صحیح کام کر رہی ہے زیر تعمیر نئی سیوریج سکیم کے مکمل ہونے پر معمولی سی درستی کے کے بعد نالی کا وہ حصہ جس کا لیول درست نہیں ہے بھی کام کرنا شروع کر دیگا ۔

(د) افسران و سرکاری اہکاران جو غلط لیول دینے کے ذمہ دار تھے ان کو چارج شیٹ دے دی گئی ہے اور ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا یہ امر جناب وزیر اعلی کے نوٹس میں ہے کہ اب وہاں ڈسپوزل ورک نالہ outfall کی بجائے سیوریج سکیم زیر تعمیر ہے اور اسے ترک کرنے کے منصوبہ کے تحت یہ نالہ بنایا گیا ہے ؟

وزیر اعلی ۔ جیسا کہ جواب میں واضح ہے کہ زیر تعمیر نئی سیوریج سکیم مکمل ہونے پر معمولی سی درستی کے بعد وہ نالہ کام کرنا شروع کر دیگا ۔

ضلع لائل پور میں ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑکوں سے ٹول ٹیکس کی وصولی

*3782 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر اعلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے ضلع لائلپور کی ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑکیں و دیگر اضلاع کی ڈسٹرکٹ کونسلوں کی اکثر سڑکوں پر ٹول ٹیکس نافذ ہے اور شیڈول کے مطابق فرائض کی انجام دھی کے سلسلہ میں سفر کرنے والے سرکاری ملازم اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹھیکیداران ٹول ٹیکس ممبران اسمبلی سے بھی وصول کرتے ہیں حالانکہ ممبران ان سرکاری ملازمان کے زمرہ میں آتے ہیں جن کا ذکر جزو (الف) میں کیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھیکیداران کو ممبران اسمبلی سے اس ناجائز وصولی ٹیکس کو روکنے کا کوئی اہتمام کرنے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلی (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) ممبران اسمبلی جب سرکاری کام کی انجام دھی کے لیے سفر کر رہے ہوں وہ ادائیگی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں ۔ ٹھیکیداران ٹول ٹیکس ڈسٹرکٹ کونسل سڑکات ، ممبران اسمبلی سے ٹول ٹیکس کی وصولی نہیں کرتے ۔

(ج) ضلع لائلپور کے ممبران اسمبلی کو مطلع کیا گیا تھا کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دھی کے لیے سفر کرتے ہوئے ٹول ٹیکس ادا نہ کیا کریں اگر کوئی ٹھیکیدار ممبران اسمبلی سے ناجائز طور پر ٹول ٹیکس وصول کرے تو اس کی اطلاع ملنے پر اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائیگی ۔ اس میں ٹھیکیداران ٹول ٹیکس کو تحریری طور پر ھدایت کر دی گئی ہے ۔

مزید برآں اس سال کی نیلامی ٹول ٹیکس کے وقت یہ شرط خاص طور پر عائد کر دی گئی تھی کہ تمام سرکاری ملازمین جن میں ممبران قومی و صوبائی اسمبلی بھی شامل ہیں سرکاری کام کی انجام دھی کے سلسلے میں سفر کرتے ہوئے ٹول ٹیکس ادا کرنے کے پابند نہیں ہوں گے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف ضلع لائلپور کے ممبران اسمبلی کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ٹول ٹیکس ادا نہ کریں ۔ کیا دوسرے اضلاع کے ممبران اسمبلی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ بالکل ۔ وہ بھی مستثنیٰ ہیں ۔

ساھیوال میں برساتی نالے کی از سر نو تعمیر

*3873 ۔ **میاں خان محمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ساھیوال شہر میں مورخہ 5-7-1973 کو بہت زیادہ بارش کی وجہ سے سارے شہر میں کئی فٹ گہرا پانی کھڑا ہو گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو بارش کے پانی نے مذکورہ شہر کی کون کون سی آبادیوں کو زمین بوس کیا تھا اور اس سے اندازً کتنا جانی و مالی نقصان ہوا اور متاثرہ لوگوں کو کتنی اور کس قسم کی امداد دی جا رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بارش کا پانی اس وجہ سے ساھیوال شہر سے خارج نہ ہو سکا کہ بارش کے پانی کو باھر لے جانے والا نالہ مٹی سے پر کر دیا گیا ہے اور کچھ عرصہ قبل اس کی اینٹیں سابقہ ممبران میونسپل کمیٹی ساھیوال نے معمولی قیمت پر خرید لی تھیں ۔ اور تا حال وہ معمولی سی قیمت بھی متعلقہ کمیٹی کو ادا نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان سابقہ ممبران کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور حکومت اس برساتی نالے کو از سر نو تعمیر کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل کیا جائے گا ؟

وزیر اعلی (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی ہاں کچھ حصہ میں ایسا ہوا ہے ۔

(ب) زیادہ نقصان کچی آبادیوں کا ہوا ۔ جو بغیر نقشہ بغیر منظوری بنائی گئی تھیں ۔ 224 مکان گر گئے اور 718 متاثر ہوئے مالی نقصان کا اندازہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے ۔ پکی آبادیوں سے محلہ حیدری میں ایک مکان گرنے سے تین افراد ہلاک ہو گئے ، ایک آدمی بجلی کے تار ٹوٹنے سے بجلی سے فوت ہوا ۔ کل چودہ اموات ہوئیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ برسات سے زیادہ نقصان کچی آبادیوں کا ہوا ۔ جو برساتی نالے سے متاثر نہیں تھیں ۔ نالہ 1969ء میں بند کیا تھا ۔ برساتی نالہ بند کرنے کا اثر صرف یہ ہوا کہ برسات کا پانی دیر سے خارج ہوا ۔ سب سے زیادہ بولی دینے والے کو اینٹین لیلام کی گئی تھیں ۔ جس کی نصف رقم وصول ہو چکی ہے ۔ باقی کی وصولی کی کارروائی ہو رہی ہے ۔

برساتی نالہ کی دوبارہ تعمیر مقامی افسران کے زیر غور ہے ۔

پولیس افسران کو ٹیلیفون اور گاڑیوں کی سہولتیں

*3894 ۔ **چودھری محمد انور نارو** ۔ کیا وزیر اعلی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کتنے پولیس انسپکٹر ضلع شیخوپورہ ، گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ میں بطور سب ڈویژنل پولیس آفیسر تعینات ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا انسپکٹران میں سے کتنوں کے پاس ٹیلیفون اور گاڑی ہے ؟

وزیر اعلی (مسٹر معراج خالد) ۔ شیخوپورہ پولیس انسپکٹر کے پاس ٹیلیفون ہے لیکن گاڑی نہیں ہے ۔ سیالکوٹ میں دو سب ڈویژنل پولیس افسران کو تعینات کیا گیا ہے اور ان میں سے ایک کے پاس ٹیلیفون ہے اور گاڑی کوئی نہیں ہے ۔ گوجرانوالہ میں دو سب ڈویژنل پولیس افسران کو مقرر کیا گیا ہے ۔ ان دونوں کے پاس ٹیلیفون ہیں لیکن ان میں سے گاڑی ایک کے پاس ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ پولیس کو گاڑیاں نہ دینا یا ٹیلیفون مہیا نہ کرنا اور ایسے محکمہ جات کو جن کے معمولی ملازمین کے پاس بھی گاڑی یا موٹر سائیکل ہے یہ تفاوت کیوں ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ ایک مدت سے یہ غیر دانش مندانہ منصوبہ بندی جاری ہے اور اس کو دوست کیا جا رہا ہے ۔

ضلع سیالکوٹ میں سڑکوں کی پختگی

*3901 ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت ضلع سیالکوٹ میں قلعہ سوبھا سنگھ ۔ سنکھترہ شاہ غریب ۔ نور کوٹ سڑک پر جو مٹی وغیرہ ڈالی گئی تھی اس پر کل کتنا خرچ ہوا ہے ۔

(ب) کیا اس سڑک پر اس پروگرام کے تحت مزید رقم خرچ کر کے اس کو پختہ کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت سڑک مذکور پر تقریباً 1,11,230/07 روپیہ خرچ کئے گئے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ سڑک ہذا کو پختہ کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب مالی وسائل اس کی اجازت دیں گے ۔

ارجن سٹریٹ پونچھ روڈ لاہور میں بھینسوں کا اڈا

*3902 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ارجن سٹریٹ پونچھ روڈ لاہور میں مقامی گوجروں نے بھینسوں کا مستقل اڈا بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ سٹریٹ ناقابل گزر ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی مذکور میں لاہور کارپوریشن کا جونیئر ماڈل سکول واقع ہے اور بھینسوں کے اس اڈا کی وجہ سے

چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھینسوں کے پیشاب اور گوبر میں سے گزر کر سکول جانا پڑتا ہے۔ خصوصاً بارش کے دنوں میں تو اس راستہ سے گزرنا ناممکن ہے۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اہل محلہ نے مورخہ 4 جون 1973ء کو مشترکہ طور پر ایلمنسریٹر لاہور کارپوریشن کو اس بارے میں ایک درخواست دی تھی لیکن اس پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کارپوریشن کا متعلقہ عملہ اس بارے میں اس لیے کوئی کارروائی نہیں کرتا کہ بھینسوں کے مالک اس کو باقاعدہ ماہانہ ادا کرتے ہیں۔

(ھ) اگر جزو ہائے (الف) تا (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کسی ذمہ دار افسر سے اس سلسلہ میں انکوائری کرانے اور متعلقہ سٹاف کو اپنے فرائض میں کوتاہی برتنے پر مناسب سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے نیز یہ اڈا یہاں سے کب تک ہٹا لیا جائے گا اور یہ کب سے یہاں قائم ہے؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) درخواست مذکورہ پر چراغ ولد گھنا گوجر کا 23 مرتبہ چالان کیا گیا، جو عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ھ) کارروائی تو ہوئی ہے۔ مگر انکوائری کرانے میں کوئی اعتراض نہیں، یہ اڈہ کئی سالوں سے ہے۔ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب غلام عباس بخاری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو ''گوجر،، کا لفظ استعمال کیا ہے، اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ کیا انہوں نے تصدیق کی ہے کہ ان لوگوں کی قوم گوجر ہے؟

وزیر اعلیٰ ۔ نہیں ، گوجر کا مطلب ہے شیر فروش ۔ میں درست کر لیتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ پھر ان کو لفظ ''گوجر،، نہیں بلکہ ''شیر فروش،، استعمال کرنا چاہیے تھا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ یہ تو لکھنے میں غلطی ہوئی ہے ۔

ایک معزز ممبر ۔ غالباً انہیں ''بالا گوجر،، کا خیال آ گیا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں یہ قوم راجپوت ، جاٹ ، گوجر جو ہیں ان کا یہ کوئی پیشہ نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے اسے پیشے کے طور استعمال کیا ہے ۔

(نعرہ ھائے تحسین)

میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور میں استدعا کرتا ہوں کہ آئندہ اسمبلی کے ریکارڈ میں اور سرکاری ریکارڈ میں اس لفظ کی اس طرح بے حرمتی نہ کی جائے ۔ اسی طرح ''بالا گجر،، کے خلاف بھی ہمارا احتجاج ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا بھینسوں کا کاروبار کرنا ان کے نزدیک معیوب ہے ؟

سردار صغیر احمد ۔ معیوب تو نہیں ، لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آیا گوجروں کے علاوہ اور لوگ بھینسوں کا کاروبار نہیں کرتے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صغیر احمد صاحب ، میں نے آپ کی بات سے مکمل اتفاق کیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ، میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ گوجر کا لفظ دودھ بیچنے والوں کے لیے عام استعمال ہوتا ہے ، نمبر 2 یہ ہے کہ کام کرنا اور محنت کرنا قطعاً بے عزتی کا باعث نہیں ہوتا ، اور اگر کوئی قوم کام کرتی ہے اور اس کے متعلق کوئی ذکر آتا ہے تو یہ باعث بے عزتی نہیں ۔ میں نے دودھ کا اور بھینسوں کا لفظ استعمال کیا ہے ، چوری اور ڈکیتی کا لفظ استعمال نہیں کیا ۔ اس لیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں سردار صاحب کو جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس میں بحث کی گنجائش نہیں اور یہ بات درست نہیں کہ ایک خاص برادری کو ایک خاص پیشے سے منسوب کر دیں ۔ آئندہ سے خاص احتیاط کریں اب زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے دیوان صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع جھنگ میں سید زیادہ چوری کراتے ہیں اور ہم نے انہیں کبھی چور نہیں کہا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دودھ کا کاروبار کرنے والوں کو گوجر کہا جاتا ہے کہ نہیں ؟

سردار صغیر احمد ۔ گوجر تو ایک قوم کا نام ہے آپ اسے شیر فروش کہہ سکتے ہیں ؟ کیا دوسری قومیں بھینسیں نہیں رکھتیں ؟ کیا دوسری قومیں دودھ نہیں بیچتیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس پر بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ مجھے سردار صاحب کے جذبے کا احساس ہے مگر میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا گوجر کا لفظ لاہور میں دودھ بیچنے والوں کے لیے مستعمل ہے کہ نہیں ؟

حافظ علی اسد اللہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ اسمبلی میں جو بحث و مباحثے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ، میرے خیال میں یہ کوئی اچھی رسم نہیں ۔ کیونکہ ہمیں اس قسم کے تعصبات کو مٹانا ہے ، اجاگر نہیں کرنا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب صغیر احمد صاحب نے اپنی برادری کا تحفظ کرتے ہوئے جھنگ کے سیدوں کی زبردست توہین کی ہے ، اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بھی جھنگ کے کچھ سید بطور ممبر ، وجود ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں نے جذبات میں آ کر یہ بات کہہ دی ہے ، میں معذرت چاہتا ہوں ۔ میں دیوان صاحب کی طرح ایک لفظ کے غلط استعمال پر ضد نہیں کرتا جاؤں گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ اگر گوجر کے لفظ سے انہیں دکھ پہنچا ہے تو آئندہ گوجر کا لفظ استعمال نہیں کروں گا۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا! اس بحث کا ایک اہم بنیادی نکتہ پیدا ہو گیا ہے، اس لیے نہایت ہی مختصر طور پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ہم خود غیر شعوری طور پر ذاتوں کے چکر میں گرفتار ہیں۔ اگر اس سے انکار بھی کریں تو آج جو کچھ پیش کیا گیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے دل کے اندر بت موجود ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم بت پرستی کو، نسل و قبیلہ کے بتوں کی پوجا کو کس طرح ختم کر سکیں گے اگر ہم خود اس سے رہائی حاصل نہ کریں گے، جب تک ہم خود ان کو نہ توڑیں گے۔ اس لیے ظاہر یا باطن ہمیں اس کے خلاف کام کرنا چاہیے اور تمام ایسے امتیازات کو ختم کرنا چاہیے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ وضاحت فرمائیں کہ تیس مرتبہ جو چالان ہوئے ہیں۔ یہ اکٹھے کیے گئے ہیں یا وقتاً فوقتاً کیے گئے ہیں؟ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ سب عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ اور اگر یہ وقتاً فوقتاً ہوئے ہیں تو کیا سزا ہوئی ہے؟

وزیر اعلیٰ ۔ جیسا کہ دیوان صاحب خود جانتے ہیں، ان کے اپنے علاقہ شجاع آباد میں بھی ایسے حالات ہوں گے جن کے ایسے چالان ہوتے ہیں یا بار بار جو چالان کروا سکتے ہیں وہ ان میں التوا بھی حاصل کر سکتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ اس کی وضاحت فرمائی جائے کہ ''کارروائی تو ہوئی ہے مگر انکوائری کرانے میں کوئی اعتراض نہیں''۔ کیا انکوائری ہوگی یا نہیں؟

وزیر اعلیٰ ۔ نہیں، اگر آپ ارشاد فرمائیں کہ چالان ہوئے ہیں کہ نہیں، زیر سماعت ہیں یا نہیں تو اس سلسلے میں انکوائری کرائی جا سکتی ہے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری - کارروائی تو ہوئی ہے ، یعنی محکمے نے کارروائی کی ہے -

وزیر اعلیٰ - انہوں نے تو کارروائی کی ہے ، انہوں نے تئیس مرتبہ چالان کیا ہے مزید اگر انہوں نے کوئی غفلت کی ہے تو اس سلسلے میں کارروائی کی جا سکتی ہے -

---

ملتان کے ایک ادارے کی جعل سازی

***3903 - دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 15-3-1973ء کو کچھ افراد کی طرف سے ایس - پی صاحب ملتان کو ایک درخواست دی گئی تھی کہ میونچل انوسٹمنٹ کارپوریشن ڈیرہ اڈا ملتان نامی ادارے نے جو لوگوں کو اقساط پر سامان فراہم کرتا تھا متعدد افراد کو جعل سازی کر کے لوٹ لیا ہے اور پولیس نے اس فرم کا کچھ سامان بھی قبضہ میں لے لیا تھا -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس درخواست پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) - (الف) سپرنٹنڈنٹ پولیس ملتان کو کوئی ایسی درخواست موصول نہیں ہوئی -

(ب) پولیس نے کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی -

قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ میں بجلی کی بہم رسانی

***3910 - دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر 1795 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ ایوان میں 26-4-1973ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت نے قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کو اب تک بجلی مہیا کر دی ہے - اگر ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا تو یہ کام کب تک ہو جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ دیوان صاحب میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ مجھے بھی موصول نہیں ہوا ۔ ویسے میں نے اس کا نوٹس پندرہ بیس روز پہلے دیا تھا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جونہی جواب مجھے مل جائے گا میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا ۔

مصالحتی عدالت سے منظوری حاصل کرکے دوسری شادی کرنے والوں کی تعداد

*3942 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل بہاولنگر میں یکم جولائی 1972ء سے جون 1973ء تک کتنے افراد نے دوسری شادی کرنے کے لیے متعلقہ چیئرمین Concilition کورٹ سے منظوری حاصل کی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ اس سوال سے متعلق ضروری معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں ۔ مکمل معلومات اکٹھی ہونے پر جواب سے آگاہ کیا جائے گا ۔

اکاؤنٹس کلرک کا گریڈ بڑھانا

*3948 ۔ **سردار نصراللہ خان دریشک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مسٹر خورشید احمد ناز کلرک ٹاؤن کمیٹی مٹھن کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان کو مورخہ یکم اپریل 1964ء کو اکاؤنٹس کلرک تعینات کر کے اس کو 75-6-105/7-175 روپے کا گریڈ دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹاؤن کمیٹی نے مورخہ 29-3-1973ء کو ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو تحریر کیا تھا کہ اکاؤنٹس کلرک

کی آسامی کا گریڈ 125-7-195/8-275 کیا جائے اور اس گریڈ کا نفاذ مورخہ یکم جولائی 1963ء سے ہو۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اکاؤنٹس کلرک کی آسامی کا گریڈ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ اس سوال سے متعلق ضروری معلومات مہیا ہونے پر جواب سے آگاہ کیا جائے گا۔

بہاولپور ڈویژن کی میونسپل کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹروں اور اہل کاران کے خلاف اخبارات کو خلاف ضابطہ اشتہارات دینے پر کارروائی کرنا

***3952 ۔ حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی اداروں کو اخبارات کو براہ راست اشتہارات دینے کی اجازت نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے میرے نشان زدہ سوال نمبر 1713 جو مورخہ 21 مارچ 1973ء کو ایوان میں پوچھا گیا تھا کے جواب میں وعدہ فرمایا تھا کہ ایسے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی جو اخبارات کو خلاف ضابطہ اشتہارات دیتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا بہاولپور ڈویژن کی کسی میونسپل کمیٹی نے ایسی بے ضابطگی کی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو آیا متعلقہ ایڈمنسٹریٹروں اور اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ میں سوال نمبر 3952 کے بارے میں اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کل ہی میں نے کمشنر صاحب کو دوبارہ یہ کہا ہے کہ وہ فوری طور پر کارروائی کر کے ہمیں اطلاع دیں ۔

بہاولپور ڈویژن کی میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی سے اشتہارات کی صورت میں رقم کی حصولی

*3953 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1973ء تا 31 اگست 1973ء مغربی پاکستان اور سیادت بہاولپور نے اشتہارات کی صورت میں بہاولپور ڈویژن کی ہر میونسپل کمیٹی سے کتنی رقم وصول کی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جنوب والا ۔ بہاولپور ڈویژن کے تمام بلدیاتی اداروں سے ضروری معلومات حاصل کی جا رہی ہیں ۔ معلومات مہیا ہونے پر مکمل جواب پیش کر دیا جائے گا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ جن ممبر صاحبان نے ابھی تک حلف وفاداری نہیں اٹھایا وہ حلف اٹھا سکتے ہیں ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

(1) چودھری نور محمد خان ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

شیخ صفدر علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **شیخ صفدر علی صاحب** ممبر صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the meeting of the Standing Committee for Health on 3-8-73. I may kindly be granted leave for this day.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست **سید محمد تقی شاہ صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بوجہ بیماری مورخہ 26-6-73 کو اسمبلی کی کارروائی میں شرکت نہ کر سکا براہ کرم مورخہ 26 جون 1973 کی رخصت عنائیت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رائے عمر حیات خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست **رائے عمر حیات خان صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 5-9 اور 10 جولائی 1973 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا مہربانی فرما کر ان ایام کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اصغر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اصغر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

My absence from the Assembly Session on the 9th, 10th and 11th July 1973 may please be treated as 'on leave' as I was not feeling well.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

السلام علیکم - 13 جولائی کو ایوان کی کارروائی میں حاضر نہ ہو سکا - رخصت عطا فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the meeting of Standing

Committee for Health held on 3rd August due to illness. Leave may be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **سید محمد تقی شاہ صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بوجہ ایک ضروری کام مجلس برائے ہیلتھ کی میٹنگ منعقدہ 3-8-1973 میں شرکت نہ کر سکا براہ مہربانی اس دن کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری غلام قادر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **چودھری غلام قادر صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ مورخہ 10-8-1973 کو مجلس برائے رواز آف پروسیجر کی میٹنگ میں بوجہ سیلاب حاضر نہ ہو سکا رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **چودھری نور محمد خان صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ اجلاس صوبائی اسمبلی مورخہ 21 ستمبر 1973ء کی اطلاع مل چکی ہے ۔ مگر میں بوجہ موسمی بخار فی الحال اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں ۔ جونہی آرام آیا ۔ شامل اجلاس ہو جاؤنگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **رئیس شبیر احمد صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I wish to inform you that as I am proceeding for Umra and Hajj, therefore, I can not attend the coming session of the Assembly. I, therefore, request you to please excuse my absence and grant me three month's leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عطا محمد خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست **مسٹر عطا محمد خان کھوسہ صاحب** ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میں بوجہ بیماری مورخہ 21 اور 22 ستمبر 1973ء کو
اجلاس میں شامل نہ سکا۔ مہربانی کر کے رخصت
منظور کی جاوے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

My Mother-in-Law died on the 23rd and I had to go to Isa Khel. I could not attend the Session on the 24th, so kindly grant leave for the 24th and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے میری تحریک استحقاق کے متعلق مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سلسلے میں کوائف فراہم کروں تو اس سلسلے میں میرے پاس یہ نوٹیفیکشن ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : I have sent you something in writing, and I expect that you would reply in writing.

ہائی سپیڈ ڈیزل کی قلت کیوجہ سے رکشہ ٹیکسی کے ڈرائیوروں کی طرف سے کرایوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عاجلہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 11 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے متعلق ہائی سپیڈ ڈیزل کی قلت سے ٹرانسپورٹ کی سہولتیں ختم ہونے کا خدشہ ہے ۔ شہر کے رکشہ ٹیکسی ڈرائیوروں نے بھی منہ مانگے دام لینا شروع کر دیے ہیں ۔ جس سے غریب طبقہ کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہو گیا ہے ۔ اس صورت حال سے شہر لاہور کے عوام میں بالخصوص اور صوبہ کے دوسرے حصوں سے تعلق رکھنے والے بالعموم غم و غصہ اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل آپ ذرا توجہ کریں۔ کیا ہائی سپیڈ ڈیزل کا بھی رکشا اور ٹیکسی سے تعلق ہوتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا . . . . . .

Mr. Speaker : I am not required to read every newspaper. I read your adjournment motions and this adjournment motion does not mention what you say.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ گذارش ہے کہ ہائی سپیڈ ڈیزل اور پٹرول کی کمی ہے ۔

Mr. Speaker : I am sorry there is nothing about the petroleum in this adjournment motion. Therefore, I do not allow it.

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ میری بھی ایک تحریک التوا ہے اس کو بھی ساتھ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کی اجازت نہیں دی ہے ۔ اگر آپ بھی چاہتے ہیں تو اس کو بھی disallow کر دیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تحریک استحقاق کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تحریک کل پیش ہوگی ۔

صوبائی دارالحکومت میں چوری اور غنڈہ گردی کی وارداتوں میں تشویشناک حد تک اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 28 اگست 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں چوری اور غنڈہ گردی کی وارداتوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے ۔ گذشتہ چند ماہ سے غنڈہ عناصر کی سرگرمیاں مزید بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے شریف شہریوں کا جینا دوبھر ہو گیا ہے پٹرولنگ کرنے والے بعض پولیس اہل کار دس بجے رات سے ایک بجے تک تو کسی نہ کسی طرح ڈیوٹی پر حاضر رہتے ہیں لیکن اس کے بعد کوئی پولیس اہل کار شہریوں کی حفاظت کے لیے موجود نہیں ہوتا جس سے یہ واردتیں بڑھ رہی ہیں ۔ اس خبر سے لاہور کے عوام میں غم و غصہ اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

Mr. Mohal, what is specific in this ?

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ specific یہ ہے کہ وارداتیں زیادہ ہو گئی ہیں ۔ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ غنڈہ گردی اور چوری کی وارداتیں ہو رہی ہیں ۔ رات کو پٹرولنگ نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اگر اس تحریک کے الفاظ سے واضح ہے کہ یہ vague ہے تو یہ vague ہے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : It is, therefore, not allowed. Adjournment motion 49 will be taken up tomorrow.

لاہور قصور روڈ پر دو مسافر بسوں کے تصادم میں چار افراد کی ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 17 اگست 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور قصور روڈ پر لیانی کے قریب دو مسافر بسوں کے درمیان زبردست تصادم کے دوران چار افراد ہلاک اور پچاس سے زائد زخمی ہو گئے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں بسوں کی تیز رفتاری پر قابو پانے اور حادثات کی روک تھام کرنے میں صوبائی محکمہ ٹرانسپورٹ ناکام ہو چکا ہے۔ صوبہ میں عوام کی اکثریت غریب ہے۔ وہ عموماً بسوں پر ہی سفر کر کے منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔ اس واقعہ سے صوبہ بھر کے عوام میں خوف و دہشت اور سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے۔

Will there be a statement or an explanation from the Government before I put it to the vote ?

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس تحریک التوا کا نمبر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا نمبر 51 ہے ۔ اس کے بعد تحریک التوا نمبر 55 ، مسٹر عبدالحفیظ کاردار کے محکمہ سے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مجھے ابھی تک یہ تحریک التوا موصول نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ وزیر ٹرانسپورٹ کو گئی ہوگی ۔ میں اسے پنڈنگ رکھ لیتا ہوں ۔

سرکاری گندم پیسنے والی فلور ملوں کو ناقص گندم کی فراہمی

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''جمہور'' مورخہ 30 اگست 1973ء کی اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب ان دنوں سرکاری گندم پیسنے والی فلور ملوں کو انتہائی ناقص گندم مہیا کر رہی ہے ۔ اخبار میں یہ بھی لکھا ہے کہ عوام کو راشن میں سپلائی ہونے والا آٹا ایسی گندم سے تیار کیا جاتا ہے جو نہایت گیلی بدبودار اور اگی ہوئی ہوتی ہے ۔ جو خالص خوراک آرڈیننس کے مطابق قابل استعمال نہیں ۔ گورنمنٹ پبلک انالسٹ کی رپورٹ کے مطابق

یہ گندم اور اس کا آٹا انسانی صحت کے لیے مضر اور انسانی استعمال کے قابل نہیں۔ اس خبر کے شائع ہونے سے عوام میں سخت خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری بھی اسی موضوع پر ایک تحریک التوا ہے وہ بھی ساتھ لے لیں ۔

لاہور کے بیشتر ڈپوؤں پر ناقص آٹا کی فراہمی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 19 ستمبر 1973ء کے مطابق لاہور کے بیشتر ڈپوؤں پر آج کل نہایت ناقص آٹا مہیا کیا جا رہا ہے اس آٹے کی روٹی تیار ہوتے ہی سیاہ ہو جاتی ہے اور آٹے سے بدبو بھی آتی ہے ۔ لاہور اور دوسرے علاقوں میں زیادہ مقدار میں سوجی میدہ نکالے ہوئے ناقص آٹے کی سپلائی سے معدے کی بیماریوں کا اندیشہ بھی لاحق ہو گیا ہے جس سے عوام میں پریشانی پھیلی ہوئی ہے ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ جہاں تک محکمہ خوراک کا تعلق ہے ہم نے اس سال گیارہ لاکھ ٹن کے قریب گندم فراہم کی ہے اور سیلاب کی وجہ سے جہاں بھی کسی علاقے میں گندم کو نقصان پہنچا ہے اس کو محکمہ خوراک نے بڑی تن دھی سے کام کر کے ٹھیک کیا ہے اور ہمارے پاس جو اپنی رپورٹیں ہیں ان کے مطابق اور زیادہ سے زیادہ جو ابھی تک رپورٹیں آ چکی ہیں ان کے مطابق 3 ہزار ٹن ناقص گندم جو انسانی غذا کے قابل نہیں ہے اس کو استعمال سے روک لیا گیا ہے اور وہ ناقص گندم جاری نہیں کی گئی ۔ جتنی بھی گندم ہم نے فلور ملوں کو دی ہے وہ ٹھیک ہے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کل جہاں بھی ہمیں اطلاع ملتی ہے کہ ناقص قسم کا آٹا فلور مل والے دے رہے ہیں تو اس کی تحقیقات کی جاتی ہے اور اس چیز پر پوری نگرانی رکھی جا رہی ہے اور تحقیقات کی جا رہی ہیں ۔ ہمارے پاس جو گندم ہے وہ ناقص نہیں اور نہ ہی کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت ناقص گندم فلور ملوں کو دے یا اگر کہیں سے بھی اطلاع ملتی ہے تو اس کے لیے ہم مناسب تدابیر کرتے ہیں اور ایکشن لیتے ہیں ۔ میری

یہ گزارش ہے کہ اگر کہیں ایسی بات ہو تو اس کی اطلاع ہمیں دی جائے ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہم ایسی گندم کو آٹے کی صورت میں عوام تک پہنچنے کی اجازت نہیں دیں گے ۔ اس لیے اس تحریک التوا کو منسوخ قرار دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر کے اس بیان کے بعد کہ ہم بڑا سخت ایکشن لیتے ہیں اور آپ اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں ۔ یہ تحریک التوا ختم ہو جاتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ناقص گندم کی سپلائی ایسا قومی جرم ہے جس کا سختی سے محاسبہ ہونا چاہیے ۔ حقیقت یہ ہے کہ شہروں میں ایسا ناقص آٹا دیا جا رہا ہے جس میں سے بدبو آتی ہے اور روٹی سیاہ ہو جاتی ہے ۔ اصل میں زیادہ سوجی میدہ نکالنے سے بھی آٹے میں نقص پیدا ہو جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں اگر وزیر موصوف وضاحت فرما دیں اور اطمینان دلا دیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ جہاں بھی سوجی وغیرہ نکالی جاتی ہے extraction ہوتی ہے وہاں فلور ملوں کے کردار پر کڑی نگرانی ہے اور جہاں بھی اطلاع ملتی ہے ہم ان کے خلاف مناسب کارروائی کرتے ہیں ۔ آپ نے حال ہی میں اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ کئی فلور ملز کے مالکان کو سزا دی گئی ہے اور کئی آدمی پکڑے گئے ہیں کیونکہ ہم نے ایک طریق کار وضع کیا تھا اور پبلک کو بھی معلوم ہے کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ اگر کہیں ڈیپو ہوتا ہے اور وہاں پر آٹا خراب ہے تو اس کا سیمپل فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے آدمی کے سامنے لیتے ہیں ۔ پھر ہم اس کو پبلک انالسٹ کے پاس بھجواتے ہیں لیکن اس تمام طریق کار اور کارروائی کے باوجود اگر کہیں ناقص آٹا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے عوام ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے ۔ حکومت تو چاہتی ہے کہ تعاون ہو اور اس چیز کا سد باب کیا جائے ۔ کئی دفعہ یقین دہانیاں دی جا چکی ہیں کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو بے نقاب کیا جائے اور عوام کو ناقص آٹا مہیا نہ کیا جائے ۔

جمعیت العلمائے اسلام ملتان کے صدر مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ و بچوں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے

لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''لوائے وقت،، مورخہ 2 ستمبر 1973ء کی اطلاع کے مطابق ملتان پولیس متحدہ محاذ کے راہنما اور جمیعت العلمائے اسلام ملتان کے صدر مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ اور بچوں کو گرفتار کر کے لے گئی ۔ ان کو گرفتار اس وقت کیا گیا جبکہ مولانا خود تبلیغی کام میں شرکت کرنے کے لیے ٹوبہ ٹیک سنگھ گئے ہوئے تھے ۔ جب محاذ کی جانب سے مولانا عبدالقادر قاسمی صاحب کی اہلیہ اور ان کے بچوں کی گرفتاری کے بارے میں پوچھا گیا تو پولیس نے بتایا کہ جب تک مولانا صاحب خود پیش نہیں ہوتے ان کو رہا نہیں کیا جائے گا ۔ سیاسی کارکنان ہر بے جواز تشدد اور ناجائز گرفتاریوں کے خلاف ملتان کے سیاسی و غیر سیاسی حلقوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 75 اسی موضوع پر ہے ۔ وہ بھی ایوان میں پیش کی جاتی ہے ۔

جمیعت العلمائے اسلام ملتان کے صدر مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ و بچوں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ کہ روز نامہ ''نوائے وقت،، مورخہ 2 ستمبر 1973ء کے مطابق پولیس نے ملتان میں جمعیت العلمائے اسلام ملتان کے صدر مولانا عبدالقادرقاسمی کے گھر پر چھاپہ مارا ۔ مولانا تبلیغی مشن پر ٹوبہ ٹیک سنگھ گئے ہوئے تھے ۔ ان کی عدم موجودگی میں پولیس ان کی اہلیہ اور بچوں کو تھانے لے گئی جہاں دوسرے دن دوپہر تک انہیں حراست میں رکھا گیا ۔ متحدہ محاذ کی طرف سے جب پولیس والوں سے رابطہ قائم کیا گیا تو اس نے کہا کہ جب تک مولانا عبدالقادر قاسمی گرفتار نہیں ہوں گے ان کے بچوں کو تھانے ہی میں رکھا جائے گا ۔ پولیس کی اس لا قانونیت کے خلاف عوام نے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جہاں تک کہ عبدالقادر قاسمی کی گرفتاری کا تعلق ہے اس الزام میں بالکل کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ نہ ہی پولیس نے ان کے بیوی بچوں کو گرفتار کیا اور نہ ہی ان کو تھانہ میں بٹھائے رکھا ۔ باقی ان کی گرفتاری جیسا کہ ہمیں پتہ ہے اس ایجیٹیشن کے سلسلے میں عمل میں آئی تھی لیکن اس میں بیوی بچوں کا قصور نہ تھا ۔ ان کو تھانے میں نہیں بلایا گیا ۔

میاں خورشید انور ۔ ملک صاحب کی اطلاع بالکل غلط ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو وہاں ذلیل کیا گیا اور ان کو پریشان بھی کیا گیا ۔

Mr. Speaker : Mian Sahib, I can't permit speeches like that. I put these two motions to the vote of the House. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats . . . . . The count was taken..... It falls as it does not get the required number of votes.

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا بھی اسی سلسلہ میں ہے ۔ وہاں پر غفور سہیل جو کہ تحریک استقلال کے چیئرمین ہیں ان کی بیوی اور ہمشیرہ کو اسی طرح گھسیٹا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس تحریک التوا کو دیکھتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا نمبر 24 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اسے دیکھوں گا ۔ ڈاکٹر صاحب اب میں تحریک التوا نمبر 62 لیتا ہوں ۔

بی ۔ اے اور بی ایس سی کے طلبہ کو رول نمبر نہ ملنے اور غلط سنٹر الاٹ ہونے کی وجہ سے شعبہ امتحانات پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے سامنے مظاہرہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت،، مورخہ 26 جولائی کی اطلاع کے مطابق بی ۔ اے اور بی ۔ ایس ۔ سی کے سینکڑوں طلباء نے شعبہ امتحانات پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے سامنے مظاہرہ کیا کیونکہ

شعبہ امتحانات کی غفلت اور نا اہلی کی وجہ سے ان کو ابھی تک رول نمبر نہیں مل سکے ۔ امتحان بالکل قریب ہے ۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ سینکڑوں طلباء کو ایسی جگہ سنٹر الاٹ کیے گئے ہیں جہاں ان کے لیے مقررہ وقت پر پہنچنا انتہائی مشکل اور ناممکن ہے ۔ مثلاً گجرات کے طالبعلم کو گوجرانوالہ اور لائل پور کے طالبعلم کو راولپنڈی میں سنٹر الاٹ کیا گیا ہے ۔ اس سے جملہ طلباء میں شدید خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ تحریک التوا نہیں ملی لہذا اسے کل تک ملتوی فرمایا جائے ۔

Mr. Speaker. I keep it pending for tomorrow.

اومنی بس کی کم بسیں چلنے سے لاہور کے شہریوں کی سفری مشکلات میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کے لیے اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت،، مورخہ 23 جولائی 1973ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں شہریوں کی سفری مشکلات میں شدید اضافہ ہو گیا ہے ۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت شہر میں صرف 75 بسیں چل رہی ہیں جبکہ اومنی بس کے پاس 200 بسیں قابل استعمال حالت میں موجود ہیں ۔ اس سے اومنی بس کی آمدنی میں بھی کمی آ گئی ہے اتنی شدید گرمی میں بس سٹاپوں میں مسافروں کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ بسوں کے مقررہ اوقات کار پر بھی کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ عوامی حلقوں میں اس صورت حال سے شدید تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

Should we wait for the Minister for Transport ?

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بالکل بجا ہے ۔ یہ محکمہ میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر بشیر احمد ۔ (پنجابی) ۔ جناب والا ۔ رولز کے تحت تحریک التوا کے لیے نصف گھنٹہ مخصوص ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نصف گھنٹہ ابھی نہیں ہوا ۔

مسٹر بشیر احمد ۔ جناب والا ۔ اب تو نصف گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ٹائم لکھا ہوا ہے ۔ ابھی پانچ منٹ باقی ہیں ۔

پٹرول اور ڈیزل آئل میں ملاوٹ اور اس کی بلیک مارکیٹنگ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''امروز،، مورخہ 17 ستمبر 1973ء کے مطابق پنجاب کے بعض ڈیلر پٹرول اور ڈیزل آئل میں کھلے بندوں ملاوٹ کر رہے ہیں اور بعض ڈیلر صرف مخصوص گاہکوں کے ہاتھ بلیک میں مال فروخت کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں نقل و حمل کے ذرائع متاثر ہونے کے باعث ایک طرف روز مرہ کی اشیاء کی قیمتوں میں پندرہ سے تیس فیصد اضافہ ہو گیا ہے اور دوسری طرف ٹرانسپورٹ کا شعبہ انتہائی مشکلات سے دوچار ہے۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ وہ جو بیان ہے وہ بالکل درست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے primarily یہ کہا ہے کہ ہو رہی ہے اور اس میں بلیک مارکیٹنگ ہو رہی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ لیکن سیلاب کے باعث ایسا ہو رہا ہے ۔

Mr. Speaker : It will be taken up alongwith petrol, diesel etc.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ سیلاب کے نتیجہ میں مواصلات کا کٹ جانا لازمی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ specific مسئلہ ہے ۔ ابھی آپ نے پرسوں اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ 1.5 کروڑ کا پٹرول پکڑا گیا جس میں ملاوٹ کی جا رہی تھی اور پولیس نے چھاپہ مار کر ان لوگوں کو گرفتار کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس لیے کہ سیلاب کے نتیجہ میں یہ ایک برا نتیجہ ہے جو کہ اب سامنے آیا ہے اور جس کا ہم سد باب کر رہے ہیں اور اس بحث میں یہ سارا ہم بیان کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ساری ڈسکشن ہو جائے گی ۔

The time of the adjournment motions is over.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا pending تھی جو کہ منڈی بہاؤالدین کے تھانے کے حوالاتیوں کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو کل پر رکھ لیتے ہیں ۔

صوبہ میں سیلاب سے متعلقہ امور پر بحث

مسٹر سپیکر ۔ آج سیلاب اور اس کے اثرات پر بحث ہوگی ۔ اس بحث کا آغاز کون کرے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میری پارٹی اور معزز ممبران کے خیال کے مطابق درست ہوگی وہ یہ کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر تعلیم و آبپاشی سیلاب کے سلسلے میں وزیر انچارج رہے ہیں ۔ انہوں نے کافی بھاگ دوڑ کی ہے وہ جگہ جگہ گئے ہیں ۔ اگرچہ ہم سب کوائف سے واقف ہیں لیکن پھر بھی ایک وزیر انچارج کی حیثیت سے وہ زیادہ ذمہ دار ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ وہ بنیادی طور پر کوائف و اعداد و شمار اور صورت حال کا ایک سرسری خاکہ ایوان کے سامنے پیش کر دیں ۔ اس کے بعد اس پر بحث شروع کر دی جائے ۔ اب ان کی طرف سے یہ سرسری خاکہ نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ایک وضاحت ضروری ہے کہ اگر وزیر آبپاشی اس بارے میں پہلے debate open کرتے ہیں تو پھر کیا جب ڈسکشن ہو جائے گی تو انہیں جواب کا موقع دیا جائے گا یا اور کوئی وزیر صاحب جواب دینے کے لیے موقع لیں گے ؟ اگر انہوں نے جواب کا موقع لینا ہے تو پھر پہلے بحث ادھر سے شروع کی جائے جس طرح کی روایت ہے کہ قائد حزب اختلاف debate open کیا کرتے ہیں لہذا آپ یہاں سے debate open کرائیں وہ سنتے جائیں ۔ اس کے بعد جواب میں جو کچھ کہنا ہو وہ کہہ دیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ سیلاب کی صورت حال بالکل خصوصی نوعیت کی حامل ہے ۔ میں گزارش کرونگا کہ چند وہ کوائف جن کا جاننا ہر معزز ممبر کے لیے بحث میں حصہ لینے کے لیے ضروری ہے وہ بیان کر دئے جائیں ۔ یہ ان کی

طرف سے بحث میں شرکت ان معنوں میں نہیں ہے بلکہ یہ سرسری خاکہ پیش کریں گے ۔ پھر ہم اپنی طرف سے جواب دیں گے ۔ امید ہے کہ میرے دوست اس بات کو قبول فرمائیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ قائد ایوان کی تجویز نیک نیتی پر مبنی ہے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ پہلے ہمارے سامنے حقائق جو حکومت چاہتی ہے وہ آ جائیں ۔ لیکن ہم پارلیمانی روایات کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے ۔ پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ ہمیشہ لیڈر آف دی اپوزیشن بحث کا آغاز کیا کرتا ہے ۔ میں گذشتہ دو تین روز سے شدید طور پر بیمار ہوں اس لیے میاں خورشید انور صاحب ڈپٹی لیڈر پانچ دس منٹ تقریر کریں گے اس کے بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سرسری جائزہ جو بھی پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش کر دیں تاکہ پارلیمانی روایات بھی مجروح نہ ہوں ۔

Mr. Speaker : If he wants to retain his right of reply ?

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اگر وہ جواب دینے کا حق محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کو سب سے آخر میں موقع دیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں قائد حزب اختلاف سے اتفاق کرتا ہوں اور میاں خورشید انور صاحب جو بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ پانچ دس منٹ میں کہہ لیں ۔ ڈاکٹر صاحب صرف خاکہ پیش کریں گے ۔ فرمائیں گے نہیں ۔ پھر بحث ہوگی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ ڈاکٹر صاحب کو ان کے ارشادات کے بعد جواب دینے کا حق نہیں ہونا چاہیے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جواب میں دونگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ملک صاحب میں اور آپ نے کہا ہے جواب دینا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں علامہ صاحب روایت کی بات کا حق ٹھیک نہیں ہے یہ مسئلہ خاص اہمیت کا حامل ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مسئلہ خاص ہو یا عام ہو ہمیں پارلیمانی روایات کو مجروح نہیں کرنا چاہئے ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ پانچ دس منٹ بول لیں گے کیونکہ حزب اختلاف کی طرف سے کسی کو بولنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ میاں خورشید انور صاحب کی تقریر کا جواب دینے کی بجائے حقائق پیش کریں گے وہ بحث کا جواب نہیں دیں گے ۔

علامہ رحمت ارشد ۔ یہ ٹھیک ہے کہ محکمہ ان کا ہے وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں اور رولز کے مطابق جیسے آپ کی مرضی کریں میں اس پر پابندی نہیں لگانا چاہتا ۔ میں نے بات روایت کی کی ہے ۔ اگر ڈاکٹر صاحب جواب دینے کی ضرورت محسوس کریں یا ملک صاحب سیلاب کے حقائق سے باخبر ہیں اور وہ جواب دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ بہر حال میاں خورشید انور صاحب پانچ دس منٹ میں اپنی تقریر کر لیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب حقائق پیش کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ضابطے کی پابندی بھی کرنی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ میں علیل ہوں میں کل عرض کر لونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ اگرچہ حکومت ہر شعبہ زندگی میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے سلسلے میں بری طرح ناکام ہو رہی ہے ۔ لیکن حالیہ سیلاب کے سلسلے میں اس کی مجرمانہ غفلت اس کی انتہائی ناکامی کا واضح ثبوت ہے ۔ جناب والا ۔ ملک صاحب اور علاء صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب ضروری اعداد و شمار پیش کریں گے ۔ یہ بڑا ہی اہم اور ضروری مسئلہ ہے اس سلسلے میں پوری قوم کو اعتماد میں لیا جانا انتہائی اہم ہے اگر انہوں نے اعداد و شمار پیش کیے تو ہماری طرف سے بھی اعداد و شمار پیش کیے جائیں گے اور ان کا جواب اسی طرح دیا جائے گا ۔ میں اس تباہی اور آئندہ تدارک کے لیے چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب اور ان کی پارٹی اور وزیر متعلقہ اس پر غور فرمائیں گے ۔

جناب والا ۔ پتہ چلا ہے کہ پوری دنیا میں موسموں کی تبدیلی کی وجہ سے سیلاب کا خطرہ مستقل ہوتا نظر آتا ہے ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ حالیہ سیلاب

کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آئندہ کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات کریں کہ ہمیں اس طرح کے نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ جناب والا ۔ سب سے زیادہ اہم اور ضروری مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ سیلاب کے سلسلے میں معلومات فراہم کرنے کے انتظامات کو مؤثر اور بہتر بنایا جائے ۔ غیر ملکی موسمی معلوماتی ایجنسیوں سے رابطہ رکھا جائے اور اس طرح نہ ہو کہ جسڑ کی اطلاع بھی حکومت پاکستان کو حاصل کرنے میں ناکامی رہی ۔ اچانک نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا ۔ جناب والا ۔ ہماری حکومت کے لیے ضروری ہے کہ بین الاقوامی جتنی بھی ایجنسیاں ہیں ان سے رابطہ قائم کریں اور ضروری اہم مقامات پر عوام کو تمام خطرات اور پوری صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے وائر لیس سسٹم کا نظام بہتر بنایا جائے ۔ حفاظتی بندوں کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے ۔ سابقہ سالوں میں حفاظتی بندوں کے لیے خزانہ سے جو کچھ خرچ ہوتا رہا ہے وہ تمام کا تمام خرد برد ہوتا رہا ہے ۔ اس کی تحقیقات کی جائے ۔ جناب والا ۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر سال حکومت اپنے بجٹ میں سے ان بندوں کی مرمت کے لیے کافی روپیہ رکھتی تھی ۔ سال کے ختم ہونے پر تمام روپیہ خرچ ہو جایا کرتا تھا ۔ اب ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ روپیہ خرد برد ہوتا رہا ہے ۔ کہیں بھی کسی بند کی تسلی بخش مرمت نہیں ہو سکی ۔

جناب والا ۔ فنی ماہرین کا مستقل کمیشن بنایا جائے ۔ جو موقع پر پہنچ کر تمام حالات کا جائزہ لے ۔ بندوں کا معائنہ کر کے رپورٹ پیش کرے اور جہاں دریاؤں کی گذرگاہیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں وہ حکومت کو وقت سے پہلے آگاہ کرے کہ فلاں دریا جو ہے توقع کی جاتی ہے کہ اس کا رخ تبدیل ہو جائے گا تاکہ اس نقصان کا پہلے سے کچھ انتظام ہو سکے ۔ جناب والا ۔ اس وقت کچھ وزراء صاحبان کے نام پر الزام لگایا گیا ہے کہ حالیہ سیلاب میں ان کی غفلت کی بنا پر بہت سا نقصان قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے ۔ میں مطالبہ کرونگا کہ ایک ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک کمیشن بنایا جائے جو ان تمام الزامات کی تحقیقات کرے ۔

جناب والا ۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے قوم نے بہت ایثار سے کام لیا ہے ۔ کروڑوں روپے جمع ہوئے ہیں بلکہ اب بھی جمع کیا جا رہا ہے ۔ باہر سے بہت سے دوست ممالک نے بہت زیادہ امداد دی ہے اور ابھی تک امداد دے رہے

ہیں ۔ اس سلسلے میں گذارش کروں گا کہ اس امداد کی تقسیم کسی خاص پارٹی کے کارکنوں کے سپرد نہ کی جائے ۔ آپ کے جو پیپلز پارٹی کے کل وقتی کارکن ہیں ان کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے تو بالکل اس کا حشر یہ ہوگا جس طرح آپ نے چینی کی تقسیم کے لیے آٹے کی تقسیم کے لیے ۔ گھی کی تقسیم کے لیے دھاندلیاں کی ہیں اسی طرح سے وہ تمام امداد خرد برد ہو جائے گی ۔ اور مستحق لوگوں تک نہیں پہنچ سکے گی ۔ اس سلسلے میں تجویز کرونگا کہ منظم اور جامع پالیسی مرتب کی جائے ۔ اگر ضروری ہو تو منتخب نمائندے اس کام کی نگرانی کر سکتے ہیں لیکن تقسیم کا کام سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے ہونا چاہیے ۔ کسی خاص پارٹی کے ذریعے بالکل نہیں ہونا چاہئے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے سیلاب زدگان کی امداد کرنے کے لیے اگر کچھ تنظیمیں رضا کارانہ طور پر خدمات انجام دینا چاہتی ہیں تو ان کے کام میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے ۔ اس دفعہ ہوا یہ ہے کہ جماعت اسلامی اور دوسری جماعتوں کے کیمپوں میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے جا کر ہلڑ بازی کی ۔ انہیں مارا پیٹا اور ان کے کام میں رکاوٹیں پیدا کیں ۔ جناب والا ۔ آپ کو احساس ہوگا کہ ہمارے ملک میں اس قسم کے نیک کام کرنے کے لیے پہلے ہی لوگوں کی بہت زیادہ کمی ہے ۔ یہ سن کر پوری قوم کو صدمہ ہوا کہ بعض لوگوں نے اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے اس نیک کام میں رکاوٹیں پیدا کیں ۔ ان تمام الزامات کی تحقیقات ہونی چاہئے اور جن لوگوں نے غنڈہ گردی کی ہے ان کو مناسب اور ضروری سزا ملنی چاہئے ۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو جو لوگ نیک کام کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں وہ رک جائیں گے اور قوم کا انتہائی نقصان ہوگا ۔

جناب والا ۔ سیلاب کے نام پر کچھ ایسے لوگوں نے عوام سے چندہ وصول کرنا شروع کیا جو کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں میں تجویز کرونگا کہ تمام بنکوں کے کے ذریعے کسی منظم طریقہ سے چندہ وصول کیا جائے اور موجودہ طریق کار کو بند کیا جائے ۔ اس سلسلے میں میں اپنے علاقے کی مثال پیش کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے کچھ کارکنوں نے ایک جیپ کرائے پر لے کر بعض دیہات میں جا کر چندہ کی وصولی شروع کر دی ۔ جب ہم نے پتہ کیا تو وہ رقم کسی بنک میں جمع نہ ہوئی ۔ اس پر لوگوں نے احتجاج کیا

تو اے سی نے میٹنگ بلائی ۔ اس میں یہ طے ہوا کہ ہر موضع میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جس موضع کا نمبردار ۔ مقامی بی ڈی ممبر اور وہاں کا پیپلز پارٹی کا کارکن اگر کوئی ہو تو اسے بھی شامل کیا جائے ۔ وہاں کے اساتذہ کو اور مولوی صاحبان کو شامل کیا جائے اور ان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اپنے اپنے دیہات میں چندہ وصول کر کے اپنے نام پر بنک میں جمع کرائے اور اس کی رسید متعلقہ حکام کو دکھائیں ۔ اپنی رسیدوں پر چندہ کی وصولی کی ممانعت کر دی گئی ۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ چند دنوں میں ایک لاکھ روپیہ لوگوں نے خود بخود جمع کرا دیا اور وہ روپیہ جو آپ کی پارٹی نے جمع کیا تھا اس کا آج تک حساب نہیں ملا ۔ اسی طرح سے پورے صوبہ میں کوئی ایسا طریقہ اپنا لیا جائے کہ پیپلز پارٹی کے ان خدائی فوجداروں کو اس کام سے روکا جائے ورنہ اس قومی سرمائے میں واضح طور پر گڑ بڑ ہوگی اور جب یہ رقم خرد برد ہو جائیگی تو لوگوں میں آئندہ کے لیے یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ جتنے بھی نیک کاموں کے نام پر چندے وصول کیے جاتے ہیں ان میں گڑ بڑ ہوتی ہے اور یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔ اس لئے کوئی مؤثر قسم کی تجویز لانی چاہئے ۔ اس سلسلہ میں میں وزیر اعلی صاحب سے بھی ملا تھا اور انہوں نے از راہ کرم اس تجویز کو قبول کیا لیکن آج تک عمل نہیں کر سکے ۔

جناب والا ۔ سیلاب کے نام پر چند نئے ٹیکس عائد کیے گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سراسر عوام کے ساتھ زیادتی ہے ۔ جب عوام خود بخود ایثار سے کام لیکر چندہ رہے دے ہیں اور رضا کارانہ طور پر امداد دے رہے ہیں تو ان سے ٹیکس وصول کرنا انتہائی زیادتی ہوگی ۔ اگر آپ ٹیکسوں کے ذریعے اس کام کو مکمل کرنا چاہتے ہیں تو پھر چندہ کی وصولی زیادتی ہوگی ۔ وہ بند کر دیا جائے تو بہتر ہے ۔ ایک طرف آپ رضا کارانہ امداد وصول کریں اور دوسری طرف ان پریشان حال لوگوں کو جو پہلے ہی ان ٹیکسوں کے نیچے انتہائی طور پر دب چکے ہیں ان پر اور زیادہ ٹیکس عائد کر کے انہیں اور زیادہ دبانے کے لیے ان پر نئے ٹیکس عائد کیے جائیں یہ قطعاً مناسب نہیں ہوگا ۔ میں درخواست کرونگا کہ حکومت اپنے ٹیکسوں کی تجویز کو واپس لے ۔

جناب والا ۔ بعض علاقوں میں وزراء صاحبان بار بار جاتے رہے سیلاب

زدگان کی امداد انہوں نے کیا کرنی تھی انہوں نے خوب ہیلی کاپٹر استعمال کیے - بڑے لمبے چوڑے دورے کیے لیکن بعض دیہات میں وزیر تو درکنار وہاں کوئی اعلیٰ افسر بھی نہیں پہنچ سکا - میرے اپنے علاقے میں 52 دیہات زیر آب آئے نہ تو وہاں کسی وزیر صاحب کو جانے کی توفیق ہوئی اور نہ ہی کمشنر صاحب وہاں پہنچے اور نہ ہی کوئی اور اعلیٰ افسر وہاں پہنچا - لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک دوسرے کی امداد کر کے تمام حالات پر قابو پایا - وزیر صاحبان وہاں پہنچتے رہے جہاں فوٹو گرافروں کا انتظام تھا یا جہاں پریس رپورٹروں کا انتظام تھا - جہاں ہیلی کاپٹر آسانی سے پہنچ سکتے تھے یا جہاں ان کی تصویریں اتاری جا سکتی تھیں یا وہ وہاں پہنچے جہاں وزیر اعظم صاحب یا گورنر صاحب جاتے تھے - ان کو اپنی شکل دکھانے کے لیے وہاں پر پہنچ جاتے - صوبے کے چند مقامات انہوں نے چن لیے تھے - بہت سے مقامات کا انہوں نے دورہ نہیں کیا - تو میں درخواست کروں گا کہ ان علاقوں میں جہاں آج تک حکومت کا کوئی نمائندہ نہیں گیا وہاں جا کر بھی حالات کا جائزہ لیں اور انہیں اپنے آئندہ کے منصوبوں میں شامل کریں -

بیگم ریحانہ سرور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - میاں خورشید انور صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ وہ خود اس وقت کہاں تھے ؟

میاں خورشید انور - محترمہ میں اتفاق سے وہیں تھا - اگر میں وہاں نہ ہوتا تو میں اطلاع کیسے دیتا - کیا میری جگہ آپ چلی جاتیں ؟ وہاں تو آپ کا پہنچنا بہت ضروری تھا - کم از کم ایک وزیر کو تو وہاں جانا چاہئے تھا - ملتان کے وزیر صاحب ملتان میں جاتے رہے تا کہ وہ بار بار گورنر صاحب کا استقبال کرتے رہیں - وزیر اعظم صاحب کا استقبال کرتے رہیں - انہیں بھی وہاں پہنچنے کی توفیق نہ ہوئی -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب آپ ذاتیات کی بات نہ کریں - اگر آپ کو کسی وزیر پر اعتماد نہیں ہے تو اس کے لیے اور طریقے ہیں -

میاں خورشید انور - یہ تو تمام حکومت کی ذمہ داری ہے -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب جو عام بحث کا معیار ہونا چاہیے اسے آپ برقرار رکھیں -

میاں خورشید انور ۔ جناب معیار والے حضرات ابھی آئیں گے ۔ وہ بڑی پیاری تقریریں کریں گے ۔ آپ کو پتہ ہے کہ میرا معیار تو اسی قسم کا ہے ۔ جناب والا ۔ ان تجاویز کو پیش کرنے کے بعد میں آپ سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے امداد تقسیم کرنے کے نام پر اپنے خدائی فوجداروں کو اتنی ڈھیل نہ دیں کہ وہ تمام چیزیں ہڑپ کر جائیں ۔ اس کے لیے سرکاری نظام کے تحت ۔ سرکاری محکموں کے تحت کام کیا جائے اور اس کی نگرانی ارکان اسمبلی کر سکتے ہیں ۔ اگر کہیں زیادتی ہو تو یہ ارکان اسمبلی اپنے اپنے حلقے کے حالات حکومت کو بتا سکتے ہیں ۔ خدا کے لیے ان فوجداروں کے ذریعے یہ کام نہ کریں ۔ شکریہ ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں نے فاضل رکن میاں خورشید انور صاحب کے ارشادات بہت غور سے سنے ہیں اور میں اپنی معروضات میں ان کے پیش کردہ نکات کا جواب دینے کی کوشش کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب تو بعد میں آ جائے گا ۔ جس طرح آپ پہلے وضاحت کرنی چاہتے تھے اسی طرح کریں تا کہ آنے والے مقررین جو اس بحث میں حصہ لینے والے ہیں ان کو کچھ اطلاعات مہیا ہوں اور جو کام آپ کر رہے ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیش‌نظر جو کچھ انہوں نے کہنا ہے اس کے مطابق وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔ میاں خورشید انور صاحب کی تقریر اور جو باقی صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اگر آپ ان کی تقاریر کا باقاعدہ یا باضابطہ جواب دینا مناسب سمجھتے ہیں تو بحث کے خاتمے پر دے دیں ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں مختصراً گزارشات کروں گا اور اس میں چار عنوانات کے تحت یہ بتاؤں گا کہ سیلاب سے قبل ہماری کیا تنظیم ہے اور کیا تیاری ہوتی ہے ۔ دوسرے یہ کہ سیلاب سے کیا تباہی ہوئی اور کیا نقصانات ہوئے ۔ تیسرے یہ کہ ریلیف وغیرہ کا کام ہم نے کس طرح کیا اور کس طرح سے سیلاب زدگان کی بحالی اور آباد کاری کی جائے گی اور چوتھے یہ کہ فصل ربیع کی کاشت اور جو کچی فصل خریف کھڑی ہے اس کو بچانے کے لیے کیا اقدامات کرتے ہیں ۔ اور اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ مستقبل میں کن چیزوں پر غور و فکر کرنا چاہیے اور کیا منصوبے تکمیل کرنے چاہییں تا کہ آئندہ سے سیلاب سے اچھی طرح سے نمٹا جا سکے ۔

جناب والا ۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال 15 جون کو محکمہ موسمیات نے اطلاعات دی کہ اس سال جون سے ستمبر تک جو مون سون rainfall ہوگی وہ moderately above normal ہوگی ، لیکن حقیقت میں جو بارشیں ہوئیں وہ تقریباً دگنے سے بھی زیادہ ہوئیں ۔ چونکہ موسمی پیشین گوئی تھی کہ بارشیں زیادہ ہوں گی اس لیے ہم نے یہ اقدامات کیے کہ فلڈ کنٹرول سنٹر اورفلڈ انفرمیشن سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا جو عام طور پر عام سالوں میں 15 جولائی سے کام کرنا شروع کر دیتے ہیں ، اس سال ہم نے 18 جون سے قائم کر دے اور چھبیس وائر لیس سٹیشن چیدہ چیدہ بیراجوں اور پلوں پر قائم کر دیے جن سے فلڈ کنٹرول سنٹر کو اطلاعات آتی رہیں ۔ معمولی درمیانے درجے کی طغیانی میں اس انفرمیشن سنٹر نے ہر تین گھنٹے کے بعد عوام کو اطلاعات دینی شروع کر دیں اور شدید سیلاب کی صورت میں ہر گھنٹے کے بعد ۔ یہ فلڈ کنٹرول سنٹر اور فلڈ انفرمیشن سنٹر سیلاب کے آنے سے بہت پہلے ہم نے قائم کیے اور ہم نے اور بھی جو فلڈ ریلیف کے سلسلے میں اقدامات کیے جانے تھے ان پر غور و فکر کیا ۔ اس سلسلے میں ہم نے 8 جون کو تمام متعلقہ حضرات کی ایک میٹنگ بلائی اور یہ بات اخبارات میں دی گئی ، اس لیے کہ ہم چاہتے تھے کہ عوام کو پتا چلے کہ ہم پہلے سے ہی کیا تیاری کر رہے ہیں ۔ لیکن چونکہ اس وقت تک سیلاب کی تباہ کاری نہ ہوئی تھی اور سیلاب سے پہلے اس قسم کی خبر میں کوئی خبریت نہ تھی اس لیے یار لوگوں نے اخبارات میں اس کو کوئی جگہ نہ دی ۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے سیلاب کے بعد روزانہ میٹنگیں شروع کر دیں تو اس وقت یہ کہا گیا کہ سیلاب کے بعد میٹنگیں کرنے کا کیا فائدہ ہے ، یہ تو سیلاب کے آنے سے پہلے کرنی چاہیے تھیں ۔ لیکن حقائق یہ ہیں کہ ہم نے بہت پہلے ہی یہ کام شروع کر دیا تھا ۔ موسمی پیشین گوئی صرف moderately above normal کی تھی ۔ normal rain fall مغربی پاکستان میں کوئی 5.7 انچ ہوتی ہے جون سے ستمبر تک اور اس سال کچھ علاقوں میں مثلاً سیالکوٹ میں 64 انچ بارش ہوئی اس عرصے میں ، جو کہ وہاں معمول کی بارش سے دگنے سے بھی زیادہ ہے ۔ اس طرح لاہور میں 31 انچ ہوئی جو یہاں کی بارشوں سے بھی 2 انچ زیادہ ہے ۔ دوسری بات جو میں ضمناً عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس سال پچھلے کئی سالوں سے دریا

silt-up ہو گئے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سال جہاں پر کم پانی بھی آیا لیکن اس کی سطح بہت اونچی ہو گئی ۔ جو پرانے بنائے ہوئے بند تھے ، وہ اس میں ناکافی ثابت ہوئے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں ہر دریا کی تباہ کاری کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ دریائے سندھ میں سب سے پہلے اس سال 16-17 جون کو طغیانی آئی ۔ اس سے صرف riverian areas جنہیں دریا کے کچے علاقے کہتے ہیں ، اس سے میانوالی ، ڈیرہ غازی خان ، مظفر گڑھ کے اضلاع کے کافی دیہات متاثر ہوئے سیلاب کے دوران اور سیلاب کے بعد ان تمام علاقوں میں میں خود گیا اور بحالی کا تمام کام میں نے خود دیکھا ۔ دریائے جہلم میں اگرچہ منگلا reservoir ہونے کی وجہ سے فلڈ کنٹرول بہت آسانی سے کیا جا سکتا ہے لیکن وہاں پر بھی hill torrents اور دوسری جگہوں پر بارشوں کی وجہ سے دریائے جہلم میں بھی طغیانی آئی اور اس سے سرگودھا اور جھنگ کے کچھ کچے علاقے متاثر ہوئے ۔ اسی طرح جناب والا ۔ خشک بیاس ، جس کے نام سے ظاہر ہے کہ وہ اب خشک ہے لیکن جب بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو اس میں کافی پانی آ جاتا ہے اور بدقسمتی سے اس کے bed میں ضلع ساہیوال میں اور ملحقہ ضلع ملتان میں سینکڑوں ٹیوب ویل بن چکے ہیں اور آباد کاری ہو چکی ہے ، لوگوں نے مختلف قسم کے بند وغیرہ بنا رکھے ہیں جس کی وجہ سے بارش کا پانی رک گیا اور تحصیل ساہیوال اور تحصیل پاک پتن کے کافی دیہات اس سے متاثر ہوئے ۔ اگست کے شروع میں سیالکوٹ سے ملحقہ ہندوستانی علاقے میں اور خود سیالکوٹ میں بہت بارش ہوئی ۔ سیالکوٹ میں 6 سے 9 اگست تک ، صرف ان چار دنوں میں 18.6 انچ بارش ہوئی جس کی وجہ سے دریائے راوی میں زبردست طغیانی آئی ۔ جس کا ہمیں سب سے پہلے جسڑ کے مقام پر پتا چلا ۔ لیکن یہ طغیانی اس قدر زبردست تھی کہ جسڑ میں جو ہمارا فلڈ وارننگ سٹیشن تھا وہ خود چاروں طرف سے پانی میں گھر گیا اور اور بہت دیر تک جسڑ کے سٹیشن سے ہمارا رابطہ نہ ہو سکا ۔ اس کے بعد دریائے راوی کے پانی نے شکر گڑھ اور نارووال کی تحصیل کے علاقوں میں تباہی مچائی ایم آر لنک کو توڑا ، بی آر بی کینال کو توڑا اور 11 اگست کو شاہدرہ کے مقام پر ایک لاکھ 87 ہزار کا ڈسچارج تھا ۔ اس سے شاہدرہ بند میں 9 شگاف پڑ گئے اور شاہدرہ ٹاؤن اور شاہدرہ

کے قریب متعدد دیہات زیر آب آ گئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ کس تاریخ کی بات ہے ؟

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ یہ 11 اگست کی بات ہے ، اور 12 اگست کو یہی پانی شرق پور کے بند کے اوپر سے گزر گیا اور پھر بند پر کئی جگہ شگاف پڑ گئے جس سے شرق پور اور اس کے متعدد دیہات بھی متاثر ہوئے ۔ 13 اگست کو بلوکی ہیڈ ورکس پر اس پانی کا زور ہوا اور اس سے بائیں بازو پر فلڈ embankment ٹوٹ گئی اور سڑک وہاں ٹوٹ گئی ۔ بلوکی ، سلیمانکی ، لنک کو نقصان پہنچا اور اوٹر باری دوآب کو نقصان پہنچا ۔ بھائی پھیرو کے علاقے میں کافی دیہات اس سے متاثر ہوئے ۔ وہاں کی سڑک بھی اس سے ٹوٹ گئی ۔ دریائے چناب جس نے حالیہ سیلاب میں سب سے زیادہ تباہی مچائی اس میں 9 اگست کو سیلاب مرالہ کے بیراج سے شروع ہوا اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ، اس کی وجہ سے ایک تو خود سیالکوٹ میں 6 سے 9 اگست تک 18.6 انچ بارش ہوئی ۔ اس سے ملحقہ مقبوضہ جموں و کشمیر کے علاقوں میں شدید بارشوں کی وجہ سے بہت پانی آیا اور منور توی ، جموں توی اور چناب ، تینوں کے طغیانی میں آنے سے سب سے زیادہ بری طرح جو علاقہ متاثر ہوا وہ بجواڑ کا علاقہ ہے جس میں کوئی ایک سو کے قریب دیہات تھے ۔ وہ سب کے سب زیر آب آ گئے ۔ اس کے بعد چناب نے مرالہ سے نیچے ہیڈ پلکھو ، پلسی اور بھنبر نالوں میں پانی ڈالا جس کی وجہ سے خانکی میں زبردست سیلاب آیا اور وہ بیراج صرف آٹھ لاکھ کیوسک کے لیے بنا تھا ، لیکن وہاں ساڑھے آٹھ لاکھ کیوسک پانی پہنچا ۔ 10 اگست کو اس کے دائیں اور بائیں دونوں حفاظتی بند ٹوٹ گئے ۔ خانکی بیراج بھی submerge ہو گیا اور اس سے کافی دیر تک رابطہ نہ رہا ۔ اس پانی نے لوئر چناب کینال اور رسول قادر آباد لنک ، اور قادر آباد بلوکی لنک کو نقصان پہنچایا ۔ گیارہ اگست کو یہ پانی قادر آباد سے ہوتا ہوا بارہ اگست کو جھنگ کے قریب پہنچا اور یہاں رواز برج سے ملحقہ ٹھٹھہ ماہلا بند میں اس نے شگاف کیے اور جھنگ شہر میں پانی داخل ہو گیا اور وہاں بہت تباہی مچائی ۔ تریموں ہیڈ ورکس کی designed capacity 6.45 لاکھ تھی ، اس میں 6.67 لاکھ پانی پہنچا ۔ ہیڈ ورکس کو بچانے کے لیے right marginal بند ہم نے خود توڑا اور اس سے تحصیل گڑھ مہاراجہ اور رنگ پور

کینال بھی بری طرح متاثر ہوئے ۔ اس کے بعد چناب کے پانی نے ملتان کے قریب بوسن بند کو توڑا اور شجاع آباد کی کینال کے دائیں کنارے کو بھی کافی خطرہ ہوا لیکن وہاں ملتان کے عوام نے ہزاروں کی تعداد میں بڑی بہادری سے شجاع آباد کینال کے دائیں کنارے کو محفوظ رکھا اور ملتان کا شہر اس طغیانی سے بچ گیا ۔

(اس مرحلہ پر میاں اسماعیل ضیاء کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اب جناب والا ۔ سب سے شدید سیلاب جہاں سے شروع ہوا اور انوکھی نوعیت کا سیلاب جہاں سے شروع ہوا وہ پنج ند ہیڈ ورکس ہے ۔ چونکہ یہ ڈیبٹ کا کافی موضوع بنا ہے ، اس لیے اس پر میں کافی وقت لگاؤں گا ۔ پنج ند پر ستلج ، بیاس ، راوی ، چناب اور جہلم کا پانی جمع ہو جاتا ہے ۔ پنج ند پر شدید طغیانی کا خدشہ ہمیں بہت دن پہلے سے تھا ، کیونکہ اوپر سے سیلاب آ رہا تھا ۔ ہمیں معلوم تھا کہ وہاں پانی آئے گا اور ہمیں کیا کیا حفاظتی اقدامات کرنے ہیں ۔ یہ پہلے سے انجینئرز کو معلوم تھا ۔ مثلاً ایک حفاظتی کام یہ تھا کہ اس بیراج کی designed capacity 7 لاکھ ہے ۔ یعنی وہ بیراج جو ہے اس کے ہیڈ ورکس میں سے ، اس کے گیٹس میں سے 7 لاکھ کیوسک پانی گزر سکتا ہے ۔ لیکن وہاں پر 17 اگست کو 8 لاکھ 12 ہزار کیوسک پانی آ گیا ۔ یعنی اس کی designed capacity سے 1 لاکھ 12 ہزار کیوسک پانی زیادہ آ گیا اور اپنی تاریخ میں کبھی اس بیراج پر اتنا پانی نہیں آیا جتنی بھی اس ہیڈ ورکس کی تاریخ ہے ۔ تو اس لیے جب designed capacity سے پانی زیادہ بڑھا ، چونکہ پہلے سے معلوم تھا کہ اگر پانی designed capacity سے زیادہ آیا تو ہم کیا کریں گے۔ اس میں یہاں جو غلط فہمی ہے وہ دور ہو جانی چاہیے اس میں یہ شامل تھا کہ رائٹ مارجنل بند جو ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل علی پور میں پانی بھیجے گا اس کو توڑنے کا انتظام تھا ۔ اس میں ہمارے انجینئرز نے آرمی کی مدد سے باقاعدہ ڈائنا مائیٹ کے فیوز بھی لگا دیے تھے تاکہ کسی وقت بھی اگر پانی designed capacity سے بڑھے تو دائیں بند کو توڑا جائے ۔ بائیں بند کو نہیں جس کے متعلق یہاں بار بار کہا جاتا ہے ۔ لیکن جونہی پانی ذرا زیادہ ہوا اور ابھی designed capacity سے زیادہ نہیں بڑھا تھا کہ داہاں بند خود بخود ٹوٹ گیا

اور اس سے جو تحصیل علی پور کا علاقہ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بایاں یا دایاں ؟

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ بایاں نہیں دایاں یعنی right بند ۔ یہی confusion ہے کیونکہ بایاں بند تو کبھی توڑا ہی نہیں جا سکتا اس لیے کہ اس میں نشیب کا اتنا علاقہ ہے بہاولپور کا کہ کوئی شخص ، کوئی بھی انجینئر جو سمجھتا ہے وہ کبھی بایاں بند توڑنے کا سوچ ہی نہیں سکتا ۔ دایاں بند توڑنے کا منصوبہ تھا اور یہ بند ہمیں توڑنا چاہیے تھا اس میں فیوز لگے ہوئے تھے ۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کو ڈائنا مائیٹ سے اڑایا جاتا پانی کے بہاؤ سے وہ بند ٹوٹ گیا اور اس سے تحصیل علی پور کا کافی علاقہ متاثر ہوا ۔ 17 اگست کو جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 8 لاکھ 12 ہزار پانی جب بہہ رہا تھا اور ساتھ ہی پچھلے چند روز سے شدید بارشیں ہو رہی تھیں اور آندھی چل رہی تھی وہاں پر تو اس سے جو بائیں بازو کا بند جس کو مقامی زبان میں خیر پور ڈھا بھی لیفٹ مارجنل بند کو کہتے ہیں اس میں درخت ہلنے سے اور بارشیں ہونے کی وجہ سے اور پانی کی بہتات سے اس بند میں شگاف پیدا ہو گئے اور ان شگافوں کی تعداد 10 تھی ۔ اور ان شگافوں میں سے تقریباً کوئی 50 ہزار کیوسک پانی گزر رہا تھا ۔ یہ بہت بڑے شگاف تھے جناب والا ۔ اور اتنے بھیانک یہ شگاف تھے کہ ان کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ اس سیلاب نے کس قدر تباہ کاری کی ہے ۔ یہ بند 25 فٹ چوڑا تھا اور بہت مضبوط بند تھا لیکن سیلاب بارش اور ہوا ان تینوں نے مل کر باوجود سینکڑوں ہزاروں افراد کے وہاں موجود ہونے کے اسے توڑ دیا ۔ اور اس بند کو توڑ کر پانی عباسیہ نہر میں داخل ہو گیا ۔ چونکہ عباسیہ نہر چھوٹی نہر ہے اور اتنا زیادہ پانی اس میں آ گیا۔ اس لیے وہ عباسیہ نہر کے ریگولیٹر کی طرف گیا اور وہاں اس نے عباسیہ نہر کے ریگولیٹر کو اور پنج ند نہر کے ریگولیٹر کو شدید نقصان پہنچایا ۔ وہاں جو نیچے فرش تھا اس کو شدید نقصان پہنچایا پنج ند کینال کو توڑا اور پھر یہ پانی خیر پور ڈھا جو کافی رقبہ ہے اور آج شریف اور دوسری جگہوں پر جو نشیب کے علاقے تھے وہاں بہنا شروع ہو گیا ۔ اب یہاں پر اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ایک تو یہ کہ بایاں بند ہم نے خود توڑا ہے یہ بالکل غلط ہے ۔ کوئی انجینئر نہیں توڑ سکتا ۔ دوسری بات یہ کہ وزیر انچارج نے یہ آرڈر

دیا کہ انجینئر کے احتجاج کے باوجود بایاں بند توڑ دو بہاولپور کو ڈبو دو۔ بالکل یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ میں تو خیر کوئی ہائیڈرولوجی کا ماہر نہیں ہوں۔ انجینئرز جو ہیں وہی فیصلہ کرتے ہیں اور انہی کے فیصلہ کے مطابق کام جو ہے وہ کیا جاتا ہے۔ بہر حال سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیونکہ نہیں ہم بایاں بند توڑ سکتے تھے ؟ اس لیے کہ یہ ایک خاص ایسی چیز ہے جناب والا۔ جو میں آپ کی وساطت سے تمام معزز ممبران کو سمجھانا چاہوں گا کہ بائیں بند کے نیچے تمام علاقہ جو ہے وہ حقیقت میں ایک دریا کا جسے لوکل زبان میں ''ترکڑی،، کہتے ہیں اس کا بیڈ ہے جس میں کہ آج بے تحاشا گاؤں اور شہر آباد ہو گئے ہیں۔ خانپور کا شہر بھی اسی ''ترکڑی،، کے بیڈ میں واقع ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سے قصبات مثلاً لیاقت پور الہ آباد اور بہت سے قصبے جو ہیں اسی ترکڑی دریا کے بیڈ میں آباد ہیں۔ 1929ء میں پنجند ہیڈ ورکس بنا جس سے یہ ترکڑی دریا کو روک کر پانی جو تھا ہیڈ ورکس میں ڈالا گیا۔ تو 1929ء سے پہلے وہاں پانی بہا کرتا تھا جہاں پر آج خانپور واقع ہے اور جہاں اور بہت سے قصبات واقع ہیں۔ لیکن جب سے یہ ہیڈ ورکس بنا اور دریائے ترکڑی کی diversion ہوئی تو پانی کے وہاں نہ جانے سے بہت سی آبادیاں ہو گئیں۔ اور اس سال چونکہ پانی بہت زیادہ آیا اور دریا اور قدرت بعض اوقات اپنے راستے یا اپنے میں مداخلت نہیں چاہتے اور ہم نے ایک قسم کی 1929ء میں دریا کے راستے میں مداخلت کی تھی تو بہر حال دریا نے اس سال اپنا رخ پھر اختیار کر لیا اور اس نے ضرور بہنا تھا۔ یہ پانی جو باہر نکل آیا تھا جناب والا۔ اور یہ سیلاب دوسرے سیلابوں سے بہت مختلف تھا اس لیے کہ راوی چناب کے جو اوپر کے حصے ہیں ان میں پانچ پانچ ، دس دس میل اوپر کے دونوں کناروں میں پانی گیا لیکن جونہی دریا اترے یہ سارا پانی جو ہے واپس آ گیا لیکن یہاں پوزیشن الٹ ہے اور جو پانی کناروں سے باہر نکل آیا ہے یہ اب واپس نہیں جا سکتا کیونکہ یہ تو خود ایک دریا کے بیڈ میں بہہ رہا ہے اور پھر یہ پانی سندھ میں پہنچ گیا ہے لیکن فی الحال پنجاب کے جو علاقے تھے ان میں اب پانی کا بہاؤ نہیں ہے۔ جہاں جہاں نشیب ہے وہاں پانی کھڑا ہے۔ تو اس لیے یہ پانی جو تھا یہ آج شریف میں احمد پور شرقیہ سے ہوتا ہوا چھنی گول اور ترنڈہ محمد پناہ جا پہنچا۔ یہ ایسے دو

قصبے ہیں جناب والا ۔ کہ جہاں سے واضح طور پر دریائے ترکڑی کے راستے کا پتہ چلتا ہے ۔ بالکل واضح معلوم ہوتا ہے کہ ان دو قصبوں کے درمیان کسی زمانے میں یہ دریا بہتا تھا ۔

جناب والا ۔ یہ پانی لیفٹ مارجنل بند سے 50 ہزار کیوسک خارج ہو رہا تھا اور یہ 20 اگست کو فیروزہ پہنچا اور یہاں فیروزہ میں جب کبھی سیلاب فیروزہ میں تھا تو وہاں ڈپٹی کمشنر رحیم یار خاں ۔ اسسٹنٹ کمشنر خانپور اور XEN خانپور وہاں موقع پر پہنچے اور انہوں نے پروگرام بنایا کہ اب اس فلڈ کو کس طرح سے deal کیا جائے ۔ پہلے انہوں نے ریلوے لائن توڑ کر اس پانی کو چولستان کی طرف بھیجنے کی کوشش کی لیکن وہ علاقہ اونچا ثابت ہوا اور یہ پانی پھر واپس آ گیا ۔ اسی طرح سے خانپور شہر کے قریب ، یہ مسئلہ بھی اخبارات میں بہت آتا رہا ہے منچن نہر پنج ند کینال کی ایک برانچ ہے ۔ اس پر انجینئرز کا خیال تھا کہ یہ برانچ جو ہے یہ بھی دریائے ترکڑی کے بیڈ میں واقع ہے اور اگر اس کو کاٹ کر راستہ نہ دیا گیا تو پانی یہاں بہت زیادہ اکٹھا ہو جائے گا اور پھر آخر میں نہر کو توڑ کر نکل جائے گا ۔ اور پانی جب بہت زیادہ اکٹھا ہو جائے اور توڑ کر نکلے تو اس پر قابو نہیں رہتا ۔ تو اس لیے انجینئرز کی advice کے مطابق ضلعی انتظامیہ نے منچن برانچ پر 129 برجی کے مقام پر خود ایک کٹ کی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ کب ہوا جناب ؟

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ یہ 20 اور 21 اگست کی رات کو اور جب آر ڈی 129 پر انہوں نے جب کٹ کرنا چاہا تو جتنے لوگ جتنے عوام خانپور کے اور ملحقہ علاقوں کے وہاں جمع تھے انہوں نے شدید اس کی مخالفت کی ۔ مزاحمت کی ۔ لیکن ان کی اس شدید مزاحمت کے باوجود چونکہ انجینئرز کا خیال تھا کہ یہی بات ٹھیک ہے وہاں پر ایک کٹ کر دیا گیا ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ کٹ ناکافی ثابت ہوا اگر وہاں عوام مخالفت نہ کرتے اور وہ کٹ کافی اچھی طرح سے کرنے دیا جاتا تو انجینئرز کا یہ خیال تھا کہ یہاں سے پانی نکل کر صادق فیڈر کے دائیں کناروں کے ساتھ لگا دیا جاتا ۔ صادق فیڈر جناب والا ۔ ان بہت کم نہروں میں سے ایک ہے جو اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں ۔ بہت کم نہریں پنجاب میں

brick-lined ہیں ۔ صادق فیڈر ان میں سے ایک ہے ۔ تو انجینئرز کا خیال یہ تھا کہ صادق فیڈر کے دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ پانی کو لگا دیا جاتا ۔ لیکن خانپور کے لیے ایک تو وہ پانی جو چولستان کی طرف نہیں گیا اور واپس آ رہا تھا ۔ یہ آب حیات ڈسٹری بیوٹری کو توڑ کر ایک طرف سے خانپور میں داخل ہوا اور دوسری طرف سے یہ پانی جس کو منچن برانچ میں سے کافی کٹ کر کے نکالنا چاہیے تھا وہ ایک ناکافی کٹ کی وجہ سے held up ہونے کے بعد اس نے اس نہر کو بے دردی سے توڑا اور اس کے بعد ایک شیریں ڈسٹریبیوٹری ہے اس کو بھی تباہ کیا اور صادق فیڈر کو اوپر سے over top کیا ۔ اس طرح سے خانپور شہر کو دو طرف سے سیلاب کا پانی آیا اور خانپور شہر کو وہاں کی مقامی زبان میں خانپور کٹورہ بھی کہتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ایک بہت گہرائی میں کٹورے کی طرح بنا ہوا ہے ۔ خانپور کے باہر کا جو علاقہ ہے وہ ماڈل ٹاؤن ہے اور جو ملحقہ علاقہ نشیب میں ہے وہاں بھی گہرا پانی آیا۔ چونکہ وہ علاقہ نشیب میں تھا لہذا روشندانوں اور چھتوں تک پانی بہہ رہا تھا ۔ خانپور کا پرانا شہر ایک ایسی جگہ واقع تھا جہاں دریائے ترکڑی ہے اس کے بیڈ میں تو وہ پرانا شہر ذرا اونچا تھا اس لیے وہ سیلاب سے کم متاثر ہوا ریلوے سٹیشن بھی بچ گیا لیکن شہر کے کافی حصے جو نشیب میں تھے وہ بہت بری طرح متاثر ہوئے ۔ تو جو چیز خود دریا کے بیڈ میں ہوگی وہاں پانی کا بہاؤ زیادہ ہوگا ۔ لیکن بعد از وقت اب خیال لوگوں کا یہ ہے کہ اگر اس وقت عوام مخالفت نہ کرتے اور منچن برانچ میں کافی شگاف کر دیا جاتا تو شاید اتنا پانی اتنی جلدی held up نہ ہوتا ۔ سیلاب بہر حال ضرور آنا تھا ۔ وہاں کی جو سطحیں ہیں ان کا مقابلہ کر لیا جائے ۔ پانی نے ہماری مرضی کے مطابق نہیں چلنا ۔ پانی ہمیشہ اونچی طرف سے نیچی طرف چلنا ہے چاہے وہاں کسی ایم پی اے یا کسی سرکاری ریٹائرڈ افسر کے باغ ہی کیوں نہ ہوں ۔ تو پانی اس طرف ضرور جائے گا ۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ نشیب کے علاقہ میں پانی کم جانے دیں لیکن held up نہیں کیا جا سکتا ۔ تو کوشش وہ ہوتی ہے کہ پانی 14/12 فٹ جمع نہ ہو بلکہ پانی کو اس کے معمول کے مطابق راستہ دیا جائے اور وہ چلتا رہے تو کم تباہی ہوگی ۔ بہر حال 22 اگست کو ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان ۔ آرمی کے جنرل ممتاز صاحب جو کہ اس ایریا کے

انچارج تھے۔ کمشنر صاحب اور بریگیڈیر ضمیر صاحب 12 بجے دوپہر پھر جائزہ لینے کے لیے اور حفاظتی اقدام کرنے کے لیے خانپور سے اوپر گئے ۔ انہوں نے دیکھا کہ پانی چک نمبر 4 میاں اسلام کے گاؤں کے پاس سے گزر رہا تھا اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ پانی منچن برانچ کے پاس کافی جمع ہو چکا تھا اور وہ پانی جو چک نمبر 4 کے پاس سے گزر رہا تھا وہ آب حیات ڈسٹری بیوٹری کو کراس کر کے خانپور میں داخل ہوا اور جو منچن برانچ کے پاس تھا وہ منچن برانچ کو توڑ کر اور صادق آباد فیڈر کے اوپر سے ہوتا ہوا خانپور میں پہنچا اور خانپور کے بعد جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ دریا نے اپنے پرانے بیڈ میں جانا تھا ۔ دریا کا جو پرانا بیڈ تھا پانی نے وہیں جانا تھا ۔ ہماری پالیسی یہ تھی کہ جہاں پنجند کا لیفٹ مارجنل بند ٹوٹا تو جتنی نہریں اور جتنی obstructions ریلوے ٹریک کے راستے میں آتی ہیں ان کو توڑ کر پانی کی گزرگاہ بنائی گئی ۔ پہلے ہم نے یہ کوشش کی کہ یہ ریلوے لائن تک نہ پہنچے تا کہ جو ہماری شاہ رگ ہے وہ نہ ٹوٹے ۔ لیکن جناب والا ۔ ایسا نہ ہو سکا کیونکہ پانی نے اپنی نشیب کی جگہ لینی تھی اور اس نے ریلوے لائن بھی توڑ دی اور بہت سی جگہوں پر ہم نے نہروں کو توڑ کر اس کے لیے راستہ بنایا ۔

جناب والا ۔ یہ چیز اخبارات میں وقتاً فوقتاً آتی رہی ہے ۔ میں زیادہ آپ کا وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ اخبارات میں یہ باتیں آ چکی ہیں ۔ جو اب سب سے اہم بات ہے وہ فلڈ ریلیف اقدامات ہیں جن کو ہم نے اختیار کیا ہے اور بتانا ہے کہ سیلاب کے دوران ہم نے کیا کیا ۔ سیلاب سے پہلے جناب والا ۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ ہم نے انفارمیشن سنٹرز قائم کیے تھے جن میں ٹیلی فون تھے وہ 24 گھنٹے کام کرتے تھے ۔ ٹیلی فون پر بھی اطلاع دے دی تھی کہ وہ 24 گھنٹے کام کرتے ہیں ۔ ہم نے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات کو بھی اطلاع دے دی تھی اور میں خود اس فلڈ کنٹرول کمیٹی کا سیکرٹری ہوں ۔ ہم چیف انجینئر ۔ سیکریٹری اریگیشن اور ریلیف کمشنر کو باقاعدہ ہدایات جاری کرتے رہے اور روزانہ شام کے وقت بھی یہی عمل ہوتا رہا ۔ جہاں یہ انتظام نہیں تھا وہاں دوسری تدابیر اختیار کی جاتی رہیں یعنی رہڑوں پر لاؤڈ سپیکر فٹ ہوتے تھے جن کو استعمال کیا جاتا اور منادی کے ذریعے اطلاع دی جاتی کہ ان

گلیوں یا دیہاتوں میں پانی آنے والا ہے ۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ سن 1959ء سے چونکہ سیلاب نہیں آیا تھا اس لیے لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ سیلاب نہیں آئے گا اور جب تک لوگ سیلاب کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے تھے اور جب تک زیادہ پانی نہ آئے وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے ۔ دوسرا انتظام پہلے سے یہ تھا کہ جونہی کسی علاقے میں خلل آئے گا اس علاقے کو ہم پہلے ہی سے سیکٹرز کے لحاظ سے اس علاقے کی تقسیم کر دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ دیگر اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بھی ریلیف آفیسرز ہوتے تھے لیکن بہر حال ان خاص سیکٹروں میں ان لوگوں کے چارج میں کشتیاں تھیں ۔ ہیلی کوپٹرز تھے ۔ ہم نے بعض دفعہ لوگوں کو ٹریکٹروں کے ذریعے اور ٹرالیز کے ذریعے بھی نکالا اور ملٹری لانچوں کے ذریعے بھی ۔ جہاں سے انہیں لوگوں کو نکال سکتے تھے وہاں پر خوراک پھینکنے کا انتظام تھا یا اس طرح کہ لانچوں کے ذریعے خوراک و پانی بہم پہنچایا جاتا تھا ۔ یہ بندوبست پہلے ہی سے کیا ہوا تھا اور جہاں بھی جناب والا سیلاب آتا تھا ہم فوج کے افسران کے ذریعے مرکز کو مزید اطلاع دیتے تھے کہ علاقے میں سیلاب آنے والا ہے اور آپ کی مدد کی ضرورت ہے ۔ آرمی اور سول کے افسران نہایت خوش اسلوبی سے لوگوں کی مدد کرتے رہے اور سیلاب پر قابو پانے میں کام کرتے رہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ جو حکومت کی طرف سے ریلیف کا کام کیا گیا اس میں ہمارے 55 لوگ ایسے تھے جنہوں نے فوری امداد بہم پہنچانے کی ذمہ داری قبول کی ۔ ہم نے روپے بھی اس موقعہ پر خرچ کیے اور اس میں 10 لاکھ روپیہ مرکز کی امداد بھی موجود ہے ۔

جناب والا ۔ میں اس مرحلہ پر سماجی اداروں کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان کے ورکرز نے اور سیاسی ورکرز نے ان لوگوں کو جو سیلاب میں گھرے ہوئے تھے ان کو گھروں سے نکالنے کے لیے ، ان کی جان بچانے کے لیے ، ان کو کھانا اور کپڑے پہنچانے میں و دیگر اشیاء بہم پہنچانے میں بے تحاشا اچھے جذبے کا ثبوت دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے ممبران تھے یا دیگر عوام کے نمائندے تھے انہوں نے بھی نہایت نمایاں اور قابل ستائش کام سر انجام دیا ہے ۔ جہاں پر بھی ہم لوگ گئے ان کی تعریفیں ہمارے سننے میں آئیں ۔ جھنگ ۔

اور لائلپور کے کچھ مخیر حضرات تھے انہوں نے روپیہ خرچ کر کے اس قدر آسانیاں بہم پہنچائیں جو کہ نہایت مستحسن تھیں ۔ کھانے کے لیے خشک راشن دیے ۔ جھنگ کے عوام بھی قابل تعریف ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ جب ہم لوگوں کو اونچی جگہ پر لے گئے تو وہاں کے عوام کی کوششوں کے ساتھ ساتھ ان کو جہاں تک ہو سکا ہم نے سہولت بہم پہنچائی اور اس کے بعد جوں جوں سیلاب اترتا جائے ہمارا خیال تھا کہ ان کے گھروں کو دوبارہ بنانے کی طرف بھی توجہ دی جائے ۔ جن لوگوں کے گھر قائم ہیں یا ان کو آسانی سے بنایا جا سکتا تھا ہم نے ان کی بھی مدد کی اور ان کو خشک راشن دیا ۔ کپڑے دیے اور عوام کی جو دی ہوئی اشیاء تھیں ہم نے ان سیلاب زدہ لوگوں میں تقسیم کر دیں ۔ جو لوگ بے گھر ہوئے تھے یا ہو گئے تھے اکثر ان میں سے واپس چلے گئے ہیں لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہاول پور ، رحیم یار خاں اور جھنگ میں ابھی کافی لوگ سکولوں اور کیمپوں میں موجود ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ اکثریت ان کی چلی گئی ہے ۔

اس کے علاوہ ہم نے ہر تحصیل میں ریلیف کمیٹیاں قائم کیں جن میں ایم پی اے ہیں اور سوشل ویلفیر کے ادارے بھی ہیں جن کے لوگ اس میں شامل ہیں یہ لوگوں سے سامان اکٹھا کر لیتے ہیں تو اس کی تقسیم میں نگہداشت کرتے ہیں ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ سڑکوں کو جو نقصان پہنچا ہے اور آب پاشی کا نظام جو درہم برہم ہوا اس کی بحالی بھی ہمارے لیے بہت ضروری ہے اور بہت جلدی کے ساتھ ہم یہ کام کرنے میں مصروف ہیں اس لیے کہ خریف کی فصل ابھی کچی تھی اور اس کو بچانا نہایت ضروری تھا ۔ اس کے علاوہ 16 بڑی نہریں جو سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھیں جن میں شگاف پڑ گئے تھے ان کو نہایت ہی قلیل عرصہ میں ہم نے اولیت دی اور اس اولیت کے لحاظ سے ہم نے کام شروع کیا اور یہ دیکھ کر کہ کسی علاقے میں چاول کی کاشت ہے یا جہاں کہیں بھی جلد پانی چاہیے تھا جیسے یو سی سی ۔ اے سی سی ہے یا ایم آر لنک ہے اور بی آر بی اس قسم نہریں ہیں ۔ ان میں سب سے پہلے 27 اگست کو ہم نے پانی چھوڑ دیا تھا ۔ جو نیچی نہریں تھیں ان کی بہت جلدی مرمت کی گئی اور ان میں پانی چھوڑا گیا ۔ اس سے اوپر پنجند اور عباسیہ نہریں جو ہیں ان کی بھی

مرمت کی گئی ہے۔ اس وقت پنج ند میں 7500 کیوسک اور عباسیہ میں 316 کیوسک پانی بہہ رہا ہے۔ اس موسم میں فصلوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور اس موسم میں کل اس وقت ایک لاکھ سات ہزار 500 کیوسک پانی فصلوں کو جاری ہوتا ہے اور کل سے ہم 95 ہزار کیوسک سپلائی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو دریا یا ڈسٹری بیوٹریز ٹوٹ گئی ہیں جن کی طرف ہم نے ابھی تک توجہ نہیں دی ان کے لیے پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے عوامی نمائندوں سے درخواست کی ہے اور عوام سے بھی کہ وہ خود ان کی مرمت کریں۔ جہاں پر آسان اور تھوڑا کام تھا وہ تو انہوں نے مکمل کر لیا ہے لیکن کوئی مائینر اور اور ڈسٹری بیوٹری جہاں ابھی تک کام نہیں ہو سکا ہم ان کی مرمت بہت جلدی کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ جو ایم پی اے صاحبان زراعت سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے پچھلا سیلاب دیکھا ہے وہ اس کی تعریف کریں گے کہ محکمہ انہار نے نہایت مستعدی سے تمام نہروں کو مرمت کر کے کھڑی فصلوں کو بر وقت پانی پہنچایا ہے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں نقصانات کے متعلق عرض کرونگا کہ پرائیویٹ ٹیوب ویلز میں سے 8 ہزار خراب ہو چکے تھے۔ جن میں سے 6 ہزار 5 سو اب تک ٹھیک کیے جا چکے ہیں۔ سکارپ ٹیوب ویلز میں سے 3 ہزار 2 سو متاثر ہوئے تھے۔ اب صرف پچاس خراب پڑے ہیں۔

جناب والا۔ اس کے بعد سب سے بڑا کام اور سب سے بڑا سوال جو ہم پوچھتے ہیں وہ ہے متاثرہ افراد کی بحالی اور آباد کاری۔ تو اس سلسلے میں ہم نے ریلیف کمشن جو ایک ادارہ ہے اس میں ایک ڈائریکٹر کے جو کہ Director of Relief and Reconstruction ہوگا۔ اس میں بہت عملہ دیا گیا ہے تا کہ reconstruction کے کام کو rehabilitation کے کام کو جو کہ کافی دیر چلے گا اور کافی وقت چاہتا ہے۔ کافی توجہ چاہتا ہے اس کام کو بخوبی سر انجام دے سکیں۔ اس سلسلے میں جو اقدام ہم نے کیے ہیں وہ چند ایک اقدام جناب والا کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ مالیہ اور آبیانہ متاثرہ فصلوں کا وصول نہیں کیا جائے گا۔ اس میں تقریباً دو کروڑ روپے کی وصولی گورنمنٹ پنجاب کو نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ کاشتکاروں کو بلا سود قرضے دیے

جائیں گے ۔ اور یہ قرضے بیج کے لیے ۔ کھاد کے لیے ۔ بیل کی خریداری کے لیے ۔ ٹیوب ویلز کے لیے اور ٹریکٹر کے استعمال کے لیے ہوں گے ۔ کوشش یہ کی جائے گی کہ یہ قرضے جنس کی صورت میں دیے جائیں اور اگلی فصل کے بعد وصول کیے جائیں ۔ جناب والا ۔ یہاں میں تھوڑی سی تفاوی قرضوں کے متعلق نشاندہی کر دوں کہ پانچ کروڑ روپے خود حکومت پنجاب براہ راست اپنے بورڈ آف ریونیو کے ذریعے دے گی اور اس میں سے ایک کروڑ روپے release بھی کر دیے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ پانچ کروڑ روپے تفاوی قرضے زرعی ترقیاتی بینک دے گا ۔ اس کے علاوہ ہمیں یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ کوآپریٹو بینک بھی قرضے دیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہتر یہ ہوگا کہ آپ یہ بھی اعلان فرما دیں کہ تفاوی قرضے اور زرعی بینک کے قرضے بلا سود ہوں گے ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہ قرضے بلا سود ہونگے ۔ خود جناب وزیر اعظم صاحب نے فرمایا ہے ۔ میں ان کے فیصلے کے مطابق عرض کر رہا ہوں ۔ اس کے علاوہ یہ تفاوی قرضے جو میں نے عرض کیا ہے کہ بیج کے لیے ۔ کھاد کے لیے ۔ بیل خریدنے کے لیے اور ٹریکٹر کے لیے ہوں گے ۔ اس کے علاوہ حکومت خود دلچسپی رکھتی ہے کہ جو ربیع کی فصل یعنی گندم کی فصل ہو اسے bumper crop قرار دیں تا کہ ایک تو ہر فرد کا جو نقصان ہوا ہے اس سال اس کی فصل اچھی ہو جائے تا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے ۔ دوسرے بطور قوم اگر ہمارے پاس گندم ہے جس کی جناب والا ۔ آجکل انٹرنیشنل مارکیٹ میں کمی ہے اور لوگ ڈالر ۔ فرانک ۔ پونڈ اور روبلز ہاتھ میں لیے پھرتے ہیں کہ ہمیں گندم دو لیکن گندم نہیں ملتی ۔ تو اس لیے اس پوائنٹ سے بھی اگر ہماری گندم اس سال کافی ہو جائے تو ہم انشاء اللہ خود کفیل ہو سکتے ہیں اور ہمیں باہر سے گندم کے سلسلے میں محتاج نہیں ہونا پڑے گا ۔ تو اس لیے ہم نے چند اقدام کیے ہیں ایک تو یہ کہ ان کو ہم گندم کے بیج چار سو سیر پوائنٹ پر تیس روپے من کے حساب سے فراہم کریں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل وزیر

صاحب یہ وضاحت فرما دیں کہ یہ جو انھوں نے فرمایا ہے کہ تقاوی قرضے وہ جنس کی صورت میں بھی مہیا کریں گے ۔ یہ قرضے ٹریکٹروں کے سلسلے میں اور بیج کے لیے ہوں گے ۔ یہ تو ٹھیک ہے ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وضاحت ضروری ہے کہ جو جنس کی صورت میں گندم وغیرہ مہیا کریں گے وہ ٹریکٹروں کو کیسے چلائے گی ۔ تو اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ آیا یہ ٹریکٹر حکومت مہیا کرے گی ۔ آسان قسطوں پر دیے جائیں گے یا کرائے پر ان لوگوں کو دیے جائیں گے ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انشاء اللہ اس کا جواب دوں گا ۔ کاشتکاروں کو اچھی گندم کا بیج فراہم کیا جائے گا ۔ کیونکہ بہت سی گندم جو گلی ہو چکی ہے وہ ماہرین کی رائے کے مطابق بیج کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتی ۔ اگر ہم اچھی گندم فراہم نہیں کریں گے تو کچھ لوگ مجبوراً غلط قسم کا بیج استعمال کریں گے ۔ اس سے ان کو بھی اور قوم کو بھی فائدہ نہیں رہے گا ۔ تو اب ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس سال ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت کی جائے ۔

جناب والا ۔ فاضل رکن ٹریکٹرز کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے تو اس کے متعلق بھی یہ عرض کروں گا کہ جو ٹریکٹر پاکستان میں آئیں گے ان میں سے 780 ٹریکٹر پنجاب کو الاٹ ہوئے ہیں ۔ ان میں سے 374 ہمیں کراچی میں deliver ہو گئے ہیں اور ان کی ضلع وار تقسیم بھی کر دی گئی ہے ۔ اور اس ضلع وار تقسیم کے کام کے انچارج ڈاکٹر غلام حسین صاحب ہیں جو کہ جناب گورنر صاحب کے ایڈوائزر ہیں ۔ تو اس لیے اگر کوئی صاحب یہ سمجھے کہ فلاں ضلع کو کم ٹریکٹر ملے ہیں اور وہاں تو بہت زیادہ سیلاب تھے ۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ ٹریکٹر صرف سیلاب زدہ علاقوں کے لیے ہیں ۔ وہاں تو سیلابوں سے بہت زیادہ تباہی ہوئی ہے اور ٹریکٹر وہاں چاہییں ۔ کیونکہ لوگوں کے پاس ہل چلانے کو بیل نہیں ہیں اور وقت بہت کم ہے ۔ تو وہ شخص جو یہ کہے کہ فلاں ضلع کو کم ٹریکٹر ملے ہیں تو وہ ڈاکٹر غلام حسین صاحب سے رابطہ قائم کرے ۔ صرف وہی اس کی allocation میں رد و بدل کر سکتے ہیں اگر مطالبہ معقول ہو ۔ تو ہمارا

پروگرام یہ ہے کہ دس تا بیس اکتوبر تک ٹریکٹر کام شروع کر دیں گے - جو فی گھنٹہ کے حساب سے کام کریں گے یا فی ایکڑ کے حساب سے - اس پر کتنے پیسے وصول کیے جائیں گے تو اس کے متعلق جناب گورنر صاحب نے ایک کمیٹی جناب خاکوانی صاحب کی سرکردگی میں بنائی ہے کہ آپ کچھ No profit No loss پر calculate کر کے بتائیں کیونکہ اس دن جو ریٹ ایکسپرٹ نے بتایا تھا اس سے ہمارے ایم - پی - اے صاحبان نے اتفاق نہیں کیا - تو خاکوانی صاحب گورنر صاحب کو کوئی رپورٹ دیں گے اور معقول بھی ہوگی - اس لیے کہ وہ خود زمیندار ہیں اور کاشتکار ہیں - وہ ٹریکٹر استعمال کرتے ہیں - انہیں معلوم ہے کہ کیا خرچ ہوتا ہے - کس طرح سے اور کس شرط پر دینا چاہیے - اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک اس معنی میں کہ اجرت میں یا کہ فی گھنٹہ دیا جائے گا یا فی ایکڑ کام کرے گا تو اس پر کافی اختلاف رائے تھا اور ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہوا - جناب خاکوانی صاحب اس کے متعلق کچھ پیش کریں گے - پھر جب مجھے پتا چلا تو میں سب حضرات کی خدمت میں عرض کر سکوں گا -

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی - جناب والا - میں یہ انفارمیشن لینا چاہتا ہوں کہ ٹریکٹر کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہوگا - کیا qualification ہوں گی - کن لوگوں کو ملیں گے - کن لوگوں کو نہیں ملیں گے - کیا یہ تو نہیں ہوگا کہ جو مستحق ہیں وہ رہ جائیں جیسے کہ بعض جگہ تفاوی یا ریلیف کی تقسیم ہوئی ہے کہ خاص آدمی تک محدود رہے - میں چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے وزیر موصوف اس کی تشریح کر دیں -

مسٹر چیئر مین - جو نکات فاضل اراکین اٹھانا چاہتے ہیں - وہ اپنی باری پر اپنی تقریر میں اٹھائیں اور فاضل وزیر آبپاشی جب بحث کو wind up کریں گے تو سب کے جوابات دے دیں گے -

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میں آپ کی رولنگ کا احترام کرتا ہوں لیکن میں التجا کرونگا کہ میرا پوائنٹ آف انفارمیشن ہے - میں نے انفارمیشن لینی تھی - تو جس وقت میری طبیعت چاہے گی میں لونگا -

اور یہ ہر ممبر کو حق پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ جناب والا میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ آپ پہلی دفعہ کرسی صدارت پر تشریف رکھتے ہیں اس لیے معاف فرمائیں گے اور میں اتنی گزارش کرونگا کہ یہ ہمارا حق ہے ۔ آپ ہمیں ہمارے حق سے محروم نہیں کر سکتے ۔ میں نے پوائنٹ آف انفارمیشن کہا ہے اور ان سے انفارمیشن لینی ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کی جب باری آئے تو پھر بولیں ۔ اس وقت میں کیسے بولونگا ۔

مسٹر چیئر مین ۔ آپ کی راھنمائی کا شکریہ ۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ میں پہلی بار کرسی صدارت پر بیٹھا ہوں ۔ میں نے ایک رائے دی تھی رولنگ نہیں دیا تھا اور اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ میری رائے مناسب ہے تا کہ بار بار فاضل وزیر کی تقریر میں مداخلت نہ ہو ۔ آپ جو نکات اٹھانا چاہتے ہیں اپنی تقریر میں اٹھائیں ۔ جب وزیر موصوف بحث wind up کریں گے اس وقت وہ سب کا جواب دے دیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے عرض کرونگا کہ شائد اس وقت آپ ایوان میں موجود تھے جب قائد ایوان نے اعلان کیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایک سرسری جائزہ سیلاب کے متعلق اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے متعلق اور اس کے بعد جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کے متعلق ہاؤس میں پیش کرینگے ۔ تو اس لیے جب وہ یہ پیش کر رہے ہیں تو انہیں اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ جو بات رہ گئی ہے اور جس بات کے لیے ہم سمجھیں اس کے متعلق اس ایوان کو مطلع کر دیں۔ تو میں آپ کی اجازت سے ایک بات ان کو بتا دینا چاہتا ہوں تا کہ اگر ہمیں کوئی تجویز دینی ہو یا کوئی بات کرنی ہو یا حکومت کو کوئی تجویز دینا چاہتے ہوں تو ہم اس پوزیشن میں ہوں کہ ہم بتا سکیں ۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ رعایت بطور خاص دی گئی تھی کہ وہ تقریر کریں ورنہ یہ ان کا حق نہیں ہے ۔ ان کا حق یہ ہے کہ جب تقاریر ختم ہو جائیں تو وہ جوابی تقریر کریں ۔ اور بیان دیں ۔ انہیں صرف ایوان کی رہنمائی اور معلومات فراہم کرنے کے لیے یہ موقع دیا گیا ہے ۔ اس لیے اگر ہم یہ سمجھیں کہ معلومات نہیں پہنچائی گئیں تو ہم آپ کی وساطت سے ان کو متوجہ کر سکتے ہیں ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ ابھی ٹریکٹروں کا مسئلہ ختم نہیں ہوا ۔ ان کی تقسیم یا کس اجرت پر دیے جائیں گے وہ ابھی طے نہیں ہوا ۔ ضلعی ہیڈ کوارٹر پر پہنچے ہیں وہاں سے تحصیل ہیڈ کوارٹر پر پہنچ جائیں گے ۔ جیسا کہ فاضل ارکان کو معلوم ہے کہ گورنر صاحب نے وزرا کی ڈیوٹیاں لگائی ہیں کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں جائیں ۔ یہ حضرات ہی اس معاملے میں مدد دے سکتے ہیں اور آپ کے تعاون سے ہی یہ کام ہوگا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ جو ان کو وقت دیا گیا ہے آپ یہ غور فرمائینگے کہ یہ حکومت کا نظریہ بتانے کے لیے دیا گیا ہے ۔ کیونکہ یہ حکومت کے مفاد میں ہے ۔ کہ جہاں کہیں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو ۔ اس کی وضاحت کر دیں ۔ اس سلسلے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ان ٹریکٹروں کی کل تعداد بتائیں کہ سیلاب زدہ علاقوں کے لیے کتنے ٹریکٹر ہیں اور پنجاب کے لیے کتنے ٹریکٹر ہیں کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کل 780 ٹریکٹر آئے ہیں ۔ از راہ کرم صوبہ وار تقسیم ان کی بتا دیں میں مشکور ہونگا ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ میں فاضل رکن عبداللہ روکڑی صاحب کا جواب دے لوں ۔ ٹریکٹروں کی تقسیم کے بارے میں کہ کن لوگوں کے پاس ہوگی کونسی جگہ ہوگی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو وزیر انچارج ہوں گے وہ آپ کی مدد سے یہ کام کر سکیں گے کیونکہ علاقہ کے ایم پی اے کو پتہ ہوگا کہ فلاں آدمی کے بیل بہہ گئے ہیں ۔ فلاں آدمی اب ہل نہیں چلا سکتا کیونکہ اس کے جو جوان بیٹے تھے وہ مر گئے ہیں ۔ اس لیے وہ زیادہ بہتر جان سکتے ہیں کہ کون حاجتمند ہیں اور کون ضرورت مند ہیں ۔ اگر کوئی ٹریکٹر یا پیسہ کسی غلط آدمی کو ملتا ہے تو حقیقت میں یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ وہ اس کو فضول چیزوں میں خرچ کرے گا یہی وجہ ہے کہ جنس کی صورت میں دے رہے ہیں ۔ آپ جب مہنگائی کی صورت حال پر بات کریں گے اس دن آپ کہیں گے کہ افراط زر ہے لیکن پاکستان افراط زر سے بچ نہیں سکتا ۔ ساری دنیا میں جو اکانومی ہے یہ اس کے اثرات سے بچ نہیں سکتا ۔ تو موقع پر وزیر آپ کی بات سنیں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ آپ کی رہنمائی حاصل نہ کریں ۔ دوسرے میرے فاضل رکن

دستی صاحب نے فرمایا ہے کہ سارے ٹریکٹر کتنے آئے ہیں۔ مجھے اس کی معلومات نہیں ہیں کہ پنجاب کے کتنے ہیں۔ کراچی میں 374 ٹریکٹر مل چکے ہیں اور انشاءاللہ ہم ریلوے کی ویگنیں یا ٹرک لے کر منگوا لیں گے۔ 10 یا 20 اکتوبر کو یہ کام شروع ہو جائے گا اس میں ہم نے زیادہ دیر نہیں کرنی کیونکہ وتر کا زمانہ گزر جائے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کیا ڈاکٹر صاحب از راہ کرم تکلیف فرمائیں گے کہ آپ یہ کل ایوان کو بتا دیں کہ کل کتنے ٹریکٹر آئے ہیں اور پنجاب کو کتنے ملے ہیں ؟

وزیر آبپاشی و تعلیم ۔ کل یہ اطلاع ضرور فراہم کر دی جائے گی ۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں ایک اور اہم چیز جو ہے وہ ہے کھاد ۔ خوش قسمتی سے کھاد پاکستان میں بہت زیادہ ہے اور یہ بہت ضروری ہے ۔ پچاس فیصد سے زائد اسی وجہ سے کھاد کو مارکیٹ میں لیبشلائز کیا گیا تا کہ کھاد ضرورت مند حضرات کو وقت پر پہنچ جائے ۔ اس کے لیے تقریباً چار یا چھ سیلز ڈپو فی تھانہ دے دیے اور ایگریکلچرل سپلائی آرگنائزیشن یہ کام کرے گی کہ وہ عوام کو حکومت کے مقررہ نرخ پر کھاد مہیا کرے اور وقت پر مہیا کرے ۔ دوسرے کھاد بھی ہیں یوریا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن جو کوآپریٹو سٹورز ہیں وہ صرف اپنے ممبران کو کھاد لیکر دے سکتے تھے وہ کھلی تجارت نہیں کر سکتے ۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ حقدار لوگوں کو کھاد مہیا کی جائے اس کے علاوہ شہری مکانوں کی امداد کے لیے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کو وزیر اعظم صاحب نے حکم دیا ہے کہ وہ قرضے فراہم کریں ۔ اس میں دو سال بلا سود رعایت دی گئی ہے ۔

اس کے علاوہ میں فاضل ارکان کو کچھ اعداد و شمار دینا چاہتا ہوں کہ تقریباً تین سو کروڑ روپیہ کا نقصان پنجاب کو ہوا ہے ۔ اس میں تقریباً تین کروڑ بیس لاکھ روپے کی فوری مرمت بہت ضروری ہے ۔ ہم نے 1973-74 کے لیے اے ۔ ڈی ۔ پی حاصل کر کے رقمیں تقسیم کر دی ہیں ۔ بہت جلد ان چیزوں پر کام شروع کر دیا جائے گا ۔ اس کے علاوہ کل رقبہ 84 لاکھ ہے جس میں فصل شدہ رقبہ 25 لاکھ اور نہری آبپاشی کا رقبہ 23 لاکھ ایکڑ اس سے متاثر ہوئے ہیں ۔

6724 گاؤں کے گھر خراب ہوئے ہیں ۔ انسانی اموات 436 اور چالیس ہزار پانچ سو مویشوں کی اموات ۔ بیس لاکھ مرغیوں اور دوسرے پرندوں کو نقصان پہنچا ہے 109 سڑکوں کو نقصان پہنچا ہے ۔ ان میں سے اکثر سڑکوں کو ٹریفک کے قابل بنا لیا ہے اور ان کی مرمت کر دی گئی ہے اور آمد و رفت جاری ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ متاثرہ افراد کی بحالی کا بہت اہم مسئلہ ہے ۔ ان شہروں میں ، قصبوں میں ، نشیبی علاقوں میں خصوصاً خان پور کے نشیبی علاقوں میں جہاں کئی کئی فٹ پانی کھڑا ہے وہاں پانی نکالنے والے پمپ کام کر رہے ہیں ۔ جھنگ میں نو پمپ کام کر رہے ۔ لائل پور میں 13 پمپ کام کر رہے ہیں ۔ لاہور میں 13 کام کر رہے ۔ خان پور کو 25 پمپ اور بھجوا رہے ہیں جو ہمیں بیکو نے دیے ہیں ۔ اس کے علاوہ پرائمری سکولوں کو نقصان پہنچا ہے ۔ ان میں سے تین ہزار کی معمولی مرمت ہونی ہے ۔ اسی طرح مڈل سکولوں کو ، ہائی سکولوں کو بھی نقصان پہنچا ہے ۔ نیز گیارہ کالج بشمول ایک پولی ٹکنیک ہیں ۔ ان کے لیے ایک کروڑ پانچ لاکھ روپیہ فوری طور پر دیا گیا ہے ۔ ان میں ایک کروڑ روپیہ 74-1973 کے اے ۔ ڈی ۔ پی سے خرچ کیا ہے ۔ اس کے لیے دس لاکھ روپیہ یونیفارم کی subsidy کے لیے تھا وہ نہیں کر رہے ہیں۔ اسی طرح سکولوں کو پرائمری کو مڈل اور مڈل کو ہائی کرنا تھا ان کو نہیں کر رہے ہیں اور آدھے اگلے سال کیے جائیں گے۔ اسی طرح سے ایگریکلچرل ٹیکنیکل پروگرام میں 74 لاکھ روپیہ تھا جو اس سال خرچ کرنے کے لیے تھا ۔ اب وہ صرف 28 لاکھ رہ جائے گا اور باقی رقم فوری مرمت اور ری کنسٹرکشن پر خرچ ہوگی۔ اس کے علاوہ جون میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تعلیمی ادارے 17 ستمبر کو کھلیں گے لیکن چونکہ بعد میں ہم نے دیکھا کہ بہت شدید سیلاب آئے ہوئے تھے اس لیے بہت سے تعلیمی اداروں میں کیمپ کھلے ہوئے تھے ۔ سڑکیں ۔ ریلیں ۔ نہریں ٹوٹی ہوئی تھیں اور طلباء اور اساتذہ امدادی کاموں میں مشغول تھے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مثلاً انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ نے محمود بوٹی بند کے ساتھ ساتھ پورا گاؤں تعمیر کیا ہے ۔ اسی طرح سے شاہدرہ ٹاؤن کی مرمت کرنے میں اور

شاہدرہ ڈسٹریبیوٹری کی مرمت کرنے میں انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کے طلباء نے بھی مدد کی تھی اور وہ وہاں کام کرتے رہے ہیں ۔ تو ان وجوہات کی کی بنا پر ہم نے تعلیمی اداروں کو کھولنے کی تاریخ دیر سے کر دی ۔ اس کے علاوہ جو سب سے بڑی بات ذکر کرنی چاہتا ہوں ۔ میں کئی بار پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ کیا وزیر موصوف اس بات کی انفارمیشن دیں گے کہ یکم اکتوبر کے بعد سکول کھل جائینگے اور دیر تو نہیں کی جائیگی ؟

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ نہیں کی جائیگی ۔ انشاء اللہ ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ فاضل رکن یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دیر سے کھولنے کا جو فیصلہ کیا گیا تھا ۔ کیا یہ طلباء کی امداد کے سلسلے میں سزا کے طور پر ہے یا جزا کے طور پر کیا گیا ہے ۔ از راہ کرم یہ وضاحت فرما دی جائے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ان کی تقریر میں یہ بات آ گئی ہے ۔ ذرا خود بھی کچھ نتیجہ نکالا کریں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب کے ارشادات پر تقریباً ایک گھنٹہ سے زیادہ صرف ہو گیا ہے اور ابھی بہت سے مقررین باقی رہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی ان کے 36-37 منٹ رہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ بہتر یہ ہوگا کہ وہ اپنے جواب کے حق کے لیے محفوظ رکھ لیں ۔ کیونکہ اگر انہوں نے اسی وقت سب کچھ بتا دیا تو ان کے پاس باقی کچھ نہیں رہیگا ۔ اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ وہ نہایت اختصار سے کام لیں ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ میں اختصار سے کام لونگا اور میں اپنی آخری بات پر تھا ۔ میں آپ کی رہنمائی کا شکر گزار ہوں ۔ جناب والا ۔ میں ذکر یہ کر رہا تھا کہ اخبارات میں اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس قسم کی چیزوں کی تو بڑی تشہیر کی گئی لیکن ایک بات جو منع کی جاتی ہے ۔ جو نہیں آتی اس کی

تشہیر نہیں ہوتی ۔ مثلاً جو یہ بزرگ حضرات بیٹھے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ تقسیم ملک سے پہلے جب ہندو لوگ یاترا کے لیے گنگا جایا کرتے تھے تو وہ وہاں سے گاگروں میں پانی لاتے تھے اور اسے اپنے کنوؤں میں ڈالتے تھے اپنے خیال کے مطابق انہیں صاف کرنے کے لیے ۔ تو اس سے ہیضہ کی وبا پھیلتی تھی حالانکہ وہ صرف چند ایک گاگریں ہوا کرتی تھیں ۔ تو اس سال ہزاروں کنوؤں میں سیلاب کا پانی گیا ہے اور ہزاروں لاکھوں افراد نے مجبوراً سیلاب کا پانی پیا ہے لیکن جہاں ماڈرن ادویات کو یہ ٹریبوٹ جاتا ہے وہاں یہ حکومت اور محکمہ صحت کی اعلیٰ کارگردگی کا بھی ثبوت ہے کہ ایک بھی ہیضے کا کیس نہیں ہوا ۔ اب وہ یہ کہیں گے کہ اس میں کوئی خبریت نہیں ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی چیز ہے اس لیے کہ اگر اس قسم کا سیلاب آئے تو اس کے بعد بڑی زبردست وبائیں پھیلتی ہیں ۔ تو اس لیے ایک چیز جو نہیں آئی جو اخبارات کی سرخی نہیں بنی جس طرح یہ سرخی بنتی تھی کہ جھنگ شہر ڈوب گیا اور فلاں جگہ پر بڑا پانی آیا اور وزیر صاحب نہیں گئے حالانکہ اسی اخبار میں اسی دن فوٹو دی گئی ہوتی تھی کہ وزیر صاحب فلاں جگہ پر معائنہ کر رہے ہیں ۔ تو میرے خیال میں اس میں بہت بڑی خبریت ہے جو کہ ہیضہ نہیں پھیلا اور دوسری وبائیں نہیں پھیلیں تو یہ بہت بڑا ٹریبوٹ ہے ماڈرن ادویات کو بھی ۔ ادویات کی ترقی کو بھی اور حکومت اور محکمہ صحت کی کارکردگی کو بھی ۔ اور پی ۔ ایم ۔ اے اور دوسرے ڈاکٹر صاحبان نے جو کام کیا ۔ اس کے بعد بالکل مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ہم نے مستقبل کے لیے جو منصوبہ جات بنائے ہیں وہ کیا ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرونگا کہ خدا کا شکریہ بھی ادا کریں ۔ اس میں خدا کی مہربانی بھی شامل ہے ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں ۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو تو یہ نہیں کہہ سکتا ۔ اس لیے کہ ہمارا تو پہلے ہی ایمان ہے کہ "آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ" ۔ تو مسلمان کو تو یہ بات یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر گستاخی نہ سمجھیں تو میں جناب وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ہیضہ کے دو کیس تو بہاولپور ہسپتال

میں پہنچے ہیں ۔ ان میں سے ایک کیس ڈی ۔ آئی ۔ جی ملتان کی والدہ کا تھا ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ gastro-entritis ایک مرض ہے جو ہیضہ سے ملتی جلتی ہے ۔ مجھے بہت سے ماہر حضرات اس سیلاب کے دوران ملے جو بغیر پوسٹ مارٹم کیے ۔ بغیر سٹول کا معائنہ کیے ۔ بغیر قے کا معائنہ کیے ہیضہ کی تشخیص کر سکتے ہیں ۔ میں نے ایسے ماہر حضرات دنیا میں بہت کم دیکھے ہیں ۔ کئی جگہوں پر میں نے خود ایسے کیس دیکھے ہیں اور سٹول سے پتہ چل جاتا ہے ۔ ہیضہ کی ایک جٹکی پہچان یہ ہوتی ہے کہ رائس واٹر سٹول اور رائس واٹر قے ہوتی ہے بالکل پھٹ کی طرح ۔ تو ایسے ڈاکٹر جنہوں نے ایسے کیس نہیں دیکھے ہوتے وہ الجھن میں پڑ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ آپ محکمہ کے متعلق بات کریں اور اپنی سپشلائزیشن کے متعلق کوئی بات نہ کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ پاکستان ٹائمز کے مطابق تو ان کو ہیلتھ کا شعبہ بھی منتقل ہو گیا ہے ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ نہیں جی ۔ یہ غلط ہے ۔ جناب والا ۔ میں چند چیزوں کی نشان دہی کرنی چاہتا ہوں جو اس سیلاب کے دوران نہایت سنجیدگی سے ہمارے نوٹس میں آئی ہیں ۔ جب آپ تقریر کریں گے اور اپنے علاقے کے متعلق کسی پل ۔ کسی ہیڈ ورکس کی نشان دہی کریں گے تو ہم ان تمام باتوں کو نہایت سنجیدگی سے سنیں گے اور ہم اپنے ماہرین کو بھی یہ منصوبہ جات دیں گے جن کی آپ نشان دہی کریں گے ۔ جناب وزیر اعظم صاحب نے بھی ایک ہائی لیول فلڈ کمیشن قائم کیا ہے جس کا سربراہ خود ایک ہائیڈرولوجسٹ ہے ۔ ڈاکٹر مبشر حسن صاحب ۔ اور اس میں یہ چیزیں پیش ہوں گی اور جیسے جیسے رقم ملے گی اسی طرح سے انشاء اللہ اس کو لاگو کیا جائیگا تا کہ آئندہ ہم آسانی سے ایسی آفت کا مقابلہ کر سکیں ۔ دوسرے اس میں یہ بھی شامل ہے کہ جو اپنا محکمہ موسمیات ہے اس کے کچھ آلات ہیں ۔ انہیں خود احساس ہوا ہے کہ ان کے پاس اتنے اچھے آلات نہیں ہیں اور وہ صحیح طور پر موسمی پیشین گوئی نہیں کر سکتے ۔ تو انہیں بہت اچھے آلات مہیا کریں گے اور اس کے علاوہ بہت سے دریا جو silt up ہو

چکے ہیں ان کی طرف بھی جیسے محکمہ مناسب سمجھے گا اور عوامی نمائندے نشان دہی کریں گے تو ان کی طرف بھی توجہ دیں گے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کافی وقت دیا اور فاضل ارکان کا بھی جنہوں نے میری گزارشات کو سنا اور میں بڑی خوشی سے ان کے جو ارشادات ہیں اور جو ان کی تجاویز ہیں ۔ کیونکہ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ انسانی مسئلہ ہے ۔ میں ان کی تمام تجاویز کو نہایت غور سے سنونگا اور میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ کچھ فاضل ارکان نے ابھی تک حلف نہیں لیا ۔ اب وہ حلف اٹھائینگے ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

(1) خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

(2) سید مہتاب احمد شاہ ۔

(3) میر باغ شیر مزاری ۔

(4) مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

(5) مسٹر محمد حنیف خان ۔

صوبہ میں سیلاب سے متلقہ امور پر بحث

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم حالیہ سیلاب سے متعلق امور پر بحث شروع کرتے ہیں ۔ دیوان غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میرا گلا خراب ہے ۔ میں کوشش کرونگا کہ میں اپنا نقطہ نظر وضاحت سے عرض کر سکوں ۔

جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طوفان ہماری قوم کے لیے ایک عظیم سانحہ تھا اور کم سے کم میری پبلک لائف میں ، جب سے میں اپنے سن شعور کو یاد کرتا ہوں ، اس قسم کی تباہی اور اس قسم کا طوفان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا ۔

جناب سپیکر ۔ میرا ان لوگوں کے ساتھ مکمل اتفاق ہے جو اس طوفان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور قوم کو انتباہ کے طور پر تصور کرتے ہیں ۔ پاکستان کو قائم ہوئے چھبیس سال گزر چکے ہیں ۔ اس ملک کا قیام اسلام کے نام پر ہوا تھا اور اسلام کی بنیاد دیانت داری اور ایثار ہے ۔ اس ملک میں میں نے سب کچھ دیکھا ، لیکن مجھے افسوس کے ساتھ بیان کرنا پڑتا ہے ، یا اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جو چیز مجھے سب سے کم نظر آئی وہ اسلام سے وفاداری ، انصاف اور دیانت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے پاکستان دے کر یہ عظیم احسان اس لیے مسلمانوں پہ کیا تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ ، اس کے رسول پاکؐ اور اپنے ضمیر سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں اگر ہم رائج کریں گے تو وہ صرف اسلامی قدریں ہوں گی ، اسلامی توانین ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل اراکین یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ ان کا آٹھ منٹ کا وقت ہے ۔ آپ چونکہ ایک پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اس لیے آپ کا تھوڑا سا ان سے کچھ فرق ہوگا لیکن آٹھ منٹ انٹروڈکشن میں نہ گزر جائیں ۔ کیونکہ آپ کے تین منٹ تو ہو گئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں ایک ایسی چیز پیش کر رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں ، اگر اس سے ہم احتیاط کریں تو ان آفات سے ہم بچ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے ۔ پھر یہ نہ ہو کہ دس منٹ گزر جائیں تو اس کے بعد آپ مجھے کہیں کہ کچھ اور وقت چاہیے ، اس لیے میں نے آپ کو fore-warn کر دیا ہے ۔ تاہم اس میں ایک آدھ منٹ کی گنجائش ہے ۔ اگر آپ مقطع پہ پہنچ گئے ہیں ، یا ختم کر رہے ہیں تو کچھ وقت دیا سکتا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں جناب یہ عرض کروں گا کہ یہ آفات فرد

کے لیے ، افراد کے لیے اور قوموں کے لیے ایک ابتدا اور ایک وارننگ کی صورت میں ہوتی ہیں ۔ اگر فرد ، یا افراد ، یا قومیں اس ابتدا ، اس وارننگ کو اس طور پر لیں کہ وہ اپنے اندر وہ قدریں پیدا کر لیں جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ، جس سے حضور پاکؐ کے آگے ہم سرخرو ہو سکتے ہیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہی آفات ہمارے لیے باعث نجات اور باعث برکت بھی بن سکتی ہیں ۔ تو میں یہ اپنی ایمانداری اور ضمیر کو مد نظر رکھ کر عرض کروں گا کہ اب بھی قوم اگر اسلام کی طرف ، انصاف اور دیانت کی طرف لوٹ آئے تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس رحیم کے دروازے ہمارے لیے اب بھی کھلے ہیں ۔ اور آئندہ کی آفات سے ہم محفوظ ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ Geography کے ماہرین اور موسمیات کے ماہرین کی یہ رائے ہے کہ اس دنیا کی گردش کا محور کچھ تبدیل ہو چکا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے سیلاب کے خطرات ہمیشہ ہی ہمارے لیے قائم رہیں گے اور ان علاقوں میں جہاں پہلے بارشیں کم ہوتی تھیں وہاں اب زیادہ بارشیں ہوں گی ۔ تو میں اپنے وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ اب جو پلاننگ ہو ، جو بند تعمیر کیے جائیں یا جو بند مضبوط کیے جائیں اور چاہے سڑکیں ہوں یا نہروں کے کنارے ہوں تو وہ یہ سمجھ لیں کہ اس قسم کے سیلاب کا ہمیں اکثر سامنا کرنا پڑے گا ۔

جناب سپیکر ۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ کوئی مکان ، کوئی پل یا کوئی بھی چیز اگر تھوڑی سی خراب ہو تو اس کو اگر جلد مرمت کر دیا جائے تو سینکڑوں خرچ ہوتے ہیں اور اگر اس کی مرمت میں دیر کر دی جائے تو لوگ اس کی اینٹیں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور نقصان زیادہ ہو جاتا ہے اور پھر ان چیزوں کی مرمت پر ہزاروں لاکھوں خرچ کرنے پڑتے ہیں ۔ اور ہزاروں لاکھوں خرچ کرنے کے باوجود وہ صحیح طور پر ٹھیک نہیں ہو پاتیں ۔ تو اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری نہریں اور ہمارے بند اور اس کے بعد پل اور سڑکیں یہ فوری توجہ کی مستحق ہیں اور اگر ان پر حکومت آج خرچ کرنے کی کسی جگہ پر تو ایک لاکھ روپیہ ہوگا اور اگر اس میں دیر کی گئی اور کہیں مہینہ بھر کے بعد ان کی مرمت کی گئی تو اس جگہ پر پانچ لاکھ روپے خرچ کرنا پڑیں گے ۔ تو اس لیے میں وزیر موصوف کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جن جن جگہوں پر وہ مناسب

سمجھتے ہیں کہ یہ پل یہ بند یا نہروں کے کنارے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور ان میں نقصان ہو چکا ہے تو اس کی مرمت جو ہے وہ اگر جلد کر دیں گے تو وہ اس عظیم نقصان اور سرمائے کے ضیاع سے محفوظ رہیں گے۔

جناب والا۔ مجھے میاں خورشید انور کی اس تجویز سے اتفاق ہے کہ امدادی سامان کی تقسیم اس طور پر ہو کہ اس کو سیاسی پارٹی بازی اور سیاست سے علیحدہ رکھا جائے۔ اس سامان کی تقسیم بے شک مقامی سرکاری اہلکاروں کے ذریعے کی جائے مگر اس کے ساتھ ہر پارٹی کے نمائندے بطور کمیٹی ان کو assist کریں اور اس کی نگرانی کریں تو زیادہ مناسب طور پر سامان تقسیم ہو سکے گا۔ جہاں تک ایم پی اے کا تعلق ہے جناب وزیر موصوف نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ فلڈ ریلیف کمیٹی میں بطور ممبرز ہیں تو میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ جہاں وہ نمائندگان کی کمیٹیاں بناتے ہیں وہاں وہ غیر نمائندگان کو بھی نمائندگی دے دیتے ہیں تو اس صورت میں وہ کمیٹی جس میں ایک ایم پی اے یا چار ایم این اے موجود ہوتے ہیں۔ اسی کمیٹی میں پانچ سات غیر نمائندہ لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جن کا مشورہ قطعاً ایم پی اے یا ایم این اے سے نہیں لیا جاتا۔ تو اس طرح سے وہ کمیٹیاں عوام کی صحیح نمائندگی سے محروم ہو جاتی ہیں اور بے معنی ہو جاتی ہیں۔

جناب والا۔ یہ چیز واضح ہو چکی ہے کہ فلڈ آنے کی اطلاع موثر طریقے پر لوگوں کو نہیں دی گئی اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس کا نظام ناقص ہے اور اس کے لیے آئندہ کے لیے احتیاط برتنی لازمی ہے۔ لوگوں کو اس کی اطلاع اس وقت تک نہیں پہنچی، جب تک وہ رات کو سوئے ہوئے تھے اور پانی نے جا کر ان کو گھیر نہیں لیا۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ نظام مواصلات کو بہتر بنایا جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ لوگوں کو پانچ پانچ، دس دس دن پہلے اطلاع ہو جائے کہ وہ خطرے میں ہیں۔ تاکہ وہ اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔ جناب سپیکر۔ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہ جن لوگوں کو فلڈ نے تباہ کیا ہے وہ اپنے بیلوں سے کاشت ربیع نہیں کر سکتے اور وہ یہ تسلیم فرماتے ہیں کہ ان کو ٹریکٹر دیے جائیں گے مگر مجھے یہ سن کر افسوس ہوا ہے کہ وہ ٹریکٹر 10 اکتوبر سے 20 اکتوبر تک دیے جائیں گے۔ میں

اپنے علاقے میں گیا ہوں تو سب نے کہا ہے کہ ربیع کا جو وتر ہے وہ زمیندار کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے ۔ کاشت کار کے لیے سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ جہاں نہری علاقے نہیں ہیں اور فلڈ سے زمین کو پانی ملتا ہے اور وہاں کاشت ہوتی ہے تو کاشت کار کے لیے سب سے بڑی یہ چیز ہے کہ یہ وتر ضائع نہ ہو ۔ تو میرے دوستوں کی اور کاشتکاروں کی یہ رائے ہے کہ 30 ستمبر سے یہ امداد فراہم کر دی جائے ورنہ 30 ستمبر کے بعد یہ امداد بے معنی ہو جائے گی اور وتر جو ہے وہ بڑی تیزی سے ختم ہو رہا ہے تو میں یہ اپیل کروں گا کہ ان ٹریکٹروں کو تقسیم کیا جائے یا موقع پر اگر بھیجنا ہے تو 30 ستمبر سے پہلے پہلے جتنا بھیجیں گے اتنا ہی مفید ہوگا ۔ اور اگر فصل ربیع صحیح طور پر کاشت نہ ہوئی تو میرا خیال ہے کہ یہ قوم پانچ سال تک اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکے گی ۔

جناب والا ۔ اس وقت جو فوری ضروریات ہیں ان کے لیے میں عرض کروں گا ٹریکٹروں کے لیے خالص ڈیزل کی فراہمی بھی بڑی ضروری ہے ۔ چونکہ لوگوں کے اپنے بھی ٹریکٹر ہیں ۔ مگر گورنمنٹ کی طرف سے خاص نگرانی نہیں کی جاتی اور ملاوٹ والا ڈیزل مہیا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان ٹریکٹروں کی مشینری ضائع ہو جاتی ہے ۔ تو ٹریکٹر کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ خالص ڈیزل مہیا ہو اور گندم کے راشن کے طور پر تقسیم بڑی ضروری ہے ۔ کیونکہ ان لوگوں کا کچھ بھی نہیں بچا ۔ اور جیسے جناب وزیر موصوف نے تقاوی کے متعلق کہا ہے یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ موسم سرما شروع ہونے والا ہے تو مکانات کی تعمیر اور بیلاں کی خرید کے لیے اور ٹیوب ویلوں کی مرمت کے لیے ان کو فوری رقم کی ضرورت ہے جو کہ بطور تقاوی دی جائے ۔ اور بلا سود دی جائے ۔ اس کے علاوہ یہ جو تخم ربیع ہے یہ اعلیٰ قسم کا ہونا چاہیے ، اس میں ملاوٹ نہ ہو اور یہ سیلاب زدہ بھی نہیں ہونا چاہیے ورنہ آپ کی فصل ربیع توقع کے مطابق نہیں ہو سکے گی ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو پوری توجہ ، 80 فیصد توجہ فصل ربیع پر دینا چاہیے اور اگر حکومت نے فصل ربیع پر مکمل توجہ دی تو میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ قوم اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم سید ارشاد حسین ۔

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ پنجاب کے دریاؤں نے اگست کے پہلے ہفتے سے تباہی مچانا شروع کی ۔مگر تحصیل علی پور میں جون اور جولائی کے مہینے میں دریائے سندھ نے جو تباہی مچائی اس سے تھانہ کنجاھی لپیٹ میں آ گیا اور گورنمنٹ کی طرف سے وہاں پر عملے کا ایک فرد بھی نہیں تھا اور نہ ہی ڈپٹی کمشنر صاحب نے وہاں موقہ پر آ کر کوئی معائنہ کیا ۔ جناب والا ۔ میں وزیر آبپاشی کی خدمت یہ عرض کروں گا کہ جس وقت **ڈربائن** کا بند ٹوٹا تو اس وقت حکومت کا ایک بھی فرد وہاں پر موجود نہیں تھا اور دریائے سندھ کی لہروں نے تھانہ کنجاھی یک دم اپنی لپیٹ میں لے لیا ۔ حکومت کو کم از کم یہ چاہیے تھا کہ وہ اس عملے سے جو وہاں پر متعین تھا اور جس کی تحویل میں یہ بند تھا اس سے پوچھتی کہ اس نے یہ غفلت کیوں برتی اور اس تساھل سے کام کیوں لیا ۔ اور پھر جولائی کے مہینے میں تھانہ کنجاھی سیلاب کی لپیٹ میں رہا اور سلسلہ مواصلات بالکل کٹ چکا تھا ۔ لیکن حکومت نے بالکل کوئی نوٹس نہیں لیا ۔ اس کے بعد اگست کے مہینے میں تھانہ سید پور کا علاقہ بھی زیر آب آ گیا ۔ اس وقت پنجاب کے علاقے پوری طرح محفوظ تھے سوائے تحصیل علی پور کے ان دو تھانوں کے ۔ تھانہ کنجاھی اور تھانہ سید پور کے ۔ اور پھر جب پنجاب پر قیامت ٹوٹی تو تحصیل علی پور کے حلقے کا تیسرا تھانہ شہر سلطان بھی زیر آب آ گیا ۔ جناب والا۔ اس وقت ھیڈ ورکس پنج ند پر چناب اور دریائے ستلج پر پانی چھ لاکھ کیوسک کی روانی پر بہہ رہا تھا اور تحصیل لیاقت پور کا صرف 20 میل کا علاقہ زیر آب تھا اور ڈویژن سے ملحقہ علاقے پوری طرح زیر آب آ چکے تھے ۔ جیسا کہ سید پور ، کنجاھی اور شہر سلطان کی تقریباً تمام فصلیں اور مکان گر چکے تھے ۔ تو جناب والا ۔ میں صرف اتنا کہنا چاھتا ہوں کہ جب ھیڈ پنج ند میں پانی 9 لاکھ اور 12 ہزار کیوسک تھا تو اس ضمن میں جناب وزیر آبپاشی نے 8 لاکھ 12 ہزار کیوسک کہا ہے ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی ۔ 8 لاکھ کیوسک تھا ۔

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ ۔ 8 لاکھ تھا تو 8 لاکھ سہی ۔ جناب والا ۔ اس وقت طوفان اپنے پورے شباب میں تھا تو حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ ہیڈ پنج ند کے دائیں بازو والے بند میں 10 سے زیادہ شگاف اگر ڈال دیتے تو جو تباہی بہاول پور ۔ رحیم یار خان ۔ احمد پور شرقیہ ۔ ترنڈہ ۔ خانپور اور آچ شریف میں آئی تو وہ اس طوفان سے بالکل بچ جاتے ۔ جناب وزیر آبپاشی نے فرمایا کہ ہم نے اس بند پر باقاعدہ ڈینا مائیٹ لگایا ۔ باناعدہ سرنگیں بچھائی گئیں مگر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اس کو فوراً اسی وقت ڈینا مائیٹ سے کیوں نہیں اڑایا گیا ۔ پہلے میں اس چیز کا جواب چاہتا ہوں اور میری گزارش ہے کہ وہ اس چیز کو اپنی تقریر میں واضح کریں اور اس چیز کا جواب ضرور دیں ۔ جناب والا ۔ اس کے برعکس ہیڈ پنج ند کے دائیں بازو والے بند پر صرف ایک شگاف ڈالا گیا ۔ بعد میں زیادہ شگاف ڈالے گئے جس کی وجہ سے آچ شریف تباہ ہوا اور احمد پور شرقیہ اس کی لپیٹ میں آیا ۔ جناب والا ۔ ترنڈہ کا پورا علاقہ نیست و نابود ہوا ۔ خانپور اور لیاقت پور تباہ ہوا ۔ رحیم یار خان کے علاقے کی جتنی بھی زرخیز زمین تھی وہ تباہ ہوئی اور پھر سیلاب کا پانی صادق آباد سے گزرتا ہوا مندھ کے علاقے میں آ گیا ۔ جناب والا ۔ علی پور کی تحصیل میں حکومت کے کارندے بڑے فخر سے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ ہم نے علی پور شہر کو بچا لیا اور 20 میل کے علاقے میں جو فصلیں تھیں ان کو بھی ہم نے بچا لیا لیکن کاش کہ دریا کے اس پار نظر ڈالی ہوتی اور یہ دیکھتے کہ کس قدر آچ شریف سے لے کر صادق آباد تک تباہی ہوئی ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس پر فخر کر سکتے ہیں ؟

جناب والا ۔ ہیڈ پنج ند در اصل علی پور کے عملے اور کارکنوں کے پاس تھا اور انہوں نے اپنے شہر کو بچانے کی خاطر آچ شریف کی طرف 10 شگاف ڈالے جس کی وجہ سے پورا علاقہ تباہ ہو گیا ۔ کاش کہ وہ علاقہ تباہ نہ ہوتا ۔ علی پور میری اپنی constituency ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ 20 میل کا علاقہ جس میں فصلیں تھیں وہ تباہ و برباد نہ ہوتا ۔ صادق آباد تک کا جو علاقہ تھا اے کاش کہ وہ تباہ نہ ہوتا اور اتنا بڑا نقصان جو اس ملک کو ہوا ہے وہ نہ ہوتا ۔ گو اس بیان سے میرے علاقے کے لوگ ناراض تو ہونگے لیکن حقیقت اگر بیان کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے ۔

آخر میں میرا ایک گلہ ہے کہ تین مہینے تک یہ لوگ تھا نہ سید پور کے علاقے میں گھرے رہے اور ان کے لیے جناب وزیر آبپاشی سنیں کہ ایک بھی بوری ہیلی کاپٹر سے نہیں گرائی گئی اور جب یہ طوفان ختم ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو اس کے بعد ڈی سی ضلع مظفر گڑھ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے ساتھ آئے۔ طوفان سب ختم ہو چکا تھا۔ پانی جتنا بھی تھا اس کو سمندر نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ اس وقت ڈی سی سید پور اپنی گھوڑی پر چڑھ کر آئے اور سید پور میں انہوں نے اپنی تصویریں اتروائیں اس چیز کو ہمارے علاقے کے اخراج سمجھ سکتے ہیں جن پر ہم کو فخر ہے۔

Mrs. Syeda Abida Hussain : Mr. Speaker Sir, what we have read about flood and whatever we have been told about the flood has been described in terms of superlative. We have been told that it has been unprecedented, we have been told that it has been colosal and the greatest tragedy of two decades, and so on and so forth. And yet today when we assemble as the representatives of this province, which is so badly hit, there does not seem to be enough recreation of interest even to have these benches full which is matter of great regret.

Mr. Speaker Sir, I come from Jhang, perhaps the worst hit as a district by the recent flood. It is very difficult to stand on the floor of the House to describe what havoc has been wrought by the waters, but I would like to recount or describe through a little bit of a human illustration. When you see an old man with a little child and every thing that he ever owned in all his life has been swept away, and when you see an old woman weeping because the little bits and pieces of goods that she had in her poverty collected have been washed away and she does not know when and from where her next meal is to come, that touches the hearts in a manner that it makes you agitated, it makes you angry, it makes you some-times confused because you don't know ; the problem is so big, that you don't know from where to begin tackling it.

Mr. Speaker Sir, this kind of tragedy, this kind of havoc is beyond human calculations. It comes and it has to be coped

with, it has to be met with what ever the difficulty involved. I commend the fact that the Prime Minister of Pakistan reached every area which was hit by the floods. This is quite significant and he is perhaps the first head of the country that we have had in Pakistan who himself toured and surveyed the flood affected areas. Keeping in view the havoc brought by this natural disaster, his Government has taken this issue seriously enough and has set up a commission to solve these problems. Now it is upto us, the representatives of the people, the members of this august assembly, to ensure that those measures which have been or which are being planned are implemented correctly. It would be done only when we will be true to ourselves and when we forget our petty interests for a while.

Mr Speaker Sir, it is a matter of profound regret to me that even at a time when people were so badly affected, I found it difficult to describe at a moment like this. There were petty interests that were working to exploit the miseries of the people in my area. Mr. Speaker Sir, we have tremendous controversies that followed in the wake of flood and these controversies became important because when a people are misery struck, when a people are destroyed, they are willing to believe any thing and they become ideal gutty in the hands of self-seeking representatives.

Sir, in our district very unfortunately the Thatta Ma'ala Bund, which runs adjacent the town of Jhang, was not breached in time according to the demand of public. The reason advanced for this by the engineers is that if there had been natural breach in the Trimmu Bund it would have no bearing on the Thatta Ma'ala Bund. However, that is a matter for consideration and I hope a high level enquiry will be held to look into this matter whether it would have had any bearing or not. Sir, the fact is that there were certain political interests in the district that said that this Bund was not breached in order to save a particular textile mill and this particular textile mill was attributed as belonging to me, whereas the fact is that I have absolutely no interest of any kind in this textile mill, and on the floor of this House I categorically deny any kind of contract with such an

industry. But because it was politically convenient, the two elements that were given to exploitation in the past and raising sectarian slogans—henious slogans—they made use of this as an issue and the result was that there was a tremendous feeling in the town that for the sake of one person the town had been inundated. After having stated that I have nothing to do with it, I would like finally to say that a high level inquiry be held into this matter because the local administration, very regretably, is very very hesitant to meet with the subject. They are nervous about it. They don't talk about it. They jump at the throat of whoever raises the matter. Since I was, unfortunately, implicated in it I was very anxious that the true facts should be brought to light and there should be an open discussion on it but the local administration stood in its way. I would request the Minister for Revenue to kindly look into the matter. I would also like to add that in the task of reconstruction, which is very important one, we need an administration in the floood affected areas which is both competent and experienced, we need an administration that has not an arrogant attitud, we need an administration that does not hesitate to involve the representatives of the people, and we need an admistration that will not take the representatives of the people so seriously that it stops working because the representatives of the people, very regretably, have often been contradicting each other and, therefore, this slow pace of work. But I hope that the administration of these affected areas will give representatives of the people their due place and use their ideas and energies in a manner that will acquit them together of this task of reconstruction honourably

As far as the relief work goes, the plans are being drawn up and many experienced and learned people are working on them. My personal suggestion in this regard is that I live in a town the half of which stands virtually destroyed. There are 70,000 houses that have collapsed. I regret to say that the general attitude of the people in urban areas about the flood is not correct. They have all heard that Khanpur has been destroyed: Every body say that poor Khhnpur has been destroyed but very few are aware of the havoc caused by floods in Jhang. Jhang, which has per-

haps lost larger number of houses and has more affected people if you count them in number, did not receive its due share in the publicity but the fact remains that nearly half of the town is very very badly affected, and today you have about 60 to 70 thousand people that have sky for their roof. They see the prospect of winter facining them and they are very very nervous. No matter how much we asssure them that the Government is drawing a plan and going to rehabilitate them and that there are housing schemes, loans, etc., they are in panic and they are nevous because they see that the winter is fast approaching and they cannot do any thing about it. Therefore, my humble submission is that the areas which have been badly hit and which come under the Kachhi Abadi schemes should be dealt with instantly. The roads should be marked out and the plots given numbers and allocated so that the people can at least know that where they are sitting they have to re-build. In many cases there is rumour-mongering and people are told that they cannot build on the plots where they are sitting. They are told that if they will build houses there, their houses will be knocked down. Even if they have the desire to re-build, the people hesitate to do so. Therefore, it is my humble submission that this matter be given thought and in the Kachhi Abadi, people be given these plots so that they can go ahead and rehabilitate themselves.

Before concluding, I would like to add that we must leave a certain amount to people's enterprise. We must not lose faith in people's enterprise. People do like to pick themselves up once they have fallen and the people of Punjab are great and determined people. They will pick themselves up and the loss of this natural disaster will be eoped with but this moralizing that is being done —the so-called homilies that are offored—that God is unhappy with you as people and you must repent, is not casting good effect. This type of moralizing should be stated with a certain amount of responsibility because it can have two effects. It would be a very happy thing if it could make the people repent but regretably we have reached a stage in civilization or society, whatever you call it, that is not very edifying. So, the result is that instead of making them repent, it demoralizes them. I would also

like to make a stray observation and that is that lot of our officials and even a large number of peoples' representatives have been touring a great deal which is an excellent thing. It has tremendous value but touring is not enough. In our area, we find it impossible to get hold of the District Administration. If the D.C. is available, the A.C. is away. If the A.C. is available, the S.P. is away any if the S.P. is available, the Commissioner is away. They are not just sitting down to do any planning. If you ask them what instructions, what plans and what schemes they have, they are all very vague about it. They sit in their jeeps and go on touring all the time but every thing must have its planning.

Mr. Speaker: Mehr Muhammad Zafrullah Khan Bharwana, please. Not present, Raja Jamil ullah Khan.

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جو کچھ میں کہونگا تقریباً اپنے حلقہ نیابت کے متعلق کہونگا ۔ میں ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد سے ہوں ۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے دیکھے ہوئے واقعات کا مظہر ہے ۔

جناب والا ۔ یہ ایک بد قسمت صوبہ تھا ۔ سیالکوٹ اور گجرات کا علاقہ میری نگاہ میں ہے ۔ یہ غرق ہو گیا ۔ یہ ڈوب گیا ۔ وہاں آدمی سسکتے رہے ۔ چیختے رہے اور پکارتے رہے لیکن ان کی آواز اور چیخیں لاہور اور اسلام آباد تک نہ پہنچ سکیں ۔ گاؤں کے گاؤں ڈوب گئے لیکن وہاں کوئی نہ پہنچ سکا ۔ تحصیل وزیر آباد میرا اپنا حلقہ نیابت ہے ۔ اس میں بہرام سے لے کر گورائی تک گاؤں کے گاؤں غرق ہو گئے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ آج تک وہاں آپ کا ایک آدمی نہیں پہنچا ۔ پہنچا ہے تو صرف ایک پٹواری پہنچا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ حکومت کا جو پرتو تھا یہ ایڈمنسٹریشن پر بھی پڑا تھا ۔ اور یہ جو حکومت کی طرف سے خاموشی تھی یہ اس لیے تھی کہ ان کی نگاہیں اس وقت تک مرگلہ ہل کی طرف اور اسلام آباد کی طرف تھیں ۔ ان ڈوبتے ہوئے آدمیوں کی طرف نہیں تھیں سیالکوٹ ۔ گجرات اور گوجرانوالہ کی طرف نہیں تھیں ۔ میں نے سات تاریخ کو اپنے اے ۔ سی کو کہا کہ یہ عذاب الٰہی جو آنے والا ہے یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے ۔ میرے سفید بال کہتے ہیں کہ یہ آپ کنٹرول نہیں کر سکیں گے ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جون کے ماہ میں یہ پیشین گوئی

کر دی گئی تھی کہ اس سال سیلاب آئے گا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ریلیف سنٹر کھولے ہوئے تھے ۔ لیکن اے ۔ سی سے جب میں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میرے پاس صرف ایک ٹوٹی ہوئی کشتی ہے ۔ تحصیل وزیر آباد کو آپ جانتے ہونگے کہ 1950ء میں بھی اور 1957ء میں بھی سیلاب آئے ہیں ۔ اس کے گاؤں غرق ہوئے ہیں ۔ یہی لوگ ہمیشہ غرق ہوتے ہیں ۔ میں اس حالت میں ان کے لیے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کے لیے کچھ تو کریں ۔ وہاں ایک گاؤں ایسا ہے جس کے مرد اور عورتیں کئی دن تک درختوں کے اوپر رہے ہیں اور انہوں نے چارپائیاں کر کے ان پر اپنے بچے بٹھائے رکھے لیکن وہاں کوئی نہیں پہنچ سکا ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنی بیٹیاں بہتے ہوئے دیکھی ہیں جو کہ لکڑی پکڑے ہوئے تھیں لیکن ہم ان کی مدد نہیں کر سکتے تھے ۔ انہوں نے اللہ کی طرف دیکھا اور آخر میں غرق ہو گئیں ۔ میں نے مرتی ہوئی ایک ماں دیکھی ہے جس پر مکان گرا ۔ وہ چیخ و پکار کرتی رہی لیکن اس کی چیخ کہیں نہیں پہنچ سکی ۔ وزیر اعلیٰ صاحب جن کی قدر و منزلت اور احترام میری نگاہ میں بہت زیادہ ہے اور حقیقتاً میں نے ان کو اپنے باپ کے برابر مقام دیا ہے کیونکہ ان کی میرے والد راجہ عبداللہ سے بہت عقیدت ہے ۔ تو جب مجھے اپنے پتوں نے ہوا دی سنیٹ کے الیکشن میں تو میں نے اپنے دل کے جو شعلے تھے وہ ان کے سامنے ننگے کر کے رکھ دیے لیکن وہ (وزیر اعلیٰ صاحب) دس تاریخ کو جب کہ سیلاب پورے جوبن پر تھا وزیر آباد شہر میں تشریف لائے ۔ لیکن ان کی نگاہیں بھی مرگلہ ہل کی طرف تھیں ۔ سڑک ٹوٹ چکی تھی ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیدہ عابدہ حسین کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میرے اپنے گھر میں چھ چھ فٹ پانی کھڑا ہوا تھا اور تمام کا تمام گھر ڈوبا ہوا تھا ۔ حاجی پورا ۔ سکندرا آباد ۔ نظام آباد آٹھ آٹھ فٹ پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور میں جس گاؤں میں بھی گیا وہ تباہ حال تھا کیا آپ کو ان کی چیخیں نہ پہنچ سکیں ۔ کیا وہ آپ کی بہو بیٹیاں نہیں تھیں ۔ کیا آپ ان کو نہ دیکھنے جا سکے ۔ وہ بھائی جو اپنے بھائی کا دامن چھڑا کر ڈوب گیا اس کی آواز آپ تک نہ پہنچ سکی ۔ وزیر اعظم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان ایک ٹوٹی ہوئی کشتی تھی جب ان کے حوالے کی گئی لیکن وزیر آباد کے پاس ایک ٹوٹی ہوئی کشتی بھی

نہ تھی ۔ سات تاریخ کا واقعہ ہے کہ سیلاب کا پانی نو لاکھ کیوسک سے بڑھ گیا تھا ۔ میں نے سول انتظامیہ سے کہا کہ یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے ۔ آپ فوج بلا لیں ۔ اگر آپ نہیں بلا سکتے تو میں اپنے تعلقات کی بنا پر مانگ لیتا ہوں ۔ میں نو تاریخ کو سات بجے تک پورا شہر گواہ ہے ڈی سی وزیر آباد کو ملنے گیا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا تو میں نے ساڑھے سات بجے شب G.I. کرنل محمود کو فون کیا کہ ہمیں کشتیوں کی ضرورت ہے آپ ہمیں کشتیاں دیں ۔ تو اس نے جواب دیا کہ کشتیاں تیار ہیں آپ کی سول انتظامیہ مانگے تو ہم دیں گے ۔ لیکن حال یہ ہے کہ قوم ڈوب رہی ہے قوم تباہ ہو رہی ہے لیکن یہ سرخ فیتے کا چکر ختم نہیں ہو سکتا ۔ آخر میں ساڑھے گیارہ بجے تک ڈی سی صاحب کو ڈھونڈتا پھرتا رہا ۔ دوسرے روز پتہ چلا کہ وہ ریلوے پولیس سٹیشن گئے رات تک بیٹھے رہے ۔ میں جناب والا ۔ سلام کرتا ہوں ۔ جماعت اسلامی کو اور خاکساروں کو جنہوں نے گاؤں گاؤں جا کر خدمت کی ۔ شہر پیپل پارٹی سمیت سب نے مجھے کہا کہ آپ ہمارے قائد ہیں آپ آگے لگیں ہم نے بڑی مشکل سے آدمیوں کو نکالا لیکن یہ انتظامیہ ہے کہ ڈی سی وہاں بیٹھا ہے اور میں نے اس کو چار مرتبہ فون کیا کہ خدا کے واسطے آؤ ان آدمیوں کو بچاؤ اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا ۔ لیکن برعکس اس کے حیدر آباد میں کیا تھا کہ ٹرک قطاروں میں پتھر لیے ہوئے کھڑے تھے اور یہ بند کے لیے فلڈ لائنز لگی ہوئی تھیں ۔ ہیلی کاپٹر اڑ رہے تھے کہ کہیں سوراخ ہو جائے تو اس کو پر کر دیں لیکن ہمارے ہاں تین دن ختم ہو گئے لیکن کوئی والی وارث نہ تھا ۔ جب تک وزیر اعظم نہ آئے ہمیں کسی نے پوچھا تک نہیں ۔ سیالکوٹ ڈوبتا رہا ۔ گوجرانوالہ ڈوبتا رہا ۔ لیکن وہاں کوئی نہیں پہنچا ۔ میں 22 دن کے بعد بیلے میں گیا ہوں اور ان پندرہ سولہ گاؤں میں سوائے ایک پٹواری کے اور کوئی آج تک تک وہاں نہیں پہنچا ۔ سوائے جماعت اسلامی یا خاکساروں کے مجھے بڑا رنج ہے اور گلہ ہے اور دکھ ہے کہ آپ کی پارٹی کا کوئی فرد بھی وہاں نہیں پہنچا حالانکہ یہ آپکی پارٹی کا فرض ہے آپ کی تگ و دو صرف سیاسی نہیں ہونی چاہیے ۔ وہ صرف گھی کی تقسیم تک نہیں ہونی چاہیے بلکہ وہ جب عوام کی آہ و بکا سنے تو اسے وہاں بھی پہنچنا چاہیے ۔ لیکن آج تک آپ کی پارٹی کا جو چیئرمین تھا وہ بھی وہاں نہیں پہنچا ۔ میں خاکسار کے

سالار کو سلام کرتا ہوں کہ وہ ستر سالہ بوڑھا تھا لیکن وہ پانی میں دوائیوں کا ڈبہ اٹھائے ہوئے گاؤں گاؤں پھر رہا تھا ۔ جناب والا ۔ اس سے نقصان جو ہوگا وہ آپ جانتے ہیں ۔ مکانات گاؤں کے کیا بلکہ شہر کے بھی تباہ و برباد ہو گئے ہیں ۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ دو دن گزر جانے کے بعد بھی جب میں نے اے ۔ سی صاحب کو کہا کہ چلیے نظام آباد اور سکندر آباد دیکھیں تو وہ فرمانے لگے کہ وہاں کیچڑ ہے ۔ 20 دن کے بعد جب میں کئی گاؤں میں گیا تو تحصیلدار صاحب اور آپ کے افسران بھی تصویر کھچوانے گئے ۔ وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ شکایات تو کر دیتے ہیں کہ وزیر نہیں پہنچے لیکن دوسرے دن وزیر کی تصویر اخبار میں چھپی ہوتی ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں سیالکوٹ میں اور وزیر آباد میں کیا کوئی وزیر پہنچا ہے ۔ میں 12 تاریخ کو مونگ رسول اور قادر آباد لنک نہر پر سہارن ضلع گجرات کے گاؤں میں پہنچا تو میں نے بوڑھوں اور بچوں کو بے یارو مددگار پایا ۔ میں انہیں قادر آباد لایا یہ صرف راجہ جمیل تھا جو ان کو لا رہا تھا ۔ ایک وزیر میرے ہوتے ہوئے تشریف لائے اور گزر گئے کیونکہ ان کی نگاہیں اسلام آباد کی طرف لگی ہوئی تھیں ۔ انہیں ایک بوڑھی عورت نے بیٹھنے کے لیے کہا لیکن انہوں نے اتنی تکلیف گوارہ نہیں کی ۔

Mr. Chairman : Raja Sahib your time is over.

راجہ جمیل اللہ خان ۔ ایک دو منٹ اور مجھے دے دیے جائیں ۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں ۔ ایک دو مربع زمین نہیں بلکہ سینکڑوں مربع زمین پر ریت پڑی ہے وہ مٹی جو اکثر دریا چھوڑ جاتے ہیں ہم اس سے بھی محروم ہیں بلکہ دریا وہاں پر ریت چھوڑ گیا ہے اور گاؤں کی سڑکیں غائب ہو چکی ہیں ۔ ٹریفک ناممکن ہے ۔ بیماری کے ضمن میں ہیلتھ آفیسر صاحب کا میں نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے ہیضہ پر قابو پا لیا ہے ایک اور گزارش ہے ۔ وہ ہے ملیریا کے سلسلے میں ۔ کل بھی میرے حلقے میں دو اموات ہوئیں ہیں ۔ ایک بارہ سالہ بچہ کی اور دوسری بوڑھی ۔ جو ملیریا سے مری ہے ۔ درجنوں گاؤں میں ابھی تک لوگ آسمان کی نیلی چھتری کے نیچے پڑے ہوئے ہیں اور چند گاؤں کے علاوہ باقی تمام گاؤں کو عذاب الہی نے گھیر رکھا ہے ۔ تمام مکانات گر چکے ہیں پہلی دفعہ چند دن ہوئے ایک وزیر موصوف چند گاؤں میں گئے ہیں ۔ میں پہلا سوال یہ کرونگا کہ

جن کو آپ بھیجتے ہیں ان سے وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہمارے لیے کیا لے کر آئے ہو ۔ خالی دوروں سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ لوگوں پر دورے ڈالتا ہے ۔ انہوں نے ان کو صاف کہہ دیا ہے کہ آج تک سرکار نے کچھ نہیں کیا ہے ۔

مسٹر چیئر مین ۔ راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ چند چیزیں میں غریبوں کے لیے کہنا چاہتا ہوں آپ سے ایک دو منٹ مانگتا ہوں وہ ضرور دے دیجیے ۔

مسٹر چیئر مین ۔ آپ کے دس منٹ سے زائد ہو گئے ہیں ایک منٹ میں کیا کہہ لیں گے ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں گاؤں والوں کو بل ڈوزروں کی سڑکیں بنانے کی ضرورت پڑے ان کو مہیا کیے جائیں تاکہ وہ ان سے ریت بھی ہٹا سکیں ۔ ٹریکٹر کے متعلق وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں جو کچھ فرمایا ہے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ خدا کرے یہ پنجاب اور سندھ کو نصف نصف ملے اگرچہ ہماری آبادی بہت زیادہ ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ ٹریکٹر ہر وقت کسانوں تک پہنچائے جائیں ۔ یہ کمیٹیاں بنانا سب سے آسان ہے لیکن امداد ہر وقت پہنچانا مشکل ہے ۔ میں اس لیے استدعا کروں گا کہ ان کے نقصانات پورے کیے جائیں ۔ کئی گاؤں میں میں بہت زیادہ زمینیں دریا برد ہو گئی ہیں ۔ ایک گاؤں کی 32 مربع زمین دریا برد ہو گئی ہے اس لیے آپ ان کسانوں کو سرکاری زمین پر آباد کریں ۔ جناب والا ۔ یہ جو جی ٹی سڑک بن رہی ہے اس کے علاوہ وہاں پل بنا دیں ۔ ریلوے لائن کا پل بنا دیجیے تو وہ وزیر آباد کی طرف پانی کا زور کم ہو جائے گا ۔ موضع سوہدرہ کے پاس بیلے والوں کے لیے پل بے حد ضروری ہے کیونکہ سیلاب میں وہ ہمیشہ دنیا سے کٹ جاتے ہیں ۔

مسٹر چیئر مین ۔ آپ نے جو فالتو منٹ غریبوں کے لیے لیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے ۔

مسٹر نوازش علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میری نہایت مختصر عرض ہے اور وہ عرض میں کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ وہ بات ہوئی ہے کہ جناب کا پانی چڑھا ہوا تھا لیکن گاؤں والوں کو اس کا علم نہیں تھا ۔

حالانکہ اسے توڑنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ اس کو توڑنے سے جھنگ شہر

کو بچانے کا کوئی تعلق نہیں تھا ۔ جھنگ شہر تو صبح نو (9) بجے ہی ڈوب گیا تھا ۔ یہ بند شام کے 5-6 بجے بالکل چوری غنڈے بھیج کر اپنے ووٹ حاصل کرنے کے لیے توڑ دیا گیا ۔ یہ بند ووٹ لینے والوں نے توڑا ۔ اب میں کیا بتاؤں کہ یہ بند کس نے توڑا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ہم تو کہتے ہیں کہ ہمارا بند توڑا گیا ہے ۔ یہ بند نہ قدرتی ٹوٹا ہے نہ ہی اسے فوج نے توڑا ہے ۔ نہ ہی اسے سول والوں نے توڑا ہے ۔ اور نہ ہی وہ خود ٹوٹتا ۔ وہ تو توڑا گیا ہے اور بلا وجہ ہم پر ظلم ہوا ہے ۔ چنڈ والی جو پل ہے وہاں تین چار لاکھ کیوسک پانی نکلتا ہے ۔ وہاں نو لاکھ کیوسک پانی ہو گیا تھا ۔ اس نے تو جھنگ کو ڈبونا ہی تھا ۔ وہ تو ٹوٹنا ہی ٹوٹنا تھا ۔ ہماری تباہی ہوئی ہے ۔ انہوں نے بیان دیا ہے اور وہ اب ہمارے خلاف خلاف اشتہار نکال رہے ہیں کہ وزیر پل نہیں توڑنے دیتے ۔ گورنر صاحب ہمیں پل نہیں توڑنے دیتے ۔ ڈپٹی کمشنر نے رشوت لے لی ہے ۔ مگر رات کو چوری غنڈے بھیج کر ہمارا پل توڑ دیا ہے ۔ میری مختصر گزارش یہ ہے کہ ہائی کورٹ کا ایک کمیشن بنایا جائے کہ جو یہ تصدیق کرے کہ یہ پل کس نے توڑا ہے اور کیوں توڑا ہے ۔ اس کا فائدہ کس کو پہنچ سکتا تھا ۔ اس کا فائدہ کس کو پہنچا ہے سوائے اس کے کہ یہ پل توڑ کر ہماری تباہی کی گئی ۔ ہمارا بند نہایت ظلم کے ساتھ کاٹا گیا ہے ۔ نہ ہمیں خدا نے مارا ہے نہ حکومت نے مارا ہے ۔ یہ تو بالکل ہمیں کھوجوں نے مارا ہے اور ووٹ لینے والوں نے مارا ہے ۔ ہمیں تو غنڈوں نے مارا ہے ۔ کچھ لوگ جھوٹ مار کر ووٹ لیتے ہیں ۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جو اب قید ہیں ۔ یہ وہی لٹھ مار لوگ ہیں ۔ میری استدعا یہ ہے کہ ہائی کورٹ کی سرکردگی میں ایک کمیشن بنایا جائے اور وہ تصدیق کرے کہ ہمارا نقصان کس نے کیا ہے اور اس کو باقاعدہ سزا دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ یہ سیلاب اس تباہی کے ساتھ آیا ہے کہ اس نے عذاب کی نشان دہی کی ہے ۔ سیلاب آتے ہیں اور تاریخوں میں درج ہیں اور ان کی تباہی کبھی اس حد تک نہیں ہوئی ۔ اس وقت جس مسئلہ پر ہم

بحث کر رہے ہیں اس کا خاص پہلو یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ اگر آئندہ سیلاب آئے تو اس سے بچت کیسے ہو سکتی ہے اور جو اس کے موجودہ اثرات ہیں ان سے کس طرح بچاؤ کیا جا سکتا ہے اور انہیں کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ایک خاص پہلو ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے اور وہ پہلو یہ ہے کہ جس پر ہم نے یہ وطن بنایا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تاریخی حقیقت کچھ ایسی ہے کہ یہاں پر سیلاب آنے سے پہلے کچھ بتایا نہیں جا سکتا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہماری جو اصل تاریخی کتاب ہے اس میں ایسے سیلابوں کی نشان دہی کی جا چکی ہے اور خاص طور پر جو آیات فرعون کے متعلق ہیں۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب ۔ غالباً آپ کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے۔ یہ تاریخی کتاب نہیں ہے۔ تاریخی کتابوں کا ایک خاص context ہوتا ہے لٹریری زبان میں بھی اور ادب میں بھی ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تاریخی کتب ان کو کہتے ہیں کہ جن کا استعمال موجودہ دور میں نہ ہو یا جو موجودہ دور میں نہ پڑھی جاتی ہوں اور صرف علمی اور ادبی لوگ انہیں پڑھتے ہوں ۔ ہمیں اس لیے زیادہ اچھے الفاظ استعمال کرنے چاہییں جو اسلام کی شان کے مطابق ہوں ۔ قرآن مجید کے لیے ایسا لفظ استعمال کیجیے جو اس کی شان کے مطابق ہو ۔ تاریخی کا لفظ استعمال نہ کیجیے ۔ ادب میں تاریخی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی موجودہ دور میں کوئی حیثیت نہ ہو اس کی صرف ادبی حیثیت ہو اور اس سے صرف عالم اور ادیب لوگ ہی استفادہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی سکولوں اور کالجوں میں ہی اس کا ذکر آتا ہے۔

راجہ محمد الفضل خان ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہماری کتاب میں کچھ تاریخی حقائق ہیں اور وہ مستقبل کے لیے ایک سبق ہیں کہ جب انسانیت خدائی دعوے کرتی ہے تو وہ لوگ جو اس دعوے کو مانتے ہیں وہ اس پر یقین کرنے لگتے ہیں تو ان کی بستیوں کو تلپٹ کر دیا جاتا ہے ۔ یہ وہ نظریہ ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں ۔ جہاں تک موجودہ تباہ کاریوں کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں اس کے متعلق ہم یقینی طور پر کہتے ہیں کہ ہم اس کا الزام حکومت پر لگائینگے ۔ 6 تاریخ کو اس کے متعلق ہندوستان کے ریڈیو نے نشان دہی کر دی تھی ۔ پھر 8 تاریخ سے ہمارے اخباروں نے اس خبر کو دینا شروع کیا ۔ لیکن ہمارا ریڈیو اور

ٹیلیویژن جو اس کے متعلق تدابیر بتا سکتے تھے ۔ جیسے ائیر ریڈ کے متعلق حفاظتی تدابیر ہوتی ہیں اسی طرح سیلاب کے متعلق بھی حفاظتی تدابیر موجود ہیں ۔ لیکن ہمارا ریڈیو اور ٹیلیویژن اس وقت تک بند رہے جب تک نوائے وقت نے 12 تاریخ ایک اداریہ نہ لکھا ۔ ان تدابیر کے متعلق بھی میں نشان دہی کرنی چاہتا ہوں کہ جب تک بتایا نہ جائے کہ کیا طریق کار اختیار کرنے ہیں ۔ اس میں بہت سے ایسے طریق کار ہیں کہ اگر یہ لوگوں کو بتائے جاتے تو وہ اس المیہ سے ایک حد تک بچ سکتے تھے اور ضروریات زندگی بچ سکتی تھیں ۔ مثلاً گہری جڑوں والے کچھ ایسے درخت ہوتے ہیں ۔ مکان کے شہتیر اور بالے اکھاڑ کر اور چارپائیاں کھول کر ان کی تمام رسیاں اتار کر ان کے بیڑے بنائے جاتے ہیں اور انہیں ایسے درختوں سے باندھ دیا جاتا ہے جن کی نشان دہی محکمہ زراعت کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ ان درختوں کے اوپر راشن وغیرہ کپڑوں میں باندھ کر ٹانگ دیا جاتا ہے جس سے کافی جانیں اور سامان بچ جاتا ہے ۔ وہ لوگ دوبارہ اپنے مکانوں کی تعمیر کر لیتے ہیں ۔ ہم نے جو سب سے بڑی چیز دیکھی وہ اتنے بھیانک مناظر تھے لیکن ان کا کوئی سد باب نہ کیا گیا ۔ جس طرح انہوں نے کہا کہ ہم نے تمام احتیاطی تدابیر کر لی تھیں لیکن وہ جگہ جہاں پر سے تمام لوگوں نے گزرنا تھا ۔ جہاں سے بہتی ہوئی لاشوں نے یا بہتے ہوئے لوگوں نے نکلنا تھا وہ کچھ پل ہیں جو پاکستان میں موجود ہیں ۔ ان پلوں پر بھی کشتیاں موجود نہیں تھیں ۔ کہ وہاں سے عورتوں اور بچوں کو نکالا جا سکتا جو ایسے شہتیروں یا درختوں پر بہہ کر آ رہے تھے ۔ یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور پھر اس حد تک بے حسی کا مظاہرہ دیکھا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا نچوڑ ہمیں ورثے میں ملا ہے ۔ کیونکہ ایک طرف پاکستان بہہ رہا تھا اور دوسری طرف رنگین ٹیلیویژن کا افتتاح ہو رہا تھا ۔ لیڈروں کے ناچ سے باقاعدہ وہی منظر آ رہے تھے اور دعوتیں دی جا رہی تھیں اور سینماؤں کی رنگ رلیاں دگنی ہیں ، بے حسی کا مظاہرہ ہے ۔ یہ تو یقینی ہے کہ جب یہ عالم دیکھا جائے تو پھر کیسے یہ قوم اس مشکل میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹا سکتی ہے ۔ جب قومیں بے حس ہو جائیں تو یقیناً ان پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے ۔ اس لیے ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں

ایک قوم ہو کر ہمدردیاں کرنی چاہیے تھیں ۔ اور وہ ہمدردیاں اس طرح آ سکتی ہیں کہ جس مقصد کے لیے ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا ، یعنی دین کے لیے جس کی قیادت خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بھیج کر پیش کی ہے اور جس کے اندر خوبیاں ، اخلاص ، نیکی اور انسانی ہمدردیاں یہ تمام پہلو موجود ہیں جس کو ہم نے نظر انداز کیا ۔ دین پر جب ہم نے ملک بنایا تو ہماری جو قیادت سامنے آئی وہ ان تمام اصولوں کے برعکس تھی جس کی وجہ سے آج ہم ایک منتشر قوم کی صورت میں خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یہ تمام منظر اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اس اصول کی پروا نہیں کی جس پر دین کی قیادت بنائی گئی تھی ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ وہ دین ہے کہ جس کی ایک قوم بھوکی مری تھی تو ہمارے نبیؐ نے فاقے کیے تھے ، پیٹ پر پتھر باندھے تھے ۔ آج بارہ گھوڑوں کی بگھی کے گھوڑے پل رہے ہیں لیکن غریب بھوکے مر رہے ہیں ، آج محل بن رہے ہیں لیکن غریب بھوکے مر رہے ہیں ۔ غیر ممالک سے ، فرانس سے غسل خانوں کو خوبصورت کرنے کے لیے سامان آ رہے ہیں لیکن غریب بھوکے مر رہے ہیں ۔ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے مساوات محمدی قائم کرنی ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ آج وہ وقت آ گیا ہے ۔ آج ہمیں اپنی زینتیں لوگوں کی زحمتیں دور کرنے کے لیے قربان کرنی پڑیں گی ، ہمیں اپنے قیمتی زیور ، سونے چاندی ، ہیرے اور جواہرات قربان کرنے پڑیں گے ، خوبصورت پوشاکوں اور خوبصورت محلوں کو قربان کرنا پڑے گا ، ہمیں عوام کی سطح پر آنا پڑے گا ، ایک عمل پیش کرنا پڑے گا تا کہ ہم قیمتی سرمایہ بچا کر اسے غریبوں کی زحمتیں دور کرنے کے لیے استعمال کر سکیں ۔ ان اصولوں کو دیکھا جائے ۔ یہی اصول ، یہی ایک مقصد ہے جو کہ ہماری معیشت کا حل ہے ، جس کو ہم بہت دور چھوڑ کر چلے آئے ہیں ۔ میں اس لیے جناب والا ۔ گزارش کروں گا کہ اس المیے کا صرف اس میں حل نہیں کہ ہم آئندہ کے لیے ان نہروں کو ٹھیک کر لیں اور ان کا رخ ٹھیک کر لیں ، کیونکہ المیہ ہمارے اعمال کا ہے ۔ جو لوگ تھوڑا سا بھی ایمان رکھتے ہیں ، ان کی نشان دہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ دیکھو ، یہ عذاب اس وقت نازل کیا گیا جب کہ آپ ایک نئے آئین کا جشن منانے لگے تھے جو کہ میرے آئین کے بالکل برعکس ہے ۔ اللہ تعالیٰ

نے جشن کو سیلاب کے ساتھ اس طرح ملایا کہ تھوڑا سا ایمان رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکے کہ یہ عذاب الٰہی ہے ۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں قبول نہیں کیا ، ہمارے آئین کو قبول نہیں کیا ، ہمارے اعمال کو قبول نہیں کیا ۔ ان تمام چیزوں کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس المیے سے بچنے کے لیے آئندہ ایک اچھا اور نیک نظام بنانے کی نیو ڈالنی ہے کہ ہم ان اصولوں پر آ جائیں جن پر پاکستان بنا تھا ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ جہاں تک اس اس سیلاب کا تعلق ہے جس طرح سے ہم نے یہ مسئلے حل کیے ہیں ، گزشتہ دنوں میں ہم نے جس طرح لوگوں سے کہا تھا کہ ہم نے تمام مسائل حل کر دیے ہیں ، ہم نے ہر طرح کی خوش حالی کی ہے ، لیکن ہمارے سامنے جس طرح دن بدن مہنگائی بڑھی دن بدن مسائل بڑھے اس عذاب نے ان مسائل کا کافی حد تک آئینہ دکھایا ہے ۔ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ قلت ہے اور دوسری طرف ہم نے یہ بھی سنا کہ لاکھوں بوریاں چینی بہہ گئی ۔ لاکھوں ٹن گندم بہہ گئی کیا وجہ تھی کہ وہ لاکھوں ٹن گندم اور چینی گوداموں میں رکھی گئی اور عوام ان کے لیے ترستے رہے ؟ اس کی کوئی وجہ تھی ، اس کی نشاندہی میں کر سکتا ہوں ۔ وجہ صرف یہ تھی کہ جو آئین آیا تھا اس کے آنے کے بعد ہم نے ان چیزوں کو بازار میں لانا تھا ، لوگوں کو دکھانا تھا کہ دیکھو ، یہ وہ آئین ہے جس کے متعلق ہم کہہ رہے تھے کہ یہ آئین روٹی ، کپڑے اور مکان کی ضمانت دیتا ہے ، لیکن وہ آئین خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا ۔ جو چیزیں ہم نے گوداموں میں چھپا کر رکھی ہوئی تھیں ، لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے آئین کے بعد وہ باہر لانی تھیں کہ یہ وہ آئین ہے جو روٹی کپڑے اور مکان کی ضمانت دیتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اتنا زبردست اور ہولناک قسم کا سیلاب پنجاب کی تاریخ میں آج تک کبھی نہیں آیا ۔ جس سے بیشتر علاقے زیر آب آ گئے اور متعدد افراد سیلاب کی زد میں آ کر جان بحق ہو گئے ، ہزاروں اور لاکھوں مکان پانی کی نذر ہو گئے ۔ اس سیلاب سے نہ صرف انفرادی حیثیت سے عوام کو نقصان پہنچا ، بلکہ اجتماعی حیثیت سے پوری

قوم کو نقصان پہنچا اور ملکی معیشت بری طرح تباہ ہو گئی ۔ کسانوں نے جو غلہ جمع کیا تھا وہ پانی اور نمی کی وجہ سے بے کار ہو گیا ہے ۔ سیلاب کے پیش نظر آئین کی خوشی کے موقع پر منعقد ہونے والے تمام پروگرام منسوخ کر دیے گئے اور قائد عوام جناب ذولفقار علی بھٹو نے یہ حکم فرمایا کہ جتنے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر ، متاثرہ علاقوں میں جا کر عوام کی خدمت کریں ، حالات کا جائزہ لیں اور اپنی تمام تر ہمدردیاں ان کو پیش کریں اور جہاں ممکن ہو ۔ متاثرہ افراد کی مدد کی جائے ۔ اسی طرح وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سندھ اور پنجاب کا بذات خود دورہ کیا اور عوام کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی ضروریات زندگی کے متعلق ان سے دریافت کیا حالات کا بذات خود جائزہ لیا ۔ جس محنت ۔ جانفشانی ، لگن اور خلوص نیت سے وزیر اعظم نے عوام کے پاس جا جا کر ان کے مسائل اور مشکلات کے متعلق دریافت کیا اور عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے مشورے دیے وہ واقعی قابل داد ہیں ۔ ان کی ہمت اور حوصلہ واقعی قابل داد ہے اور قابل فخر ہے ۔ جناب گورنر صاحب نے بھی وزیر اعظم کے حکم کے مطابق پنجاب کا مکمل دورہ کیا ۔ وزرا صاحبان نے جگہ جگہ جا کر دورے کیے ۔ اسی طرح ایم ۔ پی ۔ اے ، اور ایم ۔ این ۔ اے ، حضرات نے اپنے اپنے متاثرہ علاقوں میں جا کر عوام کا اس نیک کام میں ہاتھ بٹایا اور ان کی دل جوئی کی ۔ فوج نے جس جذبے اور جرأتمندی کے ساتھ اس سیلاب کے دوران کام کیا وہ بھی واقعی قابل داد ہے ۔ یہ عوامی حکومت ہے اور عوامی حکومت نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ عوامی حکومت عوام کی بہتری کے لیے ، عوام کی خوش حالی کے لیے عوام کی ترقی کے لیے اور عوام کی بھلائی کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کوشاں رہے گی ۔ جس طرح متاثرہ افراد نے قائد عوام کا استقبال کیا وہ بھی قابل داد ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ متاثرہ افراد نے جگہ جگہ میلوں پیدل چل کر قائد عوام کا کس پر جوش طریقے سے استقبال کیا ۔ موجودہ عوامی حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ غریب کسانوں کو جو اس سیلاب سے متاثر ہوئے ، انہیں بیج ، کھاد اور ٹریکٹر وغیرہ مہیا کرے گی ۔ موقع پر دوائیں فراہم کی گئیں ، کھانے پینے کی اشیاء فراہم کی گئیں ۔ اس میں عوام کا بڑا تعاون تھا ۔ اسی طرح بلڈنگ میٹیرل کے لیے بھی کل ہی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ

سستے داموں پر بلڈنگ میٹیریل ان افراد کو مہیا کرے گی ۔ گو بیرونی ممالک نے کافی امداد دی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ کافی نہیں ۔ جب تک پنجاب کے تمام عوام متحد ہو کر ، مل جل کر آپس میں اس کام کے لیے تعاون نہیں کرتے ، یہ مسئلہ دور نہیں کیا جا سکتا ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جن افراد کو روزگار مہیا کیا گیا تھا ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں جا کر عوام کی خدمت کریں ۔ صد افسوس کا مقام ہے کہ پچیس برسوں میں جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے اس اہم مسئلے کا سد باب نہ کیا اور نہ ہی انہوں نے اس بات پر غور فرمایا کہ سیلاب سے عوام کو کو کتنا نقصان ہوگا اور گزشتہ حکومتیں اپنے مفاد کی خاطر یہاں مقیم رہیں ۔ اور وہ قومی اور ملکی مسائل کی طرف توجہ دینے سے قاصر رہیں ۔

جناب والا ۔ میری ناقص رائے ہے کہ catchment area سے لے کر دریاؤں کی آخری حدود تک چھوٹے چھوٹے ڈیم بنانا ضروری ہے کیونکہ اگر یہ ڈیم بنا دیے جائیں تو اس طرح اس سیلاب کی تیز رفتاری کو ختم کیا سکتا ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ انگریزوں کی حکومت میں باقاعدہ دریاؤں کی dredging کی جاتی تھی اس طرح سیلاب کے پانی کو روکا جاتا تھا ۔ اگر حکومت catchment area سے لے کر آخر تک جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے ڈیم بنا دے اور اس کے ساتھ ساتھ دریاؤں کی باقاعدہ ہر سال dredging کروائی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے سیلاب کا پانی بڑی حد تک روکا جا سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دریاؤں کی رفتار پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے اور ان دریاؤں کو ہم ٹرانسپورٹیشن کے لیے استعمال کر سکتے ہیں ۔ آپ نے دیکھا کہ انگلینڈ میں دریائے Thames ، جرمنی میں دریائے Rhine ، فرانس میں دریائے Sane اور ہنگری میں دریائے Danupe پر انہوں نے کس طرح قابو پایا ورنہ وہاں پر بھی سیلاب آیا کرتے تھے ۔ لیکن انہوں نے جگہ جگہ ڈیمز بنا دیے بجلی پیدا کی اور وہاں سے انہوں نے عوام کو الیکٹرسٹی مہیا کی اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں سٹیمرز اور بارجز بڑی کشتیاں انہوں نے چلائیں ۔ ان کشتیوں کے ذریعے نہ صرف عوام ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا سکتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اناج اور بڑی مقدار میں غلہ لکڑی اور بھاری سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ بڑی آسانی سے لایا جا سکتا ہے ۔ اور اس طرح سے

میں یہ سمجھتی ہوں کہ ذرائع آمد و رفت کے لیے ایک بہتر طریقہ ایجاد ہو سکتا ہے جو کہ بڑا موزوں اور مناسب ہوگا اور کیونکہ اس پر زیادہ لاگت بھی نہیں آئے گی عوام کو سستی transportation مہیا کی جا سکے گی ۔ اگر ایسا کر لیا گیا تو اس سے نہ صرف فصلوں کے لیے پانی سٹور کیا جا سکے گا بلکہ سیلاب سے نمٹنے کے لیے بھی بند و بست کیا جا سکے گا اور سیلاب سے پیش آنے والی دشواریوں سے ایک قسم کی ہمیں نجات مل جائے گی ۔

میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ چند ایک تجاویز جو میاں خورشید انور صاحب نے پیش کی ہیں وہ بھی مناسب تھیں کہ کس طرح سے جو ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہیں وہ قائم کیے جائیں تا کہ پتہ چلایا جائے کہ کس طرح سے موسمی حالات جو ہیں وہ بدلتے رہتے ہیں ۔ اور fore cast کیا گیا ہے کہ شاید آئندہ بھی موسمی حالات اس طرح بدلتے رہیں ۔ گو موسمی حالات پر قابو تو نہیں پایا جا سکتا کیونکہ یہ ایک قدرتی چیز ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگر ان موسمی حالات کا شروع ہی سے جائزہ لے لیا جائے اور اچھی طرح سے پیشین گوئی کا صحیح پتہ چلایا جا سکے تو کم از کم ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کون کون سے علاقوں میں اس سیزن کے دوران زیادہ بارشیں ہوں گی ۔ کیونکہ زیادہ نقصان جو ہوا ہے وہ بارشوں کی وجہ سے بھی ہوا ہے ۔ ان علاقوں میں پانی کی سطح شدید بارشوں کی وجہ سے بہت بلند ہو گئی اور اس کو روکنا نہایت دشوار اور مشکل ہو گیا اس کے علاوہ بند کے چند ایک حصے ایسے ہیں جہاں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے ہیں اور دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ اکثر یہ شگاف جو ہیں انہی جگہوں پر پڑتے ہیں اور آئندہ بھی توقع ہے شاید وہ دوبارہ خدا نخواستہ اگر ایسا موقع آیا تو کمزور ہیں ٹوٹ سکتے ہیں ۔ تو ان جگہوں پر ضروری ہے کہ کنکریٹ کی دیواریں بنا دی جائیں تا کہ وہ خوب مضبوط رہیں اور عوام کو نقصان نہ ہو ۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور ہم اس قسم کے سیلاب اور ان کی تباہ کاریوں کو بار بار برداشت نہیں کر سکتا ۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں تھوڑی بہت تو کیا اگر زیادہ رقم بھی خرچ کرنی پڑے تو اس سلسلے میں خرچ کریں ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ موسمی حالات بدلتے جا رہے ہیں اور یہ پیشن گوئی کی گئی ہے کہ آئندہ بھی زبردست بارشوں کی توقع ہے تو لہذا

اس کے پیش نظر انسدادی تجاویز جو ہیں وہ پیش کی جائیں نہ صرف حکومتی پارٹی کی جانب سے بلکہ حزب اختلاف کا بھی یہ ایک بڑا اہم رول ہے۔ بڑا اہم کردار ہے جو انہیں ادا کرنا چاہیے کہ وہ بجائے اس کے کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا سب کو معلوم ہے کہ کیا ہو گیا اور کتنی مصیبت آئی ہمارے غریب عوام پر۔ کتنا علاقہ تباہ ہو گیا تو میں سمجھتی ہوں کہ زیادہ ضرورت اس بات کی ہے اور مناسب یہ ہوگا کہ یہاں پر اپنی تجاویز پیش کریں کہ حکومت کو کیا کیا انسدادی کارروائیاں کرنی چاہییں کیونکہ آپ نے دیکھا ہے کہ پارلیمانی روایات یہی ہیں اور جمہوری ممالک میں یہ روایات ہیں اپوزیشن کا یہی کردار ہے جو ان کا اہم رول ہے کہ وہ حکومت کو گاہے بگاہے آگاہ کرتے رہیں اور تجاویز پیش کرتے رہیں تا کہ حکومت ان کی تجاویز کے مطابق عوام کی بہتری کے لیے ان پر عمل کرے۔ لیکن یہاں بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جو اپوزیشن کے لیڈر صاحبان ہیں وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ ابھی میاں خورشید انور صاحب نے کہا کہ ''پیپلز پارٹی کے غنڈے'' بڑے افسوس کی بات ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ آپ کے اپنے ہی لوگ ہوں گے۔ آپ انہیں اچھی طرح سے جانتے ہوں گے۔ پیپلز پارٹی کو تو آپ جانتے ہی نہیں۔ پہچانتے ہی نہیں۔ آپ کو نا مناسب بات سے پرہیز کرنا چاہیے اس کے علاوہ چند ایک الزامات لگائے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ صرف الزام لگانے سے ہی بات نہیں ہوتی بلکہ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے علاقوں کے دورے کریں۔ میں کہتی ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ پاکستان کے وزیراعظم نے سیلاب زدہ علاقے کا دورہ کیا۔ ہمارے گورنر صاحب نے دورہ کیا ہمارے وزراء نے دورے کیے لیکن آپ لوگ اپنے گھروں میں ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں سوئے رہے آپ کو توفیق نہ ہوئی اگر آپ باہر نکلتے تو آپ کی بھی تصویر اخبار میں آ جاتی۔ اب کہتے ہیں اخبارات میں تصویر نہیں آئی۔ ایک تصویر اتروا کر بھجوا دیں نوائے وقت میں بھجوا دیں ہو سکتا ہے وہ آپ کی تصویر چھاپ دیں۔

مسٹر سپیکر۔ چودھری دلاور خان۔ بوجود نہیں ہیں۔ میاں منظور احمد موجل۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں اپنی تقریر کا آغاز اپنی ہی تحریک التواء سے شروع کروں گا ۔ کہ حالیہ سیلاب سے صوبہ پنجاب کو زبردست جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ اگر حکومت پنجاب وقت پر مستعد ہو جاتی تو شاید اس قدر انسانی زندگیوں ، فصلات ۔ مویشیوں اور کروڑوں روپے کی جائیداد کا ضیاع نہ ہوتا ۔ حکومت پنجاب نے غفلت مجرمانہ اور اپنی نا اہلی کا ثبوت مہیا کیا ہے کیونکہ عالمی محکمہ موسمیات کے ادارے نے چار ماہ پیشتر ہی یہ پیشین گوئی کر دی تھی کہ اس دفعہ پاکستان میں معمول سے کافی زائد بارشیں ہوں گی ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ آپ رولز پڑھیں notes کی اجازت ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ وہ تو مسلسل تحریر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں یہ بات نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جن سے زبردست سیلاب آنے کا امکان ہو سکتا ہے آل انڈیا ریڈیو بھی مسلسل دریاؤں میں پانی کے چڑھاؤ کے بارہ میں تذکرہ کرتا رہا ۔ لیکن پاکستانی ریڈیو کسی مصلحت کے تحت اس بارہ میں خاموش رہا ۔ جشن آئین منانے کے سلسلے میں ریڈیو پاکستان اور ٹی ۔وی نے ان دنوں خوب راگ الاپے ۔ حالانکہ شاہدرہ و لاہور کا نواحی علاقہ زیر آب آ چکا تھا ۔ اور ریڈیو کی خاموشی اس صورتحال پر جان بوجھ کر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی ۔ صوبائی حکومت کے اکثر وزراء اسلام آباد کے ارد گرد چکر لگانے میں مصروف تھے ۔ کیونکہ ان کو قوم سے زیادہ اپنی وزارت بچانے کی فکر دامن گیر تھی ۔ حکومت پنجاب کی اس غیر ذمہ دارانہ مصروفیت و انتظامیہ کی عدم دلچسپی سے صوبہ بھر کے عوام میں ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہاں پر یہ باتیں کی جاتی رہی ہیں کہ وزیر اعظم صاحب نے

دورے کیے ۔ گورنر صاحب نے دورے کیے ایم پی اے ، ایم این اے حضرات نے دورے کیے۔ میں کہتا ہوں کہ دوروں سے قوم کی یہ تکلیف حل نہیں ہو سکتی جب تک انسان میں وہ ارادہ نہ ہو ، وہ قوت نہ ہو کہ جس سے قوم کی تقدیریں بدل جایا کرتی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محض اخبارات میں بیان دینے سے جو اچھے نتائج ہوتے ہیں وہ ہم برآمد نہیں کر سکتے ۔ یہاں کہا گیا کہ اگر آپ بھی جاتے تو آپ کی تصویر بھی اخبار میں لگ جاتی اگر یہاں تصویروں کی بات کی گئی ہے تو آئیے میں بتاتا ہوں کہ تصویریں اخبارات میں کیسے کیسے چھپتی رہیں ۔ گجرات میں ملک حاکمین خاں وزیر جیل خانہ جات گئے وہاں پر انہوں نے ایک گلی میں جان بوجھ کر کھڑے ہو کر تصویر اتروائی اور اخبارات میں تقسیم کی گئی یہ کہاں کی شرافت ہے ۔ کیا پیپلز پارٹی کو غریب عوام نے اسی لیے ووٹ دیے تھے کہ جب آپ لوگ آپ بر سر اقتدار آئیں تو بجائے عوام کی خدمت کرنے کے آپ جھوٹے لارے اور جھوٹے فریب کریں اور قوم کو ایسے قعر مذلت میں گرا کر چھوڑیں جو کہ اس سے پہلے کی حکومت کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی ۔ یہ آپ جو کہتے ہیں کہ ان حکومتوں نے یہ کیا ہے میں مانتا ہوں کہ ان حکومتوں نے کیا ہے لیکن آپ نے کیا کچھ نہیں کیا ۔ آپ نے کیا گل کھلائے ہیں ۔ میں کہتا ہوں آپ ان سے بازی لے جا رہے ہیں ۔ ہمیں یہاں آج سیلاب کی صورت حال پر بحث کے موقع پر قوم کی ترجمانی کرنی چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہم حکومت کی بینچوں پر بیٹھتے ہیں اور وہ آپوزیشن کی بینچوں پر بیٹھتے ہیں بلکہ جو قوم محسوس کرتی ہے جو قوم سمجھ رہی ہے ہمیں اس بات کے مطابق اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق سوچنا چاہیے تھا ۔ میرے پاس اخبارات کا ثبوت موجود ہے ۔ فاروق علی صاحب جو کہ نیشنل اسمبلی کے سپیکر ہیں اور جو اس وقت تھرڈ مین آف پاکستان ہیں انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ شجاع آباد کے لوگ 10 روز تک سیلاب کی تباہ کاریوں سے وہاں پر پھنسے رہے اور حکومت کا کوئی شخص ان کی امداد کے لیے نہیں گیا ۔ (شیم ۔ شیم) آپ کہاں کی بات کرتے ہیں یہاں پر حقیقت حال بیان کریں ۔ قوم کو بتائیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں اور کیا نہیں کر رہے ۔ میں کہتا ہوں یہ ٹھیک ہے آپ متحرک ہوئے ۔ لیکن کب ؟ جب وزیر اعظم صاحب حرکت میں آئے تو آپ کا تمام عملہ

جو تھا حرکت میں آ گیا ۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا اگر وہاں پر کچھ لوگ آئین کی اس دستاویز میں نیشنل اسمبلی میں مصروف تھے تو صاحب وزراء کو کیا ہو گیا تھا ۔ وہ کیوں وہاں پر اسلام آباد کے چکر لگا رہے تھے ۔ وہ کیوں وہاں پر براجمان تھے ۔ سات آٹھ تاریخ کو لاہور اور شاہدرہ کا ارد گرد کا علاقہ غرق ہو چکا تھا ۔ تمام وزیر آباد میں سیلاب سے تباہی مچ چکی تھی تو یہ لوگ وہاں کیا لینے گئے تھے ؟ کیا انہوں نے وزیر اعظم کو ووٹ دینا تھا ؟ کیا انہوں نے صدر کو ووٹ دینا تھا ؟ بالکل نہیں یہ اپنی چمچہ گیری کرنے کے لیے گئے تھے۔ یہ اس لیے گئے تھے کہ ہم لوگ وہاں پر اپنی وزارتوں کو مستحکم کریں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے حکومت پنجاب کے تمام وزراء کے بارے میں چند جملے کہے ہیں ۔ میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیلاب کے دنوں میں بر وقت گورنر پنجاب جناب غلام مصطفیٰ کھر نے وزیروں کی ڈیوٹیاں لگائیں تھیں اور وزراء اپنے اپنے حلقہ اختیار میں کام کر رہے تھے اور اگر وزارتوں کی بات کی جا رہی ہے تو میں فاضل رکن کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اگر انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ اگر ان کو وزارت نہیں مل سکی ہے تو گورنمنٹ کی بینچوں پر بیٹھ کر ایسے الزامات تراشنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی کی ضمیر کی آواز نہیں ہو سکتی بلکہ محض اس کو وزارت کی کشمکش گردانا جا سکتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں اس دور میں وزارت پر لعنت بھیجتا ہوں ۔ وہ وزارت ہی کیا ہے جو دھوکہ کر کے اور صرف ایک شخص کی خدمت کر کے حاصل کی گئی ہو ۔

میاں خان محمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے ''چمچہ گیری'' کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

ایک آواز ۔ آپ چمچے تو نہیں ہیں آپ بیٹھ جائیں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ یہ اسمبلی کی روایات ہیں کہ یہاں وہ الفاظ استعمال

کیے جائیں جو اس کے شایان شان ہوں ۔ میں صرف اس ہاؤس کی روایات کو قائم رکھنے کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں یہ غیر پارلیمانی ہیں ۔ اس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ منسٹر صاحب کو کوئی تحفظ دیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا حق ہے کہ ایسی زبان استعمال کی جائے جو اس ایوان کے شایان شان ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا اعتراض بالکل درست ہے ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ تمام وزراء صاحبان اس معزز ایوان کے رکن ہیں اور اگر کسی وزیر کے بارے میں ایسی زبان استعمال کی جائے تو اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ان سے اتفاق کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر انہوں نے چمچہ گیری کا لفظ استعمال کیا ہے تو یہاں رسہ گیری کا لفظ بھی تو استعمال ہوتا رہا ہے جو اسی کا ہم قافیہ ہے ۔ اگر چمچہ گیری کا لفظ استعمال ہو گیا ہے تو اس میں کون سی بڑی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی دو اراکین اس لفظ کی بابت کہہ دیں کہ یہ لفظ پارلیمانی ہے تو میں اس کی اجازت دیتا ہوں میں یہ بات ممبروں پر ہی چھوڑتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر جتنا وقت صرف ہوا ہے میرے ٹائم میں شامل نہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر اعظم وہاں سے 17 تاریخ کو چلتے ہیں ۔ سیلاب ملک میں آ جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : If a member raises a controversy about a statement or about a fact stated by him and if the Speaker upholds this, the time so consumed would normally be counted for him.

یعنی ایک ممبر اپنی تقریر میں 20/10 گالیاں دیتا ہے اور کوئی دوسرا ممبر اعتراض کرے کہ اس کے 10 منٹ محفوظ ہیں اور یہ کہے کہ یہاں تو اب 20 منٹ لگ گئے ہیں آپ اس وقت کو میرے وقت سے کیوں کاٹتے ہیں تو میرے لیے مناسب یہی ہوگا اس بات کی میں اجازت نہ دوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بہاول پور ڈویژن پہلے ہی پسماندہ ہے ۔ اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔

اور سیلاب کے دنوں میں اس کو بالکل ہی فراموش کر دیا گیا ۔ چاروں ڈویژنوں میں وزراء صاحبان کو مامور کر دیا گیا کہ فلاں فلاں ڈویژن میں آپ نے کارہائے سرانجام دینے ہیں ۔ سیلاب سے لوگوں کا بچاؤ کرنا ہے لیکن بہالپور ڈویژن کی طرف کسی منسٹر کو مامور نہیں کیا گیا بعد میں جناب ممتاز احمد کاھلوں کو وہاں بھیجا گیا ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے ملک حاکمین خاں کے بارے میں الزام تراشی کی ہے لیکن چونکہ ملک حاکمین خاں اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اپنی پوزیشن کو explain کر سکتے ہیں یا اس کی وضاحت کر سکتے ہیں اس لیے میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو بھی کارروائی سے حذف کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آ جائیں گے یا آپ ان سے بات کر لیں ۔ کچھ ہدایات لے لیں میں آپ کو بعد میں موقع دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہاں پر جناب والا ۔ یہ جو پنجند کے ہیڈ ورکس کا ذکر کیا گیا تو میں اس سلسلے میں کہنے میں حق بجانب ہوں کہ بہاول پور کے ساتھ زیادتی کی گئی کیونکہ وہ تو نشیبی علاقہ تھا اور میں یہ کہوں گا کہ جناب وزیر تعلیم نے اپنی تقریر میں اقرار کیا ہے کہ ہم دایاں کنارہ توڑنے والے تھے جو علی پور کی تحصیل کی طرف تھا ہم نے ابھی نہیں توڑا تھا کہ پانی کا دباؤ اس قدر ہوا کہ نشیبی علاقے میں پانی آ گیا کیونکہ یہ فطری بات ہے کہ جہاں بھی نشیبی علاقہ ہوگا وہاں پانی کا دباؤ زیادہ ہوگا اور بند خود بخود ٹوٹ جاتا ہے تو وہ خود نہیں ٹوٹا بلکہ اس کو توڑا گیا ۔ بہاول پور کی ڈویژن کو ختم کرنے کے لیے ایسی کارروائی کی گئی اور میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ بند خود نہیں ٹوٹا بلکہ اس کو توڑا گیا جان بوجھ کر اس علاقے کو بچانے کے لیے ۔ میں کہتا ہوں کہ بہاولپور کی تمام ڈویژن کو ختم کرنے کے لیے ایسی کاروائی کی گئی ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ سیاست کو بھی اس کام میں گھسیڑا گیا حالانکہ یہ ایک کام تھا اس میں سیاست بازی نہیں چلنی چاہیے تھی لیکن کیا ہوا ؟ ہر جگہ سیلاب کے موقع پر عوام کو سیاست بازی کی باتیں بتائی گئیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی باتیں ایسے موقع پر نہیں ہونی چاہییں تھیں ۔ وہاں پر تو خدمت خلق ہونی

چاہیے تھی - میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں بہت سی جماعتوں نے کام کیا - پیپلز پارٹی نے ان لوگوں کی دیکھا دیکھی کام شروع کیا اور شاہدرہ میں آپ کے ٹینٹ لگے ہوئے تھے جہاں پر یہ لکھا ہوا تھا - یہ اہتمام ڈاکٹر مبشر حسن - یہ اہتمام شیخ محمد رشید وغیرہ وغیرہ - تو وہاں پر اس طرح کے نام لکھے ہوئے تھے - انہوں نے اپنی نمود و نمائش کرنے کی خاطر وہاں ایسی چیزیں لکھیں اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم لوگوں نے یہ کیمپ بنائے ہیں اور ہم یہ کر رہے ہیں - مگر میں کہوں گا کہ ایسی باتوں سے قومیں نہیں بنتیں - سیلاب نے آنا تھا اور سیلاب کے آنے سے پہلے اور آنے کے بعد یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بروقت مناسب اقدامات کرے اگر یہ غفلت سے کام نہ لیتے تو صوبہ پنجاب کا اس قدر نقصان نہ ہوتا -

جناب والا - اب میں اپنی تجاویز پیش کروں گا اس سلسلے میں کہ حکومت کو کیا کرنا چاہیے - جناب والا - سب سے پہلے میں اپنی اس بات کی تجویز پیش کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی ملکی یا غیر ملکی مدد ملی ہے وہ ایک خاص پارٹی کے ہاتھوں میں نہیں چلی جانی چاہیے - وہ امداد تمام ملک اور قوم کے لیے دی جاتی ہے تو اس ضمن میں تمام پارٹیوں سے مشورہ لینا چاہیے اور اس امداد کو ان کے صلاح مشورہ کے ساتھ تقسیم کرنا چاہیے -

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جیسا کہ معزز اراکین جانتے ہیں کہ پنجاب اور سندھ میں سیلاب کی وجہ سے زبردست تباہی ہوئی ہے اور ہمارے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو غیر ملکی دورہ پر اس وقت امریکہ میں موجود ہیں اور یہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ پوری دنیا کے سامنے ہم اپنی تباہ کاریوں کی وضاحت کر سکیں سیلاب زدگان کی امداد کے لیے اور ان کی آباد کاری کے لیے مدد لے سکیں - میرے فاضل رکن کا یہ کہنا کہ جتنی بھی امداد ملے گی وہ فلاں پارٹی کے ہاتھ میں ہوگی تو یہ چیز ہماری خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوگی اور یہ بھی ممکن ہو سکا ہے کہ بیرون غیر ممالک میں ان چیزوں کو شکوک کی نظر سے دیکھا جائے - میں سمجھتا ہوں جناب والا - کہ یہ بات پنجاب اور سندھ کے غریب عوام کے خلاف ہے اور ملکی سلامتی کے خلاف بھی - یہ ملک کے استحکام کے خلاف بات کی گئی ہے -

میاں خورشید الور ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ کیا وزیر صاحب کا یہی پوائنٹ آف آرڈر تھا ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا اور میں یہ مانتا ہوں کہ حکومت خواہش مند ہے کہ متاثرہ لوگوں کی مدد کی جائے لیکن میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت فیل ہوگی ۔ قطعاً لوگوں کو بروقت امداد نہیں مل سکے گی ۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی واضح پروگرام ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اس سال سیلاب نے جو تباہ کاری مچائی ہے وہ کسی شخص سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ ابھی اس سے پیشتر موہل صاحب نے ایک ریفرنس دیا ۔ جناب والا ۔ میں اس علاقے کا ممبر ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں اس بات کی تردید کروں ۔ انہوں نے ابھی صاحبزادہ فاروق علی نیشنل اسمبلی کے سپیکر کا حوالہ دیا کہ شجاع آباد کے عوام 10 روز تک بھوکے بیٹھے رہے ۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ سیلاب کے دنوں میں میں وہاں 24 گھنٹے رہا ہوں اور یہ غلط بات ہے کہ 10 روز تک لوگ وہاں بھوکے رہے ہوں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ پانی میں لوگ گھرے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود 30 ہزار پونڈ خوراک شجاع آباد کے علاقے میں گرائی گئی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ یہ بات اخباروں میں بھی آ چکی ہے یہ جو سپیکر صاحب کی نسبت انہوں نے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے سپیکر کے حوالے سے بات کی ہے ۔ یہ انہوں نے نہیں کہا کہ سپیکر نے کہا ہے یا نہیں کہا ہے ۔ نیشنل اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی سے چٹھی لکھ کر آپ اطلاع منگوا لیں کہ یہ بات انہوں نے کہی ہے یا نہیں کہی ہے مگر یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ Point of personal explanation ۔ جناب والا۔ انہوں نے میرے متعلق کہا ہے ۔ تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرونگا کہ 26-8-73 کا جو اخبار ہے اس میں واضح طور پر صاحبزادہ فاروق علی صاحب کی خبر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے کہا ہے ۔ This is factually wrong.

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ انھوں نے تردید نہیں کی ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ معزز رکن کو اخبار کا نام لینا چاہیے کہ کس اخبار میں خبر آئی ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب سپیکر ۔ ''نوائے وقت،، میں وہ خبر آئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری علی بہادر خان نے اپنی طرف سے ایک بات کہی ہے جس کے وہ خود شاھد ہیں ۔

He is making a very categorical and personal statement. I don't know how this contraversy has arisen.

چودھری بہادر علی خان ۔ جناب والا ۔ ''نوائے وقت،، میں یہ خبر آئی تھی ۔ دوسرے دن میں نے جناب صاحبزادہ فاروق علی صاحب سے پوچھا تھا کہ آپ نے یہ بیان دیا ہے کہ دس دن تک شجاع آباد کے لوگ بھوکے رہے ہیں ۔ تو انھوں نے بتایا کہ میں نے یہ بیان دیا ہے کہ دس دن وہ لوگ پانی میں گھرے رہے ہیں ۔ میں نے نہیں کہا کہ وہ بھوکے ہیں ۔ جناب والا ۔ حکومت نے اس علاقے میں تیس ہزار پونڈ خوراک ہیلی کاپٹر کے ذریعے گرائی ہے ۔ جناب والا ۔ میری یہ حیل سب سے بد قسمت تھی جس کا $\frac{3}{4}$ حصہ زیر آب آ گیا ۔ گو اب کافی جگہ پر سے پانی اتر گیا ہے لیکن پھر بھی بعض جگہ پر یعنی جلال پور کا جو علاقہ ہے وہاں اب بھی کئی جگہ پر پانی چل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس تحصیل کا $\frac{3}{4}$ حصہ زیر آب تھا اور تمام رسل و رسائل ختم ہوگئے تھے۔ لیکن اس کے بارے میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انتظامیہ نے یا حکومت نے اس علاقے میں کام نہیں کیا تو یہ بات بالکل غلط ہوگی ۔ کیونکہ میں وہاں خود دیکھتا رہا ہوں کہ چوبیس گھنٹے انتظامیہ ہمارے ساتھ رہی ہے اور ہمارے صوبائی وزراء بھی وہاں موقع پر پہنچے ہیں ۔ ملک مختار اعوان صاحب جب وہاں موقع پر پہنچے تو یہ سڑک پر کھڑے تھے کہ ان کے سامنے وہاں breach ہوا ۔ اتنا پانی آنے کے باوجود بھی یہ اس وقت ہمارے ساتھ رہے ۔ گورنر صاحب بھی وہاں موجود تھے ۔ ایک عرصہ تک وہ اوپر پرواز کرتے رہے ۔ وہ بہاولپور ڈویژن بھی گئے ۔ اگر کوئی

آدمی یہ کہے کہ بہاولپور ڈویژن کو انھوں نے neglect کیا ہے تو یہ قطعی طور پر غلط ہے ۔ وہ ایک عرصہ تک ملتان ٹھہرے ہیں ۔ وزراء کا جو حلف لیا گیا ہے وہ سیلاب ہی کی وجہ سے ملتان میں لیا گیا ہے ۔ ورنہ وہ صوبہ کے صدر مقام پر لے سکتے تھے ۔ صرف اس وجہ سے ملتان میں حلف لیا گیا کہ وہ صبح بہاولپور ڈویژن جاتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے ۔ بلکہ ایک دن تو ایسا ہوا کہ سات بجے واپس آئے اور کھانا کھانے کے بعد نو بجے پھر واپس خان پور تشریف لے گئے ۔ تو ان حالات میں یہ کہنا کہ حکومت نے غفلت کی ہے یہ قطعی طور پر غلط ہے ۔ یہ قدرتی آفت ہمارے اوپر آئی تھی جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا اور اس قدرتی آفت میں لوگوں کا جو حوصلہ تھا وہ بہت ہی بلند تھا ۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بڑا کام کیا ہے ۔ اس وقت تحصیل شجاع آباد کے سو دیہات زیر آب آئے ہیں ۔ کہ حکومت نے ہمیں ساٹھ ہزار روپے امداد کے طور پر دئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے اپنی تحصیل سے پیسہ اکٹھا کیا ہے اور وہاں حکومت کے پیسہ میں سے صرف چھ ہزار روپے کی رقم امدادی کام پر خرچ کی ہے ۔ اور باقی چون ہزار روپے کی رقم ابھی باقی ہے ۔ خوراک اور دوسرے جتنے مسئلے تھے سب اپنی مدد آپ کے تحت حل کئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ جو breaches تھے وہ بھی ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت بند کئے ہیں ۔ پچاس breaches ہم نے بند کئے ہیں اور ساٹھ ہزار مکعب فٹ نہروں کی مرمت کی ہے ۔ اس طرح سے محکمہ انہار کی بھی مدد کی گئی ہے ۔

جناب والا ۔ اب میرے علاقے کا ایک مطالبہ ہے ۔ وہ یہ کہ وہ بند جو کہ بہت سی جگہ پر ختم ہو چکے ہیں وہ دو قسم کے بند ہیں ۔ ایک زمیندارہ اور دوسرا سرکاری ۔ جو سرکاری بند ہے وہ بھی breach ہو گیا ہے اور جو زمیندارہ بند ہے وہ بھی مختلف جگہوں پر breach ہو چکا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اس زمیندارہ بند کو گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے اور اس بند کو بنائے ۔ وہ بند تقریباً بیس تیس میل لمبا ہے ۔ اگر وہ تمام بند گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں نہ لیا اور پھر آئندہ سال پانی آیا تو جو $\frac{1}{4}$ حصہ بچ گیا ہے وہ بھی شائد نہ بچ سکے ۔ تو ان حالات میں جناب کی وساطت سے وزیر متعلقہ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ فوری طور پر جو زمیندارہ بند ہے

اسے اپنی تحویل میں لے کر اس کی سرکاری طور پر تعمیر کرائے کیونکہ پبلک کی فصلیں اور سامان اتنا تباہ ہو چکا ہے کہ اب وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ دوبارہ اس بیس میل لمبے بند کو اپنی مدد آپ کے تحت بنا سکیں۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرونگا کہ پبلک ورکس پروگرام کے تحت جو رقم ہر ضلع میں دی گئی ہے وہ گورنمنٹ نے 50 فیصد کم کر دی ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ ہر ضلع میں reduce کرنی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ میرا علاقہ جو کہ پہلے ہی تباہ ہو گیا ہے اور بڑا پسماندہ ہے اور جو رقم اسے ملنی تھی وہ بھی 50 فیصد کم ہو جائے۔ جناب والا۔ چاہیے تو یہ کہ ہمارے بجٹ کے علاوہ ہمیں زائد رقم دیں اور جو علاقے سیلاب کی زد میں نہیں آئے ان سے اگر کاٹنا ہے تو کاٹیں۔ بہر حال باہر سے aid بھی آ رہی ہے۔ دوسری چیزیں اور چندے بھی لگائے گئے ہیں۔ تو اس کے باوجود ہمارا پروگرام 50 فیصد کٹ کر دیا گیا تو اس سے ہمارے علاقے پر بڑا اثر پڑے گا۔ تو یہ جو پروگرام ہے متاثرہ حصے کا نہ صرف یہ بحال رہے بلکہ متاثرہ حصے کے لوگوں کو جو سیلاب سے نقصان ہوا ہے وہ بھی دیا جائے۔

جناب والا۔ اس وقت بیج اور تقاوی کی بڑی ضرورت ہے۔ ٹریکٹروں کے لئے گورنمنٹ نے کہا تھا کہ ہم ٹریکٹر دینگے مگر ابھی تک ٹریکٹر یا تقاوی نہیں پہنچی ہے۔ سنا ہے کہ ٹریکٹر آ گئے ہیں۔ وہ فوری اگر پہنچ جائیں تو اس سے بھی بہت سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ سیلاب کا جتنا اثر شجاع آباد پر پڑا ہے جیسے ہی دوسرے علاقے effect ہوئے ہیں۔ لیکن میں دوبارہ عرض کرونگا کہ پیپلز ورکس پروگرام reduce نہ کیا جائے اور اس کی extra مدد دی جائے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ تقسیم پر اعتراض کیا ہے۔ تقسیم ایک پارٹی کرے یا نہ کرے۔ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ گورنمنٹ کی واضح ہدایات پہنچ چکی ہیں کہ ہر موضع میں ایک ریلیف کمیٹی قائم ہوگی۔ اس سلسلے میں ایک سرکاری سرکلر جا چکا ہے۔ اور اس ریلیف کمیٹی میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ اس میں

پیپلز پارٹی کے آدمی ہوں بلکہ وہ معززین ہونگے جن کو وہاں کے لوگ ایماندار سمجھتے ہیں ۔ جو آدمی کارکن ہیں ان سب کو اس کمیٹی میں شامل کیا گیا ہے ۔ چنانچہ اس سرکار کے تحت ہر موضع میں ریلیف کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں جو کہ امدادی سامان کی دیکھ بھال کر رہی ہیں اور وہاں کے دوسرے جو مسائل ہیں ان کو بھی حل کر رہی ہیں ۔ لہذا اس صورت میں یہ کہنا کہ صرف ایک پارٹی تقسیم کر رہی ہے ۔ کسی ایک پارٹی نے دیکھا دیکھی کام کیا ہے ۔ یہ جناب ۔ بالکل غلط ہے ۔ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے شروع سے جونہی سیلاب آیا ہے تمام دن رات ایک کر دئے ہیں ۔ اور یہ کہنا کہ انہوں نے دوسری پارٹیوں کی دیکھا دیکھی کام شروع کیا ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ دوسری پارٹیاں پیپلز پارٹی کو دیکھ کر میدان میں آئی ہیں کہ پیپلز پارٹی کام کر رہی ہے ہم بھی کم از کم اپنی حاضری تو لگوا لیں ۔ ورنہ انہوں نے سیلاب میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں لی ۔ لہذا ان کا یہ فرض تھا کہ یہ ایک اجتماعی مسئلہ تھا اور سب کو مل جل کر کام کرنا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے پہلے اس ایوان کا محاسبہ کرتے ہوئے اس بات پر اظہار کرنا ہے کہ اس اہم ترین موضوع پر اظہار خیال کے لیے آج یہ وقت متعین کیا گیا تھا ۔ لیکن ہمارے اراکین جو عوام کی نمائندگی کے دعویدار ہیں خود آج اس ایوان سے بیشتر غیر حاضر ہیں ۔ یہ کس طرح سے بھی ان کی عوامی نمائندگی کے لئے قابل رشک نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ۔ آج جب کہ ہم تاریخ کے بد ترین سیلاب اور اس سے پیدا شدہ خوفناک صورت حال پر بحث کر رہے ہیں میری آنکھیں شدت غم سے پرنم ہیں کیونکہ بہت سے ایسے افراد ۔ ایسے معصوم افراد اس سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں جنہوں نے اس ملک کے لیے عظیم تر خدمات انجام دی ہیں ۔ ہمارے دل آج ملول اور پژ مردہ ہیں کیونکہ لاکھوں افراد اب بھی کھلے آسمان تلے بے سہارا اور بے گھر حکومت کی امداد کے منتظر ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ سیلاب اس ربع صدی کا ایک عظیم المیہ ہے جس نے ہمارے

تمدنی نظام کو ہی تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ ہماری زراعت و معیشت کی پوری کائنات کو تہہ و بالا کر دیا ہے۔

ہمراہ سراشک خونیں کے آنکھوں سے جگر بھی ٹپکا ہے
تارے تو ہمیشہ ٹوٹتے تھے ابکے مہہ کامل ٹوٹ گیا

جناب سپیکر۔ پنجاب بلاشبہ پانیوں کی سر زمین ہے اور پانچ دریاؤں کی گزر گاہ! اس سر زمین نے بے شمار طغیانیوں کے وار سہے ہیں اور پانی کی سرکشی کے مظاہرے دیکھے ہیں۔ لیکن اب کے ان آنکھوں نے جو سیلاب بلا دیکھا ہے اس نے پنجاب کو سیلاب کا ہم معنی کر دیا ہے۔ سیلاب کی اس ہمہ گیری نے صوبہ پنجاب کو صوبہ سیلاب کا نام دے دیا ہے۔ پنجاب، سر سبز و شاداب پنجاب، خوشحال و آباد پنجاب، قریہ در قریہ شہر در شہر ویرانیوں کے اندھیروں میں گرفتار ہے۔ اور ایسے المناک منظر پیش کر رہا ہے جنہیں چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جناب والا۔ اس آفت ارضی کے نتیجے میں تباہی متاثرہ علاقوں میں کو بہ کو سایہ فگن ہے مصائب و آلام کے سائے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں، انسانیت کراہ رہی ہے اور معیشت و معاشرت کے تانے بانے بکھر کر رہ گئے ہیں۔ آج اس سیلاب پر بحث کرتے ہوئے ان تمام عوامل اور محرکات کا جائزہ لینا ہے جنہوں نے اس سیلاب کو خوفناک صورت دی تھی۔ جناب والا۔ الفاظ ان ویرانیوں کی تصویر کشی نہیں کر سکتے۔ جو دس ہزار زیر آب دیہات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ الفاظ ان بے بس انسانوں کی چیخوں کو صدا بند نہیں کر سکتے جو ڈوبتے وقت فضاؤں میں گونجتی رہیں۔ جناب والا۔ الفاظ ان بے بس اور معصوم بلکتے ہوئے بچوں کی آوازوں کو نہیں دھرا سکتے۔ جنہوں نے بھوک اور بیماری سے تڑپ تڑپ کر جانیں دے دیں۔ اور جناب والا۔ الفاظ ان 80 لاکھ افراد کے دکھوں کا مداوا نہیں بن سکتے جو سیلاب سے متاثر ہو کر بے آسرا اور بے یقین زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جناب والا۔ سیلاب کے نقصانات بے پناہ ہیں۔ ان کا ابھی صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ ابھی وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ پنجاب کا تین ارب کا نقصان ہوا ہے۔ ایک کروڑ کے قریب رقبہ زیر آب آ

گیا ہے ۔ 80 لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں ۔ 5 لاکھ مکانات منہدم ہو گئے ہیں ۔ اور صنعتی شعبے کو اڑھائی کروڑ کے نقصانات پہنچے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ عظیم سیلاب ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے ۔ بہت سے لوگ مذہبی اعتقاد کی روشنی میں بارش کو خدائی فہمائش اور سیلاب کو خدائی عذاب قرار دے رہے ہیں جو ہماری بے راہ روی اور حکمرانوں کی بے اعمالیوں نے ہم پر مسلط کیا ہے ۔ بعض لوگ اس سیلاب کو ماضی اور حال کی حکومتوں کی نا اہلی کا شاخسانہ قرار دے رہے ہیں جس کے باعث پورے پنجاب نے ایک ہولناک تباہی کی صورت اختیار کر لی ہے ۔ جناب والا ۔ ہماری کوتاہ بینی ۔ مجرمانہ غفلت ۔ اور عاقبت نا اندیشی کے یہ شرمناک مظاہر تاریخ میں معاف نہیں کئے جا سکتے ۔ جناب والا ۔ متذکرہ دونوں رد عمل غلط نہیں ہیں ۔ کیونکہ ہمارا دینی عمل اور قومی کردار اس نقطہ زوال پر پہنچ گیا ہے جہاں قومی سطح پر یہ خدائی عذاب ہمارا مقدر تھا اور عدم منصوبہ بندی نا اہلی اور نا تجربہ کاری اس نقطۂ انحطاط پر نظر آتی ہے جہاں یہ تباہی نا گزیر تھی ۔ جناب والا ۔ قوم موجودہ حکومت پر فرد جرم عائد کرتی ہے اگر ماضی کی حکومتوں نے کوتاہی کی تھی تو اس نے عوامی نمائندگی اور عوام کی ہمدردی کے باوجود وہ منصوبے کیوں اختیار نہیں کئے جن کے ذریعہ سیلاب کی ان تباہ کاریوں کو روکا جا سکتا ۔ قوم پوچھنا چاہتی ہے کہ سیلاب کے مقابلے کے لیے 1955ء کے بعد عوام کو بر وقت سیلاب کی اطلاع دینے او امداد پہنچانے کے جو انتظامات تجویز کئے تھے وہ طاق نسیاں کی زینت کیوں بنا دئے گئے ۔ سیلاب کمیشن کی رپورٹیں کیوں سرد خانے کی نذر کر دی گئیں ۔ متعلقہ سیلابی ادارے کس خواب خرگوش میں پڑے رہے ۔ شاید بارشوں اور دریائی طغیانی کی اطلاعات حکومت نے صورت حال کے مقابلے کے لیے پہلے سے کیوں حاصل نہیں کیں اور اگر حاصل تھیں تو ان پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا ۔ اور بین الاقوامی اور بین المملکتی موسمی پیشینگوئیوں کے باوجود احتیاطی تدابیر کا پروگرام کیوں نہیں بنایا گیا ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت کو اس کا علم نہیں تھا ۔ وزیر اعظم بھٹو نے اعتراف کیا ہے کہ چار ماہ پہلے انہیں اس سیلاب کا علم تھا لیکن وہ بے بس تھے ۔ ابھی ابھی ڈاکٹر عبد الخالق صاحب نے بھی کہا ہے کہ انہیں اس سیلاب کے خدشے کا بہت پہلے سے اندازہ تھا ۔ ایسی صورت میں یہ جرم اور بھی زیادہ سنگین

ہو جاتا ہے کہ ان خدشوں کا قبل از وقت انکشاف ہونے کے باوجود انہوں نے نہ صرف بر وقت صحیح منصوبہ بندی سے گریز کیا بلکہ مجرمانہ غفلت برتی جس کے خمیازے میں پوری قوم کو ایک عظیم عذاب اور ایک قیامت صغریٰ سے دو چار ہونا پڑا ۔

جناب سپیکر ۔ جامع منصوبہ بندی کر کے اگر پورے صوبے میں احتیاطی تدابیر اختیار کر لی جاتیں تو ہماری اس تباہی کی یہ روداد بہت مختصر ہوتی ۔ اگر نہروں اور ہیڈ ورکس سے ریت نکالنے کا منصوبہ بنا لیا جاتا شکستہ حفاظتی بندوں کو مضبوط بنا دیا جاتا ۔ نشیبی علاقوں کی پہلے سے نشان دہی کر دی جاتی عوام کو قبل از وقت مختلف خطرات سے مطلع کر دیا جاتا اور ناگہانی آفت کے مقابلے کے لیے تیاری کر لی جاتی تو قوم اس ناگہانی عذاب میں مبتلا نہ ہوتی ۔ جناب والا ۔ قوم آج جاننا چاہتی ہے کہ یہ حکومت جس نے عوام سے خوشحالی اور ترقی کے وعدے کئے تھے اس نے اس کا مستقبل تابناک بنانا تو کجا اس کا حال بھی تاریک کر دیا ہے ۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ سیلاب کا سد باب فوری طور پر ممکن نہیں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سیلاب کی تباہی کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کئے جا سکتے ہیں اور حکمرانوں کی بے تدبیری نا اہلی اور خود غرضی نے ہماری غیر معمولی تباہی کا یہ عظیم الیہ ترتیب دیا ہے ۔ جناب والا ۔ بہاولپور ڈویژن سیلاب سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے بہاولپور ڈویژن جو ہمیشہ سے حق تلفیوں اور نا انصافیوں کا شکار رہا ہے ایک دفعہ پھر ان محرومیوں سے دو چار ہو گیا ہے ۔ یہ بات میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ سیلاب کے انچارج وزیر ممتاز کاہلوں صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ بہاولپور کی تباہی صوبہ پنجاب کے تمام علاقوں میں سب سے زیادہ ہے ۔ جس میں بعض حکمرانوں کی سیاست گردی ، کوتاہ عقلی ، خود غرضی اور شقی القلبی کو دخل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میں الزام لگاتا ہوں اور نہایت ذمہ داری سے الزام لگاتا ہوں کہ بہاولپور کے علاقے ڈوبے نہیں ہیں ان کو ڈبویا گیا ہے ۔ میں انکشاف کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے باقاعدہ اخبار نویسوں اور معزز حضرات کی عینی شہادتیں موجود ہیں کہ ایک بادشاہ سے زیادہ وفادار وزیر با تدبیر کو پنجند ہیڈ ورکس کا انچارج بنایا گیا ۔ اور مظفر گڑھ کے پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کو انتظامیہ پر مسلط کر کے غلط

فیصلے کرائے گئے ۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ تاریخ کا سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ فنی امور سے نابلد افراد کو ہیڈ ورکس کے ریگولیشن کے فرائض انجام دینے کے لیے متعین کیا گیا۔ پنجند میں آٹھ لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی گزرا لیکن ہمارے لاہور کے حکام بالا نے صرف یہ اطلاع فراہم کی تھی کہ ساڑھے پانچ لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی نہیں گذرے گا۔ میں آپ کی خدمت میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ پنجند کے کئی درے مٹی اور ریت سے اٹے ہوئے پڑے رہے اور ان سے بر وقت پانی نہ گزر سکا۔ اس کے نتیجے میں پانی کا پریشر دوسری طرف پڑتا چلا گیا ۔ یہ حقائق اور واقعات ہیں کہ پنجند کے دائیں بند میں ہمیشہ شگاف ڈالا جاتا رہا اور آج ڈاکٹر عبد الخالق صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ محکمے نے بھی اسی طرف شگاف ڈالنے کے لیے ڈائنامیٹ بھی نصب کر دیا تھا لیکن ان متعلقہ نا بلد افراد نے دھمکی دی کہ اگر دائیں مارجینل بند کو توڑا گیا تو حکام کا سر توڑ دیا جائیگا ۔ یہ وہ دھمکی تھی ۔ جس نے دائیں طرف مارجینل بند کو توڑنے میں مجرمانہ تاخیر کرائی بالاخر وہ ڈالنا میٹ بائیں بند کی طرف منتقل کر کے اس میں شگاف ڈال دئے گئے ۔ وہ بایاں بند جس کو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب مضبوط ترین بند کہتے ہیں کسی صورت نہیں ٹوٹ سکتا تھا اگر اسے ڈالنا میٹ سے نہ اڑایا جاتا ۔

جناب والا ۔ دایاں مارجینل بند فطرت کی اپنی سرکشی سے ٹوٹا ہے انہوں نے نہیں توڑا ۔ اگر اسے بر وقت توڑ دیا جاتا تو علی پور کا ایک غیر آباد علاقہ اس کی زد میں ضرور آتا لیکن پھر آگے چل کر ایک قطری راستے سے یہ پانی دریا میں مدغم ہو سکتا تھا اور وہ قیامت جس کے نتیجے میں بہاولپور اور رحیم یار خان تباہ و برباد ہو گئے ہیں ہم پر نہ گذرتی ، ہمیں اس کا سامنا نہ کرنا پڑتا !

جناب والا ۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا بہت جلد وقت فیصلہ کریگا اور ان مجرموں کو سزائیں دیگا جنہوں نے اس عظیم کوتاہی مجرمانہ

غفلت اور دانستہ قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے ۔ جناب والا ۔ بائیں بند میں ایک شگاف نہیں پڑا دس (10) شگاف پڑے ۔ اس مضبوط ترین بند میں دس شگاف ڈالے گئے اور ان دس شگافوں سے پانی کا ایک دریا بہہ نکلا جس نے اوچ شریف ۔ چنی گوٹھ ۔ فیروزہ ۔ الہ آباد اور لیاقت پور کو تباہ کر کے خانپور جیسے ایک تاریخی شہر کو غرق کر دیا ۔ جناب والا ۔ یہ شہادتیں ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے رپورٹر ہی کی نہیں ریڈیو پاکستان کے نمائندے کی بھی موجود ہیں کہ اگر بر وقت بعض مقامات سے بند کاٹ دئے جاتے تو خانپور کو تباہی سے بچایا جا سکتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف چونکہ بہت کم ارکان بحث میں حصہ لے رہے ہیں اس لئے مجھے کچھ زیادہ وقت دے دیا جائے تاکہ میں اپنی بات مکمل کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو شائد اندازہ نہیں کہ آپ 19 منٹ بول چکے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ایک اجتماعی صورت حال پر بحث کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بر صغیر کی معروف تاریخ میں موہنجو داڑو کے بعد خانپور اور جھنگ کی تباہی اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے مثال ہے ۔ جب خانپور میں پانی داخل ہوا تو متعلقہ وزیر اور حکام کی بے خبری کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے رات کے دس بجے ایک تردید جاری کی ۔ ایک ہینڈ آؤٹ جاری کیا کہ خانپور کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور افواہوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے ۔ لیکن لوگوں نے دیکھا کہ جب یہ تردید ریڈیو پاکستان سے صبح بار بار نشر ہو رہی

تھی تو خانپور 16 فٹ سے لیکر 30 فٹ تک پانی میں غرق تھا اور لوگ سراسیمگی اور پریشانی کے عالم میں سٹیشن کی طرف بھاگ رہے تھے ۔ یہ عوام ہی کا غیض و غضب تھا جس کے نتیجے میں وزیر اعظم نے خانپور کے سٹیشن پر قصور وار افراد کو معطل کرنے کا اعلان کیا ۔ جناب والا ۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر یہ قصور سر زد نہ ہوا ہوتا تو ان افسران کی معطلی کسی صورت میں وزیر اعظم کی سطح پر نہیں ہو سکتی تھی ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی گزارش کرنی چاہوں گا کہ اگر بہاولپور کی تباہی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ بہاولپور ڈویژن کے ایک ہزار سے زائد گاؤں ڈوب گئے ۔ دس لاکھ افراد بے گھر ہوئے ۔ چھ لاکھ ایکڑ رقبے پر فصلیں تباہ ہو گئیں ۔ 75200 مکانات منہدم ہو گئے اور گیارہ سو ٹیوب ویل ڈوب کر ناکارہ ہو گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ بہاولپور ڈویژن کی تباہی صرف دیہات تک محدود نہیں ہے بلکہ شہر کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے جہاں پر اس سیلاب سے بھی پہلے ایک قیامت خیز بارش نے صرف شہر بہاولپور میں سرکاری اندازے کے مطابق آٹھ سے دس ہزار مکانات منہدم کر دئے ۔ سمہ سٹہ میں دو ہزار مکانات زمین بوس ہوئے اور احمد پور شرقیہ میں چار ہزار سے پانچ ہزار کے درمیان مکانات مسمار ہوئے ۔ یہ مکانات بارش نے مسمار کئے اور اس سلسلے میں جناب عبد الخالق صاحب نے متعلقہ وزیر کی حیثیت سے یقین دلایا تھا کہ Money is no problem ۔ آپ جتنا پیسہ کہیں گے آپ کو دیا جائے گا ۔ لیکن آج تک بہاولپور شہر کے کسی ایک باشندے کو بھی مکانات کے سلسلے میں ایک پیسہ کی امداد بھی نہیں پہنچائی جا سکی اور وہ لوگ ابھی تک اپنے مکانات کے کھنڈرات میں ۔ کیمپوں میں اور کھلے آسمان تلے حکومت کی امداد کے منتظر ہیں ۔ جناب والا ۔ بہاولپور پہلے سے مایوسیوں کا شکار

ہے اور انہی مایوسیوں نے ان کو صوبائی بحالی کے مطالبے پر مجبور کیا تھا۔ اور آج ایک دفعہ پھر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اگر بہاولپور ایک الگ انتظامی یونٹ ہوتا تو ان کو اس تباہی سے کبھی دو چار نہ ہونا پڑتا۔

جناب والا۔ بہاولپور والوں کے کشکول میں اس وقت وعدوں کے باسی پھولوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے جب کہ اس کے بعد متاثر ہونے والے علاقوں کی جھولیاں بھر دی گئی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ تفاوت یہ امتیاز کب تک بہاولپور کے ساتھ روا رکھا جائیگا اور بہاولپور کی وہ کونسی خطا ہے جس کی سزا اسے مسلسل ملتی رہیگی۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

جناب سپیکر۔ میں اس موقع پر اس بات کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں کہ وزیر اعظم۔ گورنر اور مرکزی اور صوبائی وزراء نے مختلف متاثرہ علاقوں میں تاخیر کے ساتھ ہی سہی، ہوا کے دوش پر ہی سہی، دورے کیے اور لوگوں سے ان کی ضروریات، ان کی مشکلات اور ان کے حالات معلوم کئے لیکن عملاً ابھی تک بہاولپور کی حد تک ان حالات اور واقعات اور مطالبات کے نتیجے میں کوئی بڑا عملی مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ ہم اس موقع پر آرمی کی عظیم تر خدمات پر بھی حزب اختلاف کی طرف سے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں انہوں نے واقعی شب و روز محنت کر کے ایک عظیم تباہی کا مقابلہ بھی نہیں کیا بلکہ انسانیت کی عظیم ترین خدمات انجام دی ہیں۔

جناب والا۔ یہ دور اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم جماعتی اور سیاسی گروہ بندی سے بالا تر ہو کر ایک قومی احساس کے ساتھ قومی درد کے ساتھ ایسی جامع منصوبہ بندی کریں جس سے ایک علاقہ ہی نہیں بلکہ پورا صوبہ استفادہ کر

کے ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے ۔ اسے سیاسی منفعت کے لیے استعمال کرنے سے ، ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور دوسرے ذرائع ابلاغ کو ایک پارٹی کے لیے مختص کر دینے سے لوگوں میں مختلف قسم کے احساسات جنم لیتے ہیں اور ان سے قومی سطح پر اجتماعی کام متاثر ہوتا ہے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ محفوظات جو یہ کہتے ہیں کہ ہم حزب اختلاف کو اپنا ایک حصہ سمجھتے ہیں انہوں نے یہ تک نہیں کیا کہ حزب اختلاف کے ارکان کو اس سیلاب کی صورت میں کوئی سواری فراہم کی جاتی ۔ نہ صرف ارکان کو بلکہ حزب اختلاف کے قائد کو اس کی درخواست کے باوجود اس کے علاقہ انتخاب تک میں جانے کی سہولت نہیں دی گئی جبکہ یہ تمام وزراء اور معمولی معمولی افسر بھی ہیلی کاپٹر لیے پھرتے رہے ۔ یہ لوگ جب دعویٰ کرتے ہیں تو انہیں اس کا عملی مظاہرہ بھی کرنا چاہیے ورنہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف نعروں سے صرف وعدوں سے تمام قوم کو اپنے ساتھ لے کر ایک قومی کام کے لیے تیار نہیں کیا جا سکتا ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں چند تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ تجاویز اس سے پہلے بعض دوستوں نے بڑی تفصیل سے بیان کی ہیں ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کرونگا کہ جتنی غیر ملکی امداد ملک کو میسر آ رہی ہے اس کی تفصیلات فوری طور پر روزانہ شائع کی جائیں تا کہ لوگوں کو پتا چل سکے کہ مختلف صوبوں کے مختلف علاقوں کو اس میں سے کتنا حصہ ملا ہے ۔ اسی طرح سے عطیات جماعتی سطح سے بلند ہو کر جمع کیے جائیں اور اس میں کسی جماعت اور کسی گروہ کی کوئی بالا دستی قائم نہ ہو ۔ ورنہ لوگ اب اعتماد کرنا چھوڑ رہے ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں دستکش ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے بحالی کا کام فوری طور پر تمام علاقوں میں یکساں طور پر شروع کیا جانا چاہیے تا کہ مختلف علاقوں کے درمیان مختلف قسم کے جذبات

جنم لے لیں ۔ اسی طرح سے ان عطیات کی تقسیم بھی تمام متاثرہ علاقوں میں بیک وقت کی جانی چاہیے تا کہ کسی علاقے کو محرومی کا احساس نہ ہو ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ وزیر اعظم کے فنڈ میں سے تین چوتھائی حصہ پنجاب کے لیے مختص کیا جائے کیونکہ پنجاب کی تباہی کا تناسب پورے ملک میں سب سے زیادہ ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ مالیے اور آبیانے کے ساتھ ہاؤس ٹیکس بھی معاف کئے جائیں کیونکہ متاثرہ علاقوں میں اتنے مکانات منہدم ہوئے ہیں اور اتنے شکستہ ہو چکے ہیں کہ فوری طور پر ہاؤس ٹیکس ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ۔ اسی طرح زرعی اور صنعتی قرضوں کی وصولی بھی ملتوی کی جانی چاہیے تا کہ اپنے بچے ہوئے سرمایے سے اپنی معیشت اور تجارت کو مستحکم کر سکیں ۔ اسی طرح سے دیہات کی بحالی کا کام شروع ہو رہا ہے اور بہت سے دیہات از سر نو جنم لے رہے ہیں تو انہیں جدید طریقوں کے مطابق آباد کرنا چاہیے اور وہاں سڑکوں اور پانی کے نکاس کا پہلے سے اہتمام کر لینا چاہیے ۔ اسی طرح سے کوشش ہونی چاہیے کہ ہر متاثرہ گاؤں میں ایک ایسی بلند جگہ بنائی جائے جہاں پر ایسی آفت کے موقع پر نہ صرف لوگ پناہ لے سکیں بلکہ اس کو عیدگاہ کے طور پر بھی استعمال کر سکیں ۔ یہ تجویز ہم کو آئندہ خطرات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھ سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے شہر اور دیہات میں خورک کی صورت حال بہتر بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ دیہات میں جو بچا کھچا گندم اور آٹا تھا وہ بہہ گیا ہے ۔ اس طرح سے گھی بہاول پور میں پہلے ایک سیر فی کنبہ مل رہا تھا اور اب ان کی بد قسمتی کے باعث اس کو آدھ سیر کر دیا گیا ہے ۔ اسی طرح سے آٹے کا راشن بھی پہلے کے مقابلے میں نصف ہو گیا ہے ۔ وہ تو توقع کر رہے تھے کہ انہیں کچھ زیادہ امداد ملے گی ، انہیں کچھ ترجیح دی جائیگی ، لیکن انہیں مساوی حق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں آخر میں دو تجاویز اور رکھنا چاہتا ہوں ۔ عارتی سامان سستے داموں فراہم کرنے پر فوری توجہ دی جانی چاہیے ۔ کیونکہ نہ تو اینٹیں دستیاب ہیں ، اگر ہیں تو بے حد گراں ہیں اور نہ ہی سیمنٹ اور بجری دستیاب ہے ۔ اسی طرح بلا تاخیر تقاوی قرضوں کا اجرا ہونا چاہیے ۔ کیونکہ فیصلے تو کوئٹہ میں بہت پہلے ہو گئے تھے مگر ابھی تک ہمیں وہ رقم مرکز سے نہیں مل سکی ۔ اس طرح سے بیج اور کھاد کی سپلائی کے ساتھ بجائی کے لیے فوری طور پر غیر معمولی سطح پر اقدامات عمل میں لائے جانے چاہییں ۔

جناب والا ۔ سیلاب کا مقابلہ عزم و ہمت کے سیلاب ہی سے کیا جا سکتا ہے ۔ تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جب ان سیلابوں کا مقابلہ زندہ قوموں نے عزم و ہمت کی بے پناہی سے کیا ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی اگر ہم ایمانداری ۔ اخلاص اور ایثار کے ساتھ جماعتی اور سیاسی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر قومی کام کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ قوم آج بھی معجزے کر سکتی ہے اور یہ ملک آج بھی ترقی و خوش حالی کی نئی منزلوں کو چھو سکتا ہے شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبد الخالق صاحب وزیر آبپاشی سیلاب بھی کے سلسلے میں ایک بہت اہم کام پر آج جا رہے ہیں اور یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کل لوٹ سکیں گے یا نہیں ۔ اس لیے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اپنے کچھ خیالات کا اظہار کرنا مناسب سمجھتے ہوں تو کر لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ وزیر اعلیٰ صاحب فرما رہے تھے کہ وہ بھی اس میں حصہ لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کل ہو جائے گا ۔ ابھی تو کل کا پورا دن پڑا ہوا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیونکہ انھوں نے تو محض حقائق بتانے ہیں ،

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ میں ایک وضاحت لینی چاہتا ہوں ۔ کل جب وہ یہاں سے تشریف لے جائیں گے تو چیف منسٹر صاحب پھر ان کی عدم موجودگی میں یہاں تشریف رکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے تو کہا ہے کہ وہ جواب بھی دیں گے ۔ مگر میں نے وزیر آبپاشی کو پابند کیا تھا کہ آپ نے جوابی تقریر کا حق استعمال کرنا ہے ۔ کیونکہ یہ بڑی اہمیت کی حامل بحث ہو رہی ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب سپیکر ۔ وہ بہت ہی ضروری کام ہوگا ، جس کے لیے یہ تشریف لے جا رہے ہیں ۔ لیکن میں جناب کی وساطت سے نہایت مؤدبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایسے تو اندھے کے آگے رونا پھر اپنی آنکھوں کا نقصان ہوگا ۔ وزراء کی بنچیں سب خالی ہوتی ہیں ۔ جب کوئی سننے والا ہی نہ ہوگا تو پھر ہم کس کو سنائیں گے ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ کل ہم نے تقریریں کرنی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل دو تقریریں ہوں گی ۔ ایک محمد نواز صاحب کی اور ایک حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کل اپوزیشن کے بارے کافی سپیکر ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کل مجھے بھی تقریر کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے علامہ صاحب بھی کہہ گئے ہیں ، آپ نے بھی اب کہا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میرا نام تو سب سے اوپر لسٹ پر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام تو ابھی میرے پاس آیا نہیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔

وزیر تعلیم و آبپاشی - جناب والا - رحیم یار خان اور بہاولپور کے اضلاع میں کھیتوں میں پانی بہت کھڑا ہے - وہاں خریف کی فصل تو تباہ ہو چکی ہے اور اگر پانی جلدی نکالنے کا بندوبست نہ کیا گیا تو ربیع کی بجائی بھی جلد نہیں ہو سکے گی - اسی سلسلے میں میں ابھی جا رہا ہوں ۔

آج ہی جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان میں مثلاً ایک تو جھنگ کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اگر تربیلا کا رائٹ مارجنل بند کاٹ دیا جاتا تو جھنگ شہر بچ جاتا - یہ وہ شخص کہہ سکتا ہے جس کو معلوم نہیں کہ بند کہاں ہے اور کون سا بند کس کے ساتھ continuous ہے کیونکہ جو بند ٹوٹا ہے ، یعنی لھڈ ماہلا ، وہ رواز برج کے ساتھ continuous ہے - لیکن تربیلا کے جو دونوں بند ہیں ان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں - نتیجہ یہ کہ تربیلا پر جتنا دباؤ ہوگا اس کا ٹھٹہ ماہلا کے ٹوٹنے سے کوئی تعلق نہیں -

دوسری بات جناب والا - یہ ہے کہ یہ جتنے مارجنل بند بنائے جاتے ہیں یہ دریا کو ہیڈ ورکس کے اندر رکھنے کے لیے بنائے جاتے ہیں - اور جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ہیڈ ورکس کو بچانے کے لیے توڑا جاتا ہے اور اس کے لیے وہاں ایک کتاب ہوتی ہے ، ہر ہیڈ ورکس پر جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر اتنے کیوسک آ جائیں تو فلاں بند کو توڑ دیں - تربیلا کے رائٹ مارجنل بند کے لیے یہ ہدایت ہے کہ اگر چھ لاکھ پینتالیس ہزار سے زیادہ پانی وہاں آئے تو اسے توڑ دیا جائے - نتیجہ یہ کہ ایسا ہی کیا گیا اور رائٹ مارجنل بند کو اس وقت توڑا گیا جب اس capacity سے پانی زیادہ بڑھ گیا - اب یہ کہا گیا کہ اس کو پہلے توڑ دیا جاتا - ایک تو اس کے پہلے توڑنے سے بھی جھنگ کے لھڈ ماہلا بند کو کوئی بچت نہیں ہو سکتی تھی - وہ اس سے بالکل الگ بات ہے - دوسرے جو یہ کہا گیا کہ وہاں کسی کی مل تھی اور اس کو بچانے کے لیے یہ توڑا گیا ، یہ تو

قطعاً غلط بات ہے ۔ وہاں جھنگ میں ہم نے انجینرز اور ایکسپرٹس سے پوچھ کر اس کا اعلان کر دیا تھا ۔ اس لیے کسی ممبر کو اس میں ملوث کرنا نیک نیتی پر مبنی نہیں ۔

پھر جناب ٹریکٹروں کی کل تعداد پوچھی گئی تھی ۔ کل ٹریکٹر 1240 ہیں ۔ پنجاب کو 780 ، سندھ کو 350 ، این ڈبلیو ایف پی کو 60 اور بلوچستان کو 50 ملے ہیں ۔ اس کے بعد جو زیادہ بحث کا مسئلہ ہے کل بھی اس پر نہایت confusing طریقے سے بحث ہوگی ۔ بات اصل میں یہ ہے کہ پنج ند کے لیفٹ مارجنل بند کے ٹوٹنے سے جو نقصان ہوا ہے کوئی شخص بھی اس کو پسند نہیں کرتا اور میں سمجھتا ہوں کہ بہاول پور میں وہ ہوتا یا کسی اور جگہ میں ، وہ ہمارے ملک کے لیے اور ہمارے صوبے کے لیے نقصان ہے ۔ لیکن یہ بات کہ میری وضاحت کے بعد بھی اگر کہا جائے کہ رائٹ مارجنل بند کو اس لیے نہ توڑا گیا کیونکہ اس طرف ضلع مظفر گڑھ لگتا تھا ، اس لیے کہ اس طرف ایک وزیر صاحب بیٹھے تھے اور انھوں نے کہا کہ یہ رائٹ مارجنل بند مت توڑو ، یہ بالکل غلط بیانی پر مبنی ہے ۔ بند پر ، ہیڈ ورکس پر ایک باقاعدہ لکھی ہوئی مینول ہوتی ہے کہ جب اتنا پانی آ جائے تو فلاں بند کو توڑو ، اس کو توڑنے کے لیے fuse لگائے گئے لیکن اتنا پانی پہنچنے سے پہلے ہی وہ بند خود بخود ٹوٹ گیا ۔ فاضل رکن تابش الوری صاحب کی اتنی بات بالکل ٹھیک ہے کہ اگر رائٹ مارجنل بند کو توڑ دیا جاتا ، یا جس طرح وہ خود ٹوٹ گیا ، تو اس سے زیادہ آبادی کو نقصان بھی نہ پہنچتا تھا اور وہ پانی پھر دریا میں واپس آ جاتا تھا ۔ یہ بالکل درست ہے لیکن بائیں بند کے متعلق اگر بار بار یہ کہا جائے کہ اس کو توڑا گیا ، اس میں دس شگاف ڈالے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی غلط بیانی ہے اس قسم کی اور جب بتا دیا جائے کہ آٹھ لاکھ کیوسک پانی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ہائی کورٹ کے جج کی نگرانی میں تحقیقات کے لیے ہم تیار ہیں ۔

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ اور جب بتایا جاتا ہے کہ 8 لاکھ 12 ہزار کیوسک وہاں پانی آیا تو پانی نے خود ہی بند توڑ دیا۔ حالانکہ وہ اتنا مضبوط بند تھا کہ اس کے ٹوٹنے کا شائبہ تک نہیں تھا اور پھر اس کے بعد یہ کہا جائے کہ بہاولپور کو ڈبویا گیا اور بہاولپور میں بحالی کا کام ابھی نہیں ہوا ۔ بحالی کا کام ابھی تو کہیں پر بھی جناب والا شروع نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker : Time is extended by another 10 minutes.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیونکہ جناب ڈاکٹر صاحب کل نہیں ہوں گے حالانکہ انہیں رہنا چاہیے تھا ۔ لیکن پھر بھی میں اس سلسلے میں دخل نہیں دے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا پروگرام اس مسئلہ سے بھی زیادہ اہم ہو لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب والا ۔ کہ جب اعتراض باوثوق طریقے پر کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ہمارے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ بند کو توڑا گیا ہے تو کیا وہ تیار ہیں کہ بجائے زبانی اس کی تردید کرنے کے اس کی باقاعدہ ہائی کورٹ کے ایک جج کی نگرانی میں تحقیقات کرائیں ۔ تاکہ پتہ لگے کہ اتنے لاکھ آدمی کو ڈبویا گیا ہے یا ڈوبے ہیں ۔

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ اس کے متعلق لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کر کے ہی میں جواب دے سکتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ گورنر صاحب نے اعلان کیا ہے کہ ہم کمیشن بنائیں گے لیکن ابھی تک نہیں بنایا گیا ۔

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ یہ بات نہیں تھی اس پر محکمانہ انکوائری ہونا تھی اور میں نے خود اکثر جگہوں پر جا کر یہ facts معلوم کئے ہیں ۔ لیکن یہ

کہنا کہ اس کو کاٹا گیا ہے خاص کر left maginal بند کو یہ عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کیونکہ وہاں پر آگے دریا کا بیڈ ہے ۔ جناب والا ۔ اگر کوئی انجینئر جس کو معلوم ہو کہ پنج ند ہیڈ ورکس سے پہلے یہاں پانی بہتا تھا اور اس بند کو اگر میں نے توڑ دیا تو یہ پانی تو سندھ میں جا پہنچے گا تو کس طرح اس کو توڑا جا سکتا تھا ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شدید آندھی تھی ۔ درخت ہل رہے تھے ۔ بے تحاشا اس میں پانی تھا ۔ اتنا پانی پنج ند میں کبھی پہلے آیا نہیں تھا اس لیے وہ خود بخود ٹوٹ گیا اور ایک شگاف 1250 فٹ لمبا اور 50 فٹ زمین سے بھی گہرا تھا تو یہ شگاف کسی انسان نے نہیں ڈالا ۔ کوئی انجینئر ڈال ہی نہیں سکتا اس اس لیے کہ وہ انجینئرنگ کے اصولوں کے خلاف ہے اور انجینئرز جو ہیں وہ کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یا تو وہ یہ commitment نہ دیتے کہ لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کر کے وہ انکوائری کے متعلق کہہ سکتے ہیں ۔ چونکہ انہوں نے یہ commitment دی ہے کہ یہ بھی زیر غور ہے تو جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو کہ انکوائری ہوگی یا نہیں ہوگی ۔ یہ وثوق سے اس کی تردید نہ کریں اس سے انکوائری متاثر ہوگی ۔

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب میں نے سارے facts determine کئے ہیں تو کیوں نہیں میں کہہ سکتا ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں کسی بات کی تردید نہیں کر سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس لیے کہ جب آپ ہاؤس میں یہ کہہ چکے ہیں کہ یہ مسئلہ لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کرنے کے بعد زیر غور لایا جا سکتا ہے ۔ تو پھر آپ باوثوق طریقے سے اس کی تردید نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح یہ بحث بڑی الجھ جائے گی ۔ ایک طرف سے آپ مطالبہ کر رہے ہیں کہ کسی ہائی کورٹ کے جج سے یہ انکوائری ہو اور اس کے ساتھ ہی بڑی ذمہ داری کے ساتھ الزام لگاتے ہیں ۔ تو بہر حال جس نے یہ الزام لگایا ہے بڑی ذمہ داری کے ساتھ لگایا ہے تو اگر وہ فاضل رکن انکوائری کا مطالبہ کرتے ہیں تو بات تو پھر وہی ہو گئی کہ جو اعتراض آپ ڈاکٹر صاحب پر کر رہے ہیں وہی اعتراض اس فاضل رکن پر بھی صادر ہوتا ہے ۔

سردار امجد سعید خان دستی ۔ جناب والا ۔ ان کی بات اثر انداز نہیں ہو سکتی افسران پر ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہائی کورٹ کے جج پر ہو جائے گی، کسی منسٹر کی سٹیٹمنٹ؟ پھر آپ انکوائری کیوں کروا رہے ہیں ۔ فائلوں پر تو غالباً انھوں نے لکھا ہی ہوگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ انکوائری کا اعلان کر دیں ہم اس موضوع کو یہیں پر چھوڑ دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انھوں نے تو اپنی بے بسی کا اظہار کیا ہے کہ کچھ کر ہی نہیں کر سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ چیف منسٹر صاحب ہی کمیشن بٹھانے کا اعلان کر سکتے ہیں منسٹر انچارج نہیں کر سکتا ۔ اور وہ اس بات میں حق بجانب ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ یہاں بار بار یہ کہا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ اپنی ایکسپلینیشن دے رہے ہیں یا ڈاکٹر صاحب کی ایکسپلینیشن لے رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میں اپنی طرف سے وضاحت پیش کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : Your explanation is not called for. There is no occasion for your explanation.

رانا پھول محمد خان ۔ یہ ٹریننگ لے رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم و آب پاشی ۔ اس کے بعد آخری نکتہ جس کا میں جواب دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بار بار فاضل اراکین نے کہا ہے کہ جشن آئین میں لوگ مصروف رہے اور سیلاب کی کوئی پرواہ نہیں کی ۔ سیلاب کا کام تو میرے سپرد تھا میں سارا وقت لاہور میں رہا ہوں یا جہاں بھی مجھے جانا چاہیے تھا سیلاب کے سلسلے میں میں گیا ہوں ۔ حالانکہ راولپنڈی میرا حلقہ نیابت ہے لیکن میں نہیں گیا اور میرا ہی یہ کام تھا کہ میں آفیسرز کی ، انجینئرز کی اور دوسرے سب لوگوں کی دیکھ بھال کرتا اور ریلیف کی دیکھ بھال کرتا اور وہ میں کرتا رہا اور جشن جو تھا وہ تو کینسل کر دیا گیا تھا ۔ جشن کی تمام تقریبات جو تھیں وہ کینسل کر دی گئی تھیں ۔ اس کے باوجود بھی آج یہ بار بار کہا گیا ہے کہ جشن جو ہے وہ ہم منانے میں مصروف رہے ۔ اور دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ جن باتوں میں پرائم منسٹر صاحب یا اور حضرات مصروف رہے وہ ایک تاریخی واقعہ ہے ۔ اس ملک میں پہلی بار عوامی نمائندوں کا بنایا ہوا آئین نافذ ہو رہا تھا ۔ پہلی بار ایک پرائم منسٹر منتخب ہو رہا تھا ۔ پہلی بار آئین کے تحت صدر نے حلف اٹھانا تھا ۔ تو اگر کوئی شخص آئین کی اہمیت جانتا ہے جو ہم پچیس چھبیس سال بھٹکنے کے بعد اور اتنا عرصہ بے آئین رہنے کے بعد حاصل کیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کوئی ایسی بات نہیں تھی وہاں لوگوں کو جانا چاہیے تھا ایک چھت ہی

عظیم اور تاریخی بات تھی اور یہ ہمیشہ ہماری ہسٹری میں یاد رہے گی ۔ لیکن اس کے باوجود جن لوگوں کا کام تھا مثلاً میرا کام تھا اگر میں یہاں سے غیر حاضر ہوتا تو پھر آپ مجھے مورد الزام ٹھہرا سکتے تھے ۔ اور اس کے علاوہ میں نے جس کی بھی امداد چاہی ۔ جس وزیر صاحب کی بھی امداد چاہی جسے بلایا وہ فوراً اس علاقے میں پہنچا جہاں مجھے ضرورت تھی ۔ مثلاً میں پل ٹوٹنے کی وجہ سے گجرات کے اس طرف نہیں جا سکتا تھا تو میں نے تاری صاحب کو ملک حاکمین صاحب کو درخواست کی اور وہ فوراً ادھر سے ادھر پہنچ گئے ۔ تو ایسی جناب والا ۔ یہ بار بار بات کہی جاتی ہے کہ جشن منایا گیا حالانکہ جشن کی تقریبات تو کینسل کر دی گئی تھیں اور سیلاب کی صورت حال پر پوری توجہ دی گئی ۔ لیکن اصل میں بات یہ ہے کہ جب نقصان ہوا ہو کہیں کسی چیز سے تو جب انسان پر تکلیف آتی ہے ، مصیبت آتی ہے تو وہ اس بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اور وہ ایسے ہی جھوٹی موٹی باتیں بیان کر لیتا ہے اور وہ بات جو ہے بڑی ایگریٹ سے ٹریول کرتی ہے اور سارے لوگ جو ہیں ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ ایسی باتوں کا ہمیں بار بار سامنا کرنا پڑا ۔ ہمیں لوگوں نے بتایا کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا لیکن جب اسی وقت ہم انجینئرز کو ساتھ لے کر گئے اور موقع دکھایا ، شہادتی دکھائے مثلاً لاہور میں لوگ نہیں مانتے تھے کہ شاہدرہ کا بند ٹوٹا ہے ۔ وہ کہتے تھے ہم نے لاہور کو بچانے کے لیے شاہدرہ کے بند کو توڑا ۔ لیکن جب ان لوگوں کو یہ دکھایا گیا کہ فلاں فلاں گاؤں کے لوگ ہیں بند کے اوپر اور دریا کے درمیان کچے راستے پر بیٹھے تھے وہ سب لوگ اس بند پر بیٹھے تھے اور یہیں لیٹتے اور سوتے تھے اور یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ جس بند پر ہزاروں لوگ بیٹھے ہوں تو وہ کسی کو توڑنے دیں گے ۔ لیکن یہ ہے کہ اس قدر زیادتی تھی پانی کی کہ اس نے اس کو بھی توڑ دیا اور ان لوگوں

نے بچانے کی بڑی کوشش کی۔ تو اس لیے خصوصاً یہ پیج نمبر کے سلسلے میں controversy ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ کچھ فاضل اراکین نے یہ نجویز دی ہے چیف منسٹر صاحب اس پر غور کریں گے اور وہ چاہیں گے تو اس پر انکوائری بٹھا سکتے ہیں۔ لیکن میں نے ان کی factual reporting وہاں سے اکٹھی کی ہیں انجینئرز سے لوگوں سے جو اس وقت موقع پر تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب اراکین کو اس پر سیاست سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ کیونکہ اگر کوئی خاص کیوسک پانی آئے گا اور بند اس کا متحمل نہیں ہوگا تو تو اس کو ضرور کاٹے گا خواہ کسی سیاسی پارٹی کی بھی حکومت کیوں نہ ہو۔ خواہ کسی سیاسی پارٹی کے بھی وزیر اس کے انچارج کیوں نہ ہوں۔ تو اس کو جناب والا۔ factual point of view سے دیکھنا چاہیے نہ کہ کسی سیاسی رنگ میں شکریہ۔

راجہ جمیل اللہ خان۔ جناب والا۔ میں چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ کیا آپ تقریر کر چکے ہیں؟

راجہ جمیل اللہ خان۔ جی ہاں۔

Mr. Speaker: The House is adjourned till 8. a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 25 ستمبر 1973ء بروز منگل آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل، 25 مئی 1973ء
(سہ شنبہ ۔ 27 شعبان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي
أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٤٧﴾ فَآتَاهُمُ اللَّهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾

پ ۴ س ۳ ع ۶ آیات ۱۴۶ تا ۱۴۸

○

اور بہت سے نبی ایسے ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اللہ والے (اللہ کے راستے میں) لڑے ہیں تو جو مصیبتیں اُن پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اُن کے سبب اُنہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی اور نہ کافروں سے دبے اور اللہ تو صبر و استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور اس حالت میں اُنکے منہ سے جو بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافر قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ عطا کیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ دے گا اور نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فہرست سوالات کل ہمیں نہیں پہنچائی گئی ۔ یہ ہمیں اپنے کمروں میں ملنی چاہئے ۔ یہ ہمیں آج ملی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ repeat کی گئی ہے جس وجہ سے آپ کو نہیں مل سکی ۔

چوہری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ہمیں پتا نہیں چلا کہ یہ repeat کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل ایوان میں تقسیم ہوئی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنی رہائش گاہ پر ملنی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب فنانس کمیٹی بنے گی اور فنڈز ملیں گے تو ان سب چیزوں کے متعلق سوچا جائے گا ۔

ایف اے ۔ بی اے اور ایم اے پاس کلرکوں کو خصوصی ترقیاں دینا

*3613 ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسے کلرک جو میٹرک پاس کر کے بھرتی ہونے کے بعد ایف اے ۔ بی اے اور ایم اے کے امتحانات پاس کر لیتے ہیں انہیں خصوصی ترقیاں دینے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تجویز کا کب تک فیصلہ ہو گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے کہ ایسے تمام سرکاری ملازمین کو مناسب ترقیاں دی جائیں جو

اپنی ملازمت کے دوران تعلیمی استعداد میں اضافہ کر لیں ۔ بشرطیکہ یہ اضافہ ان کے دائرہ کار میں مفید ثابت ہو ۔

(ب) اس سلسلے میں تمام محکموں سے تفصیلات طلب کی گئی ہیں ۔ کچھ محکموں اور ان کے ماتحت دفاتر سے یہ تفصیلات موصول ہونے کے بعد ہی اس امر کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ مختلف شعبوں اور مختلف درجوں میں کام کرنے والے ملازمین کو کس قسم کی تعلیمی قابلیت کے لئے کس حد تک مراعات یا ترقیاں دینی چاہئیں یا دی جا سکتی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں تمام محکموں سے تفصیلات طلب کی گئی ہیں ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کب تک تفصیلات آنے کی توقع ہے اور کب تک یہ حکومت فیصلہ کرنے کے قابل ہوگی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ تمام محکموں کو مئی 1972ء میں سرکلر بھیج دیا گیا تھا ۔ یہ سرکلر اس بنیاد پر بھیجا گیا تھا کہ مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مناسب ترقیاں دے گی ۔ ابھی مرکزی حکومت نے خود عمل درآمد نہیں کیا وہ بھی معلومات حاصل کر رہی ہے ۔ ہم نے کونسل آف منسٹرز میں 19-4-1973 کو یہ طے کیا تھا کہ مئی 1972ء کے سرکلر کا reminder دیا جائے تاکہ تمام محکمے ہمیں معلومات دیں ۔

قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر ملازمین کو عبوری امداد دینا

*3613 (ب) ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قیمتوں میں چار گنا اضافہ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو کیا اس کے پیش نظر حکومت ملازمین کو عبوری امداد دینے کا ارادہ رکھتی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) و (ب) ۔ صدر پاکستان کے حکم کے مطابق و فاقی حکومت نے ایک کمیشن مقرر کیا تھا ۔ اس کمیشن کا کام اس بات کا اندازہ لگانا تھا کہ قیمتوں میں اضافہ سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کے رہن سہن پر کس حد تک اثر انداز ہوا ہے اور مہنگائی کے اثرات کو دور کرنے کے لئے حکومت کو کیا اقدام کرنا چاہئے ۔ مذکورہ کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں حکومت نے 700 روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو یکم اگست 1973ء سے 3 روپے ماہوار کے حساب سے مہنگائی الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں جاری کردہ چٹھی نمبر FD-PR-8-12/ 3 مورخہ 25 اگست 1973ء کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

No. FD-PR-8-12/73
Government of the Punjab
Finance Department
Dated Lahore, the 5th August, 1973

To

(1) All Administrative Secretaries to Government of the Punjab ;
(2) All Heads of Attached Departments ;
(3) All Commissioners of Divisions ;
(4) The Registrar, Lahore High Court ;
(5) The Secretary to the Governor of the Punjab, Lahore ;
(6) All Regional Heads of Departments ;
(7) All Deputy Commissioners and District and Sessions Judges in the Punjab ;

Subject : Grant of Dearness Allowance to Low Paid Employees of the Government.

Sir,

Having regard to the rise in the prices of essential items of consumption, the Governor of the Punjab has been pleased to

sanction, with effect from 1st August, 1973, and until further orders, dearness allowance at the rate of Rs. 35/- per month to Government servants under the rule making control of the government of the Punjab drawing pay upto Rs. 700/- per month, with marginal adjustments for those drawing pay between Rs. 700/- per month and Rs. 735/- per month, subject to the following conditions :—

(i) For the purpose of these orders pay shall mean pay as defined in Rule 2.44 of the Civil Services Rules (Punjab). Volume I, Part I, *plus* overtime allowance *plus* fee *plus* gross pension (*i e*, pension before commutation and/or surrender of 1/4th thereof) *plu* , where admissible, *ad hoc* interim relief and dearness pay.

(ii) Drawal of the dearness allowance during leave will be regulated by the orders as in force in this regard before 1st December 1962.

2. These orders shall also apply to the whole-time work-charged and contingencies-paid employees, but shall not apply to persons employed on daily wages or piece rate basis.

ZULFIQAR ALI SHAH
Deputy Secretary (SR)

No. FD-PR-8-12-73, dated Lahore, the 25th August. 1973.

A copy is forwarded to the Accountant-General, Punjab Lahore, for information and necessary action.

RIAZ AHMAD
Section Officer (PR)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ پرانا جواب تھا جو پہلے دیا گیا ہے ۔ اب حکومت نے کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں 700/- روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو 35 روپے ماہوار کے حساب سے مہنگائی الاؤنس میں اضافہ کر دیا ہے ۔ یہ latest پوزیشن ہے ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ جناب والا ۔ بتایا گیا ہے کہ ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے ۔ میں اس سلسلے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کمیشن کے لئے کوئی میعاد مقرر کی گئی ہے کہ اتنے عرصہ میں وہ اپنی رپورٹ پیش کرے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کی پوزیشن یہ ہے جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کہ اس سلسلہ میں ایک کمیشن بٹھایا گیا ہے جو Prices and wages Commission کہلاتا ہے ۔ اس کی روشنی ہی میں حکومت پنجاب کے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنے ایک سرکلر نمبر ایف ڈی ۔ پی آر 8-12/ 73 مورخہ 25 اگست 1973 کے ذریعہ 35 روپے ماہوار کا اضافہ کر دیا ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کمیشن میں صوبہ پنجاب کی نمائندگی کس حد تک ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس بارے میں الگ سوال کیا جائے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے کمیشن کے متعلق سوال نہیں کیا میرا سوال بالکل واضح تھا ۔ جناب وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ صدر پاکستان کے حکم کے مطابق مرکزی حکومت نے ایک کمیشن مقرر کر دیا ہے لیکن میں نے کمیشن سے متعلق تو سوال نہیں کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سوال کی اہمیت کے پیش نظر ایسا جواب دیا جا رہا ہے لیکن میرا سوال تو بالکل صاف اور سیدھا ہے کہ پنجاب کی وہاں نمائندگی ہوئی ہے یا نہیں ۔ انہوں نے غالباً مرکزی ملازمین کی نسبت کہا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کا جواب مرکزی وزیر خزانہ دے سکیں گے جو سوال آپ نے کیا ہے اس کا جواب دینا ذرا مشکل ہوگا ۔ بہتر ہوگا اگر آپ علیحدہ سوال کر دیں تو اس کا جواب آ جائے گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ چیز بتائی جا سکتی ہے کہ حکومت پنجاب کی نمائندگی ہوئی ہے یا نہیں ۔ میرا سوال کمیشن کے متعلق نہیں ہے کہ اس کا حدود اربعہ کیا ہے ۔ اس کا طریق کار کیا ہے یا اس کے laws کیا ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے ۔ بنیادی سوال اس چیز سے تعلق رکھتا ہے کہ قیمتوں میں کتنا اضافہ ہوا اور اس کے مطابق ملازمین کی تنخواہوں میں کتنا اضافہ کیا گیا اس میں ہمارے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے چیئرمین شامل ہیں ۔

لاہور اور سرگودھا کے درمیان سیرھالی وے کی تعمیر کے لئے رقم مختص کرنا

*3783 ۔ سراد صغیر احمد ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چند سال پیشتر لاہور اور سرگودھا کے درمیان سیرھالی وے بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور اس منصوبہ کے لئے تقریباً سوا دو کروڑ روپے کی رقم اراضی کی خرید کے لئے محکمہ ھائی وے کو دی گئی تھی مگر بعد میں یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا اور محکمہ ھائی وے اس رقم سے اسی سڑک پر طالب والا کے مقام پر دریائے چناب پر پل تعمیر کرنے کا خواھاں تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ نے یہ رقم محکمہ ھائی وے سے واپس لے لی ہے ؟

(ج) کیا حکومت اس اھم اور ضروری منصوبہ کے لئے رقم فراھم کرنے کا کوئی بندوبست مستقبل قریب میں کرنے کے لئے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) یہ درست ہے کہ چند برس قبل لاہور، سرگودھا ھائی وے کی تعمیر کے لئے برائے حصول اراضی فنڈ مہیا کیے گئے تھے ۔ یہ رقم مبلغ 2,39,2,000 تھی ۔ یہ رقم مالی سالہا 9-1968 اور 70-9 19 میں فراہم کی گئی تھی ۔ یہ رقم قواعد کے مطابق سکیم بسلسلہ تعمیر پل پر دریائے چناب بمقام طالب والا یا کسی اور سکیم پر صرف نہ کی جا سکتی تھی ۔ کیونکہ یہ رقم خاص طور پر ھائی وے سکیم کے لئے مہیا کی گئی تھی ۔

(ب) جب سپر ھائی وے سکیم کو ترک کیا گیا تو مذکورہ رقم میں سے -/20889650 افسران حصول اراضی محکمہ ھائی وے کے پرنسپل لیجر اکاونٹس میں بقایا پڑی ہوئی تھی ۔ قواعد کے مطابق یہ رقم متعلقہ حد کے تحت پروونشنل کنسالیڈ فنڈ میں جمع کروا دی گئی ہے ۔

ج) آئندہ سالوں میں ترقیاتی منصوبوں کے ضمن میں طالب والا کے مقام پر دریائے چناب پر پل کی تعمیر کے لئے رقم فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

موٹر وہیکلز لوکل ٹیکس

*3799 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 72-1971 ، اور 73-1972 ، میں موٹر وہیکلز کے لوکل ٹیکس سے حکومت کو ضلع وار کتنی آمدنی ہوئی ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر جے حنیف رامے) : مطلوبہ گوشوارہ حسب ذیل ہیں ؛

نام ضلع	آمدنی لوکن ٹیکس برائے سال 72-1971ء (روپوں میں)	آمدنی لوکن ٹیکس برائے سال 73-1972ء (روپوں میں)
لاہور	1,21,18,582 (ایک کروڑ اکیس لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو اسی)	1,28,61,105 (ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ اکسٹھ ہزار ایک سو پانچ)
سیالکوٹ	11,37,897 (گیارہ لاکھ سینتیس ہزار آٹھ سو ستانوے)	12,14,825 (بارہ لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو پچیس)
گوجرانوالہ	20,06,878 (بیس لاکھ چھ ہزار آٹھ سو اٹھہتر)	0,62,572 (بیس لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو بہتر
شیخوپورہ	12,85,234 (بارہ لاکھ پچاسی ہزار دو سو چونتیس)	14,43,536 چودہ لاکھ تینتالیس ہزار پانچ سو چھتیس)
راولپنڈی	90,52,065 (نوے لاکھ باون ہزار پینسٹھ)	86,8,052 (چھیاسی لاکھ آٹھ ہزار باون)

نام ضلع	آمدنی ٹوکن ٹیکس برائے سال 72-1971ء (روپوں میں)	آمدنی ٹوکن ٹیکس برائے سال 73-1972ء (روپوں میں)
جہلم	10,33 333 (دس لاکھ تیس ہزار تین سو تینتیس)	10,48,300 (دس لاکھ اڑتالیس ہزار تین سو)
گجرات	17,45,238 (سترہ لاکھ پنتالیس ہزار دو سو اڑتیس)	19,11,866 (انیس لاکھ گیارہ ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ)
کیمبلپور	9,81,183 (نو لاکھ اکیاسی ہزار ایک سو تراسی)	3,78,000 (تین لاکھ اٹھہتر ہزار)
سرگودھا	30,39,536 (تیس لاکھ انتالیس ہزار پانچ سو چھتیس)	37,48,028 (سینتیس لاکھ اڑتالیس ہزار اٹھائیس
لائلپور	17,50,296 (اکہتر لاکھ پچاس ہزار دو سو چھیانوے)	80,51,873 (اسی لاکھ اکھاون ہزار آٹھ سو تہتر
جھنگ	14,73 505 (چودہ)اپونچ سچ لاکھ تہتر ہزار پانچ 679'183(سولہ لاکھ نواسی ہزار تراسی)	
میانوالی	12,13,034 (بارہ لاکھ تیرہ ہزار چونتیس)	11,99,399 (گیارہ لاکھ اناوے ہزار تین سو ننانوے)

نام ضلع	آمدنی ٹوکن ٹیکس برائے سال 72-1971ء (روپوں میں)	آمدنی ٹوکن ٹیکس برائے سال 73-1972ء (روپوں میں)
ملتان	44,32,719 (چوالیس لاکھ بتیس ہزار سات سو انیس)	47,27,425 (سینتالیس لاکھ ستائیس ہزار چار سو پچیس)
ساہیوال	33,13,560 (تینتیس لاکھ تیرہ ہزار پانچ سو ساٹھ)	34,73,877 (چونتیس لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو ستتر)
مظفر گڑھ	6,16,172 (چھ لاکھ سولہ ہزار ایک سو بہتر)	6,70,150 (چھ لاکھ ستر ہزار ایک سو پچاس)
ڈیرہ غازی خان	12,99,737 (بارہ لاکھ ننانوے ہزار سات سو سینتیس)	11,53,305 (گیارہ لاکھ ترپن ہزار تین سو پانچ)
بہاولپور	10,71,428 (دس لاکھ اکہتر ہزار چار سو اٹھائیس)	11,85,383 (گیارہ لاکھ پچاسی ہزار تین سو تراسی
بہاولنگر	7,04,245 (سات لاکھ چار ہزار دو سو پینتالیس)	9,33,282 (نو لاکھ تینتیس ہزار دو سو بیاسی)
رحیم یار خان	12,10,989 (بارہ لاکھ دس ہزار نو سو ننانوے)	14,98,872 (چودہ لاکھ اٹھانوے ہزار آٹھ سو بہتر)
کل میزان	5,48,82,631	5,78,39,933
	(پانچ کروڑ اڑتالیس لاکھ بیاسی ہزار چھ سو اکتیس)	پانچ کروڑ اٹھہتر لاکھ انتالیس ہزار نو سو تینتیس)

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ 72-1971ء کے مقابلہ میں 73-1972 میں آمدنی تمام اضلاع میں بڑھ گئی ہے ما سوائے چار اضلاع کے یعنی راولپنڈی ۔ میانوالی کیمبلپور اور ڈیرہ غازیخان ۔ اس کی کیا وجہ ہے ان چار اضلاع کی آمدنی کیوں کم ہوئی ہے خصوصاً کیمبلپور کی جو انکم تھی وہ 9 لاکھ سے 3 لاکھ کیوں رہ گئی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جناب والا ۔ یہ صورت حال اس طرح ہے کہ پہلے یہ ٹیکس ڈاکخانوں کے ذریعے وصول کیا جاتا تھا ۔ جو زائد سیٹوں والی بسیں تھیں ان کا ٹیکس ہم نے محکمہ کے سپرد کر دیا ۔ تو محکمانہ طور پر اس سے پورے صوبہ کے خزانے میں 30 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے البتہ کہیں کہیں اس میں کمی بھی آئی ہے جس کے لئے ہم تحقیقات کر رہے ہیں کہ آیا اس کی وجہ ڈاکخانوں کا تساہل تھا یا محکمہ کا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ جہاں تک لائلپور ضلع کا تعلق ہے اس میں ہندسوں میں رقم 17.50,296 روپے دی ہوئی ہے جب کہ عبارت میں اکہتر لاکھ پچاس ہزار دو سو چھ یا نوے لکھی ہے ۔ اسی طرح سے راولپنڈی کے ضلع کو لے لیں ۔ اس میں ہندسوں میں رقم 86,80,52 روپے لکھی ہوئی ہے جب کہ عبارت میں چھیاسی لاکھ آٹھ ہزار پاون ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جناب والا ۔ یہ لائلپور والے ہندسوں میں چھپائی غلط ہے ۔ 71 لاکھ صحیح ہے اور راولپنڈی کی 86 لاکھ 8 ہزار 52 روپے آمدن صحیح ہے میں معافی چاہتا ہوں ۔ یہ تمام پرنٹنگ پریس کے کارنامے ہیں لیکن بعض اوقات اتنی جلدی میں چیزیں چھاپنی پڑتی ہیں کہ بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ صحیح ہوں ۔ اگر جواب میں خود پڑھتا تو صحیح پڑھتا دوستوں نے اصرار کیا کہ میں میز پر رکھ دوں اس لئے جیسا وہ چھپا ہوا تھا ویسے ہی ان کے سامنے آ گیا ۔

ٹی بی ایسوسی ایشن کے لئے گرانٹ

*6 38 ۔ چودھری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی ٹی بی ایسوسی ایشن تپ دق کے مریضوں کے لئے گران قدر خدمات سر انجام دے رہی ہے ۔

(ب) اس ادارہ کا 1972-73ء کا کتنا بجٹ تھا ۔ کیا یہ درست ہے کہ یہ بجٹ انتہائی قلیل ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس ادارہ کو آئندہ معقول گرانٹ دینے پر ہمدردانہ غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) صوبائی ٹی بی ایسوسی ایشن غیر سرکاری ادارہ ہے ۔ اگرچہ اس کے اغراض و مقاصد قابل تحسین کہے جا سکتے ہیں ۔ لیکن اس کی کارکردگی کا سرکاری طور پر کوئی جائزہ نہیں لیا گیا ۔

(ب) کیونکہ یہ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے اس لئے حکومت کے پاس اس کے بجٹ برائے 1972-73ء کی تفصیل دستیاب نہیں ۔ اسی ادارہ کے لئے گرانٹ دینے کے سوال پر اسی صورت میں غور ہو سکتا ہے ۔ جب یہ ادارہ اس کے لئے درخواست کرے اور محکمہ صحت اس ادارہ کی ضروریات کا جائزہ لے کر محکمہ فنانس کو سفارش کرے ۔

رسٹورر اور دفتری کے لئے بے سکیل

*3854 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دفتری درجہ چہارم اور رسٹورر (Restofer) درجہ سوم کے سرکاری ملازم ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قومی بے سکیل نافذ ہونے سے پہلے دفتری اور رسٹورر (Restorer) کے سکیلوں میں تفاوت تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ رسٹورر (Restorer) کو قومی بے سکیل نافذ ہونے پر دفتری کا سکیل دیا گیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو قومی بے سکیل نمبر 4 دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر حمید حنیف رانجا) : (الف) یہ کہنا درست نہیں ۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ 13 اکتوبر 1955ء کو رسٹورر کی آسامیاں ختم کر دی گئی تھیں ۔ تاہم وہ اشخاص جو اس وقت رسٹورر تھے اپنے عہدہ کے لئے یہی نام استعمال کرتے رہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ 13 اکتوبر 1955ء سے پیشتر رسٹورر درجہ سوم اور دفتری درجہ چہارم کے ملازم تھے ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ درست نہیں ۔ ویسٹ پاکستان (نان گزیٹڈ) سرکل سروسز (پے ریویژن) رولز مجریہ 1963ء میں دفتری اور رسٹورر کے عہدہ کا ایک ہی سکیل (90-1-75) مقرر کیا گیا تھا ۔ تاہم محکمہ انتظامی امور کے حکم (جو محکمہ خزانہ کی منظوری سے جاری ہوا) مجریہ 28 دسمبر 1967ء کے مطابق ان سابقہ رسٹورر کو جو کہ 13 اکتوبر 1955ء کو بحیثیت رسٹورر ملازم تھے ۔ 85-2-115-5-150 کا سکیل مندرجہ ذیل شرائط پر دیا گیا (i) یہ سکیل رسٹورر کے لئے ذاتی حیثیت رکھے گا (ii) یہ سکیل موجودہ رسٹورر کے ریٹائر ہونے پر ختم کر دیا جائے گا ۔ چونکہ رسٹورر کی آسامی (پوسٹ) حکومت کے ماتحت موجود نہیں تھی اور یہ سکیل (85-150) انہیں ذاتی حیثیت میں دیا گیا ۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ دفتری اور رسٹورر کی پوسٹ کے سکیل میں تفاوت موجود تھا ۔

(ج) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ رسٹورر اور دفتری کو ایک ہی سکیل میں قومی پے سکیل نمبر 2 دیا گیا ہے ۔

(د) حکومت اپنی قائم کردہ اکاموڈیٹ کمیٹی کی سفارشات پر ان رسٹورر کو قومی پے سکیل نمبر 4 دینے کا مطالبہ رد کر چکی ہے اور اس فیصلہ کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اس کی وجوہات یہ ہیں ۔

1- رسٹورر کی کوئی علیحدہ حیثیت حکومت کے ماتحت اس وقت موجود نہیں دفتری اور رسٹورر کے فرائض اور ذمہ داری بالکل ایک ہی ہیں ۔

2- پے رویژن رولز مجریہ 1972ء میں حکومت نے ہر ملازم کو یہ حق دیا ہے کہ اگر اسے اپنے عہدہ کے لئے مقرر قومی پے سکیل منظور نہیں ہے تو وہ اپنا موجودہ پے سکیل جاری رکھ سکتا ہے ۔ اس طرح رسٹورر کو قومی پے سکیل سے کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔

3 - سکیل پوسٹ کے لئے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ آدمی کے لئے چونکہ 85-150 کا پرانا سکیل ان عہدداروں کا ذاتی سکیل تھا اس لئے اسے معیاری کلیہ کے مطابق قومی پے سکیل میں تبدیل نہیں کیا گیا ۔

4 - رسٹورر کو قومی پے سکیل کے تحت ان کے پرانے سکیل کی تنخواہوں کے مقابلے میں حکومت کی مقرر کردہ حد تک فائدہ بہر حال پہنچے گا ۔ چونکہ قومی پے سکیلوں میں بس فائدہ کا تحفظ کیا گیا ہے ۔

کچی افیون کی ناجائز فروخت

*66 3 ۔ سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ ان کے علم میں ہے کہ سرکاری خزانہ سے جو افیون ٹھیکیداروں کو دی جاتی ہے اس کو مقررہ قیمت پر فروخت سے کوئی بھی ٹھیکیدار زر ٹھیکہ پورا نہیں کر سکتا ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تمام ٹھیکیداران نان اپکسائز کچی افیون جو مضر صحت بھی ہے فروخت کر کے زر ٹھیکہ کو پورا کرتے ہیں اور محکمہ اس جرم میں ملوث ٹھیکیداران کے خلاف عملاً کوئی کارروائی نہیں کرتا تاکہ حکومت کی آمدن کم نہ ہو ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے جس سے یہ خلاف قانون عمل ختم ہو سکے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا اقدامات ہیں اور ان پر عمل کب تک متوقع ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے ۔ (الف) گورنمنٹ نے ٹھیکہ

سے افیون کی خوردہ فروشی کی کوئی قیمت مقرر نہیں کی ہوئی ہے مزید تشریح جزو (ج) میں کی جا رہی ہے۔

(ب) عمداً ایسا نہیں ہوتا۔ مزید تشریح جزو (ج) میں ہے۔

(ج) ایسی شکایات نوٹس میں آئی ہیں کہ اگرچہ حکومت کی طرف سے خوردہ فروشی کا نرخ مقرر نہیں مگر ٹھیکیدار از خود ایسی قیمت فروخت کا اعلان کرتے ہیں جس پر صحیح طور سے سرکاری افیون فروخت کرنے پر زر ٹھیکہ پورا نہیں ہوسکتا۔ ایسے ٹھیکیدار چوری چھپے ملاوٹ کم تول اور ناجائز افیون اور دیگر منشیات کی فروخت سے زر ٹھیکہ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علم ہونے پر ایسے کیس سزا کے لئے پکڑے جاتے ہیں۔ یہ شبہ کسی حد تک درست ہو سکتا ہے۔ کہ نچلے درجے کا ایکسائز سٹاف فیس کی وصولی کی خاطر ٹھیکیداروں کا سختی سے محاسبہ نہ کرتا ہو لیکن حالات کی اصلاح کے لئے اس مرتبہ گورنمنٹ کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ٹھیکوں کے نیلام کے وقت بولی دہندگان پر واضح کر دیا جائے کہ ٹھیکوں سے کسی طرح کی ناجائز فروخت پر چشم پوشی نہیں کی جائیگی اور سختی سے محاسبہ کیا جائے گا لیکن با ایں ہمہ ٹھیکیداروں نے اپنی بولی میں کمی نہیں کی جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان میں بعض ناجائز منشیات کی فروخت کی سعی کریں گے۔ اس ضمن میں حکومت نے اس سال زیادہ موثر انسدادی کارروائی کی ہدایات جاری کی ہیں۔

شراب کی فروخت کے اجازت نامے بذریعہ نیلام عام دینا

*3867۔ سردار صغیر احمد۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں شراب کی دوکانوں کے لائسنس سابقہ حکومتوں نے مراعات کے طور پر دیئے ہوئے تھے اور لائسنس کی بنیاد پر جو اجارہ داری لائسنس یافتہ اشخاص کو حاصل ہے اس سے وہ لاکھوں روپیہ کماتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اجارہ داری کو ختم کرکے شراب کی فروخت کے اجازت نامے بذریعہ نیلام عام دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) (الف) زیادہ تر لائسنس بہت پرانے ہیں اور قبل از پاکستان یا کئی سالوں سے چلے آ رہے ہیں ۔ اس مرحلہ پر ان میں مراعات کا پہلو نکالنا مشکل ہے لیکن یہ درست ہے کہ لائسنس سے کاروباری نوعیت کا منافع حاصل ہوتا ہے تاہم یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کی حد ضروری طور پر لاکھوں میں ہے ۔

(ب) گزشتہ حکومتوں نے بھی اس تجویز پر غور کیا لیکن شراب کے لائسنسوں کی بذریعہ نیلام فروخت عملی طور پر ممکن نہیں ۔ ایسا کرنے سے مفاد عامہ میں اضافے کے بجائے بہت سی قباحتوں کا ڈر ہے ۔ اس لئے حکومت بذریعہ نیلام عام شراب کے لائسنس فروخت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی

ورک چارج ملازمین کے لئے عبوری امداد

*3928 ۔ ملک ثناءاللہ خان ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ورک چارج ملازمین کو گورنر صاحب کے حکم کے تحت عبوری امداد ملتی رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب سے کب تک ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ امداد اب بند کر دی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) جی ہاں ۔ ورک چارج ملازمین کے لئے عبوری امداد سابق حکومت مغربی پاکستان کے سرکار نمبر 310 (A)-SRVI/69 اور نمبر 310 (BS)SRVI/69 مورخہ 26 فروری 1969ء کے تحت یکم مارچ 1968ء سے منظور ہوئی تھی لیکن یکم اپریل 1969 سے نئے شیڈول آف ویج ریٹس Schedule of

(Wage Rate) نافذ ہونے پر نئے سکیل میں تنخواہیں مقرر کرتے وقت یہ امداد تنخواہ میں مدغم ہو جانا چاہیے تھی۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے 1969 کے شیڈول آف ویج ریٹس کے تحت ورک چارج ملازمین کی تنخواہیں مقرر کرتے وقت عبوری امداد نئی تنخواہوں میں مدغم ہو جانا چاہیے تھی لیکن درحقیقت سب دفاتر میں مکمل طور پر ایسا نہیں ہوا۔ اور کچھ ورک چارج ملازمین یکم اپریل 969ء کے بعد بھی پرانے شیڈول آف ویج ریٹس کے تحت تنخواہ لیتے رہے۔ ایسے ملازمین کو عبوری امداد بھی ملتی رہی۔ یہ امداد 1972ء کے شیڈول آف ویج ریٹس کے اجرا بعد یکم مارچ 1972ء سے متعلقہ ملازمین کی تنخواہوں میں مدغم کرکے ختم کر دی گئی ہے۔

ملتان ڈویژن میں کوارٹروں کی تعمیر کے لئے رقم کی تخصیص

*3940۔ **مسٹر محمد اشرف**۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سالانہ ترقیاتی منصوبہ 74-1973ء میں ملتان ڈویژن میں سرکاری عمارات اور سرکاری ملازمین کے لئے کوارٹروں کی تعمیر کے لئے مجموعی طور پر کتنی رقم منظور کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے ضلع ساہیوال کے لئے کتنی رقم منظور کی جا چکی ہے یا منظور کی جا چکی ہے۔

(ج) آیا ضلع ساہیوال نے رقوم کے حصول کے لئے کوئی سکیمیں کمشنر ملتان ڈویژن کو بھیجی تھیں۔ اگر ایسا ہے تو ان سکیموں کی تفصیل کیا ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ساہیوال کی مذکورہ سکیموں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے):۔ (الف) سالانہ ترقیاتی منصوبہ 74-1973ء میں ملتان ڈویژن میں سرکاری عمارات اور سرکاری ملازمین کے مکانات

کے لئے مجموعی طور پر 30 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ لیکن اب ترقیاتی منصوبے میں کمی واقع ہو جانے سے یہ رقم کافی کم ہو جائے گی۔

(ب) (ج) (د) متلقہ مقامی افسران سے معلومات فراہم کی جا رہی ہے۔ ان کا جواب آنے پر مطلوبہ معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

My Mother-in-Law died on the 23rd and I had to go to Isa Khel. I could not attend the Session on the 24th, so kindly grant leave for the 24th and oblige

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سردار صغیر احمد۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے:-

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ

مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ڈاکٹر حلیم رضا صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر۔ ۔ اب جن ممبران نے حلف نہیں اٹھایا وہ حلف لیں گے۔

ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر تاج محمد خانزادہ

مسٹر سپیکر۔ جناب وزیر اعظم 27-9-73 کو صبح 9 بجے اسلام آباد انٹرنیشنل ائرپورٹ پر واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میری بات قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف سے ہوئی تھی کہ اگر وہ 26 تاریخ کو تشریف لائے تو۔۔۔۔۔۔

آوازیں۔ ڈیڑھ بجے تشریف لا رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ ممکن ہے ڈیڑھ بجے وقت ہو گیا ہو۔ لیکن گورنر صاحب سے میری جو بات ہوئی تھی اس میں تو صبح 9 بجے تھا۔ بہر حال ہوائی جہاز کا آنا تو ہوائی جہاز کے لانے والے کے اور وزیر اعظم صاحب کے پروگرام پر ہے۔ مجھے گورنر صاحب کا مری جانے سے پہلے ٹیلیفون آیا تھا انہوں نے 27-9-73 صبح 9 بجے فرمایا تھا۔ لیکن آج مجھے کسی نے راولپنڈی سے فون کیا ہے کہ وہاں کے اخبارات میں شائد پروگرام چھپا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ پروگرام پڑھیے تو ٹیلیفون کا رابطہ ٹوٹ گیا اور بعد میں رابطہ قائم نہ ہو سکا۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے رات کو دس بجے کے قریب چیف پروٹوکول آفیسر فارن آفیئرز سے بات کی تھی ۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب ایک بج کر دس منٹ پر بعد از دوپہر تشریف لا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ بہر حال 26 تاریخ کو نہیں بلکہ 27 تاریخ کو تشریف لا رہے ہیں ۔ تو 73-9-27 کے لئے جو ایجنڈا جاری کیا گیا تھا وہ اب 73-9-26 کو لیا جائے گا ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 63 ہے ۔ جو موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میری دو تحاریک التوائے کار التوا میں ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری بھی تحریک التوا نمبر 49 اور 51 التوا میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ 73 نمبر بھی تابش الوری کی طرف سے ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس کو التوا میں کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب حاجی محمد سیف اللہ خاں کی تحریک التوا نمبر 85 لے رہا ہوں ۔ وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ اب میاں منظور احمد موہل کی تحریک التوا نمبر 90 لی جاتی ہے ۔

موضع نوطہ تھانہ مانگٹانوالہ میں زمینداروں کا مصلیوں کے گھر کو مسمار کرنا اور ان کا سامان جلانا

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک فوری اور اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور لاہور مورخہ 22 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق موضع نوطہ

تھانہ مانگٹ نوالہ میں گاؤں کے زمینداروں نے غریب مصلیوں کو تھانے میں لایا۔ اور ان کی عدم حاضری میں ان کا گھروندا مسمار کرکے گھر کا سامان چوری کر لیا غریب مصلیوں کی عورتیں روتی پٹتی تھانے پہنچیں تو پولیس نے ہدایت کی کہ علاقے کے جاگیردار کے گھر کوئی پنچائیت سے جا کر سامان واپس لے لیں اس ظلم و استبداد سے علاقہ بھر کے غریب عوام میں پولیس کے خلاف غم و غصہ اور بے اطمینان کی لہر دوڑ گئی ہے جس سے اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ - یہ میرے پاس نہیں ہے یہ کب موصول ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر - یہ 22 ستمبر کو موصول ہوئی ہے۔

وزیر اعلیٰ - میرے پاس اس سلسلے میں کوئی تحریک التوا نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر - اس کو پنڈنگ کر دیتے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔

وزیر اعلیٰ - دریافت کر لیں۔

میاں منظور احمد موہل - ان پر تو مجھے یقین ہے لیکن ڈی۔ آئی۔ جی صاحب ان کی بات نہیں سنیں گے۔

وزیر اعلیٰ - مان لیں گے۔ (قہقہہ)

میاں منظور احمد موہل - پھر میں اسے واپس لیتا ہوں۔

محکمہ مال کی طرف سے تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے کسانوں سے دو سال کے مالیہ کی طلبی

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور مورخہ 22 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق محکمہ مال نے تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے کسانوں سے دو سال کا مالیہ طلب کر لیا ہے۔ حالانکہ ان کی تقریباً تمام اراضی دو فصلوں کی مدت کے دوران ہندوستانی قبضہ میں رہی ہے لیکن محکمہ مال مالیہ وصول کرنے پر مصر ہے۔ حالانکہ گورنر پنجاب کافی عرصہ پہلے یہ مالیہ معاف کر چکے ہیں۔ سرکاری حکام گورنر پنجاب

کے مالیہ معاف کرنے کے اعلان کی پرواہ نہیں کرتے ہیں ۔ اس خبر سے نہ صرف تحصیل شکر گڑھ بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں محکمہ مال کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ جس سے اضطراب و ہیجان کا پیدا ہونا یقینی امر ہے ۔

Malik Sahib will the matter be looked into and the House informed accordingly:

وزیر اعلیٰ ۔ انشاءاللہ ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے میری 63 نمبر تحریک التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس سلسلے میں ہے ۔ بہت سی تحاریک التوائے کار سیاسی صورت حال سے متعلق ہیں ۔ سیلاب سے متعلق ہیں ۔ مہنگائی سے متعلق ہیں اور قیمتوں میں ضروری کمی سے متعلق ہیں ان کے لئے دن مخصوص کر دئے گئے ہیں ان پر عام بحث ہوگی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اس کے مخصوص واقعات ہیں ۔

مسٹر سپیکر یہ مخصوص واقعات آپ اپنی تقریر میں بیان کر لینا ۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب یہ چاہتے ہیں کہ اس پر عام بحث ہو اور اس سلسلے میں دوسرے ممبران نے بھی اہمیت دی ہے ۔ فاضل رکن کو تقریر کا موقع دیا جائے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں کہ خصوصی طور پر موقع دیا جائے گا ۔ ایک دن سیاسی معاملات کے بارے میں اخبارات میں اعلان ہوا ہے اور صرف ایک دن مہنگائی کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔ اس میں نہ سیاسی صورت حال ہے نہ مہنگائی کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو تقریر کا موقع دونگا آپ تشریف رکھیں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ بحث ہوگی ۔ لیکن اس پر کتنا وقت صرف ہوگا یہ فیصلہ ہونا باقی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ وہ فیصلہ ہو چکا ہے ۔ آپ یہ فیصلہ تو فرمالیں کہ ایک دن کے لئے بحث ہوگی یا دو دن کے لئے بحث ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ فیصلہ دونوں راہنماؤں نے کرنا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔جناب والا ۔ میں سردار صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں نے کل چیف منسٹر صاحب سے اس سلسلے میں بات کرنا تھی ۔ لیکن وہ تشریف لے گئے تھے ان سے ملاقات نہیں کر سکا ۔ آج ہم کسی وقت مل کر فیصلہ کر لیں گے اور اس کو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ ایک دن مہنگائی کے لئے دیا جائے اور ایک دن سیاسی صورت حال کے متعلق دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب میں نے تحریک التوا نمبر 91 پڑھی تھی اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ

The matter will be looked into and the House will be informed accordingly.

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو آرڈر واپس لئے جائیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر ملک حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو دفعہ آپ کا نام پکارا گیا تھا ۔ آپ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

ڈاکٹر ملک حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ جب آپ نے تیسری مرتبہ میرا نام پکارا تھا تو میں ہاؤس میں داخل ہو چکا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو آپ مجھے اشارہ کر دیتے کہ آپ آ گئے ہیں ۔

ڈاکٹر ملک حلیم رضا ۔ میں نے آپ کے احترام میں اشارہ کرنا مناسب نہیں سمجھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ موجود نہیں ہیں ۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر قریشی وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ اب سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 70 لی جاتی ہے ۔

پیپلز پارٹی بہاول پور کے موسیٰ سعید گروپ کا پیپلز پارٹی (کاظمی گروپ) کے جلسہ عام کو درہم برہم کرنا اور ایک سرکاری راشن ڈپو کا تالا توڑ کر لوٹنا

مسٹر سپیکر - سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "رہبر" بہاولپور مورخہ 14 ستمبر 1973ء کے مطابق 12 ستمبر کی شب پیپلز پارٹی بہاولپور کے موسیٰ سعید گروپ اپنے تحریک کار ساتھیوں کی مدد سے مہاجر کالونی بہاولپور میں منعقدہ پیپلز پارٹی (کاظمی گروپ) کے جلسہ عام کو درہم برہم کر دیا اور عین اس وقت جب قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی تھی مائک چھین کر سٹیج پر قبضہ کر لیا - بعد میں یہ گروپ اشتعال انگیز نعرے لگاتا ہوا اور لوٹ مار کی دھمکیاں دیتا ہوا ایک جلوس کی صورت میں کالونی کا گشت کرتا رہا - اسی دوران اس گروپ نے ایک سرکاری راشن ڈپو کو برسر عام تالا توڑ کر لوٹ لیا اور آٹا چینی آپس میں تقسیم کرکے جشن فتح منایا - پولیس خاموش تماشائی بنی رہی اور اس نے اس کھلی ڈکیتی اور امن شکنی کے جرم میں کسی کو گرفتار نہیں کیا جس سے وہاں سخت کشیدگی اور ہیجان پیدا ہو گیا -

وزیر اعلیٰ - اس کا نوٹس میرے پاس نہیں ہے - یہ کب موصول ہوئی تھی ؟

مسٹر سپیکر - یہ تو پہلے دن ہی موصول ہو گئی تھی -

وزیر اعلیٰ - لیکن اس کا نوٹس میرے پاس نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - بہر حال اسے نوٹ کر لیا جائے - یہ نمبر 70 ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - وزیر اعلیٰ صاحب کب اس کا جواب دیں گے ؟

مسٹر سپیکر - انہوں نے نوٹس لے لیا ہے - اس کا جواب آ جائے گا -

وزیر اعلیٰ - جناب - با - قا - عدہ -

علامہ رحمت اللہ ارشد - آپ جواب دینے کے بڑے ماہر ہیں مگر باقاعدہ نہیں -

وزیر اعلیٰ - میرے پاس تو تحلویک التواء کار کا پلندا ہے -

تحریک استقلال ملتان کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین مسٹر غفور سہیل کی والدہ اور بہن کو تھانے میں لا کر بٹھائے رکھنا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" مورخہ 11 ستمبر 1973ء کے مطابق تحریک استقلال ملتان کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین جناب غفور سہیل کے گھر ملتان پولیس نے 28 اگست کو چھاپہ مارا تو وہ گھر میں موجود نہیں تھے ۔ پولیس نے ان کی والدہ اور بیوی کو بے دردی کے ساتھ پیٹا اور پھر انسپکٹر ان کی ضعیف والدہ کو تھانے میں لے گیا جہاں انہیں رات کے ایک بجے تک بٹھائے رکھا گیا ۔ اس سے اگلے روز ان کی بہن کو تھانے لے جایا گیا ۔ اس طرح نہ صرف پولیس نے قانون اور ضابطے کی دھجیاں بکھیریں بلکہ انسانیت سوز ظلم اور پستی کی انتہا کر دی جس سے عوام میں نفرت اور غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اسی موضوع کے متعلق تحریک التوا نمبر 24 میری بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ مہربانی فرمائیں کہ جو میرے پاس تحاریک التوائے کار ہوں وہی لے لیا کریں اور میرے پاس کافی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس جو ہیں وہ سیلاب کے متعلق ہیں یا سیاسی صورت حال کے متعلق ہیں ۔ تو آپ لوٹ کر لیں ۔ میں ان سب کو کل لے لوں گا ۔ میں نمبر 64 لے رہا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں لوٹ کر لیتا ہوں ۔ تحریک التوا نمبر 68 غفور سہیل کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ہاں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس کے متعلق جواب مختصر یہ ہے کہ یہ بالکل شرانگیز لغو اور بے بنیاد ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ الزام لغو اور بے بنیاد ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ شرانگیز ۔ لغو اور بے بنیاد ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب کون لغو اور بے بنیاد ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ الزام ۔ یہ الزام شرانگیز ۔ لغو اور بے بنیاد ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister In-charge it is disposed of.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں insist کرتا ہوں کہ یہ الزام بالکل درست ہے ۔ ملک کے تمام اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے اور وہاں اس سلسلے میں مظاہرہ ہوا ہے ۔ ان کی اہلیہ اور بچوں کو پیٹا گیا ہے اور یہ کتنی شرمناک بات ہے ۔

Mr. Speaker : The Chief Minister has made a very categorical statement.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں بھی categorically یہ عرض کر رہا ہوں یہ الزام درست ہے اور میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ اس قسم کی تشدد آمیز کارروائیوں کو ختم کیا جانا چاہئے ورنہ ملک میں اخلاق ۔ ادب اور تمام نظام تہہ و بالا ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker : I have disposed it of accordingly.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب یہ تو زیادتی ہے کہ اس طرح تقریر کی جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب میں insist کرتا ہوں کہ اسے ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وہ کچھ شک و شبہ کی زبان استعمال کرتے تو میں اسے ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ۔ اگلی تحریک التوا مسٹر منظور احمد وہل صاحب کی ہے ۔

I am on a point of order, Sir. ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

گذارش یہ ہے کہ جناب نے رولنگ دے دیا ہے اس میں تو میں کچھ گذارش نہیں کر سکتا ۔ لیکن ایک چیز کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ صرف کسی وزیر صاحب کا یہ کہہ دینا کہ وہ کلیتہً اس کی تردید کرتے ہیں ناکافی ہے اور یہ اس بات کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتا کہ آپ تحریک التوا کو مسترد کر دیں ۔ اس خاص واقعہ کے متعلق بھی یہ ہے کہ ملک بھر کے اخبارات میں شائع ہوا ہے اور محکمہ اطلاعات کی طرف سے اس کی کوئی تردید نہیں بھجوائی گئی ۔ کسی اخبار میں اس کی کوئی تردید شائع نہیں ہوئی تو اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب کس طرح فرما سکتے ہیں کہ واقعہ شر انگیز ہے اور بے بنیاد ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے فرما دیا ہے کہ یہ واقعہ بے بنیاد ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کے کہنے کے باوجود کہ اس پر نہیں بولنا چاہئے پھر بھی جناب ارشاد فرما رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس طرح سے ہو کہ تمام وزیر اس سے انکار کرتے جائیں یا اس کی تردید کرتے جائیں اور آپ اس پر فیصلہ کرتے جائیں تو کوئی بھی تحریک منظور نہیں کی جا سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تردید اور تردید میں فرق ہوتا ہے ۔ جس طرح انہوں نے specific کہا ہے واقعہ کی تردید ہو جاتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب ۔ وہ تو میں مانتا ہوں لیکن جو زبان انہوں نے آج استعمال کی ہے وہ انہوں نے سال ڈیڑھ سال سے جب سے وہ برسراقتدار آئے ہیں آج تک استعمال نہیں کی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ رپورٹ ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جو رپورٹ آپ کو بھیجی گئی ہے وہ اتنی شائستہ اور اتنی اخلاق سے بہرہ مند ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ واضح ۔ جامع ۔ پر معنی اور نتیجہ خیز ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جو لفظ "الزام" استعمال کیا ہے مہربانی کرکے اسے واپس لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ تحریک التوا میں جو الزام لگایا گیا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ۔ الزام لگانے والا بھی اس وقت آپ کے سامنے ہے ۔ یہ وہ کہہ رہے ہیں یا ایک ایم پی اے صاحب کہہ رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ لغو ہے ۔ لغو کے لفظ کے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ غیر پارلیمانی ہے اور انہیں یہ واپس لینا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اصل میں ممبر کی طرف اشارہ نہیں ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ فلاں اخبار میں یہ الزام لگایا گیا ہے ۔ تو ریفرنس اخبار کی طرف ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ یہ الفاظ بالکل درست نہیں اور ان کو واپس لینے چاہییں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے خان صاحب کی بات میں بڑا وزن ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

تحریک استقلال ملتان کے رابطہ کمیٹی کے چیئرمین مسٹر غفور سہیل کی گرفتاری اور اس کی والدہ ۔ بیوی اور بہن کے ساتھ پولیس کا تشدد

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" لاہور 2 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق مسٹر غفور سہیل چیرمین رابطہ کمیٹی تحریک استقلال ملتان کو غنڈہ ایکٹ کے تحت جیل میں ڈالا گیا ۔ ان کی والدہ ، بیوی اور ہمشیرہ پر انسانیت سوز مظالم کئے گئے ۔ پولیس نے غفور سہیل کی ساٹھ سالہ والدہ کو بالوں سے گھسیٹا ۔ علاوہ ازیں ان کی بیوی اور جوان ہمشیرہ کو بھی تھانہ میں لے جا کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا ۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے لوگوں میں سراسیمگی ، دہشت پھیل گئی ہے اور پولیس کے خلاف سخت اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

یہ بھی اصل میں وہی واقعہ ہے ۔ جو سید ناہش الوری کی تحریک التوا میں ہے ۔ اس میں دھرایا گیا ہے ۔

It is also disposed of accordingly.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ کیا میں عرض کر سکتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ یہ پولیس کی رپورٹ کو میمبران اور اخبارات کی خبروں پہ فوقیت دی جائے زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ قرار دے دیں کہ یہ چونکہ روز مرہ کے کے واقعات ہیں ، اس لئے ان میں کوئی خاص بات نہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو وزیر صاحب کا بیان ہے ۔ ان اختیار میں تھا کہ وہ اپنی پولیس کی رپورٹ سے اتفاق نہ کرتے اور اگر کوئی اس میں مزید انکوائری مناسب سمجھتے تو کروائے ۔

میاں منظور احمد وٹو : ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ان کی والدہ ، بیوی ، بہن اور ہمشیرہ کو تھانے میں لے جا کر ان کی اس طرح سے بے عزتی نہیں ہونی چاہیے ۔

مسئلہ استحقاق

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : جناب والا ۔ میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ پھر کل لے لیں گے ۔ غالباً میری غیرحاضری میں شمیم صاحبہ اس کی consent دے چکے ہیں ۔ کیا انہوں نے آپ کا نام پکارا تھا ؟

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : جی ہاں ۔ تو کیا کل ہوگی ؟

مسٹر سپیکر : میں اسے ابھی لے رہا ہوں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ایم پی اے کے ساتھ سب انسپکٹر پولیس مسمی صوفی عبدالعزیز کا ناروا سلوک اور دفعہ 144 کی خلاف کے الزام میں جھوٹا مقدمہ قائم کیا جانا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر حلیم رضا ایک اہم مسئلے پر تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ مورخہ 9-9-73ء کو محلہ امین آباد تھانہ فیکٹری ایریا لائل پور میں ہیلپ پارٹی لائل پور کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے متعلق ڈپٹی کمشنر لائل پور سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی گئی تھی ۔ لیکن اجلاس کے دوران ایک سب انسپکٹر مسمی صوفی عبدالعزیز نے

انتہائی نازیبا ناروا اور غیر مہذبانہ الفاظ میں استفسار کیا ۔ میں نے جواب دیا کہ اجازت نامہ موجود ہے ۔ اس کے باوجود میرے خلاف ضابطہ 144 کی خلاف ورزی کے الزام میں زیر دفعہ 188 ۔ ت پ جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا گیا جس کی مقامی اور قومی اخبارات میں تشہیر کی گئی ہے جس سے میری عزت شہرت اور استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ براہ کرم مقامی پولیس کے اس معاندانہ رویہ کو زیر بحث لایا جائے اور اس کے ضابطگی پر متعلقہ اہل کاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے ۔

شیخ صفدر علی : اس تحریک کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ، آپ کیا جانتے ہیں کیا اس کو ہاؤس میں زیر بحث لایا جائے ؟

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیا جائے ۔

Mr. Speaker : It is referred to the Committee on Privileges. The report to come within a fortnight.

صوبہ میں سیلاب سے متعلقہ امور پر بحث

مسٹر سپیکر : چودھری محمد نواز ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کا جہاں تک تعلق ہے ، اس کے متعلق ایوان کی دونوں اطراف سے یہ کہا گیا ہے کہ اس قسم کا سیلاب ، اس قسم کا پانی کا طوفان ، unprecedented قسم کا ، جس کی مثال نہیں ملتی ، پنجاب میں آیا ہے ، اس قدر تباہی اور نقصان کا موجب بنا ہے کہ آج تک کسی زندہ آدمی کی یاد داشت میں ایسی تباہی اور نقصان کا نقشہ موجود نہیں ۔ اس طرف سے یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ اس سیلاب کے آنے سے پہلے کشمیر میں unprecedented قسم کے واقعات ہوئے لیکن اس کے متعلق یہاں اس صوبے میں اس حکومت نے کسی کو خبردار کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور محض آئین کے جشن کی تیاریوں میں مصروف رہے اور اس کا جواز جناب وزیر تعلیم نے یہ دیا کہ چونکہ یہ آئین پچیس سالوں بعد ملک کو نصیب ہوا اس لیے اس کا جشن منانے کی تیاری کرنا کوئی غیر ضروری بھی نہ تھا ۔

Mr. Speaker : Please don't misquote. After all I have some responsibility and I can't permit an irrelevant and irresponsible speech here and a reference to that which has never been said. He never said that and it is very unfair.

مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسا ذمہ دار آدمی اس کو misquote کر رہا ہے ۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہ جشن منسوخ ہو گیا تھا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : چلیے جناب ، جس طرح آپ نے فرمایا ہے ۔ آپ کے احترام میں میں اسے دھراتا نہیں ۔ چونکہ آپ اصرار کرتے ہیں کہ یہ نہیں کہا گیا اس لیے میں اس کو واپس لیتا ہوں ۔

جناب والا ! اس سیلاب کے سلسلے میں سب سے زیادہ تباہی پنج ند کے مقام پر ہوئی ۔ پنج ند سے تباہی کا آغاز ہوا اور جیسا کہ کل اس ہاؤس میں بتایا گیا ہے کہ علی پور تحصیل کے تین تھانے ، تھانہ شہر سلطان ، تھانہ سیت پور اور تھانہ کنڈئی مکمل طور پر زیر آب آ گئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پنج ند کے قریب دایاں بند کو توڑنے کی تجویز حکومت کے زیر غور تھی ۔ لیکن وہ تجویز کبھی بھی پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور یہ حیرانی کی بات ہے اور یہ عجیب اور اچنبھے کی بات ہے کہ پچیس فٹ بلند بایاں بند جس کے متعلق وزیر انہار نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ اتنا مضبوط بند تھا کہ اس کا کسی وقت ٹوٹنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا ۔ کوئی توقع نہیں تھی لیکن یہ اس طرح ٹوٹا کہ اس میں بیک وقت دس بڑے بڑے شگاف پڑ گئے ۔ تو جناب والا ۔ جس طرح کل اس ہاؤس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اتنے بڑے بلند بند میں جو اتنا مضبوط تھا اس میں یہ کسی طرح سے بھی یہ امکان نہیں ہو سکتا کہ وہ خود بخود ٹوٹ جائے اور اس میں بڑے بڑے شگاف پڑ جائیں ۔ عام تاثر یہ ہے کہ بند ارادتاً جان بوجھ کر توڑا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ پانی پنجاب کے علاقوں میں بکھر جائے اور خاص طور پر اس بد نصیب علاقے میں بہاول پور کے former علاقے میں بکھر جائے جہاں سے اس پارٹی کو اکثریت نہیں ملی تھی اور زیادہ ممبران جو تھے وہ مزب اختلاف کے تھے ۔ یہ کھیل محض اس لیے کھیلا گیا جناب والا ۔ کہ اس پانی سے سندھ کے صوبے کو بچایا جائے ۔ میں یہ بڑی ذمہ داری سے اس ہاؤس میں عرض کرتا ہوں کہ اس پانی کو پنجاب کے وسیع و عریض علاقے میں جان بوجھ کر چھوڑا گیا اور انجینئرز کے

مشوروں سے توڑا گیا اور زیادہ سے زیادہ علاقے کو غرق کیا گیا ۔ سندھ کا جہاں تک تعلق ہے جناب والا ۔ اس میں بڑا معمولی قسم کا نقصان ہوا ہے جس کو اخبارات میں بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے اور صرف ایک مقام پر صرف مورو کے مقام پر جو نواب شاہ کے ضلعے میں ہے جہاں بیان کیا جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ نقصان ہوا ۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں اور مجھے بڑے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مورو کا علاقہ وہ علاقہ ہے جہاں پنجابی آباد کار زیادہ سے زیادہ آباد ہیں اور حکومت نے ان کو زبردستی وہاں سے نکالنے کے لیے مورو کے شہر کو اور مورو کی آبادی کو خاص طور پر ارادتاً تباہ کیا اور تمام سندھ میں کوئی قابل بیان نقصان نہیں ہوا ۔

اس کے علاوہ جناب نے محسوس فرمایا ہو گا اور یہاں مطالبہ بھی کیا گیا ہے ہماری طرف سے بھی اور ہاؤس کی طرف سے بھی کہ جو ٹریکٹر اس بد نصیب علاقہ کو آپ نے مختص کیے ہیں ، الاٹ کیے ہیں ان ٹریکٹروں میں سے ان کی تعداد کتنی ہے اور یہ امر قابل بیان ہے کہ اس ملک کی 1/3 حصہ پیداوار جو ہے وہ اس صوبے میں ہوتی ہے ۔ لیکن جب پانی کی الاٹمنٹ کا قصہ آتا ہے ، ٹریکٹروں کی الاٹمنٹ کا قصہ آتا ہے ، کھاد کی الاٹمنٹ کا قصہ آتا ہے تو جواب گول کر دیا جاتا ہے ۔ یہ نہیں بتایا جاتا کہ اس بد نصیب خطے کو اس کی ضروریات کے مطابق اس کی ضروریات کی چیزیں کیوں مہیا نہیں کی جاتیں ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ اطلاع جو ہے اسے جان بوجھ کر ارادتاً روکا گیا ہے تاکہ اس علاقے کو جہاں جہاں پر سیلاب آیا ہے اتنا بڑا نقصان ہوا ہے اس کی تلافی پوری طرح نہ ہو ۔ جناب والا ۔ اتنے بڑے عظیم نقصان کی موجودگی میں حکومت کو چاہیے تو یہ تھا کہ اس ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کے ساتھ تعاون کرتی اور خود دعوت دیتی کہ وہ اس میں شریک ہوں ۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ جہاں کہیں حزب اختلاف کی پارٹیوں نے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے کیمپ لگائے ۔ جہاں کہیں لوگوں کی امداد کے لیے انتظام کیا ان کے کیمپوں کو لوٹا گیا ۔ ان کو پیٹا گیا اور ان کے کیمپوں کو ختم کر کے ان کو دھکے دے کر وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا ۔ یہ اتنی شرمناک بات ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی جواز نہیں تھا ۔

اس کے علاوہ جناب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ساری قوم کی توجہ اس طرف مرکوز کرائی جاتی ، حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے بجائے اس کے کہ تمام لوگوں کا تعاون حاصل کیا جاتا جن لوگوں نے عوامی حقوق کی بحالی کے لیے تحریک شروع کی تھی ان کو بر سر عام پیٹا گیا اور ننگا کر کے برف کی سلوں پر لٹایا گیا ۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی گئی اور اس قدر ان کو پیٹا گیا کہ ملک قاسم کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور جناب حمزہ کی آنکھ ہمیشہ کے لیے ضائع ہو گئی ۔ یہ ہے سیلاب کے سلسلے میں جناب والا ۔ ہماری حکومت نے جو علاج کیا تھا ۔

(قطع کلامیاں)

سردار صغیر احمد : جناب والا ۔ معزز ممبر موضوع زیر بحث پر تقریر نہیں کر رہے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب اب موضوع زیر بحث سے متعلق تقریر کریں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو سیلاب کا علاج ہماری حکومت نے کیا ہے ۔ بجائے اس کے کہ ساری قوم کو اعتماد میں لیا جاتا اس نے تشدد کی راہ اختیار کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے پہلے بھی آپ سے یہ کہا ہے کہ اس وقت سیلاب کی بحث تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھیں ۔ اگر آپ نے سیاسی صورت حال پر بحث کرنی ہے تو پھر آپ کو جب اس کا موقع ملے گا اس وقت آپ کو جو کہنا ہوگا کہہ لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک قطعی طور پر مانی ہوئی ، قبول شدہ بات ہے کہ ملک پر اگر کسی قسم کی بے مثال قسم کی آفت آئے مثلاً اسی قسم کا اگر بے مثال سیلاب ہو تو اس وقت حکومت تمام جماعتوں کا اور ملک کے تمام طبقات کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ لیکن میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ بجائے اس کے کہ حکومت تعاون حاصل کرتی اس نے تشدد کی راہ اختیار کر لی ۔

وزیر خزانہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے واضح طور پر یہ فرمایا

ہے کہ یہ irrelevant تقریر ہے اور معزز اراکین نے اس پر نکتہ چینی کی ہے۔ جناب والا ۔ پھر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل مقرر یہ بھی فرما دیں کہ اتنا بڑا بے مثال سیلاب آیا ہوا تھا تو کیا حزب اختلاف کی جماعتیں اس سیلاب میں شرکت سول نافرمانی کی تحریک چلا کر کرنا چاہتی تھی ؟ (شیم ۔ شیم) ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جب مجھے اجازت مل گئی اور جناب کی طرف سے بھی مجھے اجازت ہوگی تو میں اصل حقیقت حال عرض کروں گا ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : جناب حنیف رامے کی خدمت میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت میر غوث بخش بزنجو اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا گیا تھا اور بلوچستان کی صورت حال برباد کی گئی تھی کیا اس وقت بھی سیلاب آیا ہوا تھا ؟ مجھے اس بات کا جواب دیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ۔ میں تو خوش آمدید کہوں گا اس بات کو اور جیسے جناب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے .....

مسٹر سپیکر : بہتر ہے کہ اس سارے مسئلے کو یہیں چھوڑ دیا جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ۔ مجھے invite کیا گیا ہے اور میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی وضاحت کر سکوں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میں اس پر مزید روشنی ڈالوں ۔ میں صرف آپ کی اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب آپ کا صرف ایک منٹ باقی رہ گیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : تو میں جناب یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سیلاب کا علاج کرنے کی بجائے اور لوگوں کی امداد کرنے کی بجائے اس حکومت نے یہ سوچا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ اس ملک کی بیشتر محب وطن آبادی کو خوف زدہ کرنے کے لیے ، ڈرانے کے لیے ، دھمکانے کے لیے آمریت اور ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے کے لیے سیلاب کا بہانہ کر کے ان کے ساتھ سختاں کی جائیں ۔ ان کو اذیتیں دی جائیں ۔ ان پر مظالم کئے جائیں جن کی مثال سکھوں کے زمانے میں بھی نہیں ملتی ۔ انگریزوں کے بد ترین دور میں بھی نہیں ملتی ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ۔ میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب کی تقریر میں اس طرف سے مداخلت ہو رہی ہے اور ان کی تقریر کو خاموشی سے سنا نہیں جا رہا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے وقت نوٹ کیا ہوا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اور میں یہ عرض کروں گا کہ آج ہم ڈاکٹر عبدالخالق کو بولنے نہیں دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : مداخلت کریں گے یا موقع نہیں دیں گے ۔

میاں خورشید انور : کل انہوں نے موقع لے لیا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : انہوں نے جب جوابی تقریر کرنی ہے اس میں اتنی زیادہ مداخلت کی جائے گی کہ نہ آپ کے رپورٹرز اس کو نوٹ کر سکیں گے نہ پریس والے لکھ سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ شائد اس لمحے باہر لابی میں تھے جب میں نے پہلے سردار امجد حمید دستی کو ٹوکا ۔ سردار صاحب کی تقریر زیادہ تر سیاسی صورت حال پر ہوئی ہے سیلاب پر بہت کم ہوئی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ زیادہ ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی ضرورت اور اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اسی لئے فاضل قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان نے اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ اس مسئلہ پر خصوصی بحث ہوگی ۔ میں نے بھی انہیں ٹوکا ہے ۔ ایوان کے اکثر ممبران نے اس پر اعتراض کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ واجب اعتراض ہے میں اس بات سے کسی کو نہیں روکونگا کہ وہ سیاسی صورت حال کا ذکر نہ کرے لیکن اگر تقریر اس پر تفصیل سے ہوئی ہے تو وہ یہ موقع نہیں ہے میں اس پر ٹوکوں گا ۔ یہ بات کہ حکومت نے یہ کیا یہ سرسری [illegible] ہے لیکن یہ تفصیلات کہ حمزہ سے یہ ہوا ۔ ملک قاسم سے یہ ہوا ۔ فلاں سے یہ ہوا یہ آج کے مسئلہ کی تفصیلات نہیں ہیں ۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر فاضل رکن کو یہ حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے انداز میں جس طرح تقریر کرنا چاہتا ہے کرے میں اس مسئلہ میں کوئی guide نہیں ہوں کیونکہ یہ ایک خصوصی اجلاس ہے

قائد حزب اختلاف کے جذبات غالباً اس وجہ سے ہیں کہ ممبران نے اعتراض کیا ہے لیکن اس اعتراض میں کافی وزن تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک کسی تقریر کی relevancy کا سوال ہے کہ ممبر متعلقہ ہے یا غیر متعلقہ اس کے فیصلہ کرنے کا کلیتاً اختیار آپ کو حاصل ہے ۔ میں آپ کی وضاحت کا شکر گزار ہوں لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ ملک قاسم اور حمزہ کا ذکر کیا تھا تو یہ ایک حوالے کے طور پر تھا ۔ اس پر آپ کو ہمارے سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن رائے یا آرڈر جو بھی ہوگا وہ آپ کا چلے گا میری رائے نہیں چلے گی ۔ سردار صاحب کہنا یہ چاہتے تھے میں لابی میں بیٹھا سن رہا تھا کہ ایسے قومی المیے اور اتنے بڑے سانحے جس کو un-precedented کہا گیا ہے اس وقت تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر حکمران جماعت قومی سطح پر مقابلہ کرتی تو شائد اس سے تباہی اتنی بڑی نہ ہوتی ۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کا مقابلہ کرتی انہوں نے اپنے سیاسی حریفوں پر تشدد شروع کر دیا ہے ۔ یہ میری رائے میں ایک حوالہ کے طور پر تھا ۔ جیسے آپ کی رولنگ ہے وہ بجا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اس پر کچھ مزید کہنے سے گریز کرتا ہوں ۔ وزیر خزانہ نے مجھے invite کیا تھا اس لئے میں نے کچھ باتیں کہیں جو جناب والا کو ناگوار گزریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے اعتراض بہت بعد میں کیا ہے ۔ میں نے آپ کو اس سے بہت پہلے ٹوکا ہے ۔ سردار صاحب آج کم از کم جنرل observation نہیں کرنی چاہئے ۔ میں نے تو آپ کو تقریر کے تیسرے منٹ میں ٹوکا تھا اور حنیف رامے صاحب آپ کی تقریر کے غالباً تیرھویں منٹ میں کھڑے ہوئے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں اس واقعہ سے گریز کروں گا ۔ میں اپنی تقریر کو wind up کرتا ہوں ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے نہایت درد دل سے حکومت کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس قومی المیہ کو حل کرنے کے لئے جس طرح اب انہوں نے ابتدا کی ہے کہ دفعہ 144 کی

پابندیوں کو ہٹا دیا ہے اس طرح نہایت فراخ دلی سے آئندہ بھی تعاون حاصل کریں تو اس ملک کی تمام پارٹیاں چاہے ان کا نقطہ نظر کچھ ہو وہ آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان کا تعاون اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے کہ ضلعوں ۔ تحصیلوں اور دیہات میں جہاں کہیں آپ ریلیف کا کام کرنا چاہتے ہیں بجائے اس کے کہ ایک خاص ٹولے کو جس پر لوگوں کا اعتماد ختم ہو چکا ہے ۔ جنہوں نے بلیک مارکیٹنگ کی اور تقسیم میں اس طرح دھاندلیاں کیں جس کی وجہ سے مہنگائی اپنے زوروں پر ہے بجائے اس کے کہ اس ٹولے کو اس تقسیم کے کام پر لگا کر حالات کو بد سے بدتر اور بدترین بنائیں یہ بہتر ہو گا اور میں التجا کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ کم از کم آنے والے وقت میں آپ ہماری جماعتوں کا اور اس قوم کے تمام طبقات کا تعاون حاصل کیا جائے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کار خیر میں ہم آپ سے کسی طرح پیچھے نہیں رہیں گے ۔ دامے ۔ درھمے اور قدمے ہم امداد کریں گے اور یہ آپ کی امداد نہیں ہو گی ۔ نہ آپ کی خوشامد ہو گی بلکہ یہ اس قوم کی امداد ہو گی جو اس وقت اس قدر شدید درد اور مصیبت میں مبتلا ہے ۔ میرے خیال میں آپ اس طرف توجہ دیتے ہوئے اپنی پارٹی پالیٹکس سے بالاتر ہوتے ہوئے تمام تر توجہ ملک کے مختلف طبقات کا تعاون حاصل کرنے کے لئے مرکوز فرمائیں گے اور میری باتوں سے درگزر کریں گے کیونکہ اس میں کچھ باتیں ایسی بھی تھیں جو آپ کو چبھی ہیں ۔ آپ کو پسند نہیں آئیں لیکن وہ باتیں واقعات پر مبنی تھیں ان کو پس پشت رکھنا ان کو چھپانا ان کو ایک طرف رکھ کر ظاہر نہ کرنا میرے فرائض میں کوتاہی ہو گی اگر میں آپ کے سامنے بیان نہ کرتا کیونکہ اس سیلاب کی تباہ کاریوں اور مزید نقصان ہونے کی وجہ یہ بھی ہے ۔

جناب والا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

بیگم آباد احمد خان (پی پی 183 حلقہ خواتین نمبر 3) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے اس بحث سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا کہ سیلاب کیوں آیا اور کون اس کا ذمہ دار تھا ۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہے ۔ میں صرف تعمیری صورت میں عرض کروں گی ۔ اس وقت دور اندیشی کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں جیسا کہ 1965ء کی جنگ میں ہم لوگوں نے باہمی اتحاد سے کام کیا تھا ۔

اسلام کی تاریخ میں جو کردار مسلمانوں کا ہے وہ ہمیں اس وقت نظر آیا تھا۔ اس وقت چار ضروری چیزیں ہیں جو میں عرض کرتی ہوں۔

1۔ فصل کاشت کر کے جتنا نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کے لئے پوری توجہ ہونی چاہئے۔

2۔ سردی کا موسم قریب آ رہا ہے۔ غریب ابھی تک سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو آباد کریں۔ آباد کاری کی صورت قدرت کو شائد منظور تھی کہ بہتر صورت میں آباد ہو جائیں۔ عوام اور دیہات کو اتنی بڑی آزمائش میں ڈالا گیا کہ اس سے ہم یہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ ہم ان کو صحیح طریقے سے آباد کریں۔ اگر انہوں نے ٹیڑھی ترچھی جگہوں پر گھر بنا لئے۔ ٹیلوں کے اوپر گھر بنا لئے تو حالت اور بھی بدتر ہو جائے گی۔

3۔ جناب والا تیسری چیز گرانی ہے۔ باہر سے جو بھی امداد آ رہی ہے۔ عوام میں جذبہ بھی ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں جذبہ ہے کہ وہ مصیبت میں غریبوں کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں اگر کسی قسم کے ٹیکس بڑھائے گئے تو یہ عوام پر بوجھ ہو جائے گا اس لئے ٹیکس کی بجائے اگر دوسری صورت سے وصول کیا جائے اور گھر کی آخری چیز بھی لے لیں جیسے حضرت ابوبکر رضہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کی آخری چیز بھی لا کر رکھ دی تھی تو وہ عزت کی چیز ہے۔ جس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں اس پر نیا ٹیکس لگائیں گے یہ ذرا تکلیف دہ چیز ہے۔

4۔ جناب والا۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ فوجیوں کے آنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ آئین کا جشن منایا جا رہا تھا۔ ایک وقت میں بزنجو کی گرفتاری عمل میں آ رہی تھی ویسے کام بند نہیں ہوا کرتے دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلا کرتی ہیں۔ بہادر قومیں ہر چیز کو برداشت کیا کرتی ہیں۔ درست یہ ہوتا ہے کہ جس چیز پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے وہی ہو جس چیز پر کم توجہ کی ضرورت ہو اسے بھی بھول نہ جائیں۔ اگر ہم اس وقت فوجیوں کی آمد پر ڈھولک بجانے شروع کریں ویسے ہمارے لئے وہ بھی انتہائی احترام کی چیز ہے۔ مجاہدوں کا آنا بھی ہمارے لئے انتہائی خوشی کی چیز ہے۔ یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو بسانا چھوڑ دیں۔

لوگ کاشتکاری کرنا چھوڑ دیں اور اس کی طرف توجہ دینا چھوڑ دیں ۔ اس سیلاب اور دشواری میں لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔ حکومت اور ایک ذمہ دار قوم کو اپنا فرض ساتھ ساتھ ادا کرنا چاہئے ۔

جناب والا۔ تعمیر کے منصوبے ایسے ہونے چاہئیں جیسے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے ۔ صادق آباد جو پہلے بسا ہوا تھا وہ نیچی جگہ پر تھا۔ بیچارے مہاجروں اور اجڑے ہوئے لوگوں نے آ کر بسانا تھا ۔ وہ کٹورا تھا سوچنے کی چیز ہے اس کا نام ہی کٹورا رکھا گیا ۔ وہ بدنصیبی سے یا منصوبہ بندی سے اپنی آبادی نہیں کر سکے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جنہوں نے نیچی جگہوں پر گھر بنائے انہوں نے نقصان اٹھایا ۔ ہم اب جو آبادکاری کر رہے ہیں اس میں ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے جو گھر گرے ہیں یا ہمارے دیہات مسمار ہو گئے ہیں انہیں اونچی جگہوں پر ایک منصوبہ بندی کے تحت بنایا جائے تاکہ ہمارے خوبصورت دیہات تیار ہو جائیں ۔ شہروں پر بوجھ کم ہو دیہاتوں میں جان پڑے۔ ہم انہیں اتنا اونچا کر دیں کہ وہ شہروں سے ٹکر لے سکیں ۔ ان میں دستکاری کے ادارے ہوں ۔ ان میں مایں ہوں کارخانے ہوں ۔ اس کی بنیاد رکھی جائے یہ نہیں کہ وہ ایک دن میں تیار ہو جائیں گے ۔ قوم کی تعمیر ایک دن میں نہیں ہوتی ۔ اس صورت میں ہمیں اس کام کو کرنا ہے ۔ اس طرح کاشت کے سلسلے میں ٹریکٹر ۔ کھاد ۔ بیج اور کیڑوں کو مارنے والی دوائیں نہروں کی درستگی ان سب چیزوں پر توجہ کرنی ہے ۔ اس میں یہ ہے کہ اگر ہم ایک چیز سے غفلت کر لیں گے تو اس وقت ہمارا بویا ہوا اناج جو زمین میں شاداب ہے وہ کل کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے سوکھ جائے گا ۔ یہ ایک دن کا صدمہ نہیں بلکہ 26 سال کا ماتم ہے ۔ ہم نے بنیادی و تعمیری کام کرنا ہے ۔ پاکستان کی تباہی جن جن ہاتھوں سے ہوئی وہ ہمارا زخمی دل جانتا ہے ۔ ہم قربانیاں دے کر آئے تھے ۔ ہم جانتے ہیں اس کی قدر ۔ قائد اعظم نے کیوں پاکستان مانگا تھا ؟ آپ نہیں جانتے کہ کیوں مانگا تھا ۔ آپ ہمارے ملک قوم و قائد کی توہین نہ کریں ۔ پاکستان اس لئے مانگا گیا تھا کیونکہ ہندو نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان بچے یا وہ زندہ رہے ۔ جس طرح مسلمان ہند سے نکالے گئے تھے وہی سلوک ہندو مسلمان سے کرنا چاہتا تھا ۔ وہ نے [illegible]

کے کائے ہیں ۔ ہمارے حیثیت ویٹنگ روم میں بیٹھنے والوں کی طرح ہے لیکن صدمہ یہ ہے کہ نئی تعمیر کے لئے جو کام ہو رہا ہے اس میں حزب اختلاف کا تعاون نہ تھا ۔ میں کسی کا نام نہیں لوں گی ۔ میں ان کا احترام کرتی ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے ووٹ بھی دیا ۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ کو اپوزیشن میں آنا چاہیے تھا ۔ میں نے کہا کہ آپ کو ہمارے ساتھ آنا چاہئے تھا اس لئے کہ اپوزیشن پہلی دفعہ برسر اقتدار آئی ہے ۔ اچھا اب میں ختم کرتی ہوں ۔ بستیاں اجڑ گئیں آج کئی بستیاں ہیں جنہیں ہمیں بسانا ہے ۔ ہم ان کو بسائیں گے ۔ ساوا جھگڑا ملک اور قوم کا ہے اس کو نپٹائیں گے ۔ اس میں پاکستان کی عزت ہے اور دشمن کو نا خوش کرنے کا وقت ہے ۔ ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے ۔ جیسا کہ جناب حنیف رامے نے بتایا تھا کہ یہ وقت تحریک چلانے کا نہیں ہے ۔ اس وقت تو ہمیں ایک ہو جانا چاہئے تھا کتنے صدمے کی بات ہے کہ ایسی چھیڑ چھوری حرکتیں اس قوم کے ہاتھوں ہو رہی ہیں ۔ ایسی حرکتیں ایسی بلند قوم کرے ۔ مجھے اپنے اسلام اپنے ملک اور اپنی قوم پر ناز ہے اور میں ناز کرتی ہوں کہ ہندوستان کے مسلمان بڑے کردار کے مالک ہیں ۔ علامہ اقبال رح نے فرمایا تھا "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی" لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہمیں صحیح رہنمائی نہیں ملی اور جب ملی تو ہم نے اس کو ٹھکرایا اور ہم نے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تنگ پہنچانے کی کوشش کی اگر کوئی کمزوری ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرو ۔ ایک دوسرے کے دوست بنکر دکھاؤ اس مصیبت میں تو ایک ہو جاؤ ۔ میں سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا ۔ تعمیری کام کے طرف توجہ کیا جائے ۔ ملک اور قوم کی عزت بنائیے دیہاتوں کو اجاگر کیجئے اور زمین زرخیز بنائیے ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ جناب سپیکر ۔ سیلاب کے متعلق دونوں اطراف سے بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ اسے عذاب الہی بھی کہا گیا اور آسمانی آفت بھی ۔ لیکن میں اس کے متعلق یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری آزمائش کے لئے یہ سیلاب ہم پر نازل کیا ۔ مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اگر ایسا عذاب آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک اور قوم کو جگانے کے لئے

یہ عذاب آیا ۔ ہمارے صوبے کی جغرافیائی پوزیشن یہی ہے کہ اس میں سیلاب آتے رہے ہیں اور جب تک دریا قائم ہیں یہ چلتے رہیں گے اور انشاءاللہ یہ سیلاب بھی آتے ہی رہیں گے ۔ ان سے قبل بھی نقصان ہوتا رہا ہے لیکن جیسا کہ دونوں اطراف نے یہ مانا ہے کہ یہ ایسا سیلاب تھا جو اس سے پیشتر کبھی نہیں آیا تھا تو اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جس قدر پیپلز پارٹی اور گورنمنٹ نے اور جس مستعدی سے اور جلدی سے اس کی روک تھام کی وہ قابل ستائش ہے اور اس کی روک تھام کے لئے جس قدر اقدامات کئے میرا خیال ہے کہ کسی گورنمنٹ نے آج تک اس قدر مستعدی سے کام نہیں کیا ۔ جتنے کارکنان اس جانب ہیں انہوں نے کام کیا لیکن اپوزیشن پچھتاتی رہی ہے کیونکہ وہ خود اس میں شامل نہیں ہوئی وہ اس میں شامل نہیں ہو سکی جیسا کہ اپوزیشن کے ممبروں نے تسلیم کیا ہے ۔ محترمہ ریحانہ سرور خود گئیں لیکن جنہیں نہیں جانا تھا ان کو چاہئے تھا کہ وہ ان کا ڈوپٹہ اور چوڑیاں مانگ لیتے ۔ یہ ایسا وقت تھا کہ گورنمنٹ کا فرض نہیں ہے کہ وہ آپ کو آواز دیتی اور آپ کو بلائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک فرد کا یہ فرض تھا کہ ایسے وقت میں وہ جاتے اور کام کرتے لیکن انہوں تو سول نافرمانی کی تحریک چلانی تھی جس سے انہیں فرصت نہیں تھی ۔ انہوں نے یہی موزوں وقت تلاش کیا اور سوچا کہ یہی وقت ہے جب کہ ہم گورنمنٹ کو پریشان کر سکتے ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت اتنی کمزور نہیں ہے ۔ عوام ان کے پیچھے ہیں اور عوام نے جب یہ دیکھا کہ یہ ایک آسمانی آفت ہے تو انہوں نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا ۔ یہ ان کا ایمان ہے کہ سیلاب جب آئے گا تو وہ رک نہیں سکتا اور جب سیلاب آتے ہیں تو وہ پنجاب کے میدانوں میں سے ہو کر گزریں گے ۔ وہ پنجاب کے میدانوں میں سے پاس ہوئے اور سمندر میں جا کر گرے ۔ تو جناب والا گورنمنٹ کے پاس جتنے بھی ذرائع تھے ان کو اس نے استعمال کیا اور کم از کم نقصان ہونے کے بعد پانی کو باہر پھینکا گیا ۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا ۔ جو کچھ ایوب اور یحیٰی گورنمنٹ نے ہمیں دیا اسی کے مطابق حالات ہیں ۔ ہمارے ذرائع کم کر دیے گئے ۔ پھر بھی جو کچھ حکومت کے پاس تھا اس کے مطابق پوری جدوجہد کی گئی ہے اور آئندہ بھی ایسی جدوجہد ہوتی رہے گی ۔

بے شمار تجاویز دونوں اطراف سے آئی ہیں لیکن وہ ایسی ہیں جیسے کہ پرائیمری جماعت کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ کٹے پھٹے ساحل کے بارے بیان کرو۔ حکومت کے پاس جس قدر بھی ذرائع موجود ہیں ان کے مطابق سیلاب زدگان کی امداد کی جائے گی۔ میں آپ کو ایک نئی تجویز دیتا ہوں۔ جو زلزلہ تو میں ہوتی ہیں وہ دریاؤں کا رخ بدل دیا کرتی ہیں کیوں نہ ہم دریاؤں کو مجبور کریں کہ وہ اتنی جگہہ میں چلیں کہ آئندہ وہ باہر نکلنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ آئیں ہم سب مل کر یہ کام کریں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I am grateful to you for allowing me to speak on a very tragic flood which devastated our beloved land. Sir, the floods are not unknown to Punjab. The devastation of floods had been occurring in the past but it had never been so devastating as it had been this time, because in the past there had been certain guide-lines which had been laid down by the previous government and in case of imminent floods those guide-lines and actions were brought into operation so that the floods could pass through the country by inflicting the minimum damage both on life and property. I am at one with the whole nation in their grief for the flood stricken people of our country and this House including the whole nation without any difference in giving what ever aid which is humanly possible to the people who been facing this misfortune. Sir, I will not discriminate between persons and persons on political platforms and will not make any reference to the political affiliations or difference opinion with regard to this tragedy which is common to the whole nation and not to any one individual. The people of Pakistan have gone through great hardships. We are grateful to the world powers, who on the appeal of our Prime Minister, Mr. Z A Bhutto, came to our prompt rescue and added to our minimum, and I would say to our meagre, resources in order to lessen the miseries of these unfortunate individuals. We, on behalf of the people of the Punjab hope that they will continue to extend their humanitarian aid so that we will be able to rehabilitate our people and look after their troubles. The appeal of the Prime Minister was responded by the nation spontaneously

and generously. The people in power irrespective of their caste, colour and creed are expected to give whatever they could spare for their brothers in hardships. I would not sit on judgment as to the way the funds and the material donated by the people have been distributed, neither would I impeach any political party for what might have happened, but reading from the press or newspapers, there have been some alarming reports of discrimination on basis other than humanitarian in these regions. My appeal to the Government would be please forget every thing. Our only objective should be that what we can do collectively to help our unfortunate brothers who have been the victims of floods.

Sir, I hope that the Punjab Government will not mind, if I bring it to their notice the maxim that "Nero was fiddling while the Rome was burning". And while they knew that the floods are imminent because of the excessive rains, they should have adopted the precautionary measures by warning people to evacuate so and so areas so that they could be able to remove their children, livestock and fodder stocks in time. There was no information with any body that such an aurocious and devastating flood was coming with a havoc which was more than what was caused by the previous floods otherwise they may have evacuated those areas which were previously destroyed by floods. The government certainly failed in discharging their duties to the people. I am not saying this because I am sitting on this side of the House but I feel that every Hon'ble Member of this august House would share my feelings that those responsible for lack of foresight, who have not taken proper action in time to save millions of lives and crops worth millions of rupees from this devastation, should certainly be brought to book, so that in future it will be a lesson for them. It is no use to become impatient. Nature takes its own course. It does not beg guidance from political slogans and it is not guided by any other considerations. Nature has to be dealt with and the challenge has to be met with by the help of God, with the brain of men, with the brain of architects and with the brain of those who know how to build and save the nation. We shared the feelings of the PPP

alongwith the whole nation, when the new Constitution was given to this country after a very long time, that it deserved all the jubilation but there should be priorities. The jubilation should not have taken priority over the miseries of millions of people who were going to face the floods, get drowned and lose their lives. My only grouse is that the Government came into action a bit too late till the floods were on. Certainly, the Government made every effort to save every individual and they did whatever they could but then there was very little that they could do when the water was on top of us. We are all Mussalmans. Let us refer to our own Holy Quran. Hazrat Nooh had an inkling and was told that floods were coming. He was making a boat on dry land and many ignorant folks came to him and said, "Hazrat, you are making a boat but there are no floods, There is no water. There has never been water here." But when the floods came, what happened ? Those who had made their boats were saved but those who did not, they were drowned.

Sir, whatever has happened has happened. We can't undo the wrong which has been done but let us take a lesson from this and let us take measures so that in future God forbid, if we are ever faced with such a tragic thing we should be in a position to take all preventive measures. Of course, punitive measures being taken but preventive measures are not being considered. They say, a stitch in time saves nine. If we had taken preventive measures probably the punitive measures, with which we are faced today, could have been very greatly minimized.

Sir, one of my honourable friends has also referred to it as a curse from heaven and an eye-opener for the Mussalmans of Pakistan. To a certain extent I do share his feelings but, again, I will refer you to our own Holy Book. Look at Hazrat Shoaib's time and look at Hazrat Loot's time. What was the fault of Hazrat Loot compared with what we are doing ? It was very little but his own wife was destroyed in the earthquake in the valley of Jordan because the voice of the Prophet was not cared. God will not spare you, my dear country-men and my dear friends, if you don't look at Mecca and Madina for inspiration. I hope I am not rubbing the Socialist Finance Minister on the wrong side

when I refer to his Budget Speech where he tried to get his inspiration from Mao Tse Tung across the Himalayas. I am again telling him and to the nation, through this House, that this is a writing on the wall. Please turn your faces towards Mecca and Madina and not towards Peking, Moscow and Washington. Let us seek our salvation in the Holy Book, in the religion and in the teachings of the Prophet for which we got this country, for which we live and for which we die. Thank you.

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب سپیکر ۔ سیلاب سے متعلق کل سے بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور ایک دوسرے پر تنقید وغیرہ کا سلسلہ اور بوچھاڑ کافی زور دار رہی ہے ۔ اصل میں تند و تیز تقریر کرنی ہو تو پھر میں تقریر کر سکتا ہوں ۔ لیکن اب اتنا کچھ کہا جا چکا ہے کہ تند و تیز تقریر کرنے کے لئے جناب میاں منظور احمد موہل صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور میرے پاس تقریر کرنے کے لئے مواد بھی نہیں ہے اس لئے میں صرف چند تجاویز پیش کرونگا ۔ ایک تو یہ کہ میاں خورشید انور صاحب نے چندہ وغیرہ اکٹھا کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی تھی ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ عام طور پر ہوتا یہ ہے اور اب بھی ہو رہا ہے کہ انتظامیہ کے بعض اہلکار اور افسر اور بعض لیڈر یا مقامی راہنما یہ اپنے طور پر چندہ اکٹھا کر رہے ہیں ۔ تو اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ اس پر پابندی ہونی چاہیے ۔ کیونکہ اکثر چندہ خور قسم کے لیڈر ایسے موقع پر پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ طرح طرح کے بہانے بنا کر عوام کو لوٹتے ہیں ۔ اس میں ہر سر اقتدار پارٹی کے بد کردار لوگوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہمارا معاشرہ ہی کچھ ایسا ہے خواہ اس میں انتظامیہ ہو یا اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں یا ہر سر اقتدار پارٹی کے لوگ ہوں اس ماحول میں نرے اور اچھے ہر جگہ موجود ہیں اور پائے جاتے ہیں اور اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ ہر چک اور ہر محلہ کے معززین کے ذریعے چندہ اکٹھا کیا جائے اور بنک میں جمع کرا دیں اور متعلقہ افسران کو رسید دکھا دیں اگر اس طرح نہیں کیا جائے تو اس بات کا غالب گمان ہے اور لوگ کہیں گے اور حکومت بدنام ہوگی جیسا کہ 1965ء اور 1971ء کی جنگ میں لوگوں

نے چندہ اکٹھا کیا اور انتظامیہ نے چیزیں اکٹھی کی تھیں اس میں انتظامیہ کے اہلکار نے بھی کھایا اور چندہ خور لیڈروں نے بھی کھایا اور دوسرے لوگوں نے بھی کھایا ۔ اب اس قسم کے حالات پیدا نہیں ہونے چاہئیں ۔

اسی طرح سے انہوں نے کمیشن کے متعلق کہا ہے ۔ یہاں اعتراضات کئے گئے ہیں ۔ فلاں بند کے کنارے توڑنا چاہئیں تھے اور اگر اس طرح کیا جاتا تو کم نقصان ہوتا ۔ فلاں ضلع کو بچانے کے لئے اور بہاولپور کے علاقے کو تباہ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شکوک و شبہات موجود ہیں اس لئے ان کے ازالے کے لئے تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے جو باقاعدہ طور پر رپورٹ پیش کر سکے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جھنگ اور خان پور اور دوسرے پسماندہ علاقے جن اضلاع میں نقصان ہوا ہے اس میں جو امداد باہر سے ملے یا حکومت کی طرف سے دی جائے اس کی منصفانہ طور پر تقسیم ہو تاکہ کسی علاقے کو یہ محسوس نہ ہو کہ اس کا استحصال کیا گیا ہے ۔ سید تابش الوری نے بہاولپور کے ذکر میں علیحدگی کا پیوند بھی لگا دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بحث چھیڑنے کا یہ کوئی موقع نہیں تھا ۔ جتنی ہمیں بہاولپور سے ہمدردی ہے اتنی ہمیں جھنگ سے ۔ مظفرگڑھ سے ۔ خان پور شہر اور پاکستان کے ہر صوبہ کے باشندے سے اتنی ہی ہمدردی ہے ۔ اگر کوئی شہر ڈوب رہا ہو تو مجھے یقین ہے کہ ہمارے سندھ کے بھائی پنجاب کے لوگوں سے ہمدردی کریں گے ۔ اگر سندھ کے لوگ ڈوب رہے ہوں تو پنجاب کے لوگ ان سے ہمدردی کریں گے ۔ ہمیں اس انداز سے سوچنا چاہئے ۔ اگر ہماری انداز فکر منفی ہوگی تو ہم مشکلات پر قابو نہیں پا سکتے۔ انتظامیہ پر کڑی نگرانی رکھنا بہت ضروری ہے ۔ حکومتی سطح پر میں نے ایک میٹنگ میں شرکت کی تو میں نے محسوس کیا کہ یہ کافی ٹھوس اقدامات کئے گئے ہیں لیکن چونکہ سیلاب غیر متوقع تھا اور بہت زیادہ تھا اس لئے قدرتی طور پر بوکھلاہٹ بھی ہو سکتی تھی ۔ دشواری پیش آ سکتی تھی ۔ لیکن بعد میں حکومت تندی اور تیزی سے حالات پر قابو پالیا جو قابل قدر ہے ۔ خواہ مخواہ تنقید کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ بہاولپور ڈسٹرکٹ کو بارش سے نقصان پہنچا ہے اسی طرح

میرے حلقہ نیابت میں یعنی چشتاں کے ایک محلہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے - جس میں چھ ہزار لوگ آباد تھے اور زیادہ تر غریب لوگ آباد تھے - میں ان کی طرف جناب سپیکر آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا - ڈپٹی کمشنر نے اس سلسلے میں یہاں بیان دیا کہ یہ کچی آبادی تھی - چونکہ اس کو لوگوں نے اپنے طور تعمیر کر لی تھی اس لئے حکومت اس سلسلے میں کوئی امداد نہیں دے گی - میں نے اس سلسلے میں گورنر صاحب کی توجہ دلائی - وہ تنگ و تاریک گلیاں نہیں - وہاں لوگوں نے اپنے مکانات خود تعمیر کئے ہیں - گلیاں نقشے کے مطابق از سر نو تعمیر ہو رہی تھیں - بارش کے پانی کی وجہ سے آدھی سے زیادہ بستی تباہ ہو گئی ہے - اسے پنجاب کے اور تمام شہروں کی طرح جہاں سیلاب سے نقصان پہنچا ہے - بارش سے نقصان پہنچا ہے - ان کو منصفانہ طور پر امداد ملنی چاہئے - ہماری تحصیل چشتیاں کے اسسٹنٹ کمشنر محمد اقبال چغتائی اور ایڈمنسٹریٹر نے صورت حال کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی - انہوں نے اپنے آپ کو اجاگر کرنے کے لئے اور کارکردگی حکومت تک پہنچانے کے لئے سیلاب کے دنوں میں تین سو سے زائد فوٹو اتروائے اور سیلاب فنڈ جو لوگوں نے ناجائز طور پر میرا مطلب ہے اس فنڈ کی کوئی رسیدیں نہیں دی گئیں جو پیسہ وصول کیا تھا اس سے گلچھرے اڑائے - تین سو فوٹو اتروائے اور 53 کے قریب دعوتیں کھائیں - میں اس سلسلے میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ اور بد دیانت افسران ایسے حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں - ان پر کڑی نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے - ٹاؤٹ قسم کے لوگوں کی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں ان پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے -

میرے دوست میاں منظور احمد موہل نے کل بھی ایک تیز و تند تقریر میں چند ایک الفاظ استعمال کئے یعنی چھچھورے - اگرچہ وہ حذف کر دئے گئے بہر حال میں نے حکومت کے اقدامات کی حمایت کی ہے - میں سمجھتا ہوں اخلاقی لحاظ سے حکومت جو اس طرح کے کام کر رہی ہے اس کی تائید کی جائے - ہر سر اقتدار پارٹی میں ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اچھے کاموں کی حمایت کرے - کیونکہ میرے ان جملوں سے کچھ اور بھی مطلب لیا جا سکتا ہے اس لئے میں دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ بھی جانتے ہیں چاہے میرا ان اسمبلی اور پریس گیلری اور پنجاب کے عوام سب جانتے ہیں کہ ہم نے کبھی

خوشامد نہیں کی ۔ سندھ کے عوام بھی جانتے ہوں گے ۔ انشا اللہ جب موقع آئے گا ہم حالات کو من و عن پیش کریں گے ۔ کسی کو اس سر زمین میں فروعون اور نمرود کا جانشین نہیں بننے دیں گے اور ملک و ملت کی ہر لحاظ سے خدمت کریں گے چاہے اپوزیشن میں رہ کر کریں یا بر سر اقتدار پارٹی میں رہ کر کریں ۔ لیکن ہر وقت کیچڑ اچھالنا میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے ۔ معقولیت کی حد تک تنقید کی جاتی ہے ۔ میں جناب والا اس ضمن میں آپ کی توجہ مبذول کراونگا کہ آپ کو پتہ ہے کہ گذشتہ تین ماہ سے ہمارے وزیر سے اختلاف رائے رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کا سیلاب سے کوئی تعلق ہے یا کوئی تعلق بنتا ہے ؟

حافظ علی اسد اللہ ۔ وہی تعلق میں بتا رہا ہوں ۔ بہاولپور ڈویژن میں وہ اثرات زائل نہیں ہوئے ۔ سیلاب کی تباہ کاری سے من حیث القوم عہدہ بر آ ہونے کے لئے جو کوششیں مذہبی اور سیاسی لحاظ سے اس طرح انحطاط اور تنزل کا شکار رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک ہم میں باہمی اتحاد و تعاون نہ ہو ۔ اخوت اور مساوات کا جذبہ پیدا نہ ہو اور باہمی غلط فہمیاں دور نہ ہو تب تک کیسے کام کر سکتے ہیں ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے میرے ضلع کے افسران کو اور تحصیل کے افسران کو تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے اور انہیں ڈویژن میں سنٹر سے خاص طور پر ہدایات دی ہیں کہ جب علی اسد اللہ آئے تو اس سے اختلاف کرو اور لوگوں کو تنگ کرو اور وہ کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی شرم ناک بات ہے ۔ میں نے اپنے ڈویژن میں افضل وٹو صاحب کی توجہ مبذول کرائی تھی ۔ میں نے گورنر صاحب سے کہا تھا کہ میں اس سلسلے میں آپ سے ملوں گا اور صحیح حالات بتانا بہت ضروری ہیں اور انہیں سختی سے ہدایات کرنا ضروری ہیں ۔ تاکہ اچھے طریق سے یہ بے لگام افسران عوام کی خدمت کر سکیں اور انہیں ہم لگام ڈال سکیں ۔ ایسی صورت میں ہم حالات پر قابو پا سکتے ہیں اور غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں ۔

آخیر میں آپ کی توجہ اپنے حلقہ نیابت کے تباہ شدہ محلہ کی طرف مبذول کراتا ہوں جو بہاولپور شہر ہے مشرق میں ہے اور جو بارش سے تباہ ہو گیا ہے ۔ جس طرح دوسرے سیلاب سے تباہ شدہ علاقوں کو امداد مل رہی ہے اس طرح اس کو بھی امداد دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک سیلاب کی تباہ کاریوں کا تعلق ہے پنجاب کا ہر فرد اس سے بخوبی واقف ہے چونکہ پنجاب کا گھرانہ ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی طریقہ سے سیلاب سے متاثر نہ ہوا ہو ۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ قومی المیہ اور اس کے باوجود حکومت نے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیئے ہیں ۔ اور ہم نے ان تجویز پر غور کرنا ہے تاکہ اس المیہ کے جو نتائج ہیں ان سے عہدہ بر آ ہونے کے لئے کوشش کر سکیں ۔ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے ۔ پنجاب کی حکومت کا تعلق ہے ۔ پاکستان کی وفاقی حکومت کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پیشتر ہم تین چار سیلاب دیکھ چکے ہیں ۔ اس سیلاب سے پہلے بھی تباہی ہوئی ہے ۔ لوگوں کو تکلیفیں ہوئی ہیں لیکن اس سے پیشتر کسی حکومت نے اتنی تن دہی کے ساتھ ۔ اتنی جانفشانی کے ساتھ کام نہیں کیا ۔ مصیبت زدہ لوگوں کی تکالیف دور کرنے کے لئے کوئی بھی سابقہ حکومت کام نہ کر سکی جو موجودہ حکومت نے کیا ہے ۔ میں نے اس ایوان میں الفاظ کے دھارے بہتے دیکھے ہیں جن میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ سیلاب کی کارروائیوں کے سلسلے میں موجودہ حکومت کو بدنام کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میرے دوست کہتے ہیں کہ دوروں پر جاتے ہیں ۔ دوروں پر جانے کا وزیر اعظم صاحب اور وزراء صاحبان کا کیا فائدہ ہوتا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں ایک معمولی مثال پیش کرتا ہوں کہ جب کسی آدمی کا کوئی عزیز ۔ کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست فوت ہو جاتا ہے تو اس کے ہاں جو لوگ فاتحہ کے لئے جاتے ہیں وہ اسے کوئی مالی فائدہ نہیں پہنچاتے ۔ وہ اسے کوئی آرام نہیں دیتے بلکہ اس کی ڈھارس بندھائی جاتی ہے ۔ اس قومی المیہ کے موقع پر سب سے پہلا کام یہ تھا کہ مصیبت زدہ لوگوں کے پاس عمال حکومت اور اس کے نمائندے سب جائیں اور لوگوں کی ڈھارس بندھائیں تاکہ وہ ہمت کے ساتھ ۔ حوصلے کے ساتھ اس قومی المیہ اور مصیبت کا مقابلہ کر سکیں ۔ جہاں تک امدادی کارروائیوں کا تعلق ہے آپ پنجاب کے عوام کو جا کر دیکھیں اور انہیں پوچھیں ۔ وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ پہلی حکومت ہے جس نے مصیبت کے وقت ہمیں پوچھا اور ہماری دستگیری اور امداد کی ہے ۔ 1950ء کے سیلاب میں ہم دیکھتے رہے ہیں کہ تین چار ماہ تک

ذرائع مواصلات بحال نہیں ہوئے تھے اور لوگوں کے پاس ایک نائب تحصیلدار اور پٹواری تک نہیں پہنچا تھا لیکن اس دفعہ میں حکومت کے ملازمین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور حکومت کی پارٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تین چار روز کے اندر جہاں سے بھی سیلاب گزرا ہے وہاں پر ذرائع مواصلات کو بحال کیا ہے۔ لوگوں کو کھانا پہنچایا۔ سیلاب کے دوران فوج نے جو کار ہائے نمایاں سر انجام دئیے ہیں ان کے لئے میں اسے سلام کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا۔ میں آپ کی خدمت میں ایک مثال پیش کرنی چاہتا ہوں۔ یہ کہا گیا ہے کہ یہ دورے پر جاتے ہیں اور کام نہیں کرتے۔ جھنگ شہر جب برباد ہوا تو وہاں اتنی گندگی تھی اور اتنا تعفن پھیلا ہوا تھا کہ بیماری پھیلنے کا خطرہ تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چوہدری محمد ارشاد صاحب جو وزیر مقرر ہوئے تھے اور وہاں کے ڈی سی نے اپنے ہاتھ سے صفائی کی ہے۔ ایک بوڑھا آدمی بھاگا ہوا آیا اور کہا کہ بابو جی میرے گھر میں بھی صفائی کر کے جانا۔ اس طرح ان لوگوں نے جا کر کام کیا ہے۔ اب میرے حزب اختلاف کے دوست اگر کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے اور ان کے کام کی تعریف نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بخل سے کام لیں گے۔

اس ایوان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ غلط منصوبہ بندی ہوئی ہے اس لئے سیلاب سے نقصان زیادہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں گو میں ٹیکنیکل ہینڈ نہیں ہوں لیکن میں گذارش کروں گا کہ جتنے بھی ہیڈ ورکس نئے بنے ہیں شائد امیر عبداللہ صاحب کو مجھ سے شکائت ہوگی لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ایوب خان کے دور میں بنے ہیں۔ انہوں نے غلط منصوبہ بندی کی کیونکہ اس سیلاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان ہیڈ ورکس کی capacity کم ہے اور جب پانی زیادہ آتا ہے تو اس وقت مارجینل بند توڑنے پڑتے ہیں اور سیلاب کی تباہی زیادہ ہوتی ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, is my Hon'ble friend a technical hand.

مسٹر سپیکر۔ یہ تو ان کی اپنی رائے ہے۔ وہ تو ایک سیاستدان ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب میں فاضل

دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں سیلاب آیا ہے وہ تمام ہیڈ ورکس ایوب کی حکومت سے بھی پہلے کے بنے ہوئے ہیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanza'a : Sir, Most of the Head works were made by Britishers and not by the Ayub regime.

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلانا چاہتا تھا کہ موجودہ حکومت انشاء اللہ جو بھی منصوبہ بندی کرے گی تو ان ہیڈ ورکس میں تصحیح کرے گی اور آئندہ ان تکالیف کا ازالہ ہوگا ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جب حکومتی پارٹی اور حکومت کے عمال ۔ وزراء صاحبان سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کر رہے تھے اور غریب عوام کی دستگیری کر رہے تھے تو آپ جانتے ہیں اور یہ سب کو علم ہے کہ اپوزیشن کے حضرات کیا گل کھلا رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ اسی مضمون پر تین چار فاضل مقررین تقاریر کر چکے ہیں ۔ اب اسے بار بار دھرانا نہیں چاہئے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں اس ناکام سول نافرمانی کی تحریک کا ذکر کر رہا تھا کہ جو سیلاب اور قومی المیہ کے دوران شروع کی گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ آپ موجود نہیں تھے ۔ چار پانچ مقررین نے اس کا ذکر کر دیا ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب ۔ اس کا جتنا بھی ذکر کیا جائے تھوڑا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ اگر اس کا ذکر ہو چکا ہے تو شکر ہے کہ کسی صاحب نے اس بات کی نشان دہی کر دی ہے کہ جب ہمارے بھائی سیلاب میں ڈوب رہے تھے ۔ لوگ مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے اس وقت یہ لوگ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کر رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اگلے پوائنٹ پر چلئے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں نے تو حوالہ دیا ہے ۔ جہاں تک میرے حلقہ نیابت کا تعلق ہے آپ حیران ہوں گے کہ نہ وہاں کوئی دریا ہے ۔ نہ وہاں کوئی سیم ہے نہ وہاں کوئی نالا ہے اور آپ یقین رکھیں کہ دریاؤں کا سیلاب تو

چار پانچ دنوں میں بالکل اتر گیا اور لوگ فارغ ہو گئے لیکن میرے حلقہ لیاقت میں پتہ نہیں کہاں سے یہ عذاب آیا کہ دو مہینے تک 5 دیہات میں پانی چلتا رہا۔

آپ حیران ہوں گے کہ اب بھی کئی دیہات پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ در اصل میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گذارش کر رہا ہوں کہ یہ نوٹ فرما لیں۔ وہاں زمین کے پانی کی سطح چھ انچ تک آگئی ہے۔ لوگوں کے مکان ضائع ہوئے ہیں، مویشی ضائع ہوئے ہیں، زمین ضائع ہوئی ہے، میرے علاقے کی زمین ضائع ہوئی ہے جس کے لیے واویلا کر رہا ہوں۔ اسے بچایا جائے ضلع سرگودھا کے جنوبی علاقہ چک 46 میں ایک سیم نالے کی اشد ضرورت ہے۔ اس نالے کو فوری طور تعمیر کیا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جی زرخیزی کے لیے سرگودھا مشہور ہے، وہ وہی دیہات ہے جو اس وقت زیر آب ہیں۔ اسی طرح ایک سلانوالہ کا علاقہ ہے۔ اس میں بھی ایک سیم نالے کی ضرورت ہے۔ وہ منصوبہ بھی پچیس سال سے لٹک رہا ہے لیکن وہ تکمیل تک نہیں پہنچا۔ اگر اس کی طرف فوری طور پر توجہ نہ دی گئی، تو مکان اور سامان تو گئے ہی ہیں، اس علاقے کی زمین بھی ضائع ہو جائے گی۔

جناب والا۔ آپ کی وساطت سے دوسری گذارش میں کرنا چاہتا ہوں۔ چنیوٹ شہر کو بچانے کے لیے سابقہ حکومتوں نے ایک بند تعمیر کیا تھا۔ اس بند پہ لاکھوں روپے خرچ ہوئے لیکن اس کے بعد کبھی اس کی مرمت نہیں ہوئی۔ اس منصوبے کو درمیان میں چھوڑ دیا گیا۔ جہاں تک اس بند کو لے جانا تھا وہاں تک اس کو نہ لے جایا گیا۔ جب کبھی سیلاب آتا ہے تو چالیس پچاس دیہات کی چھتوں پر پانی چڑھ جاتا ہے۔ تھوڑا فلڈ آئے تب بھی یہ تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بند پانی کو retain نہیں کر سکتا۔ وہ سارا پانی اکٹھا ہو کر چنیوٹ شہر کو ڈبوتا ہے۔ اب تمام لوگ نے، مقامی انتظامیہ نے محکمہ نہر سے یہ کہا تھا کہ خدا کے لیے اس بند کی مرمت نہ کریں۔ فلڈ کمیشن کو فیصلہ کرنے دیں، یہ بند چاہیے یا نہیں چاہیے۔ لیکن پتا نہیں محکمہ نہر کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آگیا ہے کہ انہوں نے اس بند کی فوری مرمت شروع کر دی ہے اور لاکھوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ وہ روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ اگر چنیوٹ شہر کو بچانے کے لیے بند بنانا ضروری بھی ہے تو ریلوے لائن

کے ساتھ دو تین میل لمبا بند بنایا جائے۔ جب سیلاب آتا ہے تو یہ بیس میل لمبا بند تحصیل کے انتہائی حصے کو ختم کر دیتا ہے اور اس منصوبے کا کوئی فائدہ نہیں۔

مسٹر سپیکر۔ مصطفیٰ ظفر قریشی!

سردار صغیر احمد۔ ایک منٹ کے لیے مجھے ایک گذارش کرنی ہے۔ کل میری ایک بہن نے اس ایوان میں کہا تھا کہ ٹھٹھہ ماہلا بند کے سلسلے میں ان پر الزام لگایا گیا ہے۔ میں بھی جھنگ میں موجود تھا۔ یہ بات نہایت بری ہے جس طرح کل سے دوستوں نے تقریروں کا سلسلہ شروع کر رکھا۔ اس قومی المیے میں ہمیں اتحاد کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ میری بہن پر وہاں بے جا الزام لگایا گیا ہے۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی اس بات کی مذمت کی ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میں اس ایوان میں تائید کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی نہ تو مل ہے اور نہ اس بند کے ٹوٹنے سے یا بننے سے ان کا کوئی تعلق تھا۔ صرف سیاسی وجہ کے لیے ہمارے چند دوستوں نے ان پر الزام لگایا ہے جس کی میں مذمت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ چودھری امان اللہ لک۔

چودھری امان اللہ لک: جناب سپیکر، مجھے یہاں اپنے دونوں طرف کے فاضل دوستوں کی تقریریں سننے کے بعد دکھ بھی ہوا ہے اور شرم بھی محسوس ہوتی ہے، اس کی تردید میں اس لیے نہیں کر سکتا کہ میں دوسرے علاقوں میں جا نہیں سکا۔ سیلاب آیا اور بے حد و حساب آیا۔ اس پر جس طریقے سے قوم نے قابو پایا وہ حوصلہ افزا ہے۔ میرے علاقے میں تحصیل بھالیہ اور ضلع گجرات کا علاقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ وہاں تمام جماعتوں نے بمع پیپلز پارٹی کے کارکنان کے، تحریک استقلال کے، جماعت اسلامی کے، وہاں کوئی تخصیص نہ تھی اور ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ نہ ڈوبنے والوں کو بچانے کے لیے ضروری ہوا کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے یا نہیں اور نہ بچانے والے نے یہ سوچا کہ میرا کس جماعت سے تعلق ہے۔ کیمپ بھی ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ جہاں تک

حکومت کا تعلق ہے ، جناب خورشید حسن میر ہمارے علاقے میں پہنچے - اس وقت کم از کم چار چار پانچ پانچ فٹ پانی تھا جس میں سے گزر کر گئے - وہ ہمارے ساتھ تھے - اس سے لوگوں کو بہت حوصلہ ہوا اور اس کے بعد جہاں تک انتظام کا تعلق ہے ، میں محکمہ نہر کے افسران اور دوسرے انتظامی افسران کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جناب ڈاکٹر خالق صاحب کی وساطت سے ، اور ان کے زیر نگرانی محکموں کے دوسرے افسران جو گجرات اور تحصیل پھالیہ میں تعینات تھے ، انھوں نے از حد اچھا کام کیا اور ہمارے ساتھ کام کیا - اس لیے ایک دوسرے کے خلاف یہاں دشنام طرازی فضا کو گندہ کرے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے - وہ سب ایک دوسرے کے مقابلے میں رشک کے ساتھ کام کرتے رہے - اب چند تجویزیں ہیں جو میں جناب ڈاکٹر خالق صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا -

جناب والا - نہر رسول قادر آباد ٹوٹی تو اس علاقے میں تباہی آئی - میں جناب کی وساطت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہیڈ کے ملازمین کی اس معاملے میں چھان بین کی جائے کہ انھوں نے لکڑیاں پکڑنے کے لیے جو دریا میں آئی تھیں ، کچھ دیر تک ان دروازوں کو بند رکھا اور فلڈ exceed کر گیا ، نہر میں آیا اور اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی بے شمار گاؤں تباہ ہوئے - تو میں پہلے جناب کی وساطت سے ڈاکٹر خالق صاحب سے تفتیش کا مطالبہ کرتا ہوں - دوسرے فوری طور پر اس امر کی ضرورت ہے کہ محکمہ پی ڈبلیو ڈی ، محکمہ نہر اور محکمہ سیم کے افسران وہاں موقع پر پہنچیں اور اس علاقے کا سروے کریں - جہاں جہاں سالیفن یا پل تنگ ہیں ان کا فوری طور پر موقع پر نقشہ بنایا جائے اور اس کو لیت و لعل میں نہ ڈالا جائے تاکہ جو مشکلات اب پیش آئی ہیں وہ آئندہ پیش نہ آئیں - کیونکہ آہستہ آہستہ یہ نقوش مٹتے چلے جائیں گے اور یہ بات محو ہو جائے گی - عملی طور پر وہاں شگاف پڑے ہوئے ہیں - محکمہ نہر ، محکمہ سیم اور محکمہ پی ڈبلیو ڈی کا آپس میں تضاد ہے - وہ متفقہ طور پر ایک فارمولا تیار کریں تا کہ فلڈ کمیشن کو وہ رپورٹ بھیجی جا سکے - وہاں کے لوگوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے -

جناب والا - حکومت نے حال ہی میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ آبیانہ اور مالیہ

معاف کیا جائے گا ، ان علاقوں میں جہاں سیلاب آیا ہے ۔ مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے ۔ تعمیل دار اور ایکسین نے بتایا ہے کہ ڈبل آبیانے کی وصولی کے لیے پھر احکامات جاری کر دیے گئے ہیں ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر مال سے استدعا کروں گا کہ سیلاب زدہ تمام علاقے کا اصل مالیہ تو معاف کیا جا رہا ہے ، اس کے ساتھ ڈبل آبیانے کو جو کروڑوں روپے بنتا ہے ، بھی ملتوی فرمایا جائے ۔ کیونکہ پہلے یہ ملتوی کیا گیا تھا اور اب بھی ان پر رحم فرمایا جائے ۔

اس کے علاوہ رسول قادر آباد لنک کا سائیفن جس کی وجہ سے کم از کم تیس دیہات تباہ ہوئے ہیں ، یہ چونکہ محکمہ نہر کے زیر انتظام ہے ، اس لیے اس کو فوری طور پر کھلا کیا جائے ۔ ورنہ سیلابوں میں تھوڑا سا پانی اور آیا تو باقی علاقہ بھی تباہ ہو جائے گا ۔ یہ فوری طور پر آپ کی توجہ کا مستحق ہے ۔

تیسری گزارش جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ وہاں پر لوگوں کی تعمیر نو کے سلسلے میں ہے ۔ بھٹہ مالکان نے ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے ۔ جہاں دوسرے محکموں اور رفاہی اداروں نے تعاون کیا ہے وہاں بھٹوں پر سے اینٹوں کی ڈیمانڈ زیادہ تھی اور سپلائی کم تھی ، اس لیے ان کا ریٹ بڑھا دیا گیا ۔ اب تک ہم شدید مشکلات کا شکار ہیں ۔ ساتھ ہی ساتھ یہ ہوا کہ اسماعیل سیمنٹ فیکٹری جو اس علاقے کو سیمنٹ مہیا کرتی ہے وہ پانچ یا چھ روز سے انتظامی امور کی وجہ سے بند ہے ۔ اس کی وجہ سے لوگوں کو بے شمار مشکلات پیش آ رہی ہیں اور لوگ بلبلا رہے ہیں ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس میں فوری طور پر تحقیقات فرمائیں کہ وہ فیکٹری انتظامی امور کی وجہ سے کیوں بند ہے تاکہ تعمیر کا کام جاری رہ سکے ۔ سردی کا موسم آ رہا ہے یہ توجہ طلب مسئلہ ہے ۔ اس کے علاوہ سیلاب زدہ علاقے میں حال ہی میں سپرے کیا گیا ہے ۔ ایک ہیلی کاپٹر ، نہ معلوم محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کا تھا یا کس محکمے کا تھا ۔ اس سے ہمیں بہت زیادہ ریلیف ہوا ہے ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ اس کام کو از سر نو ایک دفعہ کیا جائے کیونکہ اس علاقے میں مکھی اور مچھر بہت زیادہ ہیں ۔ حالیہ سپرے میں بہت فائدہ پہنچا ہے ۔ مکھی اور مچھر بہت سا مر چکا ہے ۔ بقایا کو بھی ختم کیا جائے ۔ کیونکہ اس میں لوگوں نے بہت سی خوشی کا اظہار کیا ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا - آخر میں استدعا کروں گا کہ مختلف محکموں سے ایماندار افسران کو لے کر فلڈ ریلیف کی اور امدادی سامان کی تقسیم کا کام ان ٹیموں کے حوالے کیا جائے - بجائے اس کے کہ یہ سیاسی رسہ کشی کا شکار ہو جائے اور وہ مقامی طور پر وجہ نزاع بن جائے اس طرح سے مختلف محکموں سے ان کو co-ordination بھی ہو جائے گی - فوری طور پر ٹیمیں بنائی جائیں - کپاس کی تقسیم کے سلسلے میں ، بیج کی تقسیم کے سلسلے میں ، اس کے علاوہ بینکوں سے جو امدادی رقوم دی جاتی ہیں وہ ایماندار افسران کو مختلف محکموں سے لے کر جتنے بھی آپ کو مل سکیں تمام اضلاع میں سے ان کی ٹیمیں بنائیں جو سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں جائیں اور فوری طور پر تقسیم کا کام شروع کریں اور اس کے علاوہ جو سیاسی رفقائے کار عوامی نمائندگان ہیں وہ اس کی نگرانی کریں - کسی ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ کام دیا گیا تو ہو سکتا ہے سیاسی اختلاف رائے پیدا ہو اور یہ سیاسی انتقام کا نشانہ بنے - اس سے یہ بھی خدشہ ہے کہ وہ فضا جو قوم نے پیدا کی ہے جو یگانگت قوم میں پیدا ہوئی ہے وہ متاثر ہو جائے - اس لیے ضروری طور پر متعلقہ محکمہ کے افسران حاصل کیے جائیں اور ضلعی مقام پر اور تحصیل مقام پر ان کی ٹیمیں مقرر کی جائیں - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خاں -

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا ، شعر عرض ہے ؎

تجھے کیا بتاؤں میں ہم نشین میرے غم کا قصہ طویل ہے
میرے گھر کی لٹ گئی آبرو ہوا آب سے دخیل ہے

جناب والا - کل اور آج کا دن سیلاب کی صورت حال ، اس کی انسدادی کارروائیاں اور بالخصوص بحالی کے پروگرام کو زیر بحث لانے کے لیے مختص کیا گیا ہے - جہاں تک سیلاب کی صورت حال کا تعلق ہے سیلاب کی تباہیوں کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کو بڑے اور چھوٹے کسی فرد سے بھی پوشیدہ نہیں ہے - جناب والا - میں یہاں وہ چیخیں نہیں دھراؤں گا - میں وہ آہیں نہیں سناؤں گا - میں وہ درد بھری آوازیں یہاں پیش نہیں کروں گا جو سیلاب کے دوران

سنی گئیں اور دیکھی گئیں ۔ میں ان اجڑے ہوئے خاندانوں کی ان لٹے ہوئے گھرانوں کی داستانیں پیش نہیں کروں گا جو اس سیلاب کا انجام ہوا، جو اس سیلاب میں دیکھا گیا، جو لاشیں اس سیلاب میں بہتی ہوئیں دیکھی گئیں اور جو خاندان برباد ہوئے ۔ میں آپ کو اگر کوئی چیز عرض کروں گا تو وہ انتہائی تعمیری انداز میں ہو گی ۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ آپ کی خامیاں بھی پیش کروں ۔ اس میں ہو سکتا ہے آپ کی اچھائیاں بھی گنواؤں ۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ یہ بھی بتاؤں کہ ہم نے کیا کیا کوتاہیاں اس سیلاب کے دوران ہوئی ہیں ۔ کیا کیا انسدادی کارروائیاں کی جانی چاہئے تھیں لیکن نہیں کی گئیں ۔ اس تباہی کو کسی طرح سے کم کیا جا سکتا تھا ۔ روکا جا سکتا تھا اور نہیں کیا گیا اور آئندہ کے لیے ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے ۔ یہی ہوتا ہے مقصد ان ایوانوں میں بحث کرنے کا ۔ ان ایوانوں میں اتنا وقت دینے کا اور اس میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ توجہ اور خاموشی سے سننے کا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کر سکیں ۔ اگر کوئی تنقید آئے تو وہ ایک تعمیری انداز میں برداشت کرنی چاہیے ۔ ہم یہ نہیں کہتے حاشا وکلا کہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ یہ صوبہ برباد ہو ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ سیلاب کسی ایک جمع شدہ ذخیرے میں سے اس صوبے میں بھیجا گیا ہے یہ قدرت کی طرف سے آیا کرتا ہے ۔ یہ سیلاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی شکل میں قوموں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آیا کرتے ہیں ۔ کیونکہ پانی کے عذاب آج سے نہیں بلکہ قرون اولیٰ سے آ رہے ہیں ۔ جب بھی کوئی قوم بد اعمال ہوئی ہے ۔ جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ سے کسی کام میں انحراف کرتی ہے ۔ جب بھی کسی قوم میں بے اعتدالیاں بد اعمالیاں حد سے زیادہ بڑھی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی سچودیت جتلانے کے لیے ۔ اپنی وحدانیت قائم کرنے کے لیے ، اپنے فرمودات کو نافذ کرنے کے لیے اور ایسی قوموں کو جھنجھوڑنے کے لیے عذاب کی شکل میں سیلاب بھیجا کرتا ہے ۔ زلزلے بھیجا کرتا ہے ۔ بیماریاں بھیجا کرتا ہے ۔ تاکہ یہ قوم سدھر جائے اور اس قسم کی جب آفت کا مقام آتا ہے ۔ اس قسم کی جب آفت اور مصیبت کا وقت آتا ہے تو قومیں ایک طرف تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار کرتی ہیں ۔ اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتی ہیں ۔ اپنے گناہوں سے تائب ہوتی ہیں اور آئندہ کے لیے ایسی انسدادی تداویر اختیار کرتی ہیں کہ آئندہ کے لیے اپنے آپ کو اس کے فرمان کے مطابق چلانے کے لیے کاربند ہوتی ہیں ۔

جناب والا ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سیلاب کوئی ایسا سیلاب نہیں تھا جو ناگہانی طور پر آ گیا ۔ یہ کوئی ایسی مصیبت نہیں تھی جو ایک ہی رات میں وارد ہو گئی ۔ بلکہ اس سیلاب کا آلارم جون 1973ء میں مل چکا تھا ۔ جس وقت بارشوں کی زیادتی ہوئی ۔ پہاڑوں میں بارشیں ہوئیں باہر سے اطلاعات آنے لگیں ۔ بھاوت سے اطلاعات موصول ہونے لگیں ۔ گو سرکاری طور پر نہیں بلکہ غیر سرکاری طور پر ان کے ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے سے کہ اس دفعہ موسم میں تبدیلی ہو چکی ہے اور بارشیں زیادہ ہوں گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کو بروقت ہوشیار ہو جانا چاہیے تھا ۔ ہمیں بروقت انسدادی کارروائیاں اختیار کر لینی چاہئیے تھیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جون 197ء میں آلارم ملا ، جون 973 ء میں بتایا گیا کہ بارشیں بہت زیادہ ہیں ۔ سیلاب اس دفعہ شدید آئے گا اور حد تو یہ ہے کہ جب سیلاب آیا تو ہمارے جسڑ کا وائرلیس سٹیشن تک گر گیا اسے نہ بچایا جا سکا ۔ جون میں یہ آلارم ہوتا ہے اگست میں سیلاب آتا ہے اور جسڑ کا وائرلیس سٹیشن تک گر جاتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی ان اہم ترین تنصیبات کو بچانے تک کی بھی کوئی کارروائی نہیں کی تھی ۔ آپ نے یہ تک نہیں سوچا کہ اتنا سیلاب آ جائے ۔ اس قسم کا پانی آ جائے تو ہماری تنصیبات کا کیا حشر ہو گا ۔ ہمارے ہیڈ ورکس کا کیا حشر ہو گا اور ہماری انسدادی کارروائیاں کیا ہوں گی ۔ کیا ہو چکی ہیں اور کیا کرنی چاہیں اور اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جس طرح کہا گیا تھا وہی ہوا کہ آگے آگے پانی جائے گا پیچھے پیچھے ہم جائیں گے ۔ آگے آگے پانی گیا پیچھے پیچھے حکومت کے کارپردازان ۔ پیچھے پیچھے حکومت کے وزراء ، پیچھے پیچھے حکومت کی تمام مشینری گئی ۔ پانی کے آگے جانے کی ضرورت تھی ۔ پانی آگے جانے کی انسدادی کاروائیوں سے رکا کرتا ہے ۔ پانی کے پیچھے نہیں جایا کرتے پانی کے آگے جانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی پانی کسی کو پیچھا کرنے دیتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ کیوں ؟ اس لیے کہ اس پر بہت زیادہ سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ۔ میں مختصراً اپنے علاقے کی بربادی ، اپنے علاقے کی تباہی اور اس پنج ند کے مقام کی تباہی کا ذکر کروں گا جس کا کہ میں سمجھتا ہوں ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی اعتراف کر چکے ہیں ۔ ہمارے گورنر

صاحب بھی اعتراف کر چکے ہیں اور حکومت کے وزراء صاحبان بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ پنجاب میں سب سے زیادہ تباہی پنج ند کے مقام پر ہوئی۔ اب ہم نے دیکھنا جناب والا۔ یہ ہے کہ کیا یہ تباہی پنج ند کی، پچھے کی تباہی کی طرح قدرتی تباہی ہے۔ کیا یہ چنیوٹ کی طرح کی تباہی ہے؟ کیا یہ جھنگ کی طرح کی تباہی ہے؟ ان تباہیوں میں اگر آپ کہیں کہ قدرت کا زیادہ ہاتھ تھا۔ ان تباہیوں کے متعلق آپ کہیں کہ آپ نے کوششیں کیں مگر وہ بند ٹوٹ گئے۔ ہم ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن جہاں تک پنج ند کی تباہی کا تعلق ہے میں وثوق اور نہایت ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس علاقے کو دانستہ طور پر تباہ کیا گیا ہے جس کے متعلق ہمارے پاس دستاویزی ثبوت بھی موجود ہیں۔ جس کے متعلق عینی شواہد بھی موجود ہیں۔ قرائن اور حالات بھی اس کی تائید کریں گے کہ کس طرح سے ضلع رحیم یار خان اور بہاول پور کے تمام زرخیز حصوں کو ڈبویا گیا۔ آیا وہ ڈوبے ہیں یا ڈبوئے گئے ہیں اس کے متعلق میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ سوچنا آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آیا جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ درست ہے یا وہ اصل واقعات ہیں جو وزراء صاحبان فرما رہے ہیں۔

جناب والا۔ جس وقت پنج ند میں سیلاب گزرنے لگا تو اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پنج ند تک سیلاب کے پہنچنے سے پہلے درمیان میں بیسیوں ہیڈ ورکس آتے ہیں۔ درمیان میں اس کی پوری assessment ہو جاتی ہے اور یہ صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنا پانی کس تاریخ کو پنج ند ہیڈ ورکس پر ہوگا۔ کیونکہ یہ پنجاب کا آخری ہیڈ ورکس ہے۔ جب 6 اگست کو سیلاب شروع ہوا اور 17 اگست کو پنج ند کے مقام پر پہنچا تو آٹھ دن کے درمیانی عرصہ میں پوری assessment اور evaluation اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہو جاتی ہے کہ کس دن کتنا پانی پنج ند ہیڈ ورکس پر ہوگا کیونکہ وہ پنجاب کا آخری ہیڈ ورکس ہے جہاں سے پانچ دریاؤں کا پانی گزرنا تھا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتا دوں کہ پنج ند پر 17 تاریخ کو آٹھ لاکھ بارہ ہزار کیوسک پانی جمع ہوا اور میں یہ باوثوق طریق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں سے جو اطلاع دی گئی کہ پنج ند پر کتنا پانی جمع ہوگا وہ ساڑھے پانچ لاکھ کیوسک کی دی گئی۔ آپ اندازہ

کہ 8 لاکھ 12 ہزار پانی جمع ہوا اور یہاں سے تار ساڑھے پانچ لاکھ کا دیا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ پانی آنے کی توقع ہی نہیں ۔ اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان متعلقہ افسران کو دانستہ طور پر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انسدادی تدابیر اور اس بھیانک سیلاب اور شدید پانی کے دباؤ سے بے خبر رکھنے کی کوشش کی گئی ۔ اس پر طرہ جناب والا ۔ یہ ہے کہ جناب وزیر انہار ڈاکٹر صاحب نے جن کی حق گوئی اور صداقت کا میں پہلے ہی سے قائل ہوں انہوں نے جو کچھ فرمایا جو کچھ انہیں پہلے فراہم کیا گیا وہ حقیقت کے برعکس ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں وہ کہتے ہیں جناب والا ۔ کہ اس پنج ند کے ڈیزائننگ میں لکھ دیا گیا تھا ۔ ڈیزائننگ اس طریق پر کیا گیا تھا کہ کبھی بھی پانی کا شدید دباؤ نہ ہو ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پانی کے رائیٹ بند کو توڑا گیا اور ان کے قول کے مطابق ڈیناماٹیٹ فیوز بھی بر وقت نصب کر دیا گیا اور اس چیز کی تیاریاں بھی مکمل کر لی گئیں کہ اگر توڑنے کا وقت آیا تو ہم رائیٹ مارجنل بند کو توڑیں گے ۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب والا ۔ کہ اگر آپ ایک منٹ کے لیے تسلیم بھی کر لیں کہ لیفٹ مارجنل بند کو توڑا نہیں گیا اور وہ خود ٹوٹا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کو اس وقت کا انتظار تھا جب سات لاکھ کی کیپسٹی کے ہیڈ ورکس پر 8 لاکھ 12 ہزار کیوسک پانی گزر رہا ہو اور پھر بھی ڈیناماٹیٹ سے رائیٹ مارجنل بند کو نہیں توڑا جاتا ۔ پھر اس چیز کی انتظار کی جاتی تھی کہ پانی اگر زیادہ آئے تو پھر کوئی طریق کار سوچا جائے ۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کل یہ مسئلہ ایوان میں پیش کیا جا چکا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب اس کا جواب دے چکے ہیں ۔ بلکہ اس مسئلہ پر بات پہلے ایوان میں ہو چکی ہے اور فاضل ممبر اس کو دہرا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے اس میں سے ایک نئی چیز نکالی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ بتائیں کہ کس وقت کا انتظار کیا جا رہا تھا جبکہ ہیڈ ورکس پر پانی کی کیپسٹی سات لاکھ کیوسک تھی اور وہاں سے اس وقت 8 لاکھ 12 ہزار کیوسک پانی

گزر رہا تھا۔ پانی جبکہ ایک لاکھ 12 ہزار کیوسک سے بڑھتا ہے تو پانی کی زیادتی کے پیش نظر رائیٹ مارجنل بند نہیں ٹوٹتا۔ ڈینا مائیٹ کو جناب والا۔ فیوز نہیں کیا جاتا اور پھر کہا جاتا ہے کہ پانی کا شدید دباؤ پڑا اور بند شدید دباؤ کی وجہ سے ٹوٹا۔

جناب والا۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ اس ہیڈ ورکس کے 11 گیٹ ویز ہیں وہ اس وقت تک بند ہیں۔ وہ انکسی ہے جو اس قسم کے شدید دباؤ کے لیے بنائی گئی تھی۔ اس کو اس سارے سیلاب میں استعمال تک نہیں کیا گیا کیونکہ وہ علی پور کی طرف سے مظفر گڑھ کی طرف ہے اور وہ انیکسی وہاں واقع ہے۔ اگر اس کو استعمال کیا جاتا تو اس قدر تباہی نہ ہوتی۔ یہ نہیں کہ کوئی شہر برباد ہوتے یا آبادیاں برباد ہوئیں بلکہ وہ ریگستانی علاقہ جو دریا کا حصہ تھا وہ زیر آب آتا اور باقی علاقہ تباہی سے بچ جاتا۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ مظفر گڑھ پیپلز پارٹی نے ہیڈ ورکس پر قبضہ کر لیا اس انکسی پر قبضہ کر لیا اس طریق پر کہ کوئی گیٹ وے نہیں کھل سکتا تھا۔ وہ گیارہ کے گیارہ گیٹ ویز خراب ہو گئے۔ ان کے ریگیولیٹرز بھی خراب ہو گئے اور وہ ریت سے اٹے پڑے ہیں۔ ڈینا مائیٹ فٹ ہونے کے باوجود بند نہیں توڑا گیا۔ انجنئرز چیختے رہے۔ کوئی بھی انجنئرز ایسی چیزیں برداشت نہیں کر سکتا کہ خصوصاً جس طرف سے نہریں نکل رہی ہوں وہاں پر کٹ لگایا جائے۔ صورت حال اس قدر خراب تھی کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ رحیم یار خان کا ایک انچ بھی نہیں بچے گا۔ ہیڈ ورکس کے ریگیولیٹرز بھی خراب ہو چکے تھے اور اس موقع پر وہاں کے وزیر با تدبیر نے جو جواب دیا وہ یہی تھا کہ تم سازش کرنا چاہتے ہو حکومت کے خلاف۔ جو میں حکم دیتا ہوں اس کے مطابق کرنا پڑے گا اور پھر جناب والا۔ لیفٹ بند کو توڑا گیا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اب بھی آپ اپنے ریڈیو کی ٹیپ نکلوا کر دیکھ لیں کہ 17 تاریخ کی صبح کو جو بلیٹن آیا وہ یہ تھا کہ بند کو توڑا گیا ہے۔ مین لائین اس طرف اور آبادیاں شہر کی اس طرف۔ جی ٹی روڈ اس طرف اور اس کے بعد بڑے بڑے قصبات اور ملین اس طرف۔ غریب آبادیاں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں مصیبت میں مبتلا ہوئیں۔ میں بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ لوگ ابھی سوئے ہوئے تھے کہ پانی نے جا کو دستک دی۔

یہ کہنا کہ صرف 400 آدمی بہے ہیں یہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ ابھی تو لوگوں کو ایک دوسرے کا پتہ نہیں۔ جناب والا۔ وہاں اس قدر شدید سیلاب آیا ہے کہ وہاں پر جا کر ہی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جہاں پر تباہی ہوئی۔

پھر جناب والا۔ کہا جاتا ہے کہ خان پور اس لیے ڈوبا کہ خان پور ایک کٹورا تھا۔ میں دو دن سے یہ کٹورے کا لفظ سن رہا ہوں۔ میں اس علاقے کے قریب کا رہنے والا ہوں۔ کٹورا کہتے ہیں پیالے کو۔ شروع میں خان پور میں تالیے کے کٹورے بنانے کی بہت بڑی صنعت تھی اور اسے خان پور نہیں کہتے بلکہ خان پور کٹورے والا کہتے ہیں۔ تو یہ ہے اس کی وجہ تسمیہ۔ جو خان پور ڈوبا ہے جناب والا۔ میں اس کی بھی تھوڑی سی سرگزشت بیان کر دوں اور اگر میں ایسا کروں تو یہ عین ممکن ہوگا کہ آپ کو اس کی evaluation کرنے میں مدد مل سکے گی۔ جناب والا۔ جس وقت 17 تاریخ کو بند ٹوٹا ہے تو اس وقت میں نے اندازہ کر لیا کہ یہ پانی اپنا پرانا بہاؤ لے گا۔ اور اب یہ کسی سے رکنے کا نام نہیں لے گا۔ وہاں پر تر کڑی والا ہیڈ ورکس ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ 17 تاریخ سے 19 تاریخ تک پوچھا جاتا رہا کہ پانی کس قدر ہے اور یہ بتایا جاتا رہا کہ یہ پانی اتنا تھوڑا ہے اتنا قلیل ہے کہ یہ آگے نہیں بڑھے گا اور جس وقت 19 تاریخ کو پانی پہنچا تو وہ پورے 10 فٹ کی بلندی پر تھا۔ جناب والا۔ میں وہاں کا رہنے والا ہوں میں وہاں کا باشندہ ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سیلاب نہیں تھا اور وہ صرف 2 فرلانگ چوڑی خلیج تھی جو اس ہیڈ ورکس کے بننے سے پہلے ہوتی تھی۔ قطعاً کسی کو نہیں بتایا گیا۔ لیاقت پور میں 17 تاریخ کو پانی پاس ہوتا ہے پھر فیروزہ ہے پھر عباسیہ فیڈر آتا ہے۔ 30 میل کے فاصلہ پر منچن برانچ کا فیڈر ہے۔ دونوں نہریں لنک کینال کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی سطح 15 فٹ اونچی ہے۔ اب سامنے پانی کا 15 فٹ اونچا عباسیہ فیڈر ہے اس کے دائیں طرف منچن برانچ اور اس کے بائیں طرف مین لائن ہے۔ دو فرلانگ کا راستہ تھا۔ اگر یہاں منچن برانچ کو توڑ کر اس کا راستہ پہلے سے بنا دیا جاتا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ چوڑائی کسی بھی حالت میں 4 فرلانگ سے زائد نہیں ہو سکتی تھی اور یہ تباہی جو آئی یہ نہ آتی اور یہ شہر نہیں ڈوب سکتے تھے۔ پانی جناب والا، عباسیہ فیڈر سے 10 میل آرے تھا۔ میں چیختا رہا میں نے ٹیلی فون کیے۔ میں نے انتظامیہ

کو ٹیلی گرام بھیجے ٹیلی فون کیے۔ ڈاکٹر صاحب کو ٹیلی فون کیے۔ میں نے خدا کے واسطے بھی دیے کہ خدارا عباسیہ فیڈر کو ٹوٹنے سے پہلے آپ اس پانی کے نکاس کا بندوبست کریں وہ علاقہ بھی ڈوب جائے گا اور خان پور نہیں بچ سکے گا۔

جناب والا۔ 17 تاریخ سے بہاول پور ضلع رحیم خان میں تباہی شروع ہوئی ہے۔ 17 تاریخ تک بہاول پور ڈویژن کا منسٹر انچارج نہیں آتا۔ 19 تاریخ کو وہ بھی میرے چیختے چلاتے پر اور بار بار درخواستیں کرنے پر جناب کاہلوں کو وہاں بھیجا گیا۔ اور وہاں منسٹر صاحب نے کیا کیا؟ جناب والا۔ اس سیلاب کی کہانیاں بڑی درد ناک ہیں۔ اس میں ہمیں رنجیت سنگھ کا دور یاد آ گیا کہ جب ذخیرے کو آگ لگی تھی تو اس کے ملازمین نے حاکم وقت کو لکھا کہ آگ بجھانے کی اجازت دی جائے۔ چھ ماہ کے بعد منظوری آتی ہے کہ آگ بجھانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہی کچھ سیلابوں میں ہوتا رہا ہے۔ بند اس وقت ٹوٹے گئے جب علاقے ڈوب گئے۔

جناب والا۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ وہ ابریا چوڑائی میں جو چار فرلانگ سے زائد نہیں بڑھ سکتا اس کو کیا کیا کہ عباسیہ فیڈر پر پانی جمع ہونے دیا گیا اور وہ 15 فٹ اونچا بند جو عباسیہ فیڈر کا تھا پانی کی لپیٹ میں آنے لگا۔ اور یہ کوشش کی گئی کہ تحصیل لیاقت پور کا پورے کا پورا علاقہ ڈیم بن جائے اور چار فرلانگ کی بجائے اس نے اپنی چوڑائی پورے آٹھ میل کر لی۔ تحصیل لیاقت پور میں پانی آٹھ میل چوڑا ہوگیا۔ پہلے دس فٹ پانی تھا پھر 15 فٹ سے زیادہ اونچا ہوگیا۔ جب پانی سر سے گزرنے لگا تو آپ اندازا فرمائیں کہ لیاقت پور اور منچن برانچ کا فاصلہ جہاں پر کٹ کیا جا رہا ہے بمشکل 17 میل ہے اور یہ 17 میل کا فاصلہ پانی نے پورے ایک دن میں طے کیا۔ مگر وہ اکیس بائیس کی درمیانی شب کو کٹ کر دیا جاتا ہے جس وقت تحصیل لیاقت پور پورا ڈیم بن چکی تھی۔ جس وقت خطرہ پیدا ہوگیا کہ اب منچن برانچ کے کنارے ٹوٹتے ہیں۔ اب عباسیہ فیڈر بھی ٹوٹتی ہے عین اس وقت منچن برانچ کو توڑا گیا۔ عین اسی جگہ پر توڑا گیا جس جگہ پر میں نے پورے تین روز پہلے کہہ دیا تھا کہ سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ [illegible]

جب وہ پانی عباسیہ فیڈر سے بہہ کے جیٹھہ پٹھہ مل کی جانب بڑھنے لگا تو یہ ٹوٹا گیا ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ وہاں کی مقامی آبادی میں بے چینی تھی ۔ وہ کلہاڑیاں بندوقیں لے کر آئی ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ نا اہلی کس کی ہے ؟ میں یہ ریڈیو سے خود سنتا رہا ہوں ۔ بار بار اپیلیں ہوتی رہی ہیں کہ خان پور کی طرف سے منچن بند کو مضبوط کرو ۔ عباسیہ فیڈر کی طرف سے مضبوط کرو ۔ منچن بند کو مضبوط کرو ۔ پانی کہاں جائے گا اور جب وہ مضبوطیاں ختم ہوگئیں ۔ پانی اچھلنے لگا پھر اسے کٹ کیا گیا ۔ مگر اس وقت پانی عباسیہ فیڈر کو cross کر چکا تھا ۔

جناب والا ۔ اب میں کٹورے کا بھی محل وقوع بتا دوں اور اس کا سارا نقشہ بھی بتا دوں کہ قدرت نے اسے وہ وہ فضیلتیں عطا کی ہیں کہ جب تک اتنی نا اہلی کا ثبوت نہ دیا جاتا وہ ڈوب نہیں سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ خان پور کا محل وقوع یہ ہے کہ اس کے مشرق کی طرف آب حیات نہر بہتی ہے جو زمین سے اوسط آٹھ فٹ اونچی ہے اور کم از کم پچاس فٹ چوڑی ہے ۔ اس کے شمال میں دو نہریں اکھٹی شیریں اور عباسیہ فیڈر بہتی ہیں جن کے کنارے ٹائل کے بنے ہوئے ہیں ۔ دونوں نہروں کی چوڑائی ایک سو فٹ سے زیادہ ہے اور زمین سے پندرہ فٹ اونچی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے مغرب میں وہی نہریں اس طرح مڑ کے آتی ہیں کہ وہی فصیل پھر مغرب کی طرف آ جاتی ہے وہی سو فٹ چوڑائی اور پندرہ فٹ اونچائی ہے ۔ اور اس کے شمال میں مین لائن ہے جو زمین سے کم از کم نو فٹ اونچی ہے ۔ یہ اس کٹورے کا محل وقوع ہے جو ڈوبا اور اس بے احتیاطی اور بے تدبیری سے ڈوبا کہ باوجود inform کرنے کے ۔ باوجود بتانے کے کس نے جناب والا ۔ اس پر توجہ نہ دی ۔ اب اگر ہم اس پر یہ کہتے ہیں کہ ان کا موقف صحیح ہے یا ہمارا الزام صحیح ہے اور یہ بحث ہوتی بھی اس مقصد کے لئے ہے کہ یہاں پر کوتاہیاں بتائی جائیں ۔ یہاں پر وہ لغزشیں بتائی جائیں ۔ ان کے انسداد کے لئے کارروائی کی جائے ۔ تو ہم یہ فاضل وزیر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خدا کے لئے آپ ان کی انکوائری کرائیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ سچے ہیں یا ہم سچے ہیں ۔ ڈوبے ہیں یا ڈبوئے گئے ہیں ۔ اب کہتے ہیں کہ مجھے اختیار نہیں ہے ۔ فائنڈ اپوان اس کی طرف توجہ کریں ۔ یہ آئین میں ہے ۔ رولز میں ہے اور قواعد میں ہے ۔ کوئی بھی ایسا بے اختیار وزیر دکھائی نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر : جو مطالبہ ہوا تھا اس میں یہ جاتے ہیں ۔

He cannot direct a Judge of the High Court to hold an inquiry. He does not have that authority.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ہم انکوائری کرائیں گے البتہ اس کے انکوائری افسر کا فیصلہ کوئی اور کریں گے ۔ انہوں نے تو بے بسی کا اظہار کیا کہ انکوائری کے متعلق commitment دیتے اعلیٰ دیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب یہ specified انکوائری ان سے نہیں ہوئی چاہیے ۔ ایک specified demand ان سے ہوئی تھی جس کا انہوں نے جواب دیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ اگر ان کا موقف صحیح ہے ۔ اگر وہ صحیح انسداد کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر واقعی اس علاقے کے تباہ و برباد کرنے میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں ہے تو پھر پختون خیالی پر بے دھڑک ہو کر اس کی انکوائری کرائیں ۔ یہ انکوائری ملکی مفاد میں ہوگی ۔ قومی مفاد میں ہوگی ۔ اس میں ان کا فائدہ ہے ۔ ہمارا بھی فائدہ ہے ۔ اور آئندہ کے لیے بھی اس کے بارے میں ایک لائحہ عمل تیار ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ان کہی سی داستان ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ اس لیے چھوڑا کہ اس کے متعلق صحیح صورت حال سامنے نہیں آئی ورنہ میں اس چیز کا قائل نہیں ہوں کہ سانپ کے گزر جانے کے بعد اس کی لکیروں کو پیٹا جائے بلکہ اس کے بعد میں اس چیز کا قائل ہوں کہ یہ کوشش کی جائے کہ آئندہ سانپ اس گھر میں داخل ہی نہ ہو سکے ۔ آئندہ وہ خطرہ بھی باقی نہ رہے ۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ یہ ایک قومی المیہ ہے ۔ یہ ایک قومی سانحہ ہے ۔ یہ ایک قومی بربادی اور تباہی ہوئی ہے ۔ اب اس کا ہم سب نے مل جل کر مداوا کرنا ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام کی تمام حکومت نا اہل ثابت ہوئی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی وزیر نے کوئی کام نہیں کیا ۔ وہ سے سارے جتنا کر سکتے تھے یا جتنا ان کے علم میں تھا انہوں نے کیا ۔ سب سے بڑی غلطی جو ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ انجینئرز کو اوپر وزراء کو مسلط کر دیا گیا ۔ انجینئرز کو پابند کر دیا گیا کہ جب تک وزراء فیصلہ نہ دیں آپ کوئی اقدام نہیں کر سکتے ۔ کوئی بند نہیں توڑ سکتے ۔ کناروں

کو پہلے مطلع نہیں کیا گیا ۔ اگر آپ پہلے اعلان کرتے جاتے تو اتنا زیادہ نقصان کبھی نہ ہوتا ۔ اور ہوتا کیا رہا ہے کہ لیاقت پور میں سیلاب آیا تو ساری آبادی کو خان پور میں بھیج دیا گیا ۔ یہ نہ سوچا کہ اس سیلاب کا رخ کیا ہوگا اور کہاں جا رہا ہے ۔ خان پور سیلاب آیا تو خان پور کی ساری آبادی کو رحیم یار خان بھیج دیا گیا ۔ پیچھے پیچھے سیلاب اور آگے آگے آبادی ۔ جناب والا ۔ اس نقشے سے قیامت کے سماں کا منظر سامنے آتا ہے ۔ یہ ان سے پوچھیے جنہوں نے دیکھا ہے ۔ تو اب میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں آئندہ کے لیے ایک لائحہ عمل بنانا چاہیے ۔ آئندہ کے لیے اس میں انسداد و تدابیر کرنی چاہیں ۔ اور سب سے پہلے ہم نے جس چیز پر توجہ دینی ہے وہ اب ان اجڑے ہوئے خاندانوں ۔ اجڑی ہوئی بستیوں ۔ اجڑی ہوئی آبادیوں ۔ اجڑے ہوئے شہروں کو دوبارہ آباد کرنا ہے ۔

جناب والا ۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ جہاں جہاں سے پانی گزرا وہاں کی ڈسٹریبوٹری ۔ وہاں کے چھوٹے چھوٹے نالے ۔ وہاں کے مائنرز پانی میں بہہ گئے ہیں ۔ اس وقت میرے اپنے علاقہ کی کیفیت یہ ہے کہ وہاں کی چھوٹی چھوٹی نہریں دو دو فرلانگ ۔ چار چار فرلانگ سیلاب میں اتنی بہہ چکی ہیں کہ ان کا نام و نشان نہیں ہے جناب والا ۔ وہاں کی آبادی کی یہ کیفیت ہے کہ اب لوگوں کو اپنی بستیاں تلاش کرنی پڑ گئی ہیں کہ کہاں ہماری بستیاں تھیں ۔ ان کے سامان بہہ چکے ہیں ۔ ان کے گھر مسمار ہو چکے ہیں ۔ اب ان سے یہ کہا جائے کہ سب کچھ تم خود تیار کرو تو یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ وہ اپنے کھالے (نالے) تو بنائیں گے ۔ جو کھال ان کے اپنے ہیں وہ تو تیار کریں گے ۔ لیکن انہیں یہ کہنا کہ سرکاری نالے ۔ سرکاری مائنرز بھی تم تیار کرو تو مجھے بتائیں کہ جس کا گھر اجڑا ہوا ہو ۔ جس کے بچے درختوں کے نیچے بیٹھے ہوئے ہوں ۔ جس کا گھر بار سارے اثاثے سڑکوں پر پڑے ہوں تو وہ پہلے اپنے گھر کی فکر کرے گا ۔ اپنے بچوں کو سمیٹنے کی فکر کرے گا یا ان نالیوں اور مائنروں کی مرمت کی طرف اپنی توجہ دے گا ؟ میں یہ گزارش کرونگا کہ جو آپ کے مائنر ہیں ۔ جو آپ کی نہریں ہیں ان کی جس طرح آپ نے بڑی نہروں کو paid labour سے صاف کرایا ہے اسی طرح فوری طور پر ان

علاقوں میں آپ مہربانی کرکے ان مائنرز کی paid labour سے مرمت کرالیں۔ مجھے کل ٹیلیفون پر اطلاع ملی ہے۔ میری آبادی میں ۔ میری اپنی Constituency میں کافی مائنرز ہیں جن کے نام بھی میں لے لوں وہ ہیں میگرا مائنر۔ لکری مائنر الہ آباد مائنر اور اس کے علاوہ چوہدری مائنر اور ترپلی مائنر ہیں ۔ تو یہ تین چار مائنرز ہیں جو بالکل نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ بہہ چکا ہے ۔ وہاں کی آبادی ان کو نہیں بنا سکتی ۔ ان کی اب ضرورت ہے ۔ اگر پانی فوری طور پر نہ دیا گیا ۔ ان کی مرمت فوری نہ کی گئی تو اگلی ربیع کی فصل بھی تیار نہیں ہو سکے گی اور وہ جو توقعات ہمیں وابستہ ہیں وہ بھی پوری نہیں ہوں گی ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں آپ سے گذارش کرونگا کہ کافی عرصہ سے سن رہے ہیں کہ حکومت بیج بھی دیگی ۔ گندم بھی سپلائی کریگی ۔ لیکن سابقہ تجربات یہ ہیں اور اس عوامی دور میں بھی اس وقت تک کسی علاقے میں بیج سپلائی نہیں ہوا ہے ۔ وقت قریب ہے ۔ جب وقت اچھے ہوتے تھے سیلاب نہیں آتا تھا ۔ اس وقت کے تجربات بھی ہیں سارا ایوان جانتا ہی ہے کہ موسم گزر جاتا تھا تب کہیں بعد میں بیج آتا تھا اور زمیندار کسی نہ کسی طریقے سے گذر کر لیتے تھے ۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے فوری طور پر بیج بھیجیں ۔ صرف گندم کے بیج پر اکتفا نہ کریں ۔ یہ بھی دیکھیں کہ لوگوں کے پاس چارہ نہیں رہا انہیں چارے کی بھی ضرورت ہو گی ۔ فوری طور پر چارہ مکئی سے پورا ہو سکتا ہے ایک مہینے کے اندر ہر یہ ہوئی بھی جا سکتی ہے اور چارے کے طور پر کاٹی بھی جا سکتی ہے ۔ گندم ۔ اور مکئی کا بیج فوری طور پر ان علاقوں میں فراہم کریں ۔

اس کے علاوہ جناب والا بستیاں بہہ گئیں ہے غریب لوگ ہیں ان کے پاس رہنے کیلئے کوئی چیز نہیں ہے بالکل کچھ بھی نہیں ہے سوائے لکڑی کے گھروندے بنانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے ۔ آپ ۔ آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جس کے گھر سے پانی اترا ہے اور جس بستی سے پانی اترا ہے اس نے اپنے سارے بیوی بچے لگا کر مٹی کے گھروندے بنائے ہوئے ہیں اس کے آگے مشکل یہ ہے کہ چھت کس طرح ڈالے ۔ سردیاں آ رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ ہزار

اعظم نے اعلان کیا تھا کہ ہم جنگلات سے سرکاری لکڑی مفت مہیا کرینگے لیکن اس وقت تک حکومت کی جانب سے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ وہ پریشان ہیں کہ لکڑی کہاں سے لائیں۔ اس کے لئے لکڑی کا بندوبست ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ جناب والا بہتر ہوگا کیونکہ یہ ایک اجتماعی بحالی کا قصہ ہے فوری طور پر کافی مقدار میں بانس امپورٹ کر لیں جس سے تعمیر بھی جلدی ہو جائیگی اور خرچ بھی کم ہوگا۔ اور چھتوں کے لئے فوری طور پر ایک گھر کو دس سیمنٹ کی چادریں فراہم کر دیں۔ گھریلو مسائل بڑی آسانی سے حل ہو جائینگے۔

اس طرح جناب والا یہ مسئلہ بغیر امداد کے حل نہیں ہوگا۔ اب تک یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فلاں قرض بھی دینگے۔ فلاں قرض بلا سود ہوگا۔ تقاوی بھی دینگے۔ زرعی بنک بھی دینگے۔ امداد باہمی بھی دینگے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ قرض اس صورت میں روا ہے جو وہ اپنے آپ کو develop کرنے کیلئے یہاں بتائیں۔ موجودہ چیز میں کوئی ڈیولپ منٹ کرنے کیلئے تو یہ قرضہ کی نوبت آتی ہے یہاں تو کوئی چیز سرے سے ہے ہی نہیں آپ نے انکو بنانا ہے۔ از سر نو بنانا ہے لیکن امداد کا اب تک اعلان نہیں ہوا۔ جو گھر بہا۔ جو مکان بہا۔ جو اثاثہ لٹا اس کو آپ دے کیا رہے ہیں۔ ابھی تک یہ اعلان نہیں ہوا۔ ایک جامع پالیسی بنائیے اس کو رو بہ عمل لائیے تا کہ اس کا ازالہ ہو۔

اس کے علاوہ جناب والا جس طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں ٹیوب ویل اور ٹریکٹر پانی کی زد میں آئے ہیں۔ میں گذارش کرونگا کہ ضلع رحیم یار خان میں چاروں تحصیلیں متاثر ہوئیں ہیں وہاں ایک زرعی انجینئرنگ ورکشاپ قائم کیجئے اور جو مشینری سیلاب سے متاثر ہوئی ہے اس کی فوری طور پر مرمت کیجائے تا کہ یہ مسئلہ فوراً حل ہو سکے۔ اور ربیع کے قابل بن سکیں۔

اس کے علاوہ جناب والا کافی عرصہ سے سن رہے ہیں کہ فلاں ملک سے اتنے گرم کمبل ملے ہیں۔ سردیوں کا موسم آرہا ہے۔ ہمارے علاقے میں کسی قسم کا کمبل آج تک نہیں پہنچا۔ نہ معلوم وہ کمبل کہاں گئے ہیں۔ اگر

ان کو تقسیم کرنا ہے تو اب وقت ہے ان کو تقسیم کر دیں ورنہ جب سردی کا موسم آجائیگا تو جلدی میں ان کی تقسیم صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ ان کو تحصیلوں میں اور ضلعوں میں پہنچا دیں یہ اب تقسیم کا صحیح وقت ہے۔ اور سب کو فائدہ پہنچے گا۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ گذارش کرونگا کہ جہاں آپ نے مہربانی کی ہے کہ بلا سود قرضے دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ میں یہ بھی استدعا کرونگا کہ جیسے وزیر اعظم صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہنگامی طور پر گشتی بنک قائم کریں گے جو ایک ایک گاؤں میں جائینگے اور دیہاتیوں کی ضرورت کے مطابق قرضے دینگے اس کا انتظام بھی کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ سب سے بڑا مسئلہ خوراک کا ہے ان اجڑے ہوئے لوگوں کے لئے۔ میں یہی کہونگا کہ سیلاب کے دوران اس بارہ میں کوشش نہیں کی گئی۔ کیونکہ مجھے وہ حدیث یاد ہے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اس لئے اگر میں محکمہ خوراک کو خراج تحسین ادا نہ کروں تو بیجا ہوگا۔ مجھے اتنا علم ہے کہ میری تحصیل اور ضلع میں محکمہ خوراک نے پوری فراخدلی پوری تندہی سے اور پوری کوشش سے خوراک فراہم کی۔ وہاں خوراک کے محکمہ نے خوراک کی کمی نہیں ہونے دی مگر یہ ہنگامی وجہ تھی آئندہ کیلئے وہ کوئلہ کم کیا جا رہا ہے۔ ازراہ کرم دو مہینے کا وقت ہے۔ جس بھاگ دوڑ سے انہوں نے زمینیں بنائی ہیں، ہل بھی چلانے ہیں مکان بھی بنانے ہیں کسان کو اتنا تو سکون قلب دے دیں کہ فراخدلی سے اناج غلہ بیج وغیرہ جیسی ضرورت زندگی کی چیزیں باافراط پہنچا دیں تا کہ خدشہ نہ رہے کہ ایک طرف مکان بنانا ہے۔ دوسری طرف صبح سے لیکر شام تک دوکان پر قطار میں کھڑا ہونا ہے۔ آپ ان کو راشن مہیا کریں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بیشتر آبادی اناج اور دوسری چیزوں کے حصول میں تگ ودو میں رہتے ہیں دیہاتوں میں باافراط اناج پہنچا دیں اور دوسرے سرحدوں کو مضبوط بنائے تا کہ سمگلنگ نہ ہو ملک میں غلہ رکھ دیں اور ملک کی فصل مضبوط کر دیں وہ چیز کہیں نہیں جائیگی اس کو کوئی نہیں لے جا سکتا۔ میں بتاتا ہوں کہ بیشک آپ غلہ کے لئے وقت سے سخت انتظام کر سکتے ہیں۔ ہورڈنگ کو محدود کریں۔ بیشک اس کی نوبت

کی سزا تجویز کریں ہم آپ کی تائید کرینگے ۔ یہ قومی ضرورت کی چیز ہے ۔ جناب والا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اشیائے ضروریہ ان سیلاب زدہ علاقوں میں بافراط مہیا کریں ۔ تاکہ انکو سکون قلب حاصل ہو جائے اسکے علاوہ بہت سے مسائل ہیں سکولوں کے مسائل ہیں یکم اکتوبر کو سکول کھل رہے ہیں ۔ جو عمارتیں منہدم ہو گئی ہیں ۔ جو ڈسپنسریاں منہدم ہو گئی ہیں انکی تعمیر کا بندوبست کریں ۔ ایسی آبادیاں بھی ہیں جہاں چاہ ختم ہو گئے ہیں کنوئیں بھی ختم ہو گئے ہیں ۔ کوئی پانی کا وسیلہ نہیں رہا وہاں چھوٹے نلکوں کا بندوبست کریں ۔ اور مہیا کریں ۔ اسکے علاوہ جناب والا کھاد کا مسئلہ ہے اسکو بھی پورا کریں ۔ سیلاب آئے ہوئے ایک ماہ ہو چکا ہے ۔ خان پور کی بحالی کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا وہاں آج تک بجلی مفقود ہے ۔ ایک ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے وہاں کے لوگوں کو اور ٹیوب ویلوں کو بجلی نہیں مل رہی بجلی کی لائینیں منقطع ہیں لوگ انتہائی پریشان ہیں ۔ حیران ہیں ۔ میرے پاس ابھی ایک ٹیلیگرام آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ خان پور کے لوگ سخت پریشان ہیں ۔ انکے لئے بجلی کا بندوبست کریں ۔ ذرائع رسل ورسائل ٹھیک کریں ۔

اس کے علاوہ سب سے زیادہ اہم چیز جو ہے اس کی طرف میں آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سیلابوں کی روک تھام کے لئے مستقل فورس محکمہ انہار کی قائم کریں ۔ آج تک یہ ہوتا آیا ہے کہ نہروں کی صفائی، نہروں میں سے مٹی نکالنے اور نہروں کے کناروں پر مٹی ڈالنے کیلئے لاکھوں کروڑوں روپے برباد کئے جاتے ہیں ۔ نہ ان کی silt نکلتی ہے اور نہ ان کی صفائی ہوتی ہے ۔ نہ کوئی نگرانی ہے ۔ بجائے اسکے ایریگیشن کے سب ڈویژن میں کم از کم ایک سوپیدار مستقل طور پر تعینات کر دیں ۔ جن کے ذمے نہروں اور بندوں کی نگرانی ہو اور silt نکالنا ہو ۔ اسکا فائدہ یہ ہو گا کہ پیسہ کم خرچ ہوگا ۔ ٹھیکے پر جو کام ہوتا ہے وہ ٹھیک نہیں ہوتا ۔ جب بھی اس قسم کے سیلاب آئینگے آپ کے پاس ایک مستقل فورس ہوگی جو سینکڑوں نہیں ہزاروں پر مشتمل ہوگی ۔ آپ اس سے کام لے سکتے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جہاں بھی بند یا نہریں ٹوٹی ہیں آپکا نہر کے عملے میں سے چھوٹا عملہ موجود نہیں ہوتا تھا ۔ بندوں کی کیفیت یہ ہے کہ گذرگاہیں نکل گئی ہیں

راستے نکل گئے تھے - اور مٹی کے بندوں میں چوہے سوراخ ڈالا کرتے ہیں ۔ جب تک ان کی بارہ مہینے دیکھ بھال نہ ہو - جب تک بارہ مہینے ان کی حفاظتی تدابیر نہ ہوں - وہ سیلاب کو نہیں روک سکیں گے - میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ کسی ایک بھی بند کا نام دے سکتے ہیں جس پر انہوں نے مستقل عملہ رکھا ہوا ہے - یہ جو ہمارے بند ہیں جو ہمیں تباہی سے بچاتے ہیں - وہ بند جن پر اللہ تعالیٰ کے بعد بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارا بھروسہ اور سہارا بنتے ہیں - انہیں ان دنوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب پانی آ جائے اور بہت سی جگہوں پر تو پانی آجانے کے بھی بعد دیکھا گیا جب وہ بہہ چکے تھے - اس کیلئے میں گزارش کرونگا کہ آپ ان کے لئے مضبوط اور مستقل بنیادوں پر ایک فورس قائم کریں اور وہ اس کی نگرانی کریں - اس کی سلٹ باقاعدگی سے صاف کریں - اسکے علاوہ جس جس دریا کی سطح اونچی ہو چکی ہے اور جن میں سلٹ پڑ چکی ہے ان کی صفائی بھی جس شکل میں بھی ہو سکتی ہے وہ بھی سٹیج بائی سٹیج کرائیں -

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی توجہ اس جانب بھی مبذول کراؤں گا کہ بہاولپور پہلے بھی پس ماندہ تھا - وہ ہمیشہ محرومیوں کا شکار رہا ہے - میرے بھائی حافظ صاحب کو یہ ناگوار تو گذرا ہے اگر اسکا تذکرہ آیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اپنی الگ ڈویژن بنانے کا مطالبہ - اپنا صوبہ بنانے کا مطالبہ کوئی جرم نہیں ہے - یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی علاقہ محرومیوں کا شکار ہو جاتا ہے - جب اس کی طرف عدم توجہی کی جاتی ہے - جب انہیں کالونی ایریا تصور کیا جاتا ہے کہ جس وقت چاہیں انہیں آباد کر دیں اور جس وقت چاہیں انہیں برباد کر دیں - اس وقت یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے - تو آپ اتنی توجہ وہاں پر مبذول کریں - اتنی مہربانی کریں - اتنی نوازشات کریں کہ ہم یہ بات ہی نہ کریں - ہمیں یہ احساس ہی نہ ہو کہ اگر آج ہمارا اپنا صوبہ ہوتا - اگر آج ہمارا اپنا یونٹ ہوتا تو کسی کو یہ جرات ہی نہیں ہو سکتی تھی کہ علی پور کی تحصیل مظفر گڑھ کی ہیلپ پارٹی آ کر ہمارے ہیڈ ورکس پر قبضہ کر لیتی اور آفیسروں کو ہدایات دینی شروع کر دیتی کہ یہ نہ کرو اور یہ کرو اور یہ دروازے بند کرو اور یہ دروازے کھولو -

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو کہتے تھے کہ میں اپنی تقریر کے خاتمے پر آ گیا ہوں اور ابھی آپ تقریر کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس علاقے کی طرف یہ خصوصی توجہ دیں اور اسکے ساتھ ساتھ میں یہ کہے بغیر نہیں رہو نگا کہ ۔ ۔ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ابھی تو علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے بھی فرمانا ہے ۔ کچھ تو ان کے لئے بھی چھوڑ دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں بالکل ختم کر چکا ہوں ۔ آخر میں میں ان حضرات کو قطعاً فراموش نہیں کر سکتا جنہوں نے اس سیلاب میں گراں قدر ۔ نا قابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دئیے ۔ اگر اس ضمن میں میں تذکرہ کروں تو وہ لیاقت پور جس کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا بلکہ اعلان کر دیا تھا کہ لیاقت پور زیر آب آ چکا ہے اس شہر کو ان کے ایک اسسٹنٹ کمشنر نے بچایا ۔ اس نے خود ٹوکریاں اٹھائیں ۔ اس کا نام فیروز احمد ہے اور میں قطعاً گوارہ نہیں کروں گا کہ کسی کی صحیح کام کی ستائش نہ کروں ۔ ایک وقت وہ بھی آیا کہ ریڈیو نے اعلان کر دیا کہ سپیشل ٹرینیں خانپور سے آ رہی ہیں اور لیاقت پور کی ساری آبادی نکل جائے ۔ مگر اس اکیلے ایک شخص نے انکار کر دیا اور کہا کہ ساری آبادی نکل جائے میں اپنا بند مضبوط کروں گا ۔ جب اس نے ٹوکری اٹھائی تو سارے لیاقت پور والوں نے بھی ٹوکریاں اٹھائی ۔ تو لیاقت پور اس پانی کا کنارہ بن گیا اور اس کے بالکل ساتھ ساتھ بہتا گیا ۔ میں اس اسسٹنٹ کمشنر کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور حکومت کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انکی حکومت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ میں ان تمام وزراء صاحبان کا جنہوں نے صحیح معنوں میں اس علاقے میں کام کیا ہے بالخصوص ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بھی ضرور شکریہ ادا کروں گا کہ جب بھی کسی مسئلہ کے بارے میں ۔ اور وزیراعلیٰ کے نوٹس میں بھی اگر کوئی ضرورت لائی گئی ۔ جناب کاردار صاحب کا بھی کہ جن کو میں نے خوراک کے بارے میں ضروریات پیش کی ۔ تو انہوں نے نہایت ٹھنڈے دل سے یہ خیال نہ کرتے ہوئے کہ یہ کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ کس جماعت کا فرد ہے اور یہ کن بنچوں پر بیٹھا

ہے۔ انہوں نے متاثرین کی صحیح تعداد کے ساتھ نہیں بھیجی ہے اور انہوں نے وہ اعداد و شمار ہم پہنچائیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہم باہمی احترام و تفہیم، باہمی عزت کے ساتھ اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے اور پارٹی بازی اور گروہ بندی اور پارٹی بندی سے بالاتر رہ کر انتظامی و سابق آفات کا مقابلہ کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس ملک کو اور اس قوم کو تمام ایسی مصیبتوں سے بچا نہ سکیں اور ملک کو اور سے خوشحال اور قائم و دائم نہ رکھ سکیں۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ سیالکوٹ کا ضلع جہاں سے سیلاب شروع ہوتا ہے اسکے نمائندوں کو وقت نہیں دیا جاتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو یہ کل کی لسٹ ہے ۔ آپ نے تو ایک گھنٹہ پہلے اپنا نام دیا ہے ۔ اگر سیالکوٹ کا ضلع ڈوبا تھا تو آپ کل بھی نام دے سکتے تھے ۔ ایک تو رفتار اتنی ہے کہ آپ نے ڈیڑھ دن انتظار کیا ہے اور آج سیالکوٹ کا ذکر کر دیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ طے کر دیا جائے کہ میرا وقت کس وقت آئیگا کیونکہ مجھے سب کو جواب دینا ہے ۔

حاجی محمد اللہ خان ۔ کیا آپ کسی کا وقت متعین کر سکتے ہیں اور خدا نہ کرے کہ کسی کا وقت آئے۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ کتنا وقت لینگے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ کم از کم اتنا جتنا کہ حاجی صاحب نے لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کوئی 3 منٹ لئے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ تو مجھے بھی کم از کم 35 منٹ دے دیجئے ۔

مسٹر عبدالکریم بٹ ۔ جناب ۔ میری گذارش یہ ہے کہ وزراء [illegible] ہوتے ہیں کہ ہوتے ہیں کہ وہ بھی [illegible] اور اب تک میری باری نہیں آئی اور وزراء حضرات کو وقت دیا جا رہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میری گذارش یہ ہے کہ جو عبدالقیوم بٹ صاحب نے کی ہے ۔ طریق کار ہمیشہ یہی رہا ہے کہ وزراء کرام سب سے آخر میں جواب دیتے ہیں اور پہلے ممبر صاحبان کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور وہ اس وقت اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ وہ ان کا جواب دے سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی انہوں نے جواب نہیں دیا ۔ انہوں نے صرف وقت کے متعلق پوچھا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ہاں ۔ اگر بحث کو گول ہی کرنا مقصود ہو تو پھر یہ طریق کار ٹھیک ہے ۔ پھر یہ ترکیب استعمال بالکل ٹھیک ہے ۔ ویسے یہ طریقہ واردات نیا ہوگا ۔ میں نے تو یہ عرض کی ہے کہ پہلے ممبر حضرات کو وقت دیا جائے ۔ میں ان کا وارث نہیں ہوں ۔ اللہ خیرالوارثین ۔ ان کے قائد ایوان اور ان کے پارٹی لیڈر ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ۔ لیکن اصول کی بات یہی ہے جب اراکین اسمبلی بول لیتے ہیں اور اپنی گزارشات پیش کر لیتے ہیں تو اس کے بعد وزراء کرام کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ کیا ہمیں اجازت نہیں ملے گی ؟

مسٹر سپیکر ۔ بالکل ملے گی ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ تو کیا ہمیں وزراء کرام کے بعد اجازت ملے گی ۔ ہمیں پہلے اجازت ملنی چاہئے تھی ۔ وزراء نے تو سب سے آخر میں جواب دینا ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپکی پارٹی کا معاملہ ہے ۔ اس میں میں کیا کر سکتا ہوں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ نہیں ۔ یہ پارٹی کا معاملہ نہیں ہے ۔ یہ تو ایک اصول کا مسئلہ ہے ۔

میاں منظور احمد موعل ۔ جناب والا ۔ گذارش یہ ہے کہ وزراء صاحبان کو بعد میں بولنا چاہئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ ہم پر ابتدا کرنے زیر کہ ممبر صاحبان کو پہلے وقت دیا جائے اور بعد میں وزراء صاحبان کو وقت دیا جائے کیونکہ اس طرح انہیں پتہ ہوگا کہ انہوں نے کس کس بات کا جواب دینا ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے ان ممبر صاحبان کو وقت دیا جائے جن کے علاقے میں پانی آیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس وقت ملک مختار احمد اعوان صاحب بطور وزیر بات نہیں کر رہے ہیں وہ تو بطور ایم ۔ پی ۔ اے بول رہے ہیں وہ عہدے کے لحاظ سے نہیں بول رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب ۔ وزارت کا عہدہ ہٹ تو نہیں گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب چلے گئے ہیں ؟

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں حاضر ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ آپ کتنا وقت لینگے ؟

وزیر قانون ! جناب والا ! اگر خان پور اور رحیم یار خان کے بارے میں حاجی صاحب نے پینتالیس منٹ لیے ہیں تو کم از کم بیس منٹ مجھے دے دیں تو میں بڑا شکر گذار ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر صاحب نے کوئی جنرل تقریر نہیں کرنی ہے covering most of the points ۔

وزیر قانون : کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ نے کسی مخصوص بات کا جواب دینا ہے تو ٹھیک ہے ۔ لیکن اگر آپ نے پوری تقریر کا جواب دینا ہے جس میں لگڑیاں کا مطالبہ بھی ہے اور کھاد کے متعلق بھی مطالبہ ہے تو مجھے خدشہ ہے کہ آپ کی

پوزیشن کیا ہے - بہر حال جو میرا احساس ہے وہ یہی ہے کہ [redacted] وہی منسٹر جواب دے سکتے ہیں جو سولاب کے مسئلے میں انچارج ہیں ، یا پھر چیف منسٹر صاحب جواب دے سکتے ہیں - لیکن اگر آپ کسی موقع پر موجود تھے یا آپ کی کوئی مخصوص ڈیوٹی تھی تو اس حصے کے متعلق اگر آپ اپنی تقریر میں کچھ کہنا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لیے تو آپ کو تیس چالیس منٹ نہیں چاہیں -

وزیر قانون : بیس منٹ چاہیں -

مسٹر عبدالقیوم بھٹہ : کورم مکمل نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گی - کورم پورا ہے -

وزیر قانون : پہلے ملک صاحب کو ٹائم دے دیجیے ، اس کے بعد میں بول لوں گا -

مسٹر سپیکر : ملک ثناء اللہ -

ملک ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! پاکستان کے صوبہ پنجاب میں جب کبھی کوئی مصیبت آئی ، وہ سیالکوٹ سے ہی شروع ہوئی ، اور سیالکوٹ کا وہ علاقہ ، شکرگڑھ اور بجوات ، جو پہلے ہی war affected تھا ، وہ اب flood affected ہوا - ابھی ان لوگوں کی دوبارہ پوری طرح بحالی بھی نہ ہوئی تھی ، آباد کاری بھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ ان کو فلڈ نے آلیا - حضور والا ! علاقہ بجوات میں مقبوضہ کشمیر میں جو دریائے توی اور دریائے چناب ہیں ، وہ اسی علاقے میں داخل ہوتے ہیں اور دریاؤں کی سطح جو صدیوں سے اس علاقے میں بہہ رہے ہیں زمین کی سطح سے اونچی ہو گئی ہے اور اس لئے ضروری ہے کہ دریاؤں سے سلٹ اور ریت نکال کر ان کی سطح نیچی کی جائے اور اس مٹی سے بند اور پشتے تعمیر کیے جائیں تاکہ اس علاقے میں دوبارہ سیلاب کا پانی باہر نہ نکل سکے -

حضور والا : جہاں تک علاقہ بجوات کا تعلق ہے اس کا محل وقوع اس طرح سے ہے کہ اس کی تین طرف مقبوضہ کشمیر کی سرحدیں ہیں اور صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوا ہے جو پاکستان کی طرف ہے اور وہ دو تین دریاؤں اور ندی نالوں

نے روکا ہوا ہے۔ حضور والا! 18 اگست کو جناب وزیر اعظم پاکستان نے جناب گورنر، جناب چیف منسٹر، جناب حنیف رامے اور ڈاکٹر عبدالخالق کی معیت میں پھکلیاں کے مقام پر بجوات کا دورہ کیا۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا اور اس علاقے کا یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ ہندوستانی مقبوضہ کشمیر کے دریائے توی اور دریائے چناب کے پاس چند سو گز کا علاقہ ہے۔ ہندوستان نے پارٹیشن (تقسیم ملک) کے فوراً بعد جہاں پل تعمیر کیے ہوئے ہیں۔ لیکن اس علاقے میں پل کے نہ ہونے کی وجہ سے فلڈ میں سینکڑوں قیمتی انسانی جانیں تلف ہو گئی ہیں اور اس علاقے پر دشمن کا قبضہ بھی پل کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوا تھا۔ جناب والا۔ قائد عوام جناب وزیر اعظم نے وہاں پر اعلان فرمایا تھا کہ اس علاقے کے لیے دریائے توی اور نالا گگھ پر پختہ پل تعمیر کیا جائے گا۔ جناب والا۔ میں یہ باتیں جناب حنیف رامے صاحب، وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں تاکہ وہ ان کو نوٹ فرمائیں۔

حضور والا۔ جہاں تک سیالکوٹ کا تعلق ہے یہ تباہی اور بربادی اسی کا مقدر بن چکی ہے۔ جناب والا، مرالہ بیراج سے دریا پاکستان میں داخل ہوتے ہیں جو وہاں سے چار پانچ میل ہے، اور وہاں سے دو نہریں نکلتی ہیں۔ ایک نہر اپر چناب اور مرالہ راوی لنک، اس کے سائفن چھوٹے ہیں اور فلڈ کی صورت میں ان میں سے پانی کا اخراج صحیح طور پر نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اس علاقے میں زیادہ تباہی ہوتی ہے۔ حضور والا۔ ایک تو ان سائفن کو کھلا اور چوڑا کیا جائے تاکہ فلڈ کے دنوں میں پانی کا اخراج آسانی سے ہو سکے دوسرے دریائے چناب کے فلڈ کے پانی نے مرالہ بیراج سے آگے بہادر پور وغیرہ کے پندرہ بیس دیہات کے رقبے یا سینکڑوں ہزاروں ایکڑ رقبہ جات میں دو دو چار چار فٹ اونچی ریت کی تہ جم گئی ہے اور وہ زمینیں بالکل برباد ہو کر ناقابل کاشت ہو گئی ہیں۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ ان زمینوں کو اس تباہی سے بچانے کے لئے وہاں بلڈوزروں کے ذریعے حکومت اپنے انتظام پر ان زمینوں کو قابل کاشت بنائے۔ حضور والا، جو نشیبی علاقے ہیں، مثلاً علاقہ بجوات یا دوسرے علاقے، ان کے لئے وارننگ سسٹم کا انتظام کیا جائے تاکہ جب بھی سیلاب کا خطرہ ہو ان لوگوں کو کافی وقت پہلے اطلاع ہو سکے اور وہ کسی پناہ گاہ میں یا اونچی جگہ چلے جائیں۔

میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ان علاقوں میں اونچی پناہ گاہیں تعمیر کی جائے ، ٹیلے تعمیر کیے جائیں تاکہ جب بھی سیلاب آئے ، لوگ اونچی پناہ گاہوں میں چلے جائیں اور اپنی جانیں اور اپنے مویشیوں کی جانیں بچا سکیں ۔ حضور والا ، اس علاقے میں سیلاب نے سب سے زیادہ تباہی مچائی ہے کیونکہ سیلاب سیالکوٹ سے ہی شروع ہوا تھا حضور والا ! اس کے لیے میں تجویز پیش کروں گا کہ مرالہ بیراج بہادر پور سے وزیر آباد تک پختہ بند تعمیر کیا جائے اور اس پر پختہ سڑک کی تعمیر کی جائے تاکہ بند بھی مضبوط ہو جائے اور اس علاقے میں آمدورفت کی سہولتیں بھی میسر آ سکیں ۔

حضور والا ! ان علاقوں میں کئی وبائی امراض پھوٹنے کا بھی احتمال ہے ۔ لوگ ملیریا اور ٹائی فائیڈ میں مبتلا ہیں ۔ حکومت اور محکمہ صحت نے اس سلسلے میں کافی کوشش کی ہے ، لوگوں کو ٹیکے لگوائے اور ادویات مہیا کی ہیں ۔ لیکن اس کے علاوہ ان علاقوں میں ملیریا اریڈیکیشن کے لئے سپرے کا انتظام ہونا بھی ضروری ہے ۔ ہزاروں مویشی بھی وبائی امراض کا شکار ہو کر ہلاک ہو چکے ہیں ۔ انہیں بھی بچانا ضروری ہے ۔ اس سلسلے میں محکمہ ویٹرنری نے کافی احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں ۔ لیکن ان کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے ۔ حضور والا ! لوگوں کے مکانات بہہ گئے ہیں اور غلہ بالکل تباہ ہو گیا ہے ، اس لیے لوگوں کو آباد کرنے اور ان علاقوں میں مکانات پر چھتیں ڈالنے کے لئے کوئی لکڑی نہیں اس لئے میں اپیل کروں گا ، اور درخواست کروں گا کہ صوبائی حکومت پنجاب ، حکومت آزاد کشمیر سے درخواست کرے کہ وہ متاثرین کے لیے معیاری اور سستی عمارتی لکڑی مہیا کرے ۔

اس کے علاوہ کیونکہ فصل ربیع کاشت کرنے میں صرف ایک ماہ رہ گیا ہے ، اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ متاثرین کو زمینداروں کو کاشتکاروں کو فوری طور پر بیج ، کھاد اور ٹریکٹر مہیا کئے جائیں تاکہ وہ بروقت اپنی فصل ربیع گندم اور دوسری فصلیں کاشت کر سکیں ۔ حضور والا ۔ جہاں تک تحصیل سیالکوٹ اور شکرگڑھ کا تعلق ہے ، سیلاب سے دوسری تحصیلیں بھی بے شک جزوی طور پر متاثر ہوئی ہیں سیالکوٹ ڈسٹرکٹ کی ، لیکن جہاں تک شکرگڑھ اور تحصیل سیالکوٹ کا تعلق ہے اس کی معیشت جنگ اور فائرنگ کی وجہ سے بالکل

تباہ ہو گئی ہے ۔ اس لئے میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ لوگ کوآپریٹو بینکوں ، زرعی بینکوں اور دوسرے بینکوں کے قرضے یا تقاوی قرضے جو ہیں وہ بروقت ادا کرنے سے قاصر ہیں ۔ اس لئے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں اور دوسرے متاثرہ علاقوں میں جہاں شدید بارشوں کی وجہ سے لوگوں کے مکانات منہدم ہو گئے ہیں اور ان کے پاس تھوڑا بہت جو اناج تھا وہ بھی تباہ ہو گیا ہے ان علاقوں میں ایک تو راشن سسٹم جو ہے وہ قائم کیا جائے اور دوسرے ان علاقوں کے لوگوں کے جو قرضے ہیں ان کو ملتوی کیا جائے اور تحصیل شکرگڑھ اور سیالکوٹ کے کوآپریٹو بینکوں کے جو لوگ مقروض ہیں ان کا سود معاف کیا جائے ۔ کیونکہ ان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ان قرضوں کی ادائیگی کر سکیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے : گنتی کی گئی ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی ۔۔۔۔۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔

ملک ثناء اللہ خان : حضور والا ۔ نہر اپر چناب اور مرالہ راوی لنک سے ملحقہ علاقے اور ان دونوں نہروں کے درمیان میں جو علاقہ واقع ہے وہ سیم کی وجہ سے بالکل تباہ ہو گیا ہے ۔ اس کے علاوہ حالیہ سیلاب سے ان کی حالت اور بھی خراب ہو گئی ہے ۔ اس لئے جناب والا نہر اپر چناب اور مرالہ راوی لنک کے ساتھ ساتھ اور اس کے درمیان مرالہ بیراج سے لے کر سمبڑیال تک سیم نالہ کھودا جائے تاکہ اس علاقے میں فلڈ کی صورت حال کو بہتر بنایا جا سکے اور سیم بھی ختم ہو سکے ۔ اس کے علاوہ سیلاب پر قابو پانے کے لئے میں ایک تجویز بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سیلاب کو کنٹرول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سیدپور یا چوواڑ کے بالائی حصے پر منگلا ڈیم کی طرز پر ڈیم تعمیر کئے جائیں تاکہ سیالکوٹ کے بارانی علاقہ کو سیراب کیا جا سکے ۔ آخر میں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بجوات جیسے پسماندہ علاقے میں جناب وزیر اعظم اور جناب چیف منسٹر ، رامے صاحب اور ڈاکٹر صاحب

وہاں تشریف لے گئے اور ان لوگوں کی ان کے جانے سے اور تسلی دینے سے کافی ہمت بندھی ۔ حضور والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پاک آرمی کا اور ضلعی انتظامیہ ۔ اور باقی سماجی تنظیموں کا اور پیراز پارٹی کے کارکنوں کا اور دوسرے لوگوں کا جنہوں نے اس مصیبت کے وقت میں ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچایا اور اپنی فرض شناسی اور انسانی اخوت کا مظاہرہ کیا ۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مصیبت کے وقت میں ان لوگوں کا ہاتھ دیا اور اس سیلاب پر قابو پانے میں امداد کی ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ۔ موجودہ سیلاب کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور میں اپنی طرف سے یہ عرض کروں گا کہ یہ سیلاب تو عجیب و غریب قسم کا تھا اور بہت عرصے کے بعد دیکھا گیا ۔ اس سیلاب نے جو تباہی ہمارے ملک میں مچائی ہے اس کا اندازہ ابھی لگایا جا رہا ہے اور جتنا کچھ دیکھا جا چکا ہے اس کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ یہ اقتصادی اور مالی لحاظ سے ہمارے ملک کے لئے ہماری قوم کے لئے بیحد نقصان دہ ثابت ہوا ۔ تو آج کی یہ بحث کا مقصد اور مدعا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہمیں سیلاب کے بارے میں کچھ ایسی تجاویز پیش کرنی چاہئے تھیں جن پر عمل کر کے مستقل طور پر اس آفت ناگہانی سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ۔ کچھ ایسے اسباب پر غور کرنے کہ آئندہ کے لئے یہ تباہی نہ مچ سکے اور ہمارے ملک اور قوم کا نقصان نہ ہو لیکن بسا اوقات میرے بعض دوستوں نے کچھ اس بحث کو بھی سیاسی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش فرمائی ہے ۔ حالانکہ اس آفت ناگہانی کو اس انسانی مسئلے کو کم از کم اپنے سیاسی دریچے پر سجانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ جس طرح سے ہماری حکومت نے ۔ جناب وزیر اعظم نے ، جناب چیف منسٹر نے جناب گورنر نے ہمارے وزرائے کرام نے ہمارے محترم لیڈر صاحبان نے اس قومی المیے کے وقت اس ہماری آفت کے وقت راہنمائی کی اور اپنا فرض انجام دیا ہے اور جس طرح انہوں نے اپنی نیند اور آرام کو تج دیا ہے اور جس طرح سے قوم کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش کی ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ غالباً جائز اور بجا ہوگی ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ بعض بھائی

سیاسی لیڈران نے اسمبلی سے باہر اس انسانی مسئلے کو بھی اپنی سیاست کی دوکان چمکانے کے لئے استعمال کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اور یہ کہا گیا کہ اس سیلاب نے پنجاب میں اتنا نقصان کیوں کیا؟ اس سیلاب نے سندھ میں اتنا نقصان کیوں نہیں کیا؟ خدا کے بندو! آخر یہ سوچنے کی بات ہے پنجاب کا نقصان ہو، سندھ کا نقصان ہو، بلوچستان کا نقصان ہو یا سرحد کا ہو یہ ہمارا اپنا نقصان ہے۔ اس میں ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے خلاف لڑانا، سندھی کو پنجابی کے خلاف ابھارنا، آخر اس میں کیا تک ہے۔ یہ کیا سیاست ہے۔ یہ کیا معیار ہے آپ کی سیاست کا اور پھر اس مسئلے کو جس نے تمام قوم کو متاثر کیا تو اس وقت تو تمام قوم کو دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس میں انہوں نے کیا کیا کہ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں ان کی باتیں کہ بھائی وہاں سے بند کو توڑ دیا جاتا تو لاڑکانہ تباہ ہو جاتا۔ اگر وہاں سے بند کو توڑ دیا جاتا تو مظفر گڑھ تباہ ہو جاتا اور کیونکہ ان علاقوں کو بچانا مقصود تھا کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر اس لئے ان بندوں کو نہیں توڑا گیا۔ کیا سیاست ہے کیا معیار ہے۔ بہر حال میں اس کے علاوہ یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے یہاں اسمبلی میں معمولی طور پر ہی صحیح اس انداز میں تنقید فرمانے کی کوشش کی ہے لیکن حضرت میں یہ بھی عرض کروں گا اور جناب سپیکر آپ کی وساطت سے ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا کہ گڈو بیراج کو جس طرح ہمارے ڈاکٹر مبشر حسن نے بچانے کی کوشش کی ہے اور بچا کر ایک ایسا کارنامہ سر انجام دیا ہے ہم اس کی جتنی بھی تعریف کریں۔ غالباً آپ بھی اس میں میری تائید کریں گے کہ یہ تاریخ میں ایک زریں کارنامہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اگر خدا خواستہ گڈو بیراج تباہ ہو جاتا تو اس سے اس قدر نقصان اور تباہی ہونے کا خطرہ تھا جو کہ ہماری ساری قوم کے لئے بہت بڑا حادثہ ہوتا۔ تو جناب والا میں اس سلسلے میں ڈاکٹر مبشر حسن کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ذاتی دلچسپی لیکر اپنی مہارت اور قابلیت کا ثبوت دیا اور گڈو بیراج کو نجات دلائی۔ اگر ہمارے وزراء کرام نے ہمارے لیڈروں نے اچھے کام کئے ہیں تو ان کی تعریف کرنا بھی ضروری ہے۔ باقی جملہ میں یہ عرض کرنا

ہوں کہ سیلاب کی وجہ سے جس قدر تباہی ہوئی ہے اس کے پیش نظر اس کے اسباب کو ڈھونڈنا نہایت ضروری ہے تاکہ آئندہ کے لئے ہمارے ملک کو ایسے نقصان کا سامنا کرنا نہ پڑے۔

جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سیلابوں کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ بارشیں کچھ بہت زیادہ ہوئی ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دریاؤں کے بیڈ بھر چکے ہیں اور کئی سالوں سے ہمارے دریاؤں میں سیلاب نہیں آئے تھے۔ وہ ریت سے اٹے پڑے تھے۔ جناب والا۔ پانی آیا اور اچھال کھا گیا جس کی وجہ سے سیلاب روٹا ہوا۔ پھر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سیم کے نالوں کو اچھی طرح نہیں رکھا گیا ان کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کی گئی ان کی طرف پوری توجہ نہیں دی گئی۔ جناب والا۔ لائلپور اور تحصیل خوشاب میں خاص طور پر ناقص ڈرینیج کی وجہ سے صحیح دیکھ بھال نہیں کی گئی جس کی وجہ سے خاصا نقصان ہوا ہے تو ان حالات میں اگر ہماری قوم یہ چاہتی ہے کہ آئندہ کے لئے ایسا نقصان نہ ہو تو یہ نقائص ہمیں دور کرنے ہوں گے اور اربوں کا نقصان جو سیلابوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے اگر اس رقم کو اس سرمایہ کو دریاؤں کی سطح کو ٹھیک کرنے میں استعمال کیا جائے۔ ڈرینیج کو ٹھیک کیا جائے تو ہم اس مصیبت کو ٹال سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں ہمارے علاقوں کو نقصان ہوا ہے وہ دریاؤں کی بجائے پہاڑی نالوں کی وجہ سے ہوا ہے اور سیم کے نالوں اور پہاڑی نالوں کی وجہ سے نقصان ہوا۔ میری اپنی تحصیل خوشاب ہے وہاں کے 72 گاؤں ہیں جنہیں پہاڑی نالوں اور بارشی پانی نے تباہ کیا حالانکہ وہاں جہلم دریا گزرتا ہے اس سے اتنی تباہی نہیں ہوئی جتنی کہ پہاڑی نالوں سے ہوئی ہے۔ تو ان کا انتظام کرنا چاہئے اور مناسب بند باندھنے چاہئیں کہ یہ پبلک کا نقصان نہ کر سکیں ہماری فصلوں اور مکانات کو تباہ نہ کر سکیں اور ڈرینیج کے سسٹم پر خاص توجہ دی جائے۔ اگر درست طور پر ان کی کھدائی کی جائے اور ان کی مناسب دیکھ بھال بھی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگ نقصان سے بچ جائیں گے اور اگر بارش کا پانی بھی آجائے تو وہ ڈرین ہو کر چلا جائے۔ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہم نے صحیح طور پر کام کو کرنا ہے اور تعمیری

انداز میں ہمیں سوچنا ہے کہ آئندہ کیا کرنا چاہئے ۔ یہ وقت ایسا ہے کہ ہماری قومی معیشت کو بہت نقصان پہنچ چکا ہے تو سوئے کو بحالی کے لئے ہمیں اقدام کرنے نہایت ہی ضروری ہیں ۔ ہمیں ربیع کی فصل کے لئے کوشش کرنی چاہئے کہ یہ کامیاب ہو اور اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ڈیزل کی سپلائی کا خاص طور پر اور فوری طور پر انتظام کیا جائے کیونکہ ڈیزل کی نایابی کی وجہ سے ہمارے ٹریکٹر نہیں چل رہے اور ہمارا مواصلاتی نظام بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے ۔ تو جناب والا پہلے ڈیزل کی سپلائی کو بحال کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بیج اور کھاد کی سپلائی کو فوری طور پر بحال کیا جائے کیونکہ فصل کا وقت بالکل آ گیا ہے ورنہ برا اثر پڑے گا ۔ پھر جو ٹریکٹرز منگوائے گئے ہیں انہیں فوری طور پر دینا چاہئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ وہ لاہلپور لاہور یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر پڑے رہیں ۔ پھر کوئی ایسا انتظام ہو کہ غریب کاشتکاران سے فائدہ اٹھا سکیں اور اس سہولت سے استفادہ کر سکیں ۔ اس سلسلے میں جو خرچ اخراجات ہیں وہ برداشت کرنے پڑیں گے کیونکہ عام طور پر سیلاب زدہ لوگوں کی معاشی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے اور وہ اتنا خرچ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ٹریکٹرز خرید سکیں اور جناب والا قوم کی تعمیر نو کے لئے ان کا حوصلہ بلند رکھنے کے لئے یہ چیز بھی نہایت ضروری ہے کہ خوردنی اشیا اور اجناس کی سپلائی جو ہے وہ کسی مرحلہ پر بھی کم نہ ہونے پائے اس میں کمی نہیں آنی چاہئے ۔ خاص طور پر گھی اور گندم اور آٹا اس کی کمی محسوس نہیں ہونی چاہئے ۔ گو سیلاب کی وجہ سے جانی نقصان ہوا ہے لیکن مجھے فخر ہے کہ حکومت کی خوش انتظامی کی وجہ سے میرے ملک میں آج تک کوئی انسان بھوک کی وجہ سے نہیں مرا ۔ اس لئے میں اپنے محکمہ خوراک اور حکومت کو اس سلسلے میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ خوراک کے مسئلے میں انہوں نے خاص طور پر اچھا انتظام کیا ہے اور آئندہ کے لئے بھی انہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے ۔ اس کے بعد چند حضرات نے اس بحث کو اپنی ذاتی رنجشوں اور دکھوں کے اظہار کا سبب بنایا جو ان کی ضرورت ہے ۔ میں اس بارے میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن بہر حال ہر چیز میں پارٹی ڈسپلن ہوتا ہے اخلاق ہوتا ہے اس کے لحاظ سے وزیر صاحب خود جواب دیں گے ۔ مجھے اپنے بعض ساتھیوں کی تقاریر سنکر سخت افسوس ہوا ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ ہمارے بعض بڑے بڑے زمینداروں کے پاس اور تجارت پیشہ حضرات کے پاس گندم وافر مقدار میں ہے ۔ ان کے پاس اس کے وافر سٹاکس ہیں تو ان کو قبضہ میں لینا چاہیے تا کہ وہ غریب کے کام آ سکیں ۔ پھر میری تجویز یہ ہے کہ موجودہ سیلاب کے دوران یہ محسوس کیا گیا ہے کہ بعض علاقوں میں لوگ پانی کی وجہ سے گھر گئے اور ان کو نہایت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر کیونکہ موجودہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ سیلاب سے خطرہ رہتا ہے وہاں کچھ ٹھوس انتظامات کیے جائیں ۔ کشتیوں کا سپیشل بیڑا محفوظ رہنا چاہیے اور کم از کم دو درجن کشتیاں ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر موجود رہنی چاہیں تا کہ ان کو ضرورت کے وقت استعمال کیا جا سکے ۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا کہ جب فوج کی کشتیاں منگوائی گئیں تو ان کی وجہ سے لوگوں کو خاص مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ۔ سیلاب نے ہماری معیشت کو بری طرح برباد کیا ہے اور سڑکوں کی حالت بھی تا گفتہ بہ ہو چکی ہے اور ان کی مرمت کے لیے فوری توجہ کی ضرورت ہے ۔ سردی کا موسم آ رہا ہے اس لیے فوری طور پر اس جانب توجہ دی جائے تا کہ سڑکیں بحال ہو جائیں اور ان کی مرمت ہو جائے ۔

پھر جناب والا ۔ ایک اور مسئلہ قابل غور ہے ۔ دیہاتوں میں زیادہ تر مکانات کچے ہوتے ہیں ۔ سیلاب کی وجہ سے ایسے مکانات کو نقصان پہنچ گیا ہے ۔ اس مرحلہ پر ہمارے بھٹے والوں نے اینٹوں کے نرخ بے اندازہ بڑھا دیے ہیں ۔ جہاں پہلے اینٹیں 70 سے لے کر 90 روپیہ فی ہزار تک دستیاب تھیں وہاں اب پونے دو سو روپیہ فی ہزار اینٹیں دے رہے ہیں ۔ جس سے تعمیر نو کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلہ پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے ۔ سیمنٹ اور اینٹوں کی سپلائی معقول نرخوں پر سیلاب زدہ لوگوں کے لیے فوری طور پر کریں کیونکہ سردیوں کا موسم قریب آ رہا ہے اور ہمارے سیلاب زدہ بھائی جو ہیں اگر انہیں مکانات مہیا نہ کیے جا سکے تو وہ نہایت ہی مشکل میں پڑ جائیں گے ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم سب مل جل کر اور

اس مسئلہ کو سیاسی مسئلہ سمجھتے ہوئے نہیں بلکہ انسانی مسئلہ سمجھتے ہوئے پوری کوشش کریں تو ہماری قوم انشاء اللہ اس مرحلہ سے بھی سرخرو ہو کر نکلے گی اور ہم آئندہ کے لیے بھی بہتر تجاویز پر عمل کرتے رہیں گے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر: مسٹر عبدالقیوم بٹ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ: جناب سپیکر۔ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔

مسٹر سپیکر: اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے یہ آپ کا حق تھا۔ بلکہ شکریہ تو مجھے لینا کرنا چاہیے تھا جو آپ نے اپنے compliments مجھے چٹھی میں لکھ کر بھیجے ہیں۔

چودھری محمد یعقوب اعوان: جناب والا۔ میں نے اپنا نام لکھوایا تھا۔

مسٹر سپیکر: میں نے کل بھی آپ کا نام پکارا تھا اور آج بھی پکارا ہے۔ آپ دونوں وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ میرے پاس ابھی 25 نام ہیں۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ: جناب والا۔ پھر بھی میں آپ کا شکر گزار ہوں جو آپ نے مجھے میرا حق برائے تقریر کرنے دیا ہے۔ اس دور میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا واقعی بڑی بات ہے۔

جناب والا۔ اس ملک میں زبردست سیلاب آیا۔ اس سیلاب کی طرح جب کبھی کوئی بیماری یا اور کوئی آفت آئی ہے۔ تو سرمایہ دار ہمارے غریب ساتھیوں کو بیوقوف بناتے ہوئے اس آفت کو قدرت سے منسوب کر دیتے ہیں اور اس طرح سرمایہ دار آج تک اپنی جان بچاتے رہے ہیں۔ معاشرہ میں جب کبھی مصیبت میں مبتلا غریب ہوتے ہیں اور ظالم سرمایہ دار اس مصیبت کا تمام تر ذمہ دار ہوتا ہے پھر بھی وہ غریبوں کو صاف الفاظ میں کہہ دیتا ہے کہ تمہاری تمام مصیبت۔ غربت ننگ وافلاس اللہ کی طرف ہے۔ سرمایہ دار یہ کہہ کر غریب کو خواب خرگوش میں دوبارہ ڈال دیتا ہے حالانکہ دنیا میں ظلم کی تمام تر ذمہ داری سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے سر ہے۔

جناب والا۔ پھر غریبوں کو سرمایہ دار کہتا ہے کہ سیلاب عذاب [illegible]

اور یہ قہر خدا وندی تمہارے برے اعمال کی وجہ سے آیا ۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ سرمایہ دارو ! اگر خدا نے اسی دنیا میں گناہوں کی سزا دینی ہوتی تو تم جو غریبوں کا خون چوس رہے ہو ۔ معاشرے کے سب سے بڑے مجرم ہو ۔ تمہیں سزا ملنی چاہیے تھی غریبوں کو نہیں ۔ صرف معاشرہ کے نہیں تم باری تعالیٰ کے نافرمان بھی ہو اس لیے تم اللہ کے نزدیک بھی بہت بڑے مجرم ہو اگر اللہ نے یہاں پکڑ کرنی ہوتی تو تم کو پکڑتا اور اپنے غریب بندوں کو ظلم و استبداد کا نشانہ نہ بننے دیتا ۔

جناب والا ۔ میں گزارش کرونگا کہ کوئی نہ کوئی اس قسم کی آفت کے اسباب ہوتے ہیں اور وہ اسباب اگر ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے اور یہ دنیا انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے اور وہ اس پر قابو پا سکتا ہے ۔ تو ان اسباب کو نوٹ کر لیا جائے جن کے تحت اس ملک میں سیلاب آیا ۔ میں یہ کہونگا کہ اس کی تمام تر ذمہ داری گذشتہ حکومتوں پر ہے ۔ سرمایہ داروں پر ہے اور جاگیرداروں پر ہے ۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو میرے ساتھی بڑے حیران ہوکر میری طرف دیکھتے ہیں ۔ دائیں بازو کے لوگوں نے بڑے شور شرابے سے قرآن کے حوالے دیئے ۔ کاش کہ ان کو قرآن کا احساس ہوتا ۔ کاش کہ یہ عملی طور پر اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ اس ملک کے سرمایہ دار اور جاگیر دار کو غریبوں کا احساس ہوتا تو آج ان کے کچے مکانات ہوتے اور وہ اس طرح سیلاب میں بہہ نہ جاتے بلکہ جیسے امیروں کے چار چار منزلہ مکانات بچ گئے ہیں ان غریبوں کے بھی بچ جاتے اور اتنا زیادہ نقصان نہ ہوتا ۔ جناب والا ۔ اس آفت میں نقصان کس کا ہوا ؟ امیروں کا نہیں ہوا ۔ یہ بات میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ امیروں کا نقصان ہوا ۔ ہم نے کہیں نہیں سنا کہ تین منزلہ مکان گر گیا ہے ۔ اگر مکانات گرے ہیں تو کس کے ۔ وہی مزدور ۔ وہی غریب جس کے پاس کچھ نہیں تھا ۔ جس کو اس ملک کے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے اتنا زیادہ لوٹا ہوا تھا کہ وہ پکے مکان نہیں بنا سکتے تھے اور ان کے مکانات کچے تھے ۔ اگر کوئی آج بھی ان غریبوں کو لوٹ رہا ہے تو وہی

سرمایہ دار اور جاگیردار لوٹ رہا ہے۔ کوئی سرمایہ دار اور جاگیردار خواہ کسی جگہ کیوں نہ ہو میں اس کی پر زور مذمت کرتا ہوں اور میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ غریبوں کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔

(قطع کلامیاں)

ایسی کوئی بات نہیں کہ میری بات میں مداخلت کرنے کی کوشش کریں۔ آپ میں سے اکثریت میرے غریب ساتھی ہیں۔

جناب والا۔ ہماری گورنمنٹ نے اس سیلاب کو روکنے کے سلسلے میں کیا کیا۔ جہاں تک مخالف جماعتوں کا تعلق ہے اور یہاں یہ موازنہ شروع کر دیا یا ان کا شور کرنا کہ حکومت نے جان بوجھ کر فلاں فلاں گاؤں کو بہا دیا ہے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس اپوزیشن نے ہمیشہ جھوٹ کے پلندے باندھے ہیں۔ جھوٹ بولنا ان کی سرشت بن چکا ہے۔ کیا کوئی حکومت یہ برداشت کر سکتی ہے کہ اس کے ملک کے کسی حصہ میں بسنے غریبوں کو جان بوجھ کر بہایا جائے؟ کیا کوئی حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ ناکام ہو جائے اور کسی نہ کسی طریقے سے لوگوں کے طنز میں آئے؟ تو عوام ان کی ایسی باتوں میں نہیں آئیں گے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

علامہ رحمت اللہ اوشد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ معزز رکن نے "جھوٹ بولنے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے اور اس پر کئی رولنگ دئے جا چکے ہیں۔

مسٹر عبدالقیوم خٹک۔ جناب والا۔ میں جھوٹ کی بجائے لفظ "غلط بیانی" کہتا ہوں۔ عوام کے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر کا کیا بنا۔ اس کا آپ نے فیصلہ نہیں دیا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ انہوں نے withdraw نہیں کیا

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں نے withdraw کر لیا ہے ۔ میں بیس بار withdraw کرتا ہوں میرا وقت ضائع نہ کریں ۔

جناب والا ۔ جہاں تک دوسری جماعتوں کے مقابلے کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا زیادہ فرض تھا کیونکہ حکومت کے پاس زیادہ وسائل تھے اور بلاشبہ باقی جماعتوں کے مقابلے میں ہماری حکومت نے سب سے زیادہ سیلاب کے روکنے کی کوشش کی ۔ اس کے ساتھ میں یہ ضرور شکوہ کرونگا کہ سیلاب کے معاملے میں جتنی غریبوں نے قربانیاں کی ہیں اتنی امیروں نے نہیں کیں ۔ آج جان بیٹھ کر جناب حاجی محمد سیف اللہ خان فرماتے ہیں کہ ہم غریبوں کے ہم نشین ہیں ۔ اگر تم غریبوں کے ہم نشین ہوتے تو تم سرمایہ داروں کی جماعت میں نہیں ہو سکتے تھے ۔ اگر تم غریبوں کے ہم نشین ہوتے تو یہاں آج ہاؤس میں نہ بیٹھے ہوتے ۔ وہاں آپ کا گھر بار سیلاب میں بہہ چکا ہوتا اور وہاں آپ کو کوئی سنبھالنے والا نہ ہوتا (نعرہ ہائے تحسین) غریب وہ لوگ ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں ۔ آپ کو ہم غریبوں کا ہم نشین نہیں مانتے اور نہ آپ غریبوں کے ہم نشین بن سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جب میں یہ شکوہ کرتا ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ملوں کے مزدور اگر کوہ نور مل راولپنڈی کے مزدور چالیس ہزار روپیہ ایک ایک روپیہ اکٹھا کر کے دے سکتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ گزیٹڈ ملازمین آفسیروں نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ دینے کی کاوش گوارہ نہ کی ۔ میں کہتا ہوں ان سے زبردستی ایک ایک ماہ کی تنخواہ چھینا اور سیلاب زدگان کو دینا حکومت کا فرض تھا ۔ جو پورا نہیں کیا گیا ۔ یہ بات اسلام کے خلاف نہیں تھی بلکہ عین اسلامی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے جب زکواۃ کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ غریبوں کو زکواۃ کی ضرورت ہے اور اگر امیر لوگ زکواۃ نہیں دیں گے تو میں ان سے زبردستی زکواۃ لینا جہاد سمجھتا ہوں ۔ تو آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کا یہ بھی فرض تھا کہ ان بتیس خاندانوں سے جن بتیس خاندانوں کے خلاف ہم نے جہاد کی آواز بلند کر کے الیکشن لڑا تھا اور پھر الیکشن جیتا تھا ان سے کیوں نہ ایک ایک کروڑ روپیہ زبردستی لیا جاتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ جب غریب آدمی کے گھر میں تھوڑی چیز بھی ہوتی ہے اور وہ دے سکتا ہے تو یہ بڑے بڑے لوگ کیوں نہیں دے سکتے ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب میں چندہ مانگنے کے لئے نکلا تو مجھے مانگنے والوں نے بھی چندہ دیا ۔ اس ملک کے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر لعنت ہے جب غریب اتنی قربانیاں کر سکتے ہیں تو ان کے دلوں میں خدا کا خوف کیوں نہیں آتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا : میں کہہ رہا تھا کہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے دل میں خدا کا خوف نہیں ۔ یہ ظالم پیار سے نہیں مانتے اور نہ ہی پیار سے قابو آتے ہیں ۔ میں اپنے صدر محترم اور وزیر اعظم سے گذارش کروں گا کہ آپ کی پیار کی زبان یہ سرمایہ دار اور جاگیردار کبھی نہیں سمجھیں گے ۔ اگر گھی کی ملوں کو قومی ملکیت میں ایک دن لیا جاتا ہے ۔ تو دوسرے دن بھٹو صاحب صنعت کاروں سے میٹنگ میں پیار کی باتیں کرتے ہیں ۔ جناب بھٹو صاحب یہ جوتے کے لوگ ہیں یہ پیار کے لوگ نہیں ہیں ۔ ان کو قابو کرو ۔ آج ہماری حکومت ہے اور وقت ہے کہ ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو قابو کریں ۔ اگر آج قابو نہیں کریں گے تو کیا ہم اس وقت کریں گے جب ہم سے کرسیاں چھن جائیں گی ۔ اس لئے ان کو ابھی قابو کرو قوم ساتھ دے گی مجھے اس سے اتفاق ہے کہ نوکر شاہی ہم سے تعاون نہیں کر رہی ہے اور نوکر شاہی حکومت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے ۔ آپ اگر مضبوط ہو دیانتدار ہو تو ان بد دیانتوں کو قابو کر سکتے ہو مگر جو سست پالیسی ہماری حکومت نے شروع کر رکھی ہے اس سے ہم نوکر شاہی پر قابو نہیں پا سکیں گے ۔ حکومت نوکر شاہی کو قابو کرنے کی بجائے نوکر شاہی کی لونڈی بن کر رہ گئی ہے ۔ میں بالکل وزراء کو بے بس دیکھنا نہیں چاہتا ۔ کل مجھے ایک وزیر کہہ رہا تھا کہ فلاں ایڈیشنل ایس پی بڑا رشوت خور ہے اور اس کو آئی جی کی تائید حاصل ہے ۔ اس لئے میں اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا میں ان وزراء کو صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ کرپشن ختم نہیں کر سکتے تو ان کو وزارت چھوڑ دینی چاہیئے یہ وزارت نہیں چلا سکتے ۔

جناب والا ۔ ایک طرف غریبوں نے قربانیاں دی ہیں ۔ دوسری طرف انہی غریبوں پر ظلم ہو رہا ہے ۔ کیا آج کا زمیندار سرمایہ دار مزارعوں کو [illegible]

نہیں کر رہا ؟ ۔ کیا مل مالکان مزدوروں پر ظلم نہیں کر رہے ہیں ؟ اس سلسلے میں ایچ ۔ ایم ۔ سی راولپنڈی کی فیکٹری کا حوالہ دوں گا کہ اس کے 70 مزدوروں کو آج سے تیرہ مہینے پہلے نکال دئے گئے تھے اور اس کے ساتھ والی تیرہ فیکٹریوں کے مزدوروں کو بحال کر دیا گیا ہے مگر H.M.C (ایچ ۔ ایم ۔ سی) کے مزدوروں کو کبھی جماعت اسلامی کے حامی کہہ کر اور کبھی انہی مزدوروں کو کیمونسٹ کہہ کر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ یاد رکھو ۔ مزدور ۔ مزدور ہے چاہے وہ کسی بھی فیکٹری یا مل سے تعلق رکھتا ہو ۔ اور سرمایہدار ۔ سرمایہدار ہے جو کسی صورت میں بھی مزدور کا دوست نہیں ہو سکتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا : میری گذارش ہے کہ ابھی ہمیں کیا کرنا چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بٹ صاحب آپ کی تقریر بڑی طویل ہو گئی ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ آپ کو میری تقریر طویل نظر آتی ہے کیونکہ میں تنقید کرتا ہوں جب آپ کے دوست تقریریں کرتے ہیں تو آپ کو ان کی تقریریں بڑی نظر نہیں آتی ہیں ۔

میاں خان چد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کل جناب والا ۔ یہاں ایک لفظ چمچہ گیری استعمال کیا گیا تھا ۔ میں نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ یہ پارلیمانی لفظ نہیں ہے ۔ اس پر سپیکر صاحب نے رولنگ دے دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دوسرے ممبران کو بھی اس لفظ کی اجازت ہے ۔ لیکن آج عبدالقیوم صاحب کہہ رہے ہیں کہ تعریف کرتے ہیں کیا وہ تعریف نہیں کر رہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ نہیں ۔ نہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Deputy Speaker : Could you please resume your seat. I am sorry to observe this. You have already consumed your time.

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ ابھی میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ ہماری حکومت کو کیا کرنا چاہئے نمبر 1 جو کہو اس پر عمل کرو ۔ خدا کے لئے اس

قوم کا بیڑا غرق نہ کرو۔ جس طرح پہلے کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے۔ نمبر 2 آپ کی حکومت عوامی انقلاب سے برسراقتدار آئی ہے۔ خدا کے لئے آپ شہروں میں جتنی مقدار میں یعنی کوٹہ جتنا ہے آٹے کا۔ چینی کا دیہات میں شہروں کے برابر کرو۔ یاد رکھو کہ آج کا دیہاتی سویا ہوا نہیں ہے۔ خدا کے لئے جاگو۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو کل کے دن یہ ہمارے گریبان پکڑیں گے اور ضرور پکڑیں گے۔ آج میرے واویلے کے باوجود جناب وزیر خوراک نے آج کے اخبار میں یہ خبر دی ہے کہ ٹاون کا کوٹہ پہلے سے ڈیڑھ گنا کر دیا گیا ہے۔ دیہاتوں میں کوٹہ کا اضافہ نہ کرنا۔ ظلم ہے۔ ظلم ہے۔

Mr. Deputy Speaker: I have got a lengthy list here.

Mr. Abdul Qayyum Butt: I would not take more than two minutes. Please chek up the watch, I will not be wasting your time. So please give me two minutes as a sp cial request.

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ملک مختار احمد اعوان۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ۔ خدا کے لئے ضروری تجاویز کے لئے مجھے وقت دیجئے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہت سے ارکان نے بڑی بڑی لمبی تقاریر کی ہیں مجھے آپ ایک دو منٹ بھی نہیں دے سکتے؟

Mr. Deputy Speaker: I have given the floor to Mr. Mukhtar Ahmed Awan. Plese resume you seat.

مسٹر عبدالقیوم بٹ۔ آپ سوچیں کہ اس وقت لوگوں کے گھر بہہ گئے ہیں ان کے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ اس ایوان میں ایک آرڈیننس ایک قانون پاس کریں کہ جہاں بھی کوئی غریب آدمی بیٹھا ہے جس کا مکان سیلاب میں بہہ گیا ہے اور اب جاگیردار اسے اپنی جگہ مکان بنانے کی اجازت نہیں دے رہے۔ آپ ان غریبوں کو حقوق ملکیت دیں تاکہ غریب زندہ رہ سکیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ گورنر صاحب یہاں کتنوں کی ڈوڈ کا آرڈیننس پاس کرانا چاہتے ہیں آپ یاد رکھیں ہم اس کو ہرگز پاس نہیں ہونے دیں گے ۔ آپ یقین رکھیں ہم یہ کبھی نہیں ہونے دیں گے ۔ آپ ایک حکم کے ذریعے مل مالکان کو حکم دو کہ وہ ان مزدوروں کے لئے مکانات دیں کھڑا دیں ۔ خدا کے لئے ان پر سختی کرو ۔ جناب والا ۔ آپ نے لوگوں کو قرضہ بلا سود دینے کا کہا ہے ۔ جس آدمی کا سب کچھ لٹ چکا ہو اور اس کے پاس کھانے کو نہ ہو وہ آپ کے قرضے کیسے ادا کرے گا ۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ان سے قرضے واپس نہ لو ۔ جناب والا ۔ میرے اپنے علاقہ میں کچے مکانات گر گئے ہیں اور وہاں پر ان کی ملکیت جنگلات ہیں خدا کے لئے ان کو اپنے جنگلات کو کاٹنے کی اجازت دو ۔ میرا صرف اتنا مطالبہ ہے ۔ میں حزب اختلاف کو بھی نہیں بخشونگا ۔ وہ خوش نہ ہوں کہ انہوں نے مجھے وقت دیا ہے میں ہرگز ان کو نہیں بخشونگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے پچھلے سیشن میں بولنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا اور میں نے بار بار التماس کی کہ مجھے بولنے کا موقع دیں ۔ لیکن مجھے میرے بنیادی حق سے بھی محروم رکھا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے اپنا نام نہیں لکھا ہوگا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ میں نے بتا دیا تھا اور پارلیمانی پریکٹس بھی یہی ہے کہ وہ نام پارٹی کے لیڈر کو بتا دیتے ہیں کہ میں نے بولنا ہے پھر اس کا فرض ہے کہ وہ فہرست مرتب کر کے آپ کے حوالے کر دے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک میلاب کا تعلق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ ان کو بولنے کا حق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب میں آیا تو وہ کھڑے تھے اور بولنے لگے تھے تو میں یہی سمجھا کہ یہ بول رہے ہیں اور انہوں نے تقریر کرنی ہوگی ۔ میں نے تو رولز کے مطابق کام کرنا ہے ۔ میں فاضل ممبر کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا تھا

کیونکہ یہ اس کی اپنی پارٹی کا مسئلہ ہے کہ وہ کس طرح معاملے کو نپٹاتے ہیں۔ اور کون کس وقت بولنا چاہتا ہے لیکن ایک وزیر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی وقت بھی کھڑا ہو کر بیان دے سکے۔

شیخ عزیز احمد۔ جناب والا۔ میں تو اپنے لئے وقت مانگ رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ کوئی وزیر کسی وقت بھی بیان دے سکتا ہے اور اس کا اسے حق حاصل ہے۔ مگر چونکہ علامہ صاحب نے کہا۔ فاضل اراکین نے کہا اور پھر فاضل وزراء بھی یہ بات مان گئے تو پھر اب اگر ملک مختار احمد اعوان بیان دینا چاہتے ہیں تو انہیں حق حاصل ہے۔ اسی لئے میں نے وقت بچایا تھا کہ آدھ گھنٹہ تو بیان دینے کا وقت نہیں ہوتا مگر آدھ گھنٹہ بارہ منٹ میں کوئی شخص کسی خاص نکتہ پر بیان دے سکتا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب نے پہلے مختار احمد اعوان صاحب کو وقت دیا تھا۔ انہوں نے اپنا وقت لینے سے انکار کر دیا اور انہوں نے اپنے وقت کا فائدہ نہ اٹھایا۔

مسٹر سپیکر۔ ایسا نہیں ہوا۔ وہ میرے پاس تشریف لائے تھے اور کہہ گئے تھے کہ تین چار فاضل اراکین تقاریر کر لیں۔ ویسے بھی ایک وزیر بحث میں کسی وقت بھی حصہ لے سکتا ہے۔ اگر وہ بحث میں حصہ نہ بھی لیں تو بھی اگر ان کے خیال کے مطابق کوئی غلط بات ہو گئی ہو یا کچھ اور نہیں ہوا ہو تو ایک وزیر بیان دے سکتا ہے۔ اگرچہ یہ روائت رولز میں لیڈر آف اپوزیشن کیلئے کہیں نہیں لکھی ہوئی لیکن کنونشن کے طور پر یہ روائت انہیں دی جاتی ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ پہلے میرے پوائنٹ آف پروسیجر کا فیصلہ کیا جائے۔ یا تو یہ فیصلہ فرمائیں کہ آئندہ جو بھی پارٹی کے ممبر ہیں جو تقریر کرنے کے خواہشمند ہیں وہ پارلیمانی پارٹی پر بھروسہ نہ کریں اور براہ راست آپ کے درخواست کریں تو پھر تو ٹھیک ہے اور آئندہ کے لئے ہم یہی طریقہ اختیار کریں گے۔ اس لئے پوری سمجھ میں نہیں آتا کہ جان بوجھ کر معزز ایوان کے کیوں وقت کا ضیاع کیا جا رہا ہے۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ کی عدم موجودگی میں جب سیلاب پر بحث ہو رہی تھی تو یہاں تقریر کا ایک سیلاب آیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ایک ہی تقریر تھی یا تقریروں کا سیلاب آیا تھا ؟

سردار صغیر احمد ۔ جناب ۔ ایک ہی تقریر تھی ۔ انہوں نے کسی شریف آدمی کو نہیں چھوڑا ۔ نہ حزب اختلاف کو چھوڑا اور نہ گورنمنٹ پارٹی کو چھوڑا ۔ انہوں نے میری ذات پر بھی کچھ حملے کئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا یہ آپ کی تقریر تھی ؟

(قہقہہ)

سردار صغیر احمد ۔ نہیں جناب ۔ یہ عبدالقیوم بٹ صاحب کی تقریر تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔ تو اس میں میں آپ کی کیا امداد کر سکتا ہوں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب ۔ وہ میرے گھریلے دوست ہیں ۔ مجھے بتائیں کہ وہ اور کیا چاہتے ہیں ۔ آزاد ماحول ہو تو میں کہہ دوں کہ وہ چمچہ گیری کم کیا کریں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میری ایک گزارش ہے تجویز کی صورت میں کہ جو کچھ وقت مجھے آپ نے عطا کرنا ہے اس میں سے کم از کم میری طرف سے پانچ پانچ منٹ شیخ عزیز احمد صاحب اور جاوید حکیم صاحب کو عنائت فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے پاس تو صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام لسٹ میں نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب ۔ خواہ پانچ منٹ ہی ہوں لیکن انہیں بولنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب کیا پوزیشن ہے ۔ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں موجود ہیں ۔ کچھ ممبران نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ممبر پہلے تقریر کر لیں ۔ تو چار پانچ وزراء جو تقریر کرنی چاہتے ہیں وہ یکے بعد دیگرے تقریر کرلیں ۔ ویسے یہ مناسب

معلوم نہیں ہوتا ۔ میں نے تو اسی لئے مختار احمد اعوان صاحب کو اجازت دے دی تھی کیونکہ اس میں دو باتیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ وزیر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیان دے سکے اور دوسرے یہ مناسب بھی معلوم نہیں ہوتا مثلاً مجھے ابھی تک جو بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ چاروں وزراء صاحبان جو موجود ہیں اور کاردار صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں یہ پانچوں بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔ اب یہ کوئی رولنگ کی نوعیت نہیں ہے لیکن میں یہاں اپنی observation دینی مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر اس ساری بحث نے کسی با مقصد نتیجے پر پہنچنا ہے تو پھر آپ کو وزراء کو سننا چاہئے لیکن اگر آپ اس ساری بحث کو کسی نتیجہ پر پہنچانا نہیں چاہتے تو ممکن ہے کہ وزراء بھی یہی سمجھیں کہ ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ نہیں جناب ۔ ہم لازمی طور پر اپنی گزارشات پیش کرنی چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج میرا احساس یہی ہے کہ حزب اختلاف آج وزراء کو نہیں سننا چاہتے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف بحث ہے اور اس کا کچھ نتیجہ نہیں ہے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ ہم وزراء کی باتیں روز سنتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بقول میاں خورشید انور صاحب حسب معمول وہ کوئی نتیجہ نکالنا نہیں چاہتے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اکیلے ہی تقریر فرما دیں تو زیادہ مناسب ہو گا ۔ بے اختیار وزراء کی تقریریں تو ہم پہلے بھی سنتے رہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اس کے متعلق کوئی تقریر نہیں ہونی چاہئے ۔

علامہ زحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہاں بحث کیلئے جو وقت باہمی مفاہمت سے مقرر کیا گیا تھا اس کی مصدقہ آپ کے ارشاد کے مطابق بالکل ساکت ہو جائیگی ۔ حذف ہو جائیگی ۔ ختم ہو جائیگی کہ جو کچھ اس ایوان میں کیا گیا ہے اگر وزراء صاحبان اس کے متعلق

جواب نہ دیں ۔ ان کو تو جواب دینا ہے ۔ اگر وہ جواب نہیں دینگے تو پھر جیسے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس بحث کا کوئی مقصد ہی نہیں رہے گا ۔ جو تجویز اس طرف سے پیش کی گئی ہے ان میں سے کون سی تجویز مناسب ہے اور حکومت کس پر عمل درآمد کرنا چاہتی ہے اور وہ کون سے اقدامات ہیں جن کو وہ بروئے کار لانا چاہتی ہے ۔ جب تک یہ چیزیں اس ایوان میں نہیں بتائی جائینگی اس وقت تک اس بحث کا کوئی فائدہ اور کوئی مقصد نہیں ہوگا ۔ تو وزراء صاحبان کو اس کا جواب دینا چاہئے اور ایوان کو اپنے اعتماد میں لینا چاہئے ۔ یہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایوان کی کارروائی کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھاتا ہوں ۔ چونکہ شیخ عزیز احمد صاحب کھڑے تھے میرا خیال ہے کہ پہلے وہ تقریر کر لیں ۔ ملک صاحب بھی شائد مجھ سے اتفاق کریں گے ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان۔ جناب۔ ہمیں بھی موقع ملنا چاہئے ۔ میرا نام لسٹ کے آخر میں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کل کی لسٹ پر تھا ۔ آج کی لسٹ میں نہیں ہے ۔

آوازیں ۔ آپ نام بول دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ مسٹر محمد حنیف رامے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب امیر عبداللہ خان صاحب تو اپنا وقت دے چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آدھا وقت دیا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ۔ میں نے صرف پانچ منٹ دئے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رائے میاں خان کھرل ۔ میاں خان محمد ۔ ملک اللہ دتہ ۔

چودھری بشیر احمد ۔ چودھری محمد ارشاد خان ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ مہر محمد ظفراقبال خان بھروانہ چودھری غلام احمد باجوہ اور پھر جاوید حکیم قریشی صاحب ۔

مسٹر محمد حنیف رامو ۔ جناب ۔ کیا میرا نام لسٹ میں نہیں ہے ؟

میسٹر سپیکر ۔ کل آپ کا نام دو مرتبہ پکارا گیا تھا لیکن اس کے بعد آپ نے یاد ھی نہیں کرایا ۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ میں کل میٹنگ میں گیا تھا ۔

میسٹر سپیکر ۔ مجھے بتا کر جاتے ۔ اب مجھے تو معلوم نہیں کہ کون فاضل رکن کہاں چلا گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس فقیر بے نوا کا وقت بھی کہیں لکھا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میں آج وقت کو زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ مجھے شروع میں جو نام دئے تھے ان کی تعداد ۱۰ بنتی تھی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ وقت کافی ہے ۔ اور آج یہاں کارروائی بھی ساڑھے نو بجے کے قریب شروع ہو گئی تھی ۔ لیکن اب جس تیزی سے نام آئے ہیں میرے خیال میں اب وقت کو تنگ کرنا پڑے گا ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ میری رائے ہے کہ شام کو نشست بھی رکھ لیں کیونکہ مقررین کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔

میسٹر سپیکر ۔ میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں ۔ اب تقاریر کا وقت کم کر کے پانچ منٹ کر دیا گیا ہے ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک : جناب سپیکر ۔ میرے علاقے میں سیلاب سے بہت نقصان ہوا ہے

مسٹر سپیکر : آپ کا نام دو مرتبہ پکارا گیا مگر آپ سارا دن ایوان میں موجود نہ تھے ۔

سردار نصراللہ خان دریشک : کل میں سارا دن بیٹھا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کا نام نہیں کاٹا ۔ آپ موجود نہ تھے ۔ سبران ٹی ۔ روم میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔

میاں احسان الحق پراچہ : جناب سپیکر ۔ میں نے بھی اپنا نام دیا تھا ۔

میسٹر سپیکر : آپ کا نام بھی دو مرتبہ پکارا گیا تھا ۔ ایک مرتبہ نام لے کر

پورے دو تین منٹ انتظار کیا گیا کہ شاید آپ لابی میں ہوں تو تشریف لے آئیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! پنجاب میں سیلاب کی صورت حال پر کل سے بحث جاری ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں اس سے پہلے 6 یا 10 اگست 1956ء اور 1، ستمبر 1957ء کو بھی سیلاب کی صورت حال پر پورا پورا دن بحث ہوتی رہی تھی ۔ اس وقت تو یہ ایوان مغربی پاکستان پر مشتمل تھا اور آج کا ایوان صرف صوبہ پنجاب پر مشتمل ہے ۔ سیلاب کی تباہ کاریوں پر اس وقت بھی اس ایوان میں پورا پورا دن بحث ہوتی رہی تھی ۔ ہمارے جو اصحاب اس وقت اپوزیشن کی بنچوں پر موجود ہیں اس وقت بھی انہی بنچوں پر موجود تھے اور اس طریقے سے تنقید کی گئی تھی جس طریقے سے وہ آج اس سیلاب کی تباہ کاری پر تنقید کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔

میاں احسان الحق پراچہ : جناب والا ۔ سمجھ نہیں آ رہی ۔

مسٹر سپیکر : کوئی بات نہیں ۔

شیخ عزیز احمد : میں عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت جو اصحاب اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند اصحاب اُس وقت ٹریژری بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کے trap میں آ گئے اور اس طرح آپ کے دو منٹ ضائع ہو گئے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پانچ منٹ میں میں دریا کو کوزے میں بند کروں جو ہو نہیں سکتا۔ پھر یہ ہو سکتا ہے کہ کوزے کو دریا میں پھینک دوں ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ! اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو پھر آپ کو آپ کی باری پر بلایا جائے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ممبر اپنا چانس استعمال کریں ۔

شیخ عزیز احمد : بہتر جناب والا ۔ میں اس کو ختم کرتا ہوں ۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ہوں ۔ بہرحال میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں ہماری لائبریری میں Mehods and Problems of Flood Control in Asia کے

صفحہ نمبر 11 پر یہ درج ہے کہ ہندوستان میں کس طرح 1947ء کے بعد سوراشٹرا اور صوبہ میسور میں فلڈ پر کنٹرول کیا گیا ۔ وہ لکھتا ہے ۔ (یہ یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے چھپی ہوئی ہے) اس وقت پچیس ہزار ٹینک میسور میں اور مدراس میں پینتیس ہزار ٹینک ہیں ۔

These large number of tanks must have an appreciable effect in reducing the flood flow in spite of the comparatively small size of individual tank.

چھوٹے چھوٹے ٹینک ہونے کے باوجود فلڈ کے کنٹرول میں انہوں نے بہت بڑا کام کیا ۔ اس سے دوسرا یہ فائدہ ہوا کہ پانی ٹینکوں میں جمع کر لیا گیا اور ان سے بعد میں آب پاشی کا کام لیا گیا ۔ اس سلسلے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1971ء میں بھی اپنے محترم قائد سے جو اس وقت گورنر تو نہ تھے مگر ہولانا کوثر نیازی کے ہمراہ ڈیک کے نالے کی طغیانی کے سلسلے میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔ یہ گزارش کی تھی کہ آج سے کئی سال پیشتر 1950-51 میں ایک scheme بنائی گئی تھی کہ دیولی کے مقام سے ڈیک کے نالے کو راوی میں ڈال دیا جائے لیکن اس وقت راوی لنک نہیں بنا ہوا تھا اب خود ڈیک کی طغیانی کی وجہ سے راوی لنک کو کئی جگہ سے breach کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ہی رعیہ برانچ کو بھی breach کرنا پڑا تاکہ ڈیک کے نالے کی طغیانی کا پانی بہہ کر پھر دریائے راوی میں آ جائے ۔ ڈیک کا نالہ جموں سے نکلتا ہے اور کئی جگہ پر پھٹ کر کئی شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے پھر وہ جا کر مانگٹانوالہ میں ختم ہوتا ہے اور راوی میں گر جاتا ہے ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ڈیک کے نالے کو اگر دیولی کے مقام سے راوی میں ملا دیا جائے تو پلوں کے جو اخراجات گورنمنٹ کو ادا کرنے پڑتے ہیں وہ اس سے بچ جائے اور دوسری طرف ہزاروں ایکڑ زمین جو ڈیک میں ڈوبی ہوئی ہے، وہ بھی برآمد ہو سکے ۔

اس کے علاوہ اس وقت 1971ء میں ایک سکیم بنائی گئی تھی کہ موضع کھیوہ باجوہ کے نزدیک ایک بند بنایا جائے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دو سال کے عرصے کے باوجود جون میں اس کا کام شروع کیا گیا جبکہ جولائی میں بارشیں ہو گئیں اور چار لاکھ روپے میں سے صرف گیارہ ہزار روپے اس پر خرچ ہوئے

اور تین لاکھ 89 ہزار روپیہ اب تک بتایا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ رستے کٹ گئے اور چودہ میل کے علاقے میں نقل و حمل کا کسی قسم کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ جس کے نتیجہ میں قلعہ کالر والے کے علاقے میں تیل کی بوتل کی قیمت ایک روپیہ ہو گئی۔ گذشتہ سیلابوں پر بحث کے دوران سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے چند ممبران نے یہ نشان دھی کی تھی کہ ہماری نہریں ہماری سڑکیں اور ہماری ریلیں اس طریقے سے بنائی گئی ہیں کہ وہ پانی کے بہاؤ کے مخالف رو پر بنائی گئی ہیں اگر پانی کا بہاؤ مشرق سے مغرب کی طرف ہے تو نہریں اور سڑکیں شمالاً جنوباً بنائی گئی ہیں تاکہ جس وقت فلڈ آئے وہ فلڈ کے بہاؤ کا راستہ روک دے۔ رکاوٹ سے پانی اکٹھا ہو جائے گا اور فلڈ کی صورت اختیار کر لے گا۔ اس وقت بھی یہ چیزیں سامنے آئی تھیں اس وقت بھی یہ تجاویز لائی گئی تھیں کہ ٹینکس بنائے جائیں ریزروائرز بنائے جائیں جس طریقہ سے مدراس کے علاقے میں بنائے گئے ہیں اور میسور میں بنائے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ بارشیں سیلون، ملایا اور برما میں ہوتی ہیں لیکن آپ کبھی اخبارات میں یہ نہیں پڑھیں گے کہ سیلاب سے وہاں تباہی ہوئی ہے یہ صرف ہمارے علاقہ کو شرف ہے شاید بارہ سال پہلے جس وقت فلڈ آیا تھا۔ 1956ء میں کمیشن بنایا گیا تھا۔ پھر کمیشن توڑ کر کمیٹی بنائی گئی لیکن جس وقت 1960 میں فلڈ نہیں آیا تو فلڈ کمیشن نے کام بند کر دیا اور فلڈ کمیشن نے بھی کوئی کام نہ کیا۔ نہ تو embankments scoop بنائی گئیں اور اگر بنی ہیں تو ان کی مرمت نہیں کی گئی۔

جہاں تک اپوزیشن کا تعلق ہے یہ کہنا کہ فلاں بند کو توڑ دیا گیا ہے۔ 1956 میں بھی یہی کہا گیا تھا اور اس ایوان میں یہ الزامات لگائے گئے تھے کہ فلاں منسٹر نے فلاں بند کو تڑوا دیا ہے اور فلاں علاقے کو غرق کروا دیا ہے۔ آج بھی وہی کچھ کیا جا رہا ہے کہ اگر پنج ند کا دایاں بند نہ توڑا جاتا, بائیں کو توڑ دیا جاتا تو مظفر گڑھ بچ جاتا، ورنہ رحیم یار خان اور بہاول پور غرق ہو گئے ہیں۔ اگر دایاں بند توڑ دیا جاتا یا ٹوٹ جاتا تو کیا مظفر گڑھ بچ جاتا؟ کیا مظفر گڑھ سے اپوزیشن کے ممبران نہیں آئے، صرف بہاول پور سے ہی آئے ہیں؟ اگر ادھر کا علاقہ غرق ہوا ہے تو وہ بھی پاکستان کا حصہ تھا۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ 1956 اور 1957 میں سندھ کے سکھر بیراج پر 8 لاکھ 79 ہزار کیوسک پانی خارج ہو رہا تھا۔ اتنی وقت اگر وہ متحمل ہو سکتا تھا

تو آج کیا وجہ ہے کہ وہ سکھر اور ہنج ند بیراج اتنے پانی کا متحمل نہیں ہو سکتے صرف یہی وجہ تھی کہ ہمارے دریاؤں اور نالوں میں سلٹ جمع ہو گیا تھا اور اس پر نہ کمیشن نے اور نہ فلڈ کمیٹی نے کوئی کام کیا۔ ان کی غفلت کے نتیجے میں آج پانی کا زور اور پانی کی طغیانی میں زیادہ زور ہوا ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ وہ تجاویز جو 1956 کی Debates میں موجود ہیں ڈاکٹر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب پڑھیں کہ ان تجاویز میں کیا کیا بتایا گیا ہے اور اس پر کہاں تک عمل ہوا تھا۔ آپ دیکھیں گے کہ سیالکوٹ اور نارووال کے علاقے کو بچانے کے لئے اس وقت ایک حاجی پور بند تعمیر کیا گیا تھا لیکن فلڈ کی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا اور اس کو پھر تعمیر نہ کیا گیا۔ اس وقت اس پر لاکھوں روپے صرف کیے گئے منسٹری نے یہ کہا کہ لاکھوں روپے خرچ ہونے کے باوجود انجنیر کی غلطی سے وہ بند توڑ دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد اس پر پھر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ یہ ہمارا کام نہیں تھا۔ ہم تو ابھی برسراقتدار آئے ہیں۔ ہم تو اب دیکھیں گے کہ کیا کیا تجاویز آئی تھیں اور ان پر کہاں تک عملدرآمد ہوا اور کیوں نہیں ہوا۔ جناب والا۔ 1956 کے بعد ایوب اور یحییٰ دور میں فلڈ زیادہ نہیں آئے بارشیں زیادہ نہیں ہوئیں تو اس وجہ سے لوگ غافل ہو گئے اور انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی تاکہ بند بنائے جائیں۔ ڈیم تیار کئے جائیں وہ تجاویز جو فلڈ کمیشن نے پیش کی تھیں نہ تو ایوب دور میں شائع ہوئیں اور نہ یحییٰ دور میں ان کو شائع کیا گیا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ 1957ء کے فلڈ کمیشن کی رپورٹ کو اس ہاؤس میں پیش کیا جائے اور ان پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ دوسرے علاقوں میں 15 اگست کو فلڈ آیا لیکن سیالکوٹ میں 5 اگست سے شروع ہو گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزراء ہماری پارٹی کے ورکروں بمع اس معزز ایوان کے ممبران نے وہاں جتنا کام کیا میرا خیال ہے کسی اور دور میں نہیں ہوا۔ بہرحال مجھے اپنے علاقے کے متعلق پتہ ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جہاں تک پارلیمنٹری پریکٹس کا تعلق ہے 1956ء کی Debates اٹھا کر دیکھ لیں 1957ء کی Debates اٹھا کر دیکھ لیں کہ جو بحث ان میں فلڈ کی صورت حال پر ہوئی تو اس میں ہاؤس میں منسٹر انچارج نے بحث کا آغاز کیا تھا۔ ایسی کوئی مثال

نہیں ملتی کہ کسی آپوزیشن کے ممبر نے بحث کا آغاز کیا ہے کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ہمارے قائد حزب اختلاف انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ یہ روایات ہیں کہ بحث کا آغاز آپوزیشن کی طرف سے کیا جاتا ہے آپ پرانی روایات دیکھیں کہ وہاں بحث کا آغاز منسٹر عبدالستار پیرزادہ نے کیا تھا اور پھر منسٹر برائے آب پاشی نے حالات بتائے کہ ان حالات میں ہم نے سیلاب پر کس طرح قابو پانے کی کوشش کی ہیں اور اس کے انسداد کے لئے کیا تدابیر کی ہیں - اس لئے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور یہی عرض کروں گا کہ فلڈ کمیشن کی رپورٹ کو جلد از جلد شائع کیا جائے جو 1957ء میں فلڈ کمیشن نے پیش کی تھی- اس کے علاوہ 1947-948 -1955-1956 اور 1957ء میں بھی فلڈ آئے تھے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا- آپ گھڑی کو دیکھ لیں اور یہ بھی بتائیں کہ ان کی تقریر کے دوران ایک منٹ کتنے سیکنڈ کا ہے ؟

شیخ عزیز احمد : تو جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ سیلاب سے متاثرہ علاقہ میں جلد سے جلد امداد بہم پہنچائی جائے- اور مسٹر قیوم بٹ سے اتفاق کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا اس ہاؤس کی وساطت سے اور آپ کی وساطت سے کہ اگر دیہاتی عوام کو خوراک نہ دی گئی اس طریقے سے جس طریقے کہ شہریوں کو دی جاتی ہے تو میں سمجھ نہیں سکتا کہ اس کے بعد عوام کیا کریں گے - ان کا تاثر کیا ہو گا اور کل کو وہ کون سا اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے - آپ حیران ہوں گے کہ اگر سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں سے کوئی شخص آج لاہور میں داخل ہو جاتا ہے پرمٹ بنوا لیتا ہے یا راشن کارڈ بنوا لیتا ہے تو وہ 2 روپے من کے حساب سے آٹا بھی لے سکتا ہے اور اس کو تین چار سیر چینی ہر ماہ بھی مل سکتی ہے اس کو پکی سڑکیں بھی ملیں گی چلنے کے لئے کالج ملیں گے سکول ملیں گے- لیکن دیہاتی علاقوں میں رہتے ہوئے اس کو اتنا حق نہیں مل سکتا جو اس کو شہر میں منتقل ہونے کے بعد ملتا ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دیہاتوں کے رہنے والے شہروں کا رخ کر لیں گے اور شہروں کی آبادی اتنی گنجان ہو جائے گی کہ ایک الگ مسئلہ حکومت کے لئے کھڑا ہو جائے گا - اور پھر دیہاتیوں کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ شہروں میں جا کر رہیں گے کہاں - کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ کچی آبادیاں بن گئی ہیں ایسے ایسے نشیبی علاقوں میں

یہ بستیاں قائم ہو گئی ہیں جیسے شاہدرہ میں وہ تمام کی تمام نالے کے ساتھ ساتھ ہیں اور وہاں کسی وقت بھی دریا کا پانی یا نالے کا پانی آ سکتا ہے انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں پانی آ جائے گا ۔ پچھلے سال انہوں نے کچی آبادیاں قائم کی اور چھوٹے چھوٹے مکانات بنائے اور بیٹھ گئے۔ کیوں بیٹھ گئے اس لئے کہ ان کے پاس سرمایہ تو نہیں ہے کہ وہ گلبرگ یا سمن آباد میں کوٹھیاں بنا لیں ۔ ان کے پاس تو جو تھوڑا بہت اثاثہ تھا اس کو بروئے کار لا کر انہوں نے وہاں بستیاں قائم کر لیں اور اس لئے کہ آپ کے اعلان کرنے کے بعد کہ پانچ مرلے کی جو جگہ جس کے پاس ہو گی وہ اس کی ملکیت میں دے دی جائے گی ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ایسے گھروں سے باہر بے سروسامانی کی حالت میں سڑکوں پر، نہر کے کنارے پر یا ریسٹ ہاوس جو سڑک جاتی ہے اس پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ نہ پاس ٹینٹ ہیں نہ ان کے پاس سامان رہا اور جو تھوڑا بہت ان کا اثاثہ تھا وہ بہہ گیا ۔ تو اس صورت میں میں عرض کروں گا کہ دیہاتیوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے ۔ میں پھر اپیل کروں گا کہ ان کو بھی اتنا ہی راشن دیا جائے ۔ اسی طریقے سے کھی دیا جائے جس طریقے سے شہریوں کو دیا جا رہا ہے ۔ آپ حیران ہوں گے یہ سن کر کہ اس وقت سیلاب زدہ علاقوں میں بھی کھی نہیں دیا گیا ۔ ہمارے علاقے میں یہ کہہ کر کہ یہ صرف ٹاؤن کمیٹیوں کو دیا جائے گا دیہاتوں میں نہیں دیا جائے گا ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ ان کے پاس بھینسیں ہیں ۔ بھئی ! بھینسوں کے لئے تو چارہ نہیں ملتا ۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ یہاں آٹھ روپے من کے حساب سے توڑی مل رہی ہے تو ہمارے ہاں دس روپے من کے حساب سے بھی توڑی نہیں مل رہی ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ کوئی راستہ محفوظ نہیں ہے ۔ چودہ چودہ میل تک کوئی راستہ نہیں ؟ ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب۔ کیا اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کتنا ٹائم اور لیں گے ۔

شیخ عزیز احمد : میں دو منٹ میں ختم کرنے کی کوشش کروں گا ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ و نقل حمل کے ذرائع کو سب سے پہلے حل کرنا چاہئے جہاں آپ نے نہروں کے بندوں کو ٹھیک کر دیا ہے ان کی مرمت کر دی ہے وہاں سب سے پہلے آپ مہربانی کر کے سڑکوں کی مرمت کریں ۔ میں حکومت کی

توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ہمارے علاقے میں چودہ میل تک کوئی راستہ نہیں رہا میرے پاس چٹھی موجود ہے ایک انجینئر کی کہ جس وقت اسے یہ کہا گیا کہ بند کو توڑ دیا گیا تھا اس لئے اب اس کی تعمیر شروع کر دیں تو اس نے کہا کہ اس میں فلڈ آنے کا اب کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بعد میں تعمیر کیا جائے گا" لیکن اس کے چوتھے دن ہی سیلاب آ گیا اور راستہ کٹ گیا اس راستے پر ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت روڑے ڈلوائے لیکن فلڈ نے پھر ان کو ختم کر دیا اور وہ جو 14 میل کا ٹکڑا ہے وہاں ہم یہ پیدل جا سکتے ہیں نہ سائیکل چل سکتی ہے اور نہ گاڑی پر ہی جایا جا سکتا ہے۔ میں نے فنانس منسٹر صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا کہ جو تین لاکھ کی سکیم ہمارے گاؤں کے ایک چیف انجینئر نے اپنی وہاں کی پندرہ سو کی آبادی کے لئے بجٹ میں منظور کرائی تھی۔ اس کو کاٹ دیا جائے مجھے ایسی وہاں کوئی سکیم نہیں چاہیے۔ مجھے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اس انجینئر کی سکیم کی ضرورت نہیں اس لئے وہ تین لاکھ روپیہ مہربانی کر کے آئندہ بجٹ میں اس سڑک کے لئے رکھا جائے جو کہ چودہ میل کا ٹکڑا ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت جاری رہ سکے۔ میرے حلقہ نیابت میں ایک ہی سڑک ہے اور وہ بھی ناپید ہیں۔ اس لئے پھر گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے اس سڑک کو تعمیر کیا جائے کیونکہ اگر راستہ نہیں ہو گا تو ضروری اشیاء کے بھاؤ بڑھ جائیں گے اور لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے سب سے پہلے راستے تعمیر کئے جائیں یا مرمت کئے جائیں۔ میں اس کے ساتھ ہی یہ عرض کر دوں کہ یہ قدرتی آفت ہے اور قدرت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ ہر تخریب ایک تعمیر کی نشان دہی کرتی ہے۔ اگر یہ تخریب ہوئی ہے تباہی ہوئی ہے تو اس کے لئے نشان دہی ہے کہ ہم نے تعمیر نو کس طرح کرنی ہے آپ اس سلسلے میں جیسے علامہ اقبال نے بھی کہا تھا کہ۔

ہر خزاں کے بعد بہار آتی ہے

ہر خزاں کے بعد بہار ضروری ہے اس لئے تخریب کے بعد تعمیر نو کے کام کے لئے ہمیں پوری طرح سے اپنے وسائل کو بروئے کار لانا ہے اور میں حزب اختلاف سے بھی اپیل کروں گا کہ ہماری مدد کریں ہمارے ساتھ تعاون کریں بجائے لکتہ چینی پر مامور رہیں ہمارے اوپر فرض عائد ہوتا ہے کہ پبلک کی تعمیر نو کریں شکریہ۔

مسٹر سپیکر: وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب والا عرض ہے کہ ۔

تلمیزو اب تو سوئی ہے اے چشم اشک بار
نیلگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

جناب سپیکر ۔ مسلسل دو روز سے اس معزز ایوان میں سیلاب کی صورت حال پر بحث جاری ہے ۔ دونوں اطراف سے مسائل کی نشان دہی کی گئی اور اپنے طریقے بتلا دئیے گئے کہ ہم ہمیشہ کے لئے کیسے ایسی مصیبتوں پر قابو پا سکتے ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض دوستوں نے اس طرف سے یہ بھی کہا فلاں وقت خطرے کا آلارم ہو چکا تھا کہ سیلاب آنے والا ہے اور فلاں وقت سیلاب آ گیا ۔ اور اس درمیانی وقت میں حزب اقتدار کی طرف سے کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا گیا ۔

جناب والا ۔ مجھے اس سے مکمل طور پر اختلاف ہے کیونکہ اگر الارم کی بات کرنی ہے اور جیسے کہ کہا گیا کہ فلاں وقت وائرلیس سٹیشن زیر آب آ گیا تو جناب والا ۔ میں نے اسی لئے اپنی بات شروع کرنے سے قبل میر کا شعر پڑھا تھا ۔ الارم کی نشان دہی تو اس وقت کر دی گئی تھی مگر جب پاکستانی قوم کا مقدر یہی تھا کہ ایک کے بعد دوسرا ۔ دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا سیلاب تھا ۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب قائداعظم رح ۔ کے نظریہ پاکستان کی مخالفت کی گئی ۔ ان کے نظریات کو جناب والا ۔ بجا طور پر اور صحیح روپ کے مطابق اس اسلامی ملک میں نافذ کرنے سے روگردانی کی گئی ہے اور جناب والا جب مسلسل طور کوششیں کی جاتی رہیں کہ پاکستان میں انقلاب کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں اور ملک کی تعمیر نو کا لفظ منہ سے نکالنے والوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالا جائے بلکہ یہ کوشش کہ ان کو تختہ دار پر لایا جائے تو پھر جناب والا ۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس قوم کی قسمت میں یہ مصیبتیں لکھی گئی تھیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کیا محترم وزیر قانون متعلقہ بات کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں بالکل متعلقہ بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے اعتراض میں خاصی طاقت ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کہا گیا ہے کہ عذاب الٰہی نازل ہوا مگر اگر کوئی بے اعتدالیوں کی وجہ سے اپنی رائے کسی پر ٹھونسنے کی کوشش کرے تو پھر ایسا عذاب الٰہی نازل ہوا کرتا ہے ۔ تو میں اس دلیل کو رد کرنے کے لئے یہ کہنے میں حق بجانب ہوں اور اس کو اپنے فرض میں شامل سمجھتا ہوں کہ 25/26 سال تک جب حقائق سے روگردانی کی گئی اور مسلسل کی جاتی رہی اور جبکہ بد اعمالیوں اور بےاعتدالیوں کا ایک چٹھا بن چکا تھا تو اس وقت ایسے عذاب نازل ہونے شروع ہوئے ۔ ایک جنگ ہوئی اس کے بعد دوسری اور اس کے بعد ملک کا ایک حصہ کٹ گیا اور جب سیلاب آ گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عذاب الٰہی نہیں ہے بلکہ یہ محض ان جاگیرداروں اور سرمایہداروں کی ناقص قیادت تھی جس نے ملک کو نقصان پہنچایا جو کہ ماضی میں مسلسل کئی سالوں تک اس ملک کی سیاست اور قیادت پر مسلط رہے اور جنہوں نے کوشش ہی نہیں کی کہ کسی آفیسر کو صحیح طور پر پرکھیں ۔ جناب والا ۔ میں اس کو ہرگز عذاب الٰہی نہیں کہتا ہوں ۔ ہاں یہ سچ ہے کہ یہ عذاب تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے 5 سال تک جنہوں نے اتنے طویل عرصہ تک جاگیرداری ۔ سرمایہداری اور افسر شاہی کے گٹھ جوڑ کے بل بوتے پر اس ملک پر اپنی رائے کو مسلط رکھا ۔ جنہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کہاں سے کس بند کو مضبوط بنانا ہے ۔ جنہوں نے نہیں دیکھا کہ کون سے کھیت کی مٹی کو اٹھا کر کون سے کھیت میں ڈالا جا رہا ہے ۔ جاگیرداروں نے مٹی اٹھا کر اپنے کھیتوں میں ڈال دی اور اپنے کھیتوں میں پھیلا دی تاکہ ان کے کھیت زرخیز ہو سکیں لیکن اس وقت جناب والا ۔ یہ چیز وہ اپنے ذہن میں نہیں رکھ سکے کہ جس وقت پانی کا زور ہو گا تو پانی کے بند ٹوٹ جائیں گے ۔

پھر جناب والا ۔ یہ بھی کہا گیا کہ بر وقت اعلان نہیں کیا گیا ۔ نشاندھی نہیں کی گئی کہ وہاں کے بند ٹوٹ گئے ہیں اور دیہات اور شہروں کو خالی کر دیا جائے ۔ مگر جناب سپیکر میرے فاضل نے اس وقت اعلان کیا تھا نشان دھی کی

تھی کہ یہ تو پانی کا سیلاب ہے ابھی عوام کے جذبات کا اٹھتا ہوا سمندر موجزن ہونا ہے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ نوشتہ دیوار تو پڑھو میرے قائد نے جناب والا کہا تھا کہ یہ بند تو باندھ سکو گے لیکن جب عوام کا سیلاب اٹھے گا تو پھر کسی بند کو مضبوط نہیں بنا سکو گے ۔ بند خود ٹوٹتے چلے جائیں گے اور وہ عوام کا سیلاب منزل کی طرف رواں دواں ہوتا جائیگا ۔ جناب والا آج اس ایوان میں سیلاب کی صورت حال پر بحث کی جا رہی ہے لیکن میں اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک عوامی انقلاب کی طرف بھی نشان دہی کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے نظریات کے رجحانات انقلابی ہیں ان کے تمام دنیا کے ساتھ دوستی کے تقاضے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ سوچا اور سمجھا جائے کہ ہم کس ڈگر پر جا رہے تھے اور ہمیں کس ڈگر پر جانا چاہئے ۔ جناب والا ۔ یہ بند تو تعمیر کر دئے جائیں گے ۔ میں مانتا ہوں ۔ ریت اور کنکریٹ کی بوریا ڈالی جائیں گی لیکن خدارا اگر آپ اس بحث کو اس طریقہ سے دیکھنا چاہتے ہیں کہ کس قدر بے اعتدالی ہوئی فلاں بند کو کس طرح توڑا گیا ۔ دایاں بازو بچایا جائے ۔ بائیں بند میں شگاف ڈالے گئے ۔ ایسا کیا گیا ۔ ایسا نہ کیا گیا ۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل بے بنیاد باتیں ہیں کیونکہ کسی نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا کہ بھاول پور ڈویژن کے غریب لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کیا جائے ۔ جناب والا ۔ خان پور کی نسبت بھی الزام لگایا گیا کہ خان پور بد قسمت شہر ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اب بار بار حزب اختلاف کا دھیان کورم کی طرف جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ایوان میں کورم پورا ہے ۔

وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن حاجی سیف اللہ خان صاحب اس وقت ایوان میں موجود نہیں اور مجھے یہ یقین ہے کہ وہ اردگرد کہیں ہونگے تو میری بات سننے کے بعد ایوان میں تشریف لے آئیں گے ۔ انہوں نے بالکل غلط حقائق کی

سامنے رکھتے ہوئے یہاں یہ بات کی جو کہ حقیقت پر مبنی نہیں تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بیشتر باتیں بے بنیاد تھیں ۔ انہوں نے کہا کہ خان پور میں تباہی ہوئی خان پور شہر ڈوب گیا اس کی محرومیوں اور تباہی کا ذکر کیا لیکن ایک بھی واقعہ جو حقیقت پر مبنی ہو وہ نہیں پیش کیا گیا لیکن میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں ۔

پانی کو مت گھور کے دیکھو پانی سر سے گزرا ہے
حشر کا قصہ تم نے سنا ہے میری نظر سے گزرا ہے ۔

جناب والا ۔ جب خان پور تباہ ہو رہا تھا تو حاجی سیف اللہ صاحب اپنے بھوں سمیت لاہور میں موجود تھے (شیم شیم) ان کے دل میں کوئی درد نہ تھا میں ثابت کرتا ہوں یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ پنجاب اسمبلی کی مجلس قانون ساز کی میٹنگ یہاں لاہور میں 15 تاریخ کو تھی اور حاجی صاحب اس میں شمولیت کے لئے یہاں لاہور میں آئے تھے جبکہ خان پور ڈوب چکا تھا اور جب کے تمام ذرائع مواصلات کٹ چکے تھے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب اتفاق سے موجود نہیں ہیں ۔ وزیر صاحب انتہائی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ کے لئے یہاں آئے بعد میں سیلاب آ گیا اور وہ رک گئے ۔ انہوں نے کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں ۔ ان کے پاس کوئی نجی ہیلی کاپٹر تو تھا نہیں لہذا وہ چند دن یہاں رکے رہے اور جن کے پاس ہیلی کاپٹر تھے وہ بھی مشکل سے وہاں پہنچے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ مجھ پر الزامات لگائے گئے ہیں کہ میں اپنے حلقہ نیابت تک نہیں پہنچا ۔ میں یہاں سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ اٹینڈ کرنے آیا ۔ 15 تاریخ کو میرے علاقے میں اور 19 تاریخ کو دیگر علاقوں میں سیلاب غیر متوقع طور پر آیا اور ایسی جگہوں پر بھی آیا جہاں کہ سیلاب نہیں آیا کرتا تھا ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ جب میں نے سیلاب کی خبر سنی تو میں نے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو گورنر صاحب کو اور چیف منسٹر صاحب کو واسطے دئے کہ خدا کے لئے مجھے میرے حلقہ

لیاقت پور پہنچایا جائے۔ میں نے ٹیلی فون پر رابطے قائم کئے اور میں ہر ممکن کوشش کرتا رہا مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ میں کشتیوں میں سوار ہوا پیدل بھی چلا۔ جو کچھ میرے سے ہو سکا اور جو کچھ میں نے وہاں کیا وہ میرے عوام جانتے ہیں۔ میرے علاقے کے لوگ جانتے ہیں اور ان کو پتہ ہے کہ جب میں وہاں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کیا کام کیا ہے۔ مجھے ان کی خوشنودی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ کیا اپنا فرض ادا کیا۔ سب راستے بند تھے یہ لوگ بیلی کوپٹروں میں سیریں کر رہے تھے مگر کسی نے شنوائی نہیں کی اور یہ کہتے ہیں کہ میں نہیں پہنچ سکا اگر میں نے ٹیلی فون نہیں کیا تو اس بات کی ڈاکٹر صاحب یا چیف منسٹر تردید کریں یہ تو خود ملتان میں بستروں پر سوئے ہوئے تھے۔ اور الزام لگاتے ہیں کہ میں نہیں پہنچا۔

مسٹر سپیکر۔ جاچی صاحب۔ آپ کا explanation ہو گیا ہے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں ایک ہفتہ تک اس متاثرہ زدہ شہر میں اپنے شہریوں کے ساتھ۔ کسانوں کے ساتھ اور مزدوروں کے ساتھ موجود رہا۔ اس شہر میں جس شہر میں وبا پھوٹنے کا خطرہ تھا۔ جو شہر پورے طور سے بالکل کٹا ہوا تھا۔ جہاں نہ ٹرین آ جا سکتی تھی۔ جہاں نہ بسیں جا سکتی تھیں جہاں نہ ٹیلیفون کا رابطہ تھا۔ ایسی جگہوں پر رہا۔ جناب والا۔ میں ریلوے سٹیشن پر رہا جہاں ہزاروں لوگ جمع تھے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Point of order. He seems to be interested in individuals but we are not concerned with individuals. We want to know what steps have been taken by the Government to stop the floods in future. Mr. Mukhtar Awan should tell the House what programme they have chalked-out for preventing the coming of floods.

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میرا یہ فرض ہے کہ میں اس ایوان کو اعتماد میں لوں اور ایوان کے معزز ارکان کو بتلاؤں کہ خدمت کس نے کی۔ جناب والا۔ خدمت پاکستان پیپلز پارٹی نے کی۔ خدمت قائد عوام نے کی۔ خدمت قائد پنجاب نے کی یا خدمت ان چند لوگوں نے کی جو ایوانوں میں یا ائر کنڈیشن ہاؤس میں بیٹھ کر لمبی چوڑی تقریروں اور لفاظی سے کام لے سکتے ہیں لیکن ہم

عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا بھی ان کا کام ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ تمام باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے خان پور پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ وہاں چند ایسے لوگ تھے جن کو سکے دیے گئے تھے ان کے دلوں میں عوام کا بڑا درد ہے ۔ خود بتلاتے ہیں کہ خان پور میں تباہی ہوئی ۔ میں بھی اعداد و شمار ساتھ لیکر آیا ہوں۔ میں نے تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے ۔ میں بھی ان غریب اور بیمار لوگوں کے ساتھ وہاں ریلوے سٹیشن کے گیسٹ روم میں رہا ہوں جہاں پر زیادہ concentration تھی ۔ جہاں پر زیادہ بیمارے غریب رہ رہے تھے کیونکہ خان پور شہر میں ایک بھی جگہ رہنے کی نہیں تھی ۔ وہیں پر غریب تھے ۔ وہیں پر سب لوگ موجود تھے ۔ میں ان کے درمیان ریلوے سٹیشن پر خود موجود رہا ہوں ۔ وہاں بیماریوں کا بھی خطرہ تھا ۔ سب کچھ تھا ۔ اس کے باوجود جناب والا ۔ وزیر اعظم صاحب خود دو دفعہ تشریف لے گئے ۔ گورنر پنجاب دو دفعہ وہاں تشریف لئے گے لیکن حاجی محمد سیف اللہ خان تو ایک منٹ کے لئے وہاں نہ گئے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ خان پور شہر میں وہ ایک منٹ کے لئے نہیں گئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ Point of personal explanation, Sir. جناب والا ۔ شائد فاضل وزیر کو علم نہیں ہے کہ خان پور شہر میرے حلقہ نیابت میں نہیں ہے ۔ میری اپنی ساری constituency سیلاب میں آچکی ہے اور وہ لیاقت پور ہے ۔ آپ کو تو ہیلی کاپٹر مل گے تھے ۔ میں کس ذرائع سے وہاں جاتا ۔ آپ پیدل گئے ہیں اور کتنے پانی میں گئے ہیں ؟ آپ ہیلی کاپٹر پر اڑ کر گئے ۔ ہمیں کیوں نہیں ہیلی کاپٹر فراہم کئے ۔ میں نے ذاتیات سے گریز کیا اور یہ الجھ رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن کو conveyance فراہم نہیں کی کہ وہ بہاولپور تک پہنچ سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب یہ تو آپ کی personal explanation تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ میری constituency نہیں ہے ۔ یہ کس چیز کا حوالہ دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ نے explain کر دیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ خان بیلہ کے لوگ رحیم یار خان میں تھے ۔ اسلام آباد کے لوگ تھے ۔ جناب والا ۔ یہ سب لوگ جو ان کی constituency میں تھے ان کی خدمت رحیم یار خان کی پیپلز پارٹی کے کارکن کر رہے تھے اور ان کی خدمت رحیم یار خان سے ہمارے ایم ۔ پی ۔ اے محمد حنیف خارو صاحب کر رہے تھے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیاقی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ صاحبی محمد سیف اللہ خان کا لہجہ ایسے ہے جیسے یہ منسٹر کو دھمکیاں دے رہے ہیں ۔ تو کیا یہ اس ہاؤس کا طریقہ ہے ؟ اگر وہ اپنی وضاحت دینا چاہتے ہیں تو ایک دو الفاظ میں وضاحت کر دیں ۔ یہ نہیں کہ تقریر جھاڑ دیں ۔ اور پھر منسٹر کو جھاڑیں دے رہے ہیں ۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ خان پور ان کی constituency میں نہیں ہے مگر پاکستان میں تو ہے ۔ اگر ہم ذمہ دار لوگ ہیں تو ہم خان پور کے بھی ذمہ دار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے ۔ اگر صاحبی محمد سیف اللہ خان اٹھ کر یہ پوچھ لیں کہ کیا آپ وہاں گئے ہیں تو یہ مسئلہ بڑا لمبا ہو جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف کو اپنی حدود کے اندر رہ کر گفتگو کرنی چاہیے ۔ وہ اس ہاؤس کو misguide کر رہے ہیں کہ وہ خان پور تشریف لے گئے ۔ وہ خان پور اس وقت تشریف لے گئے جب وہ ڈوب چکا تھا اور رہنے کے لئے ان کو ریسٹ ہاؤس مل گیا ۔

وزیر قانون ۔ کوئی ریسٹ ہاؤس شہر میں موجود نہیں تھا ۔ میں نے ریلوے پلیٹ فارم پر گیسٹ روم کی بات کی ہے ۔ ریسٹ ہاؤس کی بات نہیں کی ۔ اور اس پلیٹ فارم پر جا کر جہاں ہزاروں لوگوں کی concentration تھی جہاں پر بیماری کی وبا تھی میں ان کے درمیان دن رات رہا ہوں ۔

سید ظہیر الورک ۔ جناب والا ۔ یہ اس وقت کی بات کر رہے ہیں جب خان پور ڈوب رہا تھا ۔ اور یہ مسٹر خورشید حسن میر کے سہارے وہاں پہنچے ۔ ان

کو تو خود اپنی پارٹی میں وقعت حاصل نہیں تھی کہ یہ ملتان میں خدمت انجام دیتے ۔

Mr. Speaker:- Please resume your seat.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے حزب اختلاف کے متعلق کہا ہے جبکہ انہیں خود اپنی پارٹی میں وقعت حاصل نہیں تھی کہ وہ ملتان میں خدمت کر سکتے اور خورشید حسن میر کے سہارے فوٹو کھچوانے کے لئے وہاں پہنچے اور آج ہم سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے خدمت نہیں کی ہے ۔ ہیلی کاپٹر پر ۔ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر ۔ فوٹو گرافروں کے جھمیلوں میں انہوں نے اپنی پردہ پوشی کے لئے یہ سب اقدامات کئے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جب خان پور شہر ڈوب چکا تھا تو میں گورنر پنجاب کے حکم پر ملتان سے خان پور گیا ۔ جناب والا ۔ اس وقت کوئی فوٹو گرافر وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی کوئی پریس رپورٹر وہاں پہنچ سکتا تھا ۔

(قطع کامیاں)

سید تابش الوری ۔ میں آپ کو ثبوت فراہم کر سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker: I am not interested in your evidence. Leader of the Opposition is on a point of personal explanation. You interrupted him earlier and now you are not showing the courtesy to let him complete his point of personal explanation.

میاں خورشید انور ۔ کوئی بات نہیں جناب والا ایک مہینہ رہ گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بار بار یہ کہا جاتا رہا ہے اور خاص طور پر مجھے ملک مختار احمد اعوان پر گلہ ہے کیونکہ یہ ہاؤس جو نہایت اطمینان سے چل رہا تھا انہوں نے اپنی تقریر سے غیر مطمئن کر دیا ہے ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صورت حال یہ تھی کہ میں نے بہاول پور میں فوجی افسران سے گذارش کی کہ مجھے اپنے حلقہ نیابت میں جانا ہے اس لئے براہ کرم مجھے بھی ہیلی کاپٹر کے ذریعے لے جائیں مگر کہا گیا کہ کوئی جگہ نہیں ہے ۔ یہ اپوزیشن کیا توقع رکھتے ہیں ؟ جہاں سلسلہ مواصلات بالکل منقطع ہو نہ کوئی گاڑی تھی نہ بس تھی نہ کوئی ہوائی جہاز تھا وہاں اپوزیشن

کس طرح جاتے۔ ان کے پاس وسائل کیا تھے؟ حکومت کا یہ کام تھا جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ قومی پیمانہ پر قومی سطح پر سیلاب کا مقابلہ کرنا تھا لیکن اگر ہمارے لئے وسائل مہیا کئے جاتے اور پھر ہم اپنے فرائض میں خیانت کرتے تو آج آج ملک مختار احمد اعوان یہ کہتے کہ خان پور شہر ڈوب گیا لیکن یہ نہ پہنچے تو کوئی بات بھی تھی۔ یہی کہا جاتا رہا ہے کہ آگے آگے پانی جاتا تھا اور پیچھے پیچھے وزرا چلتے تھے۔ حالانکہ وزرا کو پہلے جانا چاہئے تھا۔ انسدادی تدابیر پہلے ہوتیں لیکن جب مردہ کو دفن کر دیا جائے اور اس کے بعد فاتحہ خوانی کا موقع ہو۔ اس لئے یہ ضرور تشریف لے گئے اور یہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ نہایت اچھا ہوتا کہ جس طرح بڑے سکون سے حزب اختلاف کے ممبران کی تقاریر گورنمنٹ بنچز کے ممبران نے سنی ہیں اور ان کے جوابات کے لئے اگر ہم ادھر سے باتیں کر رہے ہیں وہ بھی سنتے۔ جناب والا صورت حال یہ تھی کہ۔۔۔

سید تابش الوری۔ باتیں سنتے ہیں صلواتیں نہیں سنتے۔

مسٹر سپیکر۔ سید صاحب کچھ نہ کچھ قوت برداشت چاہئے۔ آج آپ نے قوت برداشت کا کوئی مظاہرہ نہیں کیا۔ آپ نے وزیر کا نام لے کر پانچ منٹ تک اس کا ذکر کیا لیکن سننے کے لئے صبر بھی چاہئے۔ اگر تھوڑی سی تیزی کسی بات پر ہوئی ہے تو دونوں طرف سے تیز باتیں ہوئی ہیں۔ کل ایک وزیر کا باقاعدہ ذکر کیا گیا اور سب جانتے ہیں کہ کس وزیر کے متعلق ذکر تھا نام لینے کی بات نہیں اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ جب یہ تقریر کرتے ہیں تو دل آزاری کرتے ہیں ایک ہنگامہ برپا کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ اگر کسی ممبر کی طرف سے کوئی زیادتی ہوتی ہے تو [illegible] وضاحت میں آ جاتی ہے۔

وزیر قانون۔ بات صرف اتنی تھی کہ میں گورنمنٹ کی پالیسی [illegible] کرنا اپنا حق سمجھتا ہوں۔ میں فاضل اراکین [illegible] اصیلی [illegible]

بیٹھے ہیں ان کی خدمات کو گنوانا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی بیش بہا قربانیاں جو انہوں نے قوم کو بچانے میں پیش کی ہیں ان کو سراہنا اور گنوانا اور ان سیاسی ہتکنڈوں سے پردہ اٹھانا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو سیلاب کے دنوں میں حزب اختلاف کی طرف سے جاری رہیں ۔ میں بات یہ کرنا چاہتا تھا کہ جہاں پورے صوبے میں حزب اختلاف نے سول نافرمانی کی تحریک کے شعلوں سے خان پور جیسے محروم اور مایوس شہر کے لوگوں کو بھی نہ بخشا گیا اور وہ شعلے وہاں تک پہنچائے گئے جبکہ خان پور کے شہریوں کے سامنے وبا کے پھوٹنے کا خطرہ تھا جب حکومت کی طرف سے سول ڈاکٹروں کی ٹیم ڈاکٹر طوسی کی قیادت میں وہاں پہنچائی گئی ۔ ان کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچایا گیا اور وہاں پر ڈاکٹر ایک ٹیلے پر غریب لوگوں کے ساتھ اس دھوپ میں موجود رہے اور ان کو تین دنوں کے بعد نکالا گیا ۔ جناب والا ۔ جذبہ خدمت خلق اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے احکامات کے تحت جن میں کہا گیا کہ ایسے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں جو موجود تھے غریبوں کی بھرپور خدمات کی گئیں ۔ جناب والا ۔ لیکن اس کے باوجود خان پور میں چند ایسے عناصر تھے جن کو کشتیوں کے ذریعے کسی نہ کسی طرح بہاول پور ڈویژن سے مخدوم زادہ حسن محمود نے پیسے دیکر وہاں بھیجا ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ لوگ پچیس تیس کی تعداد میں تھے جن کو یہ کہا گیا کہ میونسپل کمیٹی خان پور کے عملے کو ہڑتال پر اکساؤ کہ وہ شہر کی صفائی کا بندوبست نہ کریں ۔ ان کو تنخواہ نہ دے سکے ۔ ان کو راشن نہیں دیا جا رہا کپڑے نہیں دئے جا رہے اور سیلاب زدہ لوگوں کو اتنا مجبور کیا گیا کہ اتوار کے ہوتے ہوئے بھی میں نے راتوں رات ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان سے بات کر کے بہاول پور کے سٹیٹ بنک کو کھلوایا اور وہاں سے اسی ہزار روپے عملے کی تنخواہیں میں نے ایڈمنیسٹریٹر کو لے کر دیں ۔ تاکہ وہ تقسیم کریں ۔ اس کے بعد میں صفائی کروہوں کے ساتھ منڈی گیا جو خان پور شہر کے مرکز میں ہے جہاں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور گندگی کی وجہ سے پورے شہر میں بدبو تھی ۔ میں نے عملے کے ساتھ خدا جانتا ہے ، خان پور کے شہری جانتے ہیں ۔ اپنے ہاتھوں سے گندگی کے ڈھیر اٹھائے ۔ جناب والا ۔ یہ سب اس لئے کیا گیا کہ ہمارے مخالفین میں

یہ بات شامل تھی کہ کوئی ایک شہری وبا کی وجہ سے جان بحق نہ ہو ۔ تو کیا خان پور کے لوگوں کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا چاہئے تھا۔ کتنے لوگ کتنے کنسٹیبل اور کتنے تھانیدار اور دوسرے لوگ مہاجر بن کر خان پور آئے ۔ ۔ ۔ ۔ خدانخواستہ وہاں اگر وبا پھوٹ پڑتی تو بہت نقصان ہوتا مگر ان کو تو سول نافرمانی کی تحریک کو کامیاب کرنا زیادہ عزیز تھا بہ نسبت اس کے کہ لوگوں کی خدمت کر سکتے ۔ خان پور شہر کو چھ سیکٹروں میں تبدیل کیا گیا ۔ میں نے وائرلیس کے ذریعے گورنر صاحب سے لاہور میں بات کی کہ کم از کم 400 ٹینٹ بھیجے جائیں اور وہاں ایک نیا ٹینٹ کا شہر بسایا گیا تاکہ لوگوں کو محفوظ جگہ پر پہنچایا جائے ۔ وہاں نلکوں کا بندوبست کیا گیا اور ان کے مویشیوں کا علیحدہ بندوبست کیا گیا ٹیکے لگانے کا بندوبست کیا گیا ۔ بلکہ دور دراز ٹیلوں پر اس کڑکتی دھوپ میں جہاں لوگوں کو خیمے نہ پہنچ سکتے تھے کشتیوں کے ذریعے اور ریلوے کی ٹرالیوں کے ذریعے وہاں پہنچائے گئے ۔ وہاں گولیاں تقسیم کی گئیں ۔ میں نے اعلان کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ میں اس وقت تک کوئی ٹیکہ نہیں لگواؤنگا اور گولی نہیں کھاؤں گا جب تک خان پور کی پوری آبادی کو ایک ایک گولی نہیں مل جاتی اور ہر ایک کو ٹیکہ نہیں لگ جاتا ۔ جناب والا۔ یہ ایسے حالات ہیں جن میں خان پور کی خدمت کی گئی ۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ اس وقت جس وقت سیلاب آ رہا تھا تو وہاں جشن منانے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ میں نے یہ باتیں اس لئے کی ہیں کہ اگر جشن کی بات کی جاتی تو میں یہ نہ کرتا یہ قیادت کو ملوث کریں اور فرض شناس دیانتدار ایم ۔ پی ۔ اے کی راست بازی کو چیلنج کریں ہم سب بات سنتے ہیں ۔ اگر ہم صرف اتنا کہہ دیں کہ خان پور لیاقت پور کے درمیان صرف 12 میل کا فاصلہ ہے لیکن حاجی صاحب کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ کشتی کے ذریعے وہ بارہ میل کا فاصلہ طے کر کے خان پور کے شہریوں کو دیکھ لیتے ۔

پانی کو مت گھور کے دیکھ پانی سر سے گذر رہا ہے
حشر کا قصہ تم نے سنا ہے میری نظر سے گذرا ہے

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا۔ لیاقت پور اور خان پور کا فاصلہ 30 میل ہے میں اپنے حلقہ نیابت میں گھرا ہوا تھا ۔

وزیر قانون ۔ یہ لاہور میں بچوں سمیت گھرے ہوئے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ میری ذاتی وضاحت ہے۔ میں ذاتی طور پر سیلاب سے اتنا متاثر ہوا کہ میری ایک مرلہ زمین فاضل باقی بچی ہو۔ یہ ثابت کریں تب میں مجرم ہوں یہ سارے صوبے کے وزیر ہیں ان سے پوچھیں کہ کیا یہ لیاقت پور گئے ۔ اگر 12 میل کا فاصلہ ہے تو کیا آپ وہاں گئے ہیں ۔ آپ نے وہاں جا کر دیکھا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میری ڈیوٹی صرف خان پور شہر کے لئے تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اپنے حلقہ نیابت کا ذمہ دار تھا۔ آپ سارے صوبے کے ذمہ دار ہیں

Mr. Speaker : No cross talk please.

وزیر قانون ۔ اب تو ذرائع مواصلات اور ذرائع آمد و رفت میں کافی ترقی ہوئی ہے ۔ اب تو شائد وہاں بسیں بھی جا سکتی ہیں لیکن آج تک حاجی صاحب خان پور تشریف نہیں لے گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحث کا یہ حصہ غیر متعلقہ ہے کہ کون کہاں پہنچا ہے ۔ یا آپ کہیں کہ یہ ان کی کوئی سرکاری ذمہ داری تھی اور وہ وہاں نہیں پہنچے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اور حزب اختلاف کی بینچز پر بیٹھ کر لمبی لمبی تقریریں کرنے کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی ۔ اس ایوان کے 185 ممبر ہیں ۔ پھر ہر ممبر سے یہ پوچھنا پڑے گا کہ ان میں کون خان پور گیا اور کون نہیں گیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے آخر میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ اگر دیانت داری سے ۔ محنت سے کام کیا جائے گا تو کوئی بھی جماعت کرے پیپلز پارٹی کرے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران اسمبلی کریں ۔ خاکسار تحریک سے تعلق رکھنے والے لوگ کریں ۔ کسی بھی اور

جماعت کے لوگ کریں - جن کے دل میں عوام کا درد ہے- جنہوں نے محنت کی اور سیلاب زدگان کی خدمت کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ایوان جو یہ بحث مکمل کر رہا ہے تو ہم تمام ایسی سیاسی جماعتوں - تمام ایسی عوام دوست تنظیموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے سیلاب کے دنوں میں محنت کر کے عوام کی بھرپور خدمت کی - اب سوال ہے متاثرین کی آباد کاری کا - اب سوال ہے کہ sowing senson میں فصل پورے طور پر پروان چڑھے اور کوئی ایسی صورت حال ملک میں پیدا نہ ہو کہ جس کو قحط کی صورت حال کہا جاتا ہے - اب ہماری تمام تر توجہ ان دو باتوں کی طرف ہونی چاہئے - پیداواری قوتوں کی بحالی - تنظیم نو اور پیداوار تیز تر کرنا - یہ باتیں تمام فاضل اراکین اسمبلی کے فرائض میں شامل ہونی چاہئیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اگر محض بیرونی امدادوں پر نہیں - فنڈز پر نہیں - جناب والا - فنڈز بھی بہت اکٹھے کئے گئے - بیرونی ممالک سے امدادیں بھی بہت آئیں - یہ دونوں مسائل ہم اسی وقت حل کر سکتے ہیں جب پیداواری قوتوں کی بحالی ہو - جب پیداواری عمل کو تیز تر کیا جائے - جب ہم محض محنت کش عوام کی وسیع حرکت و عمل پر یقین رکھیں اور محنت کش عوام کی قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کی قوت کو بروئے کار لائیں - جناب والا - جس صبر و تحمل اور مستقل مزاجی کا ثبوت محنت کشوں نے دیا ہے جو غریب تھے - کاشتکار تھے - کھیت مزدور تھے - کسان تھے - جو سیلاب زدہ تھے - جنہوں نے بردباری کا ثبوت دیا کہ جہاں جہاں متاثرہ علاقوں میں قائد عوام گئے انہوں نے متحد ہو کر تنظیم کا مظاہرہ کر کے قائد عوام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے اور پیپلز پارٹی کو دوبارہ اعتماد میں لیا - ان کے اس اعتماد پر تکیہ کرتے ہوئے اور باری تعالیٰ پر تکیہ کرتے ہوئے ہم اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کریں گے - اس کا یہ انداز نہیں ہونا چاہئے کہ یہ کوشش حزب اقتدار کی طرف سے کی جا رہی ہے یا حزب اختلاف کی طرف سے کی جا رہی ہے کیونکہ ایسی مخلصانہ کوششیں جس طرف سے بھی کی جائیں گی عوام ان کوششوں کو سراہیں گے اور انشاءاللہ انقلاب کی منزل کی طرف ہم پھر تیزی سے گامزن ہوں گے -

آخر میں میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ عوامی جمہوریت کے تمام تقاضوں کو بھی صرف اسی صورت میں پورا کیا جا سکتا ہے کہ جب عوام کی تمام تر طاقت پر تکیہ کرتے ہوئے اس کو بروئے کار لایا جائے گا - تو انشاء اللہ غریبوں کو

اپنی منزل ضرور ملے گی ۔ اگوچہ آج غریب عوام سیلاب سے متاثر ہیں لیکن جب پیداوار میں اضافہ ہو گا تو ہر قسم کی پریشانی ختم ہو گی اور وہ منزل جس کی نشان دہی آج سے چند سال پیشتر قائد عوام نے کی تھی اس کے مطابق پیپلز پارٹی کے منشور کے ایک ایک لفظ انشاء اللہ قائد عوام کی قیادت میں اس ملک میں نافذ کر کے ہم یہ ثابت کریں گے کہ قائد اعظم رحمتہ علیہ کی روح کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ آج بھی غالباً سوائے دو مقررین کے کسی اور کو وقت نہیں مل سکے گا اس کے بعد ایک بج جائے گا اور مجھے لازمی طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن ۔ فنانس منسٹر اور لیڈر آف دی ہاؤس کو بلانا پڑے گا ۔ معزز اراکین سے تھی اس مسئلہ پر کچھ کہنا ہے کہ یہ جو ساری بحث ہوئی ہے اس کا بھی آپ نے کچھ نتیجہ نکالنا ہے یا نہیں نکالنا۔ ایک بات ہو سکتی ہے کہ یہ تینوں حضرات تقریریں کر لیں تو میں ایوان کی کارروائی ملتوی نہ کروں اور اس کے بعد جو معزز اراکین اپنی رائے دینی چاہتے ہیں وہ اس کے بعد اپنی رائے دے دیں

مہر محمد ظفر اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں جہاں سیلاب آیا ہے اس کے متعلق جو باتیں ہوئی ہیں یہ سب جذباتی تقریریں ہوئی ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اسمبلی کے ان ممبران کو بھی وقت دیا جائے جنھوں نے سیلاب کے متعلق ابھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر صاحب ۔ کسی کے ماتھے پر تو لکھا نہیں ہوتا ۔ کہ اس کے علاقہ میں سیلاب آیا ہے ۔ اگر لکھا ہوتا میرے لئے آسان ہو جاتا ۔

مہر محمد ظفر اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مجھے وقت دیا جائے کیونکہ جھنگ میں سیلاب سے بڑی تباہی ہوئی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ میں تو ترتیب سے نام لے رہا ہوں ۔ سوائے بیگم آباد احمد اور ایک دوسرے فاضل رکن کے میں نے سب نام ترتیب سے لئے ہیں ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ ۔ جناب ۔ ابھی کتنے نام باقی ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ ابھی 22 نام باقی ہیں ان میں سے ایک تو روکڑی صاحب ہیں اور ایک رائے میاں خان کھرل ہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک دن اور بڑھا دیا جائے تاکہ 22 ممبران اپنی تقاریر کرلیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو میں نہیں کر سکتا ۔ مجھ پر یہ پابندی نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بالکل نہیں ہے جناب ۔ میں اتنی عرض کروں گا کہ مجھ سے پہلے حزب اختلاف کی طرف سے اور حزب اقتدار کی طرف سے سیلاب کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں بھی اسی طرح تنقید شروع کر دوں تو تقاریر کا یہ سلسلہ لمبا ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کرتا ہوں ۔ آپ تقریر جاری رکھیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنی فوج کو سلام پیش کروں جس نے اس سیلاب میں نہایت دیانت داری سے کام کیا ہر مشکل وقت میں نہایت ہمت ۔ حوصلہ اور قربانی کے ساتھ ملک اور قوم کی خدمت کی

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ فوج نے اپنے فرائض پہلی دفعہ ادا نہیں کئے بلکہ ہر مصیبت کے وقت جب بھی اس ملک میں سیلاب آیا تو سب سے زیادہ انہوں نے اس ملک کے عوام کی خدمت کی ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ کام بھی گورنمنٹ پارٹی یا گورنمنٹ کے ذرائع نے کیا یہ اس کے فرائض میں تھا اور اسے ایسا کرنا چاہئے تھا ۔ اگر واقعی انہوں نے صحیح کام کیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور میں ان لوگوں کی اور ان جماعتوں کی بھی تعریف کرتا ہوں جنہوں نے اس سیلاب میں عوام کی امداد کی ہے ۔ میں خاص طور پر خاکسار جماعت کا بھی ذکر کرتا ہوں گو کہ میں خاکسار تحریک کا ممبر نہیں ہوں لیکن اس نے سیلاب زدہ علاقوں میں سب سے زیادہ خدمت کی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں تھوڑی سی توجہ اپنے ضلع کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں جس کے سیلاب ایک عجیب قسم کے ہیں یعنی وہاں سیلاب کو بلاوجہ اور بغیر ضرورت کے لایا جاتا ہے اور جب سیلاب لانے والوں کو ہم کہتے ہیں تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ وہاں ایک چشمہ بیراج ہے جس کے بننے کی وجہ سے ہم دو سال سے سیلاب میں مبتلا ہیں ۔ آپ کو اچھی طرح سے یاد ہوگا کہ میں نے پچھلے سال جناب وزیر اعلیٰ کے کہنے پر اپنی تحریک التوا واپس لے لی تھی اور انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ وہاں جا کر ہمارے حالات اور واقعات دیکھیں گے اور لوگوں کی تکالیف دور کرنے کی پوری کوشش کریں گے ۔ لیکن باوجود ایک سال گزرنے کے جناب وزیر اعلیٰ کو فرصت نہیں ملی یا وہ کھیلوں میں اتنے مصروف ہوگئے کہ سوائے کھیلوں کے وہ ملک کے باقی حالات سے غافل ہوگئے ۔ بہر صورت امید ہے کہ آپ دوبارہ یاد کریں گے ۔ اسی طریقے سے میں اریگیشن منسٹر کا کم از کم اتنا شکر گزار ضرور ہوں کہ انہوں نے جا کر میانوالی ضلع کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہاں کے عوام کی تکالیف دور کرنے کی پوری کوشش کی ۔ میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں ۔ بات یہ ہے جناب والا ۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اریگیشن یہ سمجھ لیں کہ اکیلے دریائے سندھ میں ساڑھے آٹھ لاکھ کیوسک پانی کے بعد ہائی فلڈ آتا ہے اور اس وقت بھی تین لاکھ سے بھی کم پانی ہے ۔ لیکن آج کل وہاں فلڈ ہے ۔ اس وقت بھی انڈس کا ایریا چودہ میل چوڑا ہے اور چالیس میل لمبا ہے ۔ اس وقت بھی پانی کے اندر ڈوبا ہوا ہے اگر واپڈا والے یہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر جناب وزیر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے جائیں اور اس علاقے کو دیکھیں کہ دریا کس طرف سے کس طرف کو بہہ رہا ہے ۔ الٹی گنگا ہے ۔ یعنی دریا کو شمال سے جنوب کی طرف بہنا چاہیے ، لیکن اس وقت دریا جنوب سے شمال کی طرف آ رہا ہے ۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ موقع پر جا کر دیکھیں اور عوام کی تکالیف کو رفع کریں ۔

جناب والا ! وہاں جتنی فصلیں ہیں ، تمام کی تمام کا نام و نشان نہیں رہا ۔ وہاں جتنے مکانات ہیں وہ تمام کے تمام گر چکے ہیں ۔ ابھی محکمہ صحت کی کافی تعریف کی گئی ہے ، میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں ۔ وہاں آج تک

عوام کو کونین کی گولی تک نہیں دی گئی اور لوگ ملیریا میں مبتلا ہیں ، لوگ مر رہے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ہمارے فاضل وزیر نے ابھی یہ فرمایا تھا کہ میں نے وہاں خان پور میں یہ قسم اٹھا لی کہ جب تک تمام لوگوں کو ٹیکے نہیں لگ جاتے ، میں ٹیکہ نہیں لگواؤں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ وہ ملتان سے لگوا گئے تھے ۔

قہقہہ

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پہلے ٹیکہ لگوا لیا ہے ، لیکن چونکہ میں موجود نہ تھا ، اس لیے میں چشم دید گواہ نہیں بن سکتا ۔ بہر صورت ، میں عرض کرتا ہوں کہ اب واقعات اور مختلف ہو رہے ہیں ۔

جناب والا ! اس مصیبت کے وقت بہت سے ہمارے دوست ممالک نے ہماری بڑی فراخ دلی سے امداد کی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ غیر ممالک کی امداد ، کمبل وغیرہ کہیں کی طرح بالکل غائب نہ ہو جائے ۔ علاوہ ازیں یہ بھی شبہات ہیں کہ وہاں سے جو خشک دودھ آیا ہے ، خدا جانے وہ کب استعمال ہوگا اور کہاں تقسیم ہو رہا ہے ۔ میں ان چیزوں کی طرف توجہ بھی دلوا رہا ہوں ، جو گزر چکی ہیں ۔ جو مصیبت ہو چکی ہے وہ تو ہم سے واپس نہیں ہوتی ۔ لیکن جو امداد ہمیں مل رہی ہے ، یا مل چکی ہے ، کم از کم اس کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے ۔

جناب والا ! میرے ضلع میں سب سے پہلے فنڈ آیا ہے اور اس وقت حکومت نے کوئی پانچ چھ لاکھ روپیہ امداد کے طور پر تقسیم کرنے کے لیے دیا ہے ۔ وہاں ہوا یہ ہے کہ وہ روپیہ آپ کے پٹواریوں نے ، اور جنرل بٹ صاحب کے بڑے بڑے زمینداروں نے لے لیا ہے اور جن کے مکان ختم ہو گئے ، جن کی جھونپڑی تک نہیں رہی ، ان کو ایک پیسہ تک کسی نے نہیں دیا ۔ وہاں ایک کمیشن مقرر تھا کہ جتنے بھی روپے لینے ہیں ، وہ سٹیٹ افسر سے [illegible] اور اس سے آگے آگے تقسیم ہو ۔ جس علاقے میں ریلیف کا فنڈ [illegible] تقاویاں اور قرضے اس طریقے سے دیے گئے تو میں یقین سے بتاتا ہوں [illegible] کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اس کے لیے ابھی سے کوئی ایسا اصول ، کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ نا جائز کام ہونے سے لوگ بچ سکیں ۔ میں [illegible]

ہوں کہ صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ کوئی اہم کمیٹی تشکیل دی جائے جو یہ سوچے کہ تقسیم کس طریقے سے ہو اور وہاں رشوت اور سفارش کا دخل نہ ہو۔

جناب والا ! ہمارے پہلے ہی بہت سے نقصانات ہو چکے ہیں اور جب کبھی نقصان ہوتا ہے , عموماً ہم یہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں کہ یہ دور ایوبی کے کرشمے ہیں۔ میں تو ایوب دور کے کرشموں سے ناراض نہیں ہوتا کیونکہ آج میرے تمام دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں ، یہ اس وقت سب میرے ساتھ ہے۔ اس لیے میں تو خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت جو کچھ ہم نے کیا سب نے مل کر کیا ، خواہ برا۔ لیکن ایوب کو گئے تو آج چھ سال ہو گئے ہیں اور ایوب کے وقت میں ایسا کوئی سیلاب نہیں آیا۔ یہ اس کی تدبیر تھی یا اللہ تعالیٰ اس کی امداد کر رہا تھا۔ اس وقت شکر چھ روپے سیر ملتی تھی اور نہ ہی اس وقت گندم کا یہ نرخ تھا۔ اس وقت کپڑے کی یہ حالت تھی اور نہ ہی اس وقت ملک کی یہ حالت تھی۔ میرے یہی پرانے دوست ، جو اس وقت میرے ساتھ تھے، ایوب خان کو خراج تحسین ادا کرتے تھے۔ لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب میں ان کو وہ پرانا ساتھ دیا دلاتا ہوں تو وہ نیچے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ میرے پرانے ساتھی ہیں۔

جناب والا ! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جو کچھ ہمیں اپنے ملک سے ، یا باہر کے بڑے ملکوں سے ملا ہے اور ہمارے دوست ممالک نے ہمیں بھیجا ہے ، خدا کے لیے اسے صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے ، صرف اپنوں میں ہی نہ تقسیم کیا جائے۔ مجھے خدشہ ہے کہ جن لوگوں نے ان کو بنایا تھا وہ محروم رہ جائیں گے اور جو لوگ ان کے زیادہ قریب ہیں ، اور زیادہ خوشامدی ہیں، ان میں امداد تقسیم ہو جائے گی۔ چنانچہ میری گزارش یہ ہوگی کہ جب علاقے میں سیلاب سے سب سے زیادہ نقصان ہوا وہاں سب سے زیادہ یہ اندازہ لگایا جائے کہ غریب عوام جن کے کچے مکان ہیں ، پہلی حکومتیں جن کے پکے مکان نہیں بنا سکیں ، مہربانی کرکے ان کے مکان پکے بنائے جائیں تاکہ آئندہ اگر سیلاب آئے تو ان کے مکان گرنے کا کوئی امکان نہ رہے۔

اب میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں اور جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! میری ایک گزارش ہے ۔ جیسا کہ آپ نے حکم دیا ہے ، ٹھیک ہے ، ہم لوگ اپنی تقریر کا وقت نہیں لیتے ۔ لیکن اگر ایوان منظور فرما لے تو میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ جناب مختار اعوان صاحب نے فرمایا ہے ، اپوزیشن کے لوگ کسی قسم کا کوئی سرٹیفکیٹ کسی سے نہیں لینا چاہتے ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو اجر اللہ میاں دے گا ، وہی ٹھیک ہے ۔ تجویز یہ ہے کہ جس طرح دوسرے ملازمین نے اپنی تنخواہوں کا ایک حصہ فنڈ میں جمع کرایا ہے ، اسی طرح تمام فاضل ممبران اپنے چار یا پانچ دن کا یومیہ بھتہ daily allowance وزیر اعظم کے فنڈ میں جمع کرا دیں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : ہم نے تو ایک ایک مہینے کی تنخواہ جمع کرا دی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : اگر زیادہ ہو تو بھی ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : رائے میاں خان کھرل نے کہہ دیا ہے کہ وہ اپنی باری کو ترجیح دیں گے کہ حنیف رامے صاحب تقریر کریں ۔ وہ اس لیے میرے پاس تشریف لائے تھے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : مجھے وزیر اعلیٰ صاحب نے پانچ منٹ اپنے وقت میں سے مرحمت فرمائے تھے ۔

مسٹر سپیکر : وہ اس طرح ہوگا کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی تقریر سے پانچ منٹ پہلے ختم کرکے آپ کو وقت دے دیں گے ۔

مسٹر وزیر خزانہ : میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ پہلے آپ کو دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : ٹھیک ہے جناب ۔ آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں کہ جس دن اس ایوان میں سیاسی صورت حال پر بحث ہوگی تو آپ مجھے زیادہ وقت دیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ آپ اگر سیاسی صورت حال پر دو منٹ کا خطاب کرتے ہیں تو آپ کو چار منٹ ملیں گے ۔ آپ سیلاب کا بھی اسی میں ذکر کر لیں

کرنل محمد اسلم خان نیازی : مجھے بھی موقع دیا جائے۔

وزیر خزانہ : انہوں نے کوئی شعر سنانا ہوگا ، سن لیجیے۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب ، رانے صاحب کو اب تقریر کا وقت دے دیا جائے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی: جناب والا۔ مجھے صرف دو منٹ دیں میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب 20 نام میرے پاس ابھی اور ہیں اور اگر سب دوستوں نے دو دو منٹ مانگنا شروع کر دیئے تو اس طرح یہ چالیس منٹ بن جائے گے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا۔ آپ میرا مائیک دو منٹ کے بعد بند کرا دیں۔

شیخ محمد اقبال : جناب والا۔ پہلے ہیر بھنگ والوں کو ٹالم دیں کیونکہ سیلاب تو بھنگ میں آیا ہے۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب دیکھیں انہوں نے اعتراض کر دیا ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا۔ میں نے صرف اس سیلاب کا جو دریائی سیلاب ہے اس کے علاوہ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جتنے بھی ہمارے پہاڑی نالے ہیں۔ انہوں نے بڑا نقصان پہنچایا ہے مگر گورنمنٹ کے ذہن میں اور تمام ہاؤس کے ذہن میں وہ نالے نہیں ہیں جو کہ اس قدر rushing speed سے آتے ہیں کہ جس جگہ پر جس زمین میں بھی گھستے ہیں اس کی تباہی مچاتے چلے جاتے ہیں تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی طرف بھی خیال رکھا جائے۔

مسٹر سپیکر: بیٹھ جائیں کہ وزیر خزانہ تقریر شروع کریں۔ میں میاں خان محمد رانے میاں خان کھرل ، ملک اللہ دتہ ، چوہدری بشیر احمد ، چوہدری محمد ارشد خان ، مسٹر ناصر علی خان بلوچ ، سردار عطا محمد خان لغاری ، مہر محمد ظفر اللہ بھروانہ ، شیخ محمد اقبال ، جاوید محمد حکیم قریشی اور چوہدری غلام احمد باجوہ سے معذرت خواہ ہوں کہ ان کے نام میرے پاس پہنچنے کے باوجود وقت کی کمی کے باعث ان کو تقریر کا موقع اس بحث کے دوران نہیں دے سکا۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا۔ میرے ضلع سے کسی کو بھی موقع نہیں ملا میرا مطالبہ ہے کہ مجھے موقع دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : جس دن سیاسی صورت حال پر بحث ہو گی اس دن آپ سب کو موقع دیا جائے گا۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جناب والا۔ سیلاب پر بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور اس میں کچھ تلخ و ترش باتیں بھی ہوئی ہیں۔ جناب والا۔ میں وہ باتیں جو ہو چکی ہیں انہیں دہرانا نہیں چاہتا اور میں سیلاب پر ایک خاص زاویے سے مختصر سی گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری گذارش کا محور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں سیلابوں کی ایک تاریخ ہے 1950ء سے لے کر 1960ء تک بہت سے سیلاب آئے۔ لیکن پھر 1960ء سے 1970ء تک سیلاب نہ آنے کے برابر تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ لیکن اب پیشگوئی یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ 1970ء سے 1980ء کے دوران اس دھائی میں بہت سے بڑے بڑے سیلاب آئیں گے۔ اس لئے ایک تو موجودہ سیلاب کا سد باب کرنا ہے، اس اثرات کو دور کرنا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ ہمیں اس زاویے سے بھی اس مسئلے کو دیکھنا ہے کہ آنے والے سیلابوں کے لئے ہم کیسے روک تھام کریں۔ جناب والا۔ اس کے لئے اگر بار بار سیلاب آئیں گے تو بار بار وہی الزامات اور وہی اتہامات بھی سامنے آئیں گے جو آج اپوزیشن کی جانب سے آئے ہیں۔ اس لئے اس بات کو ایک ہی دفعہ سمجھ لینا چاہیے کہ سیلاب ہمارے یہاں کیا کیفیت رکھتے ہیں۔ اس میں پاکستان کی جغرافیائی حدود کا بھی کچھ دخل ہے اور یہی وہ دخل اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ پاکستان اور کشمیر ایک ہی جغرافیائی وحدت ہیں اور یہ سیلاب اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ جب تک کشمیر کا علاقہ جموں کا علاقہ پاکستان میں شامل نہیں ہو جاتا اس وقت تک پاکستان میں یہ مہلک آفات مسلسل اپنے آپ کو دہراتی رہیں گی۔ اس لئے کہ جتنے بھی catchment areas ہیں جتنے بھی areas جہاں بارشیں ہوتی ہیں اور بعد میں وہ ندی نالوں کی صورت میں بہہ کر ہمارے اوپر سیلاب کی شکل میں نازل کر دیتے ہیں اور ان کو جب تک ہم اپنے قبضہ میں نہیں کرتے اور جب تک ہم وہاں پر کنٹرول نہیں کر لیتے اور جب تک ہمیں وہاں کی اطلاعات بہم نہیں ہوتیں اس وقت تک ہم سیلاب کا صحیح طور پر

سد باب کر ھی نہیں سکتے ۔ جن لوگوں نے مرالہ بند دیکھا ہے جناب والا ۔ وہ اپنے بالکل سامنے جموں کے پہاڑ دیکھ سکتے ہیں ۔ وہ جموں کی چھاؤنیاں دیکھ سکتے ہیں وہ چھمب اور جوڑیاں کی چھاؤنیاں دیکھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی چناب کے ان تینوں بڑے دریاؤں کو جن کے نام توی ، چناب اور مناور ہیں ان کو بھی پہاڑوں سے اترتا ہوا دیکھ سکتے ہیں جہاں سے یہ دریا پہاڑوں سے میدانوں میں داخل ہوتے ہیں وہاں جموں اور کشمیر اور پاکستان کی سرحد ہے ۔ ایک طرف پہاڑ ہیں اور ایک طرف ایک دم میدان ہیں اور وہ دریا پہاڑ سے اترتے ہیں لیکن جس علاقے میں پہاڑ ہیں وہ آج کل دشمن کے قبضے میں ہے اس لئے اس کے بارے میں جب تک ہمیں تمام معلومات نہ ہوں اس وقت تک ہم ان دریاؤں کا رخ میدانوں میں آنے سے پہلے صحیح طور پر بدل نہیں سکتے ۔ چنانچہ جب یہ دریا آتے ہیں تو وہ ایک دم ھی ہمارے علاقے میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ اس سے پہلے وہ پہاڑوں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں ۔ صرف جب وہ نکلتے ہیں تو ہمیں ان کا پتہ چلتا ہے ۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے ہم ہندوستان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس سلسلے میں کوئی ایسا ذریعہ بن جائے کہ وہ ہمیں معلومات دے سکیں ۔ اس وقت سوئزرلینڈ کی ایمبیسی کے ذریعے سے ہم یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن اس طرح ایک سفارت خانے سے دوسرے سفارت خانے سے ہمارے سفارت خانے تک یہ معلومات پہنچنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں ۔ اس لئے جناب والا آپ کے سامنے آپ کی وساطت سے اپنے عزیز دوستوں کی توجہ اس عظیم حقیقت کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جب تک کشمیر اور جموں کے علاقے پاکستان میں شامل نہیں ہو جاتے اور ان catchment areas میں ہم حفاظتی تدابیر جیسے جنگلات اگا کر اور دوسرے ذرائع سے نہیں کرتے اس وقت تک سیلابوں کا مستقل بند کرنا نہایت دشوار ہے ۔

جناب والا جب چناب پاکستان میں داخل ہوتا ہے تو یہ علاقہ سیالکوٹ کا بجوات ایریا ہے اور یہ وہ علاقہ ہے جس پر پچھلی جنگ میں ہندوستان نے قبضہ کر لیا تھا ۔ ہم نے کوشش کی تھی کہ پچھلے سالوں میں اس علاقے میں جنگلات اگائے جائیں لیکن ہندو سیاہی آخر بنیے کا بیٹا ہوتا ہے چنانچہ اس نے ایک بھی درخت

بجوات کے ایریا میں نہیں رہنے دیا ۔ اس سے پہلے جب سیلاب آتے تھے تو لوگ کم از کم درختوں پر چڑھ کر ہی اپنی جانیں بچا لیتے تھے لیکن اس مرتبہ ان لوگوں کے پاس یہ درخت بھی نہیں تھے اور یہ درخت اس لئے ضروری ہوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ کہ ان درختوں کی وجہ سے دریا کے بہاؤ میں کچھ ٹھہراؤ آ جاتا ہے اور اس سے سیلاب کا سدباب کرنے اور اس کے پانی کو روکنا نسبتاً آسان ہوتا ہے ۔ چنانچہ یہ بھی ایک مسئلہ ہے ۔ اس کے لئے ہم کوشش کریں گے کہ ہم بجوات کے علاقے میں جلد از جلد دوبارہ جنگلات اگائیں ۔ جناب والا ۔ آج سے پہلے بہت سے کمیشن سیلاب کے سلسلے میں قائم ہوئے لیکن ان کی تجاویز پر عمل نہیں ہوا ۔ شاید اس لئے عمل نہ ہوا کہ پچھلے دس سال سے یا بارہ سال سے کوئی بڑا سیلاب نہیں آیا ۔ اس لئے اگر گذشتہ حکومتوں کے پاس سیلابوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی سامان تھا کوئی مشینری تھی تو وہ زنگ آلود ہو گئی اور ان میں ایک level کی in-efficiency سی آ گئی اس وجہ سے بھی ہے ۔ اور پھر پہلا سیلاب ہمیں برداشت کرنا پڑا ہے اور جہاں ہم نے اور بہت کچھ برداشت کیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اتنا بڑا سیلاب پہلے نہیں آیا تو اس سے پہلے کوئی حکومت عوام کی خدمت کے لئے بھی اس طرح کبھی میدان میں نہیں آئی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ لاکھوں انسانوں کو اس سیلاب نے متاثر کیا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ باوجود اس خطرے کے کہ اس تمام علاقوں میں بڑی بڑی خطرناک وبائیں پھیل سکتی تھیں اور ہزاروں لوگ اس وجہ سے مر جاتے لیکن اس حکومت کی اس کارروائی کو بھی اگر بغور دیکھیں تو آپ کا سر احساس تشکر سے جھک جانا چاہیے کہ اس نے اتنا انتظام کیا کہ کسی ایک جگہ بھی وبا نہیں پھوٹی ۔ جناب والا ۔ کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں لوگوں کو خیمے مہیا نہ کئے گئے ہوں ۔ جہاں لوگوں کو راشن نہ دیا گیا ہو ۔ لیکن یہ حکومت پاکستان کی حکومت ہے اس کے ذرائع آپ کی نظر سے اوجھل نہیں ہونے چاہئیں ۔ یہ نہ سمجھئیے کہ یہ کوئی امریکہ کی حکومت یا روس کی حکومت ہے ۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ جو کچھ حکومت کے پاس تھا کیا حکومت نے وہ اپنے عوام تک پہنچایا ہے یا نہیں ۔ اور میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومت کی تمام تر مشینری اس طرح سے عمل میں آئی ہے کہ جو کچھ بھی اس کے وسائل

میں تھا اور جو کچھ بھی دوسرے ممالک سے ملا اس نے جلد از جلد اپنے عوام کی خدمت کے لئے اپنے وقف کر دیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت باوجود اس عظیم حقیقت کے کہ ہمارے 16 نہری نظام تباہ ہو گئے تھے۔ لیکن آج جب سیلابوں کو گزرے ہوئے ابھی ایک مہینہ بھی نہیں ہوا میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنے تمام نہری نظام کو اور اپنی تمام نہروں کو از سر نو جاری کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی ٹرینوں کو دوبارہ جاری کر دیا ہے۔ جناب والا۔ معمولی باتیں نہیں ہیں کہیں اکا دکا چھوٹی موٹی مصیبتیں اب بھی ہوں گی اور لوگوں کو یقیناً تکلیف ہو گی کہیں سڑکوں میں گڑھے ہوں گے کہیں مواصلاتی نظام کے خراب ہو جانے کی وجہ سے دقت ہو گی لیکن آپ اس تناسب کو دیکھیں جس کے پاس اتنے مسائل ہیں اور ان سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ یہ تاریخ کا سب سے بڑا سیلاب آیا ہوا ہے اور ادھر حزب اختلاف عدم تعاون کر رہی ہے اور وہ سول نافرمانی کی تحریک چلا رہی ہے اور جناب والا یہ دیکھنے کی چیز ہے کہ حکومت ایک ماہ کے اندر اندر تمام مصائب پر اتنے عظیم اور احسن طریقوں سے وہ حاوی ہوتی ہے اور ان پر اپنے اقدامات کے ذریعے قابو پا لیتی ہے۔

جناب والا۔ یہ کہا گیا کہ وزیروں نے انجینیروں پر حکم چلایا اور ان کو موقعہ نہیں دیا کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی کام کر سکیں۔ لیکن ہمارے فلڈ کمیشن کے انچارج ڈاکٹر مبشر حسن ہیں یہ کمیشن وزیراعظم صاحب نے قائم کیا۔ یہ وہ ڈاکٹر مبشر حسن ہیں جن کے ملک میں انجینرز شاگرد ہیں اور جن کو پاکستان میں ہائیڈرولوجی کا ماہر تصور کیا جاتا ہے۔ پانی کا سب سے بڑا ماہر سمجھا گیا ہے۔ تو ڈاکٹر مبشر حسن صاحب نے بنفس نفیس تمام ہیڈ ورکس پر پہنچ کر کالیڈ کیا اور انہوں نے کہا کہ میں لوگوں کو خطرے سے بچانا چاہتا ہوں۔ انجینروں میں سے کوئی اور بتایا جائے جو ڈاکٹر مبشر حسن صاحب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ہمارے وزیر آب پاشی نے بھی شب و روز محنت کر کے لوگوں کی امداد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بھی نہایت محنت سے کام کیا میں ان کے نام اس لئے جناب والا نہیں لینا چاہتا کہ میں بھی خود ان

میں سے ایک ہوں۔ ہم 9 اگست سے اپنے اپنے علاقے میں اپنے اپنے سورچے سنبھالے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں اپنے بنیادی نکتہ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کے مسائل تو اپنی جگہ پر ہیں۔ سرکار تو ان کو گھروں کی اور روٹی کپڑے کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ 10 کروڑ روپے ان لوگوں کو پلاؤ کھچڑی کھلانے پر ان کو اپنے اترتے ہوئے کپڑے پہنانے پر ان کو اپنے ٹوٹے ہوئے جوتے دینے پر اس سے بھی زیادہ اگر آپ 20 کروڑ روپے خرچ کر دیں تو میں پوچھتا ہوں کہ ان کے کون سے مسئلے کا حل ہوگا۔ جناب والا۔ تو جو لوگ آپ کو ننگے اور بھوکے اور بے گھر نظر آتے ہیں کیا ان کی حالت اس وقت بھی اچھی تھی جب سیلاب نہیں آیا تھا؟ کیا اس وقت بھی وہ اچھا کھاتے پیتے تھے؟ کیا اس وقت بھی وہ اچھے گھروں میں رہتے تھے؟ یہ افلاس، ناداری، جہالت، بیماری، سب بدقسمتی ہے جو بہت دور سے چلی آ رہی ہے۔ ان تمام چیزوں کا ہم نے قلع قمع کرنا ہے۔ اس لئے جب ہم سوشلزم کا نام لیتے ہیں تو ہمارے دوستوں کے دل میں درد اٹھتا ہے۔ جناب والا۔ اس لئے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو روٹی کپڑا دینا بے حد ضروری ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے اس کے علاوہ ہمیں کچھ اور کرنا ہوگا اور ایسا طریقہ اختیار کرنا ہوگا جس سے ہم اپنے بنیادی مسائل کو حل کر سکیں۔ میں آدھے منٹ میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ ترکی کی ایک مشہور کہانی ہے ایک آدمی محنت کش مر جاتا ہے، وہاں کی رسم کے مطابق اور جیسے یہاں بھی وہ رسم ہے کہ چند دن بعد کے لوگ متوفی کے گھر میں کھانا بھیجتے ہیں۔ چند دن مرغن کھانے آتے ہیں۔ وہ بچے جن کو کبھی ماں باپ کی محنت کرنے کے باوجود اچھی روٹی نہیں ملتی تھی تو جب ان کو اچھی روٹی ملتی ہے اور پھر کچھ دن کے بعد وہ سلسلہ آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اس عورت کا جو بیوہ ہے اس کا بڑا بچہ بیمار ہوتا ہے اور چھوٹا بچہ اس کے پاس آ کر پوچھتا ہے کہ بابا جیسے ہی بھائی مر جائے گا تو پھر ہمیں اچھے اچھے کھانے آئیں گے؟ تو جناب والا یہ کیسا درد ناک واقعہ ہے اگر ہم ان لوگوں کا جو ہمارے بھائی ہیں جو ہمارے ضرورت مند ہیں ان کے مسائل کا کوئی علاج نہ ہوگا تو ہم انتظار کریں گے

کہ پھر سیلاب آئے اور پھر محض چند دن اچھی روٹی ان کو کھلائیں گے ۔ وہ سوچیں گے کہ پھر ہم شہر میں جائیں اور پھر ہم کو کسی مہم صاحب کا اترا ہوا کپڑا ملے ۔ کسی کی ٹوٹی ہوئی سینڈل ہمیں ملے ۔ کسی کے گھر سے ہمیں پلاؤ آئے ۔ تو جناب والا ۔ یہ کس قدر مایوس کن بات ہو گی ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ ہم اپنے عوام کو اس طریقہ سے بھکاری نہیں بنانا چاہتے ہیں ۔ ہم ان کے لئے ایسا طریقہ اختیار کریں گے کہ ہماری قوم ایک باوقار با عزت اور غیور قوم اور با عزت قوم بنے اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم محنت کریں۔ جناب والا ۔ میرے سامنے والے عزیز دوستوں نے کہا کہ وہ غریب لوگ جن کے گھر اجڑ گئے وہ کیسے کام کر سکتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو کام کرنا پڑے گا ۔ اگر کام ہم نہیں کریں گے تو کیا ہمیں روٹی امریکہ اور روس سے ملے گی ۔ کیا ہمیں چین کی طرف دیکھنا پڑے گا ۔ ہم غیرت مند ہیں ۔ اگر ہمیں عزت کی زندگی بسر کرنی ہے تو محنت کرنی ناگزیر ہو گی ۔ غریب لوگوں کے ساتھ مل کر دن رات صبح و شام محنت کرنی پڑے گی ۔ اس انقلاب کے لئے آنیوالی نسلوں کو تیار ہونا پڑے گا ۔ جو لوگ دوش دیتے ہیں کہ یہ غریب لوگ اب کام نہیں کر سکتے تو دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارے مسائل کا حل نہیں ہے ۔ تم امریکہ کے پاس اپنی عزت کا سودا کر لو ۔ مگر ہم یہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ تو جناب والا۔ ہم محنت کریں گے اور اپنے عوام کو محنت کے راستے پر ڈالیں گے ۔ ہمیں بہت سے مسائل در پیش ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے دیہات کچے ہیں یقیناً وہ کچے ہیں لیکن ان کے لئے بھی ہماری ایک سکیم ہے ۔ ہم نے تجربہ کیا ہے جو آپ کے سامنے لائیں گے ۔ سیالکوٹ میں عوام نے اپنی مدد سے جن کے دیہاتوں کو برباد کر دیا گیا تھا انہوں نے محنت کی اور ان کو اور بھی محنت کرنی پڑے گی اور انہوں نے اپنی محنت سے اپنے گھروں کو پختہ کر لیا ۔ جناب والا ہم 500 روپیہ کی میشین کا بلاک بنا رہے ہیں جس میں ایک حصہ سیمنٹ اور 8 حصے ریت اور 16 حصے مٹی ۔ اس سے بڑے بڑے بلاک بن جاتے ہیں ۔ تین دن کے اندر بلکہ بعض گھر والے دو دن کے اندر اپنے گھر کے اندر دو

کمروں کے لئے اپنی محنت سے بلاک بنا لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ چند ہزار میشینیں بنا کر اور سپاہ خدمت اور این ڈی وی ٹی کے ذریعے ہم پنجاب کا نقشہ بدل کر رکھ دیں اور انشاءاللہ بدل کر رکھ دیں گے ۔ جناب والا ۔ ہم نے اپنے دریاؤں میں جن میں ایک عرصہ سے سلٹنگ ہوئی ہوئی ہے ان کو صاف کرنا ہے ۔ ندی نالوں کو بھی صاف کرانا ہے اور یہ جو طریقہ میں بتا رہا ہوں اس سے دو کام ہوں گے ایک تو یہ کہ وہ ریت جو سلٹنگ کیوجہ سے ندی نالوں میں اکٹھی ہوئی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سیلاب آتے ہیں اور آبادیوں کو متاثر کرتے ہیں تو جب لوگ لاکھوں کی تعداد میں اپنے گھروں کے لئے مٹی اکٹھی کریں گے تو اس سے سلٹنگ کا پرابلم حل ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی مکان بنانے میں سہولت میسر ہو گی ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ ہم یہ کریں گے کہ اونچے علاقے میں جو دیہات بنے ہوئے ہیں ان کا ہم جائزہ لیں گے اور وہاں لوگوں کو آباد کیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کا وقت نصف گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ہماری سکیم یہ بھی ہے کہ کسی ایک جگہ نقلی طور پر ایک پلیٹو بنا دیا جائے یعنی سطح مرتفع بنا دیا جائے تو اس پر باغ بھی لگ سکتا ہے اور وہاں پر کاشتکاری بھی ہو سکتی ہے ۔ تو سیلاب کی صورت میں لوگ اونچی سطح پر اپنی حفاظت کے لئے آ سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہماری یہ بھی سکیم ہے کہ ہم ہرگاؤں میں ایک ایسا بند بنائیں جو چوکور ہو ۔ اور اس کے درمیان سے جو مٹی نکالی جائے اس میں نشری بنا دیا جائے تاکہ اس میں مچھلی ہو اور آبادی وہاں سیلاب کی صورت میں پناہ لے سکے ۔ میرے دوستوں نے بہت سی تجاویز دی ہیں اور میں نے اپنی طرف سے بھی یہ چند تجاویز رکھی ہیں میں سب سے اہم بات یہ کہنی چاہتا ہوں کہ سیلاب کو ایک مصیبت کہا گیا جس کے متعلق خدا کہتا ہے کہ میں انسانوں کی بھلائی اپنی طرف سے رحمت بھیجتا ہوں یہ انسانوں کے اعمال ہیں کہ ان کو زحمت بنا لیں یا رحمت بنا لیں ۔ جناب والا ۔ پانی خدا کی ایک نعمت ہے ۔ یا کسان کا کسان آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو پرابلم یہ ہے کہ پانی کو محفوظ کیا جائے اور بوقت ضرورت وہ کام آئے خصوصاً جب پانی بہت کم ہوتا ہے ۔ جس طرح

چین میں ہوا کہ چھوٹے چھوٹے بند بنا کر اور تالاب بنا کر انہوں نے پانی کو محفوظ کیا تو اسی طریق سے ہم اپنے پانی کو بھی محفوظ کریں گے۔ اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں جناب والا کہ اگر ہم صحیح طور پر تیار ہوں تو سیلاب ایک ایسی چیز ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ سیلاب نہ آئے میں کہوں گا کہ سیلاب آئے کیونکہ میرے سابق حکمرانوں نے جن کے نائندے ان سیٹوں پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پنجاب کے تین مقدس دریا ہندوستان کے ہاتھ بیچ دیئے یعنی ستلج بیاس اور راوی۔ اب ان لوگوں کی کا شتکاری کا کیا ذریعہ ہے۔ صرف ٹیوب ویل ہی ہیں۔

علامہ رحمت اللہ اوشد۔ اس معاہدے پر دستخط کس نے کئے تھے؟

وزیر خزانہ۔ آپ نے۔

جناب والا۔ آج یہ حالت ہے کہ ہمارے انجینئر ہمیں بتاتے ہیں کہ آئندہ پانچ دس سال کے اندر اس بات کا خطرہ ہے کہ راوی۔ ستلج اور بیاس کے ان علاقوں سے جہاں پہلے یہ دریا کروڑوں من مٹی ڈالتے تھے یہ صحراؤں میں تبدیل ہو جائیں گے کیونکہ یہاں صنعت لگا رہی ہے۔ کیونکہ یہاں ٹیوب ویل لگ رہے ہیں اور پانی کی سطح دن بدن نیچی چلی جا رہی ہے۔ جناب والا۔ اگر تیاری نہ ہو تو کراچی میں دو انچ بارش ہوتی اور وہاں سیلاب آ جاتا۔ اس کی آبادی رونے پیٹنے لگ جاتی ہے۔ لیکن اگر ہم تیاری کریں تو یہ سیلاب جو ہیں یہ ایک نعمت ہے۔ انہوں نے لاکھوں، کروڑوں اور اربوں میں پانی واپس ہماری زمینوں میں ڈال دیا ہے۔ کئی سال تک ہمارے ٹیوب ویل پانی کی سطح کے خطرے کے بغیر کام کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس بات سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا۔ یہ سیلاب مشرقی پاکستان میں آیا کرتے تھے۔ لیکن مشرقی پاکستان کا کسان اس کے لیے تیار ہوتا تھا۔ ہم جغرافیہ میں اور اکنامکس میں پڑھا کرتے تھے کہ دنیا کی سب سے زیادہ پٹ من مشرقی پاکستان میں محض اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ وہاں ہر سال سیلاب آتے ہیں اور زمین پر دو تین انچ نئی مٹی ڈال دیتے ہیں۔ جناب والا۔ آج ان سیلابوں نے ہماری بے شمار زمین پر نئی مٹی ڈال دی ہے اور یہ مٹی کیا ہے؟ یہ مٹی خالص یوریا ہے۔ اس لیے ہمیں سیلابوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن ایک بات ہے کہ ہم ان کے لیے تیار ہوں۔ اگر ہم ان کے لیے تیار نہیں ہیں تو وہ تباہ کریں گے۔ لیکن

اگر ہم ان کے استقبال کے لیے ۔ ان کو یہاں صحیح طور سے چینلائز کرنے کے لیے تدابیر اختیار کر لیں تو پھر ہمیں ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ سیلابوں کے سلسلے میں وزیر خزانہ کے طور پر مجھے ایک اطلاع دینی ہے ۔ وہ یہ کہ جب میں نے بجٹ تقریر کی تھی تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ جس طرح صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کے قرضے مرکزی حکومت نے معاف کر دیے ہیں اسی طرح ہم بھی مرکز سے یہ درخواست کریں گے کہ ہمارے قرضے بھی معاف کر دیے جائیں ۔ آج جب سیلابوں نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ۔ آج جب ہم نے بہت سے علاقوں میں مالیہ اور آبیانہ معاف کر دیا تو اس وقت اس سے زیادہ اور کسی بات کی ضرورت نہ تھی کہ ہم اس وقت مرکزی حکومت کو خاص طور پر یہ کہتے ۔ اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا ۔ چنانچہ اس کے لیے درخواست کی گئی ۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے کمال مہربانی سے حکومت پنجاب کے تمام قرضوں کو گرانٹ میں بدل دیا ہے اور اسی صورت میں جو قرضے کا سود ہمیں ایک سال میں ادا کرنا ہوتا تھا وہ اپنی جگہ تقریباً بیس کروڑ سالانہ بنتا ہے وہ بھی معاف کر دیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس اعتبار سے ہم مرکزی حکومت کے شکر گزار ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس مصیبت کو چاہے کتنی ہی بڑی ہو انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محنت کش عوام کی طاقت سے ہم اس کا مقابلہ کریں گے ۔ نہ صرف اب کریں گے بلکہ آئندہ بھی کریں گے ۔ ہم اور آپ دیکھیں گے کہ ہم اپنے کسانوں اور اپنے مزدوروں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں ۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت جو ہے اس کی عوام میں جڑیں نہیں رہیں انہیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ اس سیلاب نے ہمیں اس بات کو ثابت کرنے کا موقع دیا ہے کہ اگر ملک میں کوئی پارٹی زندہ ہے ۔ کسی پارٹی کے کارکن زندہ ہیں ۔ کسی پارٹی کے نمائندہ زندہ ہیں تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی ہے ۔ آپ نے بہت دفعہ اس بات کا گلہ کیا کہ آپ پہنچ نہیں سکے ۔ لیکن ایک دفعہ تو یہ بات ثابت ہو سکی کہ آپ نہیں پہنچ سکے ۔ لیکن اگر کوئی عوام کے پاس پہنچا تو پیپلز پارٹی پہنچی اور ذوالفقار علی بھٹو پہنچا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں یہ چند گزارشات آپ کی وساطت سے اس ایوان کے سامنے رکھوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب صدر گرامی ۔ سیلاب کے موضوع پر اس طرف سے اور اس طرف سے بھی بہت کچھ کہا سنا جا چکا ہے ۔ وقت کے اعتبار سے تفصیلات میں جانے کی گنجائش نہیں رہی ۔ لیکن جناب محمد حنیف رامے صاحب کی تقریر کے بعد مجھے حیرت ہوئی کہ ان کی پارٹی کے کسی آدمی نے تقریر کی ہے یا ادھر سے کسی آدمی نے گزارش کی ہے اس سیلاب بلا کو انہوں نے خدا کا عذاب بتایا ہے ۔ وہ عالم آدمی ہیں تو میں ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً ۔

ہم تینوں عذابوں میں مبتلا ہیں ۔ بارش بھی آئی طوفان بھی آیا اور ایک دوسرے جماعتی طبقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا خوف ایک دوسرے پر سوار ہے ۔ یہ تین عذاب قرآن نے بتائے ہیں ۔ ہم پر تینوں عذاب نازل ہوئے ہیں ۔ اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ پورا معاشرہ میں کسی party in power کے کسی آدمی کی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ پورا معاشرہ خدا کے حضور میں جھک جائے اور خدا سے معافی مانگے ۔ اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی اپنے اعمال درست کرے ۔

جناب والا ۔ اب مجھے اپنے حلقہ نیابت کے متعلق تھوڑی سی بات کرنی ہے ۔ مظفرگڑھ کا ضلع ہو یا بہاولپور کا ضلع ہو میرے نزدیک دونوں برابر ہیں ۔ میں نے ساری عمر قومی اور ملکی سطح پر کام کیا ہے ۔ میں یہ سوچ نہیں سکتا کہ بہاولپور میں یہ ہو گیا اور مظفرگڑھ میں یہ ہو گیا ۔ لیکن اس حقیقت پسندانہ اعتراف پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ مخدوم ارشاد حسین صاحب بخاری کو اور سردار امجد حمید خان دستی صاحب کو جو مظفرگڑھ کے رہنے والے ہیں جنہوں نے یہ شہادت دی ہے کہ پنج ند بہاولپور کی طرف سے توڑا گیا ہے خود نہیں ٹوٹا ۔ میں عینی شواہد کے ارشاد پر اس پوزیشن میں ہوں کہ میں حلف اٹھا کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہاولپور کو دانستہ غرق کیا گیا ہے ۔ پنج ند کے اس کنارے کو جو بہاولپور کے ساتھ ملحق ہے اس کو توڑا گیا ہے اس لیے کہ یہ سیلاب بلا اس طرف چلا جائے ۔ اور میں اس سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ مطالبہ

کروں گا کہ ان کے علم میں یہ بات ہو یا نہ ہو ۔ میرے علم میں یہ بات ہے اور میں تو لگی لپٹی رکھے بغیر ۔ میری نہ کسی سے دوستی ہے نہ دشمنی ہے ۔ یہ عرض کروں گا کہ ملک حاکمین صاحب کو جب اس کا انچارج بنایا گیا تھا تو میں الزام عائد کرتا ہوں کہ ملک حاکمین صاحب نے وہاں کے انجینئرز سے کہا کہ اگر تم نے مظفرگڑھ کی طرف سے بند توڑا تو تمہارا سر توڑ دیا جائے گا ۔ میں یہ واضح طور پر الزام لگاتا ہوں ۔ اس لیے میں جناب قائد ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ایک ہائی کورٹ کے جج کی خدمات حاصل کریں اور باقاعدہ اس کی انکوائری کا انتظام فرمائیں تاکہ یہ متعین کیا جا سکے کہ وہ بند خود ٹوٹا ہے یا اس کو دانستہ توڑا گیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس سے یقیناً اتفاق فرمائیں گے ۔ کیونکہ اس سے ان کی اپنی پوزیشن اور حکومت کی پوزیشن واضح ہوتی ہے ۔

صاحب صدر ۔ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں ان کے اس حصے سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ گزشتہ پچیس سالوں میں یہ بیماری اور یہ وبا اس ملک پر نازل ہو گئی ہے کہ جس وقت ہم پر کوئی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹتا ہے تو ہم باہر کی طرف جاتے ہیں ۔ ہمیں یقیناً غربت و افلاس کے باوجود ۔ مفلوک الحال ہونے کے باوجود اور پسماندہ ہونے کے باوجود یہ اچھی طرح سوچ لینا چاہیے اور تہیہ کر لینا چاہیے کہ ہمیں اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا ہے اور اس ملک کی خیرات کا کسی دوسرے ملک کے ہاتھوں سودا نہیں کرنا ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ پھر آپ آدھا گھنٹہ بڑھا دیں گے ۔ یہ مطالبہ کروں گا اور قائد ایوان سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کیا وہ انکوائری کرائیں گے ۔ جہاں تک وزراء کے پہنچنے کا سوال ہے جو کچھ بہاولپور میں ہوا ہے وہ غالب کی زبان میں کہے دیتا ہوں :

بجھ گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب
یار لائے اس ظالم کو پر کس وقت

اس وقت جب ہم غرق ہو چکے تھے دانستہ طور پر یا غیر دانستہ طور پر اس وقت وزرائے کرام تشریف لائے جو خدمات انجام دیں اور جو کچھ کیا ہے ہم اس کا

اعتراف کرتے لیکن جو کچھ اس وقت ہو سکتا تھا اگر چند دن پہلے یہ احسان فرماتے اور بے تدبیری سے کام نہ لیتے تو شاید اتنا نقصان نہ ہوتا جو ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے وقت کا تعین اڑھائی بجے تک کیا تھا اب اس میں تبدیلی وزیر اعلیٰ کی تقریر کے خاتمہ تک ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ یہ معاہدہ ہوا تھا کہ آپ پانچ منٹ بولیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ ان کی تقریر کے بعد یہ ایوان کل صبح آٹھ بجے تک ملتوی ہو جائے گا۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد)۔ جناب والا۔ معزز اراکین کی طرف سے تنقید سیلاب بلا زیادہ تر پنجند کے اردگرد محدود رہا۔ اس لیے میں ابتدا میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور پورے وثوق اور یقین کے ساتھ ان شکوک و شبہات کی تردید کرتا ہوں کہ پنجند حفاظتی بند کو جان بوجھ کر بہاولپور کی طرف توڑا گیا۔ ہمارے پاس شواہد اور حقائق موجود ہیں اور ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں کیا گیا۔ محترم محمد حنیف رامے صاحب نے ڈاکٹر مبشر حسن کا ذکر فرمایا۔ یقین جانیے وہ منحنی سا آدمی کس طرح اس طوفان کے وقت ان بندوں پر پہنچا اور ہر چیز کا خود معائنہ کیا اور ایک ماہر کی حیثیت سے ہدایات دیں۔ بلکہ اگر آپ غیر ملکی ماہرین اور تبصرہ نگاروں کی رپورٹوں کو دیکھیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ایسے مقامات پر پہنچتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب وہاں پہنچ رہے تھے جہاں ہم بھی جاتے ہوئے کانپ رہے تھے تو اس لیے ان کی ماہرانہ رائے کے مطابق وہ یہ کہتے ہیں۔ ان کی حقیقت پسندی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ تاریخ کا سب سے بڑا یہ سیلاب تھا تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں اور اس میں ایسے واقعات ہو سکتے تھے تو جو توقعات اور اندازوں سے کہیں زیادہ تھے ایسی حقیقتیں جن کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا وہ وقوع پذیر ہو سکتی تھیں۔ وہ ہوئیں۔ اس لیے اگر کہیں مناسب اقدامات

نہ کیے گئے سد باب کرنے کے لیے مناسب حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کی گئیں تو وہ دانستہ نہیں کی گئیں بلکہ وہ انسانی ممکنات سے باہر چلی گئی تھیں ۔ تو بہر حال ان حقیقتوں کو تسلیم کر لینا چاہیے ۔ ان حقیقتوں کا یہ تقاضہ ہے کہ میں اپنے رفقا کے مشوروں کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہم پنجند کے بارے میں ایک ہائی کورٹ کے جج کی زیر نگرانی انکوائری کمیشن قائم کریں گے تاکہ صحیح صورت حال سامنے آ سکے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں قائد ایوان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس کو قبول کیا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں قائد حزب اختلاف کے ارشادات سے اتفاق کرتا ہوں ۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا اس لیے ہمارے حزب اختلاف کے ارکان کے علاوہ باہر بھی لوگ ہیں جو ان کے خیالات ۔ ان کے عمل اور ان کی جمہوری روش کے برعکس ایسے معاملات میں اور معنی نکالنے کے عادی ہو چکے ہیں ان کی روش کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی ایسا کمیشن قائم کرنا نہایت ضروری ہے ۔ اپنی دوسری تدابیر کو معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے سے پیشتر میں جناب عبداللہ روکڑی صاحب کی چند نہایت باریک لیکن شرارت آمیز باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شرارت آمیز نہیں کہہ سکتے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں وہ بڑے جہاندیدہ اور بڑے پارلیمنٹرین ہیں ۔ اس ایوان میں بارہا تشریف فرما رہے ہیں ۔ ان کی طرف سے ایسی باتیں کرنا زیب نہیں دیتیں ۔ جو انہوں نے غیر ملکی امداد سے متعلق کی ہیں کہ یہ امداد آئی ہے ۔ آ رہی ہے اور تقسیم نہیں کی جا رہی ہے ۔ جو کچھ یہاں سے اکٹھا کیا جا رہا ہے ان کے متعلق شکوک و شبہات ہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے موجودہ حالات میں قوم کے مزاج پر صحیح نظر نہیں رکھی ۔ کاش یہ ذمہ دار قائد کی حیثیت سے اتنا سوچتے کہ ان کے منہ سے جو یہ الفاظ نکلیں گے وہ عوام میں کتنی مایوسی پیدا کر سکتے ہیں ، کتنے شکوک و شبہات پیدا کر سکتے ہیں ۔ ہم نے سیلاب کے بارے میں یہاں دو دن مقرر کرنے سے پہلے چند ایک بنیادی سوالوں پر اکٹھا کیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں اب انہوں نے اس سے انحراف کیا ہے ۔ انہیں یاد ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے واضح ہدایات اور واضح

اصول مقرر کیے جا چکے ہیں کہ ہم نے امداد کس طرح کرنی ہے ۔ قلیل المدت اور طویل المدت کے پروگرام کی تکمیل میں کن کن طریقوں کو اپنایا ہے ۔ سب سے بڑی ضمانت اس بات کی ہے کہ کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو بد دیانتی نہ ہو ۔ حقداروں کو ان کا حق پہنچایا جائے ۔ عوام کا ، کارکنوں کا ، اہلکاروں کا جذبہ ایثار ہے جس کے تحت اس سیلاب کے دوران یہ کام انجام دیے ہیں ۔ اس کو برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے ۔ یہی سب سے بڑی ضمانت ہے ۔ اس لیے اس جذبہ کو کسی طرح ٹھیس لگانا نقصان پہنچانا کمزور کرنے کی کوشش کرنا میں سمجھتا ہوں یہ سب سے بڑی عوام دشمنی ہے پھر آپ کہیں گے کہ یہ غیر پارلیمانی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ درست نہیں ۔ مناسب نہیں ہے ۔ اس لیے میری طرف سے اور اس معزز ایوان کی طرف سے ، معزز ارکان کی طرف سے یا اس ایوان کے باہر کسی بھی طرف سے کوئی ایسی حرکت یا عمل نہیں ہونا چاہیے جس سے جذبہ باہمی ، مفاہمت اور مفادیت کو نقصان پہنچے ۔ زد پہنچے یا ٹھیس پہنچے اور وہ کمزور ہو جائے ۔ ہمارا سب سے بڑا قومی نقصان ہوا جو میں نے ان کی زبان سے ایسے الفاظ سنے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن انہوں نے عوام کے دوست بنتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم اس ایوان کے ذریعے پنجاب بھر کے عوام کو ایک پیغام دینا چاہتے ہیں ۔ ان کے سامنے حقیقتیں رکھنی چاہتے ہیں ۔ اس کے لئے انہوں نے کوشش کی لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ طرز اختیار کی ۔

جناب والا ۔ معزز رفقاء سیلاب کے بے شمار پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں لیکن ایک بنیادی چیز جس کے بارے میں میرے محترم بھائی محمد حنیف رامے صاحب اور قائد حزب اختلاف نے بیان فرمایا ہے ۔ اس بارے میں میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میں ان کی طرح دینی معاملات پر عبور نہیں رکھتا اور ان فلسفیانہ گہرائیوں میں جانے کی قدرت نہیں رکھتا لیکن پھر بھی اپنا ایک ایمان اور یقین رکھتا ہوں ۔ مسلسل ایک پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ عذاب الہیٰ ہے ۔ یہ خدا کی طرف سے عذاب نازل کیا گیا ہے ۔ میرا ایمان یہ ہے کہ ایسا نہیں ۔ طوفان ہر جگہ آتے ہیں ۔ سیلاب ہر جگہ آتے ہیں اور آتے رہیں گے اور آتے رہے ہیں لیکن آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ 1971ء کی

جنگ کے بعد خصوصی طور پر اور مشرقی پاکستان کا ہم سے علیحدہ ہو جانا ایک ایسا امر تھا کہ اس کے بعد ہماری عظیم اکثریت اور خود دانشور مایوسی اور بددلی کا شکار تھے ۔ وہ اپنے قومی وجود کے متعلق شک و شبہ میں مبتلا ہو چکے تھے ۔ قومی و حدت ۔ قومی سالمیت ۔ معاشرتی مرکزیت ۔ اخوت اور محبت جو مسلمان معاشرے کے امتیازی اوصاف ہیں ان کے بارے میں بے یقینی پیدا ہو چکی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سیلاب نے جس طرح ہماری قوم کے اندر مسلمان ہونے کی حیثیت سے اخوت اور محبت کے جذبات کو پیدا کیا اور قربانی وایثار کے جو مظاہرے دیکھنے میں آئے ہیں ان سے ہمیں اپنی بنیاد پر یقین پیدا ہو گیا ہے ۔ ہم نے اپنے آپ کو اسی طرح بحیثیت ایک قوم پایا ہے جس طرح ہم نے 1965ء کی جنگ میں اپنے آپ کو پایا تھا ۔ یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اشارے تھے کہ یہ قوم مایوس ہو چکی ہے ۔ بددلی اور مایوسی کا شکار ہو چکی ہے ۔ میں نے اسے اپنی رحمت کے اشاروں سے بتانا ہے کہ نہیں تم وہ ہو کہ جنہوں نے کلمہ کی برکت کے طفیل میرے نام پر ، اسلام کے نام پر ، ایک قوم بننے کے لئے اتنی قربانیاں دی تھیں ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ میرا فضل تمہارے ساتھ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے یہ بتانے کے لیے کہ واقعی تم ایک عظیم قوم ہو یہ ایک بہانہ بنایا ۔ یہ بتانے کے لیے کہ تم دنیا کی ایک منفرد قوم ہو ۔ تم دوسری اقوام سے علیحدہ حیثیت کی حامل ہو اور تمہارے اندر تمام وہ خوبیاں موجود ہیں کہ جب بھی کوئی ایسا عذاب آئے ۔ جب بھی کوئی ایسی مصیبت آئے ۔ جب بھی کوئی امتحان یا آزمائش آئے تو تمہاری بنیادی فطری خوبیاں بروئے کار آئیں گی ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب ہمارا سب سے بڑا اثاثہ ۔ سب سے بڑی دولت اور سرمایہ وہ جذبہ ۔ وہ احساس اور وہ قربانی کا عمل ہے جو کہ تمام عوام نے دکھایا ہے اور میں اس میں قطعاً کوئی تخصیص روا نہیں رکھتا ۔ کوئی تفریق روا نہیں رکھتا ۔ کونسا گروہ ہے جس نے قربانی کا ثبوت نہیں دیا اور یہ قربانی کا ثبوت دینا ۔ ایک احساس رکھنا ۔ ایک جذبہ رکھنا یہ ہماری قومی و حدت اور قومی اتحاد کی سب سے بڑی دلیل اور سب سے بڑی ضمانت ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر سیلاب

کے پانیوں کو دیکھ کر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ۔ آفت اور پریشانی کو دور کرنے کے لیے ہم نظریاتی طور پر ایک مرکز پر جمع ہو گئے بحیثیت ایک قوم کے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوائے کسی اور طرح نہ نہیں ہو سکتا تھا ۔ اگر اس نے اشارہ دے دیا ہے تو ہم اس اشارے کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہتے ۔ اس کو پکڑنا چاہئے اور اس پر عمل جاری رکھنا چاہئے ۔ اس کے سوائے ہمارا اور کوئی بڑا سرمایہ نہیں ہے ۔ کوئی بڑی دولت نہیں ہے ۔ غیر ملکی امداد تو آئے گی ۔ آ رہی ہے اور جس طرح میرے فاضل دوستوں نے فرمایا ہے ہم اپنی قوم کو محض عارضی امداد کی خاطر مفعول نہیں بنا سکتے اور ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے ۔ سیلاب کے دوران تمام قوم کا عمل یہی تقاضہ کرتا ہے ۔ یہی سبق دیتا ہے کہ ہمیں اپنے اس غیرت مندانہ عمل کو جاری رکھنا چاہئے ۔ مستقل بنانا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ عذاب نہیں تھا یہ خدا کی رحمت تھی ۔ اب مادی لحاظ سے جیسے کہ حنیف رامے صاحب نے اس کی تشریح فرمائی ہے ہم یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ واقعی یہ عذاب نہیں تھا ۔ لیکن میں نظریاتی لحاظ سے کہتا ہوں ۔ ایمانی لحاظ سے کہتا ہوں کہ میرے یقین اور ایمان کے مطابق یہ رحمت تھی کہ اس نے ہمیں اپنے آپ پر ظاہر کر دیا اور جب ہم اپنے آپ پر ظاہر ہو گئے تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب جب کہ ذولفقار علی بھٹو امریکہ جاتا ہے اور ان سے گفتگو کرنے کے لیے پاکستان کی پہچان کرانے کو بنیاد بناتا ہے تو اس کا یہی ایمان تھا کہ اس سیلاب کے دوران جس طرح قوم نے اپنے آپ کو پا لیا ہے ۔ جس طرح اپنے آپ کو پہچان لیا ہے ۔ جس طرح اپنے آپ کی خوبیوں کو سنوا لیا ہے تمام دنیا اس کا اعتراف کرتی ہے ۔ وہ دنیا جو آج سے کچھ عرصہ پیشتر ہماری قومیت کے بارے میں مختلف اعتراضات کرتی تھی ۔ اب وہی دنیا ہمارے اس جوش عمل کو دیکھ کر ہماری تعریف کر رہی ہے ۔ جب ساری دنیا تعریف کرے تو یہ عذاب ہوا کہ رحمت ہوئی ؟ اور ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ جب ذوالفقار علی بھٹو وہاں جا کر یہ کہتا ہے کہ یہ دوست ہے کہ بحیثیت ایک برابر کے دوست کے میں آپ سے امداد چاہتا ہوں خواہ وہ کسی قسم کی ہو لیکن

اس سے پہلے وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ پہلے میری ملک کو پہچانو۔ پہلے ہمارے وجود کو مانو کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستانی کیوں ہیں؟ ہم پاکستانی اسلام کی بنیاد پر ہیں اور یہ ذوالفقار علی بھٹو کہتا ہے۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ جب تک اس نے یہ نظارے نہ دیکھے ہوتے۔ اگر وہ سیلاب سے پہلے جاتا تو کہتا ضرور بھی۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کی آواز میں اتنا اثر نہ ہوتا۔ تو یہ نظارہ دیکھنے کے بعد۔ قوم کے اندر یہ نیا اور اصلی اور فطری ابھار دیکھنے کے بعد اسے یہ حوصلہ ہوا اور یہ جرأت ہوئی کہ اس نے ایسی گفتار کی اور اس کے اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ تو اس لیے غیر ملکی امداد آ رہی ہے۔ غیر ملکی امداد آئے گی۔ غیر ملکی دوستوں کو امداد کرنی پڑے گی کیونکہ جب ہم صحیح معنوں میں غیرت کا ثبوت دیں گے۔ خود داری کا ثبوت دیں گے تو ہر ملک ہماری مدد کرنی فخر سمجھے گا۔ لیکن اس امداد کے لیے ہمیں کسی طرح بھی اپنے وسائل پر بھروسہ کرنا ترک نہیں کرنا چاہئے اور جیسے کہ انہوں نے کل میکسیکو میں تقریر فرمائی ہے ہمیں اپنے وسائل پر زندہ رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسے اپنا ایمان بنانا چاہئے۔ تو اس لیے میں حاجی سیف اللہ صاحب سے قطعی طور پر اختلاف کرتا ہوں جب انہوں نے فرمایا کہ ہمارے متاثرہ بھائیوں کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہنا چاہئے۔ ان کا مفہوم یہی تھا۔ ہرگز نہیں۔ ہم خود محنت کریں گے اور وہ بھی محنت کریں گے اور گداگر کی حیثیت اختیار نہیں کریں گے۔ ہم بھیک منگے نہیں بن جائیں گے۔ ہم انہیں بھیک منگے نہیں بننے دیں گے۔ یہی ہمارا اصول ہونا چاہئے۔ ہم ان کے مکان بنا دیں۔ ہم ان کی دوسری ضروریات کو پورا کر دیں لیکن اگر ہم ان کے جذبہ غیرت کو چھین لیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی خدمت نہ ہوگی۔ اس لئے ہم ان کے اس جذبہ غیرت سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ہم انہیں کام پر لگائیں گے اور ان کے لئے کام کرنے کے مواقع پیدا کریں گے اور ہماری تمام تدابیر اسی مقصد کے لئے اور اسی کام کے لیے واقعہ ہیں۔ ہمارے قلیل المدت اور طویل المدت سارے پروگرام اور ہماری تدابیر ایسی ہیں کہ متاثرین بھی کام پر لگیں۔ وہ بھی تعمیر کے کام میں اسی طرح شریک ہوں اور ساری قوم اس کام میں شریک ہو۔

میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر اب جبکہ آٹھ ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن گندم سرکاری ذخائر میں موجود ہے یہ ہمیں راشن کے ذریعے تقسیم کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ پہلے کی نسبت راشن کی ریلیزز کم کر دی گئی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وزیر اعظم نے امریکہ جانے سے پہلے ایک میٹنگ بلائی تھی اور فیصلہ یہ کیا تھا کہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی ہماری امداد کرے۔ ہمارے ملک کے اندر جو کچھ ہے ہمیں اس پر انحصار کرنا ہے، اس کے مطابق منصوبہ بندی کرو۔ اگر کوئی دے دیتا ہے تو بڑی اچھی بات ہے، اس کے مطابق منصوبہ بندی کر لیں گے۔ لیکن یہ دیکھو کہ جو کچھ وسائل ہمارے پاس ہیں ان کے مطابق جینے کی کوشش کریں۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ گزشتہ سال ان مہینوں میں یا آئندہ کے مہینوں میں جتنی ہم ریلیزز کرتے تھے اس سے زیادہ سے زیادہ بیس فی صد کا اضافہ کر دیں۔ اس سے زیادہ نہیں تاکہ ایسا وقت نہ آ جائے کہ اگر دسمبر اور جنوری میں سارے سٹاک ختم کر دیے جائیں تو اس کے بعد افراتفری کی حالت پیدا کر دی جائے۔ اس لیے ہم نے ان ریلیزز کو کم کر دیا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ پنجاب کے اندر اس وقت لاکھوں ٹن گندم موجود ہے۔ لاکھوں ٹن۔ اس لیے کہ اگر سرکاری اعداد و شمار کو مبالغہ آمیز بھی قرار دیا جائے کہ چھپن لاکھ ٹن گندم پیدا نہیں ہوئی تھی، پھر بھی ہم نے گیارہ لاکھ ٹن خرید کر لی، کچھ لاکھ ٹن ادھر اُدھر ہو گئی باقی اگر حساب لگایا جائے تو پنجاب کے اندر پینتیس چھتیس یا سینتیس لاکھ ٹن گندم موجود ہے۔ اگر وہ جذبہ خیر، جس نے سیلاب کے دنوں میں کام کیا، قائم رکھا جائے، بیدار رکھا جائے، بلکہ تیز تر کر دیا جائے تو ہماری ساری کی ساری قوم اس چھتیس سینتیس لاکھ ٹن پر گزارہ کر سکتی ہے، ہم بھوکے نہیں مر سکتے، ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن بنیادی چیز یہی ہے کہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ، ہماری سب سے بڑی دولت جذبہ ایثار و محنت موجود رہے۔ اگر ہم اسی احساس کمتری کا شکار ہو گئے جو کہ دشمن ہم پر مسلط کر چکے ہیں کہ ہماری قوم ایک جذباتی قوم ہے، ابال آتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے۔ خدا کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ ابال یونہی آیا کرتا ہے؟ اگر تہہ میں کچھ نہ

ہو تو ابال کیسے آ سکتا ہے ؟ سوال یہ ہے کہ جب تک ، اصل اوپر آ جائے تو اسے قائم رکھا جائے ، اس کی خوبصورتی اور حسن کو زیادہ اجاگر کیا جائے ، اس بے مثال دولت کو استعمال کیا جائے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اب جو جذبہ ابھرا ہے اس کو ہم اس طرح بروئے کار لائیں کہ یہ اس وقت تک برقرار رہے ۔ تاآنکہ ہم اپنے تمام مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پا لیں ۔ اس سلسلے میں ہماری طرف سے پوری پوری تدابیر اختیار کی گئی ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ احسان ناشناسی ہو گی اگر میں یہاں ایک بات کا ذکر نہ کروں ۔ میرے دوستوں نے اپنی فوج کا ذکر کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔ ہم سب کے اور عوام کے دلوں میں ہماری فوج کے بارے میں دشمن کے پروپیگنڈے کے ذریعے شکوک پیدا کر دیے گئے تھے ، عوام اور فوج کے درمیان فاصلے پیدا کر دیے گئے تھے ۔ اس "عمل" کی وجہ سے وہ بہت بڑی برائی ختم ہو گئی ۔ یہ کوئی چھوٹا سا انعام ، نہیں ، ایک بہت بڑا انعام ہے ۔ ایک دوسری بات عوام اور ملازمتوں کے درمیان ، اہل کاروں کے درمیان فاصلے ہیں ۔ میں حزب اختلاف کے معزز دوستوں کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں ، اور پورے فخر کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں اور لازمی طور پر وہ اس فخر کے اظہار میں شریک ہوں گے کہ پہلی دفعہ تاریخ میں ہماری تمام ملازموں نے ، کیا محکمہ آب پاشی ، کیا محکمہ صحت ، کیا محکمہ خوراک ، کیا محکمہ زراعت اور کیا محکمہ مواصلات ۔ غرضیکہ تمام محکموں نے معجزات کیے ہیں ، اس لیے کہ تمام لہری نظام کا چالو ہو جانا ، تمام مواصلات کا بحال کر دیا جانا اور تمام دوسری ایسی چیزیں جن سے زندگی دوبارہ بحال ہوتی ہے یہ معجزات نہیں ہیں تو اور کیا ہیں ؟ اور اس میں لازمی طور پر کوئی ایسا جذبہ کار فرما تھا ، کوئی ایسی قیادت انسپائر کر رہی تھی ۔ خدا را بخل سے کام نہ لیں ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ہم نے کام کیا ہوگا ، آپ نے کام کیا ہو گا ، سب نے کام کیا ہے ، جب سارے معاشرے کے طبقوں نے کام کیا ہے تو ہم ان میں شامل ہیں ، ہم سب نے کام کیا ہے ۔ لیکن ایسے حالات میں کوئی ذات بھی تو ہوگی جس نے سب کو انسپائر کیا ہو گا ۔ حاجی صاحب نے کہا "پانی آگے آگے اور کوئی پیچھے پیچھے" ۔ جناب والا ، میں آپ کو مثال

عرض کرتا ہوں کہ ہمارے انجنیروں نے دریائے سندھ کا ایک بند ٹوٹنے پر ، یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہے ، پنجاب کے انجنیروں نے یہاں سے جا کر اس بند کو پورا کیا ، دریا چل رہا تھا ، بند ٹوٹ چکا تھا اور تب وہاں جا کر بند کو درست کیا ۔ یہ تمام معجزات ہیں ۔ کس نے انسپائر کیا ؟ وہ شخص پانی کے ساتھ ساتھ یا پیچھے پیچھے نہیں جا رہا تھا ، پانی کے ساتھ ایک ایک بند پر موجود تھا ، وزیر اعظم کی تندہی ، مستعدی ، جان نثاری اور قیادت و رہنمائی کی بدولت ہم سب سرشار تھے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم سب کام میں لگے ہوئے تھے ، کسی نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔ اگر میں معاشرے کے تمام طبقوں کی خدمات کا اعتراف کرتا ہوں تو خدارا ، ہم اکثریت کی حیثیت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس معاشرے میں اکثریت کے کارکنوں نے کام کیا ہے ، اس میں پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں ، انہوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ، کیا ممبران اسمبلی اور کیا ہمارے عام کارکن ۔ (نعرہ ہائے تحسین) چنانچہ اس دن یہ فیصلہ کیا گیا تھا ، ایک اصول پر اتفاق کیا گیا تھا کہ ہم نے اس ایوان کے ذریعے قوم کو یہ پیغام دینا ہے کہ وہ اپنے جذبہ محنت اور خلوص کو برقرار رکھے اور کسی صورت ہمیں اس حقیقت کو نظر انداز نہ کرنے کہ جب ہم نے ایسا کام نہ کیا ، ہم اپنے مصائب پر قابو نہیں پا سکیں گے لیکن اس جذبے کو برقرار رکھنے کے لیے چند ایک اصول ہیں ۔ پہلی چیز جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، معاشرے کے تمام طبقے ۔ اور اس میں ذرا ملاحظہ فرمائیں ، ڈاکٹر آتے ہیں ، انجنیر آتے ہیں ، طلبہ آتے ہیں ، اساتذہ آتے ہیں ، پروفیسر آتے ہیں ، وائس چانسلر آتے ہیں ، تمام سماجی کارکن آتے ہیں ، پارٹی کے کارکن آتے ہیں ، ہمارے تمام محکموں کے چھوٹے بڑے تمام اہل کار آتے ہیں ۔ ان تمام نے یہ کام کیا ہے ۔ ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا احسان فراموشی ہوگی بلکہ اس حقیقت سے ، جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر واضح کر دی ہے ، چشم پوشی ہوگی ، اس کو کسی طرح ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ اب ضرورت یہ ہے کہ ہم ممبران اسمبلی ، یہ معزز ایوان ، سارا پنجاب کس طرح اپنی قیادت کے طفیل ان کو اس کام پر لگائے رکھے ۔ آپ میں سے اکثر احباب کو یاد ہوگا کہ ہم نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں اس جذبہ خدمت کو تازہ رکھنے کے

لیے آپ ایک طریقے سے کام کریں اور اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ یہ اجلاس جلد ختم ہو تا کہ اس کام کو جاری رکھنے کے لیے سارے دوست اپنے اپنے حلقوں میں جا سکیں ۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا جو کہ سنٹرل فلڈ کمیشن کی طرف سے تدابیر کی صورت میں اختیار کی جا رہی ہیں ۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مختلف بندوں ، مختلف نہروں ، مختلف سڑکوں اور سٹیشنوں کی بحالی کے لیے ، از سر نو تعمیر کے لیے وہ کمیشن ، یا دوسرے جو ادارے ہیں ، وہ کیا گیا پروگرام پیش نظر رکھتے ہیں اور ان پر جلدی عمل کیا جائے گا ۔ لیکن متاثرہ علاقوں میں فصل ربیع کی کاشت کے لیے ٹریکٹرز کی تقسیم ، بیجوں کی تقسیم ، سپرے وغیرہ کا کام ، ٹریکٹروں کا بہم پہنچانا اور دوسری تکاوی کی صورت میں بلا سود ملنے امداد دینا ، اس سلسلے میں کیا کیا جا رہا ہے ؟ یہ اعلانات ہوتے رہے ہیں ، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی ذمہ داری اس معزز ایوان کے معزز اراکین پر ہے ۔ ہمیں قوم نے اپنے قائدین چنا ہے ، اس لیے ہمیں اپنے ذاتی عمل سے ، ذاتی بے نفسی ، بے غرضی ، محنت اور مستعدی سے اپنے لوگوں کے دلوں میں محنت کرنے اور پیداوار میں اضافہ کرنے کا نمونہ پیش کرنا ہوگا ۔ ہمیں رشوت اور بد دیانتی کو ختم کرنا ہے کیونکہ سیلاب کے عارضی اثرات کو دور کرنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں سب نے کیے ہیں ۔ ان سے کہیں زیادہ مستقل اقدامات کی کامیابی کا سوال ہے اور ان کو کرنے کے لیے ہمیں طویل مدت تک محنت کرنا پڑے گی ۔ اور ہم لوگوں کو یہ نہیں کہہ سکتے جب تک کہ ہم ذاتی طور پر بطور نمونہ ان کے سامنے نہیں جائیں گے ۔ اس لیے ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔ ہماری آزمائش ہے ۔ ہمارا امتحان ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ افسران ، اہلکاران یا سماجی کارکنوں یا تقسیم پر مامور جتنے لوگ ہوں گے ان سے یہ توقع کریں کہ وہ دیانت داری سے کام لیں گے جب تک کہ ہم دیانت سے بے نفسی سے اور بے غرضی سے کام نہیں کریں گے ۔ یہ درست ہے اور حزب اختلاف کے معزز اراکین کا یہ کہنا بجا ہے کہ وزراء اور ممبران حزب اقتدار یہ کام کریں ، انہیں ایسا کام کرنا چاہیے تھا ۔ انہیں کہنا چاہیے ان کا فرض ہے کہ ہمیں متنبہ کریں ۔ اگر وہ کسی طرح کا ہمارے عمل کے اندر نقص دیکھتے ہیں اس کی نشان دہی کریں ان کا فرض ہے ، ان کا حق ہے ۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ محض ان کے کہنے ہی سے ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ ہم خدا اس کے رسول اور عوام کے سامنے جواب دہ ہیں ۔ اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی ضرورت ہے اور مجھے یاد ہے ۔ ذاتی طور پر یاد ہے کہ ہمارے ان قابل احترام ممبران نے ممبران حزب اقتدار نے وہ کارنامے کیے ہیں کہ جو قید الفاظ میں اور وہ خود ستائی نہیں کر سکتے ۔ وہ خود نمائی نہیں کر سکتے ۔ انہیں نہیں کرنی

چاہیے ۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں گزارش کر سکتا ہوں کہ انہوں نے بڑی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں ۔ اور ایسی ایسی خدمات سرانجام دی ہیں کہ آج تک کسی کو ان بینچوں پر بیٹھنے کے بعد نصیب نہیں ہوئی تھیں ۔ ایسے ایسے اچھے کام کیے ہیں ۔ مجھے امید ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ اپنے اس نیکی کے کام کو جاری رکھیں گے ۔ تو اس لیے جیسا کہ جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فرمایا تھا میں مختصر کروں گا اور میں یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ آپ نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو کہ انہوں نے کیا ہے ۔ جب کہ قوم کو ضرورت تھی کہ خود اعتمادی کے جذبے کو اور باہمی اعتماد کے جذبے کی فضا کو برقرار رکھا جائے ۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں یہ تسلیم کرنا ہے کہ ہم نے عوام کو تسلی ہی نہیں دینا بلکہ انہیں اس عمل کے لیے تیار رکھنا ہے کہ ہم نے خدمت و ایثار کے اس فقید المثال جذبے کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے اور تدبر ، فکر و عمل، فہم و فراست کے جذبے سے کام لیں جس سے عوام اس طرح پر اعتماد رہیں کہ ان کے جذبے اور احساس میں کسی طرح کمی نہ آئے ۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ کتنی بھی امداد آ جائے ۔ باہر سے کتنا بھی سامان آ جائے اور رکڑی صاحب کی پھر بات یاد آ گئی کمبلوں والی جس کا انہوں نے ذکر کیا ۔ دودھ کا ذکر کیا کہ دودھ آیا ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کون سا دودھ آیا ہے کون سے کمبل آئے ہیں ۔ کمبل ہم یہاں بنوا رہے ہیں ابھی بن رہے ہیں اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم باہر کے کمبلوں اور باہر کے دودھ پر انحصار نہیں کر رہے ۔ تو بہر حال جب تک یہ اعتماد کی فضا ہم برقرار نہیں رکھیں گے کتنی ہی امداد اندر سے پیدا کر دی جائے اور کتنی ہی امداد باہر سے لائی جائے وہ خرد برد ہو سکتی ہے ۔ اس لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ ہمارا جذبہ خیر اسی طرح زندہ رہے ۔ میں نے علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ بین الاقوامی برادری نے ہماری قومی ذہنیت کی جس طرح سراہا ہے اور ہماری قومی ذہنیت کی جس طرح تعریف اور اعتراف کیا ہے ہم نے ان کی احسان مندی کا اظہار اس طرح کرنا ہے کہ اس میں یہ نظر نہ آئے کہ ہم بھکاری ہیں بلکہ وہ رویہ اختیار کرنا ہے جو کہ وزیر اعظم بھٹو نے ابھی باہر جا کر اختیار کیا ہے کیونکہ یہ بد قسمتی کی بات ہے کہ ایک مدت ہائے دراز تک ہماری قوم کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جب تک باہر سے مدد نہ آئے ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ ہم اپنے مسائل کو حل نہیں کر سکتے ۔ آج موقع ہے کہ ہم مستقل طور پر خود فیصلہ کر لیں اور قوم کو اس بات کے لیے تیار کر لیں کہ ہم نے اپنے وسائل پر جینا ہے ۔ اپنی آگ میں جلنا ہے اپنی آگ میں جینا ہے اور جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے تب تک ہم غیرت مند قوموں کی صفوں میں شمار نہیں ہوں گے اور اس سلسلے میں میں مختصر طور پر عرض کرتا ہوں کہ ویت نام کی مثال آپ کے سامنے

ہے - دوسری قومیں کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں کہ کس طرح انہوں نے غیر ملکی قبوت دیا ہے تو اس لیے ہمیں کسی صورت پر بھی ، کسی صورت میں بھی غیر ملکی امداد پر ہی نہیں جینا یا صرف غیر ملکی امداد کو ہی ہم اپنا ایمان بنا سکتے - اور یہ میں نے علامہ صاحب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ غیر ملکی امداد یا یہ چرچہ ، اس کا پراپیگنڈا یہ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا نہیں ہونا چاہیے - قطعی طور پر نہیں ہونا چاہیے اور قوم کو اس بات کے لیے تیار کرنا چاہیے کہ ہمارے پاس ہے اس کو آپس میں اس طرح بانٹ کھائیں کہ ہمیں کسی کی محتاجی نہ رہے - اس کے لیے ہمیں قوم کو تیار کرنا ہوگا -

اس کے علاوہ جناب والا - میں ایک عرض کرتا ہوں بلکہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہم نے واقعی سیلاب کی تباہ کاریوں کے اثرات پر قابو پانا ہے اور مزید بحران سے کامیاب ہو کر نکلنا ہے تو ہمیں نہایت ہی ذمہ داری سے حقیقت پسندی سے تمام ان اسباب اور وجوہ کو عوام کے سامنے رکھنا ہے جن کی بنا پر جو چیز سے زیادہ مہنگائی اور گرانی تھی وہ اور زیادہ سنگین ہو گئی - ہمیں قطعی طور پر ان حقیقتوں کو عوام سے چھپانا نہیں چاہیے - ملاحظہ فرمائیں کہ سیلابات کے کٹ جانے کے بعد سپلائی لائن بند ہو گئی اور اس کی وجہ سے پٹرول کا نہ ملنا ، مٹی کے تیل کا نہ ملنا - ہائی سپیڈ ڈیزل آئل کا نہ ملنا باوجود اس کے کہ یہ چیزیں موجود تھیں اور اس کی وجہ سے بد قماش عناصر نے جس طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جہاں قوم میں یہ اچھا جذبہ ابھرا وہاں ان بد قماش افراد نے فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کی ہے اور ہمارے سب کے دلوں میں یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے ان کو کسی طرح معاف نہیں کرنا ہے - اگر ہم نے چند مل مالکان کو ، چند سمگلنگ کرنے والوں کو ، چند ذخیرہ اندوزوں کو پکڑا ہے اور سزائیں دی ہیں تو میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں ہمیں حزب اختلاف کا تعاون حاصل ہونا چاہیے - جو یہاں تشریف رکھتی ہے کیونکہ جناب والا - جو باہر ہیں ہم انہیں حزب اختلاف نہیں کہتے - ہم انہیں کسی اور نام سے یاد کرتے ہیں اور عوام بھی انہیں اسی نام سے یاد کرتے ہیں - اس لیے ہم انہیں درخور اعتنا ہی نہیں سمجھتے - وہ خود اپنی حماقتوں کی وجہ سے عوام کے سامنے بے نقاب ہو رہے ہیں - میں یہ بات ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا جس کا اظہار کہ میرے دوسرے دوست کر چکے ہیں کہ کس طرح ان کی اس سول نافرمانی کی تحریک کو عوام نفرت کی نگاہ سے دیکھ چکے ہیں اور ملک کے اندر ہی نہیں جو ان کے خیرخواہ ہیں وہ بھی ان کو یہ مشورہ دیتے رہے ہیں کہ آپ نے بلا وقت ہمارے مشورے پر عمل شروع کر دیا کہ وقت یہ نہیں تھا - وہ بھی یہ کہتے ہیں لیکن کیا کیا جائے عقل کی بات ہے تو ہے وہ اسے اچھی طرح نبھا نہیں سکے - تو بہر حال ہم سب کو یہ طے کر لینا چاہیے کہ گرانی اور مہنگائی کے سلسلے میں جو جو وجوہ اور اسباب اس وقت ہیں وہ عوام کے سامنے

حقیقت پسندی اور ذمہ داری سے پیش کرنا چاہئیں۔ تو جناب والا۔ اس سلسلے میں میں تمام معزز اراکین کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جب ہمارے دل میں یہ جذبہ اعتراف موجود ہے جن افراد نے اس سیلاب کے دوران نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں ان کا اعتراف کرنے کے لیے ہمیں کوئی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کرے۔ اور حکومت نے تمام ضلعی حکام کو یہ ہدایات بھیجی ہیں کہ مختلف محکموں کے اہلکاروں نے اگر خاص طور پر جن کا یہاں ذکر بھی ہوا ہے خدمات سرانجام دی ہیں تو وہ ان کے نام یہاں حکومت کو بھیجیں تاکہ قوم کی طرف سے، حکومت کی طرف سے، عوام کی طرف سے انہیں اعتراف خدمت کے طور پر کوئی نذرانہ پیش کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی اہلکار کا نام ضرور یاد ہوگا۔ لیکن اس کے علاوہ ہمارے جو سماجی ادارے ہیں مثلاً پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن، روٹری کلب جس کے متعلق اتنی بدگمانیاں تھیں اور اسی طرح تمام سماجی ادارے ہمارے سکاؤٹ، ہمارے اساتذہ، ہماری گرلز گائیڈ، ہمارے پروفیسر، ہمارے سکول، ہمارے کالج جنہوں نے خدمات سرانجام دی ہیں ان کی رپورٹیں مرتب کی جائیں تاکہ اس سلسلے میں ان سے استفادہ کیا جا سکے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ آپ اس ہاؤس کے محافظ ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو وعدہ ملک صاحب نے مجھ سے کیا تھا وہ پورا کریں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ میں وعدہ پورا کرنے لگا ہوں۔ جو تجاویز یہاں کی گئیں ان کے جواب میں بے شمار حقائق پیش کیے جا سکتے تھے۔ میرے رفقاء کار نے مختلف پارٹی کے ممبروں نے اپنی طرف سے اپنے اعتراضات اور شکوک کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہا لیکن ہم اس چیز کو کسی دوسری مجلس پر اٹھائے رکھتے ہیں۔ میں فاضل ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر نگرانی اور ان کی زیر قیادت اور مرکزی حکومت کے مشورے کے مطابق ہم پنجاب کے اندر سیلاب کی تباہ کاریوں پر انشاء اللہ جلد از جلد قابو پا لیں گے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں ان تمام خطرات کا ازالہ کرنے کے لیے جو مناسب تدابیر ہوں گی وہ اختیار کریں گے اور مجھے امید ہے کہ حزب اختلاف کے فاضل ممبران بھی اس کار خیر میں پورا پورا تعاون فرمائیں گے اور ان کا تعاون ہمیں حاصل رہے گا۔

سپیکر۔ اب ایوان کی کاروائی 26 ستمبر 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 26 ستمبر 1973ء بروز بدھ آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ ۔ 26 ستمبر 1973ء

(چہار شنبہ ۔ 28 شعبان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ○ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○

پ ۵ س ۴ رکوع ۲ آیات ۲۶ تا ۲۹

اللہ چاہتا ہے کہ اپنی آیتیں واضح کر کے بیان کرے اور تم کو پہلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے ۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں ، وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑو ۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے ۔ اور انسان تو (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے ۔

مسلمانو ! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو تو اس سے مالی فائدہ جائز ہے ۔ اور تم خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرنا ۔ بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - ہاؤس کورم میں ہے - ابھی کچھ ممبران نے حلف وفاداری اٹھانا ہے - جنہوں نے ابھی تک حلف وفاداری نہیں اٹھایا وہ حلف وفاداری اٹھا لیں - میاں محمد اسلام -

ارکان اسمبلی کا حلف

میاں محمد اسلام

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات -

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں ملوں فیکٹریوں اور کارخانوں کی تعداد

*3018 - **سردار محمد عاشق** - کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) پنجاب بھر میں کتنی ملیں - فیکٹریاں اور کارخانے ہیں ان میں کتنے مزدور دن رات کی شفٹوں میں علیحدہ علیحدہ کام کرتے ہیں - ان مزدوروں کی کل ماہانہ تنخواہ کیا ہے -

(ب) پنجاب میں کون کون سی ملیں - کارخانے اور فیکٹریاں حکومت کے قرضے سے تیار کی گئی تھیں اور کون کون سی مالکان نے اپنی گرہ سے تیار کیں قرضہ حاصل کرنے والی ملوں - فیکٹریوں

اور کارخانوں کو تیار کرنے والے مالکان نے خود کتنا کتنا سرمایہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تھا اور ملوں ۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کو لگانے سے پہلے ان مالکان کے پاس کیا ذرائع روزگار تھے ؟

وزیر قانون و پالیانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) پنجاب بھر میں 2953 فیکٹریاں ہیں ان میں کل 2,34,882 شخص ملازم ہیں دن رات کی شفٹوں میں علیحدہ علیحدہ کام کرنے والے مزدوروں کے متعلق محکمہ لیبر سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا ۔

ماہانہ تنخواہ ۔ ۔ 3,94,07,834

سالانہ ۔ ۔ 47,28,94,000

(ب) اس کے لئے مواد اکٹھا کیا جا رہا ہے جس کے لئے وقت درکار ہے ۔

ایضاً

اس کے متعلق محکمہ میں کوئی ریکارڈ نہیں ہے ۔

سردار محمد عاشق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس سوال کا نوٹس تین مہینے ہوئے دیا گیا تھا ۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے وقت درکار ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب جواب آ جانے کی توقع ہے ۔

مسٹر سپیکر : جواب اسی سیشن میں آ جانا چاہئے ۔

وزیر قانون و پالیانی امور : جناب والا ! سوال یہ کیا گیا ہے :

کہ پنجاب میں کون کون سی ملیں ۔ کارخانے اور فیکٹریاں حکومت کے قرضے سے تیار کی گئی تھیں اور کون کون سی مالکان نے اپنی گرہ سے تیار کیں ۔ قرضہ حاصل کرنے والی ملوں ۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کو تیار کرنے والے مالکان نے خود کتنا کتنا سرمایہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تھا اور ملوں ۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کو لگانے سے پہلے ان مالکان کے پاس کیا ذرائع روزگار تھے ؟

جناب والا ! یہ مواد اکٹھا کرنا ناممکن ہے ۔ اگر کسی ایک مل یا فیکٹری کے بارے میں پوچھا جائے تو اس کے متعلق جواب دیا جا سکتا ہے ۔

سردار محمد عاشق : جناب والا ! جس کے لئے انہیں وقت درکار ہے وہ یہ ہے کہ فیکٹریاں اور کارخانے تیار کرنے والے مالکان نے خود کتنا کتنا سرمایہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تھا اور ملوں ۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کو لگانے سے پہلے ان مالکان کے پاس کیا ذرائع روزگار تھے ۔ کتنا روپیہ خود لگایا ۔ کتنا قرض لیا ۔ یہ اطلاع تو گورنمنٹ کے پاس ہوگی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! چونکہ ملوں اور فیکٹریوں کی تعداد بہت ہے اس لئے وقت درکار ہے اسی لئے میں نے درخواست کی ہے ۔

سردار محمد عاشق : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک جواب تیار ہو جائے گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : بہت جلد ۔

تحصیل مری میں سیب کے پودوں کو کیڑا لگنے سے محفوظ کرنا

*3295 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل مری میں سیب کے پودوں کو کیڑا لگنے سے بے پناہ نقصان ہو رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ تحصیل مری کے علاقے میں جن افراد نے سیب کے باغات لگائے تھے ان کی ذرائع آمدن محض سیب کی فصل ہیں اور اس فصل کی نقصان کی وجہ سے وہ لوگ تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیب کے پودوں کو اس موذی مرض سے بچانے کے لئے فوری

طور پر مناسب اقدامات کرنے کو تیار ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) اگر احتیاطی تدابیر نہ کی جائیں اور مناسب وقت پر سپرے بھی نہ کیا جائے تو پھل دار پودوں کا نقصان ہوتا ہے ۔

(ب) محکمہ زراعت کا عملہ باغات کے مالکان کو فنی طریقہ سے بہ وقت آگاہ کرتا رہا ہے ۔ ضرر رساں کیڑوں کے انسداد کے طریقے بتائے جاتے ہیں ۔ جن مالکان نے ہدایات پر عمل کیا ان کے باغات مقابلتاً محفوظ رہے ۔

(ج) مناسب سہولتیں پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں ۔ ضروری ادویات کم نرخوں پر دی جاتی ہیں البتہ حکومت ان باغات کو اپنے خرچ اور ذرائع سے سپرے کرنے سے قاصر ہے ۔

تحصیل مری میں کھاد کے کارخانے کا قیام

*3296 ۔ مسٹر چھ حنیف خان : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت عنقریب صوبہ میں کھاد کے کارخانے قائم کر رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل مری جیسے پسماندہ علاقہ میں بھی اس قسم کا کارخانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ! یہ درست ہے کہ پنجاب کے کسی علاقے میں کھاد کا کارخانہ

لگانے کا منصوبہ ابھی ابتدائی مراحل میں مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ب) کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ جگہ کا تعین ابھی نہیں کیا گیا ۔

تحصیل مری کے غریب عوام کو پودوں کے لئے بلا قیمت ادویات کی فراہمی

*3382 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان :** کیا وزیر زراعت میرے نشان زدہ سوال نمبر 1193 جو مورخہ 23 جنوری 1973ء کو پوچھا گیا تھا کے جواب کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل مری کے غریب عوام پودوں کے لئے دوائیوں کی قیمت نہ ادا کر سکنے کی وجہ سے بے پناہ نقصان برداشت کر رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل مری کے غریب عوام کو بلا قیمت دوائیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) محکمہ زراعت کا عملہ باغات کے مالکان کو فنی طریقہ کار سے ہمہ وقت آگاہ کرتا رہا ہے ۔ ضرر رسان کیڑوں کے انسداد کے طریقے بتائے جاتے ہیں جن مالکان نے ان ہدایات پر عمل کیا ۔ ان کے باغات مقابلتاً محفوظ رہے ۔

(ب) مناسب سہولتیں پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں ۔ ضروری ادویات رعائتی نرخوں پر دی جاتی ہیں البتہ حکومت ان باغات کو اپنے خرچ اور ذرائع سے سپرے کرنے سے قاصر ہے ۔

بلڈوزر آپریٹر کے خلاف حقیقات

*3506 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابقہ اجلاس میں نشان زدہ سوال نمبر 2372 کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ متاثرین گوجرانوالہ کینٹ حال مقیم چک نمبر 462 ج ب تحصیل و ضلع جھنگ کی شکایت کے مطابق بلڈوزر آپریٹر کے خلاف اگر یہ الزام ثابت ہوا کہ اس نے 240 گھنٹے کی بکنگ میں سے صرف 120 گھنٹے کام کیا ہے تو اس کے خلاف انکوائری کرنے کے بعد کارروائی کی جائے گی اور اسے سزا دی جائے گی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہلکار مذکور کے خلاف انکوائری کی گئی ہے اگر کی گئی ہے تو آیا الزامات ثابت ہوئے ہیں یا نہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت الزامات ثابت ہونے کی صورت میں محمد اقبال بلڈوزر آپریٹر سے 3,120 روپے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) متعلقہ اہلکار کے خلاف انکوائری مکمل کر لی گئی ہے ۔

(ب) دوران انکوائری یہ انکشاف ہوا کہ ۔

(1) مسمی محمد یوسف ولد صدر دین چک نمبر 462 ج ب نے بذریعہ رسید نمبر 55/1545 مورخہ 31 جنوری 1972ء کو مبلغ 3,120 روپے برائے کام بلڈوزر 120 گھنٹہ بحساب 26 روپے فی گھنٹہ جمع کرائے ۔

(2) اسی موضع کے ایک اور شخص مسمی محمد دین ولد صدر الدین نے مورخہ یکم مارچ 1972ء کو مبلغ 3120 روپے بذریعہ رسید نمبر 57/4269 برائے کام بلڈوزر 120 گھنٹہ کے لئے بکنگ کرائیں ۔

(3) مسمی محمد یوسف کا کام بذریعہ بلڈوزر نمبر 702010 میٹر ریڈنگ 5057 پر مورخہ 20 مارچ 1972ء کو شروع ہوا اور 5299 میٹر ریڈنگ پر مورخہ 14 جولائی 1972ء کو ختم ہوا جس میں اس کے اپنے 120 گھنٹوں کے علاوہ مسمی محمد دین کے 120 گھنٹے بھی شامل ہیں جو کہ اس نے محکمہ ہذا کے اہلکاروں سے ملکر ریکارڈ تبدیل کرکے اپنے نام پر بکنگ ظاہر کر کے کام کروالیا۔

(ج) اس کیس میں مندرجہ ذیل اہلکار ملوث پائے گئے جنہیں ڈیوٹی سے معطل کر دیا گیا ہے۔

(1) یونٹ سپروائزر

(2) بلڈوزر اپریٹر

(3) یونٹ کلرک

اس کے علاوہ متعلقہ اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر کو بھی اپنے فرائض میں کوتاہی کے سلسلہ میں چارج شیٹ کر دیا گیا ہے۔ ان اہلکاروں کو قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

(د) چونکہ محمد یوسف مذکورہ نے صرف 120 گھنٹے کی بکنگ کرائی تھی۔ لہذا اس کا کام ہو چکا ہے جس کا وہ خود ہی اقرار کرتا ہے اس لئے اس کا کوئی بقایا محکمہ کے ذمہ نہیں ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ غیر ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کب تک ضابطہ کے مطابق کارروائی کی جا سکے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! تین اہلکاران کو ڈیوٹی سے معطل کیا گیا ہے اور ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے لیکن میں وقت کا تعین نہیں کر سکتا۔ چارج شیٹ کرنے اور جواب آنے پر میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ بہت جلد ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف کی "بہت جلد" سے مراد ایک ماہ ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے عرض کیا ہے کہ میں ماہ یا سال نہیں بتا سکتا ۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ جتنا کم سے کم وقت صرف ہو وہ ہونا چاہئے ۔

تحصیل سرگودھا میں شوگر مل کا قیام

*3517 ۔ سردار صغیر احمد : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع سرگودھا کی تحصیل سرگودھا میں گنے کی پیداوار دوسری تحصیلوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ تحصیل کے کاشتکاروں کو تحصیل سرگودھا میں شوگر مل نہ ہونے کی وجہ سے گنا فروخت کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا حکومت تحصیل سرگودھا میں شوگر مل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ضلع سرگودھا میں پہلے سے دو شوگر ملیں بھلوال اور خوشاب کی تحصیلوں میں موجود ہیں ۔ تحصیل سرگودھا کے کاشتکار بھی وہاں گنا بھیج سکتے ہیں اور پچھلے سالوں میں بھیجتے رہے ہیں ۔ فاصلے کی تھوڑی بہت مشکل ضرور ہوتی ہے ۔

(ج) فی الحال پبلک سیکٹر میں تحصیل سرگودھا میں شوگر مل قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔ البتہ نجی شعبہ میں اگر کوئی چاہے تو وہ درخواست دے سکتا ہے اس پر ہمدردانہ غور ہوگا ۔

بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جس طرح انہوں نے سوال کا جواب دیا ہے کہ سرگودھا میں گنے کی فصل

وافر مقدار میں ہوتی ہے ۔ کیا حکومت نے کوئی ایسا منصوبہ بنایا ہے کہ گنے کو وافر مقدار میں ہونے کی وجہ سے preserve کیا جا سکے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ دو شوگر ملوں کی ضرورت سے گنا زیادہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے تین شوگر ملیں ہونی چاہئیں تو کیا اس گنے کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بنایا جا رہا ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے یہ کہا ہے کہ دو ملیں پہلے ہی سے کام کر رہی ہیں ۔ میں نے فالتو گنے کی نسبت نہیں کہا میں نے یہ کہا ہے کہ تین ملیں لگائی ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیونکہ شوگر ملوں کی نسبت سوال اٹھایا گیا ہے تو اس ضمن میں میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو کاشتکاران کو کماد کا نرخ مل رہا ہے وہ بہت کم ہے ۔ ان کو صرف چار روپے مل رہے ہیں جو کہ بہت ہی کم ہیں اور اس کے مقابلے میں قیمتیں کہیں بڑھ چکی ہیں بالخصوص چینی کی تو میں دریافت کرتا ہوں کہ اس لحاظ سے قیمت ڈبل کی جائے گی یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ صوبائی حکومت کا معاملہ نہیں ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں قیمتوں کے بارے میں وہ علیحدہ سوال پوچھ سکتے ہیں ویسے گنے کے کاشتکاروں کو کسی مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ۔

Mr. Speaker : The question does not directly flow from the main question.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جیسا کہ سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ گنے کی سپلائی زیادہ ہے ۔ جناب والا ! زون سسٹم میں موجودہ قانون کے تحت زمیندار کسی اور مل کو گنا نہیں دے سکتے تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا حکومت اس پابندی کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ زمیندار اپنی مرضی سے گنا کسی اور مل والوں کو دیدیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! فی الحال حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے ۔

مینگو ریسرچ سنٹر شجاع آباد کی عمارت کی تعمیر

*3559 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے مینگو ریسرچ سنٹر شجاع آباد کے لئے اراضی حاصل کر لی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنی رقم بطور معاوضہ ادا کی گئی ۔

(ب) سنٹر مذکور کی عمارت کی تعمیر کب شروع کی جائے گی اور یہ کب سے باقاعدہ کام کرنا شروع کر دے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) مینگو ریسرچ اسٹیشن کے لئے اراضی ابھی حاصل نہیں ہو سکی ۔ رقم بطور معاوضہ پانچ لاکھ روپیہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر ملتان کے پاس جمع کرا دی گئی ہے ۔

(ب) سنٹر مذکور کی عمارت کے لئے اڑھائی لاکھ روپیہ گورنمنٹ نے سال 1973-74 کے لئے منظور کیا ہے اور اسی سال عمارت کی تعمیر ہو جائے گی سنٹر مذکور اسی سال سے یعنی 1973-74 سے باقاعدہ کام شروع کر دے گا ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ مینگو ریسرچ سینٹر کا جتنا عملہ ہے وہ سینٹر کے قائم کرنے کے خلاف ہے ۔ یہ بات میں گورنر صاحب کے نوٹس میں بھی لایا ہوں اور وزیر زراعت کے نوٹس میں بھی ۔ اس پر ڈیڑھ سال سے انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی ۔ عملہ شفٹ ہونا چاہتا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی کلب نہیں جس سے دل لگی ہو ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب خواہش تو اکثر ملازمین کی ہے کہ پنجاب کے تمام ریلوے سٹیشن ، تمام کالجز ، تمام سکول اور تمام سرکاری دفاتر لاہور میں

منتقل ہو جائیں مگر حکومت تو اس بات کی پابند نہیں ہے - جواب جو دیا گیا ہے وہ واضح ہے -

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں نے گورنر صاحب سے کہا اور وزیر زراعت سے بھی دو دفعہ عرض کیا - انہوں نے کہا ہے کہ ہم رپورٹ منگوائیں گے - گورنر صاحب نے فرمایا تھا کہ تین دن کے اندر رپورٹ آئے گی اب مجھے پھلے ہفتے پتہ چلا ہے کہ ملتان میں انہوں نے زمین لے لی ہے اور وہ ان کو وہاں سے شفٹ کر رہے ہیں تو کیا یہ درست ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں - کوئی ایسی بات نہیں ہے - ایسے جمع کرا دیے گئے ہیں مگر میں یقین دھانی کرا دینا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ملازمین نے شجاع آباد میں بھی کام کرنا ہے اور کسی اور جگہ بھی کرنا ہے - یہ ضروری نہیں کہ وہ یہ کہیں کہ یہاں سہولتیں نہیں ہیں لہذا ہم بڑے شہروں میں کام کرتے ہیں - ایسی کوئی رکاوٹ سامنے نہیں آ سکتی اور ہم ہر ایسی رکاوٹ کا مقابلہ کریں گے -

---

مویشیوں کی مصنوعی نسل کشی

*3604 - **سردار محمد عاشق :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں اس وقت مویشیوں کی مصنوعی نسل کشی کے کل کتنے سینٹر ہیں اور ان میں کس کس نسل کے مویشیوں کا مادہ تولید مہیا کیا جاتا ہے اور کیا یہ مادہ درآمد بھی کیا جاتا ہے -

(ب) کیا مصنوعی نسل کشی سے زیادہ دودھ دینے والی گائے اور بھینسوں کی پیدائش میں اضافہ ہوا - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) - سرکاری انتظام کے تحت جو مراکز مصنوعی نسل کشی کا کام کر رہے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے - ان مراکز میں راوی نیلی نسل کی بھینسوں کے آزمودہ سانڈھ اور دھنی اور ساہیوال نسل کے سانڈھ بیلوں کا مادہ تولید تخم ریزی کے لیے استعمال ہوتا ہے -

نظامت مصنوعی نسل کشی پنجاب میں ابھی تک زرعی ممالک سے مادہ تولید درآمد نہیں کیا ۔ البتہ نظامت لائیو سٹاک فارم پنجاب میں حکومت سویڈن سے صرف 67 سویڈن نسل کے سانڈھ بیلوں کا مادہ تولید بطور تحفہ وصول کیا اور باقی سرکاری فارم بہادر نگر میں ساہیوال نسل کی گائیوں کو حاملہ کیا ۔ حال ہی میں 5 ہزار ٹیکے موصول ہوئے ہیں اور ابتدائی کام شروع کر دیا گیا ہے ۔ یہ نظامت اب ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ بیرونی ممالک سے مادہ تولید درآمد کرے تاکہ گائیوں میں دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے ۔

(ب) ۔ ہر مرکز میں مصنوعی نسل کشی کو قادر آباد اور سرگودھا کے مراکز سے بہترین سانڈھ بیلوں کا مادہ تولید مہیا کیا جا رہا ہے ۔ اس نظامت نے مورخہ 11-2-1972 سے اس صوبہ میں اپنا کام شروع کیا ۔ لہذا عملہ کی قلت کی بنا پر کہیں اعداد و شمار جمع نہیں کیے جا سکے جس سے یہ تخمینہ لگایا جا سکے کہ زیادہ دودھ دینے والی گائیوں اور بھینسوں میں کس قدر اضافہ ہوا ہے ۔ ان مراکز سے نظامت لائیو سٹاک فارم پنجاب سے آزمودہ اور بہترین سانڈھ استعمال ہو رہے ہیں ۔ ان سانڈھ بیلوں کا مادہ تولید تمام مراکز مصنوعی نسل کشی میں استعمال ہو رہا ہے ۔ حاصل شدہ نتائج سے ثابت ہوا کہ جن گائیوں اور بھینسوں کو مصنوعی نسل کشی کا ٹیکہ لگایا گیا ان میں سے 65 فیصد کی تعداد حاملہ ہوئی ۔

ریشم کی صنعت

*3607 ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا حکومت نے صوبہ میں ریشم کی صنعت کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کیے ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو ان کی نوعیت کیا ہے ۔

(ب) حکومت کی طرف سے صوبہ بھر میں ریشم کے کیڑے کن کن جگہوں پر تقسیم کیے جاتے ہیں اور ان کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے نیز کیا یہ کیڑے درآمد کیے جاتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ۔ اقدامات کی نوعیت مندرجہ ذیل ہے :

(1) ریشم کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے حکومت نے باقاعدہ ایک شعبہ قائم کیا ہوا ہے اس شعبہ کے تحت تین "پود گھر" کام کر رہے ہیں ۔ جن کا کام توت کی اچھی اقسام کے پودے پیدا کرکے لوگوں میں تقسیم کرنا ہے ۔ ان "پود گھروں" سے ہر سال ڈیڑھ لاکھ پودے زمینداروں میں دو روپے سینکڑہ کی رعائتی قیمت سے تقسیم کیے جاتے ہیں ۔

(2) شعبہ ہذا کا متعدد عملہ مختلف اضلاع میں متعین ہے ۔ جو لوگوں کو اس صنعت سے روشناس کراتے ہیں اور کرم ابریشم کی پرورش کی ترغیب دیتے ہیں ۔ اوسطاً چھ ہزار کنبے ریشم کے کیڑے پال کر سالانہ پچاس لاکھ روپیہ کماتے ہیں ۔

(3) شعبہ سیریکلچر صوبہ میں تخم ابریشم بھی تیار کرتا ہے ۔ جن کی مقدار تین چار ہزار اونس سالانہ ہوتی ہے چونکہ یہ مقدار لوگوں کی مانگ سے کم ہے ۔ اس لیے اس مقدار کو چھ ہزار اونس تک بڑھانے کے لیے تجاویز زیر غور ہیں ۔

(4) محکمہ سیریکلچر ہر سال پانچ طلباء کو 50/- روپے ماہوار وظیفہ دے کر ایک سال کے لیے مکمل تربیت دیتا ہے تاکہ وہ مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقوں میں جا کر صنعت ابریشم کو اپنائیں جس سے دوسرے لوگ بھی ترغیب پائیں ۔

(5) پہلے اس محکمہ کا تحقیقاتی ادارہ کوئی نہیں تھا ۔ گزشتہ سال حکومت نے (تیرہ لاکھ) روپیہ کی لاگت سے ایک تحقیقاتی پراجیکٹ شروع کیا ہے ۔ اس ادارہ میں کرم ابریشم کی نئی اقسام تیار کرنے اور کیڑوں کی بیماریاں وغیرہ کے انسداد پر تحقیقات شروع ہو چکی ہے ۔ اس سلسلہ میں اقوام متحدہ کے زراعت و خوراک کی شاخ سے بھی مدد طلب کی جا رہی ہے ۔ کیونکہ پنجاب میں صنعت ابریشم کی مزید ترقی کے لیے امکانات بڑے روشن ہیں ۔

اس کے علاوہ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت بھی صوبہ بھر میں مختلف جگہوں پر نمائیش فارم کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ تاکہ دیہات میں رہنے والے لوگوں کو صنعت ابریشم کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرا کر روزگار مہیا کرنے کے لیے مواقع پیدا کیے جائیں ۔

(ب) ریشم کے کیڑوں کے انڈے صوبہ میں اضلاع ملتان ، ساہیوال ، لاہور ، گوجرانوالہ ، شیخوپورہ ، سیالکوٹ ، راولپنڈی ، کیمبل پور ، جہلم ، گجرات ، سرگودھا ، لائل پور ، میانوالی میں مختلف جگہوں پر تقسیم کیے جاتے ہیں ۔ جہاں توت کے درخت یا سرکاری جنگل دستیاب ہیں یا لوگوں کے پاس اپنے درخت ہیں ۔ آئندہ سال سے باقی ماندہ اضلاع میں عملہ متعین کیا جا رہا ہے ۔ تاکہ وہاں بھی کام شروع ہو سکے ۔ اضلاع میں متعین عملہ خواہشمند حضرات کی درخواستیں حاصل کرتا ہے اور چونکہ تخم ابریشم کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہے اس لیے تقسیم قرعہ اندازی کے ذریعہ کی جاتی ہے ۔

چونکہ اندرون ملک تخم ابریشم کم پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی کچھ مقدار باہر سے بھی درآمد کی جاتی ہے جس قدر کہ محکمہ کے پاس زر مبادلہ ہو ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار محمد عاشق : کیا وزیر موصوف از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ حکومت نے جو تحقیقاتی پراجیکٹ 13 لاکھ روپیہ کی لاگت سے بنایا ہے وہ کس جگہ پر واقع ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ضلع لاہور میں واقع ہے ۔

سردار محمد عاشق : مقام بتائیں ۔ لاہور تو بہت لمبا چوڑا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! وہ پراجیکٹ لاہور میں راوی روڈ پر واقع ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! اس سوال کے آگے یہی چند سوالات ہیں جن کے سامنے لکھا ہوا ہے "جواب موصول نہیں ہوا" -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! سب کے جواب دیں گے -

میاں منظور احمد موہل : لیکن اس ہاؤس کی اس سے کوئی مدد نہیں ہوتی کیونکہ اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ سوال کے سامنے جواب لکھا ہوا ہو تاکہ ممبران تیاری کرکے آئیں - یہ محکمہ کے لیے اچھی روایت نہیں ہے - آپ یہاں پر لکھتے ہیں کہ "جواب موصول نہیں ہوا" - لیکن آپ کے پاس جواب ہوتا ہے - جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ وہ اس محکمہ سے کہیں کہ سب سوالات کے جوابات دیں - (قطع کلامیاں) -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب آپ نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اس کا جواب سن لیں - پہلی بات یہ ہے کہ ان سب سوالات کے جوابات آپ کی میز پر یا آپ کے ڈیسک پر پڑے ہوئے ہیں آپ ان کو دیکھ سکتے ہیں - سب جوابات آپ تک پہنچ چکے ہیں -

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! نہیں پہنچے ہیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! وہ اپنی سیٹ پر دیکھیں سب سوالات کے جوابات پہنچ چکے ہیں -

میاں منظور احمد موہل : میری سیٹ اب یہ ہے -

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا ! کیا میاں منظور احمد موہل سیٹ تبدیل کرکے چلے گئے ہیں یا انہوں نے پارٹی چھوڑ دی ہے یا ان کو پارٹی سے نکالا گیا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے خود request کرکے اپنی سیٹ تبدیل کرائی ہے -

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! یہ چونکہ میرے متعلق سوال کیا گیا ہے اس لیے میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں - میں نے خود سپیکر صاحب سے کہہ کر سیٹ تبدیل کرائی ہے - کیونکہ سپیکر صاحب کو یہ authority ہے

کہ وہ سیٹ تبدیل کر سکتے ہیں ۔ انہوں نے یہاں پر میری سیٹ الاٹ کی ہے ۔ میں نے پارٹی تبدیل نہیں کی لیکن اپنی ضمیر کی آواز کے مطابق پارٹی کا جو بھی غلط کام دیکھوں گا اس کے متعلق یہاں سے ضرور کہوں گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ! غلط کو غلط اور ٹھیک کو ٹھیک کہنا چاہیے ۔

شعبہ ایگریکلچرل انفارمیشن پنجاب کی تقسیم

*3709 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شعبہ ایگریکلچرل انفارمیشن پنجاب کو دو حصوں میں یعنی Audi-visual ونگ اور Publication Wing میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ دونوں دفتروں کے الگ الگ سروس کیڈر بنائے گئے ہیں اور ان میں علیحدہ علیحدہ افسران اور عملہ تعینات کیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کو علیحدہ کرنے سے اخراجات دو گنا ہو گئے ہیں اور محض چند افسران نے اپنی ذاتی منصب حاصل کرنے کے لیے یہ منصوبہ تیار کیا ہے ۔

(د) ان پر دو محکموں کے الگ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور عوام کو اس کا کیا فائدہ ہوا ہے ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ۔ یہ تقسیم 1967ء میں عمل میں آئی تھی ۔

(ب) سروس کیڈر ایک ہی ہے البتہ افسر جدا جدا ہیں ۔

(ج) اخراجات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا کیونکہ ایک ہی دفتر کے دو ونگ بنا دیے گئے ہیں ۔

(د) مطبوعات اور سمعی و بصری پبلسٹی دو مختلف کام ہیں جن پر پوری توجہ دینے کے لیے دو علیحدہ ونگ قائم کیے گئے اس سے دفتر کی کار گزاری مجموعی طور پر بڑھ گئی ہے -

چوہدری امان اللہ انک : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان دونوں شعبوں کو الگ کرنے سے عملے میں اضافہ ہوا ہے ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور : اس سے عملے میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے - کارکردگی کو بڑھانے کے لیے دونوں کو الگ کر دیا گیا ہے - یعنی دو شعبے قائم کر دیے گئے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : ان دو شعبوں کو الگ کرنے سے قبل افسران کی کیا تعداد تھی اور اب کیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلمانی امور : اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہوں نے میرے سوال پر توجہ نہیں فرمائی - میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان دو شعبوں کو الگ کرنے سے قبل افسران کی تعداد کیا تھی اس کے متعلق وہ فرما رہے ہیں کہ الگ سوال چاہیے - کیا یہ سوال اس سوال کا ضمنی سوال نہیں ہے - یہ وضاحت فرما دیں -

سردار امجد مجید خان دستی : اس سے پیشتر کہ جناب والا ! رولنگ دیں آپ اس معاملے میں وضاحت فرما دیں کہ جب ان کو علم نہیں ہے کہ ان دو شعبوں کو الگ کرنے سے پہلے افسران کی تعداد کیا تھی اور اس کے بعد کیا ہے - پھر یہ کیسے حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ افسران کی تعداد نہیں بڑھی اور اخراجات نہیں بڑھے - یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ محکمہ نے کہہ دیا ہے یہ اسی تک محدود ہیں - ان کے ذاتی علم میں کچھ نہیں ہے کہ کتنے پہلے افسران تھے - آیا اس تعداد کو بڑھایا گیا ہے یا نہیں - آیا ان کے اخراجات کتنے بڑھے ہیں - آپ ان کو ہدایت فرمائیں کہ وہ صحیح معلومات فراہم کیا کریں -

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب سپیکر ! جہاں تک تعداد بڑھائے جانے کا تعلق ہے تعداد نہیں بڑھائی گئی لیکن یہ کہہ دینا کہ کون کون سے افسران کیا

کام کر رہے ہیں ۔ میرے خیال میں سیکرٹری اسمبلی بھی اس وقت اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ اسمبلی کا کتنا عملہ ہے ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Will the Minister withdraw his remarks regarding Secretary, Assembly ?

سید تابش الوری : وہ اس قدر نا اہل نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہوں نے سیکرٹری اسمبلی کو جس طریقے سے اپنی بریت کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ اس ضمن میں اسمبلی کے عملے کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے اس خیال سے نہیں کہا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہوں نے غلط مثال دی ہے یہ ملک صاحب بیٹھے ہیں اگر ان کی شکل وزیر موصوف سے ملتی ہے یہ دونوں ایک صف میں کھڑا کر دیں ۔ یہ کتنی نا اہلی کی بات ہے ۔

Mr. Duputy Speaker : Yes, that is not good practice.

چوہدری امان اللہ لک : اس لیے میں عرض کروں گا یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔ اسمبلی کے عملے کو کسی طور بھی زیر بحث نہیں لانا چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں آپ سے متفق ہوں ۔

سردار محمد عاشق : جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے کہ سیکرٹری اسمبلی یہ نہیں جانتے کہ اس کے ماتحت کتنا عملہ ہے کیا یہ واقعی درست ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : اگر ان سے فوری طور پر پوچھا جائے تو یہ صحیح تعداد نہیں بتا سکیں گے ۔ اگر مہلت دیں تو وہ بتا دیں گے ۔

میاں خورشید الور : جناب والا ! یہ آسانی سے جواب دے سکتے تھے کہ وہ اس محکمہ کے مصنوعی وزیر ہیں اس لیے انہیں پتہ نہیں ہے ۔ خواہ مخواہ سیکرٹری صاحب کو درمیان میں لے آئے ہیں سیکرٹری صاحب کو اپنے عملے کا پتہ ہوگا وہ اپنے محکمہ کے اصل سیکرٹری ہیں ۔ آپ عارضی ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker : I think, sufficient discussion has taken place and the matter should end. Let us proceed further.

محمود بوٹی ضلع لاہور میں واقع "اشرف ری رولنگ مل" کو بند کرنا

*3743 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمود بوٹی ضلع لاہور گنجان آباد علاقے پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقہ فیکٹری ایریا قرار دیا جا چکا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے میں کافی ملیں اور فیکٹریاں کام کر رہی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے نام کیا ہیں اور وہ کس قدر رقبہ پر تعمیر ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقہ میں تعمیر شدہ فیکٹری "اشرف ری رولنگ مل" نہایت مختصر رقبہ پر تعمیر ہے اور یہ ایک رہائشی مکان سے متصل ہے جس کی وجہ سے اہالیان محلہ خصوصاً ملحقہ مکان میں سکونت پذیر افراد کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(ہ) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فیکٹری بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) ہاں ۔

(ب) نہیں ۔

محمود بوٹی گاؤں میں کوئی مل اور فیکٹری نہیں ہے ۔

(ج) فیکٹریاں جن کے ناموں اور رقبہ تعمیر کی فہرست لف ہے۔ سلطان محمود روڈ پر واقع ہیں۔

(د) ہاں! اشرف ری رولنگ ملز 10 مرلہ رقبہ پر تعمیر ہے۔ اس کے ساتھ ملحقہ صرف ایک مکان ملکیتی محمد ریاض ہے مکین مکان ہذا کو تیل کی بھٹی کے دھوئیں کی شکایت ہے۔

(ہ) اگر اہل محلہ کو اس فیکٹری کے متعلق کوئی شکایت ہے تو تحریری طور پر محکمہ کو دیں۔ تاکہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جائے۔

فیکٹریوں کے ناموں اور رقبہ تعمیر کی فہرست

نام و پتہ	رقبہ تعمیر
(1) بھٹی سٹیل رولنگ ملز سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	4 کنال
(2) رحمت سٹیل رولنگ ملز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	2¾ کنال
(3) اسماعیل سٹیل رولنگ ملز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	1½ کنال
(4) شاہ سٹیل رولنگ ملز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	1½ کنال
(5) اشرف رولنگ ملز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	10 مرلے
(6) کیلیکو پرنٹنگ ملز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	2 کنال
(7) فیز کام آلوز انجینرز، سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور۔	1½ کنال

(ii) حق برادرز سلطان محمود روڈ شالیمار ٹاؤن 3 کنال
لاہور -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جو جواب مجھے موصول ہوا ہے اس میں دس مرلے بتایا گیا ہے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ پندرہ مرلے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : یہ دس مرلے ہے یہ چھپائی کی غلطی ہے -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ مل آبادی سے ملحق ہے - کیا یہ آبادی کے لئے نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ممکن ہے اس فیکٹری سے اہل محلہ کو کوئی نقصان ہو وہ محکمہ سے رجوع کریں وہ تکلیف رفع کی جائے گی -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : محمد ریاض نامی شخص کا نام لیا گیا ہے اس کا مکان اس کے قریب ہے اور اس کی تکلیف کو مانا بھی گیا ہے - کیا حکومت اس کی تکلیف دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے واضح طور پر عرض کیا ہے کہ کسی کو بھی تکلیف ہو محمد ریاض ہو یا کوئی اور وہ محکمہ سے رجوع کرے تو محکمہ اس کے لئے کارروائی عمل میں لائے گا اور اس کی شکایت دور کی جائے گی -

---

چنیوٹ ضلع جھنگ میں غلہ منڈی کا قیام

*3790 - **سردار صغیر احمد** - کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تین سال ہوئے مارکیٹ کمیٹی چنیوٹ ضلع جھنگ نے غلہ منڈی کے قیام کے لئے ایک قطعہ اراضی خرید کیا اور دکانوں کے پلاٹوں کی شکل میں مختلف اشخاص کو نیلام کر دیا گیا -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود تا حال وہاں کوئی دکان تعمیر نہیں کی گئی اور نہ ہی مارکیٹ کمیٹی کی طرف سے کوئی کارروائی کی گئی ہے حالانکہ مارکیٹ کمیٹی شرائط نیلام کے مطابق اقدامات کرنے کی مجاز تھی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو منڈی کے قیام میں اس تساہل کے کیا اسباب ہیں اور کیا حکومت قصوروار اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز منڈی کا قیام کب تک عمل میں آئے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) تین دوکانیں تعمیر ہو چکی ہیں ۔ مارکیٹ کمیٹی نے تعمیر نہ کرنے والوں کو نوٹس جاری کر دیئے تھے کہ وہ اپریل 1973ء تک تعمیر مکمل کر لے یہ تاریخ بعد میں نومبر 1973ء تک بڑھا دی گئی ۔ ایسے تعمیری کاموں کی تکمیل کے لئے تقریباً تین سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے اس لحاظ سے موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام دوکانیں مکمل ہو جائیں گی ۔ تاہم الکوالری کی جا رہی ہے کہ کام کی رفتار سست کیوں رہی اگر کسی ملازم کی کوتاہی پائی گئی تو اس کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

ضلع ملتان میں ڈی ۔ اے ۔ پی کھاد کی تقسیم

*3806 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ملتان میں ڈی ۔ اے ۔ پی کھاد تقریباً 40 ہزار بوری پڑی ہیں لیکن انہیں تقسیم نہیں کیا جا رہا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ کھاد کی تقسیم پر

پابندی لگائی ہوئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کو کاشتکاروں میں کب تک تقسیم کیا جائے گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) ضلع ملتان میں ڈی ۔ اے ۔ پی کھاد کی پندرہ ہزار پانچ سو (15,500) بوریاں پنجاب زرعی سپلائی کارپوریشن کے سیل ڈپو پر موجود ہیں ۔ جن کی تقسیم پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

(ب) حکومت کی طرف سے ڈی ۔ اے ۔ پی کھاد کی فروخت پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ کھاد کی تقسیم مندرجہ ذیل اداروں کے ذریعے کسانوں تک فروخت کی جاتی ہے ۔

(1) پنجاب زرعی سپلائی کارپوریشن کے سیل ڈپو ۔

(2) مربوط دیہی ترقیاتی مرکز ۔

(3) امداد باہمی کی انجمنیں ۔

(4) محکمہ زراعت کا فیلڈ سٹاف ۔

(5) تمام پرنسپل ایجنٹوں کے سیل ڈپوؤں سے بھی 5 اکتوبر تک کھاد فروخت ہوتی رہے گی ۔ اس کے بعد جگہ جگہ پنجاب زرعی سپلائی کارپوریشن کے ڈپو کھل جائیں گے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کچھ دن پہلے وہاں محکمہ زراعت کی ایک میٹنگ ہوئی تھی اس میں تمام ممبران موجود تھے ۔ کیا یہ پابندی ختم ہو گئی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! کھاد کی سپلائی کے طریقہ کار میں پورے صوبے میں نظر ثانی کی گئی ہے ۔ جو ایجنٹس پہلے یہ کاروبار کرتے تھے انہوں نے اس کو نجی کاروبار بنایا ہوا تھا ۔ اس کاروبار کو ختم کر دیا ہے اور اب حکومت نے خود کھاد کی سپلائی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے ۔ یہ کام 5 اکتوبر سے شروع ہو جائے گا اور اس سے دور دراز دیہاتوں میں سپلائی صحیح طریقوں پر ہوگی ۔ چار سے چھ ڈپو ہر تحصیل میں قائم کئے جائیں گے اور اسی طرح تھانہ کی

سطح پر اس سکیم کو پھیلایا جائے گا نہ کوئی ہورڈلگ ہو سکے گی نہ منافع خور ذخیرہ اندوزی کر سکیں گے تاکہ صحیح طور پر نظام چل سکے اور اچھے نتائج قوم کے سامنے پیش کر سکیں ۔

چوہدری غلام قادر : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جب تحصیل میں 5, 6 ڈپو ہوں گے تو تحصیل میں دیہات کی بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے ۔ تحصیلوں میں بڑی دقت پیش آئے گی ۔ تو کیا اس کو یونین کونسل والز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایک ایک یونین کونسل میں بھی کم از کم پچیس پچیس ، تیس تیس گاؤں واقع ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! فی الحال ہر تحصیل میں 4 سے 6 ڈپو قائم کئے جائیں گے اور اس کے بعد یہ ممکن ہے کہ کام کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے ہر گاؤں میں مزید سہولتیں پیدا کی جائیں ۔ اسی طرح کھاد کی سپلائی کا کام اس طریقے سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ بار برادری بھی حکومت کے ذمے ہو ۔ حکومت اپنی بار برداری پر گاؤں گاؤں کھاد سپلائی کر سکتی ہے ۔

سردار صغیر احمد : کیا حکومت کاشتکاروں کی سہولت کے لئے کھاد کی تقسیم کا کام یونین کونسل کی سطح پر لے جانے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں نے موجودہ پوزیشن واضح کر دی ہے لیکن فی الحال تھانہ کی سطح پر اسے پھیلایا جا رہا ہے ۔ ممکن ہے اس کے بعد کاشتکاروں کی سہولت کے لئے اسے اور بھی پھیلا دیا جائے ۔

شجاع آباد میں صنعتوں کا قیام

*3809 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ شجاع آباد تحصیل میں حکومت کی جانب سے کوئی صنعت یا مل قائم نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شجاع آباد میں کوئی صنعت قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) ماضی قریب میں حکومت کی جانب سے تحصیل شجاع آباد میں کوئی صنعت قائم نہیں کی گئی اور نہ ہی سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے توسط سے نجی شعبہ میں صنعتیں قائم کرنے کے لئے کوئی درخواست وصول ہوئی ہے نہ قائم کی جا سکی ہے ۔

(ب) فی الحال اس حلقہ میں کوئی صنعت قائم کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں البتہ نجی شعبہ میں صنعتوں کے قیام کے لئے سمال انڈسٹریز کارپوریشن ایسے تمام چھوٹے صنعت کاروں کو فنی اور مالی امداد (ملکی و غیر ملکی قرضہ جات کی صورت میں) فراہم کرنے کو تیار ہے جو ایسی صنعتوں کے قیام کی منظوری یا قرضہ جات کے لئے درخواستیں دیں گے جو حکومت کے جاری کردہ انڈسٹریل انوسٹمنٹ شیڈول میں شامل کی گئی ہیں ۔ نیز سرکاری شعبہ میں حکومت نے کارپوریشن ھذا کو ایک کارپٹ سینٹر کے قیام کی منظوری دے دی ہے اور اس کے لئے سال رواں کے ترقیاتی بجٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی ہے اس سینٹر میں پندرہ کھڈیوں کی گنجائش رکھی گئی ہے اور بیس لڑکوں کو قالین بافی کی تربیت دینے کا بندوبست کیا جائے گا ۔ جس کے لئے حکومت نے تیس روپے ماہوار کے بیس وظیفے بھی منظور کئے ہیں ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ میرے سوال کے جزو (الف) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ماضی قریب میں حکومت نے کوئی صنعت قائم نہیں کی ۔ کیا ماضی بعید میں یا کبھی بھی اس علاقے میں کوئی صنعت قائم کی ہے ؟ یہ ماضی قریب کا ذکر کیوں کر رہے ہیں ۔ کیا آج تک وہاں کوئی صنعت قائم ہوئی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے تو تسلیم کیا ہے کہ شجاع آباد میں کوئی صنعت قائم نہیں کی گئی ہے ۔ اسے آپ ماضی قریب سمجھیں یا ماضی بعید سمجھیں ۔ میں خود وہاں کا رہنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ کیوں وہاں پر کوئی صنعت نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا آئندہ کوئی امید ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : اب اس معزز ایوان نے بل پاس کیا ہے اور انشاءاللہ یہ اس لئے کیا ہے کہ ایسی تحصیلیں جہاں ماضی میں ترقی نہیں کی جا سکی اب وہاں صنعتیں پھیلائی جائیں اور وہاں ترقی لائی جا سکے اور میرے خیال میں اب ہم تحصیل شجاع آباد کو ترجیح دیں گے ۔

میاں خان محمد : جناب ! اکثر سوالات کے آگے جواب کی جگہ پر لکھا ہوا ہے کہ ''جواب موصول نہیں ہوا'' ۔ کیا ایسا بندوبست ہو سکتا ہے کہ تمام جوابات چھپ کر آ سکیں تاکہ تیاری ہو سکے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ! کوشش کی جا رہی ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

محکمہ سمال انڈسٹریز کی جانب سے صوبہ پنجاب میں صنعتوں کے لئے قرضوں کی فراہمی

66 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ سمال انڈسٹریز نے صوبہ پنجاب میں 72۔1971ء اور 1972.73ء میں کس کس صنعت کے لئے کن کن اشخاص کو کتنا قرضہ دیا ۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے سال 72۔1971ء میں صوبہ پنجاب میں کل 14 یونٹوں کو 9075 لاکھ کے لوکل قرضوں اور 12024 لاکھ کے بیرونی قرضوں کے لئے آئی ۔ ڈی ۔ بی ۔ پی اور دوسرے کمرشل بنکوں کو سفارشات ارسال کیں ۔ اور قرضے جاری کروائے گئے جس کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	ضلع کا نام	تعداد یونٹ	بیرونی قرضہ	لوکل قرضہ
1	راولپنڈی	3	—	1072
2	میانوالی	1	—	0050

3	لائلپور	1	—	081
4	سرگودھا	1	—	081
5	لاہور	6	12024	5011
6	شیخوپورہ	1	—	040
7	ساہیوال	1	—	040
		14	12024	9075

سال 1972-73ء میں 15029 لاکھ کے بیرونی قرضے اور 34068 لاکھ کے لوکل قرضوں کے لئے آئی۔ڈی - بی - پی اور دوسرے کمرشل بنکوں کو قرضہ کی فراہمی کے لئے سفارشات ارسال کی گئیں اور قرضے جاری کرائے گئے - جن کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے -

نمبر شمار	ضلع کا نام	تعداد یونٹ	بیرونی قرضہ	لوکل قرضہ
1	گوجرانوالہ	3	8029	1060
2	سیالکوٹ	3	—	1035
3	بہاولپور	1	—	2004
4	ملتان	1	—	1050
5	لائلپور	1	–	017
6	لاہور	11	7000	21050
7	ساہیوال	1	—	4081
8	شیخوپورہ	1	—	1070
		22	15029	34068

ضلع وار یونٹوں اور مالکان کی تفصیل برائے سال 1971-72ء اور 1972-73ء لف ہذا ہے -

تفصیل قرضہ جات1971-72ء

نمبر شمار	یونٹ کا نام و پتہ	حصہ داروں کے نام	کام کی نوعیت	قرضہ کی تعداد بیرونی قرضہ	قرضہ کی تعداد لوکل قرضہ	کیفیت
1-	میسرز ادارہ تجارت گندم منڈی راولپنڈی	عبدالمجید خان	شوگر انڈسٹری	—	045	9-11-71 کو جاری کیا گیا
2-	سوکا ویلی پولٹری بریڈنگ ہاؤس راولپنڈی	عبدالجبار خان	مرغبانی	—	1002	6-1-72 کو جاری کیا گیا
3-	میسرز صادق پولٹری فارم ڈھوک ٹالیاں چک لالہ	بریگیڈیر ایم صادق خان ریٹائرڈ	مرغبانی	—	—025	72-6- کو جاری کیا گیا
4-	میسرز ایم ایم فلور ملز بھکر ضلع میانوالی	حاجی متیع اللہ	فلور ملز	—	—050	16-5-72 کو جاری کیا گیا
5-	میسرز وقار اے شیخ اینڈ کمپنی لائلپور	خالد احمد	خوردنی تیل	—	—081	25-5-72 کو آئی ڈی بی پی کو ارسال کیا گیا قرضہ ابھی منظور نہیں ہوا۔
6-	میسرز ممتاز آئس فیکٹری جھاوریاں	محمد بخش	برف خانہ	—	—180	آئی ڈی بی پی نے 4-4-73 کو منظوری دی ابھی قرضہ نہیں دیا گیا۔

نمبر شمار	یونٹ کا نام اور پتہ	حصہ داروں کے نام	کام کی نوعیت	قرضہ کی تعداد بیرونی قرضہ	قرضہ کی تعداد لوکل قرضہ	کیفیت
7-	میسرز سپیکٹرم پرنٹرز لیمیٹڈ لاہور	محمد ریاض ٹوانہ	پرنٹنگ پریس	—	—025	2-73-73 کو قرضہ دیا گیا -
8-	میسرز سلیم پرنٹنگ پریس بھاٹی گیٹ لاہور	عبدالحمید خان پارٹنر	پرنٹنگ پریس	—	—007	11-1971- کو قرضہ دیا گیا
9-	میسرز عامر آئس فیکٹری بادامی باغ لاہور	ایم اعجاز احمد	برف کا کارخانہ	—	1060	24-11-71 کو قرضہ دیا گیا -
10-	میسرز سلطان پولٹری فارم سرگودھا روڈ شیخوپورہ	رشید سلطان	مرغبانی	—	040	13-4-72 کو قرضہ دیا گیا -
11-	میسرز ایشن آرٹ پریس میکلوڈ روڈ لاہور	محمد رفیق	پرنٹنگ پریس	1—46	—	3-5-72 کو قرضہ دیا گیا -
12-	حسین ٹینرز آف پاکستان لیمیٹڈ شیخوپورہ روڈ لاہور	حاجی محمد شفیع	چمڑہ سازی	10078	—	1-6-73 کو آئی ڈی بی پی کو وارسال کیا گیا ابھی تک قرضہ جاری نہیں ہوا -
13-	میسرز طارق برادر پولٹری فارم لاہور	محمد طارق بھٹہ	مرغبانی	—	3019	11-6-73 کو آئی ڈی بی پی کو ارسال کیا گیا ابھی تک قرضہ جاری نہیں ہوا -

14- راجہ اینڈ کمپنی منڈی کسووال	راجہ محمد اکرم	خشت سازی	—	—40	7-8-9 کو قرضہ جاری کیا گیا -
			12024	9075	

تفصیل قرضہ جات 1972-73ء

نمبر شمار	بونٹ کا نام اور پتہ	حصہ داروں کے نام	کام کی نوعیت	قرضہ کی مقدار بیرونی قرضہ	لوکل قرضہ	بونٹ کی کل مالیت	کیفیت
1-	میسرز پاکستان انلسٹریل فیروالائے کمپنی سمال انلسٹریڈ اسٹیٹ گوجرانوالہ	چوہدری محمد اکرم فیرو سلیکان کالفشان سٹریٹ ملتان		8028	—	12099	آئی ڈی بی پی میں زیر غور ہے -
2-	میسرز پاکستان سرجیکل ایکسپورٹ کارپوریشن سمال انلسٹریڈ سیالکوٹ	چوہدری امجد علی آلات جراحی محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ		—	—035	4—08	,, ,, ,, ,, ,, ,, ,,
3-	میسرز انڈس آئل ملز سمال انلسٹریز اسٹیٹ جاولپور	چوہدری مختار احمد سیٹلائٹ ٹاؤن جاولپور	خوردنی تیل	—	2—0	4035	,, ,, ,, ,, ,, ,, ,,

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

نمبر شمار	یونٹ کا نام اور پتہ	حصہ داروں کے نام	کام کی نوعیت	قرضہ کی مقدار: بیرونی قرضہ	قرضہ کی مقدار: لوکل قرضہ	یونٹ کی کل مالیت	کیفیت
4-	میسرز پاکستان پیپر اینڈ بورڈ پراڈکٹس سمال انڈسٹریز سیالکوٹ	مسٹر عبدالغفور 124 سی سیالکوٹ	مصنوعات کاغذ و بورڈ	—	50—	1054	نیشنل بنک آف پاکستان کے زیر غور ہے -
5-	میسرز نیمس انڈسٹریز سمال انڈسٹریز اسٹیٹ گوجرانوالہ	مسٹر اسماعیل ضیاء محبوب عالم سٹریٹ گوجرانوالہ	سامان عمارت سازی	—	1000	2031	حبیب بنک کے زیر غور ہے
6-	میسرز چاند آئس فیکٹری شیر شاہ روڈ ملتان	مسٹر محمد شریف غزنوی	برف کا کارخانہ	—	1050	—	8-5-73 کو بینک کو قرضہ کی فراہمی کے لیے سفارش کی گئی -
7-	میسرز رافکو انڈسٹریز لاٹلپور	مسٹر خالد فاروق	کیمیکلز	—	017—	—	21-6-73 ,, ,, ,, ,,
8-	میسرز المشہور پرنٹنگ پریس بلال گنج لاہور	مسٹر ممتاز علی	پرنٹنگ پبلشنگ	—	1008	—	1-6-73 ,, ,, ,, ,,
9-	میسرز ایم ایم اینڈ کمپنی گھوڑا شاہ روڈ لاہور	مسٹر ایم ایم محمود	جی آئی پائپ سینٹری فٹنگ	—	040—	—	,, ,, ,, ,, ,,
10	الصحت پولٹری فارم اندرون اکبری منڈی لاہور	مسٹر محمد سلیم	مرغبانی	—	020—	—	21-6-73 ,, ,, ,, ,,

11- میسرز نیشنل میچ فیکٹری نیاز بیگ	مسٹر محمد انور کھوکھر	ماچس	—	—2.25	—	5-5-73 ,, ,, ,, ,,
12- میسرز ایالو شوکمپنی کرشن نگرلاہور	مسٹر مبارک حیدر	لیدر شوز	—	—020	—	28-5-73 ,, ,, ,, ,,
13- میسرز کاوب ربڑز کاوب انڈسٹریز کالج روڈ سیالکوٹ	مسٹر گلزار احمد	سائیکل ٹیوب	—	—050	—	28-6-73 ,, ,, ,, ,,
14- میسرز سٹینڈرڈ فلور ملز صمد پورہ اوکاڑہ	میاں ایس اے رفیع	فلور ملز	—	4000	—	12-6-73 ,, ,, ,, ,,
15- میسرز شاہ تاج انٹرپرائز گارڈن ٹاؤن لاہور	کیپٹن کے اے ماچس سعید		—	2026	—	21-5-72 ,, ,, ,, ,,
16- میسرز تحسین آئس پلانٹ والٹن لاہور	محمد یٰسین خان	برف کا کارخانہ	—	1050	—	23-12-72 کو قرضہ دیا گیا -
17- میسرز لاہور فلور ملز اینڈ جنرل ملز 70 راوی روڈ لاہور	مسٹر اظہار کے حق	فلور ملز	—	1034	—	20-7-73 ,, ,, ,, ,,
18- اسلم آئس اینڈ کولڈ سٹوریج بند روڈ لاہور	محمد اسلم پروپرائٹر	برف کا کارخانہ	—	1050	—	26-5-73 ,, ,, ,, ,,
19- میسرز وقار نور انڈسٹریز شیخوپورہ	وقار نور	ٹیکسٹائل	—	1070	—	13-6-73 کو قرضہ دیا گیا
20- میسرز راجپوت رائس اینڈ آئس ملز قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ	میجر یعقوب ریٹائرڈ	رائس ملنگ	—	—060	—	73- - کو قرضہ دیا گیا

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

نمبر شمار	یونٹ کا نام اور پتہ	حصہ داروں کے نام	کام کی نوعیت	قرضہ کی مقدار بیرونی قرضہ	لوکل قرضہ	یونٹ کی کل مالیت	کیفیت
21-	میسرز انٹرنیشنل ٹریڈرز جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور	سید مہدی حسن	بارن وغیرہ	7000	—	—	3-7-1973 کو ویسٹ جرمن قرضہ کے لیے آئی ڈی بی پی کو ارسال کیا گیا
22-	اوکاڑہ رائس ملز اوکاڑہ	راؤ محمد شریف خان	رائس ملنگ	—	1081	—	13-9-72 کو قرضہ منظور کیا گیا۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میرے غیر نشان زدہ سوال نمبر 66 کا جواب دیا جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں غیر نشان زدہ سوال نمبر 66 کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں اس سلسلے میں اتنی وضاحت چاہتا ہوں کہ جو رقم انہوں نے لکھی ہے کیا وہ لاکھوں میں ہے ۔ کروڑوں میں ہے یا ہزاروں میں ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ یہ آپ ان کے چیمبر میں جا کر پوچھ لیں ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مگر یہ اسی طرز پر کیا گیا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں پوچھتا ہوں کہ یہ رقم لاکھوں میں ہے ۔ کروڑوں میں ہے یا ہزاروں میں ہے ؟ انہوں نے جو اعداد و شمار دیے ہیں یہ کیا ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ ایوان کی میز پر تشریف لے آئیں اور یہاں سے پتہ کر لیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ محمد افضل خان * * *

مسٹر سپیکر : یہ ساری کارروائی غیر متعلقہ ہے ۔ اسے حذف کر دیا جائے ۔ ۔ ۔ راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ اس ایوان کی کارروائی کے لیے قواعد و ضوابط ہیں ۔

اب معزز ممبران حلف اٹھانے کے لیے تشریف لائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس ایوان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس ملک کے مصیبت زدہ عوام کے روپیہ کو بچائے ۔ اگر آپ فیصلہ کر دیں تو یہ 20 لاکھ روپیہ بچ سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ۔ کسی نے آپ کو تقریر کرنے سے ۔ جلسہ کرنے سے یا اخبار میں بیان دینے سے منع نہیں کیا ۔ آپ اس ایوان کا غیر مناسب استعمال نہ کریں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس کے متعلق تقریر نہیں کرنی چاہتا مگر میں ہر وقت آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ 20 لاکھ روپیہ بچ سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اخبار کی خبروں کے پیچھے نہ جائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : اگر آپ چاہیں تو پنڈی میں سے بہت سے لوگ وہاں جا سکتے ہیں ۔ آپ شہر میں سے ہزاروں لوگوں کو اکٹھا کرکے وہاں لے جا سکتے ہیں ۔ پنڈی شہر کی آبادی کافی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Let us not mis-state the facts here. Most of the Ministers are at the airport to see off President. I could not go there because I was presiding over the House.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ غریب ملک ہے اور غریب عوام کے روپے پر یہ بندوبست کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker: Let us not make wrong statement on the floor of the House, even contrary to the facts known to every member here.

راجہ محمد افضل خان: یہ لوگ وزیر بننا چاہتے ہیں - یہ بات اسمبلی کی کارروائی سے زیادہ ضروری ہے -

(قطع کلامیاں)

یہاں یہ روایت ہے کہ 60 روپے ماہوار پر ہم نے خانہ کعبہ پر بھی گولیاں چلائی تھیں - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے -

مسٹر سپیکر: راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں - جن ارکان نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا وہ حلف اٹھا لیں -

---

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

چوہدری کلیم اللہ

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ 22،21 ستمبر 1973 کو لاہور میں

بوجہ سخت بخار حاضر نہیں ہو سکا ۔ ان دو دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں اسمبلی کے اجلاس مورخہ 22-9-73 میں حاضری سے قاصر تھا ۔ لہذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

اسلام علیکم ! مزاج شریف آج کل میں ملک سے باہر ہوں اس وقت نیروبی میں بھائی حامد رضا شاہ صاحب

کے ہاں سیر کے لئے ٹھہرا ہوا ہوں یہاں سے حجاز مقدس عمرہ کے لئے جانے کا پروگرام ہے ۔ جنگ اخبار راولپنڈی مورخہ 11 ستمبر کے ذریعہ یہ علم ہوا ہے ۔ کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 21 ستمبر 1973ء سے لاہور میں شروع ہو رہا ہے ۔ چونکہ میں فوری طور پر اجلاس میں شرکت سے قاصر ہوں اس لئے براہ کرم اس عرصہ کے لئے میری چھٹی منظور کرالیں ۔ ممنون ہونگا ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری کلیم اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری کلیم اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری 21-9-73 تا 25-9-73 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ برائے مہربانی رخصت پانچ یوم منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوھدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 13-7-1973 کو حاضر اجلاس نہیں ہوسکا اس لئے رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں اپنے حلقہ نیابت میں مولانا کوثر نیازی وزیر اطلاعات و نشریات کی آمد کی وجہ سے 24 ستمبر کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکی ۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں اور ایک یوم کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوھدری بشیر احمد صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 13-8-73 کو وقت پر اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے زرعی کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرؤف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ کمترین بوجہ بیماری 9-8-1973 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات میں شامل نہیں ہو سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ بوجہ سیلاب 21-9-73 تا 25-9-73 اجلاس میں

حاضر نہیں ہو سکا - براہ مہربانی رخصت عنایت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ یکم اگست کو بوجہ بیماری سیٹنگ انشورنس میں شامل نہیں ہو سکا - اس دن کی رخصت عنائت فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں لیاقت حسین مڑل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں لیاقت حسین مڑل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the session on 4th June and 12th, 13th July, 1973 and the meeting of Standing Committee on Revenue on 8th August 1973, due to unavoidable cricumstances. Kindly leave be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session on 21st and 22nd September, 1973. I request for the grant of leave for these two days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بشیر احمد ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں یکم اگست کو حاضر نہیں ہو سکا ۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ تھی ۔ رخصت عطا کی جاوے کیونکہ طبیعت خراب تھی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

اسلام علیکم و رحمت اللہ و بر کاتہ، ۔ مزاج شریف بحوالہ میرا ایکسپرس ٹیلیگرام کل مورخہ 20-9-73 میں نے ناگزیر وجوہ کی بنا پر صوبائی اسمبلی کے 21-9-73 سے شروع ہونے والے اجلاس میں عدم شمولیت کے بارہ میں ماہ رواں کی 27-9-73 تک رخصت کی استدعا کی تھی ۔ امید ہے کہ جناب والا ! میری یہ رخصت ہاؤس میں منظور کرا دی ہوگی ۔ میں مورخہ 21-9-73 کو متذکرۃ الصدر حالات کی بنا پر مورخہ 27-9-73 تک شامل اجلاس نہ ہو سکونگا ۔ اور نہ 21-9-73 کو جدید آئین کے تابع حلف اٹھا سکونگا ۔ میں جس قدر جلد ممکن ہوسکا ۔ 27-9-73 سے پہلے بھی حاضر اجلاس ہو کر حلف اٹھاؤں گا مورخہ 29-7-73 کے بعد حلف اٹھانے کی منظوری حاصل فرمائی جاوے ۔ ممنون ہونگا ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 29-6-73 کو بوجہ بیماری اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر دوست محمد لالی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 10-9-73 کو سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہوسکا برائے مہربانی مورخہ 10-9-73 کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوھدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 22 اور 24 اگست 1973 کو حاضر اجلاس نہیں ہوسکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ مورخہ 17,16 جولائی کے اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا تھا رخصت منظور کرانے کے لئے درخواست ہاؤس میں پیش کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خالق داد خان بندیال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خالق داد خان بندیال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

چونکہ میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا جس وجہ سے مورخہ 7'2 اور 10 اگست کی میٹنگیں attend نہ کر سکا۔ اس وجہ سے گذارش ہے کہ ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I bring to your kind notice that I was unable to attend the meeting of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on 15.9.73. Kindly grant me leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the Session on 22nd Sept as I had to attend some meeting regarding flood relief programme. I will be obliged if leave is granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 21 اور 22 ستمبر کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا مہربانی کر کے میری رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 73-9-22 کو بوجہ بخار اجلاس اسمبلی میں نہیں آسکا - اس تاریخ کے لئے رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے مورخہ

24-9-73 کو اسمبلی کے سیشن میں شمولیت نہ کرسکا۔
لہذا رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ 21 اور 22 ستمبر 1973 کو میری طبیعت ٹھیک نہیں رہی ہے۔ براہ کرم ان دو دنوں کی میری رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ممبر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 9/2 ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1972ء

(مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

مہر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون انضباط تنظیم ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 47 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون انضباط تنظیم ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 47 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

مہر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

مہر محمد ظفراللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سرپرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

مہر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 46 ۔ الف بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 46 ۔ الف بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون امتناع گداگری اطفال مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون امتناع گداگری اطفال مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون عائلی قوانین مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون عائلی قوانین مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپوٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

میر محمد ظفراللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مسلم عائلی قانون مصدر 1972ء (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ دیوانی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 38 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ضابطہ دیوانی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 38 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ ہائے مغربی پاکستان 1973ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون شاہراہ ہائے مغربی پاکستان 1973ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

Sardar Saghir Ahmad : I am the Chairman of the Communications and Works Committee but the report was submitted by Col. Muhammad Aslam Khan.

مسٹر سپیکر : آپ بھی اس کو adopt کر لیں ۔

سردار صغیر احمد : میں adopt کرتا ہوں ۔

میاں خورشید انور : ان کا نام کیسے آ گیا اس میں ۔

مسٹر سپیکر : آخر کسی نے لکھا ہی ہوگا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : میں بھی تو اس کمیٹی کا رکن ہوں جناب والا !

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون بھاری سودی قرضہ جات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون بھاری سودی قرضہ جات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری محمد اکرم چیمہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1973ء) کے بارہ مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1973ء) کے بارہ مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

چوہدری کلیم اللہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) آبپاشی و برقیات مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 57 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) آبپاشی و برقیات مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 57 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

چوہدری کلیم اللہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انہار و نکاس مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انہار و نکاس مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! میں مسودہ قانون تربیت و ملازمت گریجوایٹ انجینیئران پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون تربیت و ملازمت گریجوایٹ انجینیئران پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1972ء)

کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زرعی منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر I بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زرعی منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : Now, we come to the Privilege Motions.

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر نہایت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ اسمبلی کی کارروائی میں وہ وقت تحریر نہیں کیا جاتا جس وقت حقیقتاً اجلاس شروع ہوتا ہے ۔ بلکہ مقرر شدہ وقت ہی تحریر کیا جاتا ہے یہ پریکٹس درست نہیں ہے ۔ حالانکہ اسمبلی کی کارروائی میں وہ وقت تحریر کیا جانا چاہیے جس وقت حقیقتاً اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے ۔ جناب والا ! میرے سامنے Debates پڑی ہوئیں ہیں اور ان تمام پر یہی لکھا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس 8 بجے شروع ہوا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اور عموماً بیس تیس منٹ دیر سے اجلاس شروع ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے specific بتا دیں کہ کس دن کیا ہوا ہے میں اس کو ٹھیک کرا دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل : میں آپ کو ابھی بتا دیتا ہوں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں اس میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ آیا جس وقت اجلاس شروع ہو وہ وقت لکھا جائے گا یا چلے سے مقرر شدہ وقت تحریر کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق چلے تو آپ رولز پڑھیں کہ کس وقت اٹھایا جا سکتا ہے ۔ It relates to a branch of organization of this Assembly. آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور مجھے بتا دیں کہ فلاں جگہ

غلطی ہے یہ اجلاس آٹھ بجے کی بجائے آٹھ بج کر بیس منٹ پر یا پینتیس منٹ پر شروع ہوا تھا I will have it corrected accordingly.

Mr. Taj Muhammad Khanzda : I think, the Speaker should be grateful to a member if he can bring such a thing to his notice .....

Mr. Speaker : This is exactly what I have done.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, it is a known fact that proceedings of the Assembly, by and large, do not start in time. I think, the member has narrated the factual position. My submission is that in future we should be careful that the actual time when the Assembly starts its business is noted on the debate.

Mr. Speaker : Syed Tabish Sahib, there is a privilege motion in your name. I will take it up on the 28th.

سید تابش الوری : جناب والا ! کل ہی اس کو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : کل ہی اس تحریک کو لے لیں گے میں نے اس لئے 28 کہا تھا کہ اس میں some constitutional points شامل ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میری ایک تحریک التواء نمبر 4 آپ نے آج کے لئے رکھی تھی جو وزراء کے متعلق تھی کہ انہوں نے حلف نہیں اٹھایا تھا اور کار سرکار انجام دیتے رہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا وہ تحریک استحقاق تھی ۔

میاں منظور احمد موہل : نہیں سر ! تحریک التواء تھی اور کل آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آج لی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : کیا وزیر اعلیٰ صاحب ہیں ؟

وزیر قانون : جناب والا ! وہ پنڈی گئے ہوئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! رمضان شریف شروع ہونے والا ہے اس کے متعلق کیا سوچا ہے آپ نے ۔

مسٹر سپیکر : 28 تاریخ کو لیجسلیشن ہے۔ آپ اس دن لیجسلیشن کا کام مکمل کر لیں تو جس طرح آپ کہیں گے کر لیں گے The House will be at your disposal. اور اگر اس روز لیجسلیشن کا کام مکمل نہیں ہوگا تو پھر Probably both sides will have to sit and decide what is to be done.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! لیجسلیشن کا جہاں تک تعلق ہے تو اس میں ایک بل تو اتنا اہم ہے کہ اس پر میرے خیال میں دو یا تین ہفتے لگ جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : وہ کون سا بل ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : ضروری اشیاء کے بارے میں ہے اور جناب والا ! یہ بل اتنا اہم ہے کہ اس پر بڑا وقت لگے گا۔

Mr. Speaker : This type of legislation has been on the Statute right from 1939. Public in general and the Members of the Assembly in particular are expected to know about such legislation. This type of legislation has been going on ever-since I have grown up and I have been facing it.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری استدعا ہے کہ رمضان شریف سے پہلے ہمیں چھٹی مل جائے کیونکہ رمضان شریف میں بڑی تکلیف ہوگی۔

Mr. Speaker : It for the parties.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : We are not unaware of the fact that such legislation has existed in the past and that it will continue.....

Mr. Speaker : I don't know whether it will continue.

اس کے متعلق دونوں پارٹیوں نے آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, let me make my submission. We should have foresight and decided this matter enough in time so that the Members could go back to their homes and avail of this Mutbarik month.

Mr. Speaker : I conclude from the discussion, that Mr. Taj Muhammad Khanzada and Mr. Amanullah Lak were not present in the House earlier. A polonged meeting was held between the Leader of the Opposition and the Cabinet of this Province. It continued from 8.00 p.m. to 11.30 p.m. and statements were made both by the Leader of the House and the Leader of the Opposition about their schedule of business during this session and it was only on that understanding that the first two days—this is not usual in the legislative assemblies because legislation is the primary function of the legislative assemblies—were earmarked for discussion on flood and flood situation. There was an understanding that the session would probably continue till the 3rd of October and an undertaking on the floor of the House was given that some of the legislation, which is deemed essential by the Government, will be passed or will be disposed of in this session before that date, and in any case an assurance was given that it will be done by the 5th of October. In that it was also agreed that political situation and problems of high-prices and scarcities will also be discussed and a day or days will be earmarked for that. I, on my own part, and I think each one of us sitting in this House knows, that the month of Ramazan is a very sacred month and one has to observe fasting, but if I am not much wrong, the National Assembly of Pakistan was in session last year throughout the month of Ramazan and only a day before Eid the House was adjourned.

Every effort is being made by the Opposition as well as by the Government and that is why this schedule for the 3rd has been agreed to. The Chief Minister and the Governor of the Province are anxious that the Members are relieved as early as possible so that they may go back to their constituencies as sowing season has almost begun and they should be available to help their people for the development of our rural economy and the coming harvest.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! آپ نے ابھی محسوس فرمایا ہے

یہ بڑی خوشی کی بات ہے - بجائی کا موسم آ رہا ہے - فلڈ ریلیف کا کام بھی شروع ہونے والا ہے جو ایجسلیشن سے زیادہ ضروری ہے - ممبر صاحبان بہتر ہے اپنے اپنے گھروں پر موجود رہیں - لیجسلیشن کے کام کو معرض التوا میں ڈالا جا سکتا ہے -

Mr. Speaker : I never thought that you are a rebel in the Opposition.

جناب والا ! میں نے اپنے تمام ساتھیوں کی رائے لے لی ہے -

Mr. Speaker : I do not take notice of this so long as Allama Rehmatullah Arshad is the Leader of the Opposition. You can only represent your party. You may speak as an individual.

سردار امجد حمید خان دستی : علامہ صاحب اگر یہاں موجود نہ ہوں -

Mr. Speaker : Mian Khurshid Anwar is there.

میاں خورشید انور : وہ بھی کر سکتے ہیں -

Mr. Speaker : It becomes difficult for me to discuss this item daily for half an hour particularly when two days were earmarked for flood situation and now that agreement is being abused.

Mr. Taj Mnhammad Khanzada : Sir, you have used the word "rebel" for an Hon'ble Member in the Opposition.

Mr. Speaker : I am sorry for being misunderstood It is not derogatory.

تحاریک التوائے کار

وزراء کا حلف اٹھانے سے قبل یا ضابطہ محکموں کی تفویض کے احکام کے بغیر سابقہ محکموں کے انچارج کے طور پر کام کرنا

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جمہور" مورخہ 21 ستمبر 1973ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق کہ صوبہ پنجاب کے وزیروں کے محکموں کا اعلان 20 ستمبر 1973ء کو جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب نے کیا ہے جبکہ وزرا نے حلف 20 اگست 1973ء کو اٹھائے تھے اور وہ بدستور اپنے سابقہ محکموں کے انچارج کے طور پر اس وقت تک باضابطہ محکموں کی تفویض کے احکام کے بغیر کام کرتے رہے ہیں۔ احکام صادر کرتے رہے ہیں جن کی قانونی حیثیت باقی نہیں رہی اور اس درمیانی عرصہ کے دوران کی گئی جملہ کارروائی کے احکامات وغیرہ خلاف ضابطہ ہو گئے ہیں جس سے عظیم قانونی بحران پیدا ہو گیا ہے اور اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

I have not been able to follow it. This may be true of the earlier Constitution. Which provision of the constitution has been violeted? I would like to know that only then I would be able to do something.

سردار صغیر احمد : جناب والا! اس پر اگر انہیں اعتراض ہے تو یہ مسئلہ اسمبلی کے سامنے نہیں آ سکتا اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب اگر کوئی ایسی بات جو خلاف ضابطہ یا خلاف قانون ہے جس سے عوام متاثر ہوتی ہو۔

That can be moved in a matter of urgent public importance. This is the definition : An occurence which is of urgent public importance.

یا یہ کہیں کہ ان چار چیزوں میں سے کچھ نہیں ہے۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! اس میں فوری اہمیت عامہ کچھ بھی نہیں ہے۔

Mr. Speaker : That is true.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میری بھی ایک تحریک التواء نمبر 49 اسی موضوع سے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک میں یہ ہے کہ وزرا نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا اس کے باوجود وہ کام کرتے رہے ہیں۔

He says that although they took the oath but they have been serving the country without the allocation of their departments. You have a different complaint and it is a different complaint. Probably the objection is that the departments were not notified. Which provision of the Constitution is violated ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جب وزیر اعلیٰ نے حلف اٹھایا تو کابینہ کے دوسرے وزرا کو بھی حلف اٹھانا چاہئے تھا۔

Mr. Speaker : No, I just want bare answer. Which provision of the Constitution is violated ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وزرا صاحبان باضابطہ محکموں کی تفویض کے اعلان کے بغیر کام کرتے رہے ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ انہوں نے 20 اگست 1973ء کو حلف اٹھایا اور 20 ستمبر 1973ء کو ان کے Portfolios کا اعلان ہوا۔ درمیانی عرصہ میں بے محکمہ وزیر کام نہ کرتے۔ یہ اپنے محکموں کا کام کرتے رہے ہیں۔

Mr. Speaker : You observed that a Constitutional deadlock has been created. Please point out the provision of the Constitution.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کو pending رکھ دیں میں بعد میں بتا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ۔

لئے آئین کے تحت حلف اٹھائے بغیر وزراء کی طرف سے کار سرکار کی انجام دھی

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 18-8-73 میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبہ پنجاب کے تمام وزرا ما سوائے وزیر اعلیٰ کے گزشتہ چار روز سے سبکدوش ہو چکے ہیں مگر وہ غیر آئینی طور پر وزیر بنے ہوئے کار سرکار انجام دے رہے ہیں ۔ مستقل آئین 14-13 اگست کی درمیانی شب کو نافذ ہوا اور آئین کے مطابق لازمی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے سوائے دوسرے تمام وزیر نئے آئین کے تحت حلف اٹھائیں پنجاب کے دیگر وزرا نے بغیر حلف اٹھائے کار سرکار کی سر انجام دھی کی ہے جس سے عوام میں صوبہ پنجاب کی حکومت کے متعلق قانون کا احترام نہ کرنے کے سلسلے میں اضطراب وہیجان پایا جاتا ہے ۔

جہاں تک کار سرکار کا تعلق ہے ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کوئی ہو وہ کار سرکار کر سکتا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے ؟

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! میری مراد یہ ہے کہ 14-13 کی درمیانی شب کو آئین نافذ ہوا ۔ اور وزراء بغیر حلف اٹھائے یہ کام کر رہے تھے بعینہ وہ اسی طرح اپنے فرائض ادا کرتے رہے بطور وزرا کے

But not in the capacity of human beings.

مسٹر سپیکر : ملک مختار احمد اعوان صاحب اس اثنا میں آپ نے یا کسی اور وزیر نے کوئی آرڈر دیا ہے کوئی دستخط کئے ہیں ؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! وہی عرض کرتا ہوں ۔ صورت حال یہ ہے کہ 14 اگست سے لیکر جب تک کہ حلف نہیں اٹھایا گیا کسی منسٹر صاحب نے کسی فائل پر کوئی دستخط نہیں کئے اور نہ کوئی آرڈر پاس کئے اور نہ اپنے آپ کو منسٹر جانا ۔ نہ ان کی گاڑیوں پر فلیگ تھے اور نہ گھروں پر تھے ۔ اگر وہ سیلاب میں کام کرتے رہے تو وہ قومی خدمت تھی ۔ ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی اور وہ کام کرتے رہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, I would like to know whether the Ministers, have drawn their pays or salaries from the exchequer for the period in which they have not acted as Ministeres or of the period in which they have not hoisted flags on their cars.

Minister For Law : You cannot address me directly. Address the Chair.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I ask him whether he had drawn his pay for that period, and if it is so, was it not illegally drawn ?

Mr Speaker : One enjoys all the amenities of a Minister for a fortnigh after he ceases to be a Minister.

وزیر قانون : وہ جناب والا ! وزیر خزانہ بتا سکیں گے وہ آج موجود نہیں ہیں میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بتا دوں گا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : آپ اپنا نقطہ نظر بیان کیجئے ۔ آپ نے تنخواہ لی ہے یا نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ نے اگست کی تنخواہ لی ہے یا نہیں ؟

سید تابش الوری : انہوں نے ٹی اے ڈی اے بھی وصول کیا ہے یا نہیں ؟

میاں خورشید انور : انہوں نے تنخواہ بھی لی ہے اور کوٹھی میں بھی رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب کوئی وزیر سبکدوش ہو جاتا ہے تو وہ دو ہفتوں کے لئے تمام سہولتیں حاصل کرتا رہتا ہے ۔

Haji Muhammad Saifulah Khan : We want clarfication in this matter.

مسٹر سپیکر : اس کی وضاحت ہو جائے گی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں وہ معلوم کر کے بتاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ وہ تصدیق کر کے بتا دیں گے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I would like to draw your attention to Article 275 of the Constitution of the Islamic Republic of **Pakistan :—**

> 275 (4) Any person who, under this Article, is continued in an office in respect of which a form of oath is set out in the Third Schedule shall, as soon as is practicable after the commencing day, make before the appropriate person oath in that form.

مسٹر سپیکر : اس کا اطلاق وزرا پر نہیں ہوتا ۔ اس کا اطلاق صرف چیف منسٹر پر ہوتا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : آرٹیکل 275 (2) چیف منسٹر کے متعلق ہے اور (3) تمام وزرا کے متعلق ہے ۔

سید قابش الوری : وہ اور بات ہے وہ 6 ماہ کام کر سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر اس ہاؤس میں ابھی ابھی جناب وزیر قانون نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ میں ان کے بیان کو چیلنج کرتا ہوں وہ حلف اٹھانے سے پہلے پریس کانفرنسوں سے خطاب کرتے رہے ہیں ۔ بحیثیت منسٹر وہ ریڈیو پاکستان سے بیانات بھی نشر کرتے رہے ہیں ۔ ان کے بیانات نشر ہوئے ہیں اور بحیثیت منسٹر انہوں نے مختلف مقامات پر تقاریر بھی کی ہیں ۔ اور بحیثیت منسٹر انہوں نے تمام مراعات سے استفادہ کیا ہے یعنی وہ مراعات جو انہیں قانون کے تحت حاصل ہیں ۔

Mr. Speaker : For a fortnight after one ceases to be a Minister he enjoys all the amenities and facilities of a Minister as I have already observed.

سید تابش الوری : بحیثیت منسٹر انہوں نے پریس کانفرنسوں سے خطاب کیا ہے۔

Mr. Speaker : Please restrict yourself to the fact that the matter has become serious and of urgent public importance. Give it to me in writing and I will look into it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, we should not set a wrong precedent for the future generations. A Minister should be more responsible in his utterances and speeches in the House. Therefore, any statement made by the Minister on the floor of the House should at once be corrected and should not be left pending.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس سلسلے میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے لکھ کر بھیج دیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے زبانی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ لکھ کر بھیج دیں۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں دوبارہ اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ 14 اگست سے لیکر اس وقت تک جب تک کہ وزرا کرام نے حلف نہیں لیا انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا وہ وزیر نہیں تھے اور مراعات کا جہاں تک تعلق ہے وہ 15 روز تک مکان گاڑی وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ تو یہ بات ہے۔ مگر یہ کہنا کہ انہوں نے اپنے آپ کو منسٹر لکھا تو فلڈ کی وجہ سے پورے صوبے میں ایمرجنسی تھی اور وہ ڈیوٹی پر تھے اور لوگوں نے بھی ڈیوٹی سرانجام دی۔ جو منسٹر نہیں تھے انہوں نے بھی کام کیا مگر ایسا کہنا کہ انہوں نے اپنے آپ کو منسٹر کہا یا کار سرکار کیا یا دستخط کئے یہ درست نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : ملک مختار اعوان صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ میں اس کو defer کر رہا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل : اگر وزرا کرام نے بے ضابطگی نہ کی ہوتی تو چیف سیکرٹری کو کیا ضرورت تھی کہ وہ کہیں کہ وہ کام نہ کریں ۔

Mr. Speaker : You are referring to a fact which has never been said or stated in this House.

میاں منظور احمد موہل : وہ 14 اگست سے منسٹرز نہیں رہے ۔ یہ چیف سیکریٹری نے کہا تھا کہ وہ کام نہ کریں یہ اخبارات میں خبر آئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ اخباروں کا سہارا لے رہے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب سپیکر ! خود انہوں نے کہا ہے کہ ہم فلڈ کے زمانے میں ڈیوٹی پر رہے ہیں ۔ اور ہم نے ٹرانسپورٹ استعمال کی ہے اور ڈیوٹی دیتے رہے ہیں ۔ جناب والا ! مجھے بھی ٹرانسپورٹ نہیں ملی ۔ کسی اپوزیشن والے کو نہیں ملی ۔ یہ جو کچھ کرتے رہے ہیں ۔ بطور وزیر کرتے رہے ہیں انہوں نے یہ تسلیم بھی کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے خدمت کی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ٹرانسپورٹ بھی استعمال کی ہے ۔

وزیر قانون : 15 دن تک کا استعمال کی جا سکتی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : بالکل نہیں ! آپ ٹرانسپورٹ استعمال بالکل نہیں کر سکتے جب تک آپ وزیر نہ ہوں ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا وزیر نہ ہونے کے باوجود بھی یہ گورنمنٹ کی کوئی چیز استعمال کر سکتے ہیں ۔ اگر کر سکتے ہیں تو کس حیثیت سے کر سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ یہ ان کی پارٹی کے ممبر ہیں اگر چیف منسٹر صاحب کو باہر کوئی شخص ملتا ہے اور وہ اسے کہتے ہیں کہ فلاں

Take this car and go there. جگہ سیلاب آیا ہوا ہے اور آپ نے ابھی جانا ہے
The Chief Minister is entitled to do that.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! چیف منسٹر صاحب نے خود بھی حلف نہیں اٹھایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ That is immaterial. اگر سیلاب کی صورت حال خدا نہ کرتا مزید خراب ہو جاتی He could have further waited. ۔ شیخ عزیز احمد صاحب بھی یہی فرما رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مناسب موقع پر اپنی پہلی فرصت میں حلف اٹھانا ہے ۔ تو اس سلسلے میں نہ سپیکر کو ۔ نہ چیف منسٹر کو ۔ نہ سپریم کورٹ کے ججوں کو ۔ نہ ہائی کورٹ کے ججوں کو کوئی پابندی ہے ۔ اور میں نے جو حلف اٹھایا ہے اتنے عرصے کے بعد ہے ۔ لیکن میں بطور سپیکر اپنے فرائض سرانجام دیتا رہا Constitution میں بڑی clear saving ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اگر آپ حلف نہ اٹھاتے تو آپ صدارت نہیں کر سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اگر میں بیمار ہو جاتا اور دس دن یہاں نہ آتا تو کوئی فرق نہ پڑتا ۔ یا کہیں باہر گیا ہوتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! بیمار ہونے کی علیحدہ بات ہے ۔ آپ جب تک حلف نہیں اٹھالیں گے ہم آپ کو سپیکر نہیں کہیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آئین میں لکھا ہوا ہے ۔ اب یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جس طرح جناب نے فرمایا ہے یہ سب کچھ درست ہے ۔ اگر کوئی ہوالنٹ اس میں ان کا باقی رہ گیا ہے ۔ کچھ involve ہوتا ہے تو وہ صرف تنخواہوں کا ہے اور یہ انتہائی ایوان کی توہین ہے ۔ اور یہ پرانا معاملہ نہیں ہے ۔ وہ تنخواہ جو وزیر قانون نے یکم ستمبر کو وصول کی ہے وہ نہیں بتا سکتے کہ اگست کی کتنی تنخواہ لی ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ تصدیق کر کے بتا دیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ بتائیں کہ کس کو پتا نہیں ہے کہ اس نے اگست کو کیا تنخواہ لی یا کیا کیا مراعات لی ہیں یا کیا لیا ہے ۔ جناب والا ! اس سے بڑھ کر اس ایوان کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے ۔ انہیں بتا دینا چاہیے ۔ اگر تنخواہ لی ہے تو کہیں کہ لی ہے ۔ اگر نہیں لی تو وہ کہیں کہ تنخواہ نہیں لی ۔ اس میں بھی ہے کہ on the floor of the House کوئی بھی function انہوں نے بحیثیت وزیر کے کیا ہے چاہے وہ تنخواہ کا لینا ہے ۔ چاہے وہ ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے کا لینا ہے ۔ چاہے کسی چیز کا استعمال کرنا ہے ۔ چاہے کسی حکم کا جاری کرنا ہے ۔

Mr. Speaker : I have deferred it. It will come up before the House again.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : It is a matter of routine. It can be given a retrospective effect.

Mr. Speaker : It is for the Government and not for you and me.

پنجاب آرڈیننس نمبر VII بابت 1973 کا دس سال کے لئے نافذ ہونے سے آئین کی خلاف ورزی

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20 جولائی 1973ء کو پنجاب گزٹ نوٹیفیکیشن کے ذریعہ پنجاب آرڈیننس نمبر VII آف 1973ء کو دس سال کے لئے نافذ کیا گیا ہے جبکہ آئین کی رو سے آرڈیننس عبوری آئین کے تحت اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے کے چھ ہفتہ تک اور مستقل آئین کے تحت تاریخ اجراء سے تین ماہ تک کے لئے نافذ کیا جا سکتا ہے اور اس سے زائد مدت کے لئے قانون بنانے یا نافذ کرنے کا اختیار صرف اسمبلی کو حاصل ہے ۔ حکومت کے اس عمل سے نہ صرف آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے ۔ بلکہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ حکومت اسمبلی سے منظور کرائے بغیر بھی

قانون کو کسی بھی مدت کے لئے نافذ کر سکتی ہے ۔ جس سے عوام میں سخت اضطراب، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

I have disposed it of twice earlier as a privilege motion and also a point of order, and that order still stands.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ میرا جو پوائنٹ آف آرڈر تھا وہ اس ایوان کی میز پر رکھنے کے متعلق تھا ۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا سوال تھا اس میں بھی جناب نے فیصلہ دے دیا ہے ۔ میں نے اس کو چیلنج نہیں کیا ۔ یہ public importance کی چیز ہے ۔ انہوں نے ایک قانون نافذ کیا ہے جو کہ اس صوبے میں رائج ہوا ہے ۔ انہوں نے اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے That this Ordinance shall remain in force for a period of 10 years.

Mr. Speaker : For a period of 10 years and always subject to the Constitution.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ نہیں لکھا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! سوال یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے قانون نافذ ہونے کے سلسلے میں جو بھی خلاف ورزی کی جائے عوام کا فرض ہے کہ وہ اس کو سمجھیں ۔

مسٹر سپیکر : کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ اسمبلی کے اختیار ہے میں کہ وہ تین ماہ تک جاری کیا جا سکتا ہے ۔ انہوں نے یہ کس اختیار کے تابع گزٹ نوٹیفیکشن جاری کیا ہے ۔

Mr. Speaker : I dont's think there is any violation of the Constitution or it involves any breach of privilege of this House.

———

میوہسپتال لاہور کے عملے کی طرف سے ایک زخمی شخص نوازش بیگ کو ہسپتال کے لان میں بغیر علاج کے ڈال دینا

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز 22 ستمبر 1973ء کی اطلاع کے مطابق میوہسپتال لاہور کے عملے نے ایک زخمی شخص (نوازش بیگ) کو علاج کرنے کی بجائے ہسپتال کے لان میں ڈلوا دیا ہے ۔ زخمی رات گئے تک باغ میں پڑا زخموں کے درد سے تڑپتا رہا اور اس کے عزیز و اقارب ڈاکٹروں اور ہسپتال کی انتظامیہ کے دروازوں پر دستک دیتے رہے لیکن ان کی تمام کوششیں بے سود رہیں ۔ اس سنگدلانہ واقعہ سے عوام میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

Minister for Health is not present in the House. I keep this motion pending. If the Minister wants to make a statement he can do so. It will be taken up on Monday.

لاہور پولیس کی طرف سے قومی تحریک طلباء کے تین راہنماؤں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور 23 ستمبر 73ء کی اطلاع کے مطابق لاہور پولیس نے 22 ستمبر کو قومی تحریک طلباء کے طلباء کے تین راہنماؤں کو صرف اس لئے گرفتار کر لیا کہ انہوں نے 20 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت نے تعلیمی ادارے جلدی نہ کھولے تو طلباء 22 ستمبر کو احتجاجی جلوس نکالیں گے اس کانفرنس کے بعد شام کو قومی تحریک طلباء کے راہنماؤں کے مکانات پر پولیس نے چھاپے مار کر گرفتار کر لیا ۔ اس واقع سے طلباء برادری میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے ۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! اسی موضوع پر میری تحریک التوا نمبر 103 بھی ہے اسے بھی ساتھ ہی لے لیا جائے ۔

Mr. Speaker ; That is a different thing. That is a political matter.

وزیر قانون : جناب والا ! میرے پاس یہ تحریک التوا نہیں ہے اس لئے اسے ملتوی کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : It will come up on Monday.

میاں خورشید انور : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 100 جو کہ طلباء کے متعلق ہے اسے بھی لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : طلباء کے متعلق اور بات ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وہ بھی انتظامیہ کا معاملہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! گرفتاری ہونے سے وہ political matter تو نہیں بنتا ۔ آپ اسے پڑھیں اور اس پر فیصلہ دیں ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! حکومت کا یہ موقف ہے کہ طلباء کو سیاسیات میں براہ راست حصہ نہیں لینا چاہئے ۔ اس لئے ان کی گرفتاری ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب ہے کہ وہ حکومت کی شرائط کے مطابق حصہ نہیں لیتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کیا آپ نے اجازت دی ہے کہ وہ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 100 پڑھ کر آپ بتائیں کہ آپ نے اس کے متعلق کیا فیصلہ دیا ہے ۔

Mr. Speaker : Thirty minutes are over now. Now we go on to the next business.

(قطع کلامیاں)

سید نابش الوری : جناب والا ! میری ایک التوا نہایت اہم ہے وہ بھی کوٹ لکھپت جیل میں کارکنوں کی بھوک ہڑتال کے بارے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو سوموار کو لے لیں گے -

سید تابش الوری : وہ بھوک ہڑتال کے متعلق ہے قیدیوں کو بیرکوں میں زود کوب کیا ہے ان سے سامان بھی لے لیا ہے -

Mr. Speaker : We shall see to it either on Friday or Monday.

سید تابش الوری : قیدیوں نے بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کو یہ معلوم ہے کہ اب اسمبلی سال میں 130 دن ہوا کرے گی اس لئے 365 دنوں میں ایسا کوئی واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ جب کسی مسئلہ پر رولنگ دیتے ہیں تو ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا یہ مسئلہ بھوک ہڑتال کا مسئلہ ہے - یہ بہت ضروری ہے - میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس میں فوری طور پر اپنی پوزیشن کی وضاحت کرے -

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! میری بھی دو تحاریک التوائے کار ہیں جن کو آپ نے ملتوی فرما رکھا ہے -

Mr. Speaker : Yes, they are pending and not disposed of.

وزیر قانون : جناب والا ! قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی میں کچھ ترمیمات ہیں جو ممبران اسمبلی کی خواہشات کے عین مطابق کی گئی ہیں - حکومت خود وہ ترمیمات لانا چاہتی ہے اس سے طریقہ کار اچھی طرح واضح ہو جائے گا اور کام ٹھیک چل سکے گا - لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں حکومت کو مہلت دیں تاکہ وہ ترمیمات پیش کر سکے -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ کی ترمیمات بھی اسی رولز میں ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمانی روایات کے قطعی منافی ہے کیونکہ اگر کوئی ترمیم معقول اور جائز ہے جس کو دونوں پارٹیاں تسلیم کر چکی ہیں - چاہے کسی بھی ممبر کی طرف سے وہ ترمیم آئے انہیں اس کو قبول کر لینا چاہئے وہ آج اس لئے مہلت مانگ رہے ہیں کہ ان ترمیموں کے نوٹس ہم نے دیئے ہیں لیکن وہ خود ان کو پیش کرنا چاہتے ہیں -

Mr. Speaker : These will be deferred to the next session.

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ وقت متعین کر دیں کہ وہ کب تک ترمیمات پیش کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی اسمبلی کا سیشن جاری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ترمیم تو ہم نے دیکھی ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ 25 آدمی تحریک التوا کو منظور کرانے کے لئے درکار ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ وہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہی کرنا چاہتے ہیں ۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ترمیم ہو جائے وہ اگر اس کا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں لے لیں لیکن اسمبلی کا سیشن ختم ہونے سے پہلے ترمیم کرالیں ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت گورنر صاحب نہیں ہیں اسمبلی کے سیشن سے پہلے ہو جائے گا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہوئی ہے اور گورنر صاحب بھی موجود نہیں ہیں ان سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد بہت جلد ترامیم کر دی جائیں گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ جہاں تک قواعد انضباط کار میں ترمیم کا تعلق ہے یہ ادارہ ایک خود مختار ادارہ ہے اسے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر وہ اس کا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں لیں ۔ یہ ان کی مرضی ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ difference of context ہوگا ۔ حاجی صاحب کو پتہ ہوگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہمارا مقصد یہ ہے کہ ترمیم آنی چاہئے خواہ کسی طرف سے آئے ۔ ہمارا مقصد حل ہو جاتا ہے اگر وہ کریڈٹ لینا چاہتے ہیں وہ لے لیں ۔ لیکن یہ نہائت بری روائت ہوگی ۔ جب اس پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا اتفاق رائے ہوگیا ہے تو اس ایوان کو بلاوجہ انتظار میں رکھنا یہ کسی طرح بھی معقول بات نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! دو تھاریک ہیں ایک قواعد میں ترمیم کے متعلق اس پر وعدہ کر لیا ہے کہ اسی سیشن میں ترمیم کر لیں گے اس کو میں defer کراتا ہوں ۔ دوسری رولز میں ایک سپیشل کمیٹی بنانے کے متعلق موشن موجود ہے ۔ رولز کو بنانے کا اصل اختیار صرف اسمبلی کو ہے اور اس کی کمیٹی بن جانی چاہئے ۔ تاکہ کمیٹی اپنا کام شروع کر سکے ۔ اور وہ ایک متعین مدت کے اندر اندر اپنے رولز بنا لے ۔

مسٹر سپیکر : غالباً وہ اپنی سٹیٹمنٹ میں یہ کہنا بھول گئے ہیں اس کو بھی defer کر لیتے ہیں ۔

It will be deferred to the next private 'Membery' day.

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل ٹھیک ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : One minute Sir, After the promulgation of the Constitution we are a sovereign body as far as the subjects given to the provinces are concerned, although unofficially this House or the Cabinet may go and consult the Governor and seek his advice.

مسٹر سپیکر : رولز گورنر کے اختیار میں ہیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : He is only to give assent but not to legislate before the Assembly.

Mr. Speaker : The Constitution did not want to leave a vacuum.

انہوں نے یہ گورنر کو اختیار دیا ہوا ہے جب تک اسمبلی کچھ نہیں کرتی ۔

Governor exercises his authority.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, we want to be corrected that the remarks or the statement by the Law Minister on the Floor of this House that he would refer the matter to Governor is correct ?

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ حاجی صاحب کی تقریر کے جواب میں کہا تھا ۔ حاجی صاحب سے کہا تھا کہ پہلے رول کی ترمیم بھی گورنر صاحب نے کی تھی اب نہیں ہو سکتی اس پر یہ کہا گیا کہ گورنر صاحب آ جائیں تو کر لیں گے ۔

That was an answer with reference to the context.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Probably that amendment was made when the House was not in session.

Mr. Speaker : It is session.

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

پنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973 پر اظہار ناپسندیدگی

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ پنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء پر نا پسندیدگی کی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ پنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء پر ناپسندیدگی کی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں پنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء پر ناپسندیدگی کی قرار داد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس پر مختصر تقریر کریں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں جناب ! ویسے چلے آپ میری قرار داد کو انٹروڈیوس تو فرما دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اسے انٹروڈیوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! یہ آرڈیننس جو

اکوزیشن کے سلسلے میں جاری کیا گیا ہے اور جس کے نفاذ کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ کچھ آبادیوں کو اس ایکٹ میں جو یہ اسمبلی پہلے پاس کر چکی ہے شامل نہیں کیا گیا تھا ۔ ان کو شامل کرنے کے لئے یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے ۔ جہاں تک اس کے مندرجات کا تعلق ہے کہ کچی آبادیوں کو بھی اس ہاؤسنگ اکوزیشن ایکٹ کی شق میں شامل کیا جائے ۔ کہ اگر ان کی ترقی وغیرہ کرنے کے لئے کسی قسم کی اراضی درکار ہو تو وہ بجائے لینڈ اکوزیشن ایکٹ کے اس ایکٹ کے تحت حاصل کی جائے ۔ اصولی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر کچی آبادیاں ہاؤسنگ اکوزیشن کی شق میں آ جائیں اور ان کے لئے اراضیات کو اس قانون کے تابع حاصل کیا جائے تو یہ کوئی ایسا قبیح فعل نہیں ہے ۔ یہ بہتر ہے کہ جب ہم ہاؤسنگ سکیم کے لئے مکانات کے لئے ایک خاص پروسیجر کے تابع اراضیات حاصل کرتے ہیں تو وہ کچی آبادیاں جو غریب لوگوں کی ہیں ۔ جو غریب لوگوں نے بنائی ہوئی ہیں ان کی ترقی کے لئے بھی اگر اس قانون کو استعمال کر لیا جائے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ اصل اعتراض جس کی بنا پر یہ قرار داد ناپسندیدگی پیش کی گئی ہے وہ اس کی theme ۔ اس کے سبجیکٹ اور اس کے مقاصد پر ہے جس کے تحت یہ آرڈیننس نافذ کئے جاتے ہیں ۔

جناب والا ! آئین کی دفعہ 128 کے تابع حکومت کو ایک خاص اختیار دیا گیا ہے اور وہ ایک خصوصی اختیار کا حامل ہے کہ بالعموم ایسی قانون سازی کے اختیارات لیجسلیٹو اتھارٹی یعنی صوبائی اسمبلی کو حاصل ہوں گے البتہ اگر کوئی ہنگامی صورت حال پیدا ہو جائے جس میں کسی قسم کی فوری قانون سازی کرنے کی ضرورت لاحق ہو جائے تو پھر گورنر کو اختیار ہے کہ ایک مقررہ مدت کے لئے وہ کسی قانون کو نافذ کر سکے ۔ لیکن جناب والا ! میں نہیں سمجھتا کہ یہ دفعہ اتنی وسیع اختیارات دیتی ہو ۔ آئین اسمبلی کے اختیارات کو اتنا سلب کرتا ہو ۔ اس کی sovereign authority کو جب جی چاہے جس وقت بھی منشا ہوئی ۔ ضرورت ہو نہ ہو ۔ ہنگامی صورت حال ہو یا نہ ہو ۔ وہ ایک آرڈیننس جاری کر دیں اور اس کے تحت وہ قانون کی بالا دستی جو ہر حالت میں آئین اس ایوان کو دیتا ہے وہ حکومت خود حاصل کر لے ۔ یہ کوئی جمہوری دور ۔ کوئی جمہوری اقدار ۔ کوئی بھی جمہوری ملک ۔ کوئی بھی جمہوری روایات اس امر کی اجازت نہیں دیتیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے سیشن کا انتظار کئے بغیر ۔ اسمبلی کو اس کے صحیح حقوق عطا کئے بغیر جس کے تحت اسے ایسے قانون بنانے کا اختیار

حاصل ہے انہوں نے ایک آرڈیننس کے ذریعے اس قانون کو نافذ کیا ہے تو کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ جس تاریخ سے اس آرڈیننس کا نفاذ ہوا ہے اور اسمبلی کے اجلاس کے بلانے تک ۔ اس اسمبلی کے بیٹھنے تک ۔ اس درمیانی مدت میں انہوں نے کتنی زمین حاصل کر لی ہے ۔ کتنی کچی آبادیوں کو develop کیا ہے ۔ کتنی کچی آبادیوں کے لئے وہ سہولیات مہیا کی ہیں ۔ جن کے لئے انہوں نے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس درمیانی عرصے میں اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے تک ۔ اسمبلی کے بیٹھنے تک اور اس آرڈیننس کے جاری کرنے تک کی مدت کے دوران اس آرڈیننس کے تحت کسی قسم کی بھی کارروائی نہیں کی تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون سے ہنگامی حالات تھے ۔ وہ کون سی ہنگامی ضرورت تھی جس کے تحت یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا اور اسے بل کی شکل میں اس ایوان میں پیش کرنے سے گریز کیا گیا ۔ اگر مجھے اس قانون کے سلسلے میں اعتراض ہے تو صرف یہی ہے کہ برائے خدا جو قانون سازی کے ضوابط آئین میں قواعد میں رکھ دیئے گئے ہیں ۔ جو اتھارٹی آئین کے تحت قانون بنانے کے سلسلے میں sovereign قرار دی گئی ہے ۔ ماسوائے ان حالات کے جب آپ کو اشد ترین ضرورت ہو ۔ یہ آرڈیننس ساز فیکٹری قائم کرنا جمہوریت کے منافی ہے ۔ ہر قانون کے لئے آرڈیننس نافذ کر دینا وہ بھی ایسی پروویژنز کے تابع کہ اسے بل کی شکل میں پیش نہیں کیا جائے گا یہ جمہوریت کشی کے مترادف ہے اور ہمیں اس سے گریز کرنا چاہئے ۔ اگر انہوں نے اس دوران کسی کچی آبادی کو اس قانون کے تحت ڈویلپ کیا ہے جس کے متعلق انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی اور ان اغراض و مقاصد میں اس کے متعلق کچھ نہیں ہے ۔ بعد میں انہوں نے lay down کیا ہے ۔ اس کے بعد بھی انہوں نے ایوان کو اس سے آگاہ نہیں کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس آرڈیننس کو ہم disapprove کریں ۔ اگر اس کو کام میں نہیں لایا گیا ۔ اگر اس کے تحت اختیارات حاصل نہیں کئے گئے ۔ اگر کچی آبادیوں کو ڈویلپ نہیں کیا گیا ۔ اگر ان کو recreation اور دوسری ضروریات مہیا نہیں کی گئیں ۔ جن مقاصد کے لئے یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا وہ اگر پورے نہیں کئے گئے تو پھر ہمیں اس آرڈیننس کے اجرا کو discourage کرنا چاہئے اور یہ قرار داد ناپسندیدگی منظور کرنی چاہئے تاکہ آئندہ کے لئے بلا ضرورت آرڈیننس نافذ نہ ہوں اور جس اتھارٹی کو ۔ جس پارٹی کو ۔ جس ایوان کو ۔ جس اسمبلی کو آئین نے قانون بنانے کا حق دیا ہے

صرف اور صرف وہی قانون بنائے اور حکومت بجائے آرڈیننس lay down کرنے کے اس کو بل کی شکل میں جمہوری روایات اور جمہوری اقدار کے تابع پیش کرے۔ اس صورت میں میں ایوان سے یہ گذارش کروں گا کہ ہر ایوان ۔ ہر باڈی ۔ ہر ادارہ اپنی sovereignty منوایا کرتا ہے ۔ یہ مانی نہیں جاتی ۔ اگر یہ ایوان چاہتا ہے کہ اس قسم کے آرڈیننسز کے ذریعے قانون سازی ہوتی رہے اور وہ پروسیجر جو آئین کے تحت اسے دیا گیا ہے اسے بالائے طاق رکھتے ہوئے محض اپنی آسانی کے لئے ان اختیارات کا جو ہنگامی صورت حال میں آئین حکومت کو دیتا ہے ۔ ان کا ناجائز اور غلط استعمال کرتے ہوئے اس ادارے کی sovereignty کو سلب کریں تو پھر یہ ان کی مرضی ہے ۔ اگر وہ اپنی sovereignty قائم کرنی چاہتے ہیں ۔ اگر وہ آئین کی بالا دستی چاہتے ہیں ۔ اگر وہ جمہوریت کو قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر وہ جمہوری اقدار کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو پھر انہیں یہ قرار داد ناپسندیدگی منظور کرنی چاہئے تاکہ آئندہ کے لئے یہ آرڈیننس فیکٹری ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔

شیخ عزیز احمد : جہاں تک حاجی سیف اللہ صاحب کی تحریک کا تعلق ہے میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کی توجہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے آرٹیکل (3) 128 کی طرف دلاتا ہوں جس میں گورنر کو آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار دیتے ہوئے اس میں صاف طور پر یہ لکھا ہوا ہے ۔ کہ

> Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly.

اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ آرڈیننس بحیثیت آرڈیننس جاری نہیں رہے گا اور آرڈیننس کو پاس کرا سکیں گے۔ نہ صرف اس کی منظوری لیں گے بلکہ جس وقت وہ ہاؤس کی ٹیبل پر رکھ دیا جائے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ

It is in the shape of a Bill and not an Ordinance.

اس کی ضرورت تھی یا نہ تھی ۔ اس کے متعلق کلاز 8 میں بتایا گیا ہے کہ جب اسمبلی موجود نہ ہو اور ایسے حالات پیدا ہو چکے ہوں کہ کسی قانون کو نافذ کرنا نہایت ضروری ہو تو اس وقت وہ بطور آرڈیننس نافذ کر دیا جائے اور اگلی

اسمبلی کے شروع ہوتے ہی اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے تا کہ وہ بل کی حیثیت اختیار کر لے نہ کہ آرڈیننس کی ۔ اور اگر 90 دن کے اندر اندر ، اسمبلی کے اجلاس سے نہیں بلکہ آرڈیننس کے نفاذ کے بعد 90 دن تک ، اگر اسمبلی اس کو بل کی شکل میں پاس نہ کرے تو وہ lapse ہو جاتا ہے ۔ تو اس میں اور بل میں کوئی فرق نہیں ۔ میں اس کے circumstances میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ کیا تھے ۔ آرڈیننس کی provision کیا ہے ؟ صرف یہی ہے کہ ہاؤسنگ سکیم کی تعریف میں چونکہ "کچی آبادیوں" کے الفاظ نہ تھے ، اس لئے کچی آبادی کے الفاظ کو انٹروڈیوس کرنے کے لئے اور اس کے ساتھ ہی Statement of Objects and Reasons میں یہ دیا ہوا ہے ۔ کیا وجوہات تھیں کہ اس تعریف کو بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی ، تو اس لیے اگر کوئی آرڈیننس جاری ہو جاتا ہے تو وہ اسمبلی کے شروع ہوتے ہی میز پر رکھا جانا ضروری ہے ۔ اس کے ساتھ ہی وہ بل کی حیثیت میں ہوگا نہ کہ آرڈیننس کی شکل میں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ان کی تحریک کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد : میں اس قرار داد کی مخالفت میں بولنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! حاجی سیف اللہ صاحب کی طرف سے اس قانون کی مخالفت میں جو قرار داد پیش کی گئی ہے کہ اسے ناپسندیدہ قرار دیا جائے ، یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ بنیادی قانون جو بنایا گیا تھا وہ عوام کی رائے اور خواہش کے مطابق تھا ۔ انتخابات کے نتائج جو 1970ء میں آپ کے سامنے آئے وہ اس بات کا پکا ثبوت اور اس بات کے شاہد ہیں کہ اس ملک کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اقتصادی نظام میں تبدیلی کی جائے ۔ چنانچہ بنیادی قانون جو بنایا گیا تھا ، وہ غریبوں کو مکانات کے لیے زمین مہیا کرنے کے لیے تھا ۔ جناب حاجی سیف اللہ صاحب نے جس وقت وہ قانون پاس ہوا تھا اس وقت بھی بہت کوشش کی تھی کہ اس قانون کو پاس نہ کیا جائے ۔ اصل وجہ یہ ہے کہ کچھ قوتیں آج بھی اس ملک میں اس ڈگر پر چل رہی ہیں ، اسی لیول پر کام کر رہی ہیں کہ کوشش کی جائے کہ غریب عوام بنیادی حقوق نہ حاصل کر سکیں ۔ لیکن زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے ۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب یہ بات پیچھے نہیں جا سکتی ۔ ان کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں

ان کی زندگی باقی نہیں رہے گی ۔ تمام پرانی قوتوں کو ڈوبنا پڑے گا جو استحصال کرتی رہی ہیں ۔ اس میں جو کچی آبادیوں کو شامل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ کچی آبادیوں میں کون لوگ رہتے تھے ؟ کچی آبادیوں میں وہ لوگ رہتے تھے جن کی اکثریت نے اس ملک کے لیے بے بہا قربانیاں دے کر ، اپنے بچوں کو ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں کٹوا کر ، اپنی عصمتیں برباد کرا کے اس ملک کو قائم کیا تھا ۔ جب وہ پاکستان میں آئے تو ان لوگوں کو مکانات نہ ملے ، انہیں صحیح طور پر آباد نہ کیا گیا ۔ ان بیچاروں نے جہاں چاہا ، وہاں اپنے مکانات بنا کر کچی آبادیاں تعمیر کر لیں ۔ جناب والا ! یہ وہ مظلوم ترین طبقہ کچی آبادیوں میں رہتا ہے جن کو پاکستان بنانے کا یہ صلہ ملا کہ انہیں آج تک صحیح طور پر آباد نہیں کیا جا سکا ۔ یہ پہلا موقع ملا ہے کہ اس حکومت نے کوشش کی ہے کہ عوام کی خواہشات کو پورا کیا جائے جس کا اظہار انہوں نے پچھلے انتخابات میں کیا ہے ۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ انقلابی قانون پیش کرکے ، ہاؤسنگ بل جو آپ کے سامنے آیا تھا ایکوزیشن کا کہ آسان شرائط پر جلدی کے ساتھ قانونی پیچدگیوں سے بچتے ہوئے عوام کو مکانات کے لیے فوری طور پر زمین مہیا کی جائے ۔ اس لیے اس قانون میں یہ بل آ رہا ہے کہ کچی آبادیوں کو اس میں شامل کیا جائے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کو کیا اہمیت حاصل ہے ۔ اگر ہم نے ان کچی آبادی والوں کو بھلا دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا ۔

جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے ، یہ قرارداد اس سامراجی ذہنیت پر مبنی ہے کہ کوشش کی جائے کہ ان غریبوں کا استحصال بدستور جاری رہے ۔ انہیں موقع نہ دیا جائے اور 1970ء کے انتخابات کے نتائج کو ناکام بنا دیا جائے ۔ یہ اس ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے جو ایک عرصے سے ایک استحصالی طبقہ پچیس سال تک غریبوں کے ساتھ کرتا آیا ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ حیران ہوں گے کہ ایک ایسے رکن کی طرف سے جو ہماری اسمبلی کے فاضل ترین رکن ہیں اور جو ہمارے نزدیک ترقی پسند تھے ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے پہلے بھی بتا دیا تھا کہ مجھے اس کے contents سے اختلاف نہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ شامل ہو جائیں ۔ یہ بحث کو وسیع کر رہے ہیں ۔ میں نے تو سیدھا سادا سوال کیا تھا کہ جو اختیارات آرڈیننس کے تحت حاصل ہیں ، صرف وزیر قانون اتنا بتا دیں کہ اس درمیانی عرصے میں جس کے لیے آرڈیننس کے ذریعے لیجسلیشن کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ، کارروائی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ صرف ان کے اعتراض کا جواب دیں ۔

سردار صغیر احمد : میں اس کا جواب دے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے اس کے contents سے اتفاق کیا ہے ، اس کی لیجسلیشن سے اتفاق کیا ہے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوال کو آسانی کے ساتھ سوالوں کے ذریعے بھی پوچھا جا سکتا تھا لیکن یہ جو قرارداد ہے یہ ایک ذہنیت کی غمازی کرتی ہے جسے میں ایوان کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کی ذہنیت کی عکاسی کریں ۔ جب وہ سوال اسمبلی میں ہی نہ ہو ، کس نے اس کے contents سے اختلاف ہی نہ کیا ہو تو یہ کیسے accure کر رہے ہیں ، کیسے یہ presumption پہ تقریر کر رہے ہیں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو چیز میں نے ایوان میں واضح کر دی ہے کہ مجھے اس کے contents سے اتفاق ہے ۔ میں سپورٹ کرتا ہوں اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے ۔ صرف مجھے اختلاف ہے جس طریق کار سے اس کی لیجسلیشن کی گئی ۔ اس دائرے کے اندر رہیں ۔ یہ تعریف کریں کہ آرڈیننسز کے ذریعے لیجسلیشن ہونی چاہیے اسمبلیوں کے ذریعے نہیں ہونی چاہیے ۔ یہ تو کر سکتے ہیں ۔ انہیں یہ حق ہے ۔ یہ نہیں کر سکتے کہ اس قسم کا کیچڑ اچھالیں جو چیز میں نے کہی ہی نہیں بلکہ اتفاق کیا ہے ۔

سردار صغیر احمد : مجھے حاجی صاحب کے جواب سے گونا اطمینان ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے دیکھا کہ ہمیشہ سچ کی فتح ہوتی ہے ۔

انہوں نے بھی اس کے contents سے اتفاق کیا ہے اور میری بات کی تائید کر دی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گویا آپ نے اس پہ کافی بحث کر لی ہے۔

سردار صغیر احمد : میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سوال کو انہیں اسمبلی میں پوچھنے کی ضرورت کیا ہے ؟ جب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کچی آبادی والوں کو یہ حقوق ملنے چاہییں ، انہیں شامل ہونا چاہیے ، انہیں تسلیم ہیں تو یہ بات پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کہ کیا اس کے تحت کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر کارروائی کی گئی ہے تو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے جواز کے مطابق وہ درست کارروائی ہے۔ چونکہ آپ نے contents کو تسلیم کر لیا ہے اس لیے یہ قرارداد ایک فضول قرارداد بن جاتی ہے اور اس کو پیش کرکے ایوان کا وقت ضائع کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہونا چاہیے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب یہ قرارداد ایوان میں بغرض منظوری پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

> کہ ہنگامی قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مجریہ 1973ء پر ناپسندیدگی کی قرارداد منظور کی جائے۔

30 اور 10 کا فرق ہے۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور نہیں کی گئی)

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : اس کا مطلب ہے کہ کورم نہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کیا کسی کو کورم پر اعتراض ہے ؟

آوازیں : نہیں ۔ نہیں۔

ہنگامی قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مجریہ 1973 پر ناپسندیدگی

حامی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ہنگامی قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مجریہ 1973ء پر ناپسندیدگی کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I seek your ruling on a point of order, before moving this resolution. If the sum total of Members is less than the quorum admissible for Assembly, is that resolution which is passed by the Assembly valid ?

مسٹر ڈپٹی سپیکر : قرار داد کو ایوان نے منظور ہی نہیں کیا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I repeat. If a resolution is brought before the House and it is put to vote—whether it is accepted or not—and the sum total of voting members is less than the quorum admissible for the Assembly, does a resolution which is passed by them stand valid ? Does that resolution have any effect ?

مسٹر ڈپٹی سپیکر : قرار داد ایوان نے منظور کی ہی نہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : تو پھر کس نے کی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ قرارداد نا منظور ہوئی ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : سوال یہ نہیں ہے کہ وہ منظور ہوئی ہے یا نا منظور ہوئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر منظور ہوتی تو میں دیکھتا کہ اس کا کیا effect ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ اس وقت کہا جا سکتا تھا جس وقت گنتی ہو رہی تھی ۔ اب تو گنتی ہو گئی ہے قرارداد پاس نہیں ہو سکی اب اس کے بعد

کوئی پوائنٹ اٹھانا میں نہیں سمجھتا کہ اس سے ایوان کا وقت بچے گا ۔ بلکہ اس سے ایوان کا وقت ضائع ہوگا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am thankful for the opinion of the Law Minister. When the counting is going on, we cannot raise a point of order. But it was only after the voting that I raised my objection that there was no quorum.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کورم کے لئے اعتراض کرنا ضروری تھا ۔ اعتراض نہیں ہوا اب اس کا effect کیا ہوگا ۔ اس کے لئے رولنگ بعد میں دی جائے گی I keep it pending.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Al-right Sir. Whatever the verdict of the Assembly, will stand in abeyance till your ruling has come to the House.

وزیر قانون : جناب والا ! اگر قرارداد پاس ہو جاتی تو پھر اس کا effect ہو سکتا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں کہ اگر آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر گنتی کے وقت اٹھاتے تو پھر اس کا effect جو ہے میں قبول کرتا ۔ آپ نے اس موقعے پر اعتراض نہیں کیا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے کیا تھا ۔

Mr. Deputy Speaker : It is an independent question and has got no relationship with the proceedings which we have already adopted. Now I will give the verdict later on as I feel that there is some point in your point of order.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I respeat. I have not asked an independent question.

Mr. Deputy Speaker : It is an independent question.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I cannot take cognisance of an action which has not taken place. I can only take cognisance of an action which has taken plase. Immmediately after the

action was taken I raised a point or order. Therefore, it could be a fait accompli.

Mr. Deputy Speaker : Mr. Taj Mohammad Khanzada the point of order raised by you stands out of order.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I think the Hon'ble Speaker will give it in writing so that it stands part of the proceedings.

Mr. Deputy Speaker : It is already there. I will refer you to rule 182 which reads—

> (1) If at any time during a sitting of the Assembly the attention of the Speaker is drawn to the fact. . . .

It is very much clear. If the attention is not drawn then the proceedings are proper.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں استدعا کرنی چاہتا ہوں کہ بات بالکل سیدھی سی ہے کہ اس وقت آپ کے نوٹس میں لایا گیا کہ کورم نہیں ہے ، اور آپ نے کہا تھا کہ آپ چیاج کر رہے ہیں تو میں نے کہا تھا کہ میں چیلنج نہیں کر رہا لیکن بہر حال کورم نہیں ہے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اعتراض کیا تھا کہ کورم پورا نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ نے فوراً اسے withdraw کر لیا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے withdraw نہیں کیا تھا یہ چیز ریکارڈ پر ہے آپ میری بات تو سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں اس کے علاوہ یہ ہے کہ جب آپ نے قرارداد کے حق میں اور قرارداد کی مخالفت میں کتنے ووٹ آئے یہ بتایا تو پھر اس کے بعد تو کوئی شبہ ہی نہیں رہتا کہ اس وقت کورم تھا یا نہیں تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جب کسی فاضل رکن نے اعتراض کیا تھا تو انہوں نے فوراً withdraw کر لیا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے withdraw نہیں کیا تھا ۔ پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں نے کہا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ نے بیٹھ کر اعتراض کیا تھا ۔

بیگم آباد احمد خان : آپوزیشن کو اس وقت کھڑے نہیں ہونا چاہئے تھا ۔ کہنا چاہئے تھا کہ کورم نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : دیکھئے جناب بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں کہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے تھا ۔

Mr. Deputy Speaker : No discussion on this point.

Sardar Saghir Ahmad : The House is not in quorum. This is my point of order.

بیگم آباد احمد خان : میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے تھا بلکہ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اپوزیشن کو گنتی کے لئے نہیں کھڑا ہونا چاہئے تھا ۔ اب اگر وہ کھڑے ہوگئے اور گنتی ہوگئی تو اس کا مطلب ہے انہوں نے مان لیا کہ کورم پورا ہے انہیں اب اعتراض نہیں کرنا چاہئے پہلے سوچنا چاہئے تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ ۔ گھنٹی بجائے جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! دانستہ طور پر گورنمنٹ پارٹی نے کورم کو توڑا ہے ۔ میں اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ لا منسٹر صاحب کا یہ کہنا کہ لیجسلیشن کے دن آ رہے ہیں تو وہ اسی قسم کی توقع ہم سے کریں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ بالکل بے بنیاد بات ہے ۔ مجھے علامہ صاحب سے قطعاً یہ توقع نہ تھی کہ وہ بغیر پڑتال کئے ہوئے یہ بیان اسمبلی میں دیں ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میں گواہ ہوں کہ جناب وزیر قانون کا سانس پھولا ہوا تھا ۔ انہوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر کہا کہ چلو کورم پورا کرو ۔

(interruptions)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Can't you speak civilised language ? Why are you saying "*Nawabzada Sahib, Sahibzada Sahib*"

Can't you know my name ? Please speak properly and don't address me directly.

Minister For Law : Don't address me, address the Chair.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : What do you mean by speaking this language ? It is an insult.

Minister For Law : It is a parliamentary language.

Mr. Deputy Speaker : I have taken notice of it and at the same time I have observed it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I have been in this House for 15 years, and I have never seen such a man dealing in such an undignified and discourteous way as this man is doing today.

Mr. Deputy Speaker : Khanzada Sahib, you should address the Chair only.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am addressing the Chair Sir. I have never seen such a Law Minister behaving in a discourteous way as he is doing.

Mr. Deputy Speaker : The House is adjourned. We shall reassemble at 11.55 a.m.

(The House then adjourned for tea break)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر : جن ارکان نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا وہ حلف اٹھا لیں ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

مخدوم حمیدالدین ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! چونکہ وقت بہت کم ہے اور دوسرا بزنس ابھی باقی ہے تو میں استدعا کروں گا کہ بقیہ ریزولیوشن آپ اگلے غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر ملتوی کر دیں تاکہ ایجنڈا کا دوسرا حصہ شروع ہو جائے۔

وزیر قانون : جناب والا ! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

مسٹر سپیکر : اب ہم مسودات قانون کو لیتے ہیں۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ہے

it is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within 90 days.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اسے 180 دن کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اس میں آپ کو ساری strategy تبدیل کرنی پڑے گی کیونکہ ممبران کے لئے یہ مشکل ہو جایا کرے گا کہ 180 دن یا 200 دن سیشن کے لئے یہاں ٹھہریں ۔ دو چار دن رمضان میں کام کیا تو تیس عدد رمضان میں نہیں آ سکیں گے پھر دو عیدیں ہیں ۔ شب برات ہے محرم ہے اور دوسرے ہیں ۔ یہ ہمارے بڑے قومی دن ہوتے ہیں ۔ تو پریکٹس اب یہی ہو جانے کی سمجھتا ہوں کہ جن دنوں میں سیشن ہو ان دنوں میں سٹینڈنگ کمیٹی کو کرنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! 120 دن کر دیں ۔

Mr. Speaker : The report to come within 120 days.

حاجی محمد سیف اللہ خان : مہربانی ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within 120 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء
(مسودہ قانون نمبر 88 بابت 1973ء)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within 150 days.

اگر ایوان اتفاق کرے تو ہاؤس کو ملتوی کر دیا جائے۔

آوازیں : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned till Friday, the 28th of September, 1973 to meet at 8.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 28 ستمبر 1973ء بروز جمعہ 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بالچوان اجلاس

جمعۃالمبارک - 28 ستمبر 1973ء

(جمعۃالمبارک 30 شعبان 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر ڈپٹی سپیکر مسٹر شمیم احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

پ ۲ : سورہ ۲ : رکوع ۹ : آیات ۲۰۷ تا ۲۱۰

لوگوں میں بعضا ایسا شخص بھی ہے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بھی بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

اے ایمان والو۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی (بالکل) پیروی نہ کرنا۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

پھر اگر روشن احکام پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

کیا لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر اللہ بادل کے سائبانوں میں خود آ نازل ہو اور فرشتے بھی اتر آئیں اور (پھر) کام تمام کر دیا جائے۔ اور تمام کاموں کا مرجع اللہ ہی کی طرف ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

اراکین اسمبلی کا حلف

(1) چودھری طالب حسین -

(2) رائے فتح محمد -

(3) میاں غلام عباس -

اراکین اسمبلی کی رخصت

رائے فتح محمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رائے فتح محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ خرابی صحت 24 ستمبر 1973ء تا 26 ستمبر 1973ء اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا - اس لئے مجھے تین یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید فدا حسین

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید فدا حسین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 24 تا 26 ستمبر 1973ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا -

استدعا ہے کہ رخصت تین یوم عنایت فرمائی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ جمیل اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :-

I may kindly be granted leave from 18-6-73, to 26-6-73 on account of illness of my mother.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ جمیل اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to illness I could not attend the Assembly Session held for 3rd July, 1973 to 17th July, 1973 leave for the said period may very kindly granted to me.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

رانا - کے - اے - محمود

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا - کے - اے - محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the meeting of the Law and Parliamentary Affairs Committee held on 15th September, 1973 due to other engagements. I may therefore kindly be granted leave for that day.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Regret inability to attend Assembly Session grant leave till Monday twenty fourth inclusive.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 22nd September, 1973, on account of my marriage cermony. Please request the House to grant me leave for the same date.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 24th to 26th September, 1973 due to sudden and untimely death of my younger brother and sister in an accident. Please request the House to grant me leave for the same dates.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصولی ہوئی ہے :-

I cannot attend the session today the 27th September, 1973, due to illness. Please request the House to grant me leave from 27th to 29th September, 1973, and obliged.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I shall be grateful if leave could be granted to me from the 29th September till the 5th October, 1973.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید احمد نواز شاہ گردیزی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید احمد نواز شاہ گردیزی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session held on 21st September,

1973 due to prolonged illness.

It is, therefore requested that leave from 21st September, 1973 to 3rd October, 1973 may kindly be granted and my C. A. bill may also please be released.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

House requested leave upto 30th instt lying ill.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرؤف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ کمترین مورخہ 20 ستمبر 1973ء کو Standing Committee of Communication and Works کی میٹنگ

بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا۔ برائے کرم
رخصت عنایت فرمائی جاوئے :

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرؤف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ 22 to 25 ستمبر 1973ء
تک بوجہ ضروری کام اسمبلی کے اجلاس میں
شرکت نہیں کر سکا۔ برائے کرم ان دنوں کی
رخصت عنایت فرمائی جاوئے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

With due respect it is requested that I could not attend the Assembly Session held on 26th September, due to illness. Kindiy grant me the leave for 26th September, 1973.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسداللہ - جناب والا - میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنی چاہتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ میرے پاس بھیج دیں یہ کل تک آ جائے گی -

حافظ علی اسد اللہ - ایک بہت ضروری ہے کل آ جائے گی -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ ایک دن پہلے بھیج دیتے -

حافظ علی اسداللہ - اس طرح کی میں نے پہلے بھی ایک تحریک استحقاق دی تھی وہ ایوان نے منظور کر لی تھی - اس طرح یہ بھی منظور کر لینی چاہیے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس وقت رولز کچھ اور تھے اور اب رولز کچھ اور ہیں -

حافظ علی اسد اللہ - کل کے لئے رکھ لیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تینوں مجھے بھجوا دیں -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - میں نے ایک گھنٹہ پہلے تحریک استحقاق دی تھی -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک استحقاق میں نے کل پر رکھ لی ہیں - کیوں کہ جناب سپیکر صاحب آج ایک نیک کام کے لئے گئے ہوئے ہیں ان کے آنے پر ہو جائیں گے -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - آپ اس وقت سپیکر کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ٹھیک ہے کہ میں اس وقت سپیکر کے فرائض سر انجام دے رہا ہوں لیکن مخصوص قسم کی صورت حال کے لئے ہوں -

میاں منظور احمد موہل ۔ ہماری کچھ تحاویک پنڈنگ ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ ان تحریک کو پیش کر دیں فیصلہ defer کر دیں ۔

تحاریک التوائے کار

تحریک استقلال ملتان کے رابطہ کمیٹی کے چیئرمین مسٹر غفور سہیل کی گرفتاری اور اس کی بیوی اور بہن کے ساتھ پولیس کا تشدد ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحاریک التوا نمبر 24 اور 68 ہے دونوں ایک ہی نوعیت کی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور 2 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق مسٹر غفور سہیل چیئرمین رابطہ کمیٹی تحریک استقلال ملتان کو غنڈہ ایکٹ کے تحت جیل میں ڈالا گیا ۔ ان کی والدہ ، بیوی اور ہمشیرہ پر انسانیت سوز مظالم کئے گئے ۔ پولیس نے غفور سہیل کی 60 سالہ والدہ کو بالوں سے گھسیٹا ۔ علاوہ ازیں ان کی بیوی اور جوان ہمشیرہ کو بھی تھانہ میں لے جا کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا ۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے لوگوں میں سراسیمگی اور دہشت پھیل گئی ہے اور پولیس کے خلاف سخت اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں اس کو پھر لے لیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرا بھی ایک تحریک التوا ہے ۔ آپ اس کو پڑھ دیں ۔

مسئلہ استحقاق

جمعیۃ العلمائے اسلام ملتان کے صدر مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ کو پولیس کی حراست میں رکھنا -

میاں خورشید انور - میاں خورشید انور حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور متعین مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے - مسئلہ یہ ہے کہ 24 ستمبر 1973ء کی میری ایک تحریک التوا جو ملتان میں متحدہ جمہوری محاذ کی تحریک التوا کے دوران مولانا عبدالقادر قاسمی کے بیوی بچوں کو پولیس کے حراست میں رکھنے کے بارے میں تھی جس کا جواب قائد ایوان معراج خالد نے دیتے ہوئے کہا کہ ملتان میں اب تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور نہ ہی مولانا کے بیوی بچوں کو گرفتار کیا - قائد ایوان کا یہ بیان غلط اطلاع پر مبنی ہے - مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ نے ایک حلفی بیان اخبارات کو جاری کیا کہ 31 اگست کو پولیس انہیں زبردستی تھانہ بندر کوتوالی لے گئی جہاں ہمیں رات گیارہ بجے سے صبح چار بجے تک حراست میں رکھا اور پھر ساڑھے دس بجے سے شام چار بجے تک چھاؤنی میں منتقل کر دیا گیا جہاں شام کے چار بجے تک حراست میں رکھنے کے بعد اس شرط پر چھوڑا گیا کہ مولانا کو 24 گھنٹے میں پیش کیا جائے - محترمہ نے کہا کہ میرے شوہر کو غلیظ گالیاں دی گئیں جو ایک دینی مدرسہ قاسم العلوم کے بزرگ استاد ہیں اور پولیس نے اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے مجھے یہ اجازت نہیں دی کہ میں اپنے گھر کو تالہ لگا سکوں اور میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر پولیس کے ساتھ چلی گئی - دو لیڈی کانسٹیبلوں نے میرے گھر کے خرچ کے آٹھ روپے بھی چھین لئے - مولانا کی بیگم کے اس حلفیہ بیان کی اہل محلہ اور اس واقعہ کے وقت موجودہ لوگوں نے بھی تائید کی ہے - وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد کی غلط بیانی سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - جب وزیر اعلیٰ صاحب آ جائیں گے تو اس پر بحث ہو جائے گی -

سید نابش الوری - جناب سپیکر - میری بھی تحریک استحقاق تھیں ان میں سے نمبر 12 کے متعلق جناب سپیکر نے کہا تھا کہ میں آج اس کو غور کے لئے پیش کرونگا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سپیکر صاحب اس پر غور فرما رہے ہیں -

سید نابش الوری - جناب والا - آج آپ سپیکر ہیں اور یہ نہائت اہم مسئلہ ہے - آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے - اسے آج پیش ہونا چاہیے-

وزیر خزانہ - جناب والا - اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں -

---

صوبہ پنجاب میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد سے متعلق رپورٹ بابت سال 72-1971 کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا -

سید نابش الوری - جناب والا - میں ایک حالیہ خاص مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے - مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے سابقہ عبوری آئین اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لئے مستقل آئین کے آرٹیکل 29 کے تحت لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کا گورنر اپنے صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل در آمد کے بارے میں ہر سال کی بابت ایک رپورٹ تیار کرائے گا اور اس پر بحث کے لئے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا - اس دستوری تقاضے کے مطابق گزشتہ اور موجودہ قواعد الضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت ایک الگ قاعدہ نمبر105 موجود ہے - دستور کی ہدایت کے مطابق گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی پر عمل درآمد سے متعلق رپورٹ پیش کی جا چکی ہے لیکن صوبہ

پنجاب میں سال 1971-72 کی بابت متذکرہ رپورٹ ابھی تک پیش نہیں کی گئی حالانکہ اس سے پہلے میری ہی دو تحاریک استحقاق کے بارے میں وزیر اعلیٰ نے واضح طور پر یقین دہانی کرائی تھی کہ یہ رپورٹ بہت جلد اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کر دی جائے گی لیکن دونوں مرتبہ کی واضح یقین دہانیوں کے باوجود حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل در آمد سے متعلق یہ اہم ترین رپورٹ ابھی تک اس ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ جس سے اس ایوان کا اجتماعی استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے اور وہ دستوری تقاضے کے مطابق اس پر بحث کرنے کے حق سے محروم ہیں۔

جناب والا ۔ میری دو تحاریک استحقاق نمبر 12 اور 15 آئین کے متعلق ہیں ۔ لیکن مضمون اور مفہوم کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ایک دن میں ایک ہی تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ الگ الگ ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ایک ہی مضمون کی ہیں ۔ لیکن ایک دن میں ایک ہی تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ عبوری آئین کے تحت رپورٹ تیار کر لی گئی ہے ۔ لیکن پیش نہیں کی جا سکی ۔ موجودہ آئین کے تحت رپورٹ تیار کی جا رہی ہے کچھ دن اور کی اجازت دی جائے ۔ ہو سکتا ہے یہ رپورٹ ایوان کے اگلے اجلاس میں بلکہ ہم کوشش کریں گے کہ اسی اجلاس کے آخر میں پیش کر دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب اس یقین دہانی کے بعد کیا پوزیشن ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان یقین دہانیوں کے پیش نظر میں اس سے پہلے دو دفعہ اپنی تحاریک واپس لے چکا ہوں ۔ یہ تیسری یقین دہانی ہے انہوں نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ اس سیشن میں ہی رپورٹ پیش کر دیں

گے۔ ایسی صورت میں میری تحریک کو تعرض التوا میں رکھا جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب ۔ وقت نوٹ فرمائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ 35—9 ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ میری تین تحاریک التوا کار ہیں نمبر 62 ، 64 اور 101 اب ان کو لے لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ سوموار کو لیں گے چونکہ یہ سیاسی معاملات کے متعلق ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ نہیں جناب والا ۔ یہ تو خالصتاً ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہیں اس لئے سیاسی معاملات کا مسئلہ نہیں بنتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے

میاں خورشید انور ۔ سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ آج ہوں گی۔ تو اس بات کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ یہ سیاسی نوعیت کی نہیں ہیں ۔ ان کو آج پیش ہونا ہے ۔

لاہور پولیس کی طرف سے قومی تحریک طلباء کے تین راہنماؤں کی گرفتاری

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور مورخہ 23 ستمبر کی اطلاع کے مطابق لاہور پولیس نے قومی

تحریک طلباء کے تین راہنماؤں کو صرف اس لئے گرفتار کر لیا کہ انہوں نے 20 ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت نے تعلیمی اداروں جلدی نہ کھولے تو طلباء 22 ستمبر کو اجتماعی جلوس نکالیں گے۔ اس کانفرنس کے بعد شام کو قومی تحریک طلباء کے راہنماؤں کے مکانات پر پولیس نے چھاپے مار کر گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے طلبہ برادری میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

کیا وزیر خزانہ اس پر کچھ کہیں گے؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میری تحریک التوا بھی ہے ۔ اسے بھی ساتھ ہی لے لیں تاکہ دونوں کا فیصلہ اکٹھا ہو جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ بھی اس کے متعلق ہے؟

سید تابش الوری ۔ جناب اس کا نمبر 103 ہے اور وہ بھی اسی واقعہ سے متعلق ہے۔

لاہور پولیس کی طرف سے قومی تحریک طلبہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر ظہور احمد اور مجلس عاملہ کے دیگر اراکین کی گرفتاری

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 22 ستمبر کے مطابق پولیس نے لاہور میں قومی تحریک طلبہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر ظہیر احمد اور مجلس عاملہ کے دو ارکان شہزاد اور شاہد کو گرفتار کر لیا ہے ۔ پولیس نے قومی تحریک طلبہ کے دفتر پر چھاپہ مار کر تمام ریکارڈ اور فرنیچر بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور پولیس اب اس ریکارڈ کی مدد سے قومی تحریک طلباء کے گھروں پر چھاپے مار کر انہیں گرفتار کرنے کی کوشش میں مصروف ہے جس سے طلباء کے حلقوں میں اشتعال اور ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور وہ محسوس کر رہے ہیں کہ حکومت نے طلباء

میں ہراس پھیلانے کے لئے گرفتاریوں کی نئی مہم شروع کی ہے ۔ تاکہ طلباء ملک کے سلگتے ہوئے مسائل کے سلسلہ میں رائے عامہ کو بیدار کرنے کیلئے اپنا موثر اور منظم کردار ادا نہ کرسکیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں صورت حال بیان کرنی چاہتا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ لاہور پولیس نے ظہیر احمد اور شہزاد کو گرفتار کیا ہے ۔ لیکن کسی شاہد نامی طالب علم کو ان کے ہمراہ گرفتار نہیں کیا اس کے بجائے زاہد حسین طالب علم کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ ان کے خلاف 18-9-73 کو سپیشل برانچ پولیس نے زیر دفعہ 49 ڈی۔پی۔آر تھانہ پرانی انارکلی میں مقدمہ نمبر 516 درج کروایا ۔ ان کے خلاف الزام ہے کہ انہوں نے ایک خط تحریر کیا جس کی نقلیں انہوں نے قومی اسمبلی کے ممبران کو بھیجیں اور اس میں انہوں نے کہا کہ اگر انہوں نے بنگلہ دیش منظور کرنے کے حق میں ووٹ دیا تو یہ لوگ ان کے خلاف سخت اقدامات کریں گے ۔ ظہیر احمد ، شہزاد احمد اور زاہد حسین کو 22-9-73 کو گرفتار کیا گیا اور سپیشل برانچ کا ایک انسپکٹر اس مقدمے کی تفتیش کر رہا ہے ۔ یہ اس کی صورت حال ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ طلبہ کا عین قومی اور جمہوری حق ہے کہ اپنے اراکین اسمبلی کو خط لکھیں ۔ انہوں نے ملک کے باہر کسی طاقت کو چٹھی نہیں لکھی ، بلکہ اپنے نمائندوں کو چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ اگر وہ ملک کے باہر کسی کو خط لکھتے تو ڈی ۔ پی آر ۔ لگ سکتا تھا ۔

ممبر ڈپٹی سپیکر ۔ اعتراض چٹھی پر نہیں ، چٹھی کے مواد پر ہے ۔ قابل اعتراض مواد کی بنا پر انہیں گرفتار کیا گیا ہے ۔

سید قابش الوری ۔ یہ تو پیپلز پارٹی کی قائم کردہ روایت ہے ۔ پیٹرسن بھٹو نے کہا تھا کہ اگر کوئی ٹھاکہ جائے گا تو ہم اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے ۔ طلبہ نے تو صرف یہ کہا کہ اگر ارکان اسمبلی نے غلط فیصلہ

کیا تو وہ احتساب کریں گے ۔ یہ کوئی غداری کا جرم نہیں کہ ان کو گرفتار کر لیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ "دھمکی" تو اس میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کو دھمکی دی جائے تو آپ بھی کہیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ ہمیں چٹھی لکھیں اور اپنی رائے کا اظہار کریں، یہ لوگوں کا جمہوری حق ہے ۔ اگر وہ انڈیا یا بنگلہ دیش والوں کو چٹھی لکھتے تو پھر ڈی ۔ پی آر آپ استعمال کر سکتے تھے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ احتساب کا سلسلہ دونوں طرفین کے لیے بہت خطرناک ہوگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی غیر معمولی قوانین ہیں ، ان کے ماتحت جو گرفتاریاں عمل آتی رہی ہیں ، اس کے متعلق آپ سیکرٹری صاحب سے دریافت کر لیں ، ہمیشہ سپیکر صاحب نے ان کو admit کیا ہے اور ہمیشہ ان کی اجازت دی گئی ہے ۔ اس لیے اس کو زیر بحث لانے کی اجازت دیں ۔ اسے خلاف ضابطہ قرار نہ دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ قصہ عدالت میں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ عدالت میں نہیں ہے ۔ ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت کارروائی ہوئی ہے ۔ ڈی ۔ پی آر میں کوئی عدالت کا قصہ نہیں ہوتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جرم کون سا لگایا گیا تھا ؟

وزیر خزانہ ۔ ڈی ۔ پی ۔ آر کا دفعہ 49 ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اسی معزز ایوان کے فاضل اراکین کو چٹھیاں لکھی گئی تھیں اور حزب اختلاف کی طرف سے ایک فاضل رکن نے ایک گمنام چٹھی کا حوالہ دیا تھا اور اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا اور اس پر تحقیقات کی گئی تھی ۔ اگر یہ معزز ایوان ایسے امور کو زیر بحث لا سکتا ہے اور استحقاق کمیٹی کو بھیج سکتا ہے تو قومی اسمبلی کے ارکان کا بھی استحقاق ہے ۔ اگر

ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور پولیس نے ڈی - پی - آر کے تحت ہنگامی کارروائی کی ہے اور ان کو گرفتار کیا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہاں صوبائی اسمبلی میں اس مسئلے کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ڈی - پی - آر سنٹر کی طرف سے ہے - تو کیا سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے گرفتاری ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ - نہیں جناب والا - پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے گرفتاری ہوئی ہے -

میاں خورشید انور - جس چٹھی کا ذکر کیا گیا ہے اس میں قتل کی دھمکی دی گئی تھی - یہاں قتل کی دھمکی نہیں دی گئی - یہاں تو یہ کہا گیا ہے ہم محاسبہ کریں گے ، جلوس نکالیں گے یا اور بھی کئی طریقے ہو سکتے ہیں - مثلاً ہم ان کے خلاف نعرے لگائیں گے ، ان کے خلاف تحریک چلائیں گے ، پمفلٹ چھپوائیں گے -

Mr. Deputy Speaker : I would not allow two member at a time.

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر - معزز ممبر چودھری طالب حسین ایڈوائزر برائے گورنر پنجاب کنویسنگ کر رہے ہیں - وہ حافظ علی اسداللہ صاحب پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور بیگم آباد احمد بھی ان کے ساتھ ہیں - ہاؤس کا decorum اس طرح نہیں رہ سکتا - میری استدعا ہے کہ ان کو روکا جائے اور وہ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں - وہ ممبر کو مجبور نہ کریں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کو اتنی دور اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے یہ کیسے پتا چل گیا کہ وہ کنویسنگ کر رہے ہیں -

وزیر قانون - چودھری طالب حسین صاحب اس ایوان کے معزز ممبر ہیں اور وہ کسی فاضل رکن سے گفتگو کر سکتے ہیں -

بیگم آباد احمد خان - میں دیکھتی ہوں کہ برابر سب پاس آ کر بیٹھتے ہیں - مجھے ایک ضروری بات طالب حسین سے کرنی تھی اور وہ کسی دوسرے کے لیے تھی - اس میں میں نے غلط نہیں کیا - میں نے سب کو بیٹھ کر باتیں کرتے دیکھا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - بیگم صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ حافظ علی امداللہ -

حافظ علی امداللہ - میاں صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے - میاں افضل وٹو جو ہمارے ڈویژن کے منسٹر ہیں وہ ہم پر کچھ زیادتیاں کر رہے ہیں - اس کے متعلق بات ہو رہی ہے -

(قہقہہ)

بیگم آباد احمد خان - میں اس سلسلے میں نہیں گئی تھی - تو ایک اور ضرورت مند کے کام کے لیے گئی تھی -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر پوزیشن بڑی واضح ہے - قومی اسمبلی کے ارکان کو یہ چٹھیاں لکھی گئی تھیں اور ان کی طرف سے ہی یہ اطلاع پولیس کو ملی ہے اور ان کا بھی کوئی استحقاق ہے - ان کی جان اور عزت کی حفاظت بھی حکومت کا فرض ہے۔ اس لیے اس مسئلے کو اس طرح سے دیکھا جائے کہ قومی اسمبلی کے ارکان نے یہ چٹھیاں کس نظر سے دیکھیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - تو کیا آپ کوئی سفارش نہیں کر رہے ؟

Mr. Deputy Speaker : This is held in order. Those in favour of the leave being granted to please rise in this seats ... .. The count was taken ... ... It falls as it does not get the required number of votes. The leave is refused by the House.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگلی تحریک التوا نمبر 102 میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کی ہے - وزیر جیل بوجود نہیں ، اگر وہ آ گئے تو اس کو take up کر لیں گے - اس کے بعد 104 اور 105 ہیں - ایک میاں خورشید انور کی اور ایک سید تابش الوری صاحب کی ہے - تحریک 106 بھی میاں خورشید انور کی طرف سے ہے -

مولانا کوثر نیازی کی ایک نظم بعنوان "اے قائداعظم" میں قائداعظم کے حق میں ایک گستاخانہ مصرع

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ 11 ستمبر 73ء میں مولانا کوثر نیازی کی ایک نظم بعنوان "اے قائداعظم" شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے قائداعظم کے حق میں یہ گستاخانہ مصرع لکھا ہے کہ "شاید کہ خدا پر تیرا ایمان تھا محکم" اس سے قائداعظم پر ایمان کے یقین کی بجائے شبہ کے انداز میں "شاید" کا لفظ استعمال کر کے عوام کے جذبات کو شدید مجروح کیا گیا جس سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے -

یہ مرکزی موضوع ہے -

میاں خورشید انور - یہ مرکزی موضوع نہیں - یہ ضرور ہے کہ مولانا کوثر نیازی مرکز کے وزیر ہیں ، لیکن قائداعظم تو ہم سب کے ہیں - یہ مرکزی موضوع کیسے ہو گیا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - جس اخبار کا آپ نے حوالہ دیا ہے ، وہ کراچی کا ہے -

میاں خورشید انور - وہ یہاں بھی آ کر بکتا ہے - لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا - اخبار کا تو کوئی قصور بھی نہیں - مولانا صاحب نے ایک نظم پڑھی اور اخبار نے اسے شائع کر دیا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - گزارش یہ ہوگی کہ سپیکر صاحب کے آنے تک اس تحریک کو ملتوی کر دیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ٹھیک ہے - سپیکر صاحب کے آنے تک اسے defer کیا جاتا ہے - تحریک التوا نمبر 105 ہم بعد میں لیں گے -

میاں خورشید انور - یہ تو ایلمنسٹریشن کا مسئلہ ہے اور متعلقہ وزیر صاحب موجود ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - آپ ان سے دریافت کر لیجئے کہ آیا وہ اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - رانے صاحب ! میاں خورشید انور کی تحریک التوا نمبر 105 ہے -

وزیر خزانہ - میرے پاس تحریک التوا نمبر 105 نہیں ہے - مجھے اس کی نقل مل جائے تو اس کے بعد جواب دے سکوں گا -

سید نابش الوری - میری ایک تحریک التوا نمبر 71 پینڈنگ ہے - وزیر خوراک تشریف فرما ہیں - آپ اسے لے لیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اسے لے لیتے ہیں - اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے -

---

گھی کی ذخیرہ اندوزی کے رجحان کو روکنے میں حکومت کی ناکامی

مسٹر ڈپٹی سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 22 ستمبر 973ء کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب ملک معراج خالد نے انکشاف کیا ہے کہ تھوک فروشوں کے پاس اب بھی چالیس لاکھ ٹن گھی موجود ہے اگر وہ کھلے بازار میں لے آئیں تو گھی کی قلت فوراً دور ہو سکتی ہے - یہ بات انہوں نے برکی میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی اس کے اس انکشاف میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت مناسب انتظام کنٹرول اور نگرانی کرنے میں ناکام ہو چکی ہے - اور اس قدر ذخیرہ حکومت کی جانب سے برآمد کرنے کا تا حال انتظام نہیں کیا گیا - جبکہ گھی کی پوری صنعت پر حکومت کا قبضہ ہے حکومت کی اس بے بسی اور نا اہلی اور ناکامی کے

خلاف عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں میرا خیال ہے ان کے آنے تک اس کو التواء میں رکھتے ہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - اس میں بہت بڑا مغالطہ ہے - یہ گھی کے متعلق انہوں نے بات نہیں کہی بلکہ یہ گندم کے متعلق کہا تھا - یہ چالیس لاکھ ٹن گھی کہاں سے آ گیا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اخبارات میں جناب گھی چھپا ہے - اگر غلط تھا تو یہ آپ کا فرض تھا کہ اس کی تردید بر وقت کر دیتے کہ یہ گھی نہیں ہے اور پھر یہ ہے کہ اگر اخبارات میں گھی نہیں لکھا ہوا تو میں نے غلط لکھا ہے اور اگر اخبارات میں گھی چھپا ہے تو پھر یہ آپ کا فرض تھا کہ اس کی تصحیح یا تردید کرتے -

وزیر خزانہ - تمام اخبارات میں گندم ہی کے بارے میں بات کی گئی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ٹھیک ہے چیف منسٹر صاحب کے آنے تک اس کو التواء میں رکھتے ہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - یہ ایک مہمل سی بات ہے اسے کیوں خواہ مخواہ التواء میں رکھا جائے -

مسٹر تاج محمد خانزادہ - جناب اتنا گھی آ گیا تو پھر گھی کا سیلاب آ جائے گا -

(قہقہہ)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس کو dispose of کر دوں - حاجی صاحب آپ پریس نہیں کرتے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - نہیں جناب چیف منسٹر صاحب کے آنے تک اسے التواء میں رکھ لیں -

---

جہلم کے قریب چپ بورڈ فیکٹری کے بالمقابل ڈرائیور کی غفلت اور تیز رفتاری کے باعث کار اور بس کے تصادم میں راجہ منور احمد ایم پی اے کے بھائی اور دیگر عزیزوں کی ہلاکت۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 22 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق جہلم کے قریب واقع چپ بورڈ فیکٹری کے بالمقابل کار اور کوہستان بس سروس کی ایک بس آپس میں ٹکرا گئی ۔ جس کے نتیجہ میں راجہ منور احمد ایم ۔ پی ۔ اے کے بھائی کرنل مبشر احمد ، ان کی اہلیہ ، اور بیگم کرنل عزیز احمد حادثہ میں ہلاک ہو گئیں ۔ جبکہ راجہ منور احمد کی ہمشیرہ اور کار کا ڈرائیور شدید زخمی ہو گئے ۔ جن کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے ۔ اس حادثہ سے پاکستان اپنے ایک مایہ ناز فوجی افسر سے محروم ہو گیا ہے ۔ ڈرائیور حضرات کی غفلت اور تیز رفتاری سے اکثر حادثات رونما ہوتے ہیں۔ جن سے قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں ذاتی طور پر اس نقصان کے اثرات میں شامل ہوں اور مجھے کرنل مبشر صاحب کی وفات سے ذاتی سطح پر شدید نقصان پہنچا ہے اور اس اطلاع میں میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کرنل مبشر صاحب کی بیگم جو کہ کامہ میں ہیں ان کی ہمشیرہ فوت ہو گئی تھیں تاہم یہ ساری بات جو ہے یہ ہمارے نوٹس میں ہے اور یقیناً اس سلسلے میں حکومت یہ چاہتی ہے کہ ان حادثات کی روک تھام کے لئے جو بھی کارروائی ضروری ہو وہ کی جائے اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے ۔ اس واقعے کی پوری تحقیق کی جائے گی اور جو بھی اس کے مجرم ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - دراصل یہ تحریک التوائے کار ایک قسم کی attention motion تھی - مطلب یہ تھا کہ نقصان تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب نہ ان بے چارے مرحومین کو واپس لایا جا سکتا ہے اس دنیا میں نہ یہ اسمبلی اس میں کچھ کر سکتی ہے وہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے - سوال یہ ہے کہ حادثات اتنی کثرت کے ساتھ اور اتنی وسعت کے ساتھ ہو رہے ہیں کہ اس حکومت کو یہ چاہیے کہ ایک ماہرین کی کوئی کمیٹی بٹھائے اور یہ دیکھے کہ ان کا انسداد کس طرح سے کیا جا سکتا ہے - مثلاً انگلینڈ میں میں نے خود دیکھا ہے کہ اکثر موٹر کاروں کے ساتھ پولیس موٹر سائیکلوں پر سوار ہوتی ہے اور ان پر میٹر لگے ہوئے ہوتے ہیں اور جہاں کہیں انہوں نے تیز رفتاری کی وہ آگے بڑھ کر انہیں روک لیتے ہیں اور وہی ان کے لائیسنس منسوخ کر دیئے جاتے ہیں اور ان کو اسی وقت سزا دی جاتی ہے - تو اس قسم کا کوئی کمشن ماہرین کا آپ مقرر کریں جو اس بات کی دیکھ بھال کرے اور آپ کو رائے دے - کیونکہ یہ اتنی کثرت سے ہو رہے ہیں کہ اب لوگ بسوں پر اور موٹروں پر سفر کرتے ہوئے ھچکچاتے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وزیر خزانہ نے موثر طور پر یقین دھانی کرائی ہے کہ حکومت موثر اقدامات کرے گی -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے سے بخوبی آگاہ ہے اور حادثات کی روک تھام کے سلسلے میں جیسے قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے ہم ایسے اقدامات کرنے کے لئے تیار ہیں - اس سے قبل ہی اسی طرح کی کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ اس پر غور خوض کر رہی ہے مزید ہم اس کے کام کو جلدی اور فوری طور پر مکمل کریں گے اور جو بھی مناسب اقدامات ہیں ہم اپنے عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لئے ان پر فوری طور پر عمل در آمد کریں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - کیا ان کی یقین دھانی کے بعد آپ اپنی تحریک التوا پر زور دیتے ہیں ؟

میاں منظور احمد موھل - جناب والا - میں وزیر خزانہ کی یقین دھانی پر مطمئن ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اپیل کروں گا کہ وزیر ٹرانسپورٹ

جو ہیں وہ اس سلسلے میں قابو نہیں پا سکتے ان کی جو حرکات ہیں یا جو عمل ہیں وہ اپنے ڈویژن میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں - وہ ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو حل کرنے کی بجائے وہاں کے ایم - پی - اے صاحبان اور ان کے دوستوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں اور حافظ علی اسد اللہ کے چار آدمیوں کو انہوں نے ابھی ابھی گرفتار کرایا ہے - وزیر موصوف کی غیر ذمہ دارانہ حرکات کی وجہ سے محکمہ ٹرانسپورٹ میں خرابیاں واقع ہو رہی ہیں اور ہم اس ہاؤس کے نوٹس میں کئی بار لا چکے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - موہل صاحب یہ تقریر کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے -

حافظ علی اسد اللہ - وزیر ٹرانسپورٹ نہایت بد دیانت اور لالچی ہیں -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - وہ اس مسئلے پر قابو پانے میں ناکام ہو چکے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تقریر کرنے کا یہ کوئی موقع نہیں ہے - مسٹر تاج محمد خانزادہ -

Mr. Taj Muhammad Khanzada. I seek your permission to bring a point of public importance to the notice of this House. The Road from Lahore to Peshawar has been under repair for the last five years. Long tracts of the road are in a dilapidated condition and un-mettled which have made this road practically useless. These tracts have been the cause of many tragic accidents. There are also no signals to give indication to those travelling at night that the road is broken or unmettled. I would request the Minister concerned to issue such instructions that unless the mettled road is put up in proper order it should not be broken up, because long tracts of road are broken for repairs and they remain in this condition for months and months together.

Mr. Deputy Speaker. It has been brought to the notice of the House.

وزیر خزانہ ۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس سلسلے میں باقاعدہ احکامات جاری کر دئے گئے ہیں اور جناب گورنر نے خاص طور پر اس سلسلے میں محکمہ کو یہ کہا ہے کہ اکتوبر کے آخر تک یہ سڑک ہر صورت میں مکمل ہو جانی چاہیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس حکم پر پوری طرح سے عمل در آمد کرایا جائے گا ۔

ملک فتح خان ۔ کون سا اکتوبر جناب ؟

وزیر خزانہ ۔ اکتوبر 1973ء ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ شکریہ ۔

یونائیٹڈ کاٹن ملز سرگودھا کی انتظامیہ کی طرف سے یونین کے عہدیداران کو ہراساں کر کے مستعفی ہونے پرمجبور کیا جانا

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل نے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور لاہور مورخہ 24 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق یونائیٹڈ کاٹن ملز سرگودھا کی انتظامیہ کا رویہ مزدوروں کے زبردست خلاف ہے جس کی مثال یہ ہے کہ ملز مذکورہ کی انتظامیہ لیبر کورٹ لائل پور سے بحال ہونے والے یونین کے عہدیداران کو تا حال ملازمت پر لگانے سے عاری ہیں ۔ یونین کے عہدیداران کو ہراساں کرکے ان کے خلاف انتقامی کارروائی کر رہی ہے کہ وہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں ۔ ملز انتظامیہ کی مزدور کش پالیسی سے ملز کے تمام مزدوروں میں اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کا نوٹس میرے پاس نہیں ہے ۔ یہ تحریک وزیر محنت سے تعلق رکھتی ہے ۔ ان کے آنے تک اس کو ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - بہت اچھا - یہ ان کے لیے ملتوی کر دی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - میری تحریک التوا نمبر 109 کے متعلق کیا ہوا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - 109 تو پڑھی گئی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب تحریک التوا نمبر 111 کو لیتے ہیں - چودھری امان اللہ لک اس وقت ایوان میں نہیں ہیں -

تحریک التوا نمبر 112 سید تابش الوری کی ہے اور تحریک التوا نمبر 113 میاں خورشید انور کی ہے - یہ دونوں وزیر جیل خانہ جات سے متعلق ہیں جو آج موجود نہیں ہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - تحریک التوا نمبر 108 کو لے لیں -

ملتان میں طلبہ کے تعلیمی اداروں کے بند رہنے کے خلاف جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے پولیس کے مسلح دستے اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا چوک بازار میں گشت کرنا

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 24 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق ملتان کے چوک بازار میں طلبہ نے تعلیمی اداروں کے مسلسل بند رہنے کے خلاف جلسہ کرنے کا اعلان کیا - جس کو ناکام بنانے کے لئے 5 بجے شام سے رات دس بجے تک پولیس کے مسلح دستے اور پیپلز پارٹی کے کارکن اس چوک میں گشت کرتے رہے - طلبہ کو لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی پولیس اور پیپلز پارٹی کے اس رویہ سے صوبہ بھر کے طلبہ میں بالعموم اور ملتان کے طلبا میں بالخصوص سخت ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے -

میاں خورشید انور۔ جناب والا ۔ میری بھی ایک تحریک التوا نمبر105 اسی سلسلہ میں ہے ۔ اس کو بھی اس کے ساتھ لے لیا جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کو بھی اس کے ساتھ ڈسکس کر لیں۔ جناب والا۔ ہماری رپورٹ یہ ہے کہ طلبہ نے چوک بازار ملتان میں جلسہ کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن اس سلسلے میں نہ تو وہاں کوئی سٹیج لگائی نہ ہی لاؤڈ سپیکر لگایا اس طرح طلبا نے خود ہی جلسہ کرنے کے لئے تیاری نہیں کی ۔ اس اطلاع کے مطابق جماعت اسلامی کے لیڈروں نے جاوید ہاشمی کو جلسہ نہ کرنے کی ہدایات کی ۔ اس ہدایت کے مطابق طلبہ نے خود ہی جلسہ نہ کیا ۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ پولیس کے مسلح دستے اور پیپلز پارٹی کے کارکن چوک میں 10 بجے تک گشت کرتے رہے اور انہوں نے طلبہ کو جلسہ نہ کرنے دیا ۔ صورت حال یہ ہے کہ جلسہ ہوا ہی نہیں ہے ۔ نہ سٹیج لگی ہے نہ لاؤڈ سپیکر فٹ ہوا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ درست ہے کہ وہاں جلسہ نہیں ہوا ۔ تحریک میں یہ کہا گیا ہے کہ جلسہ کرنے ہی نہیں دیا گیا ۔ آپ نے طلبہ کو وہاں سٹیج نہیں بنانے دی ۔ لاؤڈ سپیکر فٹ نہیں کرنے دیا۔ ہم بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جلسہ نہیں ہوسکا صرف اس لئے کہ وہاں پولیس اور پیپلز پارٹی کے کارکن تھے ۔ جہاں جلسہ ہونا تھا وہ وہاں جا کر بیٹھے رہے۔ گشت کرتے رہے اور لوگوں کو پریشان کرتے رہے ۔ اس صورت حال کے پیش نظر نہ وہاں سٹیج بن سکتی تھی نہ لاؤڈ سپیکر فٹ ہو سکتا تھا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا۔ پولیس اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ دوسروں کے لئے سٹیج لگائیں۔ وہ دوسروں کے لئے لاؤڈ سپیکر لگائیں۔ اگر وہ سٹیج نہیں بنا سکے اگر وہ لاؤڈ سپیکر نہیں لگا سکے جلسہ نہیں کرسکے تو یہ الزام پولیس یا پیپلز پارٹی پر لگا دینا کہ ان کی وجہ سے وہ نہ سٹیج بنا سکے نہ جلسہ کر سکے یہ نا مناسب ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں اس کو باضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔

ارکان کی تعداد مقررہ تعداد سے کم ہے اس لئے تحریک التوا نمبر 105 اور 106 کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری دو تحریک التوائے کار وزیر خوراک سے متعلق تھیں ۔

وزیر خوراک ۔ میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ خوراک کا مسئلہ ہے لوگ اس سے مطمئن نہیں ہیں ۔ میری تحریک التوا نمبر 71 اور 104 وزیر خوراک سے متعلق ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ تحریک التوا کا وقت ختم ہو چکا ہے ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ ایسے hard and fast رولز نہ بنائیں کہ ہم اپنے حق سے محروم ہو جائیں ۔ وزیر موصوف جواب دینے کے لئے تیار ہیں ۔ معاملہ بھی بہت اہم ہے اس پر دو چار منٹ لگیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ رولز کا معاملہ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سپیکر صاحب فرما چکے ہیں کہ تحریک التوا نمبر 71 آج ڈسکس ہوگی ۔ اس کو آج لے لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آج کے لئے کہا تھا ؟

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں رول کا حوالہ دینے لگا ہوں ۔ اگر کہیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ ہمیں اعتبار ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اگر اعتبار ہے تو ٹھیک ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ نکتہ اطلاع ۔ جناب والا جنگلی فوڈ میں شامل ہے یا فوڈ سے نکال دیا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کچھ انلسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا کچھ فوڈ میں آتا ہے یا نہیں ۔ میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ یہ انلسٹریز

ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے یا نہیں ۔

وزیر خوراک ۔ کھی فوڈ میں ہے لیکن منسٹری آف فوڈ میں نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا فوڈ کے بھی دو شعبے ہو گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ جناب آج کی کارروائی شروع کریں ۔ میں جناب کے توسل سے اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے جیالے بہادر محب وطن سپاہی جو دشمن کی قید و بند میں صعوبتیں برداشت کرکے وطن واپس آ رہے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ یہ ایوان ان کو متفقہ طور پر خوش آمدید کہے ۔ ان کے حب الوطنی کے جذبے کو سراہتے ہوئے ، ان کی قربانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ایوان صوبے کے عوام کی طرف سے ان کی خدمات میں متفقہ طور پر ہدیہ تبریک پیش کرے ۔ میں چاہتا ہوں کہ کارروائی شروع کرنے سے پہلے ہم ان کی خدمات میں شکر گزاری کی ایک قرار داد پیش کریں تاکہ اس صوبہ کے عوام کی جانب سے وہ نیک تمنائیں اور خواہشات جو وہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں ۔ اس ایوان کے توسل سے ان تک پہنچائی جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جناب سپیکر شیخ رفیق احمد صاحب ایوان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اور آپ کے جذبات کے اظہار کے لئے وہاں گئے ہوئے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ وہ لیڈر آف دی ہاؤس نہیں ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ ایوان میں ڈپٹی لیڈر ہیں لہٰذا وہ اس وقت لیڈر آف دی ہاؤس ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ قائد ایوان کے بعد میں نا چیز قائد ایوان ہوں ۔ ہماری اپوزیشن پارٹی کے اراکین کو اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوگی ۔ کہ ہمارے قائد عوام کی فراست اور ان کے سیاسی تدبر کی بدولت آج ہمارے

99 ہزار قیدی جو بھارت کی قید میں تھے اور جو سنہری قید میں تھے وہ وطن واپس تشریف لا رہے ہیں۔ جناب والا۔ آج یہ دن آیا ہے کہ وہ اپنے وطن کی قبر زمین کو اپنی آنکھوں سے اور اپنے قدموں سے دوبارہ چومیں گے ۔ اس اعتبار سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں حزب اختلاف نے یہ بات اٹھائی ہے وہ ہمارے دلوں کی ترجمانی ہے اور ہماری ناچیز کوششوں کو بھی ایک طرح کا خراج تحسین ہے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس قرار داد کے ذریعے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں کو بھی خراج تحسین پیش کیا جائے جن کی بدولت ہمیں آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے اور ہماری یہ ایک بہت بڑی خواہش ہے کہ ہم حزب اختلاف کے ساتھ مل کر ایک ایسی قرار داد لائیں ۔ ہم باہمی طور پر قرار داد لکھ لیتے ہیں اس کی ڈرافٹنگ کر لیتے ہیں اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں ۔ ہم آپ کو سپیکر صاحب تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہاؤس متفقہ طور پر اس کو منظور کر لے گا ۔ *

* **خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ مجھے ایک لفظ پر اعتراض ہے ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ وہ آپ کو اس وقت سپیکر تسلیم کرتے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ یہ الفاظ کارروائی میں سے حذف کر دینے چاہئیں کیونکہ جب بھی آپ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں آپ سپیکر ہوتے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ *

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جس طرح فاضل قائد ایوان نے ارشاد فرمایا ہے قاعدہ عموماً یہی مقننہ کے اندر ہوتا ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف ایک قرار داد پر متفق ہو جاتے ہیں اور پھر وہی قرار داد ایوان میں پڑھ دی جاتی ہے ۔ اس پر تقاریر نہیں ہوتیں لیکن وہ ایجنسی کے ریکارڈ پر اگر ایک تاریخ کا حصہ بن جاتی ہے ۔ اس قرار داد کو یہ ایوان کثرت رائے سے منظور کر لے گا ۔ *

راجہ محمد افضل خان - * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ بالکل غیر متعلقہ بات تھی اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - انہوں نے میری تجویز میں ایک تجویز دی اور پھر ان کی تجویز میں بھی انہوں نے ایک تجویز دے دی- لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس میں کون سی خلاف ضابطہ بات ہوگئی ہے جو حذف کرنے کے قابل ہے - آخر کوئی ضابطہ ہے پارلیمانی روایات ہیں - تجویز دینے کا ہر ایک کا حق ہے - وہ الفاظ تو بتالیں جو غیر پارلیمانی یا ضابطہ کے خلاف ہیں جن کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے اور ان کو حذف کرنے کی کیا ضرورت ہے -

میاں خورشید انور - اگر یہ مطالبہ ہو گیا تھا تو اس میں کیا حرج ہے - اس میں قومی مفاد ہے- آپ اپنے ریزولیوشن میں یہ مطالبہ بھی کردیں-

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ایک فیصلہ ہو گیا ہے - قرار داد ڈرافٹ ہو جائے گی جو مناسب پوائنٹ آپ سمجھیں اس میں دے دیں - مگر جب تک قرار داد ہاؤس میں نہیں آتی ہیں اس موضوع پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دوں گا -

میاں خورشید انور - اگر کوئی اچھی بات اس میں شامل ہو جائے تو اس میں پریشانی کی کون سی بات ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - جو جو پوائنٹ آپ چاہتے ہیں وہ لابی میں جاکر کہہ دیں - وہ قرار داد میں پوائنٹ آ جائیں گے لیکن جب تک قرارداد یہاں پیش نہیں ہوتی - میں اس پر بحث کی اجازت نہیں دوں گا -

---

ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

وزیر قانون - جناب والا - میں ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

(1) دی پنجاب ایگریکلچرل سیلاٹیز کارپوریشن آرڈیننس 1973

(2) دی انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ آرڈیننس 1973ء

(3) دی پنجاب فائننس (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1973ء

(4) دی ویسٹ پاکستان پری ویشن آف گیمبلنگ (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1973

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - پیشتر اس کے کہ جناب ان کو ایوان کی میز پر رکھنے کی اجازت دیں - میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آئین کی دفعہ 128 کے تابع جو ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھے جائیں گے ان کو اس طرح شمار کیا جائے گا جیسے کہ ان کو بطور بل کے انٹروڈیوس کیا گیا ہے - جب ان کو بل کی شکل میں پیش کرتے ہیں تو بزنس آف دی ڈے میں ہر ہنگامی قانون کا ذکر کیا جائے گا ان کا نام لیا جائے گا کہ کون کون سا قانون وہ ایوان کی میز پر رکھ رہے ہیں تاکہ ان کے بارے میں جو قانونی اور آئینی اعتراضات ہیں وہ پیش کئے جا سکیں - صرف بزنس آف دی ڈے میں یہ کہہ دینا کہ ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھے جائیں گے تو وہ اس صورت میں روا رکھا جا سکتا تھا جب وہ صرف آرڈیننس کی شکل میں رکھے جاتے تھے - جب انہوں نے بلوں کی شکل میں انٹروڈیوس ہی ہو جانا ہے تو ان آرڈیننسوں کو جو انہوں نے ایوان کی میز پر رکھتے ہیں ان کو بزنس آف دی ڈے میں الگ الگ ذکر کرنا چاہیے اور ان کو الگ الگ فاضل منسٹر صاحب انچارج یا جو بھی لا منسٹر رکھنا چاہیں وہ اس میں رکھ سکتے ہیں تو اس طرح ہنگامی قوانین بزنس آف دی ڈے میں نہیں شامل کئے جا سکتے اور نہ ہی ان کو اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اعتراض اٹھا ہے 28 تاریخ کو اور جب یہ بل بنیں گے تو ان کو سرکولیٹ کیا جائے گا اور اس میں سب کچھ ہوگا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - وہ تب ہوگا - ان کو اس وقت یہی سمجھا گیا ہے کہ وہ انٹروڈیوس ہو گئے ہیں - وہ دراصل آج انٹروڈیوس ہو جائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ترمیمات ان میں آنی چاہئیں -

چودھری محمد یعقوب اعوان - بات معقول ہے - ان میں تفصیلات آنی چاہئیے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں -

(1) The Punjab Agricultural Supplies Corporation Ordinance, 1973.

(2) The Industrial Development Board Ordinance, 1973.

(3) The Punjab Finance (Amendment) Ordinance, 1973.

(4) The West Pakistan Prevention of Gambling (Punjab Amendment) Ordinance, 1973.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اس بارے میں جناب کی نہایت اہم رولنگ چاہوں گا کہ یہ آرڈیننس ہمیشہ اسمبلی کے اجلاس سے پہلے نافذ اور جاری کئے جاتے ہیں - اسمبلی اجلاس کے دوران کوئی آرڈیننس جاری نہیں ہو سکتا - یہ آرڈیننس جو آج ایوان کی میز پر رکھے جا رہے ہیں ان پر بھی تاریخ اسمبلی کے اجلاس سے پہلے کی ہے اور پھر آئین میں یہ پابندی بھی ہے کہ ہر جاری شدہ آرڈیننس چاہے اس کے بعد ہم withdraw بھی کر لیں - چاہے press بھی نہ کریں - But it shall be laid on the Table of the House. - جناب والا - جب 22 تاریخ کو یہ چار آرڈیننس رکھے جا چکے ہیں اور یہ آرڈیننس بھی اس سے پہلے کے جاری شدہ ہیں تو کیا جتنے آرڈیننس اس اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے جاری کئے جائیں وہ اکٹھے ایک ہی دفعہ رکھے جانے تھے یا اس بارے میں انہیں اختیار ہے کہ in parts رکھیں - یا جس طرح ان کی اپنی مرضی ہو - ایوان کی میز پر رکھتے رہیں یا اس بارے میں ان کے لئے ضروری ہے کہ تمام آرڈیننس جو اس ایوان کے شروع ہونے سے قبل جاری کئے گئے ہوں انہیں ایک ہی وقت میں ایوان کی میز پر رکھا جائے تاکہ یہ ہاؤس جان سکے کہ کون کون سے آرڈیننس نافذ ہو چکے ہیں -

میاں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - آپ کی رولنگ دینے سے

پہلے میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر احتیاط سے رولنگ دیں - کیونکہ ان آرڈیننسوں کے بارے میں شک و شبہ پایا جاتا ہے کہ یہ آرڈیننس اسمبلی شروع ہونے کے بعد پہلے کی تاریخ میں جاری کر دئیے گئے ہیں - کیونکہ اگر یہ پہلے جاری ہوتے تو لازماً اسی دن میز پر آ جاتے جس طرح پہلے آرڈیننس میز پر آئے تھے -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - یہ بڑا اہم مسئلہ ہے وزیر قانون کو بتانا چاہیے کہ وہ کیا وجوہ تھیں جن کے پیش نظر انہوں نے پہلے آرڈیننسوں کے ساتھ ان آرڈیننسوں کو جاری نہیں کیا - یہ انتہائی غیر معمولی اہمیت کا واقعہ ہے جس میں لوگوں کا شک و شبہ اب یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ یہ آرڈیننس پچھلی تاریخوں میں جاری کر کے آج پیش کئے جا رہے ہیں ورنہ اگر یہ پہلے جاری کئے جاتے تو ان کو گذشتہ آرڈیننسوں کے ساتھ یہاں پیش کیا جا سکتا تھا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں نے آرٹیکل 128 دیکھا ہے اس میں کہیں نہیں ہے کہ سب کے سب اکٹھے میز پر رکھے جائیں یا ہاؤس کے سامنے رکھے جائیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - ہم آرڈیننس جاری ہی تب کر سکتے ہیں جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو - جب اجلاس شروع ہو جائے تو اس سے قبل جتنے بھی آرڈیننس جاری ہو چکے ہوں ان کو ایوان کی میز پر رکھنا ضروری ہے - اگر یہ آرڈیننس پہلے میز پر نہ رکھ چکے ہوتے تب تو کوئی حرج نہیں تھا کہ 15 دن بعد ہی رکھ لیں - کوئی فرق نہیں پڑتا - جب یہ تمام آرڈیننس 21 ستمبر سے پہلے جاری شدہ ہیں اور بائیس تاریخ کو انہوں نے چار آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھے ہیں تو آج بقیہ چار کیوں آ رہے ہیں - یہ سارے اکٹھے 24 ستمبر کو کیوں نہیں آئے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ نے اپنی contention کی support میں آرٹیکل 128 refer کیا ہے - اس میں تو کہیں نہیں ہے کہ سب کے سب اکٹھے رکھے جائیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کے تحت آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار اسمبلی کے اجلاس سے قبل حاصل ہے بھی یہ ایک قسط آرڈیننسوں کی دے چکے ہیں ۔ اگر نہ دیتے تب بھی کوئی شک نہیں کہ کس دن دیں ۔ جب پہلے کے جاری شدہ آرڈیننس 20 تاریخ کو ایوان کی میز پر رکھے جا چکے ہیں تو ان آرڈیننسوں کو روک رکھنے کا یا ان کو بعد میں پیش کرنے کا کیا جواز ہے ؟ کیا یہ اکٹھے ایک ہی وقت میں پیش کر دئے جائیں یا جس طرح مرضی ہو پیش کریں ۔ ان کو ایوان کی میز پر رکھنا لازمی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ رولز میں ایسی کوئی پابندی نظر نہیں آتی ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان نے بڑا اہم نکتہ اٹھایا ہے ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ جلد بازی میں اس کو نہ لیں ۔ وزیر صاحب بھی میرے خیال میں تیاری کر کے نہیں آئے ۔ آپ بھی ذرا رولز وغیرہ پڑھ لیں اس کو سوچ سمجھ کر فیصلہ دیں ۔ آج آپ اتفاق سے اس اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قسم کی غلط رسم یہاں ہاؤس میں پیدا ہو جائے ۔ آئندہ آنے والے لوگ ہمیں کبھی معاف نہیں فرمائیں گے کہ یہاں غلط کام ہوتے رہے ۔ اس لئے تمام غلط سلسلوں سے بچنے کے لئے آپ وقفہ لے لیں ۔ آپ یا وزیر قانون صاحب بیٹھ کر رولز وغیرہ کو پڑھ لیں اور اس کے بعد فیصلہ دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کوئی ایسی constitutional provision نہیں ہے یا رولز میں ایسی بات واضح نہیں ہے کہ تمام آرڈیننس اکٹھے ایک ہی دن میں پیش کئے جائیں ۔ چار آرڈیننس اس دن ایوان کی میز پر رکھے گئے اور چار آرڈیننس آج ایوان کی میز پر رکھے گئے ۔ جناب والا ۔ میں اس میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ چیز لازمی تھی کہ اس اجلاس میں تمام آرڈیننس جو گورنر پنجاب نے promulgate کئے ہیں وہ ضرور ایوان کی میز پر رکھ دئے جائیں تو ہم نے تمام آرڈیننس اسی اجلاس میں ایوان کی میز پر رکھ دئے ہیں اور جن وجوہات کا اظہار حزب اختلاف کی طرف سے کیا گیا ہے

کہ پچھلی تاریخ میں جاری کئے گئے ہیں ۔ اس کی کوئی گنجائش نہیں ۔ جب اسی اجلاس میں ہم تمام آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھ رہے ہیں صرف ایک دو دن کا فرق ہے تو اس میں کوئی ایسی بات موجود نہیں ہے کہ جس پر شک کی نگاہ سے دیکھا جائے ۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ رولز اور آئین میں کوئی پابندی نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ وزیر قانون نے خود اپنی تقریر میں کہا ہے کہ یہ کہیں واضح نہیں ہے کہ کوئی پابندی ہو ۔ اس کے بعد جناب پر فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ واضح نہیں ہے ۔ آخر وزیر قانون ہیں ۔ ان کی بات سے ہم کوئی انکار نہیں کر سکتے ۔ اس لئے اب آپ نے common sense سے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ بات جو اپوزیشن کی طرف سے کہی گئی ہے غلط ہے ؟ جہاں کوئی چیز واضح نہیں ہوتی وہ بات آپ نے واضح کرنی ہے کیونکہ ہائی کورٹ کے جج کے پاس جب کوئی چیز جاتی ہے تو وہی آخر میں اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ کوئی فیصلہ دیں کہ کونسی درست ہے ۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اس معاملہ میں انصاف کی طرف پہلے آئیں گے اور پارٹی کی طرف بعد میں جب تک آپ وہاں بیٹھے ہیں میرے خیال میں آپ اپنی common sense کو استعمال کریں گے اور صحیح نتیجہ پر پہنچیں گے ۔

وزیر قانون ۔ اس میں common sense کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ ایسی کوئی آئینی پابندی موجود نہیں ہے کہ اکٹھے ہنگامی توالین ایوان کی میز پر رکھے جائیں ۔ تو میں مختصراً عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مختلف ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹس سے آرڈیننس آتے ہیں ۔ پھر محکمہ قانون ان کو vet کرتا ہے ۔ اس میں وقت لگتا ہے ۔ پھر ہاؤس میں سرکولیٹ کئے جانے ہوتے ہیں ۔ تو یہ احتیاطاً اس لئے کیا گیا ہے کہ جب تک یہ سب چیز مکمل نہیں ہو جاتی اس مرحلہ تک نہیں پہنچ سکتی تھی ۔ چار آرڈیننس 21 تاریخ کو ایوان کی میز پر رکھے گئے اور باقی ماندہ آج جب یہ چار آرڈیننس مکمل ہیں

ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ آئین میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے ۔ میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ میں اس بارے میں آئین کا حوالہ دینا چاہتا ہوں ۔ جناب والا۔ آئین کے آرٹیکل 128 سب رول (2) میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے ۔

> An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance. . . . . .

You will kindly observe, the working is :

> . . . . . every such Ordinance shall be laid before the Provincial Assembly.

تو اب یہ every such ordinance میں آتے ہیں جو 21 ستمبر سے پہلے کے آرڈیننس نافذ ہوئے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس میں وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ کوئی دن متعین نہیں کیا گیا ۔ تمام آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں ۔ یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ تمام آرڈیننس ایک ہی دن ایوان کی میز پر رکھ دئے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ آرٹیکل میں نے پہلے بھی پڑھا تھا اور آپ کی مدد سے اب بھی پڑھا ہے ۔ اس میں کہیں نہیں ہے کہ سب آرڈیننس کو اکٹھے میز پر رکھا جائے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ "every such" کا مطلب کیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس میں کیا ہے اور وہ ٹھیک پوری ہو گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ ان آرڈیننسوں کو گزٹ نوٹیفیکیشن میں شائع کرانا ضروری ہوتا ہے - اس لئے کہ ہر شخص کو قانون کے نفاذ کے بارے میں علم ہو سکے - 20 ستمبر 1973 تک ہر ممبر کو چار آرڈیننسوں کا علم تھا لیکن جو باقی چار آرڈیننس آج ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں وہ ہم نے آج دیکھے ہیں گو تاریخ پہلے کی ہے ہمیں پتہ نہیں کہ یہ کب شائع ہوئے - اجلاس کے دوران شائع ہوئے ہیں یا اجلاس سے پہلے شائع ہوئے ہیں - یہ شکوک و شبہات قائم ہو گئے ہیں - میں اس بات کی وضاحت چاہوں گا - وزیر قانون بتائیں کہ مزید کوئی آرڈیننس ہیں جو ہم نے اس وقت تک نہیں دیکھے - کیوں کہ آرڈیننسز ان کے ذریعے جاری ہوتے ہیں - جو 20 تاریخ سے قبل یا 20 تاریخ کو جاری کئے گئے سے جنہیں ایوان کی میز پر رکھنا ضروری ہے - آپ کے خیال کے مطابق کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک اور پلندا ایوان کی میز پر آ جائے -

وزیر قانون - جناب والا - ایسا کوئی آرڈیننس موجود نہیں جو جاری کیا گیا ہو - حاجی صاحب نے جو فرمایا ہے کہ بعد میں رکھا جائیگا - میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ ممبران اسمبلی کی سہولت کے لئے کیا تھا تاکہ آرڈیننس پریس سے آ جائیں اور ممبران اسمبلی کو اچھی طرح سے علم ہو تاکہ اسمبلی کی بحث میں حصہ لے سکیں - کوئی ایسی پابندی نہیں تھی کہ اس دن یا ایک ہی دن تمام آرڈیننس میز پر رکھے جائیں -

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Point of order Sir, The House is not in quorum.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - گنتی کی جائے - گنتی کی گئی -

The House is in qourum. Minister for Law please.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973

(مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1973)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وزیر قانون -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایکویزیشن آف لینڈ (پاورسنگ)
(امنڈمنٹ) بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا
جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - یہ تحریک آج پیش نہیں ہو سکتی اس لئے کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے لئے بھیجا گیا تھا - جس کی پیر تک تاریخ مقرر کی گئی تھی - کمیٹی کی رپورٹ اس وقت تک ایوان میں پیش نہیں ہوئی - جب تک اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں نہ آئے یا اس کی میعاد میں توسیع نہ کی جائے اور وہ ضابطہ جو بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجنے کا ہے معطل نہ ہو اس وقت تک - فی الفور زیر غور لائے جانے کی تحریک پیش نہیں ہو سکتی - ابھی وہ رپورٹ پینڈنگ ہے اور وہ ضابطہ جو سٹینڈنگ کمیٹی کو بل بھیجنے کا ہے وہ باقی ہے - یہ ٹھیک ہے کہ قاعدہ (1) 78 کی شرط کے مطابق ہمیں اطلاع دے دی گئی ہے اور اس کی اطلاع دینے کا مقصد یہ ہے تا کہ ممبر انچارج یا منسٹر انچارج کو اس سے آگاہ ہو جائے کہ اس بل کی رپورٹ نہیں آئی ہے اس کے آنے تک اس رپورٹ کی تاریخ بڑھوانے کے لئے ضابطہ کار کو معطل فرمائیں یا وہ ضابطہ اپنائیں جو رول 71 میں موجود ہے اس کے لئے باقاعدہ موشن دیں - نوٹس دیں - جب تک وہ مکمل نہ ہو آپ یہ تحریک پیش نہیں کرسکتے -

The bill has been referred to the standing committee and it cannot be moved at this stage without refering to the procedure.

وزیر قانون - جناب والا - اس بل کو فوری طور پر زیر غور لانے کے لئے موشن پیش کیا گیا ہے - میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا ہے لیکن قاعدہ کی مقتضیات کی معطلی کے لئے اس دن یہ موشن move کی تھی - جناب سپیکر نے اس یقین پر کاہلوں صاحب کو کہا تھا - کہ آپ اس موشن کو واپس لے لیں - پیر تک سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آ جائے گی - اگر پیر کو رپورٹ نہ پہنچی تو پھر اس بل کو فوری طور پر اس

معزز ایوان میں زیر غور لایا جائے گا ۔ تاکہ اطلاع ریکارڈ پر ہے رول 78 کی اطلاع ممبران کو دے دی گئی ہے ۔ اس لئے یہ موشن بر وقت اور صحیح ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس میں کوئی یقین دھانی نہیں دی گئی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر نے اس وقت وضاحت فرمائی تھی کہ وزیر موصوف موشن واپس لے لیں پیر تک رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دی جائیگی ۔ بہر حال قاعدہ (A) 78 کے مطابق اطلاع دے دی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر رپورٹ نہ آئے تو رول معطل نہیں ہوا کرتے تا وقتیکہ دوبارہ معطلی کی موشن نہ آئے ۔

وزیر قانون ۔ اس کے بعد یہ ہوسکتا ہے کہ بل فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan This is wrong. The bill has been referred to the Standing Committee. Its period has to be extended or a motion has to be given for the suspension of the rule, and a fresh motion has to be given.

Mr Deputy Speaker. It should be considered without waiting for the report of the Committee.

Haji Muhammad Saifullah Khan Never Sir. This is an independent motion.

A member may move by a motion that the bill be considered withuot waiting for the report of the Standing Committee. A motion for consideration is an independent motion. The question is Sir, that when a rule is clear on the subject that a bill has to be referred to the Standing Committee when it is introduced and it has been referred to the Standing Committee, report of the Committee has not been received by this House and a member even then says that please don't wait for the Standing Committee's report and it should be considered. Then he should move that the bill should be taken into consideration without waiting for the report of the Standing

Committee. Sir, nothing has been done. Moreover, I have another point of order, although I wanted to raise it separately.

اگر آپ فرمائیں تو اس کے ساتھ کر لوں - جو انہوں نے کہا ہے کہ موشن ہے -

Mr. Deputy Speaker. That was a motion.

Haji Muhammad Saifullah Khan. This is an independent motion under Rule 79.

Mr. Deputy Speaker. Rule 79 reads :

> On the day appointed under rule 78 or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the member-in-charge may make any of the following motions in regard to his Bill :—
>
> (a) That it be taken into consideration by the Assembely at once.
>
> (b) That it be taken into consideration by the Assembely on a date to be fixed forthwith.
>
> (c) That it be referred to a Select Committee.
>
> (d) That it be circulated for the purpose of elicitiug opinion thereon.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, the proviso to Rule 78(1) says.

> Provided that if a Standing Committee does not make a report or an interim report within the prescribed time in respect of a Bill, the

Secretary shall, as soon as may be, intimate the fact to the members.

If it has been intimated by the Secretary that it be taken into consideration by the Assembly at once under Rule 79.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب یہ کافی واضح ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس بارے میں اس تحریک کے لئے کہ اسے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جس وقت یہ تحریک پیش کی جائے اور سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ آ جائے تو سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ اور اس تحریک کا درمیانی وقفہ تین یوم مکمل ہے ۔ اور یہ ضروری ہے ۔ پھر اگر سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ نہ آئے یا دفعہ معطل کر دی جائے جس کے تحت یہ کہا جائے کہ اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تب بھی یہی متصور ہوگا کہ اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے اور یہ کہ سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ اسی تاریخ کو موصول ہوگئی ہے ۔ اب اس میں تو یہ کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ بل سیلیکٹ کمیٹی کو گیا اور اس کی رپورٹ نہیں آئی ۔ اگر ہم اسے اس طرح سمجھ لیں کہ اس تاریخ کو انہوں نے اسے سرکولیٹ کیا کہ رپورٹ موصول نہیں ہوئی تو وہ شرط جو بل کی کاپی دینے کے لئے ضروری ہے وہ انہیں پوری کرنی چاہیے تھی ۔ لیکن ہمیں سوموار کو کوئی کاپی مہیا نہیں کی گئی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اب پرانے رولز میں ترمیم ہو چکی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ ترمیم نہیں ہوئی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ رول 78 کی proviso کے تحت اب کاپی دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کو آپ کس خانہ میں ڈالیں گے ۔ کیا یہ متصور کریں گے کہ رپورٹ موصول ہو چکی ہے ؟ اسے آپ کیا متصور کریں گے ۔ وہ کونسا پروسیجر ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ رول 78 (1) کے تحت ایک نوٹس دیا گیا ہے ۔ جس کے بعد کوئی ایسی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ کوئی دوسری تحریک پیش کی جائے ۔ یہ تحریک ہے کہ جو میں نے بھیجی ہے اور اس کے تحت اسے ابھی زیر غور لانا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہی گذارش کر رہا تھا کہ آپ یہ فرمائیں کہ اس صورت حال میں کیا سمجھا جائے کہ کیا کیا گیا ہے ۔ کیا یہ متصور کر لیا گیا ہے کہ رپورٹ پیش کر دی گئی ہے یا یہ متصور کر لیا گیا ہے کہ یہ رول معطل کر دیا گیا ہے ۔ اس کی کیا پوزیشن ہوگی ؟ ان دو صورتوں میں سے آپ کون سی صورت قرار دیتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ اس میں قاعدہ 77 تو ویسے ہی ختم ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ختم نہیں ہوا ۔ یہ تو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کی گئی تھی ۔ اسے معطل تو نہیں کیا گیا تھا ۔

Mr. Deputy Speaker : But it is not relevant to this point of order. ۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق قاعدہ 125 (4) ہے ۔ اس میں اسمبلی خود بخود تحریک پر غور کر سکتی ہے ۔ اب تو یہ بالکل درست ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا آپ کے پاس وہ تحریک تحریراً آئی ہے کہ اسے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ کیا اسمبلی کے ریکارڈ پر کوئی تحریک موجود ہے کیونکہ اسمبلی کو ضروری نوٹس دئے بغیر کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی ۔ تو جناب کیا اس کے لئے کوئی نوٹس دیا گیا ہے ۔ کیا آپ مجھے اور اس ایوان کو بتائیں گے کہ وزیر متعلقہ نے اس سلسلہ میں کوئی تحریری نوٹس دیا ہے ؟ اگر دیا ہے تو وہ پڑھ دیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس کے مندرجات کیا ہیں ۔ یہ نوٹس کس نے دیا ہے اور اب اسے کون پیش کر رہا ہے ؟

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ رول 79 کی طرف دلاتا ہوں ۔

Rule 79 of the Rules of Procedure.

> On the day appointed under rule 78 or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned (mark the word "adjourned") the member-in-charge may make any of the following motions in regard to his Bill.
>
> (a) That it be taken into consideration by the Assembly at once.

یہاں adjourn کا لفظ ہے ۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ۔ یہ سوموار کے لئے adjourn ہوا تھا تاکہ اس روز یہ سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ پیش کیا جائے ۔ رول 79 میں یہ دیا گیا ہے کہ جس وقت وہ اگلے روز کے لئے adjourn ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ پھر تحریک پیش کر سکتا ہے کہ یہ فی الفور اسمبلی کے زیر غور لایا جائے اور اسی قاعدہ (بی) کے تحت یہ ہے کہ اسے کسی مقررہ تاریخ کے لئے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اسے متداول کرایا جائے ۔ تو یہ بڑا واضح ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ رول (1) 78 ــ رول 79 اور رول (4) 125 ان تینوں کو اگر آپ اکٹھا کر کے تجزیہ کریں گے تو یہ تحریک بالکل صحیح ثابت ہوگی اور یہ ایوان اس نتیجے پر پہنچے گا کہ بل کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I would like to know is there any such motion ?

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جو رول شیخ عزیز صاحب نے بتایا ہے اس کو بھی آپ دیکھیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Suppose for a moment that it is all correct. It can be moved. Has it been moved ? Let me know this.

Mr. Deputy Speaker, It has been moved.

Haji Muhammad Saifullah Khan. No Sir, All requirements for moving a motion have been given in Rule 165. that written notice is to be given, and seven clear days notice to be given. It is substantive motion, and it is not an amendment Sir. Have you received a written notice in this respect? If so, please let us know the contents and who has given this notice. This may please be stated, because without notice no motion can be moved.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس کا تحریری نوٹس چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کی طرف سے آیا ہے اور ہمارے پاس وجود ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - یہ کس تاریخ کو آیا ہے اور یہ کیا ہے - ذرا اسے پڑھ کر سنا دیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ اسی تاریخ کا ہے جس تاریخ کو یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - آپ مہربانی فرما کر تاریخ بھی بتا دیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - 13 ستمبر کو نوٹس آیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس میں میرے دو اعتراضات ہیں - پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ 13 ستمبر والی تحریک اب لاگو نہیں رہی کیونکہ اسے معطل کرنے کی تحریک بھی تھی اور اس پر غور کرنے کی تحریک بھی ایک ہی دن میں دی گئی تھی - بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہو گیا تھا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - رول 79 کے تحت اس کا تحریری نوٹس ہونا ضروری بھی نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ٹھیک ہے - اس کے لئے میں آپ کی توجہ رول (1) 166 کی طرف دلاتا ہوں - اس میں یہ ہے کہ

166 (1) : Except as otherwise provided in these rules, a motion or an amendment which requires notice may be moved only by the member giving notice.

Notice has been given by Mumtaz Ahmad Kahloon Sahib and this motion can only be moved by the member who has given notice of and none else.

کیونکہ اس میں ممبر کا لفظ ہے اور تحریک میں وہ سارا ہو جاتا ہے - یہ ممبر انچارج کی تعریف میں بھی نہیں آتا - یہ بل جس کے انچارج ممتاز احمد کاھلوں صاحب ہیں

He has to move it. Hon'ble the Law Minister has no jurisdiction or authority to move on behalf of any member when Rule 166 of the Rules of Procedure is quite clear in this respect.

Minister for Law. Sir, we hold the "collective responsibility."

Mr. Deputy Speaker. Mr. Law Minister, let me be clear to him first.

حاجی صاحب - میں نے پہلے بھی آپ کو حوالہ دیا ہے کہ رول 79 کے تحت تحریری نوٹس کی شرط نہیں ہے اور یہ بڑا واضح ہے - یہ شرط جنرل کے لئے ہے -

Haji Muhammad Saifullah Khan. I will request that this thing should be reconsidered.

Mr. Deputy Speaker. It applies to private members.

Haji Muhammad Saifullah Khan. How Sir ? Where it is written 'private members'. Whether a Minister is not a member. If he doesn't move in the capacity of a member, then in what capacity he is moving ?

Mr. Deputy Speaker. Because it has been given in the Chapter of introduction that :—

> "Member" means a member of the Assembly, and for the purposes of moving or opposing a Bill, an amendment, a motion or a Resolution. . . .

Haji Muhammad Saifullah Khan. . . . includes a Minister.

Mr. Deputy Speaker. But you should read it with Chapter I, Rule 2 (m) in which it has been given :—

> "Mover" means the mover of a Bill, a resolution, a motion or an amendment of a Bill, a resolution or a motion and in the case of a Government Bill, resolution, motion or amendment any Minister acting on behalf of Government;
>
> includes a Minister.

Haji Muhammad Saifullah Khan. "Any Minister" on behalf of the . . . and this is another thing. I, with due respect and regard, request you to kindly not to confuse a clear rule with this, Sir. You know already that Rule 166 is most clear in this respect. Definition of 'member' includes a Minister, and it requires 'notic ' and that notice has been given by Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon in the capacity of a member or may-be a Minister. It has been included in the definition of a member. Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon has given notice of and Rule 166 lays clear restriction that it can be moved only by the member who has given its notice. If your ruling is so, Sir, that this can be considered at once, then the motion should come from Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon and not from the Hon'ble the Law Minister, or any other Minister in his behalf Rule 166 doesn't allow any other member or a person to move

a motion or an amendment on behalf any other member, when notice has been given by another member. It is quite clear.

Mr. Deputy Speaker. Please study Rule 2 (m) in introductory chapter of the Rules of Procedure.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I have studied it and it is something else. I would like to read it :—

> "Mover" means the mover of a Bill, a resolution, a motion or an amendment of a Bill, a resolution or a motion and in the case of a Government Bill, resolution, motion or amendment any Minister acting on behalf of Government.

Mr. Deputy Speaker. "Any Minister."

Haji Muhammad Saifullah Khan. "Any Minister" means that Ministers are not restricted to move any motion. They can also become movers. When a Minister become mover. and he puts a notice for any motion to you, then it is obligatory under these rules that that very Minister has to move that motion. He has been allowed to move the motion. Any Minister can move and can give notice.

وزیر قانون - جناب والا - در اصل issue کو confuse کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - پہلے تو یہ امر طے شدہ ہے کہ یہ پرائیویٹ ممبرز بل نہیں بلکہ یہ گورنمنٹ بل ہے ۔ اس میں اگر منسٹر انچارج چودھری ممتاز احمد کاھلوں صاحب کی طرف سے یہ موشن آئی تھی تو مشترکہ ذمہ داری کے تحت جیسا کہ آپ نے ابھی قاعدہ (2) (ایم) کی definition کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرائی ، اس میں بڑا واضح ہے کہ کسی بھی گورنمنٹ بل کو کسی سٹیج پہ بھی کوئی منسٹر دوسرے منسٹر کے behalf پر take up کر سکتے ہیں -

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, the House is not in quorum.

Mr. Deputy Speaker. It is not a point of order. You have raised the point when we are discussing a matter.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا ! رولز بالکل واضح ہیں - چاہے میں بول رہا ہوں جب آپ کی توجہ مبذول کرائی جائے کہ ہاؤس کورم میں نہیں تو آپ لاء منسٹر صاحب کو بٹھا کر گنتی کرائیں۔ کورم کے بعد پھر جو تقریر دل پذیر فرمانا چاہتے ہیں ، یہ فرمائیں -

Mr. Deputy Speaker. Let there be a count . . . . The count was taken. The House is in quorum Law Minister please.

Minister for Law. Sir, it is quite clear in Rule 2 (m) of introductory chapter that "in case of a Government Bill, resolution, motion or amendment any Minister acting on behalf of Government.

جناب والا - اس میں ممتاز کاھلوں صاحب اس کے mover ہیں - ان کی جگہ پر کوئی بھی دوسرا وزیر ، وزیر قانون کی پابندی نہیں ، اس کو take up کر سکتے ہیں - اس بل کی باقی ماندہ سٹیجز کو پائلٹ (pilot) کر سکتے ہیں - یہ رولز میں اختیار دیا گیا ہے - آپ نے صرف ایک issue کو resolve کرنا ہے کہ آیا یہ گورنمنٹ بل ہے یا پرائیویٹ ممبرز بل ہے - اگر یہ پرائیویٹ ممبرز بل ہوگا تو پھر ممبر کی definition میں یہ چیز آ سکتی تھی جو حاجی صاحب بتلا رہے ہیں - جب گورنمنٹ بل ہے تو اس میں کسی صورت بھی issue کو confuse نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلے میں رولز بڑے واضح ہیں -

Mr. Deputy Speaker. Haji Sahib, according to the requirements of (j) and (m) of the introductory chapter of the Rules of Procedure and Rule 79, there is no weight in your point of order and therefore, that stands ruled out.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, as you have given a ruling, so it is binding upon us to bow before it, but I think it is not according to the rules and laws.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1973ء مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

سید تابش الوری - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ، میں آپ کی توجہ رول 169 کی طرف مبذول کراؤں گا :

کسی تحریک یا ترمیم کے ذریعے کسی ایسے معاملے کو قبل از وقت اسمبلی میں بحث کے لئے پیش نہیں کیا جا سکتا جسے اسمبلی میں زیر غور لانے کے لئے قبل ازیں فیصلہ کیا جا چکا ہو - اور اس پیش جوئی کی بنا پر کسی تحریک کے بے ضابطہ ہونے کا تعین کرنے میں سپیکر اس امر کو ملحوظ رکھے گا - کہ اس معاملے کا جس کے متعلق پیش جوئی کی جا رہی ہے کسی معقول مدت کے اندر اندر اسمبلی میں زیر بحث لایا جانا کسی حد تک اغلب ہے -

جناب والا - یہ مسودہ قانون متعلقہ کمیٹی کو سپرد کر دیا گیا تھا اور ایک خاص مدت کا تعین بھی کر دیا گیا تھا جس کے دوران یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جانی تھی - لیکن چونکہ ابھی تک اس رپورٹ کے بعد

کوئی نئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے اس فیصلہ شدہ مسئلے پر دوبارہ کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی۔

وزیر خوراک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ، آپ رولنگ دے چکے ہیں اس کے بعد بھی آپ انہیں اس مسئلہ پر بحث کرنے کا موقع دے رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کس رول کا حوالہ دے رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں نے رول 169 کا حوالہ دیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ آپ کی رولنگ کی موجودگی میں پھر اس issue پر کوئی دوسرا رول refer نہیں کیا جا سکتا اور یہ ان کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں منظور احمد وہل ۔

میاں منظور احمد وہل ۔ جناب والا ۔ کئی روز سے چائے کا وقفہ نہیں ہوا ۔ 11 بج چکے ہیں اور آج کام بھی کافی کر لیا ہے اس لئے آج چائے کا وقفہ کر دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ پہلے موشن تو پیش ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے اس سے پہلے تو یہ ترامیم والی motions آئیں گی ۔ وہ ہوں گی اس کے بعد پوسبل discuss ہوں گے اس کے بعد موشن آئے گی۔ ابھی تو اس میں بڑی دیر ہے اور کافی وقت لگے گا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس لئے میں نے میاں منظور احمد وہل کا نام لیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پرسوں آپ نے فراخدلی سے کام لیتے ہوئے 9 بجے ہی چائے کا وقفہ کر دیا تھا آج تو 11 بج گئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ابھی تھکے نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ لیکن جناب ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپ تھک گئے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل کیا آپ اپنی ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ چائے کا وقفہ مانگا تھا آپ نہیں دے رہے تو پھر میں اپنی ترمیم پیش کرتا ہوں :

Sir, I move :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment). Bill 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

Mr. Deputy Speaker. The motion moved is :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment). Bill 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir I move :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill, 1973, be circulated for the purpose eliciting opinion thereon by 15th November, 1973.

Mr Deputy Speaker. The motion move is :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) Amendment) Bill,

1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th November, 1973.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Syed Tabish Alwari. Sir I move :

That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th October, 1973.

Mr. Deputy Speaker. The motion moved is :

That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th October, 1973.

Minister for Law. I oppose it.

Sheikh Aziz Ahmed. Point of order Sir. There are three motions which have been moved for circulation to elicit opinion thereon, and after that there are three motians to be referred to the Select Committee, I would request that they must be put together and voted separately.

Mian Manzoor Ahmed Mohal. Not at all Sir,

Sheikh Aziz Ahmed. Sir, I have raised a point of order and I may kindly be given the opportunity to speak. There is a ruling by Mr. Speaker that they must be moved together, and voting would be held separately. It has been decided by this House.

Mian Manzoor Ahmed Mohal. That was about Select Committee and what we are doing is about eliciting public opinion.

Sheikh Aziz Ahmed. Let me explain and elaborate my point.

میاں خورشید انور - کوئی پوائنٹ ہی نہیں ہے -

شیخ عزیز احمد - جناب والا - اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ موشن جو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے دی گئی ہو اس کے ساتھ ہی اس بل کو Select Committee کے سپرد کرنے کی motions ہوں تو وہ ایک ہی وقت پر move کی جائیں گی - ان پر تقاریر اسی طریقے سے ہوں گی - لیکن ان پر ووٹنگ علیحدہ ہو گی - اس مسئلے پر پہلے سپیکر صاحب رولنگ دے چکے ہیں اور یہ بات اس ہاؤس کی پریکٹس میں آ چکی ہے - اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بھی پیش ہو جائیں اس کے بعد تقاریر ہوں -

میاں خورشید انور - ایہہ پرانی گل اے کوئی نویں گل دسو -

میاں منظور احمد وٹو - جناب والا - اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ یہ تینوں تحریکیں رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے تھیں - اس سے پہلے یہ ہوا کرتا تھا کہ اگر میری نمبر ایک ہے تو پہلے میں پیش کرتا تھا اس پر تقریر کرتا تھا اور پھر اس پر ووٹنگ ہوتی تھی - پھر جس کسی اور کی ترمیم ہوتی تھی وہ پیش کرتا تھا اور اس پر تقریر کرتا تھا اور پھر اس کے بعد اس پر ووٹنگ ہوتی تھی اس کو adjust کیا گیا تھا یہاں پہلے پڑھ دی جائیں پھر ایک ایک کر کے ان پر تقاریر ہو جائیں -

میاں خورشید انور - سپیکر صاحب نویں - نویں ای فیصلے تے رولز وی بدل گئے نیں -

شیخ عزیز احمد - حاجی صاحب کہہ دیں کہ یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا تو میں اپنا اعتراض واپس لے لیں گا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - شیخ صاحب قاعدہ 81 (2) (الف) اس سلسلہ میں بڑا واضح ہے یا تو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے یا Select Committee

کے لئے کوئی رکن تحریک کر سکتا ہے ۔ اس وقت چونکہ سب اکٹھی آ گئی تھیں اس لئے سپیکر صاحب نے وہ راستہ اختیار کیا تھا ۔ ممبرز کے لئے یہ ہے کہ کسی ایک تحریک کے لئے بھی move کر سکتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے ترمیم دی ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے تاکہ اس پر عوام کی رائے معلوم کی جا سکے ۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ابھی اس بل کو ایکٹ بنے ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں لیکن پھر بھی اس میں دوسری ترمیم آ گئی ہے وہ کیوں ؟ وہ اس لئے کہ ہم کوئی بھی قانون بناتے وقت پہلے اس کو اچھی طرح سے زیر غور نہیں لاتے ۔ عوام کی تکالیف کو ہم مد نظر نہیں رکھتے ۔ کبھی یہ نہیں دیکھتے کہ یہ کن اصولوں کے لئے بنایا گیا ہے اور اس بل کو ایکٹ میں منتقل کرنے کے لئے ہمیں کون کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ۔ تو جناب والا میری عرض یہ ہے کہ یہ ایک جمہوری حکومت ہے ۔ عوامی حکومت ہے عوام کو ہم اس میں بہت وزن دیتے ہیں ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے پبلک میں مشتہر کریں تاکہ 15 اکتوبر تک وہ اپنی رائے دے دیں اگر اس میں کوئی نوک پلک رہ گئی ہو تو وہ بالکل درست کر کے اسے اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے ۔ اس سلسلے میں میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی فرد یا ایوان کا معزز رکن اختلاف نہیں رکھے گا کہ جو بھی قانون کسی ملک کسی صوبے یا کسی قوم کے مفاد کے لئے نافذ کئے جاتے ہیں ان میں اولیت اس چیز کو دی جاتی ہے کہ وہ قانون مفاد عامہ کے تحت ہو اسے عوام کی تائید حاصل ہو ، حمایت حاصل ہو اور وہ ہر لحاظ سے ایک جامع قانون ہو ۔ تو یہ تین بنیادی شرائط ہر قانون کے بنانے اور اس کے نفاذ کرنے کے لئے ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ ہم بار بار یہ دیکھ چکے ہیں کہ اس ہاؤس

میں اکثر ایسے قوانین پیش کیے جاتے ہیں جن کو پہلے آرڈیننس کی شکل میں نافذ کر دیا جاتا ہے اور پھر اس ایوان کا انگوٹھا ثبت کرانے کی کوشش کی جاتی ہے پھر اس حد تک تحریکیں پیش کی جاتی ہیں کہ قواعد کو معطل کردیا جاتا ہے اور ایسی چیزیں جن پر اس ہاؤس کی اہم ترین کمیٹیوں کو چھان بین کرنے کا حق حاصل ہے ان کو موقع نہیں دیا جاتا کہ وہ ان پر چھان بین کر سکیں۔ اگر ان کے پاس قانون چلا بھی جائے تو جناب والا ان کمیٹیوں کی رپورٹوں کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ان کو موقع نہیں دیا جاتا کہ وہ قانون کی اچھائیوں یا برائیوں کی اچھی طرح چھان بین کر لیں ان کو دیکھ لیں۔

Mr. Speaker. Let us not discuss either the decisions of this House or the functioning of the Committee. That is not under discussion. Let us deal with the amendment

Haji Muhammad Saifullah Khan. I am coming to that Sir, but let me tell what is the importance of this circulation.

Mr. Spaeker. We are not discussing the functioning of the committee.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I am not discussing the functioning.

Mr. Speaker. Let us proceed further.

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ یہی چیز میں گذارش کر رہا ہوں کہ اگر یہ بل مجلس قائمہ کی طرف سے چھان بین ہو کر آ جاتا ہے اور ا۔ کی رپورٹ بھی آ جاتی ہے تو ہمیں یہ موشن دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آپ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مزید متداول کرا دیں۔ اس ہاؤس میں یہ نوبت آ چکی ہے جناب والا کہ پہلے اس ہاؤس میں کافی غور و خوض کے بعد کافی ڈسکشن کے بعد یہ ایک مہینہ 15 دن ہوئے یہ قانون منظور ہوا اس کو منظور ہوئے اتنی دیر بھی نہیں گزری کہ اس قانون کی سیاہی خشک ہو اور پھر اس میں یکے بعد دیگرے ترامیم آنی شروع ہوئی ہیں۔ وہ اس لئے کہ ہم قانون بناتے وقت ایسی تمام چیزوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور

جب وہ کمیٹیوں کے پاس نہیں جاتے تو پھر ہاؤس میں اس قسم کی تجاویز دی جاتی ہیں کہ ان کمیوں او رخامیوں کو دور کیا جائے گا۔ تو پھر یہ ایک قسم کی قید ہو جاتی ہے۔ خامیوں کو دور کرانے کا پروسیجر اس بل کی حدود کے اندر نہیں لہذا اس کے لئے دوسرے قوانین بنانے پڑتے ہیں ۔ جناب والا۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ یہ قانون ایک نہایت ہی اچھے مقصد کے لئے بنایا جا رہا ہے ۔ کچی آبادیوں کو اس میں شامل کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے ۔ کچی آبادیوں کے لئے زمین حاصل کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے تو یہ ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker. Now you are discussing merits. There will be a good occasion for that.

Haji Muhammad Saifullah Khan. But Sir, I have to give the importance of my motion that why it should be circulated.

Mr. Speaker. Let us restrict ourselves to the amendment.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس پرجناب والا بات کر رہا ہوں ۔ کیا میں یہی کہتا رہوں کہ اس کو سرکولیٹ کرو ۔ میں نے اپنی اس تحریک پر دلائل پیش کرتے ہیں اور اس کی اہمیت کو بیان کرنا ہے کہ کیا ضرورت ہوئی کہ اس کو سرکولیٹ کرایا جائے او عوام کے پاس اس کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھیجا جائے ۔ ہم فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں کہ یہ بل اس قابل ہے کہ اس کو عوام کے پاس بھیجا جائے ۔ تو اس چیز کی اہمیت بتانی پڑے گی ۔ پروسیجر کی طور پر نہیں جائے گا ۔ جناب والا ۔ تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ بہت اہم بل ہے ۔ اس میں کچی آبادیوں کے لئے زمین حاصل کرنے کا سوال ہے کہ وہ ایک نارمل پروسیجر کو چھوڑ کر دوسرا خاص پروسیجر جو ہم نے ہاؤسنگ سکیم کے لئے بنایا ہوا ہے اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری اراضی اس میں لی جائے ۔ اب جناب والا ۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اس بل کو ہرگز ہرگز عوام کی تائید حاصل نہیں ہے وہ اس لئے کہ کچی آبادیوں کا آرڈیننس اور وہ مارشل لا ریگولیشن جس کے تحت کچی آبادیوں کو ڈیکلیر کرنے کا

ریگولیشن نافذ کیا گیا تھا اس کو نافذ ہوئے ڈیڑھ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کون سی ضرورت لاحق ہوئی اور ڈیڑھ سال کے عرصہ میں آپ کے سامنے کیا کیا رکاوٹیں ان کے حصول کے لئے پیش آئیں کہ آپ کو یہ آرڈیننس کے نافذ کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایکٹ جو آپ اس ہاؤس میں بنوانا چاہتے ہیں وہ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے۔ اس میں آپ کے اپنے مقاصد کارفرما ہیں۔ جب آپ دھوکے کرتے ہیں کہ ہم عوام ہیں ہم رائے عامہ کا احترام کرتے ہیں تو پھر اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے کہ آپ مجلس قانیہ کو اس پر چھان بین کرنے کا موقع نہیں دیتے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اس کو عوام کے پاس ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھیج دیں تاکہ وہ اس پر اپنی پوری چھان بین کر لیں اور وہ اس کے اغراض و مقاصد بھی دیکھ لیں۔ وہ آپ کی گزشتہ کارروائیوں کو بھی دیکھ لیں۔ آپ نے ان کے لئے کارہائے نمایاں جو کچی آبادیوں کے لئے سرانجام دئے ہیں ان کو بھی سامنے رکھیں پھر اگر وہ آپ کو یہ حق دیدیں تو آپ اس کو ہاؤسنگ سکیم میں شامل کر دیں۔ اگر آپ ایسا کر دیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے لئے یہ جامع اور کامل قانون ہوگا اور اگر آپ اس چیز کو اہمیت نہیں دیتے اور عوام کو اعتماد میں نہیں لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ لیجسلیشن کے بارے میں قیمتی وقت صرف کرنا اور عوام کی رائے کو نظر انداز کرنا درست نہ ہوگا یہ کوئی جمہوری فعل یا جمہوری روایت نہ ہوگی۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ جب ہاؤسنگ اینڈ ایکیوزیشن کا یہاں بل پیش کیا گیا تھا تو ہم آپ کو گواہ بنا کر یہ کہتے ہیں کہ اس وقت بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرانے کے لئے مشتہر کرایا جائے تاکہ اس کے تمام پہلو سامنے آ جائیں۔

Mr. Speaker : We are not discussing that Bill as a whole. We are only concerned with the present

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے اس وقت بھی یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایسا جامع بل بنایا جائے اور اس ہاؤس

کے ذریعے اس کی منظوری حاصل کی جائے جس میں روز۔ تبدیلیاں اور ترامیم پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئے ، لیکن ہماری اس درخواست کو در خور اعتنا نہ سمجھا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ چند ہفتوں کے اندر اندر دو ترمیمی بل اس ایوان کے سامنے لائے جا رہے ہیں ۔ ان میں سے ایک بل ہمارے سامنے زیر غور ہے جس میں کچی آبادیوں کی ڈیولپمنٹ کے سلسلے میں ایک خاص امتیاز دینے اور ایک متعلقہ دفعہ کی تعریف کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے ترامیم پیش کی جا رہی ہیں ۔ جہاں تک جناب والا ۔ اس مقصد کا تعلق ہے کہ کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے اقدام کئے جائیں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کچی آبادیوں کے سلسلے میں جو عظیم اعلانات کئے جاتے رہے اور لوگوں کو حسین خواب دکھائے جاتے رہے وہ کہاں تک پورے ہو رہے ہیں اور غریب لوگ غلیظ جگہوں پر کسی طرح غیر انسانی زندگی بسر کر رہے ہیں اس ضمن میں زبردست پراپیگنڈہ کیا گیا کہ ہم ان کی حالت بہتر بنائیں گے لیکن جناب والا ۔ ان کی حالت ابھی تک نہیں بدلی اور وہ بدستور غیر مہذب اور غیر انسانی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ۔ جناب والا یقیناً ہم اس بات کو سراہتے ہیں اور اس کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ آبادیوں کے احوال بہتر بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جامع اور بہتر قانون سازی کی جائے لیکن یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھی جائے کہ قانون سازی کرتے وقت عوام کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ وہ اس بل کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھیں اور اپنی ضروریات اپنے مطالبات اور اپنی مشکلات کے پس منظر میں ایسی تجاویز بھی پیش کر سکیں جنہیں اپنا کر ہی ایک جامع صورت میں مالذ بنایا جا سکے اور غریب لوگوں کی حالت کو زیادہ بہتر بنایا جا سکے ۔ اگر بنانے والا اس مرحلے پر ہماری اس درخواست کو منظور نہ کیا گیا اور یہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے یہ بل متداول نہ کرایا گیا تو اس کے بہت سے پہلو تشنہ تکمیل رہ جائیں گے اور مبینہ خامیوں کو دور کرنے کے لئے مزید قانون سازی کا ایک تسلسل قائم رہے گا ۔ اس ایوان کا پاس کردہ بل ، قانون کی حیثیت سے ایک مقدس حیثیت رکھتا ہے ۔ اس تقدس کو روز روز مجروح کرنا کسی طور پر کوئی اچھی پارلیمانی روایت نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ بل ایک

بے حد ناگفتہ بہ حالت رکھنے والی عظیم آبادی سے متعلق ہے جسے زیر غور لانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کی رائے معلوم کر لی جائے جو اس سے کسی نہ کسی طور پر متاثر یا بہرہ مند ہو سکتے ہیں ۔ اگر کچی آبادیوں کی حالت کو بہتر بنانا ہے اگر واقعی ان کو مالکانہ حقوق منتقل کرنے ہیں اور اگر ایانداری کے ساتھ حقیقتاً ان کے حالات و مقتضیات کے مطابق کوئی منصوبہ بندی کرنی ہے تو پھر یہ سب کچھ انہی کے مشوروں سے ہونا چاہیے اور انہیں کی تجاویز کے مطابق انہیں زیر عمل آنا چاہئے۔ کیونکہ اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ جو بھی ریگولیشن نافذ ہوئے ہیں اور قانون بنائے گئے ہیں ان کا عملاً کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اگر اب بھی ہم نے اسی طرح کی ناقص نامکمل اور غیر مؤثر قانون سازی کا سلسلہ جاری رکھا اور رائے عامہ کو اعتماد میں لئے بغیر اپنے فیصلے صادر کرتے رہے تو نہ صرف یہ کہ عوام میں بے اطمینانی و بے چینی کی موجودہ فضا اور زیادہ گہری اور وسیع ہوتی چلی جائے گی بلکہ ہم اپنا قیمتی وقت اور سرمائے کا ضیاع بھی کریں گے اور اس ایوان کی رسوائی اور بدنامی کا سامان بھی فراہم کریں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ کے توسط سے پورے ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ اس بل کو جو حقیقتاً ایک اہم مقصد کے لئے اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر - وزیر قانون

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیمی بل جو اس وقت زیر غور ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی طور پر اس کی مخالفت کی جائے یا یہ کہہ دینا کہ ہم صوبے کے غریب عوام کے حامی ہیں ۔ ہم ان کے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں ۔ ہم ان کے مفادات کا تحفظ کریں گے ۔ لیکن پھر اسی لمحے یہ بھی کہہ دینا کہ ایسا کوئی قانون اس ایوان میں نہ بنایا جائے جس قانون کے تحت غریب لوگوں کو جو کچی آبادیوں میں رہتے ہیں انہیں حق ملکیت دئے جا رہے ہوں ۔

Mr. Speaker : I have not permitted them to discuss the

merits and I hope the Minister will restrict himself either to the three motions or to the speeches made by the movers.

وزیر قانون - جناب والا - میں انہیں کا جواب دے رہا ہوں - یہ کچی آبادیوں کے مکینوں کی بات کی گئی ہے -

Mr. Speaker : In my presence it was not said.

وزیر قانون - جناب والا - ابھی بات کی گئی ہے - جناب کے بعد وہ میرے ساتھ بات کر رہے تھے -

سید لائق الوری - ذاتی نکتہ وضاحت - جناب والا - ہم میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے قانون سازی نہ کی جائے - یہ ایک صریحاً غلط بیانی ہے - ہم نے کہا ہے کہ یہ بل اہم ہے - ہم اس کے مقاصد کی تائید کرتے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - انہوں نے کہا ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں نے جلوس نکالے - انہوں نے شکریہ ادا کیا - لیکن ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے - تو یہ بات غلط کی گئی ہے - میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے ایوان کو اعتماد میں لینا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - جیسا کہ آپ نے رولنگ دی ہے کہ معزز وزیر اس حد تک جواب دیں جس حد تک محرک کی بات کا تعلق ہے - لیکن اس کے باوجود وہ تقریر فرما رہے ہیں - یہ بات غلط ہے - میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا اپنا کام اس سے suffer ہوگا اور یہ قانون سازی نہیں کرا سکیں گے -

وزیر قانون - جناب والا - یہاں پر اس ایوان میں یہ بات کی گئی ہے تو جہاں تک کچی آبادیوں کے مکینوں کی حالت درست کرنے کا تعلق ہے اور اگر رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے آپ اس بل کی ترمیم قبول کرتے ہیں - تو پھر رائے عامہ صاف واضح ہے - غریب لوگ جو کچی آبادیوں میں رہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کے لئے بجلی کا بندوبست ہو لہٰذا آپ کا صحیح

بنلاوینسٹ ہوا ۔ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنائے ۔ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ فوری طور پر یہ تمام تدابیر جو ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے اقدامات کئے جائیں۔ پھر یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا ایک لازمی جزو بھی ہے ۔ عوام کے ساتھ قائد عوام کا عہد تھا اس لئے یہ بات کی گئی ہے کہ آرڈیننس لائے جا رہے ہیں اور اسی لئے یہ آرڈیننس لایا گیا تھا اور اس میں یہ ترمیم بڑی ضروری محسوس کی گئی ہے کہ ہم عوام کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو پورا کریں ۔ جہاں تک متروکہ اراضی کی کچی آبادیوں کا تعلق ہے وہاں حقوق ملکیت دئے گئے ہیں ۔ دوسری ایسی اراضیات جو کہ متروکہ اراضیات نہیں ہیں لیکن slums ہیں کہ جہاں پر حالات کا درست کیا جانا اشد ضروری ہے ۔ جہاں بیماری کا خطرہ ہے ۔ جہاں پر کہ sub-human condition میں غریب لوگ رہ رہے ہیں ان کے مفادات کو تحفظ دینے کے لئے ترقیاتی منصوبوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے یہ ترمیمی بل پیش کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میری رائے میں یہ بالکل مناسب نہیں ہوگا کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے اس بل کو مزید التوا میں ڈالا جائے یا کوئی ایسی delay کی بات کی جائے ۔

سید ثابش الوری ۔ رائے عامہ سے آپ خوف زدہ کیوں ہیں ؟

وزیر قانون ۔ رائے عامہ بڑی واضح ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill,

1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th November, 1673.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the Punjab Acquisition of Land (Housing) (Amendment) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th October, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Any member who has moved a motion earlier cannot move the subsequent motion and all the three movers have moved motions for eliciting opinion. Therefore, other motions cannot be moved by them.

حاجی محمد سیف اللہ خان - آپ سے رولنگ آ چکا ہے -

Mr. Speaker : The member is well aware of my ruling in the previous session.

Haji Muhammad Saifullah Khan : A new ruling has been given by the Acting Speaker in this session.

Mr Speaker : Does the member want a fresh ruling ?

حاجی محمد سیف اللہ خان - آج ہم نے ایسی رولنگ ہاؤس میں لے لی ہے اور سپیکر صاحب سے رولنگ لی ہے -

شیخ عزیز احمد - جناب والا - رولنگ یہ ہے کہ اکٹھی تجاویز move کی جائیں - بحث کے بعد ووٹنگ علیحدہ علیحدہ ہو جیسا کہ پہلے فیصلہ ہو چکا تھا لیکن رولز 81 یہ provide کرتا ہے -

Mr. Speaker : You need not tell him. This has already been discussed threadbare.

Before we go on to Clause 3, let us discuss the principles. Mian Khurshid Anwar, please.

سید تابش الوری - جناب والا - میری تحریک کے سلسلے میں جناب سپیکر نے فیصلہ کیا تھا کہ الگ الگ take up کریں گے -

مسٹر سپیکر - الگ الگ take up کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ترمیم take up نہیں ہو سکتی ہے وہ بھی take up کی جائے گی -

سید تابش الوری - جناب - یہ قصور آپ کے عملے کا ہے جنہوں نے ہماری تحاریک کو الٹ پلٹ کر دیا - یعنی جو پہلے آنی چاہیے تھیں انہیں بعد میں کر دیا اور جو بعد میں آنی چاہیے تھیں انہیں پہلے کر دیا -

Mr. Speaker : The Member could have requested the Speaker to take them up first but from what I have learned this was not the request. The request was that they may be taken up together.

سید تابش الوری - جناب والا - یہ شیخ عزیز احمد صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ ان کو ایک ساتھ take up کیا جائے - لیکن جناب سپیکر نے کہا کہ ایک ساتھ take up نہیں کیا جا سکتا - میں الگ الگ take up کروں گا -

Mr. Speaker : Provided they can be taken up. Provided the rules permit it.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - کس قاعدہ کے تحت سلیکٹ کمیٹی کی تحریک carry out نہ ہونے کے بعد پیش نہیں ہو سکتی- اس قاعدے کا حوالہ تو فرما دیں -

Mr. Speaker : Please see Rule 81 (2) (a) which is as under.

> if the member-in-charge moves that his Bill be taken into considera-

tion, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion ;

Either he can move this or the other. or be circulated— —"

حاجی محمد سیف اللہ خان - مثال کے طور پر میں رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں - کوئی دوسرا معزز ممبر ایک سیلیکٹ کمیٹی کے لئے چاہتا ہے -

Mr. Speaker : 'Or' is very clear.

حاجی محمد سیف اللہ خان - اگر "and" آجاتا تو یہ obligation ہو جاتی - یہ دونوں کے لئے لازمی ہے 'or' دیا بھی اسی لئے ہے کہ ہم چاہیں - تو وہ دیں چاہیں دونوں دیں -

مسٹر سپیکر - دونوں پیش نہیں ہو سکتیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - "Or' does not mean bar and" آ جاتا ہے - دونوں کا لازم و ملزوم ہوتا ہے -

مسٹر سپیکر - 'and' کا میں پابند نہیں ہوں یہ جنرل پرنسپل ہے وہ بات نہیں ہے -

Mr. 'A' can give a motion that this be elicited for public opinion and another member can do it for the Select Committee but the same member cannot do both the things.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - 'and' اور 'or' میں فرق آ جاتا ہے اگر 'and' ہوتا تو ہمیں دونوں دینی پڑتیں - "or" option ہے ایک دیں یا دونوں دیں جونسی مرضی دیں یہ واضح رول ہے اس کو اس

طرح interpret نہ فرمائیں ۔ پہلے بھی ہوتا رہا ہے اور اس میں صاف دیا ہوا ہے یا یہ دے یا وہ دے۔ ایسا نہیں کہ ان میں سے ایک دیں ۔ اگر ہوتا تو "any" کا لفظ ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ضروری نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ 'and' آتا تو دونوں کے لئے لازمی ہو جاتا ۔ 'or' سے مراد ہے کہ ایک دیں یا دونوں دیں ۔

Mr. Speaker: Even a singular will include plural. That is a general principle of interpretation.

میں نے دیکھا ہے ۔

Either a member can move that this be referred to the Standing Committee or Select Committee or he may move that it be circulated for eliciting opinion thereon.

تجربے کے بعد قائل ہو جاؤں تو میں کہہ نہیں سکتا ۔ آج نہیں ہو سکتا ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ قائل رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پچھلے سیشن کی کارروائی اٹھا کر دیکھیں ۔

This is how we have been proceeding during the last session.

سید ثابش الوری ۔ آپ بھول گئے ہیں ۔ قانون سازی میں ایسا نہیں ہوا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ قانون سازی میں وثوق سے فرمایا تھا کہ دونوں موشن اکٹھی پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ہوتا رہا ہے کہ ممبران نے سلیکیٹ کمیٹی کی موشن دی ہوئی تھیں اور پبلک opinion کے لئے move نہیں کیا تھا ان کو صرف سلیکٹ کمیٹی کے لیے لیتے رہے ہیں ۔ جنہوں نے سلیکیٹ کمیٹی نہیں کیا وہ پبلک opinion کے لئے take-up ہوتی رہی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا میں آپ کو ریکارڈ سے ایسی کئی مثالیں دے سکتا ہوں -

Mr. Speaker : That was at a very initial stage. After that only one motion can be moved by a member.

سید ناہش الوری - اس وقت آپ اپنا رولنگ محفوظ کر دیں -

مسٹر سپیکر - میں کیسے کر دوں اب تو subjective چیز نہیں ہے -

I am sure that when you would look into it, you will agree that this is what I have been doing. Yes, Mian Khurshid Anwar.

میاں خورشید انور - جناب والا بار بار وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ وہ اس قانون کے ذریعے اور اس ترمیم کے ذریعے اپنی پارٹی کے وعدوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے غریب عوام سے ووٹ لیتے وقت کئے تھے یعنی روٹی کپڑا اور مکان مہیا کیا جائے گا - مجھے افسوس ہے کہ حکومت بنے تقریباً دو سال ہو چکے ہیں اور الفاظوں کے ہیر پھیر میں عوام کو الجھا رکھا ہے - قانونی موشگافیوں کے ہیر پھیر میں الجھا رکھا ہے -

مسٹر سپیکر - میں کسی کی تقریر میں دخل نہیں دیا کرتا لیکن جو ترمیمی بل زیر غور ہے اس پر بحث کریں -

Let us not discuss principles of the main Act.

میاں خورشید انور - میں نے جنرل پرنسپل کی مخالفت کی ہے - ترمیم پر بھی بولوں گا -

مسٹر سپیکر - کس چیز کی مخالفت کی ہے -

میاں خورشید انور - اس ترمیم کی -

مسٹر سپیکر - پرنسپل آف دی بل پر بحث کریں - سارے بل پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں -

میاں خورشید انور - میں اسی پر آ رہا ہوں -

جناب والا - عرصہ ہو گیا کہ وہ لوگوں کو یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ہم قانون لا رہے ہیں - بڑی جلدی لوگوں کو مکانات کے لئے جگہ دی جائے گی - مجھے افسوس ہے کہ مختار احمد اعوان صاحب نے فرمایا کہ لوگ بجلی چاہتے ہیں ایرکنڈیشنڈ مکانات چاہتے ہیں - ان کو پتہ نہیں کہ لوگوں کے کیا مطالبے ہیں وہ اپنے سر چھپانے کے لئے جگہ چاہتے ہیں - بے گھر لوگوں کو جگہ دیں - وہ خود مکانات بنا لیں گے - اگر حکومت اس قانون سازی کے تحت لوگوں کا بنیادی مسئلہ حل کرنا چاہتی ہے تو اسے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا ہوگا - عام شہروں میں اس وقت سرکاری رقبہ بہت بڑی تعداد میں حکومت کے پاس موجود ہے - اگر حکومت چاہے تو سکیم بنا سکتی ہے اور لوگوں کو پلاٹ دے سکتی ہے - مکان بنا کر دئے جا سکتے ہیں لیکن آج ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور بار بار قانون سازی کا بہانہ بنا کر اس اہم ترین سکیم کو معرض التوا میں رکھا جا رہا ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کس پر بحث کر رہے ہیں -

میاں خورشید انور - میں موجودہ ترمیمی بل کی طرف آ رہا ہوں - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ ترمیمی آرڈیننس کس طرح نافذ کیا گیا اس کی فوری طور پر کیا ضرورت محسوس کی گئی - ایک دن مرکزی وزیر اچانک تشریف لائے اور انہوں نے بڑی جلدی گورنر ہاؤس میں افسران کو طلب کیا اور حکم دیا کہ دو گھنٹے کے اندر ترمیمی آرڈیننس مکمل کرکے دیا جائے -

جناب والا - اس میں بھی ایک بڑا نقص رہ گیا ہے - میں اس کی طرف آ رہا ہوں - اگر آپ کے وزراء صاحبان یا آپ کی حکمران پارٹی اتنی جلدی میں آرڈیننسوں کے ذریعے متعلقہ محکموں کو حکم نہ دیتی تو میرا خیال ہے کہ جو ترامیم ہم نے آج پیش کی ہیں ان کی نوبت نہ آتی - جناب والا - اس قانون میں کہا گیا ہے کہ آٹھ (8) کنال تک کے پلاٹ کو develop کرنے کے بعد ان کے اصل مالکوں کو نہیں دئے جائیں گے بلکہ ان کی قیمت دی

جائے گی ۔ اگر آپ وہ پلاٹ کسی مفاد عامہ کے کام کے لئے جیسے سکول بنانے مطلوب ہیں ۔ وہاں ہسپتال بنانا مطلوب ہے ۔ وہاں سے کوئی سڑک گزرے گی تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس صورت میں آپ کس طرح ان لوگوں کو ان کی پسند کے مطابق پلاٹ دے سکتے ہیں ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اتنی جلد بازی میں یہ نقص رہ گیا ہے ۔ اس لئے اگر حکومت واقعی لوگوں کا بنیادی مسئلہ حل کرنا چاہتی ہے تو اطمینان سے بیٹھ کر ایک جامع پروگرام یا منصوبہ بنا کر اس کے مطابق قانون سازی کر سکتی تھی ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا پہلے بھی اس سلسلے میں جلد بازی کے تحت ایک آرڈیننس اس ایوان میں پیش کیا گیا اور اسے جلدی جلدی پاس کرانے کی کوشش کی گئی ۔ آج پھر اس میں ایک ترمیم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ آپ کے بھی علم میں ہوگا کہ چند دنوں کے بعد یہاں ایک اور آرڈیننس پیش ہوگا کہ اس کی ترقی کے لئے ان پروگراموں پر عملدر آمد کے لئے پاکستان کنسٹرکشن کمپنی کے نام پر ایک فرم بن چکی ہے اور غالباً وہ بھی اس میں ترمیم کی صورت میں آ رہی ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جلد بازی کی بجائے حکومت کو چاہئے کہ ایک ہی دفعہ تسلی سے بیٹھ کر ۔ اپنے تمام وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ایک جامع منصوبہ بنائے اور اس کے مطابق قانون سازی کی جائے ۔ اگر آپ جلد بازی میں اسی طرح کام کرتے رہیں گے ۔ آج یہ ترمیم لے آئے ہیں ۔ کل آپ کچھ اور ترمیمیں پیش کریں گے ۔ اس لئے میں اس کی شدید مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس بل کے اغراض و مقاصد کا تعلق ہے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس کے اغراض و مقاصد سے کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ جہاں تک اس بل کے مندرجات کا تعلق ہے ۔ جہاں تک سابقہ کارگردگی کا تعلق ہے ۔ جہاں تک

حکومت کے گزشتہ کردار کا تعلق ہے اس پر مجھے لازمی اور لازمی اعتراض ہے ۔ کیونکہ جو کچھ اغراض و مقاصد میں بیان کیا گیا ہے وہ تمام تر توقعات اور وہ تمام تر ضروریات اس بل کے مندرجات میں نہیں ہیں ۔ اغراض و مقاصد میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم ان کچی آبادیوں کے لئے جن کے مکینوں کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہیں ۔ جو وہاں بغیر کسی مالکانہ حقوق کے رہتے ہیں اور موجودہ صورت میں ناجائز قابضین ہیں انہیں مالکانہ حقوق بھی دلائیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ تو اغراض و مقاصد میں ہے ۔ اگر انہیں اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر قانون سازی کی جاتی اور اس میں انہی کے مطابق پروویژنز رکھی جاتیں تو میں سمجھتا کہ واقعی آپ غریب عوام کے لئے کچھ سوچ اور سمجھ رہے ہیں ۔ آپ نے ان اغراض و مقاصد میں یہ بتایا ہے کہ ہم انہیں اس ترمیم کے ذریعے مالکانہ حقوق دلائیں گے ۔ ہم وہ عام طریقہ کار اختیار نہیں کریں گے کہ جو لینڈ ایکویزیشن ایکٹ کے تحت سالہا سال کی کارروائیوں کے بعد ہوتا ہے ۔ ہم انہیں ایک نہایت سادہ طریق کار کے تحت کر سکتے ہیں۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کورم پورا نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ 48 ممبر موجود ہیں ۔ ایوان میں کورم پورا ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ اغراض و مقاصد یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ ہم کچی آبادیوں کی ان زمینوں کو حاصل کرنے کے لئے اس قانون کو استعمال کریں گے جن کے مالکانہ حقوق ان کے مکینوں کو حاصل نہیں ہیں ۔ اور جب اصل بل دیکھا جاتا ہے ۔ جب اس کے مندرجات دیکھے جاتے ہیں تو اس بل کا اطلاق صرف اسی صورت میں سکیم پر ہوگا ۔

A scheme for the improvement of any area notified as 'Kachi abadi' for the purpose of this Act by the Government in the official gazette.

آپ خود ایک ماہر قانون دان ہیں اور آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایک کچی آبادی جس کے مکینوں کو ابھی مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوئے جس کی زمین کسی دوسرے کی ہے ۔ اسے اگر آپ کچی آبادی قرار دے بھی دیں تو وہ کچی آبادی تو قرار پا جائے گی لیکن جب اس کی زمین کے حصول کا سوال ہوگا تو اس اصل کچی آبادیوں کو۔اس علاقے کو جسے آپ کچی آبادی قرار دے رہے ہیں اور وہ زمین جو وہاں کے مکینوں کے تصرف میں ہے وہ پھر بھی آپ کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت حاصل کرنی پڑے گی ۔ اس قانون کے تحت اگر آپ کوئی زمین لے سکیں گے یا کوئی چیز لے لیں گے تو وہ صرف ڈویلپمنٹ کے لئے لیں گے ۔ آپ سکول کھولنا چاہتے ہیں ۔ آپ ان کے لئے ہسپتال کھولنا چاہتے ہیں ۔ آپ دوسری قسم کی کوئی چیز بنانا چاہتے ہیں ۔ آپ ڈرینج اور سیوریج بنانا چاہتے ہیں ۔ کھیل کا میدان بنانا چاہتے ہیں ۔ تفریحی میدان بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تو آپ کا یہ قانون نافذ ہو جائے گا ۔ وہ تو آپ حاصل کر لیں گے اور اصل کچی آبادی ہی لینی مقصود ہو جہاں وہ لوگ رہتے ہیں ۔ جہاں انہوں نے جھونپڑے بنائے ہوئے ہیں ۔ جہاں انہوں نے مکان بنائے ہوئے ہیں اور جن کے مالکانہ حقوق انہیں حاصل نہیں ہیں تو اس کے لئے آپ نے اس قانون میں کونسی گنجائش رکھی ہے ۔ آپ نے تو واضح کر دیا ہے ۔ آپ یہ لکھتے ہیں۔

for 'Kachi Abadi' or for its improvement.

آپ قانون سازی میں اس سے بڑھ کر اور عوام کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے ۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی فریب نہیں دیا جا سکتا ۔ اس سے بڑھ کر ان کے ساتھ غلط بیانی نہیں کی جا سکتی کہ ایک طرف آپ انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم آپ کو مالکانہ حقوق دلائیں گےاور دوسری طرف آپ وہ پروویژنز نہیں رکھتے۔ اصل کچی آبادیوں کو آپ شامل نہیں کر رہے بلکہ آپ نے صرف ان کی امپروومنٹ کے لئے اس میں گنجائش رکھی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اغراض اور وہ مقاصد جن کے لئے اس قسم کا قانون بننا چاہئے۔ جس کے تحت اس ہاؤسنگ ایکویزیشن ایکٹ کی پروویژنز

کو اس پر نافذ کرنا چاہئے اور جو اصل میں آپ نے حاوی نہیں کیں ۔ ان کو مالکانہ حقوق دلانے کے لئے آپ نے حاوی نہیں کی ۔ ایک آدمی جسے آپ گھر نہیں دلا سکتے ۔ جس کی زمین کے اس قانون کے تحت آپ مالکانہ حقوق نہیں دلا سکتے ۔ اسے اس سے کیا فائدہ ہے اگر وہاں آپ باغات بنا دیں ۔ آپ ان کے ساتھ سیوریج بنا دیں یا دوسری قسم کی سکیمیں آپ نافذ کر دیں ۔ سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت تھی وہ یہ اختیار حاصل کرنا تھا کہ وہ علاقے جنہیں آپ کچی آبادیاں قرار دیں گے ان کچی آبادیوں پر ہی آپ اس قانون کا اطلاق کریں گے ۔ وہ تو آپ نے اس میں رکھا ہی نہیں ۔ تو اس صورتحال سے میں نہیں سمجھتا کہ جب یہ بل ایک قانون اور ایک ایکٹ کی شکل میں اس صوبے میں لاگو ہو جائے گا ۔ تو آپ کے وہ اغراض و مقاصد پورے ہو سکیں گے جو اس بل کے ساتھ نتھی کرکے آپ نے ہمیں دئے ہیں ۔

جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایوان اس چیز کا متحمل نہیں کہ ہر کوتاہی ، ہر خامی اور ہر غلطی کے لئے ایک نیا بل لایا جائے ، ایک نیا ایکٹ لایا جائے ، ایک نیا آرڈیننس نافذ کیا جائے اور عوام کا قیمتی سرمایہ اس طریقے سے ضائع کیا جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کی نیت درست ہے ، اگر آپ ان لوگوں کوحقوق دلانا چاہتے ہیں ، اگر آپ انہیں مالک بنانا چاہتے ہیں ، تو پھر قانون کو جامع بنا کر لائیے ۔

جناب والا ! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی ، اور یہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کچی آبادیوں کا ریگولیشن مارشل لا کے تحت نافذ کیا گیا ۔ انہیں آپ نے کچی آبادیاں ڈیکلیر کرنے کے لئے ، ایک خوش کن نعرہ دینے کے لئے ، ان سے جلوس نکلوایا ، ان کو آپ نے لیڈ کیا ، ان سے آپ نے نعرے لگوائے ۔ لیکن اتنے عرصے میں آپ نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ آپ نے ان کی ترقی ، فلاح و بہبودی اور مالکانہ حقوق دلانے کے لئے اس درمیانی مدت میں کیا گیا ہے ؟ ہمیشہ قاعدہ یہ ہوتا ہے اور یہ اچھی حکومت کا فرض ہوا کرتا ہے کہ جب بھی وہ کوئی نئی لیجسلیشن لائے ، تو پہلے وہ اس ضمن میں کی گئی اپنے کارروائیاں بتلاتی ہے ، اس میں حائل شدہ

دشواریوں کو پیش نظر رکھتی ہے کہ یہ ساری چیزیں اور لوازمات اگر آ جائیں تو پھر وہ باور کراتی ہے کہ باوجود ہماری کوششوں کے ، باوجود ہماری تگ و دو کے ، ہم اس کے نفاذ میں ان خرابیوں کی بنا پر کامیاب نہیں ہو سکے ۔ اگر اس قسم کی ترمیمات کر دی جائیں ، اس قسم کا قانون اور نافذ کر دیا جائے تو ہم اس میں مزید کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں گے ۔ آپ نے تو ابھی تک کچھ کیا ہی نہیں ۔ آپ نے تو اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں ان کے لیے ــ ــ ــ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ! جو امنڈمنٹ آپ لانا چاہتے ہیں ، ان پرنسپلز کو ڈسکس کرنے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں ۔ جو اس میں پرنسپلز ہیں ان پہ ذرا زیادہ دھیان دیجئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جو امنڈمنٹ میں لانا چاہتا ہوں اس کا تو میں نے ذکر ہی نہیں کیا ۔

Mr. Speaker : It appears that you have some amendments in your mind and you are discussing those amendments. You are actually discussing what you expect of the Government and not what the Government has brought before the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ قانون وہ اغراض و مقاصد پورے نہیں کرتا جو اس کے سٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز میں دیے گئے ہیں ۔ اس قانون کے contents بالکل منافی اور بالکل برعکس ہیں ۔ وہ یہ تقاضے پورے نہیں کرتا جو کہ ایک صحیح قانون اور صحیح لیجسلیشن میں غریبوں کا صحیح مداوا کرنے کے لئے لائے جا سکتے تھے اور وہ نہیں لائے گئے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون میں نہ صرف ایک بہت بڑا فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے ، بلکہ ان ذمہ داریوں سے ، ان وعدوں سے ، ان نعروں سے جو موجودہ حکومت نے عوام سے کئے تھے ، کنارہ کش ہونے کے لئے ایک عجیب ترکیب پیدا کی گئی ہے ۔ ہم ایک قانون وقتی طور پر بنانا چاہتے ہیں ، جس طرح ہم نے پہلے لیجسلیشن بنائی تھی اور اس کے بعد ہم نے

ڈیڑھ سال کا عرصہ اسی انتظار میں گزار دیا کہ ہاں ، ہم اس کے تحت کارروائی کریں گے ، اس کے تحت آپ کو ہم مالکانہ حقوق دیں گے ، اس کے تحت ہم گزشتہ تمام تکالیف کو دور کریں گے ۔ لیکن اب یہ پھر ایک نیا بل لایا جا رہا ہے ، نیا ایکٹ لایا جا رہا ہے اور ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے کہ حقوق دیں گے مگر اس کے ضمن میں قانون میں کسی قسم کا ذکر نہیں کیا گیا ، کسی قسم کی پروویژن نہیں رکھی گئی ۔ اس لحاظ سے میں اصولی طور پر اس قانون کی مخالفت کرتا ہوں ۔ محض اس بنا پر مخالفت کرتا ہوں کہ جو اغراض و مقاصد ہیں ، وہ اس میں پورے نہیں کیے گئے ۔ اگر آپ اس قانون میں واضح الفاظ میں یہ لکھ دیں کہ اس سکیم میں کچی آبادی کے حقوق دلانے بھی ہم شامل کریں گے ، صرف امپروومنٹ کی حد تک نہیں ، بلکہ حقوق مالکانہ دلانے کے لئے بھی ہم کچی آبادی شامل کریں گے ، پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس قانون میں کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن اگر اس موجودہ شکل میں یہ قانون پیش کیا جانا اور منظور کیا جانا ہے تو یہ عوام کے ساتھ ایک نیا فریب اور دھوکہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہمارے سامنے جو بل پیش کیا گیا ہے جہاں تک اس کی مقصدیت اور معنویت کا تعلق ہے ۔ اس سے تو کسی صورت اختلاف نہیں کیا جا سکتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے کا مسئلہ ایک سلگتا ہوا سنگین مسئلہ ہے جس کی وجہ سے غریب عوام انتہائی غیر انسانی حالات میں اپنے شب و روز بسر کر رہے ہیں ۔ عوام کی ایک بڑی تعداد جو غریبوں ، مزدوروں اور محنت کشوں پر مشتمل ہے ، سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے ۔ اس حکومت نے اپنے وعدوں میں ان کے حالات ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker :- The policies of the Government, as such, are not under discussion. The policy of the Government regarding the principles involved in this amendment is under discussion and I hope the member will restrict himself to that.

سید قابش الوری - جناب والا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی اس لئے ہو رہی ہے کہ اس بل میں جو اغراض و وجوہ بیان کیے گئے ہیں ، ان پر اس ہاؤس کی کچھ زیادہ نظر نہیں - جناب والا ! ان میں کہا گیا ہے :

> ان آبادیوں کے مکینوں کو بیشتر صورتوں میں
> اراضی کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہیں -
> اندریں حالات وہ اپنے علاقے کی ترقی میں
> دلچسپی لینا تو درکنار اپنے مکانوں کی حالت
> سدھارنے کی کوشش بھی نہیں کرتے - ان
> غریب عوام کی رہائشی صورت حال کو بہتر
> بنانے کے لئے جس کا حکومت تہیہ کر چکی ہے
> یہ ضروری ہے کہ حکومت ان کچی آبادیوں
> کی زمین حاصل کرے تاکہ مطلوبہ ترقیاتی کام
> انجام دئے جا سکیں اور مکینوں کو ان کے
> تحت آنے والی اراضی کے مالکانہ حقوق دئے
> جا سکیں -

جناب والا ! یہ وہ مختصر اور بنیادی اغراض ہیں جو اس بل کو پاس کرانے کے لئے ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں - اس میں دو پہلو ہیں - ایک پہلو یہ ہے کہ ان آبادیوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ترقیاتی منصوبے بنائے جانے مقصود ہیں - دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان آبادیوں کے مکینوں کو ان قطعات اراضی کا مالک بنانا بھی مقصود ہے جن کے وہ ابھی تک مالک نہیں - جتنی باتیں ان اغراض و وجوہ میں کی گئی ہیں ، ہمیں جب تک ان پر اظہار خیال کی اجازت نہ ہوگی ، ایوان پورے طور پر اس بل کی مقتضیات کو سمجھ نہیں سکے گا -

جناب والا ! میں گزارش کر رہا تھا کہ کچی آبادی کے مکینوں کو جو امیدیں دلائی گئی تھیں ، انہیں جن یقین دہانیوں سے بہلایا گیا تھا ، وہ ابھی تک ان کے سلسلے میں بدستور محرومیوں کا شکار ہیں - انہیں یہ کہا

گیا تھا کہ انہیں مالکانہ حقوق دے دیے گئے ہیں اور اس کے لئے مارشل لاء کا ایک ضابطہ نافذ کر دیا گیا ہے۔ لیکن آج اس بل کی اغراض میں یہ واضح طور پر اعتراف کیا گیا ہے کہ انہیں ابھی تک یہ مالکانہ حقوق نہیں دیے جا سکے اور اس سلسلے میں ان سے جو وعدے کیے گئے تھے ، ان کی تکمیل نہیں کی گئی ۔ جناب والا ۔ وعدے کرنا بہت آسان ہے ۔ گفتار کا غازی بننا تو بہت سہل ہے ، لیکن کردار کا غازی بننا اور اپنے آپ کو واقعی عوام کا ہمدرد اور غم گسار ثابت کرنا بالکل مختلف بات ہے ۔ ہم اب تک یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس حکومت نے مختلف قوانین کے ذریعے اور اب اس قانون کے ذریعے . . .

Mr. Speaker : Let us not widen the scope of the discussion.

ھید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ اس قانون کے ذریعے لوگوں کو ایک دفعہ پھر غلط امیدیں دلائی جا رہی ہیں ۔ انہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں مالکانہ حقوق دلائے جا سکیں گے ۔ حالانکہ اس بل میں ان کو مالکانہ حقوق دلانے کی کوئی ضمن ، کوئی دفعہ اور کوئی اصول موجود نہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان اغراض و وجوہ کو غلط طور پر یہاں بیان کرکے لوگوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ ان آبادیوں کے لئے یقینی طور پر بہتر منصوبے بنانے کے لئے ایک جامع بل کی ضرورت ہے ۔ میں نے شروع ہی میں کہا ہے کہ میں اس کی مقصدیت سے متفق ہوں کیونکہ یہ عوام کے اجتماعی مطالبات سے ہم آہنگ ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں صرف لوگوں کے اس ایک مطالبے کو جگہ دی گئی ہے کہ ان آبادیوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے ۔ لیکن ان کو حق ملکیت دینے کے سوال کو اس بل کے ذریعے کوئی قانونی تحفظ نہیں دیا گیا ہے ۔ حالانکہ اس بل کے اغراض و مقاصد میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ہم ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے یہ بل لا رہے ہیں یہ نہ صرف غلط بیانی ہے بلکہ تضاد قول و عمل کا نمونہ ہے جسے ہم کسی طور پر بھی اس ایوان کی مہر تصدیق کے لئے قبول نہیں کر سکتے ۔

جناب سپیکر ۔ ہم اس بل کے ذریعے محض ایک اور کاغذی کارروائی کر رہے ہیں کہ کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ہم عظیم ترین منصوبے بنائیں گے ۔ لیکن جس طرح سے پہلے ہم نے یہی دیکھا ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق نہیں دئے گئے اور کچی آبادیوں کے رہنے والوں کی حالت نہیں سدھری اسی طرح اب بھی اس بل کے ذریعے یہ امکان موجود ہے بلکہ یہ یقین واثق ہے کہ غریب عوام کو غلط امیدوں کے کھلونوں سے بہلانے کا ایک اور پر فریب تجربہ کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان میں حزب اختلاف کی طرف سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے اور انہیں مالکانہ حقوق دینے کے لئے ہم ایسے تمام منصوبوں اور اقدامات کی حمایت کرنے کے لئے تیار ہیں جن پر واقعی عمل کیا جانا مقصود ہو ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو بھی با مقصد اور مؤثر قانون سازی کی جائے گی ہم اس کے لئے بھر پور معاونت کریں گے۔ لیکن میں یہ بھی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم کسی بھی فریب ۔ کسی بھی دھوکے اور کسی بھی غلط بیانی میں حصے دار نہیں بن سکتے۔ اس لئے ان اغراض و مقاصد کو اس طور پر ترمیم کیا جانا چاہئے جس سے لوگوں کے سامنے غلط صورتحال نہ آسکے۔ ہم حمایت کرتے ہیں کہ کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے حکومت کو منصوبہ بندی کا اختیار ہونا چاہئے اور متعلقہ definition میں ضروری وضاحت آنی چاہئے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں ۔ لیکن اس بات کی شدید مخالفت کرتے ہیں کہ اس بل کے ذریعے غلط طور پر لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی جائے کہ انہیں اس کے بعد مالکانہ حقوق بھی حاصل ہو جائیں گے جب کہ اس بل میں ان کو مالکانہ حقوق دینے کے سلسلے میں کوئی پروویژن کوئی گنجائش موجود نہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر متعلقہ اس سلسلے میں مناسب وضاحت کریں اور اگر مناسب سمجھیں تو نظرثانی کرکے ایسی ترامیم زیر غور لائیں جن سے بل کو زیادہ جامع بنا کر لوگوں کو مالکانہ حقوق بھی دئیے جا سکیں تاکہ اس مسئلہ کا جو پچیس سال سے لوگوں کے لئے زبردست عذاب کا باعث بنا ہوا ہے کوئی مستقل حل تلاش کیا جا سکے ۔ ہمیں کسی کریڈٹ کی ضرورت نہیں ، ہم

عوامی بھلائی کی خاطر اس پر بھی اصرار نہیں کرتے کہ ہماری ترامیم قبول کی جائیں ، متعلقہ وزیر خود ایسی ترامیم پیش کریں جن سے نہ صرف کچی آبادیوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ترقیاتی منصوبے بنائے جا سکیں بلکہ انہیں مالکانہ حقوق بھی عطا کئے جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ! کیا آپ اس سلسلے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل اراکین نے اس بل کی مخالفت میں بارہا کچی آبادیوں کا ذکر کیا ہے اور کچی آبادیاں وہ جو مارشل لاء آرڈر کے تحت پنجاب میں ڈیکلیئر کی گئیں اور اس کے بعد انہیں مالکانہ حقوق دئیے گئے ۔ پھر اس سکیم کو مرکزی حکومت نے بھی by an act legislature قانون کی شکل دے کر پورے ملک میں نافذ کر دیا ۔ بنیادی طور پر وہ سکیم پنجاب میں نافذ کی گئی تھی اور پھر پورے ملک میں نافذ کی گئی ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتلانا چاہتا ہوں کہ جو definition کچی آبادی کی اس amending bill میں لائی جا رہی ہے یہ ہر گز وہ definition نہیں ہے جو اس مارشل لاء آرڈر میں تھی ۔ اس کو صرف متروکہ اراضی کے بارے میں کچی آبادی کو define کیا گیا تھا اس میں بتلایا گیا ہے کہ ایسے متروکہ پلاٹ یا عمارات جن کو متروکہ ڈیکلیئر نہیں کیا گیا اور جو ایسے لوگ ہیں جو ایک سے پانچ مرلے تک کے قابضین موجود ہیں اور جو 15 مارچ 1972ء سے پہلے کے قابض ہیں ان کو مالکانہ حقوق 1947ء کی قیمت خرید پر دئیے گئے تھے چھ آسان قسطوں میں جو قسطیں تین سال میں واجب الادا تھیں وہ تو ایک علیحدہ سکیم تھی ۔ لیکن اس سکیم میں ایسا کوئی امتیاز نہیں ہے کہ اراضی متروکہ ہے یا غیر متروکہ ہے ۔ یہاں پر جناب والا ۔ کوئی بھی لوگ اگر slums میں ایسے علاقوں میں مکان بنا کر بیٹھے ہیں یا جھگیاں بنا کر بیٹھے ہیں کہ جہاں صحت عامہ کا مسئلہ ہے ۔ جہاں مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بیماری نہ پھوٹ پڑے ۔ جہاں نالیوں کا بندوبست نہیں ہے ۔ بجلی مہیا نہیں کی گئی اور ان لوگوں کو میں سال نہیں کہتا بلکہ ان لوگوں کو ایک عرصہ دراز سے ، صدیوں سے میں کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی طرف کوئی

توجہ نہیں دی گئی - بڑے شہروں میں بڑی کالونیز کی طرف ماضی کی حکومتوں نے توجہ دی لیکن کچی آبادیوں کی طرف ایسی localities کی طرف جیسے کوئی ریڑھی بان تھا کوئی مزدور تھا اور کوئی چھابڑی اٹھاتا تھا - جناب والا - نہ ان کی طرف کوئی توجہ دی گئی نہ ان کے آنے والی نسلوں کی طرف کوئی توجہ دی گئی - تو قائد عوام نے commitment دی کہ ہم ہر ایک کو مساوی مواقع مہیا کریں گے تو پھر ہر ایک کو مساوی مواقع مہیا کرنے کی طرف یہ مؤثر قدم اٹھایا جا رہا ہے اور اسی لئے یہ ترمیم اس ہاؤس میں پیش کی جا رہی ہے -

جناب والا - اس ترمیم کے ذریعے سے ایسے تمام علاقے جو پہلے غیر توثیق یافتہ تھے جنہیں جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا انہیں ترجیح دی جائے گی اور بیشتر روپیہ ان کی ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوگا نہ کہ بڑی کالونیز کی ڈیولپمنٹ پر - جناب والا ، اس لحاظ سے بھی میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ جو وہاں پر مکان بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں کہا گیا ہے کہ انہیں مالکانہ حقوق نہیں دئیے جائیں گے - جناب والا - میں یہ بتا دوں کہ ہم کسی کو disposses نہیں کرنا چاہتے - ہماری حکومت کی پالیسی میں یہ بات شامل ہے کہ جو جہاں سر چھپا کر بیٹھا ہوا ہے اس کو وہیں آباد کیا جائے نہ کہ ان کو اس جگہ سے بے دخل کرکے کسی اور جگہ بھیجا جائے اور اس میں مقامی اور مہاجر کا سوال بھی نہیں ہے کیونکہ کئی مقامی حضرات بھی ایسے ہیں جو ایسے slum areas میں بیٹھے ہوئے ہیں اور مہاجر حضرات بھی ہیں - تو جناب والا - اس تمیز سے بالکل علیحدہ ہو کر انہیں مالکانہ حقوق دینے کی طرف بھی حکومت فوری توجہ کرے گی اور یہ ترمیم اس لئے لائی گئی ہے کہ ایسے غریب لوگ جو کہ ایک اراضی پر قابض ہیں اور مکان بنایا ہوا ہے اسی مکان کی حدود تک کی اراضی کے مالکانہ حقوق ان کو اسی قیمت پر دئیے جائیں تاکہ ادا کر سکیں اور وہ بھی آسان قسطوں کی صورت میں - یہ بھی اس سکیم کا لازمی جزو بنایا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جیسے متروکہ اراضیوں پر کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دئیے

گئے تھے اور پنجاب میں اس وقت تک 43 کچی آبادیاں ڈیکلیئر کی گئی ہیں اور لاکھوں لوگوں کو حقوق ملکیت دئیے گئے ہیں ۔ ان کچی آبادیوں میں جہاں ڈیویلپمنٹ نہیں ہے ان آبادیوں کی ڈیویلپمنٹ کی طرف بھی حکومت فوری توجہ دے گی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسری آبادیوں میں جہاں مالکان حقوق نہیں دئیے گئے انہیں نہ صرف مالکانہ حقوق دئیے جائیں گے بلکہ ان کے ترقیاتی منصوبوں کو بھی عملی جامہ پہنایا جائے گا اور ایسی منصوبہ بندی کی جائے تاکہ انہیں یہ احساس ہو کہ ان کے ذہن سے ہمیشہ کے لئے احساس محرومی کو مٹا دیا جائے ۔ اور وہ یہ سمجھیں کہ ان کا اپنا علاقہ ہے جہاں سے ان کو در بدر نہیں کیا جائے گا ۔ وہ حکومت کے ترقیاتی منصوبوں میں بھی اپنے آپ کو لازمی جزو سمجھتے ہوئے شریک ہو سکتے ہیں اور ہم ہر کام میں عوام کو زیادہ سے زیادہ شریک رکھتے ہیں۔ جناب والا ۔ ان منصوبوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترمیم لائی گئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کی اہم ترین ضروریات اور وقت کا اہم ترین تقاضا ہے ۔ حزب اختلاف کی بینچوں پر بیٹھے ہوئے میرے فاضل ممبران دوست اب سمجھ پائے ہوں گے اس کچی آبادی کی سکیم اور اس کچی آبادی کی اس definition کو confuse کیا جانا کسی صورت میں بھی مقصود نہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس definition کو confuse کیا جانا کسی صورت میں صوبے کے slum area میں دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کے مفاد میں نہیں ہوگا ۔ وہ ایک علیحدہ سکیم تھی ۔ یہ ایک علیحدہ سکیم ہے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب وزیر قانون نے نہایت اہم وضاحت پیش کی ہے لیکن اس سلسلے میں جو ہمارا نکتہ ہے وہ اس طرح تشنہ جواب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایکیوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ)
(امنڈمنٹ) بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 2)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز - 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا- میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 3 میں اصل قانون کی دفعہ 11 کی مجوزہ تحتی ضمن (2) کے بعد مندرجہ ذیل جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے یعنی

مگر شرط یہ ہے کہ مالک اراضی ایسی صورت میں اس کو واجب الادا معاوضہ کی رقم کے عوض کوئی ترقی یافتہ قطعہ اراضی حاصل کرنے کے مستحق نہیں ہوگا - جبکہ اراضی محض صحت ، تعلیم ، تفریح ، آمد و رفت مواصلات اور مفاد عامہ کی سہولتوں جیسا کہ ان کی تعریف قانون ھذا کی دفعہ 2 کی تحتی دفعہ (1) (5) (سوم) میں کی گئی ہے

کے لئے حاصل کی گئی ہو۔ تاہم ایسی صورت میں مالک اراضی کو جس سے حاصل کردہ اراضی 3 کنال سے زائد نہ ہو اس کے معاوضہ کی کل رقم نقدی کی صورت میں ادا کی جائے گی۔

Mr. Deputy Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, in the proposed sub-clause (2) of Section 11 of the Principal Act, the fullstop appearing at the end be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :-

Provided that the land-owner shall not be entitled to any developed site in lieu of the amount of compensation payable to him if the land is acquired only for facilities for health, education, recreation, culture, transportation, communication and the utility services as defined in sub section (1) (e) (iii) of Section 2 of the Act. However, in such case the land-owner whose land acquired does not exceed 5 kanals shall be paid full amount of his compensation in the form of cash.

یہ ترمیم پانچ فاضل ممبران کی طرف سے ہے ۔ حاجی سیف اللہ صاحب سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی و میاں منظور احمد موہل ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہوگیا ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری اس ترمیم کا مقصد اس قانون کو زیادہ جامع بنانا ہے ۔ کیونکہ اس بل میں جو پرویژن دی گئی ہے ۔ اس میں یہ لکھا ہے :-

(2) Notwithstanding the provisions of sub-section (1) in case of acquisition of land for a scheme for improvement of a katchi abadi no land owner shall be entitled to more than one developed site in lieu of the amount of compensation payable to him. The balance of the amount of compensation may be paid in the form of cash, bonds, debentures or annuities over a period not exceeding twenty years. The size of the developed site, to which the land over may be

entitled shall be such, as may be determined by Government, or the Official Development Agency, as the case may be.

وزیر قانون - جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان - سید تابش الوری - میاں خورشید انور - میاں مصطفیٰ ظفر قریشی اور میاں منظور احمد موہل نے کلاز 3 میں یہ ترمیم متفقہ طور پر پیش کی ہے - اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے کام کو اچھے اور خوشگوار ماحول میں آگے بڑھانے کی خاطر اس ترمیم کو مان لینے میں کوئی ایسی قباحت نہیں ہے - لہذا میں ان ممبران کی ترمیم کو تسلیم کرتا ہوں -

(نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس ہاؤس میں چونکہ ترمیم آ چکی ہے اور میں ان کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں - صرف تھوڑا سا ہاؤس کو آگاہ کرنے کے لئے کہ یہ ترمیم تھی کیا ایک منٹ میں میں عرض کر دیتا ہوں -

Mr. Deputy Speaker. The question is :

That in Clause 3 of the Bill, in the proposed sub-clause (2) of section 11 of the Principal Act, the fullstop appearing at the end be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :-

Provided that the land-owner shall not be entitled to any developed site in lieu of the amount of compensation payable to him if the

land is acquired only for facilities for health, education, recreation culture, transportation, communication and the utility services as defined in sub-section (1) (e) (iii) of section 2 of the Act. However in such case the land-owner whose land acquired does not exceed 8 kanals shall be paid full amount of his compensation in the form of cash.

(The motion was carried)

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair)

Mr. Speaker. Before we proceed further, I would like to inform the House that there will be a Session tomorrow, as decided earlier that Saturday will be a working day. The left over from today's List of Business will be taken up tomorrow.

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - صوبہ میں سیاسی صورت حال پر بحث کب ہوگی ؟

مسٹر سپیکر - آپ کو وقت ملے گا - کل تو نہیں رکھوں گا کیونکہ کل آدھا دن ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - سوموار کو کرلیں -

مسٹر سپیکر - اس کے متعلق فیصلہ ابھی کر لیتے ہیں -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - اس سلسلے میں پہلے اخبارات میں بھی اعلان ہو چکا ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - یہاں کوئی نہیں ٹھہرے گا -

مسٹر سپیکر - سب ٹھہرینگے - ابھی تو اس ایوان کا بڑا ضروری کام باقی ہے - ابھی فنانس کمیٹی بھی بنانی ہے -

سید نابش الوری - جناب سپیکر - چونکہ اخبارات میں آپ ہی کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ ہفتے کو سیاسی صورت حال پر بحث ہوگی - - -

مسٹر سپیکر - میری طرف سے کوئی اعلان نہیں ہوا -

سید نابش الوری - جناب والا - اس ایوان میں قائد ایوان نے متفقہ طور پر اعلان کیا ہے - اس لئے آپ یہ کہہ دیں کہ یہ سوموار کو ہوگی -

مسٹر سپیکر - میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کرلیتا ہوں -

سید نابش الوری - جناب والا - جب آپ ایک اعلان کر رہے ہوں تو دوسرا اعلان بھی کر دینا چاہیے -

مسٹر سپیکر - دوسرا اعلان کوئی ضروری نہیں ہے - ابھی کل کا دن بھی باقی ہے - کل یا آج کسی وقت کرلیں گے - لیڈر آف دی ہاؤس آجائیں - اگر نہیں بھی آئینگے تو پھر ان کی غیر حاضری میں فیصلہ کرلیں گے -

میاں خورشید انور - جناب والا - ابھی آپ نے ڈپٹی لیڈر سے مشورہ کیا ہے - اب بھی وہ ان کی جگہ کام کر رہے ہیں - ان سے مشورہ کرلیں کہ سوموار کو کرتے ہیں یا منگل کو کرتے ہیں - ان کا فیصلہ ہونا چاہیے -

مسٹر سپیکر - میں نے ان کو صرف اطلاع دی ہے ان سے مشورہ نہیں کیا -

اب ایوان کے سامنے بل کی کلاز 3 زیر غور ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کرنی چاہتا ہوں -

Mr. Speaker. - "In such a case" کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں -

وزیر قانون - جی ہاں - ٹائپ کی غلطی تھی -

مسٹر سپیکر - یہ لفظ کی تصحیح کر لیں کیونکہ یہ clerical mistake ہے -

آوازیں - ٹھیک ہے -

وزیر قانون - "in such a case" ہونا چاہیے جبکہ یہاں لکھا ہوا ہے "in such case"

مسٹر سپیکر - اس کی کوئی بات نہیں - یہ تو clerical mistake ہے - یہ تو آپ بھی میرے پاس بھیج دیتے تو میں یہ ٹھیک کر دیتا کیونکہ اس سلسلے میں مجھے بھی تھوڑا سا اختیار حاصل ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر - اب بل کی تمہید زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

Haji Muhammad Saifullah Khan. The time is over and it has not been extended.

Mr. Speaker. The time is extended by five minutes. I may inform the members that the political disscussion will come up on Monday.

مسٹر سپیکر - طویل عنوان میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا یہ خود بخود بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایکویزیشن آف لینڈ (ھاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایکویزیشن آف لینڈ (ھاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1973ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر - کیا تقریر بھی ہوگی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان - تقریر بھی ہوگی - کل کے لئے رکھ لیں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب آج بل پاس ہو جائے تو اچھا ہے -

سید نابش الوری - میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کرونگا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - آج جمعہ ہے - رولز کے تحت آپ نے پابندی لگا دی ہے - آپ کو وقت بڑھانے کی وہ آزادی نہیں جو پہلے تھی -

مسٹر سپیکر - میں اپنے اختیارات کو محدود کرنا چاہتا ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - رولز آپ نے بنائے ہیں -

مسٹر سپیکر - رولز میں نے نہیں بنائے ہیں -

I can even suspend the rule about the hours of sitting. You have also entrusted me with the authority to supend any rule.

حاجی محمد سیف اللہ خان - وہ سیکنڈری چیز ہے جس وقت وہ تھے - آج جمعہ ہے -

Mr. Speaker. You had made, more or less, a promise on the floor of the House. Perhaps you have forgotten it.

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - آج جمعہ ہے -

مسٹر سپیکر - مجھے پتا ہے -

سید نابش الوری - جناب سپیکر - آپ سپیکر ہیں - آپ صدر ہیں - مگر خدارا آپ یہاں صدارتی انظام نافذ نہ کریں- ہم نے بڑی مشکل سے اس سے چھٹکارا پایا ہے -

مسٹر سپیکر - ایسی کوئی بات نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں نے تیسری خواندگی پر بولنا ہے اور یہ میرا حق ہے - آج جمعہ ہے اور اگر آپ اس پر مکمل دن نہیں دیتے تو میں احتجاجاً نہیں بولتا اور میں اپنا حق استعمال نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر - میں نے آپ کو تقریر کرنے سے منع نہیں کیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ تیسری خواندگی ہے اس کو آپ کل پر رکھ لیں - پانچ منٹ میں تقریر ختم کر دونگا - کیونکہ ہم یہ روایت قائم نہیں کرنا چاہتے کہ ہم پر ٹھونسا جائے کہ آج ہی بل پاس کرنا ہے -

میاں منظور احمد موہل - رولز کے تحت کام کرنا چاہئے -

سید نابش الوری - کل پانچ منٹ میں بل ختم ہو جائیگا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - آپ کل تین بجے تک بیٹھیں آج جمعہ کا دن ہے - جمعہ کے دن ایسا نہ کیا کریں -

وزیر قانون - جناب والا - میں عرض کروں کہ بل میں حزب اختلاف کی ایک ترمیم تھی جو حاجی صاحب سے گفت و شنید کے بعد منظور کر لی ہے - اس وقت ہدایات ہوئی تھی کہ بل آج پاس کرنا ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے تقریر کرنی ہے -

وزیر قانون - اس وقت یہ بات ہوئی تھی - کہ آج ہی بل کو پاس کرنا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - وزیر قانون کو ہمارا مشکور ہونا چاہئے اور یہ لازمی نہیں کہ آج ہی بل پاس کیا جائے -

مسٹر سپیکر - آج کا باقی ماندہ کام کل ہوگا ایجنڈا دوبارہ جاری نہیں ہوگا - وزیر اعظم صاحب ساڑھے گیارہ بجے تشریف لا رہے ہیں - اگر وہ لیٹ ہوئے تو اس کے مطابق وقت کا تعین کر لیا جائیگا -

اب ہاؤس کی کارروائی 29 ستمبر 1973ء اٹھ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے -

اسمبلی کا اجلاس 29 ستمبر 1973ء بروز ہفتہ آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

ہفتہ ۔ 29 ستمبر 1973ء

(شنبہ ۔ یکم رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر ڈپٹی سپیکر سٹر شمیم احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ
الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ
اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

پ ۲ س ۲ رکوع ۷ آیات ۱۸۵ تا ۱۸۶

رمضان روزوں کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے وہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ کر ان کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا اور یہ (آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا) ہے کہ تم روزوں کی تعداد پوری کرو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کی بڑائی بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں تمہارے بہت قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیکی کی ہدایت پائیں۔

وما علینا الا البلاغ

۷۹-۹-۰۲

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستوں کو لیا جائے گا ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے ایک formal statement دینا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 27 (2) (ب) کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مسٹر قیوم بٹ جب تک چھٹیوں کی درخواستوں کا فیصلہ نہ ہو جائے آپ کوئی چیز پیش نہیں کر سکتے ۔ اس کے بعد آپ کو جو کہنا ہوگا آپ کہہ لیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منظور حسین صاحب جنجوعہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the session on 24th, 25th, and 26th instant due to illness I request for leave for these three days.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد حیات گوندل

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد حیات صاحب گوندل ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26-9-73 کو اسمبلی کے اجلاس کی شرکت نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک شاہ محمد محسن

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک شاہ محمد محسن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بوجہ علالت اسمبلی کے
اجلاس مورخہ 28-9-73 حاضر نہ ہو سکا
رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری بشیر احمد (سیالکوٹ)

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

فدوی بوجہ بخار مورخہ 28-9-73 کے
اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا لہذا
براہ کرم ایک روز کی رخصت منظور کی
جاوے عین نوازش ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک عبدالقیوم

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک عبدالقیوم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the meeting
of Health Standing Committee

on August 3, 1973. Leave may please be granted for the same

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالقیوم بٹ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالقیوم صاحب بٹ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the meeting of standing Committee for Communication and works held on 9th August 1973 due to un-favourable circumstances. Leave requested.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مجھے 14-9-73 کی سٹینڈنگ کمیٹی میں شمولیت کی اطلاع موصول ہوئی تھی ۔ میں علیل تھا جس کی وجہ سے کمیٹی کی میٹنگ میں حاضر نہ ہو سکا۔ لہذا میری عدم موجودگی کی درگزر فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی چودھری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی چودھری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں بوجہ بیماری 22 ستمبر کے اجلاس میں
شرکت نہ کر سکا ۔ اس لیے 22 ستمبر کی
رخصت منظور کی جاوے ۔ مہربانی ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسد اللہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بندہ بوجہ اطلاع نہ ہونے کے مورخہ
22-9-73 کو مجلس قائمہ برائے تعلیم کی
میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا رخصت
منظور کی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پیر محمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست پیر محمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

مورخہ 22-9-73 تا 26-9-73 بوجہ

شمولیت شادی اجلاس میں شرکت نہ کر
سکا۔ لہذا ان ایام کی رخصت فرمائی جاوے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ ناصرہ کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

This is to inform you that on account of an important piece of work I could not attend the session on 25th and 26th Sept. My absence from the session may kindly be excused I shall be thankful to you.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد رفیع

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیع صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ ایک نہایت ضروری کام کے سلسلے میں
باہر گیا تھا۔ اس لیے 25 اور 26 تاریخ
کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ
مہربانی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Due to the sacred month of Ramazan I will not be able to attend the session. Therefore I will be obliged if leave is granted from 29.9.73 to end.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر منور خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بندہ بوجہ صحت کی خرابی اجلاس میں
مورخہ 24, 25 اور 26 ستمبر 1973ء کو
حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا براہ مہربانی چھٹی
منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر منظور احمد (گجرات)

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منظور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 26-9-73 کو بوجہ بیماری
اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔

لہذا مورخہ 26-9-73 کے یوم کی رخصت
عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے قواعد الضباط کار کے قاعدہ 27 (2) (ب) کے تحت ماہ رمضان کے تقدس میں ایک formal statement دینا چاہتا ہوں ۔

صوبہ پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ایک بہت بڑا صوبہ ہے ۔ مسلمانوں کے نزدیک ماہ رمضان نہایت احترام سے منایا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ رولز دیکھ لیں ۔ ماہ رمضان آپ کے لیے بھی مقدس ہے اور میرے لیے بھی ۔ آپ اس کو لکھ کر مجھے بھیج دیں میں اس کو دیکھ لوں گا کہ آیا یہ رولز کے مطابق permissible ہے یا نہیں ۔ اگر permissible ہوگی تو آپ کو ضرور موقع دیا جائے گا ۔ اس وقت سب سے پہلے تحریک استحقاق ہوں گی اس کے بعد تحریک التوا ہوں گی ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ یہ بڑا واضح بیان ہے ۔

Mr. Deputy Speaker. After all I am governed by the rules.

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب سپیکر ۔ انہوں نے specifically قاعدہ 27 (2) (ب) کا حوالہ دیا ہے ۔ اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ جو چیز ایجنڈا میں نہ ہو ایجنڈا شروع ہونے سے پہلے یہ formally move کی جا سکتی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ business of the day کو تو interrupt نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آرڈر آف جناب والا ۔ قاعدہ 27 (2) (ب) کے تحت آپ کی اجازت ضروری ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو ایسی کوئی بھی

موشن ہاؤس میں پیش کی جا سکتی ہے ۔ اگر اجازت نہیں دیتے تو ایسی کسی موشن کو پڑھا جانا قواعد کے خلاف ہے ۔

مسٹر عبد القیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں نے اتنی گزارش کرنی ہے کہ رمضان کے مقدس مہینے میں ہوٹل بند کیے جائیں ۔ شراب بند کی جائے ۔ عیاشی کے اڈے ختم کیے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں اس پر بات کرنا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رولز کی requirement یہ ہے کہ وہ ceremonial یا formal نوعیت کا ہو ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ ماہ رمضان کا آج پہلا روزہ ہے اس سے اور کیا مقدس مہینہ ہو سکتا ہے ۔ میں نے تو رولز کے مطابق فارمل سٹیٹمنٹ پڑھنی تھی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس پر سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے ۔ آپ اس پر ایک بل لے آئیں کہ رمضان کے مہینے میں ایسے ہونا چاہیے ۔ اس کو ہاؤس کے سامنے رکھیں ۔ آپ کے سامنے دوسرے دروازے کھلے ہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں نے اتنی گزارش کرنی تھی کہ کلبیں بند کر دی جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس پر آپ بل لے آئیں کہ رمضان کے مہینے میں یہ بند ہونی چاہئیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے قاعدہ 27 (2) (ب) کے تحت آپ کو اجازت نہیں دی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں رولز کی پوری پوری پابندی کرنی چاہیے ۔ آپ سے پہلے انہوں نے اجازت

مانگی ہے ۔ ماہ رمضان کے تقدس میں ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم صوبہ میں خصوصی طور پر شراب کی بندش کر دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تقریر نہ کریں ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ آپ ان کو سٹیٹمنٹ پڑھ لینے دیجیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ان کو سٹیٹمنٹ پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سید تابش الوری کی تحریک استحقاق نمبر 15 کو لیتے ہیں ۔

صوبہ پنجاب میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی پر عمل درآمد سے متعلق رپورٹ بابت سال 1972-73 کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ایک خاص مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے سابقہ عبوری آئین اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نئے مستقل آئین کے آرٹیکل 29 کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کا گورنر اپنے صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد کے بارے میں ہر سال کی بابت ایک رپورٹ تیار کرائے گا اور اس پر بحث کے لیے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا ۔ اس دستوری تقاضے کے مطابق بحث کی خاطر گزشتہ اور موجودہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت ایک الگ قاعدہ موجود ہے ۔ دستور کی ہدایت کے مطابق گزشتہ دنوں قومی اسمبلی میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی پر عمل درآمد سے متعلق رپورٹ پیش کی جا چکی ہے لیکن صوبہ پنجاب میں سال 1972-73ء کی بابت متذکرہ رپورٹ ابھی تک پیش نہیں کی گئی ۔ حالانکہ اس سے پہلے میری ہی دو تحاریک استحقاق کے جواب میں وزیر اعلیٰ

نے واضح طور پر یقین دھانی کرائی تھی کہ یہ رپورٹ بہت جلد اسمبلی میں بحث کے لیے پیش کر دی جائے گی لیکن دونوں مرتبہ کی واضح یقین دھانیوں کے باوجود حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد سے متعلق یہ اہم ترین رپورٹ ابھی تک اس ایوان میں پیش نہیں کی گئی جس سے اس ایوان کا اجتماعی استحقاق تو بری طرح مجروح ہوا ہے اور وہ دستوری تقاضے کے مطابق اس پر بحث کرنے کے لیے حق سے محروم ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تو کل والی تحریک استحقاق ہے - آپ نے کہا تھا کہ اس کا جواب آنے تک اس کو pending رکھ دیا جائے -

سید تابش الوری - جناب وہ رپورٹ 1971.72ء سے متعلق تھی اور یہ 1972.73ء سے متعلق ہے -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اس بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ کل ہی ڈپٹی لیڈر آف دی ہاؤس جواب دے چکے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وہی جواب کافی ہے - کل جو جواب ملا ہے اس پر انھوں نے اطمینان کا اظہار کیا تھا کہ اس کو pending رکھ دیا جائے - میں اس کو بھی pending کر دیتا ہوں دونوں ساتھ ساتھ پڑی رہیں گی -

سید تابش الوری - جناب والا - وزیر اعلیٰ سے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ 1971.72ء اور 1972.73ء کی دونوں رپورٹیں اس ایوان میں پیش کی جائیں گی یا ایک رپورٹ پیش کی جائے گی -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - دوسری رپورٹ کو وقت لگے گا - 14 تاریخ کو آئین آیا ہے - صاف ظاہر ہے کہ وقت لگے گا وہ اس سیشن میں پیش نہیں ہوگی -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - دستور کا جو بھی تقاضا ہے اس کے مطابق رپورٹیں پیش کرنے کے ہم پابند ہیں اس لیے اس میں تشویش کا اظہار نہیں کرنا چاہیے -

سید تابش الوری - جناب والا - 1971.72ء کی رپورٹ پہلے پیش ہو جانی چاہیے تھی جو ابھی تک پیش نہیں کی گئی - میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ

1971.72ء کی رپورٹ آپ پیش کرنا چاہتے ہیں یا 1972.73ء کی پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ایک غلط فہمی دور کر دوں وہ یہ کہ calendar year کے حساب سے رپورٹ آئے گی وہ financial year کی نہیں ہوگی وہ 1971.72ء کی رپورٹ نہیں ہوگی صرف 1972ء کی ہوگی ۔ اس پر کل بھی بحث ہو چکی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں بحث نہیں کر رہا ہوں ۔ میں صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کون سی وہ رپورٹ پیش کریں گے تاکہ اس ایوان کو ضروری معلومات پر بحث کرنے کا موقع مل جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب ! آپ نے وزیر اعلیٰ کی بات کو نہیں سنا ۔ انھوں نے کہا ہے کہ دستور کے جو بھی تقاضے ہوں گے وہ تمام پورے کیے جائیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ دستور کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اس لیے دو دفعہ تحریک استحقاق پیش کرنی پڑی ہے ۔ اب تیسری دفعہ پھر پیش کر رہا ہوں ۔ نہ صرف دستوری تقاضے پورے نہیں کیے گئے بلکہ اس سے گریز کیا جا رہا ہے اور ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم تحریک استحقاق کے ذریعہ ان دستوری تقاضوں کی تکمیل کے لیے حکومت کو مجبور کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کو تسلی بخش جواب مل گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ بتا دیا جائے کہ کون سی رپورٹ پیش کی جائے گی تاکہ مجھے اطمینان تو ہو جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کیا آپ دونوں کے متعلق کہہ رہے ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ دستور میں یہ ہے کہ وہ ہر سال رپورٹ تیار کرائیں گے ۔ جناب والا ۔ اس میں نہ تو calendar year کا ذکر ہے اور نہ ہی financial year کا ۔ اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے اور میرا خیال ہے کہ ڈپٹی لیڈر اور جناب قائد ایوان بھی موجود ہیں جو اس چیز کی وضاحت فرما دیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ کل جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ رپورٹ تیار کرائی جا رہی ہے اور اس کو بڑی جلدی ایوان میں پیش کر دیا جائے گا ۔ اس کو پیش کرنا نہ صرف دستوری یا آئینی پابندی ہے بلکہ یہ ہماری اپنی ضرورت ہے کہ ہم اپنی کارکردگی کے متعلق رپورٹ پیش کریں ۔ اس لیے کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیے ۔ یہ نہیں کہ ہم رپورٹ پیش کر کے آپ کی رائے معلوم کرنا چاہیں گے ۔ بلکہ ہم جو کچھ کہہ چکے ہیں اس بارے میں ہمیں داد بھی وصول کرنی چاہیے ۔

سید تابش الوری ۔ وہ داد لینے کے لیے مضطرب ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے کس سال کی رپورٹ پیش کرنی ہے ۔ داد یا بے داد وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے ان کا مقدر ہے لیکن ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ وہ کس سال کی رپورٹ پیش کریں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ابھی تک ہم بے داد ہی ہیں لیکن بہر حال میں عرض کر رہا ہوں کہ رپورٹ تیار کی جا رہی ہے اور جلد از جلد ایوان کے سامنے پیش کر دی جائے گی ۔

سید تابش الوری ۔ وہ کس سال کی ہوگی ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ہم 1947ء سے رپورٹ دے دیں گے ۔ اس میں کون سی فکر کی بات ہے ہم تو اتنے فیاض ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کو pending کر دیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کو pending کیا جاتا ہے ۔

تحریک استقلال ملتان کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین غفور سہیل کی والدہ اور ہمشیرہ کے ساتھ پولیس کے تشدد کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے غلط اطلاع کی فراہمی

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میری تحریک التواء

نمبر 24 و سید تابش الوری صاحب کی تحریک التواء نمبر 68 مورخہ 25 ستمبر 1973ء کو اسمبلی ہذا کے اجلاس میں پڑھی گئی ۔ جن کے جواب میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو لغو بے بنیاد اور شر انگیز قرار دیا اور واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ غفور سہیل چیئرمین رابطہ کمیٹی تحریک استقلال ملتان کی والدہ اور ہمشیرہ پر پولیس نے کوئی تشدد نہیں کیا ۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 27 ستمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کی رو سے غفور سہیل کی والدہ نے بیان حلفی دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 28 اگست کی رات کو پولیس کے بھرے ہوئے دو ٹرکوں نے ان کے گھر کو گھیرے میں لیا ۔ غفور سہیل گھر پر موجود نہ تھے اس لیے دروازہ نہ کھولا گیا اور پولیس سے استدعا کی کہ وہ کل صبح آئیں۔ پولیس نے دروازہ توڑ دیا اور زبردستی گھر میں گھس آئی ۔ بیگم غفور سہیل کے احتجاج پر اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا ۔ غفور سہیل کی والدہ کی مداخلت پر اسے تھانے لے جایا گیا ۔ دوسرے روز غفور سہیل کی ہمشیرہ کو تھانہ میں لے جایا گیا ۔ اس بیان حلفی کے پیش نظر وزیر اعلیٰ کے بیان کو جو انہوں نے اسمبلی میں دیا تھا جھٹلایا گیا ہے ۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس پر مناسب کارروائی کی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک التواء بھی اسی زبان میں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میری زبان تو بالکل مختلف ہوگی لیکن مضمون یہی ہوگا ۔ آپ اس کو پڑھ دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگر وقت بچانا مقصود ہے تو اس کو نہ ہی پڑھا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ ٹھیک ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے سہارا لیا ہے کہ ان کی والدہ نے ایک بیان حلفی داخل کیا ہے لیکن جناب والا ۔ جو بیان اس معزز ایوان میں دیا جاتا ہے وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ دیا جاتا ہے اور اس کی اہمیت کہیں زیادہ اس فریق کے بیان سے ہوتی ہے جس کے چند ایک مقاصد ہوتے ہیں ۔ ہم

پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پہلے بیان دیا ہے تھا اس واقعہ کے بارے میں وہ بالکل صحیح اور درست ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ چیف منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے اس سے انکار نہیں ہے لیکن انھوں نے تو بیان حلفی دیا ہے ۔ قانون کے تحت ایک آدمی کو اپنی بات کو سچ کرنے کے لیے ایسا بیان دینا پڑتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں اور میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس سلسلے میں انکوائری کی جائے ۔ مجھے امید ہے کہ میرے نیک سیرت جناب چیف منسٹر صاحب اس سلسلے میں انکوائری کرائیں گے کیونکہ پولیس زیادتی کرتی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ قیمت مجھے مل گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر تسلیم کر لیتے تو اور بات تھی لیکن یہ تو کہتے ہیں کہ غلط بیانی ہوئی ہے ۔ اب یہ معاملہ مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے پاس جائے گا ۔

Malik Ghulam Nabi. The words of the Chief Minister are final.

Mr. Deputy Speaker The statement of the Chief Minister has to be accepted.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ اس پر ایک مختصر سی سٹیٹمنٹ دے دیں اس کے بعد یہ مجلس قائمہ کے پاس معاملہ چلا جائے گا ۔

Mr. Deputy Speaker. There is much weight in the statement of the Chief Minister and I am going to accept the same.

Moreover, no privilege has been conferred on the Hon'ble member under any law or a constitutional law so for as this motion is concerned.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی جو اطلاع ہے وہ پولیس کے ذریعے سے ہے ۔ یہ عینی شاہد نہیں ہیں ۔ اس وقت ہم ان کے بیان پر یا اس کی سچائی پر اعتراض نہیں کر رہے ۔ ان کی اطلاع پولیس کے ذریعے ہے اور دوسری طرف جو اطلاعات ہیں وہ اخبارات کے ذریعے سے

ہیں ۔ جس گھر میں یہ واقعہ ہوا اس کی روشنی میں ان کی والدہ کی طرف سے بیوی اور محلے داروں کی طرف سے یہ جو چیز ہے کیا آپ اس پر بیان فرمائیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعہ انکوائری کا مستحق ہے اور اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے ۔ یہ بات کسی طریقے سے چیف منسٹر صاحب کے خلاف نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ ہم ان پر کسی قسم کا شبہ کرتے ہیں یا ان کی دیانت داری پر ہمیں شک ہے ۔ تو میرا پوائنٹ یہ ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جو سٹیٹمنٹ دی گئی ہے وہ کافی ہے ۔ آئین اور رولز کے تحت کہیں بھی آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پولیس کے کسی فعل کے خلاف تحریک التوا پیش کی جائے ۔ ضروری بات ہے کہ پولیس افسر سے کوئی خطا ہوئی ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے کل مولانا عبدالقادر قاسمی آ کر ملے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میری آپ اس سلسلے میں بات سن لیں تو پھر سارے شکوک رفع ہو جائیں گے ۔ جو کچھ یہاں سے کہا جاتا ہے وہ حکومت کا نقطہ نظر ہوتا ہے جو کہ چھان بین اور پوری ذمہ داری کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے ۔ امجد حمید دستی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ایسا نہیں ہے ۔ کسی افسر سے رپورٹ طلب کر لی جاتی ہے اور معاملہ کی چھان بین بھی ہو جاتی ہے لیکن چونکہ فاضل ممبر اس پر زور دے رہے ہیں کہ اس میں تحقیق ہونی چاہیے وہ ہو سکتی ہے ۔ لیکن ان کا یہ کہنا کہ استحقاق مجروح ہوا ہے وہ قطعی طور پر خارج از بحث ہے ۔ پھر بھی اس کے باوجود میں تیار ہوں اور میں یقین دھانی کراتا ہوں کہ اس بارے میں ہم مزید پڑتال کرائیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کو پینڈنگ رکھ دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ پینڈنگ رکھنے والی بات غلط ہے ۔ رولز کے تحت اور قانون کے تحت کوئی پرولیج نہیں بنتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ایک سٹیٹمنٹ ہاؤس میں دیا گیا

ہے ۔ ہم اس کو چیلنج کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ 200 اس قسم کی تحاریک استحقاق مجلس قائمہ کو ریفر ہو چکی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آئین کے تحت اور قواعد کے تحت ہر ممبر کا آئینی حق ہے کہ وہ اس ہاؤس میں جو بھی انفارمیشن چاہے حکومت سے لے سکتا ہے ۔ اس کی کارکردگی کے بارے میں اور صوبے میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ۔ ایک معاملہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی تھا وہ اس ہاؤس میں تحریک التوا کی شکل میں آیا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر سٹیٹمنٹ دی ۔ سٹیٹمنٹ کو غلط ثابت کیا گیا اور پھر پرولیج موشن دی گئی کہ یہ سٹیٹمنٹ غلط تھی اور ہاؤس کا وقار اس سے مجروح ہوا ہے کہ ایک انفارمیشن جس سے معاملہ زیر بحث آنا تھا اس کو ٹالنے کے لیے انہوں نے غلط انفارمیشن دے کر اس معاملہ کو ختم کر دیا ۔ تو وہ غلط سٹیٹمنٹ سے ختم کرانا ایک آئینی حق ہے وہ پرولیج کی breach ہے ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں جو شرائط قواعد انضباط کار کے قاعدہ 58 میں دی گئی ہیں وہ بڑی واضح ہیں ۔

(iv) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

(iv) the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly....."

جناب والا ۔ یہ دونوں چیزوں میں آتا ہے ۔ اس کے بعد تیسرا جس میں جناب اپنا اختیار استعمال کر رہے تھے وہ رول 58 ہے ۔ اس میں اب یہ اسمبلی نے فیصلہ کرنا ہے کہ اس ہاؤس میں discuss کیا جائے یا اس کو کمیٹی کے پاس refer کیا جائے ۔ اس کے متعلق بھی موشن آ چکی ہے کہ اس کو کمیٹی کے پاس refer کیا جائے ۔ اس کے باوجود اگر جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ وہ اس کی تحقیقات کرائیں گے تو موشن کو pending رکھیں ۔ وہ دوبارہ اس پر سٹیٹمنٹ دیں پھر اس کا فیصلہ ہو ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں اور اسے pending رکھ لیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری بھی ایک تحریک تھی ۔ ملتان ہی سے تعلق رکھنے والی خاتون رکن محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ اس سلسلے میں خود شہادت دے سکتی ہیں کہ یہ واقعات کس حد تک درست ہیں ۔ کیونکہ انہیں خواتین کا ایک وفد ملا تھا اور تمام واقعہ بتایا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔ تحریک استحقاق نمبر 17 ۔

چک 6 گجیانی کے ایک جلسہ عام میں وزیر محنت و ٹرانسپورٹ میاں محمد افضل وٹو کے ایما پر حافظ علی اسداللہ ایم ۔ پی ۔ اے اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ اور چشتیاں پولیس کی طرف سے ملزم گروہ کا پرچہ پہلے درج کرنا

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہم مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم جولائی کو 5 بجے شام جبکہ میں اور میرے ساتھی چک 6 گجیانی میں ایک جلسہ عام کے سلسلے میں پہنچے تو وزیر محنت و ٹرانسپورٹ میاں محمد افضل وٹو کی زیر ہدایت جمع کردہ ضلع بھر کے مسلح غنڈوں سے مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرانے کے لیے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک فائرنگ کرائی گئی جس میں دو آدمی زخمی ہوئے ۔ پولیس چشتیاں نے ملزمان کا پرچہ پہلے چاک کیا اور ہمارا بعد میں حالانکہ ہم نے پہلے تھانہ پہنچ کر اطلاع دی ۔ اسی طرح وزیر موصوف کی زیر ہدایت ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا بجائے اس کے کہ ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ خارج کیا جاتا اور ملزموں کو گرفتار کیا جاتا الٹا پولیس چشتیاں نے افضل وٹو کی زیر ہدایت پی ۔ پی ۔ پی تحصیل چشتیاں کے نائب صدر محمد صادق ڈوگہ اسسٹنٹ سیکرٹری مسٹر محمد رمضان اور کارکنان محمد صدیق اور اشرف علی عباسی کو گرفتار کر لیا ہے اور تحصیل صدر سید امداد حسین شاہ صاحب خزانچی تحصیل سید عباس علی اور

محمد عباس مہاوری اور ریاض احمد کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مار رہی ہے اور مجھے بھی گرفتار کرنا چاہتی ہے اس طرح تنظیم نو کے آغاز کے نام پر تحصیل چشتیاں میں مسٹر محمد افضل وٹو نے تخریب نو کا آغاز کر دیا ہے لہذا اس مسئلہ پر بحث کی جاوے ۔

آوازیں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ اس پر کوئی مزید روشنی ڈالوں ۔ (قہقہہ)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اتنی ہی کافی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ خود انھی کے بیان کے مطابق یہ معاملہ sub-judice ہے اور جب تک عدالت مجاز کوئی فیصلہ نہ کر دے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ نکتہ وضاحت ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں اور اس ایوان کے سامنے ایک سنسنی خیز انکشاف کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ جناب محمد افضل وٹو کے ساتھ ہماری گڑبڑ ہوئی ۔ اس کے بعد جناب گورنر نے مداخلت کرکے صلح کرا دی تھی ۔ ان کی کوٹھی پر ہم جمع ہوئے تھے ۔ ہماری مصالحانہ گفتگو ہوئی ۔ تو جناب افضل وٹو نے کہا آپ ضمانت نہ کرائیں ۔ اگر آپ کو کوئی گرفتار کرائے تو میں اپنے باپ کی اولاد نہیں ہوں ۔ ہم نے اس پر اعتبار کر لیا اور ضمانت نہ کرائی ۔ اس کے باوجود میرے چار ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور پولیس ہمارے باقی ساتھیوں کے پیچھے ہے ۔ اس کے متعلق تو ایوان فیصلہ کر سکتا ہے جو میں نے جناب وٹو مصنوعی قائد بہاولپور کے متعلق کہا ہے ۔ اس پر بحث ہونی چاہیے ۔ ہماری زندگی لینے یا ہمیں جان سے مارنے کی تین بار کوششیں کی گئی ہیں ۔ * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ یہ الفاظ واپس لیں ۔ میں آپ کو اس مسئلہ پر بولنے کی اجازت نہیں دوں گا ۔

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

حاجی علی اسداللہ ۔ بہت اچھا ۔ میں اپنے الفاظ واپس نہیں لیتا لیکن اب بولنا بند کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ان کی تقریر کا یہ تمام حصہ جو انہوں نے غیر متعلقہ طور پر یہاں بیان کیا ہے اس کو حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ یہ غیر متعلقہ نہیں ہے ۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ متعلقہ نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ ایک معزز ممبر کے احساسات ہیں ان کو آپ کیسے حذف کرنا چاہتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں نے ابھی جواب دینا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ صاحب جواب دینا چاہتے ہیں ۔ ان کا جواب تو سن لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ ان کے جواب کے متعلق میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو جواب دے لینے دیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اصولی طور پر دوسرے ممبران کی طرف سے کوئی نقطہ وضاحت پیش نہیں کیا جا سکتا اس لیے مجھے جواب دینے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ جواب دے لیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ پہلا تو میرا اعتراض بصورت گزارش یہ ہے کہ حافظ علی اسد اللہ صاحب نے اپنا نکتہ وضاحت بیان فرما دیا ۔ اس کے بعد دوسرے کسی فاضل ممبر کو اس سلسلے میں مزید وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے

اور اصول کی بات ہے کہ جب معاملہ عدالت میں ہو تو کسی تحریک پر بحث نہیں کی جا سکتی ۔ اور یہ معاملہ عدالت میں ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ معاملہ ابھی عدالت میں نہیں پہنچا ۔ معاملہ پولیس کے پاس ہے ۔ یہ دو مہینے کی بات تھی ۔ اور اب تک کورٹ میں نہیں گیا

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ investigations بھی judicial proceeding کا حصہ ہیں اس پر ہائی کورٹ کے بہت سے رولنگ موجود ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پولیس میں معاملہ sub-judice نہیں ہوتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں اس پر تحریری طور پر رولنگ دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اسی چیز پر تو ہماری تحاریک التوا آتی ہیں کہ فلاں فلاں کو گرفتار کیا ۔ جب تک وہ عدالت میں نہ جائے معاملہ sub-judice نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ نمبر 1 ۔ یہ معاملہ sub-judice ہے ۔ 2 ۔ جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں وہ اس ہاؤس کے ممبر نہیں ہیں ۔ 3 ۔ حافظ علی اسداللہ ابھی اپنی گرفتاری کے خدشات کا اظہار کر رہے ہیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک پرولیج موشن کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ لہذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ وہاں ڈیڑھ گھنٹہ تک فائرنگ ہوئی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کس رول کے تحت پرولیج موشن بنتا ہے ۔

I have ruled it out.

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کے گرفتار ہونے کے بعد خیال رکھیں گے ۔ ایک وزیر وعدہ کرکے اگر اس سے انحراف کر جاتا ہے تو آپ کو نوٹس لینا چاہیے ۔ کیا آپ ان کی بات اس وقت سنیں گے جب وہ جیل میں ہوں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ان کا پرولیج اس وقت مجروح ہوگا جب یہ گرفتار ہوں گے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ جب ان کے ووٹر اور ان کے کارکن گرفتار ہو رہے ہیں ۔ تو ان کا پرولیج کیا ابھی تک مجروح نہیں ہوا ؟

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ اس کیس میں ملوث میاں منظور احمد موہل کی ضمانت ہو چکی ہے اور وہ ایک دفعہ گرفتار بھی ہو چکے ہیں اور اسی طرح ہمیں بھی گرفتاری کا اندیشہ ہے ۔ ہمارے دوسرے ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں ۔ غنڈہ گردی شروع ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ اگر آپ کو کارکنوں کا احساس ہے تو آپ ان کی باتیں سنیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دے چکا ہوں ۔ میں نے کئی grounds دیے ہیں ۔ یہ معاملہ sub-judice ہے ۔ اس کے بعد یہ کتنا پرانا مسئلہ ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ اس پر اسسٹنٹ کمشنر کو اطلاع دے دی تھی میرے گھر پر بھی چھاپہ مارا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے ۔

This is not a matter of recent occurrance. It is sub-judice.

اطلاع دینا کوئی ground نہیں بنتی ۔ میں نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ یہ میرے استحقاق کا مسئلہ ہے کہ مورخہ یکم جولائی کو 5 بجے شام جبکہ میں اور میرے ساتھی چک 6 گنجیانی میں ایک جلسہ عام کے سلسلے میں پہنچے تو وزیر محنت و ٹرانسپورٹ میاں محمد افضل وٹو کی زیر ہدایت جمع کردہ ضلع بھر کے مسلح غنڈوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرانے کے لیے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک فائرنگ کرائی گئی جس میں دو آدمی زخمی ہوئے ۔ پولیس چشتیاں نے ملزمان کا پرچہ پہلے چاک کیا اور بعد میں ہمارا حالانکہ ہم نے پہلے تھانہ پہنچ کر اطلاع دی ۔ اسی طرح وزیر موصوف کی زیر ہدایت ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا ۔ بجائے اس

کے کہ ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ خارج کیا جاتا اور ملزموں کو گرفتار کیا جاتا اٹا پولیس چشتیاں نے افضل وٹو کی زیر ہدایت پی - پی - پی تحصیل چشتیاں کے نائب صدر محمد صادق ڈوگہ ، اسسٹنٹ سیکرٹری مسٹر محمد رمضان اور کارکنان محمد صدیق اور اشرف علی عباسی کو گرفتار کر لیا ہے اور تحصیل صدر امداد حسین شاہ صاحب - خزانچی تحصیل سید عباس علی اور محمد عباس سہاوری اور ریاض احمد کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مار رہی ہے اور مجھے بھی گرفتار کرنا چاہتی ہے - اس طرح تنظیم نو کے آغاز کے نام پر تحصیل چشتیاں میں مسٹر محمد افضل وٹو نے تخریب نو کا آغاز کر دیا ہے لہذا اس مسئلہ پر بحث کی جاوے -

وزیر اعلیٰ - میں جناب والا - معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں لازمی طور پر رپورٹ حاصل کروں گا اور اگر معاملہ ایسا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے -

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ اس پر مصر نہ ہوں یہ recent occurrance نہیں ہے -

حافظ علی اسداللہ - میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح دو تین مہینے ہو جاتے ہیں اور معاملہ التوا میں رہتا ہے اگر معزز ممبران پر اس قسم کا ظلم کیا جاتا ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا -

وزیر اعلیٰ - جیسا کہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کارروائی کی جائے گی -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا پچھلے سیشن کا ایک وقوعہ ہے - ...

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس پر مزید کوئی جواز نہیں ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں ایک بات کرنی چاہتا ہوں - میں نے ایک تحریک التوا دی تھی کہ ڈپٹی کمشنر لائل پور نے مسٹر حمزہ کے ساتھ بد اخلاقی اور بد تمیزی کی ہے - اس پر جناب قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ میں لائل پور جاؤں گا اور تحقیقات کروں گا اور دونوں حضرات کو بلا کر بات کروں گا - لیکن افسوس کہ وہ آج تک لائل پور نہیں گئے ہیں اور نہ ہی تحقیقات کی ہیں - نہ ان سے پوچھا گیا ہے - اب اگر میں چاہتا تو تحریک استحقاق لا

سکتا تھا لیکن قائد ایوان کا احترام کرتے ہوئے میں تحریک استحقاق نہیں لایا ۔ یہ جو وعدہ کیا جاتا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے ۔ جب تک یہ موشن پنڈنگ نہیں ہوگی اس وقت تک تحقیقات نہیں ہوگی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ آج حافظ علی اسداللہ کی تحریک استحقاق ہو رہی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہم انکوائری کریں گے ۔

Mr. Speaker. Privilege Motion 18. It is deferred. Now, we come to privilege motion Nos. 19 and 20. I will consider whether they actually fall within the definition and scope of a privilege.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک کی رپورٹ آنی تھی ۔

Mr. Speaker. When we are not in a hurry about other matters why should we hurry in this particular matter ?

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ پہلے دن پیش ہوئی تھی اس کی رپورٹ آنی چاہیے ۔ ایک ہفتے پہلے پیش کی تھی ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ ایک ہفتے میں رپورٹ پیش کر دیں گے ۔

تحاریک التوائے کار

ضلع بہاولپور کے لیے آٹا اور گھی کے کوٹہ میں کمی

مسٹر سپیکر ۔ سید قابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ یہ مسئلہ ضلع بہاولپور میں آٹے اور گھی کے راشن میں کمی سے متعلق ہے ۔

تحاریک التوائے کار ۔ ۔ ۔

اس سے علاوہ ہے ۔ یہ اس سے زائد ہے کہ جو راشن ڈپوؤں کے ذریعے تقسیم ہوتا ہے ۔ یہ بجا ہے کہ اس کی سطح پچھلے سال کے مطابق ہے اس سے زیادہ نہیں ہے اور جو تعداد تابش صاحب نے کہی ہے وہ وہی ہے لیکن اس کے ساتھ انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جو سیلاب زدہ علاقے ہیں جن کی ضروریات اشد ہیں اور جن کے لیے ہم نے پچھلے سال کوئی علیحدہ پروژن نہیں کی تھی ۔ ان کے لیے ہم 800 ٹن علیحدہ دے رہے ہیں ۔

جہاں تک گھی کا تعلق ہے یہ بھی بجا ہے کہ پہلے روزانہ کوٹہ زیادہ تھا ۔ اس کی تعداد 211 ٹین 35 پاؤنڈ کے ٹین کی تھی ۔ اسے ہم نے کم کر دیا تھا مگر اب پھر ماہ رمضان کے دوران اس کی تعداد بحال کر دی گئی ہے ۔ جو کوٹہ انہیں پہلے ملتا تھا وہی بہاولپور ڈویژن میں ملے گا ۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جن اشیاء کی پیداوار میں کمی ہو انہیں ہم ہر علاقے میں مناسب طریقے سے جائز تقسیم کرتے ہیں ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ کمی ہر جگہ کی گئی ہو لیکن جب سے ملوں کو قومی تحویل میں لیا گیا ہے اس کی تقسیم پہلے سے بہتر ہو چکی ہے ۔ یہی حال گندم کا ہے ۔ میں اس کا خاص طور پر اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے پاس اس معزز ایوان کے کئی ارکان آئے اور انہوں نے اپنے اپنے علاقوں کے متعلق کہا ۔ مثلاً حاجی سیف اللہ صاحب نے کہا کہ لیاقت پور میں گندم کا کوٹہ بڑھایا جائے ۔ اسی طرح خانپور میں ہوا ۔ اسی طرح جہلم میں جنگی قیدیوں کے آنے کے بعد مقدار خاصی بڑھا دی گئی ہے ۔ اسی طرح ہم نے جھنگ کی ضروریات کے مطابق وہاں بھی مقدار بڑھائی ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں بھی ضرورت ہوئی ہم مقدار بڑھائیں گے اور مناسب قیمتیں رکھ کر اس کی تقسیم جاری رکھیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ آپ کسی اور امر کی اجازت دیں میں گزارش کروں گا کہ ساڑھے دس بجے ممبران نے یہاں سے روانہ ہو جانا ہے ۔ اس لیے تحاریک التوا اگلے روز تک کے لیے اٹھا رکھی جائیں اور اب قانون سازی کا کام شروع کیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ بل کی تیسری خواندگی ہی باقی رہتی ہے اور اس پر زیادہ وقت صرف نہیں ہوگا ۔ اگر ایسے ہو سکے یہ تعاریک التوا بھی زیر بحث آ جائیں اور تیسری خواندگی بھی مکمل ہو جائے تو یہ ٹھیک ہے ورنہ قائد ایوان کی تجویز مناسب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آج جو 15 منٹ کی کٹوتی ہوگی اس کے عوض میں اگلے سیشن میں تعاریک التوا کے وقت میں اضافہ کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ دونوں کام ہو جائیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر خوراک صاحب نے جو وضاحت فرمائی ہے اس میں ستم ظریفی کا ایک نیا پہلو نکلتا ہے ۔ بہاولپور میں 211 ٹن گھی مل رہا تھا ۔ اسے کم کرکے آدھا کر دیا گیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ برابر کر دیا جائے گا جبکہ پورے پنجاب کے لیے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ رمضان میں کوٹہ دوگنا کر دیا گیا ہے ۔ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ 211 کی بجائے وہاں دوگنا یعنی 422 ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ پہلے ہی اسے کم کر دیا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ نے ان کی بات غالباً توجہ سے نہیں سنی ۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسی قسم کی کمی غالباً سارے صوبے میں کی گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ میں گھی کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے گھی کے متعلق ہی کہا ہے ۔ اپنے حکمے کے متعلق تو وہ بڑا positively کہتے لیکن چونکہ یہ ان کا اپنا حکمہ نہیں ہے اس لیے انہوں نے کہا ہے ۔ جب انہوں نے بہاولپور کا ذکر کیا ہے تو اس میں ان کا یہ فقرہ تھا کہ غالباً اس قسم کی کمی سارے صوبے میں کی گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تو انہوں نے کہا ہے کہ سارے صوبے میں دوگنا کوٹہ کر دیا گیا ہے اور بہاولپور میں چونکہ پہلے ہی کمی کر دی گئی تھی اس لیے وہاں برابر کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو کہتے ہیں کہ اب دوگنا کوٹہ کر دیا ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کس تعداد کا دوگنا کیا گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ پنجاب میں صرف سات منتخب شہر declare کئے گئے ہیں جنہیں بہاولپور سے سات گنا زیادہ کوٹہ مل رہا ہے اور بہاولپور وہ واحد بد قسمت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جسے منتخب شہروں میں شامل نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ سرگودھا ، سیالکوٹ ، راولپنڈی ، لاہور ، گوجرانوالہ ، ملتان یہ سب منتخب شہر ہیں اور بہاولپور سے سات گنا زیادہ کوٹہ لے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker. Please go on to the next point so that he may be in a position to reply.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ بہاولپور کو بھی منتخب شہروں میں شامل کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ یہ بات ہو گئی ہے کہ باقی کوٹے دوگنے کر دیے گئے ہیں اور یہ کوٹہ دوگنا نہیں ہوا ہے اور اسے منتخب شہروں میں نہیں رکھا گیا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پنجاب کے صرف (5) ڈویژن ہیں ۔

Mr. Speaker I can't permit speeches over that. If you want an explanation, you can ask another question. You are making a speech.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بہاولپور کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی حیثیت سے کیوں نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ باقی چاروں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر منتخب شہر قرار دیے گئے ہیں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور جناب وزیر اعلیٰ نے یقین دلایا تھا کہ وہ اس سلسلے میں احکام جاری کر دیں گے ۔

Mr. Speaker. I won't permit speeches over this.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ میں اپنے بھائی جناب کاردار صاحب سے آج ہی مشورہ کروں گا اور انشاء اللہ اس کے مطابق کیا جائے گا ۔ ہمیں قطعی طور پر کوئی تخصیص مطلوب نہیں ہے ۔ ایسا ہو جائے گا ۔

وزیر خوراک ۔ جناب ۔ میں نے وضاحت کر دی تھی کہ صوبہ بھر میں کمی تھی اور ہر جگہ کوٹہ میں کمی کی گئی تھی ۔ اس کے بعد جب پروڈکشن

بحال ہوئی ہے اور ہمارے پاس وسائل زیادہ ہوئے ہیں تو حکومت نے اس کے مطابق اعلان کیا ہے کہ ماہ رمضان میں کوٹہ دوگنا کر دیا جائے گا اور میں یہی دھرانا چاہتا ہوں اور یہ یقین دہانی کرانی چاہتا ہوں کہ اگر کسی جگہ بھی مناسب مقدار سے کوٹہ کم مل رہا ہے تو اس کا جائزہ لیا جائے گا اور اس کو پورا کیا جائے گا۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بہاولپور کو منتخب شہر قرار نہیں دیا گیا یہ بھی کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ ۔ یہ بھی کیا جائے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آپ کی وساطت سے قائد ایوان کی توجہ چاہتا ہوں ۔ گزارش یہ ہے کہ یہ عجیب دو عملی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے کہ گھی کا تعلق اجناس خوردنی سے ہے لیکن گھی محکمہ صنعت کی تحویل میں ہے اور باقی اجناس خوردنی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہیں ۔ وہ اس بات پر توجہ فرمائیں تاکہ گھی کو بھی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جا سکے جہاں اس کی تقسیم کا مناسب انتظام کیا جا سکے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ یہ وہ معاملہ ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے دور کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کی ایک تحریک التوا نمبر 95 ہے ۔ میں اس کو identify کرنے کے لیے پڑھ دیتا ہوں ۔ میں نے اس میں ایک question mark کیا ہوا ہے ۔ معلوم نہیں دفتر کی طرف سے یہ آپ تک پہنچا ہے یا نہیں ۔ کیا یہ آپ کو پہنچا ہے یا نہیں تاکہ میں اس کو identify کر سکوں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی وہ پہنچ گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تو معاملہ reverse ہو گیا ۔ میرا خیال تھا کہ آپ کو نہیں پہنچا ۔ ایک تحریک التوا نمبر 99 ہے ۔ چودھری محمد ارشاد صاحب وزیر صحت موجود نہیں ہیں ۔

I would like the Chief Minister to take note of it.

یہ 99 نمبر مرزا فضل حق صاحب کی ہے ۔ یہ غالباً اس بات پہ defer ہوئی تھی کہ ارشاد صاحب یہاں نہ تھے ۔

It will be taken up an Tuesday.

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر چودھری صاحب نہ ہوں تو کسی اور کی ڈیوٹی یہ کام لگا دیجیے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بہتر جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی صاحب نہیں ہیں ۔

دھنی رام سٹریٹ انارکلی میں دن دہاڑے ڈاکہ اور ایک سنار کو گولی لگنے سے ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ 26 نمبر میاں منظور احمد موہل کی ایک تحریک التوائے کار ہے ۔ رپورٹ پیش کرنے کے لیے اس کو ملتوی کیا گیا تھا ۔ یہ دھنی رام سٹریٹ انارکلی میں ڈاکے کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ رپورٹ حاضر ہے جناب ۔

تھانہ ٹی انارکلی لاہور میں درج شدہ ابتدائی رپورٹ نمبر 616 مورخہ 2 ستمبر 1973ء زیر دفعہ 302/32 تعزیرات پاکستان کے مطابق مسمی محمد الیاس اور اس کا والد مسمی محمد اسلام مقتول مورخہ 2 ستمبر 1973ء کو تقریباً سات بجے شام اپنی دوکان واقعہ کوچہ لکشمی نرائن میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ کوچہ لکشمی نرائن مین انارکلی بازار سے تقریباً دو سو گز دور ایک تنگ و تاریک گلی ہے ۔ اتوار کا روز تھا اور انارکلی بازار اور اس کے گرد و نواح کی تمام دکانیں بند تھیں ۔ تقریباً سات بج کر پندرہ منٹ پر تین آدمی مقتول کی دکان پر آئے اور ان میں سے ایک نے مقتول پر پستول سے فائر کیا اور اس کے بعد مازمان بغیر کوئی چیز اٹھائے یا چھینے موقع سے بھاگ گئے ۔ مقتول کو زخمی حالت میں لے

جایا گیا جہاں وہ جاں بحق ہو گیا ۔ مسمی محمد الیاس جو مقتول کا لڑکا ہے ، پڑھا لکھا آدمی ہے اور سرکاری ملازم ہے ۔ اس نے اپنی رپورٹ میں کسی چوری کا ذکر نہیں کیا ۔ تصدیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مقتول اور ایک گروہ کے درمیان جائیداد کا جھگڑا تھا ۔ مقدمے میں مزید تفتیش جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس میں کئی لوگ پکڑے گئے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ اس وقت کی رپورٹ ہے ۔ گرفتاری کے بارے میں میں پھر عرض کروں گا ۔ کیونکہ identify ہو گئے ہیں ، اس لیے لازمی طور پر پکڑے گئے ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اس میں حکومت vigilant ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جی بالکل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میرا اس خاص واقعے کو بیان کرنے کا مطلب یہ تھا کہ دھنی رام سٹریٹ انارکلی میں ہے اور ایک بڑی گنجان جگہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میرے حلقے میں ہے ۔ دھنی رام سٹریٹ کے متعلق مجھ سے زیادہ شاید کوئی نہیں جانتا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جیسا کہ عرض کیا ہے اتوار کا روز تھا اور اتوار کے روز یہ تمام گلیاں بالکل سنسان ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کمرشل ایریا ہے ۔ کراچی کے بعد پاکستان کا سب سے بڑا کپڑے کا سنٹر ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اتوار کے دن کے علاوہ کسی اور دن ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیے اگر اتوار چھٹی کا دن ہے اور اس کام کی بھی چھٹی کرتی ہے کہ جو کچھ بھی اتوار کو ہونا ہے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement made by the Chief Minister it is disposed of.

سید ناصر الوری ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا نمبر 70 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 71 تک ہم گئے ہوئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کون سی ٹیک آف کر رہے ہیں ۔ اس وقت ٹوکنا بھی مناسب نہ تھا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں ۔ انھوں نے کہا تھا کہ میں اس سلسلے میں رپورٹ حاصل کر کے بتاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ 70 نمبر پیپلز پارٹی کی آپس میں لڑائی کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں نے ایس ۔ پی کو خاص ہدایات دے دی ہیں ۔ وہ اس سلسلے میں باقاعدہ تفتیش کر رہے ہیں اور مجھے رپورٹ دے دیں گے ۔

Mr. Speaker. Should it be kept pending ?

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مرزا فضل حق صاحب کی تحریک التوا نمبر 149 ہے ۔ میں اس تحریک کو لینے لگا ہوں ۔

لاہور کارپوریشن کی طرف سے پانی کے بلوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے امپروومنٹ ٹرسٹ کا شارع عام پر پانی کے کنکشن کو کاٹ دینا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" 27 ستمبر 73ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں محکمہ امپروومنٹ ٹرسٹ اور لاہور کارپوریشن کے آپس کے تنازع نے شہریوں کو پانی سے محروم کر دیا ہے ۔ محکمہ امپروومنٹ ٹرسٹ نے صرف اس وجہ سے پانی کے کنکشن کاٹ دیے کہ محکمہ کارپوریشن نے پانی کے نلوں کے بل نہیں دیے ۔ یہ نل شارع عام پر لگے ہوئے تھے ۔ پانی کے بند ہو جانے کی وجہ سے شہریوں میں ہیجان و اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

I hope this is not by way of Ihtram-e-Ramzan. (احترام رمضان)

وزیر اعلیٰ ۔ ویسے تو شاید یہ factually بالکل غلط ہے ۔ لیکن پھر بھی میں خود چاہتا ہوں کہ اس بارے میں ایک مفصل رپورٹ ایوان کے سامنے پیش کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ رپورٹ پیش کریں گے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں میں رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ پھر اس کو defer فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اسے defer کر دیا ہے ۔

قرآن پاک کی آیات کی کتب احمدیہ میں تحریف

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مورخہ 27 ستمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق اس وقت صوبہ میں چند کتب جنگ مقدس ، حقیقت الوحی ، براہین احمدیہ ، ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام کے نام سے شائع اور فروخت ہو رہی ہیں جن میں قرآن پاک کی آیات کو تحریف کے بعد شائع کیا گیا ہے ان میں سے ایک کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ 130 پر سورۃ توبہ کی آیات 63 رکوع جنگ مقدس کے صفحہ 194 پر سورۃ توبہ کی آیات 49 رکوع ۔ ازالہ اوہام کے صفحہ 629 اور آئینہ کمالات کے صفحہ 330 سورۃ حج رکوع آیت 52 براہین احمدیہ صفحہ 306 اور 307 پر سورۃ حج آیت 87 ۔ ازالہ اوہام کے صفحہ 136 پر سورۃ رحمن آیت 26 ۔ 27 ۔ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ 155 پر سورۃ انفال رکوع 4 آیت 29 اور براہین احمدیہ کے صفحہ 348 نیا ایڈیشن صفحہ 633 پرانا ایڈیشن پر سورۃ البیاء آیت 25 میں قرآن پاک کی حقیقی آیات کے الفاظ کو نکال دیا گیا ہے ۔ نئے الفاظ داخل کیے گئے ہیں اور بھی مقامات پر زیر زبر کے معاملہ میں بھی مصنف نے اپنی خواہش کے مطابق تبدیلی کی ہے ۔ مگر حکومت کی جانب سے ان کتب کو ضبط کرنے کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ محکمہ اوقاف جس کا یہ مضمون ہے وہ ان تمام کتابوں کا جائزہ لے رہا ہے اور چونکہ یہ کتابیں ایک مدت سے بازار میں بک رہی ہیں اس لیے میں پورا جائزہ لینے کے بعد اس

سلسلے میں کچھ بیان دینے کے قابل ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا تو اصل مطالبہ یہ ہے کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ لازمی طور پر ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ان کتابوں کو ضبط بھی کریں اور ان کے خلاف کارروائی بھی کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو بھی ضابطے کی کارروائی ہوگی وہ کریں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اگر تحریف پائی گئی تو لازمی طور پر ایسا ہی کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔ تو پھر اسے defer فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور کی بھی اسی قسم کی تحریک التوا ہے یہ دونوں اکٹھی آ جائیں گی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب یہ آج آپ کیسے چل رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

It is only with a view to take up as much adjournment motion as can be taken up and to improve the efficiency that a new procedure has been adopted with the consent of the leader of the House and leader of the Opposition.

اس کے بعد ہے 142 ملک خالق داد بندیال صاحب کی کیا یہ آپ کے نوٹس میں ہے ؟

وزیر خوراک ۔ یہ کس سلسلے میں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ خوشاب کے متعلق تھی کہ آپ نے وہاں آٹے کے کوٹے میں کمی کر دی ہے ۔

وزیر خوراک ۔ یہ مجھے آج صبح ملی ہے میں اس کی باقاعدہ تحقیقات کرانے کے بعد ہی کچھ کہہ سکتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التواء کے 104 نمبر pending ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ pending تو بہت سی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ وزیر خوراک سے متعلق ہے ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس کا جواب موجود ہے ۔

حکومت پنجاب کی طرف سے چینی کا کوٹا بند کرنے پر مشروب ساز اداروں کا ملازمین کی برطرفی کا فیصلہ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے ایجنڈا کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 22 ستمبر 53ء کی اطلاع کے مطابق صوبہ پنجاب میں حکومت نے مشروبات کے اداروں کے لیے چینی کا کوٹا بند کر دیا ہے ۔ اس طرح صوبہ سرحد کی فیکٹریوں کے تیار کردہ مشروب کی پنجاب میں فروخت کے لیے راہ ہموار کر دی گئی ہے ۔ چنانچہ ان دنوں پشاور کا بنا ہوا کوکا کولا شہر میں ایک روپیہ فی بوتل کے حساب سے فروخت ہو رہا ہے ۔ صوبہ سرحد میں مشروبات کے تمام اداروں کو ان کی ضرورت کے مطابق چینی ملتی ہے جب کہ پنجاب میں ارباب اقتدار نے پہلے مشروب ساز اداروں کو ان کی ضرورت میں 75 فیصد کمی کی اور اور اس کے بعد چینی دینے سے انکار کر دیا ہے ۔ حالانکہ ایک من چینی کے بدلے حکومت کو 4 صد روپے کی ایکسائز ڈیوٹی حاصل ہوتی ہے ۔ اس طرح حکومت کو 4 لاکھ روپے کا روزانہ خسارہ ہو رہا ہے ۔ اس صورت حال سے پنجاب کے مشروب ساز ادارے سخت مصیبت میں گرفتار ہیں اور متعدد اداروں نے اپنے ادارے بند کر کے ملازمین کی ملازمت ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے کیونکہ فیکٹریوں کے بند ہو جانے کے بعد یہ ادارے اس قابل نہیں رہے کہ لاکھوں روپے کی تنخواہیں ادا کر سکیں ۔ اس صورت حال سے عوام میں اور خصوصاً مشروب ساز اداروں میں کام کرنے والے ملازمین میں کافی تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں اس تحریک التوا کا جواب دوں میں سید تابش الوری صاحب اور دوسرے معزز اراکین کی توجہ اس خوراک کی بحث کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تمام اراکین نے حکومت کی رائے سے اتفاق کیا تھا کہ اگر ملک میں اتنی چینی پیدا نہیں ہوتی جس سے تمام ضروریات ملک کی پوری ہو سکیں تو اب ہم یہ تہیہ کرتے ہیں کہ ہم زرمبادلہ خرچ کرکے چینی نہیں منگوائیں گے ۔ اگر آپ پچھلا ریکارڈ نکال کر دیکھیں تو اس کے مطابق ہم نے اس بات سے اتفاق کیا تھا ۔ اس بیان کے بعد میں پہلے یہ عرض کروں گا کہ پنجاب کی جو اپنی requirement ہے اس کے مطابق اگر مشروبات کی ضروریات کے مطابق چینی دی جائے تو ہمارے لیے تین لاکھ ٹن سے زائد پروڈکشن کی ضرورت ہے مگر اس سال ہماری پروڈکشن 1 لاکھ 76 ہزار 835 ٹن ہے اس لیے ہمیں تمام کٹ لگانی پڑی ۔ جہاں بھی ہو سکا ہم نے کٹ لگائی ہوئی ہے ۔ مشروبات کی پروڈکشن ہم نے بند نہیں کی ہے بلکہ ان کی پروڈکشن کے مطابق 40 فیصد کٹ لگائی گئی تھی اور ان کو اسی حساب سے کوٹا دیا جا چکا ہے ۔ اس پر عمل درآمد بھی کیا جا چکا ہے ۔ ان کی جو ضرورت ہے ہم پیداوار کو مد نظر رکھتے ہوئے پوری کر رہے ہیں ۔ البتہ ہم کوشش کریں گے کہ اگلے موسم میں جو نومبر سے شروع ہو رہا ہے زیادہ سے زیادہ ضرورت پوری ہو جائے ۔ امید ہے ان کو total پروڈکشن کے مطابق مہیا کر سکیں گے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کہ ہماری جو چینی کی پیداوار ہے اس کے مطابق یہ کوٹا اس سے زیادہ نہیں دیا جا سکتا ۔ چونکہ اس ایوان نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ چینی درآمد نہ کی جائے اور پروڈکشن اتنی تھی اس لیے ہم اس سے زیادہ نہیں دے سکتے تھے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اگر سارے ملک میں policy decision کے طور پر یہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. How can you extend it to the whole country.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ سرحد سے مشروبات آ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر یہ کہیں کہ لاہور کے کسی ادارے کو پورا کوٹا

دیے دیا گیا ہے گجرات کے کسی مشروبات ادارے کو [illegible]
بات ہو سکتی تھی ۔

But in view of the policy and the decision of this Assembly, this cannot be entertained.

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں رولنگ چاہوں گا کہ آپ نے کہا تھا کہ میں اپنی مرضی سے تحریک التوا لے رہا ہوں ۔

Mr. Speaker. I suspended the rules.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ آپ میرا پوائنٹ تو سن لیں قواعد انضباط کار میں واضح طور پر لکھا ہے کہ قاعدہ 67 کے تحت جس نمبر پر آپ کو تحریک التوا وصول ہوئی ہوں گی اسی کے مطابق آپ پیش کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. There is a provision in the rules that I can suspend a rule and I suspended the rule. This has done [illegible] done with the consent of the leader of the House and [illegible] the Opposition.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ آپ کو قاعدہ چلے معطل کرنا چاہیے تھا ۔ جہاں پر میرا نمبر آتا ہے آپ پیچھے چلے جاتے ہیں ۔ جس پر [illegible] آپ آگے چلے جاتے ہیں ۔ قواعد انضباط کار میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ جس طرح آپ کو تحاریک التوائے وصول ہوئی ہیں انہی نمبروں کے [illegible] جائیں گی ۔

Mr. Speaker. This is not correct.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء

(جاری)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بل جو اس [illegible]

شاید ایکٹ کی شکل اختیار کر جائے وہ ترمیم جس کا واضح مقصد یہ بتایا گیا تھا کہ ہم کچی آبادی کی ڈویلپمنٹ کے لیے یہ لیجسلیشن کر رہے ہیں یا یہ قانون بنا رہے ہیں - میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر اب عرض کروں گا کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ کچی آبادیوں کی طرف توجہ دی جا رہی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہوگا کہ صرف قانون بنانے سے یا صرف الفاظ سے یہ کہہ دینے سے کہ ہم کچی آبادیوں کی ڈویلپمنٹ کریں گے آبادیوں کی ڈویلپمنٹ نہیں ہو جاتی تا وقتیکہ ہم اپنے عمل سے، اپنے کردار سے، اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کرتے ہوئے ان پر صحیح توجہ نہ دیں۔

جناب والا ۔ میں اب بھی کہوں گا کہ یہ موجودہ قانون جس میں کچی آبادیوں کی ڈویلپمنٹ کا ذکر کیا گیا ہے اور جس میں حکومت نے یہ اختیار اس ایوان سے حاصل کیا ہے کہ وہ کچی آبادیوں کی improvement کے لیے اقدامات حاصل کریں گے ۔۔۔۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker. Let there be count..... The count was taken. The House is not in quorum. Let the bells be rung... The bells was rung.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Five minutes have passed.

Mr. Speaker. Please resume your seat. Only three minutes have passed. Look at the official watch and not at your own watch. Don't make an in correct statement.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. I have a right to say that. I can request you.

Mr. Speaker. You cannot request before five minutes have passed.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. I observe the rules.

Mr. Speaker. The House is adjourned till 8.30 a.m. 1st of October 1973.

(اسمبلی کا اجلاس یکم اکتوبر 1973ء بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی سیشن اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

سوموار - یکم اکتوبر 1973ء
(دو شنبہ - 3 رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۱۱ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ - س ۷ - رکوع ۱۲ و ۱۳ - آیات ۱۸۱ تا ۱۸۵

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ان کو ہم بتدریج اس طرح پکڑیں گے۔ کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا۔ اور میں تو ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب رسالت کو (کسی طرح) کا جنون نہیں ہے۔ وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں۔ ان پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں ان کا وقت قریب آگیا ہو۔ تو اس کے بعد وہ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال لاہور کی تعیناتی

*3029 ۔ چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال لاہور کی ڈومیسائل صوبہ بلوچستان کی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر افسر مذکور کو پنجاب میں کیوں رکھا گیا ہے اور وہ کتنے عرصہ سے سروسز ہسپتال میں تعینات ہے ۔ اگر ان کی موجودہ تعیناتی کو 3 سال گزر گئے ہیں ۔ تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈاکٹر ایم ۔ ایم حسینی کی حکومت بلوچستان کو واپسی کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ii) ڈاکٹر مذکور 7-8-1969 سے سروسز ہسپتال میں متعین ہیں ۔

7-8-1969 تا 1-3-1970 بطور فیزیشن

2-3-1970 تا حال بطور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ سوالات تعداد میں 15 ہیں لیکن کسی کا جواب نہیں لکھا ہوا ۔ یہ روایت بہت غلط ہے ۔ ایسے نہیں ہونا چاہیے ۔ ایک یا دو سوالات کے جواب نہ ہوں تو ٹھیک ہے لیکن یہاں تو سب کے سامنے لکھا ہوا ہے ۔ "جواب موصول نہیں ہوا"

Mr. Speaker : I hope that the sentiments expressed by Mian Manzoor Ahmad Mohal are appreciated

چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ڈاکٹر مذکور کی ڈومیسائل بلوچستان کی ہے؟ میرے سوال کا جواب واضح نہیں دیا گیا

کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر ایم ۔ ایم ۔ حسینی کی حکومت بلوچستان کو واپسی کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

وزیر تعلیم ۔ آپ نے سوال کے جزو (الف) میں پوچھا ہے "کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال لاہور کی ڈومیسائل صوبہ بلوچستان کی ہے" تو اس کے جواب میں میں نے کہا ہے "جی ہاں"۔

چودھری علی بہادر خان ۔ تو پھر اس کو پنجاب میں کیوں رکھا ہوا ہے جب کے ہمارے تمام ملازمین بلوچستان سے واپس آ گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ اس کی پوزیشن یوں ہے جب ون یونٹ ٹوٹا تو ڈاکٹر صاحب کی خدمات حکومت بلوچستان کے سپرد کی گئیں۔ لیکن اس وقت کی مرکزی حکومت نے ڈاکٹر صاحب کی representation پر یہ فیصلہ کیا کہ ان کو پنجاب کی سروسز میں شامل کر دیا جائے۔ تو حکومت پنجاب نے کہا کہ اچھا اگر یہ مرکزی حکومت کہتی ہے تو ہم شامل کریں گے لیکن اس کو سنیارٹی لسٹ میں سب سے bottom پر رکھا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود بھی جہاں کی سروسز میں احتجاج ہوا اور وہ احتجاج ہم نے مرکزی حکومت کو پہنچایا۔ اب پھر بلوچستان کی حکومت نے ڈاکٹر مذکور کی خدمات واپس مانگی ہیں۔ تو اب اس کو بلوچستان واپس کرنے کا معاملہ گورنر صاحب کے زیر غور ہے اور عنقریب اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

ہسپتالوں میں متعین لیڈی ڈاکٹر اور فیملی پلاننگ لیڈی ڈاکٹر کی تنخواہوں میں تفاوت

*3191 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر صحت میرے غیر نشان زدہ سوال نمبر 29 کے جواب کے جزو (ب) (ہ) کے حوالہ سے جو مورخہ 5 اپریل 1973ء کو ایوان کی میز پر رکھا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ صحت کے تحت ہسپتالوں میں متعین عام لیڈی ڈاکٹر کی ماہانہ تنخواہ کتنی ہے ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ (الف) بالا میں مندرج لیڈی ڈاکٹر

کی تنخواہ فیملی پلاننگ کی لیڈی ڈاکٹر کی تنخواہ سے بہت کم ہے جب کہ ان کی تعلیمی استعداد ایک جیسی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور حکومت اس تفاوت کو ختم کرنے کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم۔ (ڈاکٹر عبدالخالق): (الف) محکمہ صحت حکومت پنجاب کے ہسپتالوں میں متعین لیڈی ڈاکٹر کی تنخواہ مندرجہ ذیل ہے:-

لیڈی ڈاکٹر (میڈیکل آفیسر) 450/50/1000 روپے

(i) نان پریکٹیسنگ الاؤنس اس کے علاوہ -/150 روپے ماہانہ اور

(ii) ٹیکنیکل پے (Tech. Pay) -/150 روپے ماہانہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والی لیڈی ڈاکٹروں کی تنخواہ پاپولیشن پلاننگ بورڈ کی ملازم لیڈی ڈاکٹروں کے مقابلہ میں کم ہے اس کی وجوہات یہ ہیں:-

(i) پاپولیشن پلاننگ بورڈ کے ملازموں کے سکیل مرکزی حکومت بناتی ہے۔

(ii) یہ تنخواہیں بغیر پنشن اور گریجوٹی کے ہیں۔

(iii) ان اسامیوں پر لیڈی ڈاکٹروں کو ہسپتالوں میں عموماً کام نہیں کرنا پڑتا۔

(iv) وجوہات بالا نمبری (ii) اور (iii) کی بنا پر لیڈی ڈاکٹر صاحبان ان اسامیوں پر جانا پسند نہیں کرتیں۔ اس وجہ سے ان کی تنخواہوں کا سکیل، سینئر سکیل (Senior Scale) نہیں ہے۔ حکومت کا اس تفاوت کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کا مشتہری پر خرچ کرنا

*3192۔ چوہدری علی بہادر خان۔ کیا وزیر صحت میرے غیر نشان زدہ سوال نمبر 29 کے جواب کے جزو (ج) کے حوالے سے جو مورخہ

5 اپریل 1973ء کو ایوان کی میز پر رکھا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ خاندانی منصوبہ بندی پنجاب نے پہلی جنوری سے لے کر آج تک کتنی رقوم کس کس پبلسٹی پر خرچ کیا ہے اس کی تفصیل کیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : 1971—72ء کے مالی سال میں دو لاکھ اٹھارہ ہزار تین سو پندرہ روپے اکاون پیسے (2,18,315-51 روپے) خرچ ہوئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے :۔

1 ۔ پوسٹرز	3252-00
2 ۔ پریس پبلسٹی	52745-10
3 ۔ فلمیں	73055-60
4 ۔ ٹی ۔ وی پبلسٹی	45266-81
5 ۔ ریڈیو پبلسٹی	43996-00
میزان —	2,18,315-51

(اس جدول پر میسرز۔ فہمی سینگر کرنسی صدارت نہر مشتمل ہوئے)

چوہدری علی بہادر خان ۔ آپ نے جو فرمایا ہے کہ پبلسٹی پر یہ اخراجات کیے ہیں میرے سوال کے جواب میں کوئی نام نہیں کیا کونسی پبلسٹی پر خرچ کیے ہیں ؟

میسرز فہمی سینگر ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔

سردار منیر احمد ۔ اس پبلسٹی کا کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا یہ ایسا پروگرام ہے جس کو عوام تک پہنچانے کے لیے عوام کو سمجھانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں یہ کہ اس پروگرام سے کوئی فائدہ ہوا ہے یا نہیں اس کے تجزیہ کے لیے فاضل ارکان کے پاس کوئی مواد موجود نہیں ہے ۔ اگر وہ اس کو سمجھ نہیں سکتے تو یہ کہنا درست نہیں کہ پروگرام سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس کے لیے یہ تصور کرنا کہ کوئی پہچانا جائے گا یہ کوئی ہم پہنچائے گا ۔ کوئی چیز کہے گی ۔ آگے ایک سوال آ رہا ہے ۔ 1961ء میں ایک ہزار افراد پر سال میں پچاس افراد کا اضافہ ہو جاتا تھا ۔ جب سے نسبندی پروگرام کا آغاز ہوا ہے اس کے

بعد سال میں یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ پچاس نفوس کی بجائے 43 نفوس کا اضافہ ہوا ہے ۔ لہذا اس میں اضافہ کے تناسب میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ اگر کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے اور وہ کہہ دے کہ پروگرام غلط ہے ۔ تو یہ اچھی بات نہیں ایک absolute نمبر کم نہیں ہو سکتی ۔ ایک جوڑے کی نسل 2 ' 2 آ رہی ہے ۔ ویسے کیونکہ کچھ اموات وغیرہ ہو جاتی ہیں اس لیے فیملی پلاننگ کا فائدہ ہو رہا ہے ۔ اگر کوئی سمجھ نہ سکے تو اور بات ہے ۔ آپ کسی ماہر کی خدمات حاصل کر کے لا سکتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر فاضل وزیر نے فرمایا ہے کہ آبادی میں کمی واقع ہوئی ہے دراصل پبلسٹی کے اثرات زبنوں پر ہوتے ہیں ۔ میرے خیال میں فاضل ممبر کے ذہن میں اس پراپیگنڈہ کا اثر نہیں ہوا ۔ ہمارے سوال کا مقصد یہ ہے کہ اس پراپیگنڈہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگر یہ بات چوہدری ارشاد صاحب سے کرتے تو جواب نہ ملتا لیکن چونکہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے پاس پورا جواب موجود ہے اس لیے ان کے جواب کے بعد مزید ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔ ڈاکٹر صاحب کو ذاتی علم ہے اس لیے انہوں نے پوری تفصیل بتا دی ہے ۔ مزید ضمنی سوال after effects پر نہیں کر سکتے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کیا وہ اس امر سے آگاہ ہیں کہ کتنے فیصد لوگ جو دیہاتوں میں رہتے ہیں ۔ ٹی ۔ وی اور ریڈیو سیٹ رکھتے ہیں ۔ یہ تمام روپیہ ٹی ۔ وی اور ریڈیو پر صرف ہوتا ہے دیہات کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال نہیں بن سکا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف اس بات سے آگاہ ہیں کہ ایک وفاقی وزیر نے واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس کا فائدہ ہوتا لیکن

اس کے کام میں نقائص ہیں ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب میں طالب علم تھا میں اس کا والنٹری ورکر تھا اس کی شروع سے شدید مخالفت ہوئی ۔ مذہبی لوگوں کی طرف سے اس پروگرام کی مخالفت ہوئی اور اس پروگرام کو شروع سے ہی confuse کر دیا گیا تھا ۔ فاضل ارکان اگر چاہیں تو تمام فیملی پلاننگ کا ریکارڈ دیکھا جا سکتا ہے اس کے اعداد و شمار دیکھ سکتے ہیں ۔ اس میں فائدہ ضرور ہے ۔ فیملی پلاننگ پروگرام صحیح نہیں چل سکا آپ اس میں کچھ تجاویز دیں اسے اور بہتر بنایا جا سکتا ہے اگر ہمارے فاضل اراکین سمجھ جائیں تو آپ کے تعاون سے اس پروگرام کو بہت مدد مل سکتی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ ڈاکٹر صاحب کی مذہبی لوگوں سے کیا مراد ہے ۔ مذہبی لوگ مشرقی پنجاب میں بھی تھے آیا وہ اب مذہبی نہیں ۔ ہم تو آپ کو بھی مذہبی سمجھتے رہے ۔

سردار صغیر احمد۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتائیں گے کہ ایک بچے کی پیدائش پر کتنا خرچ آتا ہے ؟

سردار محمد عاشق ۔ جو محکمہ کی طرف سے دوائیاں تقسیم ہوتی ہیں وہ بجائے شادی شدہ جوڑوں کے غیر شادی شدہ جوڑے استعمال کرتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو اچھی بات ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں اس کا پورے وثوق سے جواب نہیں دے سکتا کیونکہ ہمارے پاس بظاہر حق دار لوگ آ کر دوائیاں لے جاتے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker. It has no relevancy to the question.

سردار صغیر احمد ۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ ایک بچے والی concept غلط ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سلسلے میں فاضل رکن کی اطلاع درست نہیں ہے ۔ جو معاشرہ میں پڑھے لکھے اور well informed لوگ ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس محکمہ نے اچھا کام کیا ہے ۔

چوہدری محمد اعظم - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ statistics کی رو سے آبادی کم ہوئی ہے - جو statistics دیئے گئے ہیں کیا یہ محکمہ خاندانی منصوبہ بندی نے تو نہیں مہیا کیے ؟

وزیر اعلیٰ - کیا یہ طے شدہ نہیں ہے کہ ضمنی سوال تین سے زائد نہیں ہو سکتے -

سپیکر ڈپٹی سپیکر - اس کے متعلق کوئی پابندی نہیں ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - کیا وزیر موصوف کو علم ہے کہ جن ممالک میں فیملی پلاننگ نہیں کی گئی ان کی آبادی 33 سال میں دگنی ہو جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سالانہ ان کی آبادی تین فی صد بڑھتی ہے ؟ ہمارے ملک میں لاکھوں روپے فیملی پلاننگ پر خرچ کیے جاتے ہیں کیا وہ وضاحت فرمائیں گے کہ آیا ہم تین فی صد سے بڑھ گئے ہیں یا کم ہو گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم - آبادی 33 سال کے بعد بھی دوگنا نہیں ہوتی - تین فی صد کا تو rate نہیں ہے - پاکستان میں ایک ہزار پر 50 ہے - یعنی 5 فی صد ہے - ہمارے ہاں آبادی 13—12 سال کے بعد دوگنا ہوتی ہے - لیکن باقی کے لیے میں نے عرض کی ہے کہ ایک ہزار پر 50 کا اضافہ ہو رہا ہے - یہ rate concept ہے - اب ایک ہزار میں 50 نفوس کی بجائے 43 کا اضافہ ہو رہا ہے - absolute number میں نہیں یہ تو صرف تناسب میں کمی واقع ہوئی ہے -

دوسرے میں ذاتی وضاحتاً کرنی چاہتا ہوں - فاضل رکن میاں خورشید انور صاحب نے کہا تھا کہ وہ مجھے مذہبی سمجھتے تھے - میں بالکل مذہبی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن - حدیث اور دوسری چیزوں کو اچھی طرح سمجھتا ہوں اور اپنی زندگی ان کے مطابق گزارتا ہوں - میرا خیال تھا کہ جنہوں نے مذہب کی بنیاد پر فیملی پلاننگ کی مخالفت کی - مصر میں بھی کچھ لوگوں نے مخالفت کی لیکن وہاں ایک کتاب چھپی ہے جس میں مختلف علماء کے بیانات اور احادیث کے extracts دیئے گئے ہیں - اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ فیملی پلاننگ اسلام کے منافی نہیں ہے -

میاں خورشید انور - جب وزیر تعلیم صاحب یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ

اس محکمہ نے تسلی بخش کام نہیں کیا تو کیا وہ یہ فرمائیں گے کہ اس محکمہ کو ختم کرنے کے لیے سوچا جائے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ بڑی دور کی بات کر رہے ہیں اس طرح بات بہت لمبی ہو جائے گی اور سارا دن بحث ختم نہیں ہو گی ۔

قصبہ میاں وال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہسپتال کا قیام

*3771 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ میانوال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں کوئی ہسپتال نہیں ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ جو کہ تحصیل پھالیہ کا سب سے بڑا قصبہ ہے ہر قسم کی طبی سہولتوں سے محروم ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب قصبہ میانوال میں ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں ۔

(ب) بلحاظ آبادی یہ ایک درمیانہ درجہ کا قصبہ ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ حکومت کے ماسٹر پلان میں قصبہ میانوال میں ایک بنیادی مرکز صحت تجویز کیا گیا ہے ۔

صوبہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں نشستوں کا اضافہ

*3821 ۔ **سید تابش الوری** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سال 1972ء کی نسبت کتنی نشستوں کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ نیز مختلف کالجوں میں مذکورہ نشستوں کی تقسیم کس طرح کی گئی ہے ۔

(ب) مذکورہ نشستوں کو پر کرنے کے لیے کیا پالیسی مرتب کی گئی ہے ۔ ان میں سے کتنی نشستیں اہلیت کی بنیاد پر اور کتنی نشستیں نامزدگی کی بنیاد پر پر کی گئیں یا پر کی جائیں گی ۔

(ج) نامزدگی کے ذریعے داخلہ کے لیے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے ۔ نامزدگی اور اہلیت کے ذریعے داخلہ پانے والوں کے نام اور نمبر کیا ہیں ۔

(د) آیا مذکورہ نشستوں میں سے کسی نشست پسماندہ علاقوں کے لیے مخصوص کی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنی ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) تا (د) ابھی تک امسال یعنی تعلیمی سال 74—1973ء کے لیے ، 73—1972ء کے تعلیمی سال کی نسبت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں نشستوں کے اضافے اور نشستوں کی تقسیم کے متعلق پالیسی کا جلد فیصلہ ہو جائے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جالب والا ۔ سوال یہ تھا کہ میڈیکل کالجوں میں امسال 1972ء کی نسبت کتنی نشستوں کا اضافہ کیا گیا ہے تو جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 74—1973 کی نشستوں کی تقسیم کے فیصلہ کا اعلان کر دیا جائے گا ۔ جو اضافہ سال 73—1972ء میں ہوا ہے وہ پوچھا گیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس سوال کے چار حصے ہیں اور چاروں ہی 74—1973ء کے متعلق ہیں ۔ جونہی نشستوں کی تقسیم کا فیصلہ ہو جائے گا ہم اعلان کر دیں گے کہ ہر کالج میں کتنی نشستیں ہوں گی کتنی merits پر جائیں گی اور کتنی پسماندہ علاقوں کے لیے ہوں گی ۔ آپ چاروں جزو پڑھیں ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں ہوا ۔ جب ہو گا تو ہم اس کی اطلاع کر دیں گے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ میڈیکل کالجوں کی سیٹوں میں کمی کی وجہ سے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں شام کی شفٹ جاری کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم۔ میڈیکل کالج کوئی آرٹس کالج نہیں ہوتا کہ شام کی کلاسیں جاری

کی جائیں ۔ جو طالب علم صبح پڑھتے ہیں شام کو وہی لڑکے جا کر Bed-side practice کرتے ہیں ۔ البتہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ دو کالج اور کھولے جائیں ایک راولپنڈی میں اور ایک لائلپور میں ۔

چوہدری امان اللہ ۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس سوال کے چاروں ضمن بڑے اہم ہیں اور ان کا جواب نہیں آیا تو کیا اس کو پنڈنگ رکھا جائے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ حکومت نشستوں کی تقسیم کا جلد اعلان کر دے گی ۔

چوہدری امان اللہ ۔ جناب والا اس کا جواب آنا چاہیے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب ۔ اس کو پنڈنگ کر دیں ۔

Mr. Deputy Speaker. It is deferred.

طب یونانی

***3841** ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت زر مبادلہ بچانے کے لیے طب یونانی کو از سر نو فروغ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک ہو گا ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق)

ڈرافٹ ہیلتھ پلان ابھی مرکزی حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس لیے اس سلسلے میں صوبائی حکومت فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ جو بھی عوامی ہیلتھ سکیم کی آخری سفارشات ہوں گی اس پر عمل کیا جاوے گا ۔

خاندانی منصوبہ بندی

***3844** ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب میں خاندانی منصوبہ بندی پر عمل درآمد کب شروع ہوا تھا اور اس وقت سے اب تک حکومت کا اس پر کل کتنا

روپیہ خرچ ہوا ہے۔

(ب) منصوبہ بندی پر عمل درآمد شروع ہونے سے پہلے تین سالوں کی تعداد پیدائش اور اموات فی سال کیا تھی۔

(ج) صوبہ میں 1970ء—1971ء—1972ء میں فی سال تعداد پیدائش اور اموات کیا تھیں۔

(د) اب تک اگر منصوبہ بندی سے کوئی خاص نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ تو ان کی وضاحت فرمائی جائے اور اگر کوئی خاص نتائج برآمد نہیں ہوئے تو کیا حکومت اس محکمہ کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) مغربی پاکستان خاندانی منصوبہ بندی بورڈ جولائی 1965ء میں وجود میں آیا اس وقت سے لے کر مالی سال 73—1972ء کے اختتام تک مندرجہ ذیل خرچ ہوا۔

مغربی پاکستان خاندانی منصوبہ بندی بورڈ کی بنا پر

(1)	1965-66ء	10274958 روپے
(2)	1966-67ء	16681943 روپے
(3)	1967-68ء	21301646 روپے
(4)	1968-69ء	28510914 روپے
(5)	1969-70ء	26385043 روپے

(ب)

سال	پیدائش	اموات
1962	8,45,271	2,56,923
1963	8,84,585	2,83,934
1964	8,78,423	2,55,824

(ج)

سال	پیدائش	اموات
1970	9,93,263	1,20,893
1971	9,38,921	1,17,574
1972	4,48,821	1,01,233

(د) خاندانی منصوبہ بندی کے اجراء سے مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اس کے باعث شرح اضافہ آبادی میں ہونے والے سالانہ اضافہ کو

نہ صرف روکا گیا ہے بلکہ 1961ء کی مردم شماری کے مطابق جو شرح پیدائش 50 فی ہزار سالانہ تھی اس میں 7 فی ہزار سالانہ کی کمی بھی ہو گئی ہے ۔ اس لیے حکومت اس محکمہ کو بند کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔

*(1972 کے اعداد و شمار میں ضلع میانوالی کے کچھ دیہات اور قسمت ملتان کے کچھ علاقوں کے اعدادوشمار شامل نہیں ہیں۔ بسیار کوشش کے باوجود یہ اعداد و شمار نہ مل سکے ۔)

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ یہ جو جواب موصول ہوا ہے اس کے اعداد و شمار کو تقسیم کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ 1962ء میں جب کہ اس محکمہ نے کوئی خرچ نہیں کیا تھا اس دوران کی پیدائش و اموات میں اور 1970ء کی پیدائش و اموات میں صرف 15,893 کا فرق آتا ہے جب کہ 1970ء میں اس محکمہ کی صرف کردہ رقم 26,3850,43 روپے ہے ۔ اگر صرف 15,893 افراد پر اتنا خرچہ ویسے بھی حکومت کرتی تو میرا خیال ہے کہ کافی فرق پڑ جاتا یہ اعداد و شمار اگر صحیح ہیں تو اس محکمہ کو بند کر دینا چاہیے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے جو جمع تفریق کی ہے اس میں انہیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ پہلے پیدائش کے ریٹ میں اضافہ ہوتا رہا ہے اب جب کہ ریٹ کم ہوا ہے تو اگر تجزیہ کریں تو پھر پتہ چلے گا کہ 1960 میں جو 50 کا اضافہ ہو رہا تھا اب 43 کا ہو رہا ہے ۔ دوسرے یہ جو خرچ کی بات کر رہے ہیں یہ کسی ملک کی آبادی کے مطابق ہوتا ہے ۔ بلجیم اور برطانیہ میں تقریباً 800 اشخاص فی مربع میل ہے اور مغربی پاکستان میں یہ 80 کے قریب ہے ۔ مجھے اچھی طرح سے یاد نہیں 100 کے قریب ہو گا ۔ اس کے باوجود بھی اتنی بے کاری ہے ۔ یہ تو آبادی کے productive use کرنے پر ہوتا ہے ۔ کسی ملک میں آٹھ سو فی مربع میل رہتے ہیں اور وہاں کوئی زیادہ آبادی نہیں سمجھی جاتی ۔ ہمارے ہاں کوئی سو کے قریب فی مربع میل ہیں تو یہ ہمارے ذرائع پیداوار کے مطابق زیادہ سمجھی جاتی ہے ۔ یہ بڑے complicated معاملے ہیں ۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری یہ خواہش ہے کہ ہم فاضل اراکین کو انفارم کریں ، کیونکہ انہی کے ذریعے

اس منصوبے کی کامیابی ہو سکتی ہے ۔ اگر یہ چاہیں تو ہم ایک ایسا session arrange کر سکتے ہیں جس میں محکمہ صحت کے تمام ماہرین ان کے سامنے آئیں اور وہاں ان کو جواب دہ ہوں ۔ اور جو یہ نکات دیں ، جو یہ ترامیم پیش کریں ، جو تجاویز یہ پیش کریں ان پر عمل کیا جائے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ منصوبہ بندی پر ہر سال تقریباً کروڑوں روپے کا خرچ آتا ہے ۔ جب کہ گزشتہ ہفتے میں نے سوال دیا تھا کہ انسداد تپ دق پر صوبائی کونسل نے 72-1971ء میں پانچ ہزار خرچ کیے ہیں اور 73-1972ء میں پانچ ہزار اڑھائی سو ۔ کیا وزیر موصوف سمجھتے ہیں کہ انسداد تپ دق سے منصوبہ بندی زیادہ اہم ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا ۔ ہر ایک کی اپنی اپنی اہمیت ہے ۔ ٹی ۔ بی کو روکنا اس سے بھی اہم ہے ۔ لیکن میں اس کے اعداد و شمار سے واقف نہیں ، مجھے صرف آج ہی اس محکمہ کے جوابات دینے کے لیے کہا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تپ دق کا انسداد بھی ضروری ہے ۔ اپنی اپنی جگہ پر دونوں کی اہمیت ہے ۔ اس میں ایک اور چیز میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ اموات دیکھیں جو یہاں درج ہیں ۔ بعض 1972ء میں دو لاکھ چھپن ہزار 9 سو 93 ہوئیں اور 1973ء میں ایک لاکھ 95 ہزار اموات ہوئیں ۔ یہ بھی میڈیسن کی ترقی ہے جس کی وجہ سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ ورنہ پہلے زمانے میں جب کہ فیملی پلاننگ نہیں ہوتی تھی تو وبا پھوٹتی تھی ، کچھ اور قدرتی آفات پھوٹتی تھیں تو آبادی ایک حساب سے برابر رہتی تھی ۔ اب جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ زیادہ جیتے ہیں ۔ ہمارے باپ دادا سے اگر آپ پوچھیں تو پہلے تو لو دس دس کے خاندانوں میں سے دو دو ایک ایک بچہ بچا کرتا تھا ۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیکل کی ترقی سے اموات کم ہو گئی ہیں اور یہ بھی شرح اضافہ میں ایک وجہ ہے ۔ لیکن تپ دق کی بہرحال اپنی جگہ پر اہمیت ہے اور میں اس کے اعداد و شمار کا جواب ابھی نہیں دے سکتا ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جو اعداد و شمار میں نے عرض کیے ہیں ، اگر یہ صحیح ہیں تو پھر کیا وزیر موصوف ان کی سالانہ پانچ ہزار کی رقم کو

بڑھانے پر غور کریں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس وقت ٹی بی کے متعلق سوال نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے آپ علیحدہ سوال کریں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جب ٹی بی کا سوال آیا تھا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے جواب دیا تھا کہ محکمہ صحت سے رجوع کریں ۔ اب محکمہ صحت سے کہہ رہے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ وزیر اعلیٰ سے رجوع کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لیے آپ علیحدہ سوال دیں ۔ کیونکہ اس وقت ہمارے پاس جو سوال زیر غور ہے ، اس کا ٹی بی سے تعلق نہیں ۔ وزیر صاحب کے پاس اس کے متعلق مواد موجود نہیں کہ وہ آپ کو جواب دے سکیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف میری تجویز سے اتفاق فرمائیں گے کہ منصوبہ بندی کے افسران کو یہ واضح ہدایت دی جائے گی کہ وہ قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران کے علاوہ باقی اپنے محکموں کے افسروں کا تعاون حاصل کر کے ہر ضلع میں اگلے اجلاس سے قبل میٹنگ بلائیں گے جس پر پورے طریقے سے تنقید کی جا سکے اور محکمے کو تجاویز بھیجی جا سکیں ؟

وزیر تعلیم ۔ بہت اچھی تجویز ہے ۔

سول ہسپتال اکال گڑھ کے لیے ڈاکٹر کی تعیناتی

---

*3857 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سول ہسپتال اکال گڑھ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ڈاکٹر کو عرصہ ایک ماہ سے تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال سے ڈاکٹر کی عدم موجودگی کی وجہ سے مریضوں کو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان میں سے کئی مریض لقمہ اجل بن چکے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو

مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر کی عدم موجودگی کی وجہ سے اب تک کتنے مریض جان بحق ہو چکے ہیں اور کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں فوری طور پر ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) (i) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ii) ڈاکٹر پہلے ہی موجود ہے اور ڈاکٹر کی جگہ خالی نہیں ہے۔

تحصیل سرگودھا میں ہیلتھ سنٹر و سب ہیلتھ سنٹر کا قیام

***3883 ۔ سردار صغیر احمد ۔** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت سال رواں میں تحصیل سرگودھا میں ہیلتھ سنٹر و سب ہیلتھ سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کہاں کہاں اور کتنے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ علاقہ تھانہ بھا گٹانوالہ اور تھانہ سلانوالی میں جن کی آبادی تحصیل کی دیہاتی آبادی کا دو تہائی ہے حکومت امسال مذکورہ بالا سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کہاں کہاں اور کتنے ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) تحصیل سرگودھا میں سال رواں میں بک نمبر 104/این ۔ کی ہیلتھ سنٹر کھولنے کی منظوری ہو چکی ہے جونہی مجوزہ جگہ پر پانچ ایکڑ زمین محکمہ صحت کے نام منتقل ہو گئی اور تخمینہ جات برائے تعمیر ہیلتھ سنٹر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے موصول ہو گئے گورنمنٹ کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام اسی سال شروع ہو جائے گا ۔

(ب) محکمہ صحت نے جو ماسٹر پلان تحصیل سرگودھا کے لیے تیار کیا ہے اس کے تحت سلانوالی و بھا گٹانوالہ میں ہیلتھ سنٹر کھولنے کے لیے تجویز ہو چکی ہے جونہی اس کی منظوری ہو گی اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ، میرا سوال یہ تھا کہ کتنے ہیلتھ سنٹر تحصیل سرگودھا میں سال رواں میں کھولے جائیں گے ۔ کیا جواب کے پہلے حصے سے یہ تصور کیا جائے کہ اس سال صرف ایک ہی ہیلتھ سنٹر چک نمبر 104 شمالی میں کھولا جائے گا ؟

وزیر تعلیم ۔ اس کے علاوہ سلانوالی اور بھاگٹانوالہ میں بھی ہیلتھ سنٹر کھولنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

Sardar Saghir Ahmad. Sir, I want to be sure that the health centres will be opened this year or not.

Mr. Deputy Speaker. It is a separate question.

سردار صغیر احمد ۔ میرا ایک مخصوص سوال ہے کہ سال رواں میں کتنے ہیلتھ سنٹر سرگودھا تحصیل میں کھولے جائیں گے ۔ کیا بھاگٹانوالہ اور سلانوالی جو تحصیل سرگودھا کی آبادی کا دو تہائی علاقہ ہے وہاں بھی کھولے جائیں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں تجویز ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ تجویز ہے ۔ میرا سوال سال رواں کے متعلق ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تجویز ہے اور اس سال کے لیے ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ شکریہ !

Mr. Deputy Speaker. The proposal may be dropped.

میڈیکل ٹیکنیشنز کو قومی تنکیلوں کے مطابق سکیل دینا

*3885 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مستند ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے پیش نظر 1967ء میں پیرا میڈیکل کالج بہاولپور اور پیرا میڈیکل کالج کوئٹہ میں میڈیکل ٹیکنیشن کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ میڈیکل ٹیکنیشن کلاس کے کورس کی مدت 2 سال تھی جس کے بعد کامیاب طلباء کو سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی لاہور کی طرف سے طب ۔ جراحی اور ادویہ سازی یعنی شعبہ معالجات کے لیے مستند قرار دیا جاتا تھا ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ میڈیکل ٹیکنیشنز کو دیہی ڈسپنسریوں میں 400-15/325-15-200 روپے کے سکیل میں بطور اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر انچارج تعینات کیا گیا یعنی وہ ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف لائسنس یافتہ اسسٹنٹ میڈیکل آفیسرز کے برابر تھے ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا میڈیکل ٹیکنیشنز کو نیشنل ہیلتھ سکیم کے تحت ان کی خدمات سے استفادہ حاصل کرنے کا کوئی اہتمام کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس اہتمام کی نوعیت کیا ہے اور انہیں تنخواہ کے قومی سکیلوں میں سے کونسا سکیل دیا گیا ہے اور اگر کوئی اہتمام نہیں کیا گیا تو ان کے معاملہ کو معلق رکھنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی نہیں کورس دو سال کا تھا ۔ فیکلٹی نے میڈیکل ٹیکنیشن کی سند دینی تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) ان کو بطور ہیلتھ ٹیکنیشنز/میڈیکل ٹیکنیشن لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ ان کی خدمات سے پورا پورا استفادہ اٹھایا جا سکے اور انہیں نیشنل پے سکیل نمبر 7 دیا گیا ہے جو کہ یہ ہے ۔ 370-15/280-10/230-10/180 روپے ۔

قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کی ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دینا

***3907 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔** کیا وزیر صحت از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ میں ایک ڈسپنسری ضلع کونسل کی موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوال دھندہ نے بذریعہ نشان زدہ سوال نمبر 1793 مورخہ 9 فروری 1973ء کے مذکورہ ڈسپنسری کا درجہ بڑھا کر ہسپتال کا درجہ دینے کے لیے حکومت کو متوجہ کیا تھا جس کے جواب میں کہا گیا تھا کہ "اس بات کا انحصار ڈسٹرکٹ کونسل مظفر گڑھ پر ہے ۔ اس ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں ۔ حکومت کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہ ہو گا" ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی محکمہ صحت پر ہر علاقہ کے عوام کی صحت برقرار رکھنے کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے عوامی ضروریات کو ضلع کونسل کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا مناسب نہیں ہوتا ۔

(د) کیا گورنمنٹ ضلع کونسل مظفر گڑھ کو متوجہ کرنے کی کہ وہ قصبہ سیت پور کی ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دینے کے لیے مناسب کاروائی عمل میں لائے تاکہ قصبہ کی 7 ہزار اور تھانہ حلقہ کی ایک لاکھ آبادی کے لیے ہسپتال کی سہولتیں دستیاب ہوں ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ضلعی کونسل یا دوسرے بلدیاتی اداروں کے ذمے صحت عامہ کو برقرار رکھنے کے سلسلے میں کئی فرائض ہیں ۔ محکمہ صحت اس سلسلے میں اپنی رائے اور فنی مشورے متعلقہ احکام تک پہنچاتا رہتا ہے ۔

(د) محکمہ صحت نے محکمہ بلدیات حکومت پنجاب کو اس بارے

میں مطلع کر دیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ قصبہ سیت پور ، جوکہ سات ہزار کی آبادی کا قصبہ ہے اور اس تھانے کی آبادی ایک لاکھ ہو گئی ہے ۔ ایک ایسا بد نصیب قصبہ ہے جو کہ ہمارے جواں سال گورنر صاحب کا ضلع ہوتے ہوئے بھی ہر قسم کی سہولت سے محروم ہے ۔ اگر پکی سڑک ہے تو اس قصبے کی طرف نہیں جاتی ، لیڈی ڈاکٹر اس قصبے کو نہیں دی گئی ۔ ہیلتھ سنٹر اس قصبے کے لیے نہیں ، ہسپتال اس قصبے کے لیے نہیں ، بجلی اس قصبے کے لیے نہیں ۔ تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور جناب گورنر صاحب کو عرض کروں گا کہ اس قصبے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جب گورنمنٹ توجہ فرمائے تو ضلع کونسل اس پر ضرور عمل کرتی ہے ۔ تو میری یہ دونوں معروضات کہ اس کو ہسپتال کا درجہ دیا جائے اور لیڈی ڈاکٹر دی جائے ، اس پر جناب وزیر موصوف خاص توجہ فرمائیں اور ضلع کونسل کو ہدایت فرمائیں کہ وہ اس مظلوم قصبے کی طرف توجہ کرے جو ہر قسم کی مراعات سے محروم ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگلا سوال کریں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ! میں اس کا جواب سننا چاہتا تھا کہ جناب وزیر موصوف کے کیا احساسات ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے اس پہ جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے ۔ آپ کے جذبات ریکارڈ پہ بھی آ چکے ہیں اور ان کے نوٹس میں بھی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ اگر ان کا جواب آ جائے تو مہربانی ہو گی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ظاہر ہے کہ ان کا جواب یہ ہو گا کہ ان تمام باتوں پر بڑا غور کیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس قسم کے قصبے

پنجاب میں سینکڑوں ہزاروں ہیں اور بہت سے فاضل اراکین اس قسم کے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں کے نمائندگان ہیں۔ ڈسٹرکٹ کونسل کی یہ مجبوریاں ہیں کہ وہ اس سے زیادہ پیسہ خرچ نہیں کر سکتی اور ایک ڈسپنسری کو ہسپتال نہیں بنا سکتی۔ فاضل رکن چونکہ اس علاقے کی یہاں پر بات کر رہے ہیں اور فاضل رکن پر اللہ کا فضل ہے۔ تو میں انہی سے درخواست کروں گا کہ یہ اس کارخیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ڈسپنسری کو ہسپتال میں تبدیل کر دیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

قصبہ سیت پور ضلع مظفر گڑھ میں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*3908۔ دیوان سید غلام عباس بخاری۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ سید پور ضلع مظفر گڑھ میں زنانہ معالجہ کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے جب کہ علاقہ کے عوام اس کی اشد ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوال دہندہ نے بذریعہ نشان زدہ سوال نمبر 1792 مورخہ 9 فروری 1973ء گورنمنٹ کو قصبہ سیت پور میں ایک لیڈی ڈاکٹر کے تعین کے لیے متوجہ کیا تھا۔ جس کے جواب میں کہا گیا تھا کہ "جی ہاں۔ حکومت قصبہ سیت پور میں لیڈی ڈاکٹر کا تعین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے بشرطیکہ ڈسٹرکٹ کونسل یہاں پر لیڈی ڈاکٹر کی آسامی تخلیق کرے۔"

(ج) کیا گورنمنٹ ضلع کونسل مظفر گڑھ کو ہدایت دے کر سیت پور میں لیڈی ڈاکٹر کی آسامی منظور کرنے کا اہتمام کرے گی تاکہ علاقہ کی مریض مستورات اس خدمات سے مستفید ہو سکیں؟

وزیر تعلیم۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں۔ یہاں لیڈی ڈاکٹر کی

آسامی نہیں ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) محکمہ بلدیات کو اس بارے میں لکھ دیا گیا ہے ۔

پرائمری ہیلتھ سنٹر جلال پور پیر والا کی تعمیر

*3915 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر صحت میرے نشان زدہ سوال نمبر 1613 کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں 9 فروری 1973ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پرائمری ہیلتھ سنٹر جلالپور پیروالہ ضلع ملتان سال رواں کے دوران تعمیر کر دیا جائے گا ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مالی سال 74-1973 میں پرائمری ہیلتھ سنٹر جلال پور پیر والا میں بنانے کی کوئی تجویز نہیں ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر اس ہیلتھ سنٹر کے لیے ہم کو کہا گیا تھا کہ اگر اراضی کے لیے رقم لوکل طور پر فراہم کر دی جائے تو یہ ہیلتھ سنٹر دے دیا جائے گا ۔ گورنمنٹ کے اس اخلاق وعدے پر ہم نے پوری رقم جمع کرا دی ہوئی ہے ۔ یہ ہیلتھ سنٹر جلال پیر کے باہر غالباً چک نمبر 85 یا 84 میں ہونا تھا جو کہ قصبہ کے بالکل قریب تھا ۔ اب مجھے یہ خدشات ہیں کہ یہ ہیلتھ سنٹر قصبہ جلال پور سے دور تھانہ کے ایک حلقہ کے کونے میں دیا جا رہا ہے تو اس سے یہ 14 ہزار آبادی کا قصبہ بھی اس رعایت سے محروم ہو جائے گا ۔ قصبے کی سنٹر پوزیشن میں اگر اسے بنایا جائے تو دور دراز کے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ۔ اب جہاں گورنمنٹ بنانا چاہتی ہے شاید وہاں وہ استفادہ دور کے لوگ بھی نہ حاصل کر سکیں ۔ تو میری یہ عرض ہے کہ گورنمنٹ کے اخلاق وعدہ کے مطابق ہم نے رقم جمع کرا دی ہوئی ہے اور وہ جگہ جہاں ہم چاہتے ہیں قصبے سے قریب تھی اور اس سے 14 ہزار آبادی استفادہ کر سکتی تھی ۔ اگر اسے کہیں دور بنایا جا رہا ہے تو پھر براہ مہربانی اس کو منسوخ کر دیا جائے اور

شہر کے قریب رکھا جائے تا کہ دیہاتی آبادی بھی استفادہ کر سکے اور شہری بھی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ آپ کی تجویز ہے سپلیمنٹری سوال نہیں ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس کا سارا پس منظر وزیر موصوف کو بتانا ضروری تھا ۔ کیونکہ شاید وزیر موصوف کو ان چیزوں کی اطلاعات نہ ہوں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ مجھے معلوم ہے کہ آبادی نے پیسے دے دئے ہیں ۔ لیکن بورڈ آف ریونیو نے ابھی تک کوئی زمین محکمہ صحت کے نام انتقال نہیں کی ۔ جونہی انتقال ہو گیا اس منصوبے پر عمل شروع کر دیا جائے گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ بورڈ آف ریونیو میں جناب ہمارا کیس گیا ہوا ہے جو انشاءاللہ عنقریب منظور ہو جائے گا ۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ اس وقت تک دیگر جگہ کی منظوری نہ دی جائے ورنہ وہ آبادی کے لحاظ سے یا سچوئیشن کے لحاظ سے بے معنی ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم ۔ جس جگہ بھی منظوری بورڈ آف ریونیو دے گا اس جگہ پر ہیلتھ سنٹر بنایا جائے گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوالات کی فہرست ختم ہو گئی ہے ۔ اب چھٹیوں کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں غلام عباس

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the session from 21st to 26th September, 1973. Please grant me leave.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ سکندر خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں 9/9/19732 کو اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر ہو سکا اس لیے اس دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد اسلم خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری محمد اسلم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مودبانہ گذارش ہے کہ میں مورخہ 28/9/1973 بروز جمعہ طبعیت علیل ہونے کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ اس لیے ایک دن کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں 19/9/73 کو اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکا اس لیے اس دن کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 29/9/73 اسمبلی کے اجلاس میں اچانک بیمار ہو جانے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری دلاور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 26-28 اور 29 ستمبر 1973ء کو بوجہ علالت اسمبلی سیشن میں شرکت نہ کر سکا ۔ تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was down with flue, with 102 temperature on the 28th and 29th September. Kindly grant leave and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ ایک تحریک استحقاق مسٹر عبدالقیوم بٹ کے نام پر ہے ۔ ممتاز کابلوں صاحب نہیں ہیں مگر چیف منسٹر تو ہیں ۔

I would like him to take notice of this complaint. I think it is not the direct responsibility of the Chief Minister, but there is some Government Agency involved in it.

روزنامہ جنگ راولپنڈی اور ریڈیو پر مسٹر عبدالقیوم بٹ ایم۔پی۔اے کی اسمبلی میں سیلاب کے سلسلہ میں تقریر کی غلط رپورٹنگ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے عوامی اہمیت کے ایک خاص اور فوری معاملہ پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اسمبلی میں سیلاب کی صورت حال پر بحث مورخہ 25 ستمبر 1973ء کو کی تھی ۔ میری تقریر شروع سے آخر تک امیروں کے خلاف اور غریبوں کے حق میں تھی ۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ 26 ستمبر 1973ء میں اور ریڈیو پر بھی میری تقریر کے بارے میں غلط رپورٹنگ ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عبدالقیوم بٹ نے اپنی تقریر میں حکومت اپوزیشن ۔ سرمایہ داروں اور غریبوں میں سے کسی کو معاف نہیں کیا" حالانکہ میری تقریر غریبوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھرپور کوشش تھی ۔ اخبار جنگ اور ریڈیو کی غلط رپورٹنگ سے نہ صرف میرا ۔

میرے جاننے والوں کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق بری طرح سے مجروح ہوا ہے۔ اس پر بحث کی جائے۔

اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

I hope that Chief Minister will take notice of this.

کم از کم جو حکومت کے ادارے ہیں یا حکومت کا جن سے کسی نہ کسی طرح تعلق ہے وہاں پر اسمبلی کی کارروائی misreport نہیں ہونی چاہیے۔

I would also like to avail this opportunity to remind my Hon'ble friends of the Press that they have a moral obligation to give correct reports of the proceedings of the Assembly.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ کے ایک بیان سے متعلق میری ایک تحریک استحقاق pending تھی اب جناب وزیر اعلیٰ تشریف رکھتے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ pending تو نہیں ہے defer ہوئی تھی۔

میاں خورشید انور ۔ نہیں جناب وزیر اعلیٰ کے انتظار میں تھی میری بھی اس سلسلے میں تحریک استحقاق ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میری غیر حاضری میں کل یا پرسوں take up ہوئی تھی ؟

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نہیں تھا۔ اس وقت مسٹر شمیم احمد خان صاحب صدارت کر رہے تھے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری جو تحریک استحقاق ہے وہ نئی ہے اور ابھی پیش نہیں ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ کس کے متعلق تھی ؟

سید تابش الوری ۔ وزیر اعلیٰ سے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈپٹی سپیکر صاحب موجود نہیں ہیں وہ آ جائیں تو پھر ہم کر لیں گے۔

In the meanwhile we shall deal with the adjournment motions.

تحاریک التوائے کار

تحصیل چشتیاں کی پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کی گرفتاری اور حافظ علی اسد اللہ ایم۔پی۔اے کی عدم موجودگی میں ان کے گھر پر پولیس کا چھاپہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق لاہور مورخہ 27 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق اور مجھے فون کے ذریعے ملنے والی اطلاعات کے پیش نظر مقامی پولیس چشتیاں نے تحصیل چشتیاں کی پیپلز پارٹی کے عہدیدار میں کو آج سے تین ماہ قبل قائم کیے گئے مقدمہ فائرنگ کیس میں گرفتار کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اور چار عہدیدار گرفتار کر لیے ہیں ۔ حافظ علی اسد اللہ ایم۔پی۔اے چشتیاں کے گھر پر رات کو پولیس نے چھاپہ مارا ۔ اور ان کے اہل خانہ کو ہراساں کیا ۔ حالانکہ پولیس کو بخوبی علم تھا کہ وہ آجکل اسمبلی کے سیشن میں لاہور گئے ہوئے ہیں ۔ پولیس کی ان ناجائز حرکات سے علاقہ بھر کے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے ۔ اور یہ تمام تر کارروائی مسٹر محمد افضل وٹو وزیر محنت کے کہنے پر عمل میں لائی جا رہی ہے ۔ وزیر موصوف کی ایسی غیر ذمہ دارانہ کارروائیوں سے تحصیل چشتیاں میں غم و غصہ اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

I would like to remind the Hon'ble members who sit in this House that they will extend at least this much courtsey to add the word "Mr" before the names of the Ministers. I have added "Mr" on my own.

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل قبل اس کے کہ میں اس پر اپنا فیصلہ دوں ۔

I would like to know that Hafiz Asadullah is one of the persons named as accused in this report.

میاں منظور احمد موھل ۔ جی۔

Mr. Speaker. Then what is the grievance ?

تحریک التوا کسی ایسی بات کے متعلق ہوتی ہے جب غیر اخلاق یا غیر قانونی کوئی کام ہوا ہو ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ یہ غیر اخلاقی کام ہے ۔ وہاں پر خواہ مخواہ ان کو اس کیس میں ملوث کیا گیا ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ ان کا grievance یہ ہے کہ ان پر جھوٹے کیس بنائے گئے ہیں ۔ یہ چیز غیر قانونی ہے ۔

Mr. Speaker. Court will look into it.

اس کے متعلق یہ ہاؤس فیصلہ نہیں کر سکتا ورنہ تو ہر مقدمہ کے بارے میں یہاں پر تحریک التوا آ سکتی ہے کہ یہ جھوٹا کیس ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ یہ ابھی کورٹ میں نہیں گیا ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ ابھی وہ مقدمہ کورٹ میں نہیں گیا ہے ۔ یہ تین مہینے پہلے رجسٹر ہوا تھا اس وقت گرفتاریاں عمل میں نہیں لائی گئیں ۔ اب خصوصی طور پر یہ حکم دیا گیا ہے ۔ اس بات سے علاقہ بھر کے عوام میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker. That we can't discuss. This Assembly can't stop the normal course of law and order.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ جب ممبر یہاں اسمبلی کا اجلاس attend کرنے کے لیے آیا ہوا تھا ان کے گھر والوں کو ہراساں کیا گیا۔

This is the point for discussion, Sir,

Mr. Speaker. "Haraasan" is a very vague term.

ان کے گھر پر چھاپا مارا ان کے گھر والوں کو ہراساں کیا گیا ۔

It is not the privilege motion that may be explained like this.

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ پولیس کو اس قدر بے لگام نہیں کرنا چاہیے ۔ جب ممبر یہاں پر ہوں گے پولیس ان کے گھر پر چھاپے مارے

تو یہ فوری اس اسمبلی کا توجہ طلب مسئلہ ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ہراساں کرنے کو آپ برائی نہیں سمجھتے ؟

Mr. Speaker. What is meant by the term "Haraasan" It is vague.

میاں خورشید انور ۔ کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا ۔ کسی کو دھمکانا ہراساں کرنا نہیں تو اور کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ کو علم ہے مجھے علم نہیں ہے کہ ان میں سے کون سی بات ہوئی ہے ۔

میاں خورشید احمد ۔ جناب والا ۔ وہ یہی بتا رہے ہیں کہ ان کے ساتھ یہ ہوا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ پولیس کا کسی کے گھر جانا ہی ہراساں کرنے کے برابر ہوتا ہے ۔ ایک آدمی جو یہاں پر ہے اس کے بیوی بچے اور رشتے دار ہیں اور وہ چشتیاں میں نہیں رہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے تو اس چیز کا علم نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ کو بتایا جا رہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر جیسے آپ نے فرمایا ہے جہاں تک normal law کا سوال ہے اس میں دخل اندازی نامناسب ہے ۔ یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس میں سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ حافظ علی اسد اللہ صاحب جب یہاں اسمبلی کے اجلاس کے لیے موجود تھے پولیس کو یہ معلوم تھا کہ وہ اپنے گھر سے غیر حاضر ہیں اس وقت ان کے گھر پر چھاپا مارنا ۔ بیوی بچوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کرنا ٹھیک نہیں ۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں ۔ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیے ۔ یہ تحریک التوا کا موضوع بن سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ کو علم ہے کہ اس ہراساں کی نوعیت کیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ وہی ممبر بتا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ واقعہ میاں منظور احمد موہل کے ساتھ ہوا ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ پریس میں اطلاعات آئی ہیں ۔ مجھے فون پر مطلع کیا گیا ہے ۔ حافظ علی اسد اللہ کو مطلع کیا گیا ہے ۔ وہ آج ہائی کورٹ میں bail before arrest کے لیے گئے ہوئے ہیں اس لیے وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker Mr. Manzur Ahmad Mohal, after the information that you have given to this House that he is an applicant before the High Court in this matter, I can't entertain it any further.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. That is in connection with the bail.

Mr. Speaker. The matter is now clearly sub-judice I gave you the apportunity to explain According to the statement of the mover, Hafiz Ali Asadullah has applied for bail before arrest in the High Court. Therefore, the matter is sub judice and this motion can't be entertained.

بلال گنج ابراہیم روڈ پر مسلح گھوڑ سواروں کی فائرنگ اور ایک گودام سے سامان چوری کرنا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل کی تحریک التوا نمبر 128 ہے اور اسی موضوع کی تحریک التوا نمبر 138 مرزا فضل حق کی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" لاہور مورخہ 27 ستمبر 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق بلال گنج ابراہیم روڈ پر گذشتہ رات چار مسلح گھوڑ سواروں نے ایک چوکیدار اور ایک راہگیر پر اندھا دھند فائرنگ کی جس کے باعث راہ گیر شدید زخمی ہوا ازاں بعد ایک گودام سے گھوڑ سواروں نے سامان چوری کیا اور فرار ہو گئے ۔ عبدالوہاب مضروب کی حالت ہسپتال میں تشویشناک بتائی جاتی ہے گووڑ

سواروں کی دیدہ دلیری اور یوں تالا توڑ کر ہزاروں روپے لوٹنے سے علاقہ بھر کے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور صوبہ پنجاب کی حکومت امن و امان اور قانون کی بالا دستی قائم رکھنے اور شریف شہریوں کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے۔

میاں منظور احمد موہل صاحب میں تھوڑی سی ایک چیز آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ جتنی بھی تحاریک التوا لائیں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر کم از کم کوئی ایسی تفصیل تو دیا کریں جس سے یہ پتہ چلے کہ یہ واقعہ کس شہر میں یا کس ضلع میں ہوا ہے۔

There is no indication in this.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Bilal Ganj.

Mr. Speaker. Bilal Ganj may be found in every District.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ تو ایک طریقہ ہے ۔ آپ تو لاہور سے اچھی طرح واقف ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں لاہور سے واقف ہوں ۔ مگر یہاں پر 170 سے زیادہ ممبر ہیں جو لاہور سے تعلق نہیں رکھتے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ جب میں نے دھنی رام کے متعلق کل واقعہ پیش کیا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ مجھ سے زیادہ لاہور کے متعلق کون واقف ہے ۔

Mr. Speaker. That is within my constituency and that is why I said know about it very well.

آئندہ میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ زیادہ احتیاط کیا کریں ۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لگ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی آپ نے ایک تحریک التوا پر رولنگ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر کوئی ملزم ہائی کورٹ میں ضمانت کے لیے درخواست move کر دے تو وہ معاملہ عدلیہ

کے زیر غور ہوتا ہے اور اس میں کوئی اسمبلی یا کوئی ایجنسی مداخلت نہیں کر سکتی ۔ میں جناب والا استدعا کروں گا کہ چونکہ bail application میں یہ ہوتا رہا ہے اور آرڈر میں یہ لکھتے ہیں جس کا آپ کو علم ہے ۔

Merits and demerits of the case are not under discussion of the Court.

اس لیے اس اسمبلی کو اس jurisdiction سے محروم نہیں کیا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ merits کو ڈسکس کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ merits and demerits تو ڈسکس کی جا سکتی ہیں ۔ ابھی آپ نے جنرل رولنگ دے دی ہے اس لیے وہ مستقبل پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے ۔ specific رولنگ اگر دے دیں تو اور بات ہے ۔

If a Bail application is moved in the High Court by an accused, it is a specific matter and the Assembly is not in a position to have a discussion over the enter:ainment or the rejection of the bail application. So far as the accurrence is concerned, this Assembly is competent and it is within its jurisdiction to have a discussion over it on a motion.

مسٹر سپیکر ۔ یہ کسی اور موقع پر ڈسکس کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ نے اس کو generalise کر دیا ہے اس لیے یہ خاصا پیچیدہ مسئلہ ہو جائے گا ۔

I have said that we will discuss it on some other occasion. ۔ مسٹر سپیکر

چوہدری امان اللہ لک ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق کی تحریک التوا نمبر 138 اسی موضوع سے متعلق ہے ۔ وہ بھی پیش کی جاتی ہے ۔

بلال گنج لاہور میں مسلح گھوڑ سواروں کی فائرنگ اور ایک گودام سے سامان چوری کرنا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق نے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور"، 27 ستمبر 1973 کی اطلاع کے مطابق گذشتہ رات بلال گنج لاہور میں چار مسلح گھوڑ سواروں نے ایک چوکیدار اور ایک راہ گیر عبدالوہاب پر اندھا دھند فائرنگ کر کے زخمی کر دیا ۔ زخمی عبدالوہاب کی حالت خطرناک ہے گھوڑ سوار بعد ازاں ایک گودام میں گئے اور تالے توڑ کر ہزاروں روپے کا سامان لوٹ کر فرار ہو گئے ۔ ڈاکوں کی ایک بھیانک واردات نے لوگوں کا سکون غارت کر دیا ۔ اس واردات کے بعد تمام علاقے میں خوف و ہراس اور دہشت پھیل گئی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ یہ تحریک التوا میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا نمبر 128 اور 138 دونوں 27 ستمبر سے آئی ہوئی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری تحاریک التوا نمبر 115-116-119 اور 120 رہ گئی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے متعلق ہم نے رپورٹ طلب کی ہوئی ہے ۔ کل انشاءاللہ پیش کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو کل پر ملتوی کیا جاتا ہے ۔ جو مجھے دی گئی ہیں ۔ 122 کے بعد دی گئی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ! 110 نمبر پر پہنچے تھے ۔ 115 اور 116 نہیں ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل لے لیں گے یہ تو میں نے ابھی دیکھی نہیں ہیں ۔

یونین بنک گورنمنٹ کالج لاہور برانچ میں دن دہاڑے ڈاکہ زنی

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور مورخہ 27 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق یونین بنک گورنمنٹ کالج لاہور برانچ میں آج دوپہر پستولوں اور سٹین گنوں سے مسلح چند ڈاکوؤں نے منیجر اور خزانچی کو جان سے مارنے کی دھمکی دے کر ہزاروں روپے کے کرنسی نوٹ لوٹ لیے ۔ صوبائی دارالحکومت میں دن دہاڑے ڈاکہ زنی کی واردات سے تمام آبادی میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے ۔ صوبائی حکومت قانون کی حاکمیت ۔ امن و امان اور جان و مال کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے ۔

اسی مضمون کی نمبر 137 مرزا افضل حق کی ہے کیا اس پر بھی کل رپورٹ آئے گی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب آپ نے بھی کہا تھا آپ کسی تحریک التوا کے سلسلے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ وہ 169 ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب یہ آپ سے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ 169 میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس نہیں ہے لیکن وہ آج آئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میری بھی ایک تحریک التوا نمبر 168 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کہیں تو تحریک التوا نمبر 169 پہلے لے لی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ ایک ہی طرح کی ہے ۔ دونوں ایک ہی ساتھ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک ایک کرکے ٹھیک ہے ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کے مطابق وزراء ، سیاستدانوں اور اراکین اسمبلی کے ذاتی اثاثوں کے بارے میں چھان بین

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" لاہور مورخہ 30 ستمبر کے مطابق جناب ملک معراج خالد وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ معاشرہ کو بدعنوان عناصر سے پاک کرنے کی جو مہم جاری ہے اس سلسلے میں وزیروں، سیاستدانوں اور اسمبلی کے اراکین کی املاک کے بارہ میں چھان بین کی جائے گی اور ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اس اعلان کے نتیجہ میں مختلف عوامی حلقوں میں افواہیں جنم لے رہی ہیں۔ یہ تاثر عام ہو رہا ہے کہ حکمران پارٹی کے عہدیدار وزراء اور اراکین اسمبلی بدعنوانیوں میں مبتلا ہیں۔ اس بڑھتے ہوئے عوامی اضطراب کے پیش نظر ان حلقوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ شکوک و شبہات کی موجودہ فضا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک وزراء، اراکین اسمبلی اور ارباب حکومت کے ذاتی اثاثوں کا اعلان نہیں کرایا جائے گا۔

پیپلز پارٹی لاہور کے نئے صدر کا اپنی جماعت کے عہدیداروں اور کارکنوں کے خلاف سنگین بدعنوانیوں کے سلسلے میں محاسبے کا اعلان

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ بڑھتی ہوئی بدعنوانی کے نتیجے میں عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد کے خلا سے متعلق ہے۔

روزنامہ "وفاق" لاہور اور روزنامہ "مشرق" لاہور مورخہ 30 ستمبر 1973ء کے مطابق پیپلز پارٹی لاہور کے نئے صدر نے اپنی جماعت کے بعض عہدے داران اور کارکنوں کے خلاف سنگین بدعنوانیوں مثلاً راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ، چینی اور گھی کے پرمٹوں کے حصول، چور بازاری اور سمگلنگ کے ارتکاب کے خلاف جرأت مندانہ اعتراف کے ساتھ بے ایمان عناصر کے سخت محاسبے کا اعلان کیا ہے۔ ادھر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے فرمایا ہے کہ معاشرہ

کو بد عنوانیوں سے پاک کرنے کی خاطر وزیروں ، سیاستدانوں اور ارکان اسمبلی کی املاک کے بارے میں چھان بین ہوگی اور ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والوں کا موثر احتساب کیا جائے گا ۔ ان اعلانات سے حکومت حکمران پارٹی وزراء اور اراکین اسمبلی سے متعلق عوام میں شکوک و شبہات اور ٹشویش و اضطراب کی فضا پیدا ہو گئی ہے اور یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ بدعنوانیاں اس نقطے پر پہنچ گئی ہیں کہ خود حکمرانوں کے لیے چشم پوشی ممکن نہیں رہی ۔ عوامی حلقوں کی رائے میں جب تک بد عنوان عناصر کو بے نقاب نہیں کیا جائے گا اور ارباب حکومت و سیاست کے ذاتی اثاثوں کا اعلان نہیں ہوگا اس وقت تک حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کی فضا بحال نہیں ہوگی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس سلسلے میں جناب والا میں کچھ عرض کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میرا خیال ہے کہ وضاحتی بیان دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر ملک صاحب جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التواء بہت اہم ہے اور یہ ہماری حکومت کی بنیادی پالیسی سے تعلق رکھتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج جو آپ سیاسی صورت حال پر غور کر رہے ہیں کیا یہ اس میں نہیں آ جاتی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ اس سے جناب والا ، اس کا کوئی تعلق نہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو کل اس سلسلے میں اپنا مفصل بیان پیش کر سکوں گا ۔ یہ نہایت ہی اہم اور بنیادی نکتہ ہے ۔ اس کی پوری طرح ایوان کے سامنے وضاحت ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ، میری اس سلسلے میں تحریک التواء نمبر 130 تھی لیکن اس سلسلے میں جناب نے مجھے ایک لیٹر بھیجا ہے جس میں لکھا ہے :

This relate to the statement of the Chief Minister, he gave yesterday.

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس کے متعلق ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ جناب والا 130 ہے بعینہ اسی طرح کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وزیر اعلیٰ کے بیان دینے سے پہلے یہ تحریک التواء

آپ نے دے دی تھی ؟ انہوں نے اس سے پیشتر ایک بیان دیا تھا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا میری تحریک التواء کو یہ کہہ کر کہ یہ پرانی ہے اس کو آپ نے چیمبر ہی میں ختم کر دیا ہے ۔ میرے دوست تابش صاحب کی بھی اسی نوعیت کی ہے جس کو آپ نے یہاں پر پڑھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ کی سٹیٹمنٹ تو کل آئی ہے ۔

I am not taking up that part of the Adjournment Motion.

میاں منظور احمد موہل ۔ جی نہیں ۔ ان کے متعلق نہیں ہے جو کوثر علی صدر ہیں انہوں نے بتایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی میں اس تحریک التواء کے اس حصے کو نہیں لے رہا کیا چیف منسٹر کی سٹیٹمنٹ آنے سے قبل آپ نے تحریک التواء دے دی ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

لال انڈسٹریز کوٹ لکھپت کے مزدوروں پر لاٹھی چارج اور جھوٹے مقدمات میں ملوث کرکے ان کی ملازمت سے برطرفی

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "سیاست" لاہور مورخہ 27 ستمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لال انڈسٹریز کوٹ لکھپت کے چالیس مزدور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے ہیں ۔ سرمایہ دار اب بھی مختلف حیلوں و بہانوں کے ذریعے مزدور کش پالیسی پر عمل پیرا ہیں ۔ لال انڈسٹریز کی انتظامیہ نے پولیس اور غنڈوں کی مدد سے مزدوروں پر ناروا لاٹھی چارج اور مارپیٹ کی اور پھر انہی کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر دیا اور انہی چالیس مزدوروں کو ملازمت سے نکال دیا ہے ۔ اس واقعہ سے علاقہ بھر کے مزدوروں میں خوف و ہراس اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔جناب والا ۔ اس پر بھی جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کب تک جواب کے آنے کی امید ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ پرسوں تک رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی 3 اکتوبر کو ۔ تحریک التواء نمبر 134 کاردار صاحب سے متعلق ہے ۔ میاں خورشید انور صاحب آپ کی تحریک التواء نمبر 136 پر بحث ہوئی چاہتی ہے ذرا توجہ فرمائیں ۔

میاں چنوں میں راشن ڈپوؤں کو آٹا فراہم نہ کرنا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "امروز" 27 ستمبر 73ء کی اطلاع کے مطابق میاں چنوں میں ایک ہفتے سے ڈپوؤں پر آٹا فراہم نہیں کیا جا رہا ہے ۔ اور عوام وہاں سے 29 روپے من آٹا خرید کر کھا رہے ہیں اور وہ بھی ملاوٹی اور مضر صحت ہے ۔ مقامی حکام نے ناقص آٹے کی فروختگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی کسی افسر نے راشن ڈپوؤں پر آٹے کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ معلوم کی اس تمام صورت حال سے غریب محنت کش عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التواء ملنے پر ڈی ۔ ایف ۔ سی ملتان سے ہم نے معلومات حاصل کی ہیں ۔ اس سے ہمیں جواب آیا ہے اور ہمارے اپنے ریکارڈ میں یہ بات ہے کہ وہاں میاں چنوں کے لیے دو سو بیگ گندم ماہانہ کے بعد ماہانہ تقسیم ہوتی ہے ۔ آٹا راشن ڈپوؤں پر موجود ہے اور consumers کو کوئی تکلیف نہیں ہے ۔ اب صورت حال ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ۔ ہو سکتا ہے کہ جس adjustment کا میں نے ذکر کیا تھا یعنی supply and demand میں کسی ایک خاص موقع پر کوئی تاخیر ہوئی ہو مگر اب صورت حال پہلے سے تسلی بخش ہے ۔ ان حالات کے پیش نظر میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التواء واپس لے لیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے ڈی ۔ ایف ۔ سی کی رپورٹ پر نہ جائیں کیونکہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ وہاں کافی دنوں سے تکلیف رہی ہے ۔ ہو سکتا ہے کل یا پرسوں سے آٹا ملنا شروع ہو گیا ہو ۔ آپ مہربانی کرکے ان کو ذرا ڈانٹیں کیونکہ یہ لوگوں کی بنیادی ضرورت ہے ۔ اگر پندرہ پندرہ دن آٹا نہ ملے اور پھر آپ کا حکم جانے کے بعد آٹا مل جائے تو اس تاخیر کی وجہ دریافت کریں کہ پہلے انہوں نے یہ انتظام کیوں نہیں کیا ۔ آپ مہربانی کرکے اس کی مزید انکوائری کرائیں ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ 28 تاریخ سے صورت حال تسلی بخش ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ 28 تاریخ سے پہلے جو ان سے کوتاہی ہوئی ہے یا ان سے غلطی ہوئی ہے اس کی ان کو سزا دیں ۔

وزیرخوراک ۔ جناب والا ۔ اس میں میں نے عرض کیا ہے کہ re-adjustment میں کچھ تاخیر ہوئی ہوگی لیکن اس کا بھی ازالہ کر دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker. What is the position in view of the statement of the Hon'ble Minister ?

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر موصوف یقین دلاتے ہیں کہ ایسی حرکت دوبارہ نہیں ہوگی اور انتظام بہتر رہے گا تو میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں ۔

وزیر خوراک ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ دیدہ دانستہ ایسی حرکت نہیں ہوئی تھی بلکہ حالات کچھ ایسے تھے re-adjustment of stock کی وجہ سے کہیں تاخیر ہوئی اور شاید ایک دو جگہ اور بھی ہوئی ہے ۔ مگر اب حالات تسلی بخش ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے ۔

Mr. Speaker. The adjournment motion is not pressed by the Member.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التواء نمبر 73 زیر التواء تھی وہ ابھی تک زیر بحث نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملتوی کی ہوئی ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے وہ پیش نہ ہو سکی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو اس پر allowed لکھا ہوا ہے ڈاکٹر صاحب موجود نہیں تھے یا آپ موجود نہیں تھے ۔ میں نے اس پر لکھا ہوا ہے ۔

Mover not present.

سید تابش الوری ۔ ممکن ہے جناب ۔

پنجاب کے پانچوں ڈویژنوں میں نئی نظامت تعلیمات کے دفاتر قائم نہ ہونے سے تعلیم کا انتظامی بحران

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت کے گزٹ نوٹیفیکیشن کے مطابق 15 ستمبر 73ء کے بعد صوبہ پنجاب کی دونوں نظامت تعلیمات اور ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے تمام مردانہ و زنانہ دفاتر ختم ہو گئے ہیں اور ان کے تمام ملازمین قانونی طور پر بے اختیار قرار دیے گئے ہیں ۔ 16 ستمبر 73ء سے ان دفاتر کی جگہ پانچوں ڈویژنوں میں نئی نظامت تعلیمات کو کام شروع کرنا تھا مگر ابھی تک نئی آسامیوں پر تقرریاں نہیں کی گئیں ۔ اب صورت یہ ہے کہ پرانے دفاتر نے کام بند کر دیا ہے اور نئے دفاتر وجود ہی میں نہیں آئے جس کے نتیجے میں صوبہ پنجاب تعلیم کے انتظامی بحران سے دو چار ہو گیا ہے ۔ تعلیمی و عوامی حلقوں میں اس صورت حال سے سخت تشویش ، بے یقینی اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل محرک نے اس میں دو تین نکات اٹھائے ہیں ۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ 15 ستمبر 73ء کے بعد نظامت تعلیم ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے تمام مدارس مردانہ و زنانہ ختم ہو گئے ہیں ۔ یہ بالکل غلط بات ہے ۔ نہ کوئی ڈسٹرکٹ آفس ختم ہوا ہے اور نہ ڈائریکٹوریٹ ختم ہوئی ہے بلکہ ہم یہ re-organization کرنا چاہتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ

16 ستمبر سے اس پر عمل ہو سکے گا ۔ لیکن اس میں بہت سی انتظامی منظوریاں نہ ملنے کی وجہ سے 16 ستمبر کو وہ re-organization نہ ہو سکی ۔ اب ہمارا خیال تھا کہ وہ اکتوبر کے پہلے ہفتے میں یعنی یکم اکتوبر کو منظوری حاصل ہو جائے گی تو وہ کام کرنا شروع کر دیں گے ۔ جب تک نیا نظام وجود میں نہیں آئے گا پرانے دفتر بدستور کام کرتے رہیں گے اور تمام فاضل اراکین جو یہاں بیٹھے ہیں وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کیونکہ وہ روز ڈائریکٹوریٹ اور انسپکٹریٹ کے دفاتر میں جاتے ہوں گے اور افسران سے ملتے ہوں گے ۔ اس لیے نہ کوئی تعطل پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی بحران ہے ۔ re-organization ابھی تک عمل میں نہیں آئی ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل وزیر تعلیم نے میرے نکتے پر غور نہیں کیا ۔ نوٹیفیکیشن جو گورنر کی طرف سے کیا گیا ہے وہ یہ ہے ۔

> All the Directorates in Lahore and Rawalpindi Regions and all the posts in Divisional and District Inspectresses offices acting since 15th September.

اس کے بعد 16 ستمبر سے نئے Directorate of Education نے کام شروع کرنا تھا ۔ انہوں نے کام شروع نہیں کیا ۔ اس لیے قانونی پوزیشن یہ ہے کہ اس نوٹیفیکیشن کے مطابق یہ اپنے اختیارات سے محروم ہو گئے ہیں ۔ وزیر تعلیم کو یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ اب اس نوٹیفیکیشن میں مزید ترمیم کر دی گئی ہے اور یہ ترمیم کب تک کے لیے کی گئی ہے ؟ جناب والا جب تک وہ یہ وضاحت نہیں فرمائیں گے اور یہ نہیں بتائیں گے کہ نئے ڈائریکٹوریٹ اور نئی organization کے تحت کب قائم ہوں گے اس وقت تک یہ صورت حال بدستور برقرار رہے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری بھی ایک تحریک التواء ہے اگر دونوں اکٹھی لے لی جائیں تو بہتر رہے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا کون سا نمبر ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کا نمبر 85 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں جواب دے رہا ہوں ۔ فاضل ممبر نے ٹھیک فرمایا ہے ۔ جو نوٹیفیکیشن ان کے ہاتھ میں ہے اس کے بعد ایک اور آرڈر جاری کیا گیا تھا جس کے ذریعے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ یہ نوٹیفیکیشن اب لاگو نہیں ہوگا کیونکہ بہت سی انتظامی مجبوریوں کی وجہ سے ابھی نئی آرگنائزیشن کی منظوری نہیں مل سکی اور آج تک بھی نئی آرگنائزیشن کی منظوری نہیں مل سکی ۔ کاغذات گورنر صاحب کے پاس گئے ہوئے ہیں ۔ جب منظوری مل جائے گی اور ممکن ہے کہ آج یا کل منظوری مل جائے تو اس دن سے یہ نیا آرگنائزیشن عمل میں آئے گا ۔ اس وقت تک تمام پرانے دفاتر بدستور کام کرتے رہیں گے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement made by the **Minister for Education**, the motion is not admitted.

صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث

Mr. Speaker. Now we go on to the next item.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس دن جناب چیف منسٹر صاحب نے میرے اوپر الزامات کسے تھے ۔ میں اتفاق سے موجود نہیں تھا ۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں اگر چیف منسٹر صاحب مناسب سمجھیں تو وہ اب مجھے بتا دیں کیونکہ انہوں نے میرے متعلق شرارت انگیز ۔ شر انگیز اور خدا جانے کیا کیا فرمایا ۔ پہلے تو وہ ایسی باتیں نہیں کہتے تھے اب خدا جانے ان کو کیا ہو گیا ہے ۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ بہرحال میں اتنا کہہ دوں کہ اس کی وضاحت ہو جائے کہ میں نے کیا فقرے استعمال کیے تھے جن کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوئی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں واضح کر دوں کہ میں نے الفاظ استعمال کیے تھے آپ نے اعتراض کیا تھا ۔ میں انہیں واپس لے لیتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ وہ کون سے الفاظ ہیں جو شر انگیز تھے تاکہ وہ میں بھی واپس لے لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بحث میں حصہ لینے والے ارکان کی فہرست حزب اختلاف

اور حزب اقتدار دونوں کی طرف ہونی چاہیے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ پہلے ہماری طرف سے اس بحث کا آغاز کیا گیا تھا اگر آپ اجازت دیں تو میں سب سے آخر میں عرض کروں ۔

Mr. Speaker. It is up to you to decide.

آج اجلاس دو بجے تک چلے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہماری طرف سے عبدالحفیظ کاردار صاحب اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس بحث میں حصہ لیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ پارلیمانی روایات ہیں کہ خاص طور پر بحث کا آغاز لیڈر آف دی اپوزیشن کیا کرتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم نے پہلے ہی مان لیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آج کا دن اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ زندگی کے اہم شعبوں پر بحث ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج کا موضوع کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ میاں خورشید انور صاحب کے موضوعات ہیں اورہمارا موضوع ہے ۔۔۔

(قہقہہ)

میاں خورشید انور ۔ جیسا کہ ہم نے تجویز کیا ہے کہ اس طرف سے بہت سے دوستوں نے بولنا ہے اس لیے آج تقاریر کے لیے تمام دن حزب اختلاف کے ممبران کو دیا جائے ۔

Mr. Speaker. This is not factually correct.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ (بہاول پور - 4) جناب سپیکر اس وقت صوبے کی سیاسی حالت تشویش ناک نہیں بلکہ انتہائی شرمناک ہے ۔ اس عوامی حکومت کے آنے کے بعد لوگوں کو بجا طور پر امید اور توقع پیدا ہو گئی تھی کہ مارشل لاء کی زندگی ختم ہو جائے گی ۔ اس صوبے کے عوام کے جمہوری ادارے جو کام کر رہے ہیں اس پر قوم کو بجا طور پر یہ توقع پیدا ہو سکتی ہے کہ مارشل لاء کا نظام ختم ہو گیا ہے اور بربریت کا دور انسانیت سوز مظالم کا دور گذر چکا ہے ۔

(اس مرحلے پر میئر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کے سیاسی راہنماؤں کی جو پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے اور ان پر جو اخلاق سوز اور انسانیت سوز مظالم روا رکھے جا رہے ہیں۔ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ مارشل لاء کی حکومت قائم ہے۔ جناب والا اس میں کوئی شک نہیں اور میں اس بات کو صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک حسین محمود صاحب کا تعلق ہے وہ یو۔ڈی۔ایف میں ہیں اس میں شریک نہیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو لوگ یو۔ڈی۔ایف میں شریک ہیں ہم ان کے احساسات سے ان کی تحریک سے یا ان کے جذبات سے لاعلم ہیں۔ ہمیں ان کے مطالبات سے ہمدردی ہے۔ وہ اس ظلم اور تشدد کے دور کے اندر جمہوریت کی بحالی کی شمع فروزاں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب والا۔ اس بے تدبیر حکومت نے اس صوبے میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا ہوا ہے جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کوئی ایسے حالات نہیں تھے۔ اگر حالات سنگین ہیں تو بلوچستان اور سرحد کے ہیں وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کریں تو ٹھیک ہے۔ وزیر قانون ایڈوکیٹ ہیں مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ جو لوگ دفعہ ۱۴۴ کے تحت اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے ہیں تو ان کو گرفتار کرنا چاہیے۔ لیکن ان کو گرفتار دفعہ ۱۴۴ کے تحت کرتے ہیں اور بند کر دیتے ہیں ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت۔ انگریز نے سو سال حکومت کی لیکن ایسی خرابی کبھی نہیں ہوئی کہ ایک شخص کو گرفتار تو کرے دفعہ ۱۴۴ کے تحت اور بند اس کو دفعہ ۳۰۷ کے تحت کر دیا جائے۔ اور اس کو جیل بھیج دیا جائے ان لوگوں کے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا ان لوگوں نے قربانیاں دی تھیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب والا۔ ملک محمد قاسم کو 25 تاریخ کو گرفتار کیا گیا۔ کئی دن تک اس کو زدو کوب کیا گیا۔ ڈاکٹری معائنہ کرایا گیا۔ اس میں کئی ضربات تھیں۔ ان کی دو جگہ سے ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح یہاں محمد یاسین وٹو صاحب جو آٹھ برس تک ون یونٹ میں وزیر رہے ہیں۔ ان کو ننگا کیا گیا اور زدو کوب کیا گیا اور آج کل جیل میں سی کلاس میں زندگی گزار

رہے ہیں اور ان کے کمرے میں نہ کوئی پنکھا تھا نہ کوئی اور ایسا نظام تھا ۔ جناب والا ۔ خواجہ محمد صفدر صاحب کو گرفتار کیا گیا اور وہ بڑے مشہور سینیٹر ہیں اور ان کا سیاسی مقام آپ سب لوگ جانتے ہیں ۔ ان کا مقام یہ تھا کہ ان کو اے کلاس جیل میں رکھا جاتا لیکن ان کو بھی سی کلاس میں رکھا گیا اور اسی طرح مولوی عرفان احمد انصاری جو ملتان کے ہیں ان کو پکڑا گیا اور کشور گردیزی کو بھی پکڑا گیا اور ان کو بڑی بےدردی سے زدوکوب کیا گیا ۔

اسی طرح طالب علم راہنماؤں کو پکڑا گیا اور ان کو ننگا کر کے ان کے ساتھ مظالم کیے گئے ۔ اس آٹامک دور میں جب انسان چاند پر پہنچ رہا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہم از منہ وسطیٰ کے اندرونِ وسطیٰ کے اندر چلے گئے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ایسے ایسے مظالم کیے گئے ہیں جن سے حجاج بن یوسف کی روح بھی پھڑک اٹھی ہو گی ۔

اب جناب والا ۔ میں جناب کی خدمت میں صرف ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے ۔ میں نیک نیتی سے یہ بات ان کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ ہر وہ قومی تحریک ۔ ہر وہ نیشنل موومنٹ جو لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہی ہو اسے جس شدت کے ساتھ آپ دبائیں گے اسی شدت کے ساتھ وہ ابھرے گی اور تشدد ہمیشہ تشدد کو ہی جنم دیتا ہے ۔ تشدد سے حالات سدھر نہیں سکتے ۔ تشدد سے حالات بگڑ سکتے ہیں ۔ میں تاریخ کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ انگریز کے دور حکومت میں ایک روایت تھی کہ ہمیشہ وہ ایک انگریز وائسرائے نہایت نرم مزاج بھیجتے تھے اور ایک انگریز وائسرائے وہ بھیجتے تھے جو نہایت سخت مزاج ہوتا تھا ۔ پہلے پہلے انہوں نے لارڈ ارون کو بھیجا ۔ اس نے آتے ہی سب سے پہلا یہ کام کیا کہ ارون ۔ گاندھی پکٹ ہوا ۔ جب اس کی میعاد گزری تو انہوں نے لارڈ لناتھگو کو بھیجا ۔ اس نے آتے ہی ۔ بمبئی کے ساحل پر اترتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ گاندھی جی کو جیل میں بھیج دیا ۔ اس نے تین سال تک کانگریس کی ایسی پٹائی کی کہ ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید

کانگریس دنیا سے ہی مٹ جائے گی ۔ جب 1935ء کا ایکٹ نافذ ہوا تو اس وقت متحدہ ہندوستان کے گیارہ (11) صوبے تھے۔ ان گیارہ صوبوں میں سے نو (9) صوبوں میں کانگرس بر سر اقتدار آ گئی۔ جناب کاردار صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ غالباً انہیں یاد ہو گا کہ اسی زمانے میں لارڈ لنلتھگو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر بن چکے تھے ۔ انہوں نے بیان دیا کہ میرے بعد جو وائسرائے وہاں گئے اگر وہ نرم رویہ اختیار نہ کرتے اور جو سختی میں نے کی تھی اگر وہ اسی پر عمل پیرا رہتے تو آج کانگرس 11 صوبوں میں سے 9 صوبوں میں برسراقتدار نہ آتی ۔ اس وقت کزرویٹو حکومت قائم تھی ۔ اس پر دارالعوام کے ایک لیبر پارٹی کے ایک ممبر نے ایک ریزولیوشن دے دیا کہ لارڈ لنلتھگو پر غداری کے سلسلے میں مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس بے وقوف کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ اس نے اس تحریک کو جس شدت کے ساتھ کچلا ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ 11 میں سے 9 صوبوں میں کانگرس برسر اقتدار آ گئی ہے ۔ مسٹر سپیکر ۔ یہ اتنا لمبا جھگڑا بڑھا کہ بالاخر راضی نامہ اس بات پر ہوا کہ لارڈ لنلتھگو ہاؤس لارڈز سے مستعفی ہو گئے اور لیبر پارٹی نے اپنا ریزولیوشن واپس لے لیا ۔ تو میں آپ کی وساطت سے صرف ایک فقرہ اربابِ حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ لوگوں پر اتنی سختی کرو۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب صوبے کی سیاسی صورت حال پر گفتگو کر رہے ہیں یا کوئی بھولی بسری یادیں تازہ کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ انہوں نے کارروائی ڈالنی تھی وہ ڈال دی ہے۔ اچھا کیا ہے۔ اب ان کا نام اخباروں میں آ جائے گا ۔ اور ریڈیو پر بھی آ جائے گا میں بالکل موضوع سے متعلق تقریر کر رہا ہوں ۔ انہیں تو اس ایوان میں آئے ہوئے دس دن ہوئے ہیں اور مجھے اس ایوان میں آئے ہوئے کچھ زیادہ دن ہو گئے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لوگوں پر اتنی سختی کرو کہ اگر تمہاری حکومت جاتی رہے تو وہ سختی جو تم پر کی جائے اسے تم برداشت کر سکو ۔ لوگوں پر اتنی سختی نہ کرو کہ حکومت کے بدلنے پر لوگوں میں انتقامی جذبہ پیدا ہو اور دوسری حکومت آ کر جب آپ پر تشدد کرے تو

اس وقت آپ چیخیں کہ یہ تشدد ناروا ہے ۔ سیاسی کارکنوں اور سیاسی راہنماؤں پر یہ تشدد نہیں ہوتا ۔ ان کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جاتا جو اس صوبے کے اندر ہو رہا ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب سپیکر اور معزز اراکین پنجاب اسمبلی ۔ ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن صرف مسٹر سپیکر کو خطاب کر سکتے ہیں معزز اراکین کو خطاب نہیں کر سکتے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ مجھے افسوس ہے ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ میں آپ کا مشکور ہوں ۔ ملک کی سیاسی صورت حال کے متعلق اور تو کوئی نہیں علامہ صاحب نے جو شرم ناک کا لفظ استعمال کیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔ انہوں نے واقعی یہ ایک زیادتی کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت جن سیاسی مسائل سے دو چار ہے وہ کسی صورت میں نظر انداز نہیں کرنے چاہئیں ۔ جب سے پیپلز پارٹی نے عنان حکومت سنبھالی ہے تو اسے مسائل در مسائل پیش آتے رہے ہیں ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی مہربانی سے جتنے بھی مسائل آئے قریب قریب ماسوا چند ایک کے میں یہ نہیں کہتا کہ سب مسائل حل ہو چکے ہیں ۔ ان میں سے جتنے اہم مسائل ہیں وہ حل کیے گئے ہیں ۔ آپ کے علاقے واپس ہو گئے ۔ آپ کی فوج جو حراست میں تھی وہ واپس آ رہی ہے اور آپ کا آئین بن چکا ہے اور یہ سب سے پہلا آئین ہے کہ جو بالغ ووٹ پر بنا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا اس وقت موضوع زیر بحث صوبہ کی سیاسی صورت حال ہے ۔ علاقوں کا واپس لینا فوج کا واپس آنا یہ آج کا موضوع نہیں ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ علامہ صاحب ۔ جس طرح آپ نے ساری تاریخ بیان کی ہے کیا مجھے اتنا بھی حق نہیں کہ میں بھی ان باتوں کا ذکر کروں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں نے مرکزی حکومت کے متعلق کوئی حوالہ نہیں دیا تھا اس لیے انہیں متعلقہ موضوع پر رہنا چاہیے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ میں متعلقہ موضوع کی طرف ہی آ رہا ہوں ۔ میں اس کو connect کر رہا ہوں ۔ مہربانی سے ذرا چند منٹ توقف کیجئے ۔ باوجود ان کامیابیوں کے افسوس کی بات ہے کہ اپوزیشن اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ کسی غیر جمہوری طریقے سے اس حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے ۔ میں آپ سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت پیپلز پارٹی نے قائم کی ہے ، یہ کسی چور دروازے سے آ کر قائم نہیں ہوئی بلکہ بالغ ووٹ پر منتخب ہو کر اس الیکشن میں آئی ہے جو کہ تاریخ میں سب سے زیادہ آزادانہ کہا جاتا ہے اور ان کو حکومت کرنے کا حق ہے ۔ اگر اپوزیشن والے صاحبان ووٹ کے ذریعے اقتدار میں آنا چاہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اس پر اعتراض کرنے کا مجاز نہ ہو گا اور نہ کوئی کرے گا ۔ لیکن ان کا کھلے الفاظ میں یہ کہنا کہ یہ حکومت چند روز رہے گی ، ہم یوں کریں گے ، ہم طاقت کا استعمال کریں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ فاضل سپیکر ہمارے معزز ایوان کے بزرگ ترین ممبر ہیں اور ان سے یہ قطعاً توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ مقرر سے ایسی باتیں منسوب کریں جو انہوں نے نہیں کہیں ۔ انہوں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ ہم بدلہ لے لیں گے اور اس قسم کی باتیں کریں گے ۔ اگر انہیں یاد نہ ہو تو میں یاد دلانا چاہتا ہوں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ میں علامہ صاحب کی بات نہیں کر رہا ۔ میں تو دوسرے سیاسی لیڈروں کی بات کر رہا ہوں ۔ آپ سمجھے نہیں ۔ آپ کا خیال دوسری طرف ہو گا ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر جمہوری طریقے سے اپوزیشن اقتدار میں آنا چاہے تو ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے ۔ لیکن ان کا طریق کار یہ ہے کہ وہ خالص اپنے زور بازو کی بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس حکومت کا تختہ الٹ دیں گے ۔ میں سمجھتا

ہوں کہ ایسی چیز کا قدرتی رد عمل ہوتا ہے ۔ آپ سوچیے کہ اتنے نازک وقت میں ، جب کہ ہمارے صوبے میں سیلاب سے اتنی تباہی آ چکی تھی اپوزیشن نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ! اپوزیشن کے اپنے sane headed آدمیوں نے انہیں کہا کہ یہ اس چیز کے لیے مناسب وقت نہیں ۔ لیکن انہیں تو یہ توقع تھی کہ شاید ایسے حالات میں ان کی سول نافرمانی کی تحریک زیادہ کامیاب ہو ، لہذا وہ اپنے فیصلے میں نہ رکے ۔ انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک جاری رکھی ، جو فیل ہوئی اور عوام کی ان سے ہمدردیاں جاتی رہیں ۔ جو ہمدردیاں ان سے وابستہ ہو بھی سکتی تھیں وہ بھی نہ رہیں ۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان اور سرحد کے متعلق ہماری پارٹی کی جو پالیسی ہے، اس کا تھوڑا سا تاریخی پس منظر، جس طرح کہ فاضل دوست علامہ صاحب نے فرمایا ، میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ وقت ابھی دور نہیں جب 1947ء میں انہی نیپ کے لیڈروں نے وہاں ریفرنڈم کرایا تھا کہ آیا آپ نے پاکستان میں شامل ہونا ہے یا ہندوستان سے ملنا ہے ۔ ہم وہاں کے عوام کے شکر گزار ہیں قوم اور ملک ان کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا ۔ ورنہ یہ ہمیں لے دے گئے تھے ۔ آخر آدمی تو وہی ہیں ، ان کے ذہن بھی وہی ہیں ۔ آپ کب توقع کر سکتے ہیں کہ اگر وہ اس طرح اقتدار میں آئیں تو پاکستان بچے گا میں سمجھتا ہوں کہ پھر پاکستان چند دن کا مہمان ہو گا ۔ بہر حال ہمارے لیڈر کی دور اندیشی سے سرحد میں صورت حال کافی حد تک ٹھیک ہو گئی ہے اور اس میں قوم کے اور ملک کے وفادار لوگوں کی اکثریت ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے مسئلے کا ابھی تک پورا تصفیہ نہیں ہوا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اپنے صوبے کی باتیں فرمائیں وہاں کی صورت حال نہ بیان کریں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ connected چیزیں ہیں ۔ ان کا اثر یہاں ہے ۔ وہ لوگ یہاں آ کر حصے لیتے ہیں ۔ امید ہے آپ میری گزارش سمجھ گئے ہوں گے ۔ باقی تشدد کے متعلق میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے ۔ اصولاً کوئی تشدد کا جواز پیش نہیں کر سکتا ۔ تشدد نہیں ہونا چاہیے ۔ لیکن

میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس میں تھوڑا سا الزام اپوزیشن پر بھی عاید ہوتا ہے۔ اپوزیشن کی اپنی سرگرمیاں اور سیاسی تحریک جمہوری حدود کے اندر رہنی چاہیے اور انہیں کسی وقت بھی اپنی طرف سے تشدد کی دھمکی نہیں دینی چاہیے اگر وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ تشدد نہ ہو۔ ملک نازک حالات میں سے گزر چکا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اب وہ دور آ گیا ہے کہ ملک نازک دور سے نکل چکا ہے۔ اب تعمیری کام کا وقت ہے۔ بجائے اس کے کہ اپوزیشن سول نافرمانی وغیرہ کی تحریک میں اپنا وقت ضائع کرے، اسے تعمیری کاموں میں تعمیری طور پر حصہ لینا چاہیے۔ ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ سیاسی صورت حال کے ساتھ ساتھ ملک کی انتظامی صورت حال پر بھی کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب والا۔ مجھے یاد ہے کہ رورل ایریا میں، خاص طور پر جو دیہاتی علاقے تھے۔ وہاں رات کو لوگ سو نہیں سکتے تھے۔ وہ اپنے مویشیوں کے رسے پکڑ کر بیٹھے رہا کرتے تھے۔ لیکن اب لوگوں میں اتنا امن و امان ہے، اور اتنی سیکیورٹی کی sense پیدا ہو گئی ہے کہ وہ دیہاتی لوگ باہر مویشی باندھ کر اپنے گھروں میں آ کر سوتے ہیں۔ یہ ہم عملاً سمجھتے ہیں اور عملاً دیکھتے ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہماری مشکلات کے پیش نظر ہمیں تو آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، نہ کہ سول نافرمانی کی۔ آپ کے لیے سیاسی دروازے کھلے ہیں۔ آپ جب چاہیں، تشریف لا سکتے ہیں، لیکن جمہوری طریقے سے۔ اگر آپ نے تشدد کا راستہ اختیار کیا تو میں افسوس سے کہوں گا، کہ اس کا جواب تشدد میں دینا پڑے گا۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، آپ کس موقع پر بولنا چاہیں گے۔

وزیر تعلیم۔ جب آپ حکم کریں۔

مسٹر سپیکر۔ رائے میاں خان کھرل۔ فاضل ممبر موجود نہیں ہیں میاں خان محمد۔

میاں خان بلند جناب سپیکر ، اس وقت ایوان میں صوبے کی سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ایک منٹ توقف کیجئے ۔ گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے تیس کے قریب نام آ چکے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے دس۔ اس طرح میرے پاس چالیس مقررین کے نام ہیں ۔ ہم نے دو بجے تک بیٹھنا ہے ۔ ہمارے پاس تین گھنٹے کے قریب وقت ہے۔ اس میں سے اگر چیف منسٹر صاحب کے لیے تیس منٹ نکال دئے جائیں تو ہمارے پاس 150 منٹ رہ جاتے ہیں ۔ اور ساڑھے تین منٹ ایک مقرر کے لیے آتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

اب مجھے بتائیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں ۔ اگر کسی فاضل ممبر کے ذہن میں کوئی اور فارمولا ہو تو وہ میری مدد کر سکتا ہے ۔

سردار اللہ حمید خان دستی ۔ جتنی تعداد اس طرف سے ہو اتنی تعداد ادھر سے ہونی چاہیے ۔ بجائے اس کے کہ وقت ضائع ہو اور بلا وجہ تعداد بڑھا دی جائے تاکہ اپوزیشن کے ممبر اس صورت حال پر بات نہ کر سکیں ۔ یہ تو ہمارے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی پارٹی یا جس کو آپ کہیں گے کہ یہ ہمارا main spokesman ہے اس کو تقریر کا موقع دیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ وہ تو ہمیشہ آپ مہربانی کرتے ہیں۔ یہ آپ کی شفقت ہے لیکن جو میں عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تھوڑا سا انصاف کا تقاضا .....

مسٹر سپیکر ۔ اگر انصاف کا تقاضا ہوتا تو پھر یہاں پر منسٹر نہ ہوا کرتے ، سارے ممبر ہی ہوا کرتے ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہمیشہ پارلیمانی کارروائیوں میں جب کوئی دن کسی خاص صورت حال کے لیے مخصوص ہوتا ہے تو روایت یہ ہے کہ صرف منسٹر صاحبان اس کا جواب دیتے ہیں اور رولنگ پارٹی میں سے کوئی ممبر اس کا جواب نہیں دیتا ، اس لیے کہ اپوزیشن نے تو پالیسی پر تنقید کرنی ہے ۔ جہاں تک پالیسی پر سٹیٹمنٹ دینے کا تعلق

ہے ۔ وہ منسٹر صاحبان نے ہی دینی ہے ۔ ممبر صاحبان کو تو اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا ۔ اس لیے مہربانی کر کے آپ پارلیمانی روایت کو قائم رکھیے اور جہاں تک اس طرف کے مقررین کا سوال ہے ، بحث کو منسٹر صاحبان تک محدود کر دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ منسٹر صاحبان بھی چاہتے ہیں کہ ممبر صاحبان اس میں حصہ لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس سے پارلیمانی روایات مجروح ہوں گی ۔ "Decisions of Chair" اور پارلیمانی روایت کو آپ دیکھ لیں ، اس کے مطابق ہمیشہ یہی ہوتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کچھ ممبر اس قسم کے ہیں کہ نہ وہ اپوزیشن میں ہیں نہ وہ حکومت کے ساتھ ہیں ان کے لیے کیا حساب ہوگا ۔ شیخ اقبال صاحب تنگ کر رہے ہیں حالانکہ وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے وہ لکھ کر دے دیں کہ وہ کن کے ساتھ ہیں اپوزیشن کے ساتھ ہیں یا حکومت کے ساتھ ہیں میں اس کا نوٹس لوں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ آج کی یہ بحث ان تحاریک التوائے کار کا نتیجہ ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں تھیں ۔ اور وہ درجن سے زیادہ ایک ایک ممبر کی طرف سے تھیں اس لیے یہ حق بنیادی طور پر حزب اختلاف کا ہے کہ آپ انہیں زیادہ وقت دیں تا کہ وہ اپنی تحاریک کی روشنی میں آج کی بحث میں حصہ لے سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد (ساہیوال ۔ I) ۔ جناب سپیکر علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے اس بحث کا آغاز کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی میں جن لوگوں نے جلوس نکالے اور انہیں گرفتار کیا گیا ہے ان پر جیل کے اندر ۔ حوالات کے اندر تشدد کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نصیحت بھی فرمائی کہ حکومت کو اتنا تشدد نہیں کرنا چاہیے کہ اگر خدا نخواستہ وہ وقت آ جائے کہ حکومت چھن جائے تو ان پر اگر تشدد کیا جائے تو

ان کے لیے ناقابل برداشت ہو ۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ 144 کی خلاف ورزی اور سول نافرمانی کی تحریک کا اس سیلاب کے وقت آپوزیشن کا اور متحدہ محاذ کا کیا مقصد تھا اور کون سی سازش اس کے پس پردہ تھی ۔ میں جب حزب اختلاف کا نام لوں گا تو اس سے اس ایوان کے اندر بیٹھی ہوئی حزب اختلاف مراد نہیں ہو گی بلکہ وہ نام نہاد حزب اختلاف ہوگی جو اس ایوان سے باہر اس ملک اور صوبے کے خلاف کام کر رہی ہے ۔ 144 کی خلاف ورزی اور اس کے سلسلے میں جو پکڑ دھکڑ تھی ، ایسے حالات پیدا کرنے کا مقصد ایک تو یہ تھا کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو ملک سے باہر امریکہ کے دورے پر جانے والے تھے ۔ دوسری چیز یہ کہ یہاں پر سیلاب آیا ہوا تھا ۔ حکومت سخت مشکل میں مبتلا تھی اور آپوزیشن والے یہ چاہتے تھے کہ ایسے حالات میں حکومت کی پیٹھ میں ایک ایسا چھرا گھونپ دیا جائے جس سے حالات اتنے بد تر ہو جائیں کہ حکومت جو ہے وہ حکومت چھوڑ کر یہاں سے فرار ہو جائے اور یہاں پر اس قسم کے واقعات پیدا کر دئے جائیں کہ جو حکومت کے اختیار میں نہ رہیں ۔

جناب والا ۔ جس وقت یہ تحریک چل رہی تھی اس وقت عام آدمی یہ سوچ رہا تھا کہ یہ حزب اختلاف یحییٰ خان کے زمانے میں بھی حزب اختلاف تھی ۔ اس زمانے میں انہوں نے دفعہ 144 کی کوئی ایسی خلاف ورزی نہیں کی ۔ اس وقت امن عامہ کے لئے اس قسم کے حالات پیدا نہیں کئے جس وقت ان کا فرض تھا ۔ ایوب خان کے زمانے میں بھی انہوں نے کوئی تحریک سول نافرمانی شروع نہیں کی اور آج جب یہ قوم ، یہ صوبہ ، یہ علاقہ سارے کا سارا زیر آب آ چکا ہے اور جس کے لئے ہر ایک شخص کی مدد کی ضرورت ہے ۔ ہر کارکن کی مدد کی ضرورت ہے ۔ اس وقت صوبے کے اندر ایسے حالات پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اس وقت انہیں چاہئے تھا کہ حکومت کا ساتھ دیتے اور پھر حکومت نے ، جناب قائد عوام نے اپیل بھی کی کہ یہ وقت آپ کے تحریک چلانے کا نہیں ہے ۔ تحریک چلانے کے لئے مناسب وقت ہوتا ہے ۔ اس وقت قوم کے ساتھ غداری ہوگی اگر آپ نے اس قسم کی کوئی تحریک شروع کی ۔ چونکہ یہ تحریک کا وقت نہیں تھا اس لئے یہ تحریک جو تھی اس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور آج یہ تحریک جو ہے بالکل ختم ہو چکی ہے ۔

عوام نے اس کا بالکل مقابلہ کیا ۔ اس کا ساتھ نہ دیا اور وہ لیڈر صاحبان جو تھے جو جیل کے اندر خوشی خوشی گئے تھے ان کو نہ تو کوئی بھیجنے والا رہا نہ ان کے پیچھے پیچھے آنے والا کوئی باقی رہ گیا ۔

جہاں تک جناب والا ۔ سیاسی گرفتار شدگان پر تشدد کا تعلق ہے حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا ۔ یہ ان کی طرف سے حکومت پر ایک بہت بڑا بہتان ہے اور اس سلسلے میں وہ ہائی کورٹ میں گئے ہیں وہاں پر انہوں نے اپنی شکایات پیش کی ہیں ۔ اگر اس قسم کی کوئی چیز ہوتی تو پھر حکومت کے خلاف تشدد کنندگان کوئی نہ کوئی کارروائی کر سکتے تھے ۔ لیکن ایسا وہاں بالکل نہیں ہوا ۔ جناب والا ! یہ گرفتار شدگان اپنی طرف سے فرضی قسم کے افسانے تراش تراش کر اور صرف اخبارات میں اپنا نام چھپوانے کے لئے اپنی تصاویر چھپوانے کے لئے اس قسم کے بیان دیتے رہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جن واقعات کو یہ ایوان بھی جانتا ہے اور شاید سپیکر صاحب بھی جانتے ہوں اس بات کو کہ ہائی کورٹ نے ملک قاسم اور یاسین وٹو کے واقعے کے متعلق کیا ایکشن لیا ہے اور یہ جو آنریبل ممبر بیان فرما رہے ہیں کیا یہ صحیح ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ سوچ کے دس گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ واقعہ ان دنوں ہوا ہے جب میں پاکستان میں نہیں تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس میں جناب جسٹس اسلم حسین فیاز صاحب نے ہائی کورٹ کی طرف سے یہ آرڈر دیا کہ ملک قاسم کا طبی معائنہ کیا جائے ۔ ڈاکٹر اختر نے معائنہ کیا اور اس کے بعد ڈاکٹر کرنل امیر الدین نے معائنہ کیا اور اپنی رپورٹ ہائی کورٹ کو بھیجی چنانچہ ہائی کورٹ نے یہ آرڈر دیا کہ انہیں ہسپتال میں رکھا جائے ۔ دو تیمارداروں کی اجازت دی جائے اور اہلیہ کو بھی ساتھ رکھا جائے اور انہوں نے رپورٹ میں لکھا کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کا نچلا حصہ دو جگہ سے ٹوٹ چکا ہے اور یاسین وٹو صاحب کا استغاثہ عدالت میں زیر سماعت ہے اور جس موضوع پر معزز ممبر بات کر رہے ہیں وہ معاملہ sub-judice ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ یہاں پر یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو تشدد حکومت اب کر رہی ہے نہ انگریزوں کے زمانے میں ہوا نہ اس سے پہلے کسی اور زمانے میں ہوا ۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سے آپ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ انگریزوں کی حکومت اچھی تھی تو میں یہ کہتا ہوں کہ ایوب خان کے دور میں جب تحریک اٹھی تو لوگ جو تھے وہ خون میں نہلا دیے گئے ۔ کتنے لوگوں پر گولیاں چلیں ۔ لیکن آج کی اس تحریک میں آپ ایک بھی مثال دیں کہ کسی پر ایک بھی گولی چلی ہو اور اگر کوئی گرفتار ہوا ہے تو وہ اپنی خوشی سے گرفتار ہوا ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو بخوشی گرفتاری کے لئے پیش کیا ۔ اس میں حکومت نے ان پر کیا تشدد کیا ہے ۔ یہ الزام ہے جو سراسر بے بنیاد ہے اور اس کے اندر کسی قسم کی کوئی حقیقت موجود نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ فاضل مقرر نے ایوبی دور کا ذکر کیا ہے ۔ اس ایوان میں میں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ جہاں تک ایوبی دور کا تعلق ہے میں دس سال ان کی اپوزیشن میں بیٹھا رہا ہوں اور جس وقت تحریک چلی تھی اس وقت میں بہاولپور میں پی ڈی ایم کا صدر تھا ۔ میں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے یہ ان لوگوں سے بات کریں جو کنونشن لیگ میں تھے اور اب اس وقت پیپلز پارٹی میں ہیں ۔ ان کی بات کریں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات سے قطعاً اختلاف نہیں ہے کہ یہ اس وقت بھی قائد حزب اختلاف ہوا کرتے تھے ۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب ایوب خان کے دور میں تحریک اٹھی تھی تو اس وقت کتنے لوگوں کو خون میں نہلا دیا گیا تھا ۔ کتنے لوگوں کے پشتوں کے پشتے لگا دیئے گئے تھے ۔ لیکن آج جو تحریک شروع کی گئی حزب اختلاف کی طرف سے تو سوائے گرفتاریوں کے اور کیا کیا گیا ہے ۔ میں تو آپ کی وہ کارکردگی جو ہے اس کو زیر بحث لا ہی نہیں رہا مجھے کوئی خواہش نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کہا گیا ہے کہ جلسوں پر جلوسوں پر پابندی لگائی گئی ۔ ساہیوال میں یو ۔ ڈی ۔ ایف نے اپنی پوری طاقت سے اجلاس منعقد کیا ۔

ملک محمد مظفر خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں معزز ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایوب خان کے زمانے میں میں پارلیمنٹری سیکریٹری رہ چکا ہوں اور ایوب خان کے دور میں نہ گولی چلی ہے نہ کہیں خون ہوا ہے انہوں نے کیوں ایسا کہا ہے ؟

Mr. Speaker. Let us not enter into this controversy. There may be many witnesses here.

یہ ساری مال روڈ اس بات کی شاہد ہے کہ کتنی گولی چلی ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ساہیوال میں متحدہ محاذ نے پوری قوت سے جلسہ کیا اور ہم نے وہاں پر حکومت سے یہ درخواست کی تھی کہ متحدہ محاذ کو جلسہ کرنے کی اجازت دیں اور وہ پوری تشہیر کے ساتھ جلسہ کریں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر لوگ ان کی تقاریر سننے کے لئے آئے تھے ۔ لیکن جونہی انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف ، حکومت کے خلاف الزامات تراشنا شروع کئے تو ساری کی ساری جلسہ گاہ جو تھی ماسوائے وہاں پر چند جو تنخواہ دار ملازم تھے وہاں ساری کی ساری گراؤنڈ خالی ہو گئی ۔ جب یو ۔ ڈی ۔ ایف کے صدر کی باری آئی تو ایک منٹ کے بعد وہاں کوئی مزدور نہ تھا ۔ سارا گاؤں خالی تھا ۔ اب بھی میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ جتنی مرضی یہ آدمی وہاں جاسے کریں ان کو سننے کے لئے کوئی موجود نہیں ہے ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

ملک اللہ دتہ (لاہور ۔ 16) ۔ (پنجابی) جناب والا ۔ اپوزیشن کی طرف سے جو باتیں کی گئی ہیں وہ پسندیدہ نہیں ہیں ۔ آج سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے ۔ ان کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ موجودہ حکومت تشدد کر رہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت جو کہ عوامی ہے وہ عوام کے مفاد کے مطابق سارے پروگرام لے کر چلی ہے اور وہ اس کو قدم بہ قدم عملی جامہ پہنا رہی ہے ۔ تو اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ عوامی حکومت آئندہ بھی چل کر ایسا لائحہ عمل اختیار کرے گی کہ کسی قسم کی کوئی طبقاتی بات نہیں رہے گی ۔ اس کی نظر میں سب عوام یکساں ہیں ۔ ہماری پارٹی کو معلوم ہے کہ کس کس نے لوٹ مار مچا رکھی تھی اور یہ بھی اسے معلوم ہے کہ آج بھی کس نے لوٹ مچائی ہوئی ہے ۔ پیپلز پارٹی کا پروگرام ہے کہ وہ

اپنے منشور کے مطابق وہ تمام لوٹ مار کی کمائی ان سے واپس لے گی ۔

جناب والا ۔ موجودہ حکومت کے سر پر بہت اہم ذمہ داریاں ہیں ۔ اس کے سامنے بین الاقوامی مسائل بھی ہیں جس سے عہدہ برآ ہونا نہایت ضروری ہے ۔ وہ مسائل سب سے اہم ہیں اور ان کے لئے وہ کام کر رہی ہے ۔ ان مسائل کو اس نے حل کر لیا ہے اور ہمارے نوجوان بہادر واپس آ گئے ہیں اور ہندوستان کے ساتھ حالات صحیح ہو گئے ہیں ۔ جس وقت موجودہ حکومت نے اندرونی اقتصادی پروگرام کو ٹھیک کر لیا اور اس کو لے کر چل پڑی تو مجھے امید ہے وہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کا خاتمہ کر لے گی ۔ ہمارا قائد عوام جس جگہ تقریر کرتا ہے وہ سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کے خلاف ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ استحصال کا خاتمہ کیا جائے گا اور جو ناجائز طریقے سے دولت کمائی ہوئی ہے اور جو ان سرمایہ داروں کے پاس ہے اسے واپس لیا جائے گا اور جو لوگ آج تک استحصال کرتے رہے ہیں ان کے اس استحصال کا خاتمہ کیا جائے گا ۔ عوامی حکومت کے آنے سے پہلے ملک میں 22/23 خاندان ایسے تھے جو ملک کے سارے سرمایہ پر قابض ہو چکے تھے اب ان کو نظر آ رہا ہے کہ وہ ان کو واپس دینا پڑے گا اور قوم ان سے یہ واپس لے گی ۔ ملک کے اندر زبردست سیلاب آیا ۔ وہ اس کی لپیٹ میں آ گیا لیکن پھر بھی حزب اختلاف نے کچھ نہ سوچا اور اندھا دھند ایک تحریک چلا دی ان کا خیال ہے کہ شاید ہم قوم کو دھوکہ دے سکیں اور موجودہ حکومت کو تبدیل کر سکیں لیکن ان کی تحریک بالکل سو فیصدی فیل ہوئی ۔ انہوں نے اپنی لوٹ مار کو بچانے کی خاطر یہ تحریک چلائی جو کہ ناکام ہوئی وہ تحریک سول نافرمانی کی تحریک تھی ۔ حزب اختلاف کے ایسے حربے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور (ملتان ۔ 12) ۔ جناب سپیکر ۔ "جمہوریت ہماری سیاست ہے" کا نعرہ لگانے والی پارٹی نے برسر اقتدار آ کر ایسی جد و جہد شروع کی کہ ملک سے نہ صرف جمہوریت کو ختم کیا جائے بلکہ دور آمریت کی طرح سیاست کو ایک بار پھر گالی بنا دیا جائے ۔ دور آمریت میں سیاست دانوں کو گالی دی گئی اور وہ وہ سیاست دان تھے جنہوں نے اس ملک

کے قیام میں بہت نمایاں کردار ادا کیا تھا ۔ اس کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ آمریت جو ہے وہ اس ملک کے مزاج اور طبیعت کے عین موافق ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ آپ کی دائیں جانب اور سامنے بیٹھے ہوئے لوگ اس وقت ایوب خان کے ساتھ تھے وہ دور آمریت کے ساتھ تھے اور اب ان لوگوں کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ جو بھی برسر اقتدار آئے یا یہ محسوس ہو جائے کہ فلاں آدمی برسر اقتدار آنے والا ہے تو وہ آگے بڑھ کر اس کے گلے میں ہار ڈال دیتے ہیں اور شروع سے لے کر آخیر تک اور 25 سالوں تک یہی وہ لوگ ہیں جو اقتدار کے مزے لیتے رہے ہیں ۔

سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ جناب والا ۔ وہ فرما رہے ہیں کہ جتنے اس طرف بیٹھے ہیں وہ ایوب کے ساتھ تھے لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ مل کر گیارہ سال ایوب خان کے خلاف جد و جہد کی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ عناصر ان کے ساتھ تھے ۔ شاہ صاحب نے بات کو ادھر ادھر کر دیا میں عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت کونسل مسلم لیگ پی۔ڈی۔پی ، جماعت اسلامی ، جے۔یو آئی۔جے۔یو پی اور جملہ تمام جماعتیں جو تھیں وہ اس ملک میں جمہوریت لانے کے لیے جد و جہد کر رہی تھیں اور آپ کے اکثر ساتھی اس وقت حکومت کے ساتھ تھے ۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ ایوب خان جانے والا ہے تو انہوں نے اپنی پارٹی بنائی اور اس جد و جہد میں انہوں نے حصہ لیا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے آخری دنوں میں ایوب خان کی مخالفت کی ہے تو اس سے یہ مراد نہیں تھی کہ آپ کی جد و جہد کی وجہ سے آمریت ختم ہوئی ہے بلکہ آمریت کو ختم کرنے کے لیے بہت پہلے کوشش شروع ہو چکی تھی ۔ اس لیے جب بھی آپ بات کرتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ وزیر صاحبان اس بات پر اتراتے ہیں کہ ہم نے ایوب خان کو بھگایا حالانکہ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آپ میں سے اکثر لوگ ایوب خان کے ساتھ تھے اور حکومت میں شریک تھے ۔ اتفاق سے جب آپ نے اپنی حکومت بنائی اور انتخابات میں باقاعدہ جیت کر آئے تو آپ کا عین جمہوری

حق تھا کہ آپ حکومت بناتے یہ اپوزیشن والوں نے تسلیم کر لیا کہ آپ کو حکمرانی کا حق ہے اور آپ حکومت کریں لیکن آپ نے حکومت میں آنے کے بعد ایوب خان کے بچے کھچے ساتھیوں کو جو انتخابات میں آپ کے ساتھ نہ تھے ان کو بعد میں آپ نے گلے لگا لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ آپ میں اور پرانے حکمرانوں میں کوئی اصولی اور بنیادی اختلاف نہ تھا ۔ آپ کے پاس کرسی آ گئی ۔ لیکن آپ نے ملک سے جمہوریت کو ختم کرنے کے لیے اور سیاست کو گالی بنانے کے لیے آپ نے شاید وہی کردار ادا کرنا شروع کر دیا جو آپ نے ایوب خان کے دور میں شروع کیا تھا ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں خواجہ رفیق ۔ ڈاکٹر نذیر مرحوم کو شہید کرنے کے بعد حامد نذیر اور اس قسم کے دوسرے ساتھیوں کو اور کارکنوں کو جب شہید کیا گیا تو حکومت کی بدنامی کا ہمیں احساس ہوا کہ آئندہ حکومت اس قسم کی حرکات نہیں کرے گی ۔ لیکن اب ان کو نہایت پر امن تحریک کو ناکام بنانے کے لیے آپ نے جو تشدد اختیار کیا ہے اس میں بعض ایسے لوگوں کے نام آتے ہیں جو کہ کبھی بھی اقتدار میں نہیں رہے بلکہ کبھی اقتدار والوں کے ساتھی نہیں رہے ۔ مثلاً سید کشور گردیزی اور مولوی عرفان احمد انصاری ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور بعد میں بھی ہر دور میں انہوں نے جمہوریت کی جدوجہد کی اور اس ملک میں حزب اختلاف کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ۔ لیکن آپ لوگوں نے ان کو بھی برداشت نہیں کیا ۔ ان کے ساتھ بھی زیادتیاں کیں جن کی مذمت کرنا ہر سچے پاکستانی کا عین فرض ہے اس لئے کہ آنے والی نسلیں ہمیں گالی نہ دیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا نہیں کیا ۔ یہ زیادتی آپ کریں ۔ تاریخ کبھی بھی آپ کو معاف نہیں کرے گی ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے برسر اقتدار آنے کے بعد لوگ اپنے ماضی کو بھول جاتے ہیں اور ماضی سے سبق حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ۔ قیام پاکستان کے بعد جو لوگ حکمران رہے انہوں نے بھی تشدد کئے لیکن آپ سے کم ۔ آپ لوگوں نے تو انتہا کر دی ہے ۔ آپ نے سیاسی رشوتیں دیں ۔ سیاسی تشدد کئے ۔ اخبارات پر پابندیاں لگائیں اور رسائل پر پابندیاں لگائیں ۔ ان کا انجام آپ کے سامنے ہے ۔ آپ ایک جمہوری فراست کے تحت منتخب ہو کر اس ایوان میں آئے ہیں ۔ ہمیں احساس تھا کہ آپ اپنے سابقہ

تجربات سے فائدہ اٹھائیں گے اور آئندہ ایسی حرکات نہیں کریں گے جس سے اس ملک سے جمہوریت کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکے ۔ لیکن افسوس کہ آپ نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ۔ اخبارات پر پابندیاں پہلے سے زیادہ لگائیں ۔ ان کے اشتہارات بند کئے ۔ مجھے افسوس ہے یہاں اس ایوان میں وزیر متعلقہ نے یقین دلایا تھا کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کریں گے ۔ اپوزیشن سے متعلق اخبارات یا آزاد اخبارات جن کو اشتہارات اس وقت کم دیئے جا رہے ہیں اور جس کو کاغذ کا کوٹہ کم دیا جا رہا ہے ان کے متعلق بیٹھ کر فیصلہ کریں گے ۔ مجھے افسوس ہے کہ کافی ماہ گزر گئے وہ وزیر صاحب یہاں غائب ہیں انہوں نے ضرورت محسوس نہیں کی کہ اس نا انصافی کو دور فرمائیں ۔ جناب والا۔ جمہوریت کو کامیاب بنانے کے لئے پریس کی آزادی سب سے زیادہ ضروری ہے ۔ لیکن آپ لوگوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ پریس کو دبانے کے بعد ۔ سیاسی جماعتوں کو دبانے کے بعد ایک۔ پارٹی کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا ۔ ایوب خان نے بھی کوشش کی ۔ اس کے بعد یحییٰ خان نے بھی کوشش کی اور ملک کو لے ڈوبے اور ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ لیکن آج ان کا نام گالی بن چکا ہے ۔ اس لئے میں دردمندانہ اپیل کروں گا کہ آپ ماضی سے سبق حاصل کریں ۔ اپنے عمل کو درست کریں ۔ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس پر عمل کریں ۔ اپنے منشور پر عمل کریں ورنہ آپ کا انجام بھی ایوب خان اور یحییٰ سے بدتر ہے ۔

جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ قیام پاکستان کے بعد برسر اقتدار لوگوں نے جب بھی کوئی غلطی کی یا اپنے کسی گناہ کو چھپانے کی ضرورت محسوس تو وہ قائد اعظم علیہ رحمت کا نام بار بار لیا کرتے تھے ۔ اسی طرح آپ لوگوں کا حال ہے ۔ جب آپ اپنے گناہوں کو ۔ اپنی رشوت کو ۔ اپنی دھاندلیوں کو اور اپنے ظلم و تشدد کو چھپانے کی کوشش محسوس کرتے ہیں تو اس میں قائد عوام یا قائد پنجاب کا ذکر لے آتے ہیں ۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ لوگوں نے ایک بار غلطی کی کہ قائد عوام کی وجہ سے یا قائد پنجاب کی وجہ سے آپ کو منتخب کر لیا آئندہ وہ اس قسم کی غلطی ہرگز نہیں کریں گے ۔ آئندہ وہ آپ کے منشور اور غلط وعدوں پر نہیں جائیں گے ۔ وہ ضرور ایک بار

غور کریں گے کہ جن لوگوں کو ہم منتخب کر رہے ہیں ان کا عمل کیسا ہے ۔ آیا یہ لوگ سیاست میں یا جمہوریت میں عقیدہ بھی رکھتے ہیں یا نہیں ۔ اس لئے آپ کا محاسبہ کیا جائے گا یہاں اس ایوان کے اندر بھی اور اس ایوان کے باہر بھی ۔

جناب والا ۔ یہاں الزام لگایا گیا ہے کہ تحریک جو ہے وہ سیلاب سے توجہ ہٹانے کی بنا پر شروع کی گئی تھی ۔ گو میں اس تحریک میں شامل نہیں ہوا لیکن اس کے اغراض و مقاصد سے ہمیں مکمل اتفاق تھا ۔ فرق صرف یہ تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ تحریک چند دن بعد شروع کی جائے ۔ یہ تحریک ان لوگوں نے شروع کی جن لوگوں نے اس ملک کو قائم کیا ۔ ان لوگوں نے تحریک شروع کی جن لوگوں نے اس ملک سے جمہوریت کے ختم نہ ہو جانے کی آپ سے اور مجھ سے زیادہ جد و جہد کی ۔ آپ لوگوں نے ان کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا ۔ نہ صرف جیل میں ڈالا بلکہ ان پر غیر انسانی سلوک کیا گیا ۔ ان کے ساتھ غیر فطری فعل ہوئے ۔ ان کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں ۔

جناب والا ۔ جمہوریت کے نام لینے والوں کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ان کو برسر اقتدار آئے تقریباً دو سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک انہوں نے لوکل باڈیز کے انتخابات نہیں کرائے ۔ وہاں پر دھاندلیاں کرنے کے لئے اور اپنے کارکنوں کو ٹھونسنے کے لئے غیر جمہوری طریقوں سے نامزدگی کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے ۔ یہ طریقہ ایوب خان کے بی ۔ ڈی سسٹم سے بدتر ہے ۔ ان لوگوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم برسر اقتدار آنے کے بعد فوراً لوکل باڈیز کا انتخاب کرائیں گے ۔ مجھے افسوس ہے کہ انتخابات تو ایک طرف رہے ابھی تک حلقہ بندی نہیں ہو سکی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ (سرگودھا ۔ 3) ۔ (پنجابی) ۔ جناب سپیکر ۔ پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے ۔ میں اس کے متعلق عرض کروں گا ۔ جناب والا ۔ میں نے مقامی سطح پر انگریزوں کا زمانہ بھی دیکھا ہے ۔ ایوبی دور بھی دیکھا ہے اور پچیس سال جاگیردارانہ نظام بھی دیکھا ہے ۔ پچھلے دور میں لوگوں نے تکالیف برداشت کیں اور ظلم برداشت کیے لیکن

اب لوگوں کو کچھ آرام محسوس ہوا ہے ۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ظلم کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ اگر کوئی نظام غلط تھا تو پھپلا نظام غلط تھا ۔ اگر کوئی نظام ظالمانہ تھا تو پھپلا نظام ظالمانہ تھا ۔ لیکن موجودہ نظام کو دیکھ کر لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی عوام کی خدمت کرے گی ۔ میں نے محمود علی قصوری جیسے لوگ دیکھے ہیں جو مرکزی وزارت میں گئے تھے لیکن آمدنی کم ہونے کی وجہ سے ۔ لالچ کی وجہ سے اور ذاتی بنا کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا اور وہاں سے چھوڑ کر چلے آئے ۔

(قطع کلامیاں)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو defend کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں ان کے متعلق اس ایوان میں الزامات تراشنا اور بے بنیاد الزامات لگانا میں سمجھتا ہوں کہ غیر پارلیمانی ہے ۔ اس کی فاضل رکن کو اجازت نہیں دینی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوب خان اور یحییٰ خان کے دور کی بجائے آپ موجودہ صورت حال کے متعلق فرمائیں ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ میں نے اس لیے نام لیا تھا کہ اس کا سب کو علم ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ اس قسم کے آدمی جو ایوان کے اندر آ کر کہنے کی پوزیشن میں نہ ہوں ان کا نام لے کر بات کرنا مناسب نہیں ہوگا ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ کچھ لوگ جو 25 سال سے حکمران رہے ان کے متعلق ہی سہی ۔ میں ان کا نام نہیں لیتا ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ جن لوگوں نے قوم کی خدمت کرنے کا اور ملک کی خدمت کرنے کا عوام کی خدمت کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے عوام کو ان کا علم ہے اور وہ ان لوگوں سے آگاہ ہیں ۔ اب وہ غریب اور چھرٹے لوگ یہاں آئے ہیں ۔ میں حزب اختلاف سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے کبھی چینی اور گھی تقسیم کیا تھا ۔ ہم نے یہ تمام

چیزیں لوگوں میں دینی ہیں ۔ جناب والا ۔ 26 سال کے دوران کسی نے بھی ایسا نہیں کیا نہ انہوں نے کبھی عوام کو گھی دیا نہ چینی دی نہ تیل دیا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ صورت حال میں میں سرگودھا گیا ۔ وہاں بہت گرمی تھی ۔ مئی کا مہینہ تھا ایک دو آدمی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بڑی گرمی ہے دوسرا بولا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔ وہ ایسے ہی لوگ تھے جب سیلاب آیا تو آدمیوں نے کہا کہ سیلاب آیا تو لوگوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بند تعمیر کیے اور بندوں کو بنایا ۔ آپ نے یہ چیز دیکھی ہوگی ۔ لیکن حزب اختلاف کو یہ بات اچھی نہیں لگی ۔ یہ درست ہے کہ سب موافق نہیں ہوتے ۔ کچھ خلاف بھی ہوتے ہیں ۔ آپ نے دیکھا کہ پیپلز پارٹی نے سیلاب میں کتنی خدمت انجام دی ہے اور آئندہ بھی اسی طرح کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ان کے وقت میں اضافہ کر دیا جائے یہ پیپلز پارٹی کی بڑی خدمت کر رہے ہیں ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ ہم خدمت کے لیے آئے ہیں اور عوام نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں ۔ آئین بنتے وقت آپ لوگوں نے لائیسنس لے کر ووٹ دیئے ہیں ہماری کسی پارٹی کے آدمی نے لائیسنس نہیں لیے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر آپ ان لوگوں کے نام بتا دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اور بہتوں کا بھلا ہوگا ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ آپ جا کر ریکارڈ دیکھ لیں ۔ حزب اختلاف کے آدمیوں نے لائیسنس لے کر ووٹ دیئے ہیں ہمارے کسی آدمی نے کوئی لائسنس نہیں لیا ۔

میاں خورشید انور ۔ مخالف جماعتوں نے لائیسنس خریدے ہوں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ یہ لوگ آپ کے ظلموں کی وجہ سے آئے ہیں ۔ وہ لوگ آپ میں سے ہیں ۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں گڑبڑ آپ لوگ پھیلا

رہے ہیں عوامی حکومت نہیں چاہتی کہ گڑبڑ ہو ۔ موجودہ حکومت نے چوریاں بالکل بند کرا دی ہیں ۔ رشوت کے لئے کوشش کر رہے ہیں وہ بھی بند ہو جائے گی حکومت نہیں چاہتی کہ کوئی غلط کام ہو عوام بھی نہیں چاہتے کہ غلط کام ہوں آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ کرتے رہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ (میانوالی ۔ 1) جناب والا ۔ عرض ہے :

میں نے ہر شاخ پہ گلشن میں لہو دیکھا ہے
جانے کس بھیس میں پھولوں کو صبا مار گئی
تشنگی موج کے ہونٹوں پہ مچلتی دیکھی
ہم جو ساحل پہ کبھی پیاس بجھانے نکلے

یہ میرے انقلابی شعر ہیں اس لیے میاں خورشید انور کو بہت پسند آئے ہوں گے جناب والا ۔ گذارش یہ ہے کہ آج کے موضوع کے مطابق صوبے کی سیاسی حالت پر میں ایک طائرانہ نظر ضروری ڈالنا چاہتا ہوں گو اس پر کافی لے دے ہوئی ہے اور حزب اختلاف نے کافی اعتراضات کیے ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ وہ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ جس وقت تمام پاکستان سیلاب کی زد میں آ چکا تھا تو انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی ۔ اپوزیشن کے بڑے لیڈر جو اس ہاؤس میں نہیں باہر زیادہ ہیں انہوں نے سول نافرمانی کی ۔ تو کیا یہ کوئی موقع تھا ؟ اس وقت پاکستان کی زبوں حالی یہ تھی کہ ایک طرف سیلاب تھا ۔ ایک طرف ہمارے جنگی قیدی تھے ۔ اس کے علاوہ 1971ء میں کیا کچھ ہوا تھا ۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کو مخاطب کر رہا ہوں کہ ان مصائب کی تلافی کے لیے آپ لوگوں نے امداد کرنی تھی ۔ حکومت کا ہاتھ بٹانا تھا بجائے اس کے آپ لوگوں نے حکومت کی ٹانگیں کھینچنی شروع کر دیں ۔ آپ لوگوں نے دھجیاں اڑانی شروع کر دیں اور کتنا غلط پروپیگنڈا کیا کہ وہ دوست ممالک جو ہمیں امداد دیتے ہیں یا دشمن ممالک ان کی نظر میں آپ نے بالکل solid طریقے سے یہ ڈال دیا بالکل اٹھارہ آنے کہ ہم اگر مخالف ہیں تو صرف اس ایوان میں مخالف نہیں ہیں ۔ اپوزیشن اگر مخالف ہے تو صرف گورنمنٹ کی کسی پالیسی کی مخالف

نہیں ہے یہ تو بالکل پاکستان کی مخالف ہے - یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے - آپ لوگوں کو یہ چاہیے کہ جہاں پالیسی پر بحث کریں وہاں آپ کچھ ٹھوس اور تعمیری پروگرام پیش کریں اور اس میں آپ گورنمنٹ کو نکیل سے پکڑ کر اس کو راہ راست پر لائیں نہ کہ آپ باہر کے ممالک کو یہ بتائیں کہ اگر ان کے اوپر کوئی مصیبت پڑی بلکہ میں یہاں تک کہہ دوں گا کہ اگر پاکستان پر حملہ ہوا تو یہ اپوزیشن کے لوگ جو آج بھٹو صاحب کے برخلاف ہیں - قائد عوام کے برخلاف ہیں - ان لوگوں نے اس حد تک ثابت کر دیا ہے کہ یہ یہاں بیٹھ کر جاسوسی بھی کریں گے اور پیچھے سے پیٹھ میں چھرا بھی گھونپیں گے - یہ اس حد تک بڑھ چکے ہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بڑی افسوسناک حالت ہے - آپ تعمیری پالیسی پیش کریں - تو گذارش یہ ہے کہ میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کی جو سیاسی صورت حال ہے اگر یہ ہر لحاظ سے دیکھی جائے خارجہ پالیسی سے لے کر اندرونی پالیسی تک بلکہ آپ ڈیفنس کو لیں - آپ کو ان تمام چیزوں کو دیکھنا چاہیے - میں عرض کروں گا کہ ہمیں مل کر پاکستان کا دفاع کرنا چاہیے - ہمیں مل کر پاکستان کی تعمیر کرنی چاہیے - نہ کہ ہر بات پر خالی اعتراض کرنا چاہیے - اگر تعمیری اعتراض کرنا ہو تو شوق سے کریں - تو میری یہی چند ایک گذارشات تھیں - میں آخر میں شعر عرض کروں گا جیسے مجھ سے فرمائش کی گئی تھی -

چمن اداس ہے اور گل ہے محو ماتم شوق
کہاں سے پھول چنوں زیب داستان کے لیے

مسٹر سپیکر - سردار امجد حمید خان دستی -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب سپیکر - اس دنیا میں ماں باپ کی بچوں سے محبت اس قدر اہم رشتہ ہے - اس قدر پیارا رشتہ ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ اچھا رشتہ غالباً کوئی نہیں ہوگا - اسی طرح بہن بھائیوں کی محبت - دوستوں کی آپس میں محبت - لیکن ان سب سے زیادہ ایک اور جذبہ ہے اور وہ جذبہ ہے ملک سے محبت کا - ملک سے عشق کا - اور جب تک یہ جذبہ - یہ اپنی سرزمین سے محبت - یہ وابستگی قائم و دائم ہے تو اس ملک کے فرزندان جب کبھی بھی اس ملک پہ آفت آئے گی تو وہ اپنی جانیں دینے

کے لیے تیار ہوں گے اور اپنے آپ کو شہید کرانے میں فخر سمجھیں گے ۔ لیکن یہاں یہ ہوا ہے کہ اس ملک میں جتنے محب وطن عناصر تھے جنہوں نے حق کی آواز بلند کی ۔ جنہوں نے اس ملک میں جمہور کے جمہوری حقوق واپس لینے کی سعی کی ان پر اس قدر مظالم ڈھائے گئے ۔ ان کو اس قدر خوف زدہ کیا گیا ۔ ان پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ یہاں لوگوں کو یہ تاثر دیا گیا کہ اس ملک میں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہیں ۔ تو جناب والا ۔ جب کسی ملک میں یہ تاثر دیا جائے کہ یہ ملک اپنے باشندوں کے لیے جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے ساتھ اس سے زیادہ کوئی اور غداری اور اس ملک کے ساتھ اس سے زیادہ کوئی اور بڑی دشمنی نہیں ہو سکتی ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے اس ملک کے ساتھ اس ضمن میں جتنی زیادہ مخالفت اپنی سرزمین کی کی ہے ۔ اپنے وطن کی کی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا اپنے بھائیوں سے یہ سلوک ۔ اس ملک کے باشندوں سے یہ سلوک اس طرح کا ہے کہ جس طرح بھارتی ایجنٹ سے ایسا سلوک کر رہے ہوں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی کو اس سرزمین سے کوئی تعلق نہ رہے ۔ اس کے لیے قربانی کا کوئی جذبہ نہ رہے ۔ جو واقعات پچھلے دنوں میں اس حکومت کے تشدد کی وجہ سے پیش آئے ہیں میں اس کی تفصیل مختصراً آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ سردار امجد حمید دستی صاحب نے بھارتی ایجنٹ کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ میں صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب اس طرف سے ثبوت دیئے جائیں تو ذہن کو تیار رکھا جائے اور برداشت کے مادے کو اجاگر کیا جائے ۔ پھر اس وقت یہ نہ کہا جائے کہ یہ نہیں کہا گیا تھا ۔ میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں نے اس کی ابتدا نہیں کی ۔ جناب والا ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ 4 ستمبر کو نوائے وقت میں آیا ہے کہ 23 اگست کی رات کو ملک قاسم کو سول لائنز کی حوالات سے نکال کر تھانہ چھاؤنی لے جایا گیا جہاں اسے زبردستی ننگا کر کے طاقتور افراد نے بے تحاشہ تشدد کیا ۔ ساری رات اسے تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے اس کے چہرے

اور بدن پر نشانات پڑ گئے ارر جب وہ بے ہوش ہو جاتے تھے تو پانی پلا کر دوبارہ ہوش میں لا کر ان پر تشدد کیا جاتا تھا اور اسی تشدد کی وجہ سے میرے خیال میں محمد حنیف نارو صاحب اتفاق فرمائیں گے کہ ڈاکٹروں کی شہادت اور اس سے زیادہ بہتر ثبوت جو گورنمنٹ کے ڈاکٹر کی رپورٹ ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اس تشدد کے نتیجے کے طور پر ملک قاسم کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور ابھی تک نہیں جڑ سکی ہے ۔ اس کے بعد جمہور کے 4 ستمبر کی یہ خبر ہے کہ جمیعت العلماء اسلام کے راہنما مولانا شیر محمد کے ساتھ اس قدر بربریت کا سلوک کیا گیا کہ ان کو زبردستی ننگا کرکے ان کے کمرے میں ننگی طوائف بھیجی گئی ۔ طوائف زبردستی مولانا صاحب کی ٹانگوں پر بیٹھ گئی اور پولیس کے فوٹوگرافر نے اس تمام کارروائی کی فوٹو لیں ۔ جناب والا ۔ یہ واقعات ہیں جن کو سن کر اور جن کو پڑھ کر میرے خیال میں آج حکومت کے کارندوں کو شرم محسوس کرنی چاہیے ۔ ندامت محسوس کرنی چاہیے بجائے اس کے کہ وہ آوازے کسیں یا اسے ہنسی مذاق کا موضوع بنائیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح یہ 13 ستمبر کا واقعہ ہے ۔ نوائے وقت کی خبر ہے کہ پاکستان جمہوری پارٹی صوبہ پنجاب کے صدر جناب حمزہ صاحب کو پھانسی کی کوٹھی میں 10 روز تک قید تنہائی میں رکھا گیا جہاں پر ان کی آنکھ کا علاج نہ ہونے کی بنا پر اس کی بینائی جاتی رہی ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اخبارات کی خبریں تو ہر ایک نے پڑھی ہوئی ہیں ۔ دستی صاحب اپنی تقریر فرمائیں ۔ یہ تو ہمیں اخباروں کی خبریں سنا رہے ہیں ۔ یہ پریس رپورٹر تو نہیں ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں یہ واقعات سنا رہا ہوں جو غالباً آپ کی نظر سے نہیں گزرے یا آپ نے نہیں پڑھے یا آپ اس طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں دینی چاہتے ۔ میں توجہ دلانے کے لیے یہ یاد دھانی کرا رہا ہوں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ آپ بھی اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں ۔ کیا آپ

کے ساتھ کوئی تشدد ہوا ہے ؟

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جب میرے ساتھ تشدد ہوگا تو میں آپ کو بتا دوں گا ۔ یہ نوائے وقت کی سب سے زیادہ سنسنی خیز خبر ہے کہ ملتان میں 25 اگست کو جو بازار میں مسجد ولی خان کے قریب جب عرفان احمد انصاری جلسے سے خطاب کرنے والے تھے تو پولیس کی بھاری جمعیت نے انہیں پکڑ لیا اور باقی ماندہ پانچ راہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا ۔ پولیس انہیں گاڑی میں بٹھا کر تھانہ حرم گیٹ کی حوالات میں لے گئی ۔ ان راہنماؤں میں خواجہ عبدالغفور ۔ صدر پاکستان جمہوری پارٹی ۔ محمد اشرف خان ایڈووکیٹ ۔ خاکسار تحریک ۔ سید محمد قسور گردیزی ۔ سید نذر علی اور میاں نورالحق شامل ہیں ۔ انہیں بھی پولیس گرفتار کرکے حرم گیٹ لے گئی ۔ پھر انہیں رات کے بارہ بجے حوالات کے دروازے سے باہر نکالا گیا ۔ انسپکٹر حرم گیٹ کے کمرے میں راجہ مہمند خان ایس ۔ آئی بیٹھا تھا جس نے انہیں دیکھتے ہی گالیاں نکالنی شروع کر دیں ۔ قیدیوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو پولیس کے سپاہی ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں برہنہ کر دیا ۔ اس کے بعد ان چھ (6) قیدیوں کو برہنہ حالت میں سب انسپکٹر کے کمرے میں لے جایا گیا جہاں میز پر انڈے ۔ آلو ۔ لال مرچیں اور پیاز پڑے تھے ۔ وہاں موجود انسپکٹر نے انہیں حکم دیا کہ اپنی مرضی سے ان میں سے کوئی ایک چن لو ۔ اس پر جھگڑا ہو گیا ۔ پولیس انہیں ہانکتے ہوئے حوالات کے قریب تفتیشی کمرے میں لے گئی ۔ وہاں گھپ اندھیرا تھا اور وہاں برف کے بلاک پڑے ہوئے تھے ۔ اس کمرے میں تین کرسیوں پر تین آدمی بیٹھے تھے جن کی شکلیں اندھیرے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی تھیں ۔ انہیں زبردستی برہنہ حالت میں برف کے بلاک پر بٹھایا گیا ۔ اور نورالحق اور سید نذر علی نے جب تھوڑی سی مزاحمت کی تو انہیں مارا گیا اور اس کے بعد انہیں اوندھے منہ لٹایا گیا ۔ قمیص اوپر کر دی گئی اور ننگے جسم پر لتر مارے گئے ۔ جب ان کے جسم سے خون نکلنے لگا تو انہیں حوالات میں بند کر دیا گیا اور کپڑے ان کی طرف پھینک دیئے گئے ۔ یہ اتنے شرم ناک واقعات ہیں کہ ان کی طرف آپ کی توجہ دلانی ضروری تھی ۔ یہ اس قسم کے واقعات ہیں کہ ان سے ملک اور صوبے کی قطعاً کوئی خدمت نہیں ہوتی ۔ بلکہ اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں

کہ یہ سرزمین ہمارے لیے تنگ ہو چکی ہے اور ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کا اس سرزمین پر کوئی تحفظ نہیں ۔ نہ صرف انہوں نے اپوزیشن کے لیڈروں کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا بلکہ انہوں نے اپنی پارٹی کے لوگوں کو بھی نہیں چھوڑا ، جنہوں نے حق کی آواز بلند کی یا ان کی زیادتیوں کے خلاف اپنی آواز اٹھائی ۔ جو ان کے ظلم و تشدد کا شکار ہوئے ہیں ان میں میاں منظور احمد موہل ، حافظ علی اسداللہ اور عبدالقیوم بٹ صاحب شامل ہیں ۔

اس کے علاوہ سب سے زیادہ تشدد جو ہوا ہے ، وہ میں سمجھتا ہوں کہ جو یہ سیلاب کا بہانہ کرتے ہیں کہ سیلاب میں انہوں نے تعاون نہ کیا ۔ سیلاب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہوں نے تھانہ شاہ والی اور تھانہ رجحان میں پولیس کی ایک بہت بڑی گارد بھیجی ۔ اخباروں میں یہ آیا کہ وہاں ڈی ایس پی نے پریس والوں کو یہ خبر دی کہ ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ یہاں ڈیڑھ سو افراد کو پکڑا جائے ۔ وہاں مزاریوں کے علاقے میں انہوں نے اس قسم کی کارروائی کی کہ لوگوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے تھانوں میں اور پکڑنے کے بعد ان کے خلاف جھوٹے کیس بنائے جاتے تھے ، ان پر برآمدگیاں ڈالی جاتی تھیں ۔ میر بلخ شیر مزاری جو اس وقت گورنمنٹ پارٹی میں ہیں ، ان کے آدمیوں پر اس قدر تشدد محض اس لیے کیا گیا کہ اپنے بھائی سردار شیر باز خان مزاری کو مجبور کریں کہ وہ گورنمنٹ پارٹی میں شامل ہو جائیں لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام ہوئے ۔ لیکن اس کے باوجود ان کا تشدد اور ناروا سلوک نہ صرف اپوزیشن کے لوگوں سے ہے جو اس ملک کے محب وطن ہیں ، بلکہ اپنی پارٹی کے ان لوگوں سے بھی ان کا ناروا اور شرم ناک سلوک ہے جو ان کو راہ راست پر لانا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ کچھ باتیں ہمارے معزز ممبر اعوان صاحب نے کہی تھیں اور میں حیران تھا کہ وہ باتیں کر رہے تھے کسی وقت قیدیوں کی واپسی کی اور کسی وقت ملک کے کچھ حصے کی واپسی کی اور سیلاب کی ، لیکن میں خوش ہوں کہ جب وہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے تو ان کی نظریں نیچی تھیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ یہ کہیے کہ نظروں میں حیا تھی ۔

(قہقہہ)

سردار امجد حمید خان دستی - اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس حکومت کا سلوک اس قسم کا ہے کہ اس پر پردہ ہی پڑا رہے -

Mir Balakh Sher Mazari. Point of personal explanation Sir. The Hon'ble member from Muzaffargarh has made some allegations about me and about my area. In this connection I would like to request you and to the Hon'ble the Chief Minister to appoint a commition a consisting of two members from the Government Benches and two from the Opposition and a representative of the Government to go into these allegations and the reign of terror. The S.P. who came from Muzaffargarh, happens to be a very close relative of Nawabzada Nasrullah Khan and it may be possible that to prove his loyalty he might have let loose this reign of terror in that area.

Mr. Speaker. It will be considered when the Chief Minister will come into this House. Mr. Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر نذر حسین منصور (ساہیوال - 4) - جناب سپیکر - صوبہ پنجاب کی موجودہ سیاسی صورت حال پر کچھ کہنے سے پہلے ہمارے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ملک کے دوسرے صوبوں کی سیاسی حالت ، یعنی ملک کی مجموعی سیاسی حالت پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالی جائے - کیونکہ ہر صوبے کی سیاسی صورت حال کا ملک کی صورت حالات سے لازمی اور فطری تعلق ہوتا ہے - جہاں تک پنجاب کی سیاسی صورت حال ہے ، اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہر دیانت دار اور فرض شناس سیاسی شخصیت کی نظر تاریخ کے اس ورق پر لازمی جانی چاہیے ، جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کو جن حالات ، جن مسائل اور جن مشکلات سے اقتدار میں آنے کے بعد گزرنا پڑا - 1970ء میں اس ملک کو فوجی اور سیاسی شکست ہوئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان علیحدہ ہو گیا - مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجہ سے جو نتائج اور تجربات مرتب ہوئے ، ان کے نتائج کی روشنی میں پاکستان پیپلز پارٹی کو جس انداز سے اپنا کردار تشکیل کرنا تھا ، ان حالات کو پیش نظر رہنا چاہیے - پھر نوے ہزار جنگی

قیدیوں کا المیہ ۔ اس کے بعد اس ملک کو آئین دینے کا جو بنیادی فرض تھا اور اس کے بعد سیلاب ، جو تاریخ کا بد ترین المیہ کہا جا سکتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ سیلاب کے متعلق امی ایوان میں جناب محمد حنیف رامے اور جناب قائد ایوان ملک معراج خالد صاحب اس کو خدا کی رحمت بتا چکے ہیں ۔ تو آنریبل ممبر اس کو المیے سے تعبیر نہ کریں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ خدا کی رحمت تھی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ان حالات و واقعات میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا کردار ہمارے سامنے آ جاتا ہے ۔ ان مخصوص حالات میں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیے ہیں ، ایک محب وطن حکمران جماعت کی طرح پاکستان پیپلز پارٹی کا سب سے پہلا فریضہ اور ذمہ داری یہ تھی کہ پاکستان کی سالمیت اور بکڑی ہوئی معیشت کو سنبھالا دیا جائے ۔ بصورت دیگر اگر پاکستان کو کسی بھی دوسرے زاویے سے نکھارنے اور سنوارنے کا کام کیا جاتا تو وہ سیاسی تدبر کا ثبوت نہ ہو سکتا تھا ۔ اب آئین کے موقع پر حزب اختلاف کا جو رویہ اور جو تعاون رہا ، وہ بھی ہمارے سامنے ہے ۔ نوے ہزار جنگی قیدی دشمن کی قید میں تھے اور اب بھی ہیں ، اس وقت ان لوگوں نے جس طریقے سے تقاریر کیں اور جلسے کیے اور جس قسم کی شعبدے بازیاں انہوں نے دکھلائیں ان کو تاریخ قطعاً ایک صحیح صحت مند سیاسی کردار کے نام سے یاد نہیں کر سکتی ۔ مثال کے طور پر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ، جو اس وقت پریزیڈنٹ تھے ، قوم کے نام ریڈیو پر ایک دردمندانہ اپیل کی ، بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ انہوں نے منتیں تک کیں کہ آؤ ہمارے ساتھ تعاون کرو ، کس بات پر اسمبلی کا بائیکاٹ کر رہے ہو ، جب کہ قوم کے پاس آئین نہیں ۔ تو اس وقت ان چند سیاسی لیڈروں نے اپنے جس سیاسی تدبر اور کوتاہ بینی کا ثبوت دیا وہ بھی قوم کے سامنے ہے ۔ اس کے بعد بلوچستان میں جو صورت حال پیدا ہوئی اس کے نتیجے میں جو گھناؤنا کردار انہوں نے ادا کیا ، وہ بھی ہمارے سامنے ہے ۔ بلکہ ہوا یہ کہ مختلف سیاسی جماعتیں جو اپنے آپ کو محب وطن کہتی ہیں ۔

Mr. Speaker. I would like the member to restrict himself within the scope of the discussion.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ شکریہ ۔ میں اپنے آپ کو صوبہ پنجاب تک محدود کرتا ہوں ۔ ایک معزز ممبر نے یہ کہا کہ ان موجودہ جماعتوں نے قیام پاکستان میں حصہ لیا ، یہ سب وطن تھیں ۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جب پر ایک کسان ، مزدور ، غریب اور امیر کا مکان ، جائداد اور فصل وغیرہ کو سیلاب بہا رہا تھا تو اس وقت سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنا کسی طور بھی حب الوطنی نہیں کہا جا سکتا ۔ آپ کے بقول میں نے اختلاف کیا کہ اب سول نافرمانی شروع نہ کی جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ جس نے سیلاب کے دوران سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ، وہ جماعت جس نے قائد اعظم کی مسلم لیگ کی مخالفت کی اور وہ لیڈر ، اگر آپ مجھے نام لینے کی اجازت دیں ، تو نواب زادہ نصراللہ خان کا کردار خاص طور پر یہ تھا کہ اس نے قائد اعظم اور قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی ، جماعت اسلامی نے مخالفت کی تھی ، ولی خان اور اس کے باپ دادا نے مخالفت کی تھی ، ان متحدہ جمہوری محاذ کے لیڈروں کا ، جنہوں نے سیلاب کے دنوں میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ، 1947ء میں سیاسی کردار سامنے رکھ کر اگر یہ کہا جائے تو یہ قطعاً حب الوطنی کے منافی اور پاکستان کی سالمیت کو تباہ کرنے کے مترادف ہے ۔ ان کی سیاسی حرکات کے نتیجے میں ان کی گرفتاریاں اس سیاسی جماعت کا سب سے ضروری فرض تھا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر کوئی ان بن یا کسی قسم کی کشمکش نہیں ہونی چاہیے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ قائد حزب اختلاف اور میں نے جناب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ایسی روایات موجود ہیں کہ کوئی مقرر اگر ایوان میں حاضر نہیں تو ان پر ذاتی حملے کرنے سے اجتناب کیا جائے ۔ البتہ یہ روایت موجود ہے کہ کسی دور کے متعلق تنقید کی جا سکتی ہے ۔ مثلاً ایوبی دور ہے اور وہ اس کے حاکم اعلیٰ تھے اس لیے ان کی ذات پر بحث ہو سکتی ہے کیونکہ وہ وہ گورنمنٹ کے چیف تھے ۔ لیکن نواب زادہ نصراللہ خان کی نہ کبھی حکومت رہی ہے اور نہ کبھی ان کے ہاتھ میں اقتدار رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی زیادتی ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور محض ذاتی عداوت کی بنا پر ان کا نام لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس نکتے پر وزیر قانون کی رائے سننا چاہوں گا کہ

آیا جو لوگ یہاں پر موجود نہیں ، ان کا نام لے کر ایوان میں ان کا ذکر کرنا مناسب ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر سیاسی صورت حال پر بحث کی جا رہی ہے تو یو ۔ ڈی ۔ ایف سے متعلقہ تمام ایسے لیڈران نے جبکہ صوبہ پنجاب میں ان دنوں میں سیلاب تھا ۔ امن و امان کو تباہ کرنے کی کوشش کی ، جنہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا جو اپنے آپ کو لیڈر بھی کہیں اور حزب اختلاف کے وہ بہت بڑے رہنما بھی ہوں ، ان کا نام لینا کوئی غلط بات نہ ہوگی ، بلکہ ان پہ تنقید کی جا سکتی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ آپ اس کو ختم کریں ۔ کیا آپ یہ بات منظور کرنے کے لیے تیار ہیں کہ آپ کی پارٹی کے رہنماؤں کا نام لے کر بھی وہ تقریریں کریں ۔ میں اس چیز پر واضح ہونا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آج گورنمنٹ پارٹی نام لینا چاہتی ہے ۔ تو پھر مجھے بھی انہیں اس بات کا حق دینا پڑے گا کہ وہ بھی پیپلز پارٹی کے لیڈروں کا نام لے کر تقریریں کریں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ عرض یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اپنی افتتاحی تقریر میں واضح طور پر یہ فرمایا تھا کہ اگرچہ سول نافرمانی کی تحریک ان لوگوں نے چلائی جو اس وقت ایوان میں موجود نہیں اور ان میں سے دو ممبر یو ۔ ڈی ۔ ایف کے باضابطہ طور پر ممبر ہیں ، باقی نہیں ہیں ۔ لیکن ، انہوں نے کہا ، جو کچھ انہوں نے کیا ہم ان کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے ۔ کل سے اگر سیاسی صورت حال پر تبصرہ کیا جائے گا تو ان لیڈروں کا نام لے لے کر کہا گیا کہ ان پر تشدد کیا گیا اور برف پر لٹایا گیا اور نازیبا حرکات کی باتیں کی گئیں ۔ تو ان کا نام لے کر پھر ہمیں بھی صفائی دینے کا موقع دیا جائے کہ ہم ان کا نام لے کر کہہ سکیں کہ یہ معاملہ sub-judice تھا یا کیا بات تھی اور کیا نہ تھی ۔

Mr. Speaker. What is your opinion on this point whether

allegations or criticism against a person who is not present in the House can be made. Please give your opinion so that I may be able to decide this point.

ایک سے زیادہ مرتبہ یہ سوال پیدا ہوا تھا ۔

وزیر قانون ۔ normally تو یہ ہوا کرتا ہے ۔ لیکن اگر سیاسی صورت حال پر بحث کے دوران نام لیے گئے ہیں تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں ہم بھی صفائی دے سکیں ۔ ہم بھی بتلا سکیں ۔ آخر صوبے کے عوام کو اعتماد میں لینا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نواب زادہ نصراللہ خان کا ابھی تک نام نہیں لیا گیا ۔

وزیر قانون ۔ لیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نام نہیں لیا گیا کہ ان پہ کوئی تشدد ہوا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں عرض کروں گا کہ جب مزاری صاحب کے بارے میں کہا گیا تھا اور دستی صاحب کی طرف سے ڈیرہ غازی خان کی بات تھی ، اس میں نصراللہ خان کی بات بھی آئی ۔

Mr. SpeakerT. hat was in a different context

وہ تو یہ کہہ رہے تھے کہ کوئی انکوائری ہونی چاہیے کہ جس ایس ۔ پی نے یہ کیا ۔ ہے آیا اس ایس ۔ پی نے یہ دکھانے کے لیے تو نہیں کیا کہ میں بہت زیادہ loyal ہوں ۔ کیونکہ میں نواب زادہ نصراللہ خان کا رشتہ دار ہوں اس لیے مجھ پر شک نہ کیا جائے ۔ He over-acted

Nawabzada Nasrullah Khan's person did not come under discussion. I want to know, should this House discuss persons who are not present here ?

وزیر قانون ۔ دونوں طرف سے جو تقاریر ابھی تک ہوئی ہیں اگر ایسے حضرات کے نام لیے گئے ہیں ، آپ نہیں سمجھتے کہ وہ یہاں موجود تھے اور اپنی صفائی دے سکتے تھے تو تمام تقاریر سے وہ حصہ حذف کر دیا جائے ۔ ادھر سے بھی اور اُدھر سے بھی ۔

Mr. Speaker. I want your opinion because you are Minister for Law and Parliamentary Affairs. I don't know

what will be my decision in this respect.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ opinion یہی ہے کہ اگر ان کو ہدف تنقید نہ بنایا جائے جو یہاں موجود نہیں تو پھر ایسے جملے کو حذف کر دیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ہیرا پھیری کرنے کی بہت کوشش کی ہے ۔ مگر میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ جو تحریک شروع ہوئی تھی ، منصور صاحب نے ابھی اس کے "وقت" کے متعلق فرمایا تھا ۔ تو کیا یہ مناسب تھا ، جب کہ سیلاب آیا ہوا تھا ، آپ نے بزنجو صاحب کو پکڑا ، آپ نے ان کے ساتھیوں کو پکڑا ، تحریک تو آپ نے شروع کروائی ۔

Mr. Speaker. The situation in Baluchistan is not the direct concern of Punjab.

منصور صاحب ۔ کیا آپ کی تقریر ختم ہو گئی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میرے تو دس منٹ ضائع ہو گئے ہیں ۔ میں نے تو ابھی صرف تین منٹ تقریر کی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ آپ اس قانونی نکتے پر کوئی فیصلہ صادر کریں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ رولز اور آئین ہمارے پاس موجود ہیں ۔ صرف ان لوگوں کی ہی ذات کو یہاں ڈسکس نہیں کیا جا سکتا جس کو آئین یا قواعد میں مستثنیٰ کیا گیا ہے ۔ جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے ، ان کا سیاسی کردار ڈسکس کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن ان کے ذاتی کردار کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ اگر آپ یہاں کسی آدمی کا نام لینا منع کر دیں گے تو پھر جس طرح تحریک التوا یا تحریک استحقاق آتی ہیں کہ فلاں ایس ۔ پی یا فلاں آدمی نے یہ زیادتی کی ہے اور ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے تو چونکہ وہ لوگ بھی اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں ، ان پر بھی الزام نہ لگایا جا سکے گا اور اس پر کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوا بھی اس ایوان میں پیش نہ ہو سکے گی اگر آپ اس قسم کا فیصلہ صادر فرمائیں گے ۔

Mr. Speaker. A person who is in the service of Punjab Government is answerable to this House.

سردار صغیر احمد ۔ جو سروس میں نہیں ان کے خلاف بھی تحریک استحقاق آ سکتی ہے ۔ میری گذارش یہ ہے کہ جس آدمی نے پبلک لائف اختیار کی ہے ، جس آدمی نے سیاست کو اپنایا ہے ، اس کے سیاسی کردار پر یہاں ایوان میں بحث کی جا سکتی ہے ۔

Mr. Speaker. I only wanted the reaction of the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

میں نے تو ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ۔ ذکر کرنا یا ان کے ساتھ کسی کو ملوث کرنا یہ میں سمجھتا ہوں کہ موزوں نہیں ہوگا ۔ آپ کسی پولیٹیکل پارٹی کی نسبت جنرل قسم کی نکتہ چینی کر سکتے ہیں مگر کسی شخص کے متعلق ڈسکشن نہیں ہونی چاہیے ۔

سید ناظم حسین شاہ (ملتان ۔ 3) ۔ جناب سپیکر ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ بہت سا وقت ضائع ہوا ہے ذرا اس چیز کا خیال کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ جہاں تک سیاسی صورت حال کا تعلق ہے اور جتنے لیڈر سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتار ہوئے ہیں ان میں سے اکثر وہ ہیں جنہوں نے قیام پاکستان سے لے کر اب تک اپنے سیاسی کردار سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ محب وطن ہیں ۔ اس لیے کہ جب ایوب خان کا وقت تھا اور اس آمریت کے بت کو ذوالفقار علی بھٹو نے جب پاش پاش کیا تو پنجاب کے رہنے والے لیڈر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جا بیٹھے ۔ اس وقت بھی ان کی حب الوطنی پر شبہ ہوا ۔ ان کی حب الوطنی مشکوک تھی کیونکہ وہ اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے کہ جس نے باقاعدہ طور پر بغاوت کا پروگرام بنایا یعنی وہ جماعت جو پختونستان قائم کرنے کی حامی ہے ۔ ان کا لیڈر یہاں آیا اور پنجاب کے سیاسی لیڈروں نے اس کے ساتھ لاہور میں ملاقاتیں کیں اور اس کو اپنے تعاون کا یقین دلوایا ۔ تو جناب والا ۔ پنجاب میں جو حالات پیدا ہوئے ان کی جو بھی ذمہ داری اور جس انداز سے بھی اس کو ڈالیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے رہنماؤں پر ہے جو کہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان بنے اور جو نہیں چاہتے تھے کہ مسلم لیگ اپنے مشن میں کامیاب ہو ۔ میں یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کرتا کہ موجودہ سیلاب کے دور میں

جب انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تھی تو اس سے زیادہ پاکستان دشمنی جو ہے وہ قطعاً نہیں ہو سکتی ۔ میں خود کہتا ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو نے اپیل کی ریڈیو پاکستان سے کہ دو مہینے کے لیے سول نافرمانی کی تحریک ملتوی کر دی جائے مگر ان لوگوں نے ان کی اس بات پر کان تک نہ دھرا ۔ میں کہتا ہوں کہ جب انہوں نے دو مہینے مانگے تھے کہ سیلاب آیا ہوا ہے ۔ صوبے کو مخدوش حالات کا سامنا ہے اور اس کے علاوہ صدر پاکستان نے بھی ان سے اپیل کی تھی مگر ان لوگوں نے قطعاً تعاون نہ کیا اور عوام کے مفاد کا بھی کوئی خیال نہ رکھا سوائے لوگوں کو اشتعال دلوانے کے ۔ مسجدوں میں جمعہ کی نمازوں کے ساتھ تقاریر کرنا اور نماز کے بعد گرفتاری کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ۔ یہ ایسی باتیں تھیں کہ ان کو سوائے اپنی سیاست چمکانے کے اور کوئی کام نہ تھا ۔ اس کے سوائے اور کوئی کام نہ تھا کہ پاکستان اور اس صوبے کے حالات کو ابتر بنا دیا جائے لیکن حکومتی پارٹی نے عین صحیح قانون اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح ادا کیا ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ممبر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کی پاکستان کے خلاف غداری تھی اور یہ کہ انہوں نے اچھا کام نہیں کیا لیکن میں ان کی خدمت میں عرض کردوں کہ ان گرفتار شدہ لیڈروں میں سے ایک چوہدری محمد حسین چٹھہ ہیں اور ایک خواجہ محمد صفدر ہیں جن کی تعریف قائد عوام نے ہمیشہ کی ہے اور میرے سامنے بھی کی ہے ۔ وہ ان کی خدمات کے معترف ہیں تو وہ کیسے کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا اور فاضل ممبران کو غداری کا تمغہ عطا فرماتے ہیں تو یہ زیادتی ہے وہ بڑے مخلص لوگ ہیں انہوں نے پاکستان بنایا اور ہمیشہ پاکستان کی خاطر خلوص سے کام کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) (پی پی 184 حلقہ خواتین نمبر 4) ۔ جناب سپیکر ۔ جب سیاسی صورت حال پر بات کی جاتی ہے تو امور سلطنت پر گفتگو کی جاتی ہے جب سیاسی صورت حال پر گفتگو کی جاتی ہے تو ملکی اور ریاستی امور عامہ کی بات کی جاتی ہے ۔ جب سیاسی صورت حال پر بات کی جاتی تو گفت و

شنید کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں لیکن سیاست صرف اس وقت چل سکتی ہے جب اس کا مناسب وقت ہو ۔ سیاست اس وقت چل سکتی ہے جب اس کے لیے موزوں موقع ہو ۔ سیاست اس وقت چل سکتی ہے جب اس کے لیے باقاعدہ کوئی مہم شروع کی گئی ہو ۔ نا صرف پاکستان بلکہ انگلینڈ ، جرمنی ، امریکہ ، فرانس و تمام دیگر ممالک اس بات کے شاہد ہیں اور یہ اصول بن چکا ہے کہ سیاست اس وقت ہی حرکت میں آتی ہے جب اس ملک میں کوئی انتخابی مہم جاری ہو ۔ پارٹیاں اپنا اپنا منشور پیش کرتی اور عوام کی رائے لی جاتی ہے ۔ گو دنیا کے بڑے بڑے مشہور political science پر کتابیں لکھنے والے جن میں جینٹ لاسکی اور بیکر کا نام آ جاتا ہے ۔ انہوں نے سیاسی صورت حال کے بارے میں اپنا اپنا نقطہ نگاہ علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے لیکن پھر بھی وہ ان اغراض و مقاصد سے صحیح طور پر متفق نہیں ہیں ۔ میں ان کی باتوں کی گہرائیوں میں نہیں جانا چاہتی دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کیا ہوتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے گھسے پٹے سیاستدان ہمیشہ اس وقت کی تاڑ میں رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ سوچتے ہیں کہ وہ کسی طرح سے حکومت کو بدنام کریں اور کسی طرح وہ اپنے ذاتی مفاد کو حاصل کریں ۔ چنانچہ وہ اس طرح کی خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں ۔ تاکہ عوام کو غلط راستے پر لگایا جا سکے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے دیکھا کہ 1970ء کے انتخابات سے پیشتر جب پوری قوم قاید عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ تھی اور جب ان کی کوئی بھی بات نہ بن سکی اور انہوں نے دیکھا کہ عوام اپنے قاید کے پیچھے ہیں تو انہی لوگوں نے Pakistan Peol's Party کو بدنام گویا کہ مخالف جماعتوں نے عوام کو بدنام کرنا شروع کیا جو کہ قائد عوام کے ساتھ تھے اور یہاں تک یہ کیا گیا کہ یہ لوگ ایک خدا ۔ ایک کتاب اور ایک رسول پاک میں ایمان نہیں رکھتے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے دیکھا کہ جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس نے حاجیوں کے لیے فوراً خاطر خواہ بندوبست کیا اور ان کے لیے کسی قسم کی پابندی عاید نہیں کی گئی اور جناب والا ۔ اپوزیشن کے منہ کالے ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ جو الفاظ جو آپ نے استعمال کیے ہیں یہ غیر پارلیمانی ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اچھا جی سفید ہو گئے ہیں ۔ میں نے کسی کا نام تو نہیں لیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اپوزیشن والے جب موجود ہوں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ گورنمنٹ پارٹی کا منہ کالا ہو گیا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اچھا جی بالکل سفید پڑ گئے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ شملہ معاہدہ کو انہوں نے ایک stunt بنایا اور کہا کہ یہ جنگی قیدیوں کو واپس لینا نہیں چاہتے صرف علاقے واپس لینا چاہتے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اگر ہم جنگی قیدیوں کو واپس نہ لینا چاہتے تو جنگی قیدی آج کیوں واپس آتے ۔ یہ صرف قاید عوام ذوالفقار علی بھٹو کی بصیرت اور سیاسی تدبر کا نتیجہ ہے کہ جس کی وجہ سے پانچ ہزار مربع میل علاقہ اور 90 ہزار جنگی قیدی ہندوستان سے واپس لیے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ جب ان سے کچھ نہ بن پڑا تو انہوں نے کہا کہ چلو سول نافرمانی کی تحریک چلائیں ۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ان کو اور کوئی موقع نظر نہ آیا اور تحریک اس وقت چلائی جس وقت عوام سیلاب میں گھرے ہوئے تھے ۔ یہ تحریک انہوں نے اس وقت چلائی جب لوگوں کی جانیں ضائع ہو رہی تھیں ۔ یہ تحریک انہوں نے اس وقت چلائی جب پیاری فصلیں اور کھیت تباہ و برباد ہو رہے تھے ۔ یہ تحریک انہوں نے اس وقت چلائی جب انسانی ہمدردی کا تقاضہ کچھ اور تھا ۔ یہ تحریک انہوں نے اس وقت چلائی جب لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے ۔ تو انہوں نے سوچا کہ تحریک چلائی جائے وہ بھی صرف اپنے ذاتی مفاد کے لیے ۔ بڑے افسوس اور شرم کا مقام ہے انہوں نے ملک اور قوم کا خیال نہیں کیا ۔ اگر کیا تو صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال کیا اور اس کو ملحوظ خاطر رکھا ۔ یہ سیاست دان جو نئی نئی پارٹیاں بدل کر آتے ہیں اور جو نئی نئی پارٹیاں بناتے ہیں اور نئے نئے چہرے بدل کر آتے ہیں ان کو ہمارے عوام خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے ۔ عوام ان کی گندی سیاست سے روشناس ہیں اور وہ کبھی بھی ان کے ہتھکنڈوں میں نہ آئیں گے ۔ ان کی مکاریاں عوام کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہیں ۔ اگر

ان سیاست دانوں کو عوام کے ساتھ کوئی لگاؤ ہوتا۔ اگر ان سیاست دانوں کو عوام کے ساتھ کوئی دلچسپی ہوتی ۔ اگر ان سیاست دانوں کو عوام کے ساتھ کوئی ہمدردی ہوتی ۔ اگر ان سیاست دانوں کو عوام کا کوئی احساس ہوتا تو وہ ہرگز ایسے موقع پر اس قسم کی نامناسب تحریک چلانے کی کوشش نہ کرتے ۔ انہوں نے اپنے ذاتی مفادات سے تعلق رکھا حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور حکومت کے ساتھ تعاون کرنے سے گریز کیا ۔ میرے خیال میں حزب اختلاف کے سیاست دان عوام کی نگاہوں سے گر چکے ہیں کیونکہ ایسی بد اخلاقی ۔ خود غرضی اور ان کا بد کردار عوام کے سامنے کھل کر آ گیا ہے ۔ عوام اب ان کا کبھی ساتھ نہیں دیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

عوامی حکومت عوام کو کسی قسم کا نقصان برداشت نہیں کرنے دے گی ۔ عوامی حکومت عوام کی اپنی حکومت ہے ۔ عوامی حکومت عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کامزن رہے گی ۔ عوامی حکومت پاکستان کی تعمیر نو کے لیے کامزن رہے گی ۔ عوامی حکومت پاکستان کی تعمیر و تشکیل اور ترقی و بقا اور سالمیت کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کامزن رہے گی اور عوام بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ عوامی حکومت صرف عوام کی ہے اور ان کی بہتری کے لیے ہے اور اس سلسلے میں اپنی پوری طاقت استعمال کرے گی ۔ ہم عوام کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں ۔ عوام کے دشمنوں کو ہرگز بد امنی ، لا قانونیت اور غداری کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو تہہ دل سے تہیہ کرنا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ ہم پاکستان کی تعمیر نو کے لیے اور پاکستان کی خوشحالی کے لیے انتھک جد و جہد اور محنت و مشقت کریں گے ۔ جو ہاتھ پاکستان کی ترقی میں حائل ہوں گے ہم ان ہاتھوں کو کاٹ ڈالیں گے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے پاکستان بنانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں اور ہم یہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے اس قسم کے لوگ یا حزب اختلاف کی جماعتیں دخل انداز ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ ایک پوائنٹ جو میاں خورشید انور صاحب نے اپنی تقریر

میں فرمایا میں اس کی وضاحت کرنی چاہتی ہوں ۔ انہوں نے فرمایا کہ ایوب خان کی حکومت میں بالکل گولی نہیں چلی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ شاید جو معزز ممبران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا تھا میں ان کا نام نہیں جانتی انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ایوب خان کی حکومت میں گولی نہیں چلی ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ نے کیا فرمایا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آن کے ساتھ کوئی اور ساتھی تھے ۔ میرا نام بیگم صاحبہ کو خواہ مخواہ یاد آ گیا ۔ میں آپ کی وساطت سے بیگم صاحبہ سے یہ کہوں گا کہ محترمہ ۔ میں نے یہ کبھی نہیں کہا ۔ میں تو ایوب خان کا مخالف تھا غالباً آپ آن کے ساتھ تھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی بات تو ہوگی جو انہوں نے آپ کا نام لیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ بہر حال وہ معزز ممبر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ کے ساتھی تھے ۔ انہوں نے دو باتیں کہیں ۔ ایک تو یہ کہ ایوب خان کی حکومت میں کبھی گولی نہیں چلی اور دوسرے یہ کہا کہ جناب اس پارٹی میں جو اکثر لوگ ہیں وہ ایوب خان کے ساتھ تھے اور بعد میں اس پارٹی میں شامل ہو گئے ۔ میں اس بات کی مخالفت کرتی ہوں اور مذمت کرتی ہوں اور آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 1966ء میں جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یو ۔ این اسمبلی سے فیصلہ تاشقند کے خلاف واک آؤٹ کیا تو اس دن دس جنوری 1966ء کو میں نے ایک بہت بڑا جلوس نکالا اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اس جلوس کی قیادت کی ۔ اس جلوس میں شہیدوں کی بیوگان ۔ شہیدوں کی مائیں ۔ بہنیں بیٹیاں اور بچے شامل تھے ۔ ہمارے اوپر آنسو گیس پھینکی گئی ۔ شہیدوں کے بچوں پر لاٹھی چارج کیا گیا اور گولی چلائی گئی جس سے تین طلباء شہید ہو گئے ۔ آج ہمارے گورنر صاحب نے ان تینوں کو پانچ پانچ ہزار روپیہ صرف امداد کے طور پر دیا ہے ۔ اس وقت سترہ طلباء زخمی ہو گئے تھے ۔ معاف کریں آپ ایسی بات منہ سے نہ نکالا کریں جس کے بارے

میں آپ کو معلوم نہیں ہوتا ۔ ہم نے 1966ء سے ایوب خان کی مخالفت کی ہے اور کھلم کھلا کی ہے ۔ گولیاں کھائیں ہیں ۔ سی ۔ آئی ۔ ڈی میرے پیچھے لگی رہی ہے ۔ کون نہیں جانتا ۔ اخبارات میں یہ واقعات آتے رہے ہیں ۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں ۔ میں ہرگز آپ کے اس بیان سے متفق نہیں ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ محترمہ نے میری تقریر کا حوالہ دے کر جو کچھ فرمایا ہے وہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ آپ لوگ بھی ایوب خان کی مخالفت میں آخری دنوں میں تحریک میں شامل ہوئے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ آپ آخری دنوں کی بات کر رہے ہیں اور میں 1966ء کی بات کر رہی ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ یہی آپ لوگوں کا کمال ہے ۔ ایوب خان نے 1958ء میں حکومت بنائی اور آپ 1965ء تک اُن کے ساتھ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. No polemics in this manner is allowed please.

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک چٹ کل بھی جناب کو دی تھی وہ کہیں misplace تو نہیں ہو گئی ؟

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس چٹ آئی ہے اور آپ کا نام میرے پاس لکھا ہوا ہے ۔ بائیسواں نام آپ کا ہے اور ابھی یہ سولھواں مقرر بول رہا ہے ۔ مخدوم ارشاد حسین شاہ ۔

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ (مظفر گڑھ ۔ 7) ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک سیاسی صورت حال کا تعلق ہے یہ دماغ اکثر اس ملک کے متعلق سوچتا رہتا ہے :

بہار کے دن تھے خیال آہی گیا ۔
اجڑ نہ جاتا تو اس خلو میں آشیاں ہوتا ۔

جناب والا ۔ ملک میں صرف ایک سیاسی نفرت کی آگ پھیلی ہوئی ہے ۔ سیاسی لیڈروں پر غیر اخلاقی تشدد کیا جا رہا ہے ۔ اس ملک میں چند ایک افراد اور ایک خاص جماعت کو چھوڑ کر اس ملک کے باقی جتنے باشندے

بھی ہیں ان کو اپنی جان کا خطرہ ہے ۔ اپنی تہذیب کا ۔ اپنے مذہب کا ۔ اپنے کلچر کا ۔ اپنی سوجھ بوجھ کا اور اپنی فراست کا جس پر اس ملک اور اس قوم کو ناز تھا آج سب کو یہ چیز (اسے آپ شعبدہ بازی کہہ لیں یا سیاسی نفرت کہہ لیں) ملیا میٹ کر گئی ہے ۔ اور جو تشدد آج آپ سیاسی لیڈروں پر کر رہے ہیں ۔ ان کی زندگی کی ساری راحتیں اور حسرتوں کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں ۔ ان بیچاروں کو سسک سسک کر مارنا چاہتے ہیں ۔ تو پھر آپ یاد رکھیں کہ یہی سماج ۔ یہی دنیا اور یہی نظام حیات آپ سے بھی وہی سلوک کرے گا جو آج آپ ان سیاستدانوں کے ساتھ کر رہے ہیں ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے :

عشرت کی فضائے رنگیں میں عبرت کی ہوائیں چلتی ہیں
اس سوز و سکوں کی دنیا میں انسان بدلتے رہتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ آخر یہ سیاسی لوگ جتنے بھی ہیں یہ اسی ملک کے خیر خواہ ہیں یہ اسی پاکستان کے رہنے والے ہیں ۔ یہ ہندو نہیں ۔ یہ سکھ نہیں ۔ اندرا گاندھی کے ساتھ ان کی رشتہ داری نہیں تو پھر اتنی بد اعتمادی کیوں ؟ جناب والا ۔ یہ زندگی کا ایک اصول ہے کہ بد اعتمادی سے بد اعتمادی پیدا ہوتی ہے ۔ پارٹیشن سے پہلے انگریزوں نے ہندوستان کی جمہوریت پسندی پر اعتماد نہیں کیا ۔ ہندوستانیوں نے انگریزوں کی ہمدردی اور جمہوریت پسندی پر اعتماد نہیں کیا ۔ لیکن ہم لوگ آخر اس قوم کے فرد ہیں ۔ اپوزیشن سے آپ اتنا تشدد کیوں کرتے ہیں ؟ ہم سے آپ اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں ؟ آپ بیشک حکومت کریں ۔ جو وقت جمہوریت نے آپ کو دیا ہے آپ بیشک وہ وقت استعمال کریں ۔ جناب والا ۔ انسانیت ۔ شرافت اور نفاست اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔ اگر آپ اس طریقے سے حکومت کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ملک کا بچہ بچہ آپ کے ساتھ ہو گا اور پھر عوام کو بسوں میں ٹھونس کر ہوائی اڈے پر لے جانے کی بھی ضرورت آپکو محسوس نہیں ہوگی ۔ بلکہ اپنے لیڈر کو وہ ہوائی اڈے پر ایسا پرجوش استقبال دینگے کہ ہوائی اڈے کی چھت بھی گر جائے گی ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ اس ملک میں پھر ایک دفعہ بہار آئے گی اور یہ سیاسی لیڈر آزاد ہونگے ۔ اخبارات اور صحافیوں پر جو پابندیاں ہیں یہ ختم ہو جائینگی اور پھر ہم سب اکٹھے مل کر کھیت بوئینگے ۔ کارخانے چلائینگے اور ایسے لیڈر کو اونچی کرسی پر بٹھا کر آپ کوثر پلائینگے ۔ جناب والا ۔ پھر ہم آپس میں جنگ کبھی نہیں لڑیں گے جو اس وقت اس ملک میں ہو رہی ہے ۔ ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ ذرا انصاف ۔ شرافت اور انسانیت سے آپ اگر حکومت کریں تو ہر کوئی آپ کا ساتھ دے گا ۔

جناب والا ۔ ہم یہ قہقہے اور بچوں کی خوشیاں دیکھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ انداز بیان مجھے ایک سال بعد معلوم ہوا ہے ۔

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ ۔ جناب والا جب ہوائی اڈے پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ:

یہ چہرے کل گوں یہ چشم میگوں یہ لب گلابی ۔
وہ اس طرح سے ہوئے مقابل خمار آئے تو کیوں نہ آئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وزیر تعلیم صاحب تقریر فرمائیں ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی سیاسی صورت حال پر صحیح بحث کے لیے پاکستان کے حالات عمومی اور ایشیا کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالنی چاہیے ۔ ایشیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ عوام عموماً معاشی بدحالی میں ہیں اور سیاسی بدحالی میں ہیں ۔ اس لیے ان علاقوں میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں اور سامراجیوں نے قبضہ کر رکھا ہے ۔ ان کا قبضہ ذرائع پیداوار پر بھی ہے اور اسی وجہ سے عوام صدیوں سے نہایت بنیادی ضروریات سے محروم ہیں ۔ خوش قسمتی سے اس صدی کے شروع سے عوامی جد و جہد شروع ہوئی اور پہلی جنگ کے بعد اور خصوصاً دوسری جنگ سے بہت سے ممالک میں عوامی تحریک میں عوام نے جد و جہد شروع کی ۔ یہ ظالمانہ حکومت کے خلاف رد عمل تھا اور پاکستان میں 69 ۔ 1968ء میں یہ ایک زبردست قومی تحریک کے طور پر رونما ہوا ۔

جناب والا ۔ اس تحریک کے دو بڑے مقاصد تھے ۔ پہلا عوامی جمہوریت اور دوسرا معاشی انصاف ۔ اسلامی مساوات کی بنیاد پر یہ دو نعرے لے کر عوام نے اپنی امنگوں اور خواہشات کی ترجمانی کی اور عوام نے دکھ جھیل کر اور بہت سی مصیبتیں جھیل کر آمریت کا مقابلہ کیا اور اسے ختم کیا ۔ 1970ء کے الیکشن میں عوام نے اپنی امنگوں اور خواہشات کے مطابق پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ پر اعتماد کرتے ہوئے ووٹ دیا ۔ کتنا اچھا ہوتا کہ پاکستان اور پنجاب کے حالات بہت مختلف ہوتے اور اس کے بعد فوراً عوامی نمائندوں کو اقتدار منتقل کر دیا جاتا لیکن جناب والا ۔ اس وقت کے حکمران ٹولے نے عوام کی نمائندگی اور پروگرام جو وہ پیش کر چکے تھے اور وہ منشور جو پیش کیا جا چکا تھا ۔ اس پر ابتدا سے عمل کرنے سے روک دیا جس کی وجہ سے جو پروگرام ہم نے پیش کیا تھا اس پر عمل کرنے میں دیر لگی ۔ اگر اس وقت سے ابتدا ہوتی تو کافی پروگرام مکمل ہو جاتے اور عوام کی کافی تکالیف دور ہو جاتیں لیکن اس وقت شروع نہ ہو سکا ۔ دوسری طرف خود انہوں نے خود غرضانہ پالیسیوں ، کوتاہ بینوں کے ذریعے ایسی پالیسیاں مرتب کیں کہ جن کے نتیجے میں پاکستان کی معاشی حالت خراب ہو گئی اور ساکھ گر گئی اور وہ ملک جنہوں نے کبھی پاکستان کے متعلق خبر بھی نہیں چھاپی تھی انہوں نے ریڈیو ۔ ٹی ۔ وی کے ذریعے خبریں سنانی شروع کر دیں اور 1971ء میں پاکستان کے نام کو اس قدر malign کیا گیا ۔ یہ تمام اس وقت کے حکمران ٹولے کا قصور تھا ۔ معاشی طور پر کسی ملک کی معاشی حالت کو جانچنے کے لیے barometer ہوتے ہیں ۔ میں آپ کو ایک barometer بتاتا ہوں ۔ ہماری معاشی حالت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ ہم قرضوں کی قسط بھی ادا نہیں کر سکتے تھے اور اس وقت کے حکمران ٹولے نے قسطوں کو التواء میں رکھنے کے لیے باقاعدہ طور پر درخواست کی تھی ۔ یہ صرف ایک barometer میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں اس تسلسل کے ذریعے بتا رہا ہوں کہ کس طرح پاکستان کی حالت 1971ء میں پورے سال خراب رہی ۔ فوجی کارروائیوں پر کروڑوں روپے بعض دن ایک کروڑ ۔ ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ ہوتے رہے ۔ گولی ، بندوق ، پٹاخے وغیرہ پر پیسہ خرچ ہوتا رہا لیکن اس کے مقابلے میں چیزیں نہیں بنیں ۔

لٹھا نہ بنا ۔ ملیشیا نہ بنا ۔ ڈالڈا نہ بنا ۔ جوتا نہ بنا ۔ ایسی کوئی چیزیں نہ بنیں ۔ لیکن اس سارے عرصے میں اس کا نتیجہ یہ ہوا ایک بہت زبردست معاشی بحران پیدا ہو گیا ۔ 20 دسمبر 1971ء جب پیپلز پارٹی کو پاکستان ملا تو وہ نہایت مفلوک الحال پاکستان تھا ۔ جناب والا ۔ میں 16 ۔ 15 دسمبر کی تاریخیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کس قدر مایوس تھے ۔ ہم لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ اس پاکستان اور بعد کے پاکستان کا کیا حال ہوگا اور ہم لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل سکیں گے کیونکہ ہم سے استفسار ہوگا ۔ ایک طرف گونا گوں مایوسی تھی ہر طرف بد دلی تھی ۔ معاشی حالات خراب تھے ۔ 1965ء کی جنگ کے بعد سے بیرونی امداد بند ہو گئی تھی اور بڑے بڑے کارخانے نظر نہیں آتے تھے ۔ جو پہلے انڈسٹریل یونٹس تھے وہی تھے نئے نہیں لگ رہے تھے ۔ معاشی حالت پستی کی طرف جا رہی تھی ۔ جناب والا ۔ یہ حالات تھے جس وقت پیپلز پارٹی کو حکومت ملی ۔ اس نے اپنے پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت سے اقدامات کیے ۔ سب سے پہلے مزدوروں کے لیے اصلاحات اور تعلیمی اصلاحات ۔ زرعی اصلاحات کی ہیں اور عوام کی حالت بہتر بنانے کے لیے پروگراموں پر عمل شروع کیا گیا ۔

اب جناب والا ۔ آپ دوسرے ملکوں کی تاریخ جہاں انقلاب آئے جو بہت شدید انقلاب تھے وہ بھی پڑھیں اور تاریخ کا مطالعہ کریں ۔ روس میں پہلے دو سال کی تاریخ پڑھیں ۔ چین کی پہلے دو سال کی تاریخ پڑھیں ۔ عوام کی حالت اس طرح جلد نہیں بدلی جا سکتی جس طرح آج حالت بدلی ہوئی نظر آتی ہے ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ معاشی حالت بہتر کرنے کے لیے اور اسلامی نظام کو چلانے کے لیے عرصہ لگتا ہے ۔ ساری قوم کو مسلسل محنت کرنا پڑتی ہے اور یہ جو درمیانی عرصہ ہوتا ہے اس میں مشکلات ہوتی ہیں ۔ عوام کو چیزیں نہیں ملتیں ۔ مہنگی ہوتی ہیں ۔ محرومیاں بدستور ہوتی ہیں ۔ زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے اور پھل بعد میں ملتا ہے ۔

جناب والا ۔ آج جو تقاریر کی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس درمیانی دور سے گذر رہے ہیں اور اس کے بعد ہم عوام کے لیے خوشحالی پیدا کر سکیں گے ۔ ابھی خوشحالی پیدا نہیں ہوئی اس لیے عوام کو مصائب کا سامنا ہے ۔ لیکن اس وقت جناب والا ۔ صوبے میں دو خاص قسم کے گروہ موجود ہیں جو

سیاسی حالات کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نشان دہی کرتا ہوں ۔ پہلا گروہ ان لوگوں کا ہے جو پاکستان کے بننے کے مخالف تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اکثریت کی بنیاد پر پاکستان کے لیے کچھ علاقے ہندوستان سے الگ ہوں ۔ انہوں نے ڈٹ کر مخالفت کی ۔ حد یہ کہ پاکستان کو انگریزوں نے بھی مان لیا کہ فلاں فلاں علاقے پاکستان میں شامل ہوں گے ہندوؤں نے بھی مان لیا ۔ اس وقت بھی اس ٹولے نے پاکستان کے بننے کی مخالفت کی اور ریفرنڈم کا مطالبہ کیا ۔ اس کے بعد بھی اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب غفار خان صاحب نے قومی اسمبلی میں پاکستان کے لیے حلف اٹھایا تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے حق میں ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات کہہ دینے سے کچھ نہیں بنتا ۔ مطلب عمل سے ہوتا ہے ۔ جب ہم اس کا عمل دیکھتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد ۔ پاکستان میں آ کر بہت سے لوگ ایسے بھی تھے ۔ ان حالات میں جب پاکستان اکٹھا تھا تو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے لوگوں نے پاکستان کی مخالفت اپنی اپنی سمجھ سوچ کے مطابق کی لیکن بعد میں ان لوگوں نے محسوس کیا کہ وہ غلطی پر تھے اور انہوں نے بعد میں پاکستان کے لیے کام کرنا شروع کر دیا ۔ لیکن اس مخصوص ٹولے نے قیام پاکستان کے بعد بھی اپنی مخالفت جاری رکھی اور خصوصاً پنجاب میں ۔ آج چونکہ ہم پنجاب کی سیاسی صورتحال پر غور کر رہے ہیں ۔ پنجاب میں آ کر ۔ چونکہ انہیں معلوم تھا کہ پنجاب کے عوام پاکستان کی زبردست بنیاد ہیں اور پاکستان کی بنیاد اور سالمیت کو قائم رکھنے کے لیے پنجاب کے عوام جانی اور مالی قربانی سے بالکل دریغ نہیں کریں گے تو انہوں نے موچی گیٹ میں آ کر پنجاب کے عوام کو بہکانے کی اور غلط باتیں بتانے کی اور خود پنجابیوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی لیکن وہ سخت ناکام ہوئے اور میں یہ بات صرف پنجاب تک ہی محدود رکھتا ہوں اور پھر انہوں نے خود پنجاب میں آنا ہی چھوڑ دیا ہے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اگر ہم پنجاب میں گئے تو پنجاب کے لوگ ہمیں رد کر دیں گے ۔ دوسرا ٹولا اس سے زیادہ خطرناک ہے اور وہ ٹولا ہے سرمایہ داروں کا جاگیرداروں کا اور ان کے سیاسی ترجمانوں کا ۔ یہ لوگ دائیں بازو کی سیاست کو پھیلانے کے لیے مختلف سیاسی پارٹیوں میں اور مختلف سیاسی مسلک سامنے لا کر جاگیرداروں

اور سرمایہ داروں کی سیاست کو پھیلانے میں کوشاں ہیں اور یہ ٹولا وہ ہے کہ جس نے تاریخی طور پر جب بھی عوامی حکومت آئے گی ۔ جب بھی عوام کی حاکمیت آئے گی تو یہ ٹولا اس کی اسی طریقے سے مخالفت کرے گا ۔ مخالفت کا ایک طریقہ تو ہماری حکومت بننے کے فوراً بعد شروع ہوا ۔ وہ یہ کہ مزدوروں میں بے چینی پیدا کریں اور ہڑتالیں کرا دیں اور لوگوں کو خرید کر ان سے کوئی نہ کوئی گڑبڑیں کرانا شروع کرا دیں اور میں نے سرمایہ دار یہ کہتے ہوئے سنے کہ ہمارے کارخانوں کا گھیراؤ ہو جائے ۔ جل جائیں ۔ ہم کارخانے اور بنا لیں گے ۔ لیکن اس حکومت کو نہیں دیں گے ۔ یہاں تک اس ٹولے نے ہماری مخالفت کی ۔ لیکن اس ٹولے کو عوام نے رد کر دیا ہے ۔ یہ کامیاب نہیں ہوا ۔ یہ حکومت اللہ کے فضل سے قائم و دائم ہے اور چل رہی ہے ۔ یہ پھر بھی چپکے سے نہیں بیٹھے ۔ انہوں نے شکست نہیں مانی بلکہ روز بروز جیسے بھی عوام کی مشکلات ہوں ۔ میں نے پہلے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک ایسا دزمیانی عرصہ ہے کہ عوام کو برداشت سے باہر مشکلات کا سامنا ہے ۔ بہت سی چیزیں ملتی نہیں ۔ بہت سی چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں اور بھی بہت سی تکلیفیں ہیں ۔ تو اس دزمیانی عرصہ میں یہ ٹولا ۔ یہ جاگیرداروں اور سرمایہ دازوں کا ترجمان ٹولہ عوام میں مختلف حیلوں بہانوں سے ہیجان پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ میں چند چیزوں کی طرف نشان دہی کروں گا ۔ اس ملک میں 1970ء میں اتنی چینی پیدا ہوئی کہ حکومت نے اس کی ایکسپورٹ کھولی اور یہ چاہا کہ چینی کے سٹاک اٹھائے جائیں ۔ ملوں نے کہا کہ ہمارے پاس بہت چینی جمع ہے فوراً سٹاک اٹھائیں ۔ ہمارا مال رک گیا ہے ۔ ہمارا پیسہ رکا گیا ہے ۔ 1971ء میں بھی یہی پوزیشن رہی لیکن ہماری حکومت کے آنے کے بعد یہ ان کے خاص قسم کے ہتھکنڈے ہیں ۔ خاص قسم کے ہتھیار ہیں ۔ یہ کوئی ایسی باتیں نہیں کہ جو لوگوں کو معلوم نہیں ۔ میں صرف ان کی نشان دہی کر رہا ہوں ۔ تو تمام ملوں نے پروڈکشن کم کر دی ۔ سٹاک چھپا لیے ۔ سٹاک کی سمگلنگ شروع کر دی ۔ بلیک بازاری شروع کر دی ۔ مقصد کیا کہ چینی پھیل جائے ۔ ہائے ہائے ہو جائے اس حکومت کے خلاف اور یہ حکومت ناکام ہو جائے ۔ عوام اس کے خلاف ہو جائیں لیکن ہم نے بر وقت اقدام کیا اور چینی کی تمام پروڈکشن کو قومی تحویل میں لے لیا اور اس کی

تقسیم کا ایک خاص طریقہ رائج کیا ۔ جس سے مارکیٹ سے اس کی چور بازاری کسی حد تک کم ہو گئی ۔ میں مانتا ہوں کہ اب بھی ممکن ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے اور یہ گرانی کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ سیاسی صورت حال کے فیکٹرز بتا رہے ہیں ۔ میں سمجھتا تھا کہ شاید آپ قومی تحویل میں لینے کے لفظ پر اعتراض کریں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ اسی طرح دیسی ٹیبل گھی کے سلسلے میں بھی پروڈکشن کم کر دی اور گڑبڑ پھیلانے کی کوشش کی لیکن قومی تحویل میں لینے کے بعد وہ درست ہو گیا ۔ اصل میں میں یہ ذکر اس لیے کر رہا تھا کہ اس معاشی بات سے ایک سیاسی نتیجہ نکلتا ہے وہ سیاسی نتیجہ کیا ہے ؟ جناب والا ۔ کوئی پروفیسر لیکچر دے تو شاید عوام نہ سمجھ سکیں ۔ کوئی منشور ہم کاغذ پر چھپا ہوا دکھائیں تو شاید عوام نہ سمجھ سکیں ۔ یہ تو لوگوں کے سامنے ایک عملی ثبوت ہے کہ ان کے حالات کس طرح درست ہوں گے اور وہ قومی تحویل میں لینے کا طریقہ ہے ۔ اس لیے اس سے یہ سیاسی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب عوام یہ دیکھیں بلکہ اپنی زندگی میں انہوں نے یہ دیکھا کہ کمی پیدا ہوئی ۔ سرمایہ داروں نے گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان کی تکلیف کا علاج قومی تحویل میں لینے سے کیا گیا تو کیا وہ ایسی رجعت پسند پارٹیوں کی ۔ ایسی دائیں بازو کی پارٹیوں کی حمایت کریں گے کہ جو قومی ملکیت میں لینے کے خلاف ہوں ؟ وہ ایسی پارٹی کی حمایت کریں گے جو فیکٹریوں کو اور کارخانوں کو قومی ملکیت میں لینے کے حق میں ہے ۔ تو اس سے یہ واضح نتیجہ نکلتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہم نے چند اقدامات کیے ہیں اگر ان کے بعد عوام نے ان کا فائدہ دیکھا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ بھوکے عوام کبھی کسی دائیں بازو کی حکومت یا دائیں بازو کی سیاست کے حق میں ووٹ دیں گے یا ان پر اعتماد کریں گے ۔ یہ تھا وہ سیاسی نتیجہ جس کے لیے میں معاشی عوامل کا ذکر کر رہا تھا ۔

اسی ضمن میں میں ذکر کرنا چاہتا ہوں تحریک سول نافرمانی کا اور یہ نافرمانی تو اس طرح سے ہے کہ جیسے پہلے وہ حکم مانتے تھے ۔ جیسے پہلے بھی لوگ باتیں مانتے تھے ۔ یہاں تو نئی نئی جمہوریت آئی ہے ۔ ایک تو جمہوریت خود بڑا مشکل نظام ہے پھر اس کے اوپر

پارلیمانی جمہوریت ۔ یہ بڑا مشکل نظام حکومت ہے اور اسے چلانے کے لیے بڑی سیاسی ذہن کی پبلک چاہیے اور اپوزیشن بھی ایسی چاہیے کہ جو حب الوطنی کے اندر رہ کر جو ملکی سالمیت کے اندر رہ کر عوام کے لیے بات چیت کرے نہ کہ ایسی ہو کہ جو عوام کی تکالیف کا تو بالکل خیال نہ کرے اور اپنی سیاست کو چمکانے کے لیے ۔ اپنی سیاست کو آگے لانے کے لیے اقدام کرے ۔ اور یہی مثال تحریک سول نافرمانی کی ہے ۔ 8 اگست کو اس صوبے میں تباہ کن سیلاب آیا اور 25 اگست کو بہاولپور میں زبردست سیلاب آیا اور ان علاقوں کے عوام کو اس قدر مصیبتیں تھیں کہ ہم تمام لوگ اور میں اس زمانے میں تعریف کرتا رہا اپوزیشن کی تمام پارٹیوں کی ۔ میری تقریریں موجود ہیں ۔ میں نے تعریف کی ہے ۔ جب میں نے شاہدرہ میں ہر پارٹی کے آدمیوں کو کام کرتے دیکھا تو میں نے ان کی تعریف کی اور ہم نے بار بار کہا کہ تمام سیاسی پارٹیاں اور سیاسی ورکر سامنے آئیں اور عوام کی تکالیف کو دور کریں ۔ لیکن اس وقت تحریک سول نافرمانی شروع کر دی گئی ۔ بعض لوگ کہتے ہیں اور خود اپوزیشن میں کچھ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ انہوں نے غلط وقت چنا ہے ۔ اگر وہ کوئی اور وقت چنتے تو شاید ہم بھی اس کا ساتھ دیتے ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جان بوجھ کر یہ وقت چنا تھا ۔ اس لیے کہ اس وقت لٹے پٹے عوام انہیں بہکانے کے لیے مل سکتے تھے ۔ انہوں نے جان بوجھ کر وہ وقت چنا تھا کیونکہ اس وقت صوبے میں ہزاروں لوگ ایسے ہوں گے جن کے گھر بار لٹ گئے تھے ۔ جن کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں تھا ۔ جن کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں ۔ جن کو اور تکالیف ہیں ۔ تو وہ سمجھتے تھے کہ ہم ان کی تکلیفوں کو بڑھا چڑھا کر انہیں اپنے ساتھ ملائیں گے لیکن انہیں بالکل ناکامی ہوئی ۔ حالانکہ پاکستان میں اگر دو سائکلیں ٹکرا جائیں تو بہت بڑا ہجوم اکٹھا ہو جاتا ہے لیکن جہاں پر بھی گرفتاریاں پیش کی جاتی رہیں وہاں کوئی ہجوم اکٹھے نہ ہوئے تو نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے کہا کہ اچھا ہم ہجوم کے پاس جاتے ہیں اور انہوں نے ڈبی بازار اور گمٹی بازار اور یہ کہ ایبک روڈ اور اندرون اور بیرون فلاں دروازہ ، یہ دروازہ اور دروازہ ، اس قسم کے اور مسجدوں کو بھی استعمال کرنا شروع کر دیا تاکہ وہاں پر کوئی ہجوم ہو اور یہ نظر آئے کہ سول

نافرمانی کی تحریک جو ہے اس میں عوام بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، لیکن جناب والا ۔ وہ چال بھی زبردست ناکام ہوئی اور اس لیے ناکام ہوئی کہ اب تو عوام خود تجربہ کر چکے ہیں کہ کس قسم کی سیاست، کس قسم کی معیشت وہ چاہتے ہیں۔

یہاں کچھ فاضل اراکین نے یہ فرمایا ہے کہ پولیس پر بڑی زبردست پابندیاں ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بات ہے ۔ ہمارے خلاف حکومت کے خلاف پریس میں بالکل خبریں لگائی جاتی ہیں ۔ اپڈیٹوریل ہمارے خلاف لکھے جاتے ہیں ۔ مذاق اڑاتا جاتا ہے ۔ بلکہ اس قدر توہین آمیز باتیں کبھی اس سے پہلے کسی حکومت کے خلاف نہیں لکھی گئیں جو اب لکھی جاتی ہیں ۔ ہم لوگ برداشت کرتے ہیں اور جناب والا اس کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہمارا اپنا ایک اخبار ہے مساوات ۔ آپ دیکھیں کہ اس اخبار میں بھی جب کبھی انہوں نے کوئی تعمیری نکتہ چینی کرنی ہوتی ہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی پر اس کی حکومت کے کسی بھی وزیر پر نکتہ چینی کرتا ہے ۔ آپ میرے اس بیان کی صداقت کے لئے روز نامہ مساوات ملاحظہ فرمائیں حالانکہ وہ ہماری پارٹی کا اخبار ہے ۔ اس کے بعد آپ ریڈیو اور ٹیلیویژن میں دیکھیں کہ اس قدر طنزیہ اور اس قدر satirical چیزیں ہمارے خلاف پیش کی جاتی ہیں ۔ ابھی رات کو ہی میں ایک پروگرام دیکھ رہا تھا ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک صاحب کو الہ دین کا چراغ مل جاتا ہے دوسرے نے اس سے پوچھا کہ سب سے پہلے تم کیا منگواؤ گے ۔ اس نے کہا میں اللہ دین کا چراغ رگڑ کر ڈیڑھ پاؤ گھی منگواؤں گا ۔ ملاحظہ فرمائیے یہ حکومت کا ٹیلیویژن ہے اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف طنز کر رہا ہے لیکن ہم اس کو برداشت کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت قائم ہی تب ہو گی ۔ ہمارے چیرمین صاحب کے خلاف اس قدر خرافات پچھلے تین چار سال میں کہے گئے ہیں اور اب بھی کہے جاتے ہیں ۔ لوگ ان کے خلاف نہایت توہین آمیز باتیں کرتے ہیں اور وہ ہمیشہ یہی برداشت کرتے ہیں کہ جمہوریت کو اگر ہم نے اس ملک میں پنپنے دینا ہے تو ہمیں ایسی چیزیں برداشت کرنا پڑیں گی ۔ لوگوں کی آہستہ آہستہ پولیٹیکل ایجوکیشن ہوجائے گی ۔

دوسرے جناب والا یہ کہنا کہ اس وقت دفعہ 144 کا جواز کیا تھا یہ ایک بہت بڑا سوال کیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس سیلاب پر جس پر کہ بحث کرنے کے لئے ہم بیٹھے ہیں دو دن صرف کئے اور بار بار اس میں حکومت کو رگیدہ گیا اور رگڑا گیا کہ اتنا زبردست سیلاب آیا ہوا تھا اتنی زبردست تباہی ہوئی اور یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ قلت اور بے سرمانہ قلت فلانا ڈھینگڑا۔ تو وہ سیلاب جب برپا ہو رہا تھا اور عوام پر تباہی آرہی تھی تو کون سی حکومت ہے جو اس وقت کسی شخص کو ملک میں سول نافرمانی پر عوام کو اکسانے کی اجازت دے گی۔ بالکل نہیں اس وقت "Calamities Act" enforce تھا اور "Calamities Act" پنجاب کے 17 ضلعوں میں نافذ تھا۔ Calamities Act کا جناب والا اگر آپ مطالعہ کریں تو Calamities Act کے نفاذ کے بعد تو صوبے کی تمام ذرائع پیدا وار اور عوام کی تمام energies کو ایک ہی طرف direct کیا جانا چاہیے تھا۔ اور اس سیلاب سے مقابلہ کرنا تھا تو یہ بہت بڑا جواز تھا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید کسی وقت بھی اتنا اچھا 144 لگانے کا جواز نہ ہو جتنا کہ اس وقت تھا کہ جب پنجاب کے 17 ضلعوں میں Calamities Act جو تھا وہ enforce تھا۔ میں حیران ہوں ان لیڈران پر جو بیان تو بہت بڑے بڑے دیتے ہیں لیکن اتنے کوتاہ بین اور اتنے تنگ نظر ہیں کہ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ 14 اگست سے پنجاب کے 17 ضلعوں میں Calamities Act نافذ ہے اور اتنی بڑی calamity آئی ہوئی ہے اور Calamities Act جو ہے وہ نافذ ہے اور وہ سول نافرمانی کر رہے ہیں۔ Calamities Act کے تحت تو اس سے زیادہ بھی حکومت کو سزا دینے کا حق حاصل ہے یہ تو یہ میں خاص طور پر پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھا کہ زبردست جواز تھا دفعہ 144 لگانے کا۔

اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ جو حکومت بھی کسی قومی تحریک کو دبانے کی کوشش کرتی ہے۔ تشدد کرتی ہے تو تشدد کا جواب تشدد ہوتا ہے اور وہ حکومت جو ہے گرجاتی ہے۔ تو اس تحریک کو قومی تحریک کہنا اس قدر غلط بیانی ہوگی کہ قومی کے لفظ کو اس تحریک کے ساتھ وابستہ کرنا قومی لفظ کی توہین ہوگی۔ قومی تحریک جناب والا۔ 1968-69 میں چلی تھی اور وہ

تحریک خیبر سے لے کر کیماڑی تک چلی تھی اور اس میں گاؤں میں شہروں میں ہر جگہ پر عوام اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ یہ تحریک وہ نہیں تھی جو سیاسی لیڈر مجمع کے پاس اور تنگ بازاروں میں جاتے تھے تاکہ وہاں مجمع اکٹھا ہو تو وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔

جناب والا ۔ آخیر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم عوام کو داد دیتے ہیں کہ ایسی مشکلات کے باوجود ۔ جناب والا ۔ اس وقت اگر میں اس میں یہ کہوں کہ ہمارے عوام کے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور مشکلات نہیں ہیں تو میں غلط بیانی کر رہا ہوں گا ۔ اس لیے میں یہ مانتا ہوں کہ اس وقت جب کہ عوام کو اس قدر مشکلات ہیں ۔ اس قدر چیزوں کی کم یابی ہے ، گرانی ہے اور بہت سی مصیبتوں میں عوام مبتلا ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں کہ عوام جو ہیں وہ کوئی سڑکوں اور بازاروں میں اپوزیشن کے ساتھ مل کر نہیں نکلے ہوئے کہ اس حکومت کی پالیسیاں ناکام ہو گئی ہیں اس کو بدلو ۔ یہی ثبوت ہے کہ بارجود مشکلوں کے ، باوجود تکالیف کے یہ عوام ضرور پتہ ہے کہ یہی حکومت ہے جو ہمارے حالات درست کرے گی یہی حکومت ہے جو ہماری حکومت مشکل دور کرے گی اور یہی حکومت ہے جو ملک سے غربت دور کرے گی ۔ بدستور ہم پر غریب عوام کا اعتماد ہے اور ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں ان غریب عوام کو جو اس وقت نہایت ہی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں لیکن وہ ہم پر اعتماد کیے ہوئے ہیں ۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے ۔ ہم جواب دہ ہیں ۔ عوام کے سامنے آج بھی جواب دہ ہیں ۔ کل بھی جواب دہ ہوں گے ۔ الیکشن میں بھی جب بھی پانچ سال کے بعد ہوگا ہم جواب دہ ہیں کہ ہم نے اتنے عرصے میں کیا کیا ۔ تو اس لیے جناب والا ۔ میں آخر میں conclusion یہ draw کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ اپوزیشن نے زبردست کوشش کی اور اس بات پر میں emphasis دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت کوشش کی جب صوبے میں 80 لاکھ لوگ برباد ہو چکے تھے ۔ تباہ ہو چکے تھے ۔ گھروں سے نکل چکے تھے اور جو شخص لٹا پٹا ہوتا ہے ڈاکٹر عبدالخالق کو یاد ہے جب وہ بھی ہندوستان سے آیا تھا اور کیمپوں میں رہتا تھا تو وہ لوگ بہت جلدی مشتعل ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ہوتا ہی

کچھ نہیں ۔ آپ ان سے کیا کہہ سکتے ہیں ۔ ان کا کیا چھین سکتے ہیں ۔ ان کے پاس تو ہوتا ہی کچھ نہیں تو وہ لوگ زبردست غصے میں ہوتے ہیں لیکن ان سے وہ عوام بھی بھکائے نہیں جا سکے ۔ اس لیے یہ واضح ثبوت ہے جناب والا کہ اگرچہ عوام کو تکالیف ہیں لیکن ان کو معلوم ہے کہ یہی حکومت ہے جو ہماری مشکلات آخیر میں حل کرے گی اور ان کا اعتماد بدستور ہم پر قائم ہے ۔ اس کے علاوہ اور کیا طریقہ ہوتا ہے ۔ کس طرح سے آپ جانتے ہیں public opinion کو ؟ public opinion ہوتی کیا ہے ؟ پہلے یہ دو چار ، پانچ سات politically motivated leaders میں شروع ہوتی ہے ۔ پھر وہ public opinion اس پارٹی کے نچلے درجے کے ورکرز تک پہنچتی ہے اور وہ اسے عوام تک پہنچاتے ہیں ۔ جب عوام اس بات کو قبول کر لیں تو پھر اس کو کہتے ہیں کہ جناب آج کل کی public opinion یہ ہے ۔ رائے عامہ یہ ہے ۔ تو آج کل کی رائے عامہ بالکل اپوزیشن کی پارٹیوں کے حق میں نہیں ہے اور ان کا بدستور اعتماد ہے ۔ اس حکومت پر کہ یہی حکومت جو ہے وہ عوام کی مشکلات اور عوام کی تکلیفیں جو ہیں وہ دور کرے گی اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم نے جو عوام سے وعدے کیے ہیں ۔ جو منشور ہم نے دیا ہے اس پر ہم عمل نہیں کریں گے ۔ اس میں نہ صرف پنجاب کی حکومت بلکہ مرکزی حکومت ہماری اپنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور آپ لوگ جو ہیں اس کے ذمہ دار ہیں ۔ ہم اس ذمہ داری سے بھاگ نہیں سکتے نہ ہی عوام ہمیں بھاگنے دیں گے ۔ ہم میں سے بھی اگر کوئی شخص کوتاہی کرے گا تو عوام اس کو بھی نہیں چھوڑیں گے ۔ تو اس لیے جناب والا ۔ اس وقت یہ کہنا کہ تشویشناک ہے صورت حال شرمناک ہے صورت حال ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہایت غلط بیانی ہے ۔ عوام کا اعتماد بدستور ہم پر قائم ہے اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ مشکل حالات کے باوجود ہم کوشش کریں گے کہ جلد از جلد پاکستان میں ان کے لیے بنیادی ضروریات مہیا ہوں ۔ ان کو اشرف المخلوقات کی زندگی بسر کرنے کے لیے مواقع مہیا کریں گے اور اس میں وقت لگتا ہے عوام کو معلوم ہے ۔ عوام کی پولیٹیکل ایجوکیشن ہم نے کر دی ہے ۔ تو اس لیے اب میں سب سے یہ کہتا ہوں تمام فاضل اراکین سے اور عوام سے کہ جس طرح وزیر اعظم نے بھی فرمایا ہے کہ اب تمام مسائل حل ہونا شروع ہو جائیں گے اور مجھے یقین

ہے ۔ میں یقین دلانی کراتا ہوں کہ جس قسم کا معاشی پروگرام ہمارے منشور میں ہے اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ عوام کی مشکلات ، عوام کی تکالیف دور ہوں گی ۔ خوشحالی کا دور آئے گا اور پھر وہی بات کہ عوام صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کی زندگی بسر کریں گے ۔ کوئی اگر میری خاص زائے اس میں پوچھے تو میں تو یہی کہوں گا کہ مجھے اس کے سوا کچھ نظر آتا کہ ان مشکل حالات میں جب کہ پاکستان انتہائی مشکل حالات سے گزر رہا ہے اگر ہم ثابت قدمی سے کام کریں گے ۔ خلوص سے کام کریں گے تو عوام کا اعتماد اسی صورت میں بحال رہے گا اور اسی صورت میں ہم پاکستان کو خوشحال بنا سکیں گے شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں ایک کام سے گیا ہوا تھا اور میں نے نام دیا ہوا تھا شاید میری عدم موجودگی میں میرا نام پکارا گیا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی آپ ٹائم دیں تاکہ میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس ابھی آپ کا نام نہیں آیا ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ (راولپنڈی ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ آج کی سیاست اور چند سال پہلے کی سیاست میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ پیپلز پارٹی نے ایسی سیاست عوام کو سکھا دی ہے اور عوام کو اتنا آجاگر کر دیا ہے کہ آج عوام ہر چھوٹے سے چھوٹے حق حاصل کرنے کے لیے میدان میں جد و جہد کرنے کے لیے نکل آتے ہیں ۔ ایک وہ وقت تھا کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر ضلعے کا خدا تصور کیا جاتا تھا ۔ کوئی آدمی اتنی جرأت نہیں کرتا تھا کہ اس کے دفتر میں جائے ۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ وزراء حضرات کے دفاتر میں عوام بلا جھجھک بھاگتے ہوئے اپنے مسائل حل کرانے کے لیے گھس جاتے ہیں ۔ اس سلسلے میں جتنا بھی کریڈٹ پیپلز پارٹی کو دیں کہ پیپلز پارٹی نے عوام کو جگا دیا ہے وہ کم ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس عوامی بیداری کے ساتھ ساتھ مجھے یہاں کہنا پڑے گا کہ عوامی بیزاری بھی ہو رہی ہے اور وہ عوام جو بیدار ہو چکے ہیں بیزار اس سلسلے میں ہیں کہ مہنگائی بہت زیادہ ہے ۔ اتنی

زیادہ ہے کہ لوگوں کا جینا مشکل ہے۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے بر وقت حالات پر کنٹرول نہ کیا تو ہمارا حشر گذشتہ حکومتوں سے بد تر ہوگا ۔

میاں خورشید انور ۔ بے شک ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جہاں تک اس سلسلے میں سرمایہ داروں کا تعلق ہے کہ مہنگائی کے ذمہ دار سرمایہ دار ہیں ابھی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ذخیرہ اندوز اور بلیک مارکیٹر ذمہ دار ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں اپنی حکومت سے کہ بلیک مارکیٹنگ ختم کرنا کس کا فرض ہے ؟ کیا وہ اپوزیشن کا فرض ہے ؟ . . . .

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اگر مہنگائی ختم کرنا ہماری حکومت کا فرض ہے تو حکومت اس معاملے میں سرمایہ داروں پر سختی کیوں نہیں کرتی ؟ حکومت کو اس معاملے میں سختی کرنی چاہیے ۔ آپ بلیک مارکیٹنگ کرنے والوں کو ، سمگلروں کا الٹا لٹکا کر عوام کے سامنے کوڑے ماریں ان کو سخت سے سخت سزائیں دیں ۔ آپ خود پہلے دیانتدار بنیں سفارشیں نہ سنیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بلیک مارکیٹنگ ، یہ سمگلنگ یہ ذخیرہ اندوزی بند ہو سکتی ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ جہاں تک تشدد کا تعلق ہے مختلف کوارٹرز سے مختلف شکایات آئیں ۔ اگر یہ باتیں سچی ہیں کیونکہ مجھے اس بات کا ذاتی طور پر علم نہیں تو یہ بھی بری بات ہے ۔ تشدد تو پیپلز پارٹی کسی قیمت پر اچھا نہیں سمجھتی ۔ لیکن ایک بات ضرور پوچھوں گا کہ وہ لیڈران ، وہ اپوزیشن کے لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ تشدد سے ہم حکومت کا تختہ الٹ دیں گے وہ کہاں تک حق بجانب ہیں ؟ ان کو کون سا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ بات کہیں کہ ہم حکومت کو گولیوں سے اڑا دیں گے ؟ ہم دیکھیں گے کہ ہمارے راستے میں کون حائل ہوتا ہے ۔ تو ہماری طرف سے اپوزیشن کو اس معاملے میں کھلا چیلنج ہے کہ جب بھی الیکشن آئے تو وہ اپنی مقبولیت عوام میں آزما لیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ اس وقت اپوزیشن میں آپ ہوں گے ابھی سے

آ جائیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ جو آپ نے کہا ہے کہ میں اپوزیشن میں آ جاؤں ۔ میں یہاں اعلان کرتا ہوں کہ کوئی یہ تصور بھی نہ کرے کہ اگر میرے جسم کی بوٹیاں بھی کر دی جائیں تو میں کبھی دائیں بازو کی جماعتوں میں شامل ہوں گا ۔ میں بالکل ان کی طرف نہیں جا سکتا ۔ کوئی یہ تصور بھی نہ کرے کہ میں کبھی سرمایہ دار لٹیروں اور رجعت پسندوں کا ساتھ دوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اگر منظور احمد موہل آج حزب اختلاف کے بینچوں پر بیٹھا ہوا ہے تو وہ وہاں بیٹھ کر بھی آئندہ اپوزیشن کو ووٹ نہیں دے گا اور ہمارے ساتھ رہے گا اور یہاں پارٹی کے اندر رہ کر پارٹی پر نکتہ چینی کرے گا اور وہ ضرور کرے گا ۔ دائیں بازو کے لوگوں کے ساتھ اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ساتھ ہم بالکل نہیں چلنا چاہتے کیونکہ ہماری منزل ان سے یکسر مختلف ہے ۔ ہماری منزل سوشلزم ہے جبکہ رجعت پسند انقلاب کو روکنے کی بھرپور کوشش کریں گے ۔

سید تابش الوری ۔ سرمایہ دار اور جاگیردار اس طرف ہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ سرمایہ دار اور جاگیردار جہاں بھی ہیں ہمارے دشمن ہیں ۔

جناب والا ۔ اس لیے کبھی اپوزیشن والے خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ ہم اس وقت اپوزیشن میں بیٹھے ہوں گے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ عوامی حکومت کے طلباء پر تشدد کی بات ہوئی کہ ہمارے صوبے میں طلباء کی پتلونیں آتار کر ان پر تشدد کیا گیا جبکہ وہ جلوس نکالتے تھے ۔ میں بالکل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ جلوس نکالنے والے طلباء کی پٹائی کی جائے ۔ آخر ہم نے تو نوجوانوں کو جد و جہد کرنا سکھایا ہے ۔ اب ان پر تشدد کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ۔ وہ ہمارا مستقبل کا سرمایہ ہیں ۔ اکثر طلباء کو تو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ جلوس کا مقصد کیا ہے ۔ اس لیے ان کی پٹائی کسی صورت میں فائدہ مند نہیں ثابت ہوتی ۔ اس کے بعد حزب اختلاف نے

مزدوروں پر تشدد کی بات کی تو میں مزدوروں پر تشدد کی پر زور مذمت کرتا ہوں ۔ میں اس کی حمایت نہیں کر سکتا ۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے میں اس بات کا سختی سے مطالبہ کرتا ہوں اور اپنی حکومت سے پوچھتا ہوں کہ اس ملک میں جیسے ظلم مزارعوں پر ہوتا ہے اور جیسے سختی اس ملک کے مزدوروں پر ہوتی ہے وہ سختی کیوں سرمایہ داروں پر نہیں کی جاتی وہ سختی کیوں جاگیرداروں پر نہیں کی جاتی ؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ حکومت مزدوروں اور کسانوں کے تعاون سے بنی تھی ۔ رجعت پسند ۔ سرمایہ داروں یا جاگیرداروں نے قائد عوام کو قائد عوام نہیں بنایا تھا ۔ بلکہ غریب عوام نے بنایا تھا آج کا غریب انسان چیخ و پکار کر رہا ہے اور یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ قائد عوام سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو کیوں نہیں پکڑ رہے ہو ۔ گھبراتے کس لیے ہو ؟ اب بھی ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں ۔ لیکن سرمایہ داروں کو پکڑو ۔ کیوں نہیں پکڑتے ؟ اگر نہیں پکڑو گے تو ہمارا اعتماد ٹوٹنے کا خطرہ ہے عوام اسی صورت میں آپ کا ساتھ دے سکتے ہیں جب آپ سرمایہ داروں کے خلاف موثر کارروائی کریں ۔ وگرنہ پچھلی حکومتوں میں اور عوامی حکومت میں فرق کیا ہوگا ؟ اگر سرمایہ داری نظام کا قلع قمع نہیں کریں گے تو عوام کے سامنے سرخ رو کیسے ہوں گے ؟ مجھے امید ہے کہ آپ عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنی حکومت سے ایک یہ بھی شکوہ ہے کہ ہماری جماعت میں سرمایہ دار گھس رہے ہیں اور تمام وہ ٹولہ جو پہلے حکومت کے ارد گرد ہوا کرتا تھا آج وہی ٹولہ بڑی تیزی سے ہماری حکومت میں گھس رہا ہے ۔ اس جاسوس ٹولے کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ او جاسوسو ! یاد رکھو قائد عوام کو عوامی حالات سے آگاہ کرو غریب عوام سسک رہے ہیں ۔ مہنگائی کے بارے میں ان کو آگاہ کرو کہ عوام پریشان ہیں ۔ قائد عوام ہمارا ہے سرمایہ داروں کا نہیں ۔ میں ان سرمایہ داروں کو جو قائد عوام کے ارد گرد گھیرا ڈالنا چاہتے ہیں ۔ متنبہ کرتا ہوں کہ ہم ان کو گھیرا نہیں ڈالنے دیں گے اور ہم ان کے گھیرے کو کسی قیمت پر کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔ ووٹ عوام نے سوشلزم کے لیے دیئے تھے ۔ قائد عوام کے پروگرام کو دیے تھے اور کسی چیز کو نہیں دیئے

تھے ہم پروگرام پر عملی جامہ پہنا کر دم لیں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ معزز رکن سے گزارش کریں کہ وہ relevant رہیں ۔ یہاں پر سیاسی صورت حال پنجاب کی discuss ہونی ہے نہ کہ پیپلز پارٹی کی صورت حال discuss ہونی ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ میں اپنے معزز دوست سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ساری باتیں inter-linked ہیں ۔ ہمیں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا چاہیے اور ہمیں ضرور بات کرنی چاہیے جو بات ہمارے دل میں ہو ہم نے یہاں حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہم اسلام کی خدمت کریں گے ۔ ہم نے حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہم ملک کی سالمیت کے لیے جہاں تک ہو سکے پوری پوری کوشش کریں گے ہم نے حلف اٹھایا تھا کہ ہم اپنی پوری صلاحیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کریں گے اس لیے ہمیں اس پر کاربند رہنا چاہیے ۔ تو جہاں تک دائیں بازو کی جماعتوں کا تعلق ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ہر بات میں ان کا کام ہے کہ روڑے اٹکائیں اور الٹی بات کریں ۔ کوئی اچھے سے اچھا قدم اٹھاؤ تو یہ اس کو غلط قرار دیں گے تو یہ ان کی گویا سرشت ہے دائیں بازو کی جماعتوں کو پسند کرنا میرے بس کی بات نہیں ۔ انہوں نے اتنے فضول بہتان حکومت پر لگائے ہیں کہ پہلے کہتے تھے کہ حکومت جان بوجھ کر جنگی قیدیوں کو واپس نہیں بلا رہی ۔ پھر یہ کہا یہ آئین نافذ نہیں کرنا چاہتے ۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک بند توڑ کر حکومت نے سارے علاقے کو اس سے بہا دیا اور لوگوں پر ظلم کیا تو یہ بہتان کہاں تک حقیقت پر مبنی ہیں اور یہ تو ایسے بہتان ہیں کہ کوئی شخص ان بہتانوں کو سچ نہیں کہہ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ایک غریب آدمی بھی ان کے فریب میں نہ آیا اور حزب اختلاف کی تحریک مکمل ناکام ہو گئی ۔ کیونکہ عوام جانتے ہیں کہ کوئی حکومت نہیں چاہتی کہ اس کے ملک میں مہنگائی ہو ۔ کوئی حکومت نہیں چاہتی کہ اس کے قیدی واپس نہ آئیں ۔ کوئی حکومت نہیں چاہتی کہ اس کے علاقے اس کو واپس نہ ملیں یا کوئی حکومت نہیں چاہتی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے آئین بنائے اور وہ آئین اس ملک میں نافذ نہ ہو ۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ دائیں بازو کی جماعتوں نے یہ تمام الزام تراشیاں لگائیں اور عوامی

حکومت نے جمہوری روایات پر یقین رکھتے ہوئے سب بہتان سنے اور تمام مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کی ۔ اپوزیشن خواہ کچھ بھی کرے ہر میدان میں انشاء اللہ کامیابی ہماری ہی ہوگی ۔ شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان ۔ 1) ۔ جناب والا ۔ عرض ہے کہ :

سلام اے تاجدار پاک اے قائد اعظم
فدائے قوم شیدائے وطن اے نیر اعظم
سنا تو ہوگا تونے ایک بدبختوں کی بستی ہے
جہاں جیتے جی ہر چیز جینے کو ترستی ہے
جہاں پر قید خانہ لٹیروں سے بھرا جاتا ہے
جہاں پرچم ہلالی ہوا میں لہراتا ہے
جہاں مزدور محنت کرکے مزدوری نہیں پاتا
اگر پاتا بھی ہے تو بھی کبھی پوری نہیں پاتا

جناب والا ۔ یہ گلشن پاک جس کو ہم نے پاکستان کے نام سے موسوم کیا ۔ جس کا نقشہ 1940ء میں تیار کیا گیا اور اس باغ کی بنیاد 14 اگست1947ء میں رکھی گئی اور اس باغ کی آبیاری کے لیے اس باغ کے متوالوں نے ، اس باغ کی بلبلوں نے اپنے خون سے اس باغ کی آبیاری کی ۔ اپنی عصمتیں لٹا کر اس باغ کی باغبانی میں حصہ لیا ۔ بیوہ ہوئیں اپنے . وں کو یتیم کہلوایا ۔ اپنے سہاگ لٹائے وہ صرف اس لیے کہ ہم اپنے لیے ایسی سرزمین منتخب کریں گے ، ایک ایسا باغ اپنے لیے بنائیں گے جس میں آزادی کی سانس لے سکیں گے جس میں اللہ اور اس کے رسول کا آئین اور قانون نافذ کر سکیں گے اور جس میں ہم جمہوریت کو فروغ دے سکیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ تھا مقصد اس باغ کے بنانے کا اور یہ صوبہ پنجاب اس باغ کا ایک بہت بڑا حصہ کہلاتا ہے اور اسی حصہ پر میں سمجھتا ہوں کہ اس باغ کی کامیابی ، اس باغ کی خوشحالی اور سرسبزی قائم و دائم رہ سکتی ہے اس حصے میں جسے ہم پنجاب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس میں اگر ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں ۔ سیاست اور

جماعتوں اور پارٹیوں سے باہر نکل کر سوچیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ ہماری حکومت نے اس ملک میں جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے جس کا پہلا نعرہ یہی تھا کہ ہم جمہوریت کو فروغ دیں گے ہم اس کے علمبردار ہوں گے اور ہم اس کو جاری و ساری رکھیں گے لیکن آپ نے دیکھا جناب والا ۔ کہ انہوں نے سیاست پر کس طرح پابندیاں لگائیں ۔ صوبہ میں آزادیٔ رائے پر کس طرح پابندیاں لگائیں ۔ ہم یہاں اصولوں کی بات کریں گے ہم افراد کی بات نہیں کریں گے ۔ اگر کوئی قوم اپنے اصولوں سے اجتناب کر جاتی ہے ۔ کوئی قوم اصولوں کو چھوڑ دیتی ہے ۔ کوئی قوم ذاتیات پر آ جاتی ہے تو وہ قوم کبھی زندہ نہیں رہ سکتی ۔

جناب والا ۔ قطع نظر اس چیز کے کہ تشدد کس پر روا رکھا گیا چاہے پیپلز پارٹی کے کارکن ہوں اور چاہے اپوزیشن کے ہوں ۔ چاہے وہ تشدد سیاسی جماعتوں پر ہو میں کہتا ہوں کہ کسی بھی متمدن معاشرے کا کوئی بھی فرد اس کی تائید اور تصدیق نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ۔ اس تشدد کا جواز یہ پیدا کیا جاتا ہے کہ صوبے میں انتہائی سنگین سیلاب آ چکا تھا ۔ انتہائی تباہ کاری ہو چکی تھی اور اس زمانے میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ۔ میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ ایسے بیج نہ بوئیں اور وہ صورت حال پیدا نہ کریں جو ایوب کے وقت میں پیدا کی گئی تھی ۔ اس وقت بھی حکومت وقت نے شیخ مجیب الرحمان کے چھ نکات کو اتنا اچھالا ۔ اتنی ہوا دی کہ آخر کار وہ ایک صحیح تاریخ بن کر رہ گئی اور اس نے ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کس نے کہا کہ ہم نے سول نافرمانی کی تائید کی ۔ کس نے اعلان کیا ہے کہ ہم تحریک سول نافرمانی شروع کریں گے ۔ متحدہ محاذ کا واضح اعلان موجود ہے کہ ہم کوئی سول نافرمانی کی تحریک ابھی جاری نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کو شروع کریں گے ۔ اس کے باوجود بھی جناب والا ۔ یہ شواہد ہمارے پاس موجود ہیں کہ سیلاب کے دوران ہم نے اپنے کیمپ کھولے ہوئے تھے ۔ ہم کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرتے رہے اور حکومت کی طرف سے محض اس بنا پر کہ ان جماعتوں کو بدنام کیا جائے انہوں نے ہماری جیپوں کو روک لیا جن میں سیلاب زدگان کے لیے دیگیں بھری ہوئی تھیں ۔ ان گاڑیوں کو روک لیا جاتا ہے اور ہماری جماعت کے کارکنان کو مقدمات میں ملوث کر کے گرفتار کر لیا جاتا ہے

اور ان کو سیلاب زدہ بھائیوں تک پہنچنے نہیں دیا جاتا ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا سول نافرمانی کی تحریک اس طرح ہوا کرتی ہے ۔ کوئی جلسہ آپ ایسا بتائیں جس میں لا قانونیت کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ کسی قسم کا تشدد بتائیں جو حزب اختلاف نے روا رکھا ہو ۔ ان کا محض مطالبہ ہے جناب والا ۔ کہ صوبے کو قید خانہ نہ بنائیں ۔ دفعہ 144 کو اپنی پناہ گاہیں نہ سمجھو ۔ لیکن ہوا کیا دفعہ 144 کو محض اپنی کرتوتوں کو چھپانے کے لیے استعمال کیا گیا ۔ ہم نے محض یہ کہا تھا کہ آزاد شہریوں کو ایک آزاد فضا میں رہنے کا موقع دیں ۔ ہم نے دفعہ 144 کے ہٹانے کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے گرفتاریاں عمل میں آئیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرنے والوں کو قانون شکن سمجھتے ہیں تو آپ کا حق ہے کہ آپ ان کو گرفتار کریں اور اس لائحہ عمل کے تحت ، اس قانون کے تحت اور اس ضابطے کے تحت جو ہر مہذب معاشرے میں روا رکھا جاتا ہے ۔ لیکن آپ ان کو پکڑتے تو ہیں دفعہ 144 کے جرم میں اور چالان ان کا دفعہ 188 تعزیرات پاکستان کے تحت ہوتا ہے جو جرم قابل ضمانت ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ وہ غلط کہہ رہے ہیں ۔ دفعہ 188 قابل ضمانت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں ہوگا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا جس کی سزا نہیں سنائی گئی ۔ جس کا جرم عدالت میں فیصلہ نہیں کیا گیا اور ایسا ظلم اور تشدد روا رکھا گیا کہ انگریزوں کے دور کے تشدد کے واقعات ۔ جلیانوالہ باغ کا سانحہ اور اس قسم کے واقعات ان کے سامنے ماند ہو گئے ۔ وہ بھی شرمندہ ہونے لگے ۔ آپ نے ان سیاسی لیڈروں کو ننگا کیا ۔ آپ نے ان کو برفوں پر لٹایا ۔ ان کے ساتھ بد فعلیاں کیں اور اس حد تک کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے قہر کو دعوت دینے کی کوشش کی گئی ۔ علمائے دین کی بے عزتی کی ۔ ان کے پاس ننگی عورتیں بھیجیں ۔ ان کو ننگا کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ہم فرعون اور نمرود سے زیادہ طاقتور ہیں ۔ مگر یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ فرعون اور نمرود کو برداشت نہیں کرتا تو وہ آپ کے ظلم کو بھی کسی شکل میں برداشت نہیں کرے گا ۔ جناب والا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور حاکمیت

کو چیلنج کرنے والی بات ہے ۔ کیا علما کے ساتھ اس قسم کا تشدد روا رکھا کرتے ہیں ؟ بتائیے آپ کے ساتھ کیا ہوگا ۔ لوگ سیلاب کی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں آپ تو پھر بھی محلات میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ بد اعمالیاں کوئی کرے اور اس کا خمیازہ یہ قوم بھگتے ۔ اسی طرح قوم نے برباد ہوتا ہے ۔ خدارا سمجھو کہ کس راستے پر آپ قوم کو لے جا رہے ہیں ۔ کس طریقے سے آپ جمہوریت کا نفاذ کر رہے ہیں ۔ آپ چاہتے کیا ہیں ۔ جو کچھ آپ کر رہے ہیں کیا اس میں آپ اپنی کامیابی سمجھتے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کیمپوں میں کوئی احتجاج نہیں اٹھا ۔ یہی آپ کی سب سے بڑی دلیل ہے ۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ جن لیڈروں کو آپ نے گرفتار کیا ہے کسی ایک نے بھی سیلابی کیمپ میں جا کر تقریر کی ہے ؟ کسی قسم کی exploitation کی ۔ کسی قسم کی اس میں تفریق کی یا جا کر ان لوگوں کو کھانا مہیا کیا ۔ ان کو امدادیں دیں ۔ یہ آپ کامیابی سمجھتے ہیں ؟

جناب والا ۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھیئے عوام کا اس سے بڑھ کر بھرپور تعاون اور کیا ہو سکتا ہے کہ باوجود اتنی کمر توڑ گرانی کے ۔ باوجود اتنی ہوش ربا گرانی کے عوام پھر بھی خاموش ہیں ۔ پھر بھی عوام چپ ہیں ۔ خدارا اس چیز کو آپ خاموشی نہ سمجھیں ۔ یہ شعلے ہیں جو اندر ہی اندر سلگ رہے ہیں ۔ یہ آگ ہے جو اندر ہی اندر بھڑک رہی ہے اور اگر یہ شعلے پھٹ پڑے تو اس کا انجام خدا ہی جانے کیا ہوگا اور آپ یہ بھی نہ سمجھیں کہ یہ قوم حوصلہ مند نہیں ہے ۔ اس قوم نے سالہا سال مصیبتیں برداشت کیں اور آمریت کو دیکھا اور جب نکلنے پر آئی تو بڑی سے بڑی آمریت ۔ بڑی سے بڑی طاقت اس کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئی ۔ آپ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ عوام اس وقت گھروں میں ہیں ۔ عوام اس وقت خاموش ہیں تو یہ آپ ہی کی وجہ سے ہے ۔ یا اس سے آپ کی فتحمندی ہے یا آپ کی اس میں کامیابی ہے ۔ یاد رکھیں اب جو عوامی سیلاب آنے والا ہے اور عوام کو اگر اس وقت کوئی ان کی خواہش کے مطابق دیانتدار اور مخلص لیڈر مل گیا تو آپ دیکھیں گے کہ وہ طوفان رک نہیں سکے گا ۔ وہ طوفان تھم نہیں سکے گا ۔ میرا مقصد صرف یہی ہے کہ آپ قانون کا احترام کرائیں ۔ اگر کوئی قانون شکنی کرے تو اس کے

خلاف قانون کے مطابق کارروائی کریں ۔ یہ تشدد کی پالیسی ختم کریں اور یہ ویسے ایک اصول ہے کہ اتنا تشدد کرو جتنا تشدد خود برداشت کر سکو ۔ اتنا ظلم کرو جتنا ظلم اپنے لیے روا رکھ سکو ۔ وہ ظلم اور وہ تشدد جو حد سے گزر جاتا ہے اس کی پھر انتہا انتہائی بھیانک اور خطرناک ہوا کرتی ہے ۔

جناب والا ۔ آج کہا جاتا ہے کہ دیکھیے جناب سول نافرمانی کے لیے کیا یہی وقت تھا ؟ میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ سول نافرمانی تھی ہی نہیں ۔ یہ تو ایک احتجاجی تحریک تھی ۔ مجھے آپ بتائیں کہ جب صوبہ پنجاب سیلاب کی زد میں گھر چکا تھا ۔ صوبہ پنجاب میں تباہی آ چکی تھی تو کیا یہی وقت تھا اس صوبے کو مزید بدنام کرنے کا جس طرح سابقہ حکومتوں نے اس صوبے کو بدنام کیا کہ شیخ مجیب الرحمان گرفتار ہوتے ہیں تو لاتے ہیں پنجاب کی جیل میں ۔ تاکہ نفرت پھیلے تو پنجاب کے خلاف پھیلے ۔ بزنجو ۔ مینگل اور مری کو گرفتار کرتے ہیں تو لاتے ہیں پنجاب کی جیلوں میں تاکہ نفرت پھیلے تو پنجاب کے خلاف پھیلے ۔ کہاں گیا صوبہ سندھ ؟ کیا ان کے اپنے صوبے میں جگہ نہیں تھی ؟ کیا صوبہ سرحد میں جگہ نہیں تھی ؟ آخر پنجاب کے پیچھے آپ پڑ کیوں گئے ہیں ؟ آپ پنجاب سے چاہتے کیا ہیں ؟ آپ پنجاب کو سیاسی موت کیوں مارنا چاہتے ہیں ؟ کیوں پنجاب کو اس طرح بدنام کرنا چاہتے ہیں ؟ جناب والا ۔ اگر آپ کی کسی پر نظر عنایت یا نظر کرم ہو جائے تو چار دن پہلے غدار کہلانے والوں کو آپ حکمران بنا دیتے ہیں اور جب آپ کی نظر کرم ختم ہو جائے تو پھر وہ غدار ہو جاتے ہیں اور ان غداروں میں شامل وہ لوگ جو اعتراف غداری کر لیتے ہیں ان کو حکمران بنا دیتے ہیں ۔ آپ کے پاس کسوٹی ہے غداری یا گرفتاری کی ؟

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نے بھی ایک دو منٹ پہلے جو بات کی ہے میں نہیں سمجھتا کہ پنجاب کی سیاسی صورت حال کے متعلق ہے ۔ اگر ملک کی سیاسی صورت حال پر تبصرہ ہو تو یہ چیز relevant بنتی ہے ۔ لیکن پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث کے دوران دوسرے صوبوں کی سیاسی صورت حال کے متعلق اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو پھر ہمیں بھی جواب دینے کا حق ملنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے پنجاب ہی کے متعلق کہا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بڑی مہربانی ۔

جناب والا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ خوشحال ہو ۔ اس صوبہ کی اپوزیشن چاہتی ہے کہ آپ کے ساتھ ہر جائز کام میں تعاون ہو ۔ یہ آپ کے ہر جائز کام میں معاون کی حیثیت اختیار کرنا چاہتے ہیں اور یہی اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ جب بھی آپ نے صحیح بات کی ہے تو اس صوبہ کی اپوزیشن نے اس کو صحیح مانا ہے اور جب آپ غلط کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ Point of explanation, Sir. جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کا یہ فرمانا کہ جب بھی آپ نے درست بات کہی ہے تو اپوزیشن نے اسے قبول کیا ہے ۔ ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے ۔ ہم اس اپوزیشن کے بارے میں ان کا یہ دعویٰ تسلیم کرتے ہیں جو کہ اس ایوان کے اندر ہے جو اپوزیشن کے نام پر باہر کام کرتی ہے اس معاملے میں ہمیں اتفاق نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ باہر کی اپوزیشن نے بھی ہر قومی کام میں تعاون کیا ہے ۔ آئین سازی کے مسئلہ میں تعاون کیا ہے ہر اچھے کام میں تعاون کیا ہے ۔ یہ یہاں غلط بیان کیا گیا ہے کہ باہر کی اپوزیشن نے تعاون نہیں کیا ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ باہر کی اپوزیشن بھی تعمیری ہے اس ایوان کے اندر بھی اپوزیشن تعمیری ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ہم آپ کو یہاں مل کر آپ پر تنقید کر لیتے ہیں ۔ وہ آپ پر تنقید عوام میں کھڑے ہو کر کرتے ہیں اور عوام میں جو بات ہوتی ہے وہ عوامی نمائندوں کو پسند نہیں ہے ۔ اب وہ عوامی نمائندے جو عوام عوام کے نام لیتے تھے اب عوام کے نام سے گھبراتے ہیں ۔ اب عوام میں کوئی بات ہو تو تڑپ اٹھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جمہوریت بہت مہنگی چیز ہے ۔ جمہوریت

بہت قیمتی چیز ہے ۔ جمہوریت تشدد کے ساتھ نہیں چلائی جا سکتی ۔ جمہوریت ایک گھٹن کی فضا کے ساتھ نہیں چلائی جا سکتی ۔ جمہوریت کے لیے ایک قانون کے دائرے کے اندر کھلا ۔ ہموار اور صحیح معاشرہ اور صحیح فضا چاہیے تب جمہوریت پنپ سکتی ہے ۔ مجھے بتائیں اگر اس سے پہلے اس قسم کا تشدد روا رکھا جاتا تو آپ کا وجود آ سکتا تھا ؟ قطعاً نہیں آ سکتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ایک لفظ میں ختم کروں گا کہ وہی گلشن جس پر میں نے ابتدا تھی کہ قائد اعظمؒ نے اس کا پروگرام پیش کیا ۔ انہیں کی قیادت میں یہ بنا ۔ یہ گلشن پھلنے پھولنے کے لیے بنایا تھا لیکن اب یہ گلشن اُجاڑ ہو گیا ہے لٹ گیا ہے ۔ اس کا آدھا حصہ ختم ہو گیا ہے اور اب اس کی مثال وہی ہو گئی ہے :

اب بات کوئی بھی راز نہیں سب اہل گلستاں جان گئے
ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ ویسے آپ کی نیت اس لیڈر کی طرح ریٹائر ہونے کی تو نہیں جس نے قومی اسمبلی میں یہ شعر پڑھا تھا ۔

(قہقہہ)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ اشارہ کنونشن لیگ کی طرف تو نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ اشارہ کنونشن لیگ کی طرف نہیں ہے ۔ وہ جانتے ہیں جس کی طرف اشارہ تھا ۔ ایوب خان کے زمانے میں جو پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن تھے ان کی طرف اشارہ ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ ان کا اشارہ سردار بہادر خان کی طرف تھا ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. The House is called to order.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ Point of personal explanation. جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی ابھی اس ہاؤس میں فرمایا ہے کہ ہم نے جب بھی اس ہاؤس کی اپوزیشن کو اپنے دام فریب میں لانا چاہا . . . .

Mr. Speaker. The House is called to order. This is no personal explanation.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں ۔

Mr. Speaker. This is no personal explanation. Mian Manzoor Ahmad Mohal.

میاں منظور احمد موہل (بہاول نگر ۔ 2) ۔ جناب سپیکر ۔ عرض ہے کہ :

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

جناب والا ۔ میں نے آج موضوع زیر بحث پر نہ صرف اپوزیشن کے خلاف کچھ کہنا ہے بلکہ اپنی حکومت کے خلاف بھی چند شکوے اور چند گلے جو کہ سیاسی صورت حال کے متعلق ہیں پیش کرنے ہیں ۔ جناب والا ۔ میرا شعر پڑھنے کا اس وقت کوئی خاص مقصد ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن جو کہ اس ہاؤس میں نہایت اچھی تنقید کرتی ہے لیکن عملی طور پر ان کی اکثریت اس پر عمل پیرا نہیں ہے ۔ یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ وہ انداز سیاست ہم اختیار نہیں کر سکے جو کہ کرنا چاہیے تھا جمہوریت میں اپوزیشن حکومتی پارٹی پر ایک چیک ہوتا کرتی ہے اگر وہ چیک صحیح معنوں میں استعمال کرے اور صحیح معنوں میں اس کی ترجمانی کرے تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومتی پارٹی کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ غیر جمہوری راہ اپنائے یا ملک کے اندر کوئی ایسی غیر جمہوری حرکت کرے ۔ جناب والا ۔ اس لیے ہماری حزب اختلاف اس بات کی ذمہ دار ہے کہ انہوں نے حکومتی پارٹی کو یہ شہ دے رکھی ہے کہ وہ جو چاہے کرتی جائے ۔

جناب والا ۔ حزب اختلاف کے رہنما یہاں پر کافی کچھ کہہ چکے ہیں میں وہ

دھرانا نہیں چاہتا ہوں ۔ میں اپنی پارٹی کے متعلق بتاؤں گا جس میں تشدد اور فسطائیت رواج پا رہی ہے اور میں آج اس ہاؤس میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے اندر جو انسان حق و صداقت کی بات کرنا چاہتا ہے اس کا گلا گھونٹا جاتا ہے اور اس کی آواز کو دبایا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت اس طرح نہیں چلتی جس طرح آج ہماری پارٹی چلا رہی ہے ۔ جو عوام کے نام پر جمہوریت کے نام پر برسر اقتدار پر آئی ہے ۔ اگرچہ اس نے جمہوریت کو خیرباد کہہ دیا ہے لیکن میں آپ کو جناب سپیکر کی وساطت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان طوفانی لہروں میں ایک ایسا طوفان چھپا ہوا ہے جو اس ملک میں آئے گا اور پہلی حکومتوں کی طرح آپ کی حکومت کو بھی خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں یہ ہوش کے ناخن لیں ۔ ورنہ حشر برا ہوگا ۔ ان کے ساتھ جمہوریت کی بحالی کے لیے اکثریت کے خلاف ہم نے پورا پورا ساتھ دیا تھا مگر آج یہ ہمارے خلاف بے نیام تیغ کی طرح کام کر رہے ہیں میں پوچھتا ہوں ورکروں کے خلاف غلط قسم کے مقدمات کا انبار لگا رہے ہو ۔ کیوں ان کو جھوٹے مقدمات میں گرفتار کر رہے ہو ۔ کیوں ان پر تشدد کیا جا رہا ہے ۔ میں آپ کو اپنی ذاتی مثال دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ تشدد نہیں کیا جاتا ۔ میں کہتا ہوں دنیا کی تاریخ میں ایسا تشدد سیاسی رہنماؤں پر کبھی نہیں ہوا جو آج جاری حکومت کر رہی ہے ۔ میرے ساتھ خود اسی طرح بیتی ہے ۔ گرمی میں جس میں مجھے بغیر پانی کے چار دن تک جیل کے اندر رکھا گیا جہاں نہ کوئی پنکھا تھا نہ روشنی تھی نہ کسی قسم کا بستر (شیم ۔ شیم) اور اس سے بڑھ کر جناب والا ۔ میں اور کچھ اس ہاؤس میں بتانا نہیں چاہتا ہوں ۔ اور مجھے شرم آتی ہے آج کے ہمارے حکمران جو کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جنتوان میں ہمارے ورکروں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کیونکہ وہ حق کی بات کہتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسے کام کرو جس سے غریبوں کی امداد ہو مزارعوں کو بیدخل نہ کرو ۔ امیروں کا ساتھ نہ دو ۔ جاگیرداروں کا ساتھ نہ دو ۔ مجھے بھی اسی گناہ میں جناب والا ۔ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا گیا کہ میں غریبوں و مزارعوں کا ساتھ چھوڑ دوں یہ کہاں کی جمہوریت ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم غریب عوام کے ساتھ ہیں ۔ اگر ہم

غریب عوام کے ساتھ ہوتے تو غریب عوام میں اتنی بے چینی پیدا نہ ہوتی ۔ جس طرح آج تقریر کے دوران وزیر تعلیم ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ سیاسی و معاشی حالات آپس میں لازم و ملزوم ہیں ۔ میں جناب والا ۔ اس سے سو فیصد متفق ہوں ۔ معاشی حالت اس قدر دگرگوں ہو گئی ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی ۔ مالک اور مزارع کا آپس میں ٹکراؤ کرا دیا گیا ہے لیکن وہ جو بڑا زمیندار ہے اپنے رعب میں ہے وہ اسی طرح غریبوں پر ظلم کر رہا ہے ۔ ان کا ظلم کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں مگر چھوٹا زمیندار پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہے ۔ ہمارے قائد عوام نے 11 ستمبر 1971ء کو قائد اعظم کے مزار پر کہا تھا کہ اے میرے قائد ! یہ ظلم کی رات کب ڈھلے گی ۔ میں ان سے بعد ادب پوچھتا ہوں کہ اب ان کے دور میں ظلم کی رات پہلے سے زیادہ لمبی ہے یا کم ہے ۔ اس بدقسمت ملک میں سیاسی صورت حال ایسی ہے کہ مرکزی وزیر راولپنڈی میں جلسہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے ۔ جلسہ کو فیل کرانے کا پروگرام بنتا ہے ۔ صوبہ کا سربراہ پولیس کے دریچہ سے کارکنوں کو لے جانے والی بسوں کو روکوا لیتے ہیں تاکہ جلسہ ناکام ہو مجھے بتائیے ! یہ کہاں کی جمہوریت ہے ۔ ایوب کے دور میں کہا جاتا تھا کہ دفعہ 144 بہت زیادہ لگتی ہے ۔ ایوب کے دور میں کہا جاتا تھا کہ تشدد بہت ہوتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ایوب کے دور سے سو گنا زیادہ اس دور میں دفعہ 144 کا نفاذ اور تشدد ہو رہا ہے ۔ ہمارے قائد عوام نے کہا تھا کہ جیل کے اندر مجھے ناشتہ ٹھنڈا ملتا ہے اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ سالن میں بوٹیاں کم ہوتی ہیں اور شوربا زیادہ ہوتا ہے ۔ غور کیجیے جناب والا ۔ آج سیاست دانوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جا رہا ہے ۔ مقام شرم ہے ۔ حیرت کا مقام ہے ۔ ہمیں سوچنا چاہیے ۔ ہمیں وہ انداز فکر استعمال کرنا چاہیے جس سے جمہوریت پنپے ۔ جناب والا ۔ پنجاب کی فطرت ہے کہ یہ ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیتا ہے ۔ بھٹو صاحب کے اقتصادی اور معاشی پروگرام کے تحت اور ان کو مظلوم سمجھتے ہوئے پنجاب نے ان کا ساتھ دیا ۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ اس اپوزیشن کو جس سے میں سیاسی طور پر بالکل متفق نہیں ہوں ۔ (یعنی یو ۔ ڈی ۔ ایف) ان کو مظلوم کی شکل میں قوم کے سامنے پیش نہ کریں اگر قوم نے ان کو مظلوم قرار دے دیا اور آپ کو ظالم گردان لیا تو پھر آپ کے پرخچے اڑ

جائیں گے اور قطعاً برسر اقتدار نہیں رہ سکیں گے۔

جناب والا۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں کو ہم لے کر چلے تھے جو ہمارا منشور تھا۔ آج ہم صریحاً اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری پارٹی میں وہ عنصر جو انقلابی تھا اور صحیح پروگرام پر یقین رکھتا تھا آج وہ معتوب ہے۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہاں پر آج یہ اکٹھ وزیر اعظم کے استقبال کے لیے کیوں اکٹھا کیا جاتا ہے یہ صرف سہارا لے رہے ہیں یہ لوگوں کو دکھا رہے ہیں کہ عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ عوام از خود نہیں آئے ان کو غلط باتیں بتا کر یہاں لایا گیا۔ میرے حلقے میں کہا گیا ہے کہ آؤ افضل وٹو کے خلاف تنظیم کے بارہ میں بھٹو صاحب سے خود بات کرو اور وہ آرگنائزیشن درست کریں گے اور انہی لوگوں کو ہوائی اڈے پر لایا گیا۔

جناب والا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح آپ کبھی بھی برسر اقتدار نہیں رہ سکتے۔ پارٹی کے اصل رہنما جو پارٹی منشور پر یقین رکھتے تھے۔ آہستہ آہستہ بد دل ہو کر پارٹی کو چھوڑ رہے ہیں۔ کہاں گیا جانشین قائد عوام معراج محمد خان۔ کہاں گیا رسول بخش تالپور۔ کہاں گئے محمود علی قصوری و احمد رضا قصوری۔ یہ کیوں گئے ہیں؟ ان کے جانے کی کیا وجہ تھی۔ اس میں ضرور کوئی حقیقت تھی۔ کوئی بات تھی۔ یہ کیوں وزارتیں اور گورنری چھوڑ گئے۔ جناب والا۔ کیا وجہ ہے کہ نئے آدمی آ رہے ہیں جو خوشامدی اور غیر نظریاتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ عملی طور پر ختم ہوگا تو انشاء اللہ اس وقت ہم صحیح اپوزیشن کریں گے۔ ہم کسی سے دبنے والے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ ہم حق کی بات کرکے رہیں گے۔ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔ آئین لاگو ہے لیکن موجودہ صورتحال کیا ہے۔ کون زیادہ با اختیار ہے۔ کون غیر آئینی طور پر کام کر رہا ہے۔ ذرا اپنے دل میں سوچو کہ ہم اپنے ہی آئین کی دھجیاں کس طرح اڑا رہے ہیں۔ کیا یہی جمہوریت ہے؟ مجھے افسوس ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ سوشلزم لانے والے کیا گل کھلا رہے ہیں۔ ابتدا میں میں نے وہ شعر دونوں اطراف کے لیے پڑھا تھا ان کے لیے بھی اور اُن کے لیے بھی۔ اس لیے کہ باہر یہ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت غلط ہے۔ غلط ہے۔ یہاں ہاؤس میں آکر خوشامد کرتے

ہیں ۔ ان کا دل کچھ اور کہتا ہے اور زبان کچھ اور کہتی ہے ۔ میرے ساتھ اس معزز ایوان کے 80 فیصد ممبران نے باتیں کی ہیں جو میرے ساتھ متفق ہیں ۔ اب انہوں نے یہاں تقریریں کی ہیں اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ غلط کام ہو رہا ہے لیکن وہ یہاں ہاؤس میں مجبور ہیں اور وہ پردے ڈال رہے ہیں گویا کہ مطلب پرست ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میرے دوست نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ یہاں وہ اس ہاؤس میں مجبور ہیں ۔ یہاں کوئی مجبور نہیں ہے ۔ معزز رکن نے ایوان کی زبردست توہین کی ہے ۔ یہاں ہر شخص اپنی مرضی سے آتا ہے اگر جمہوریت نہ ہوتی تو میاں منظور احمد موہل صاحب بھی یہاں نہ ہوتے ۔ میاں افضل وٹو صاحب کے متعلق کہا ہے اس لیے وہ ان سے اتفاق نہیں کرتے اور یہ پارٹی سے چلے گئے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. The House is called to order. Will the honourable members resume their seats ?

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ یہ دوسروں کو جمہوریت اور دیانتداری کا سبق دیتے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے بھائی کو رشوت کی بنا پر برخاست کیا گیا تھا ان کو بحال کرایا گیا ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ تمام معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پرسنل ایکسپلانیشن ۔ جناب والا ۔ میرے بھائی پر میری وجہ سے الزام لگایا گیا ہے میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ میرے بھائی کا مارشل لاء کے دوران فوجی نائب صوبیدار سے جھگڑا ہوا تھا اور یہ اصول کی بات پر ہوا تھا ۔ اس لڑائی کو مارشل لاء والوں نے پرسٹیج کا سوال بنا کر میرے بھائی کو سزا دی تھی ۔ قائد عوام نے بھی خط لکھے تھے لیکن اس وقت یحییٰ خان نہ مانے ۔ جب ہماری حکومت آئی تو وہ جانتی تھی کہ یہ غلط ہوا ہے تو انہوں نے میرے بھائی کو بحال کر دیا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ جنگ کے دوران اس کا بھائی جاسوسی کر رہا تھا ۔ وہ ہندوستان کے ایجنٹ کی حیثیت سے پکڑے گئے تھے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ اس کی انکوائری کی جائے اور اگر یہ صحیح ثابت ہوجائے تو میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا یا میرے یہ دوست مستعفی ہو جائیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ اگر آپ اصول کی بات کرتے ہیں تو آپ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے ۔ تو آپ مستعفی ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید ناظم حسین شاہ آپ تشریف رکھیں ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ میں اب بھی پیپلز پارٹی کے پروگرام کے ساتھ ہوں اور اس کے منشور پر یقین رکھتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ میں نے یہاں پر حقیقت بیان کی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کیا یہاں پر کوئی وقت کی پابندی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وقت کی پابندی ہے میں نے جو وقت انہیں دیا ہے اس میں ممبران نے تین چار منٹ کا اضافہ کر دیا ہے ۔ میں نے تو گھنٹی بجا دی تھی ۔ معزز ممبر کو اس کا نوٹس لینا چاھیے تھا منظور احمد موھل ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ ہمارے صوبہ پنجاب کی پولیس پہلے ہی بدنام اور بدعنوان ہے ۔ اس کے متعلق پہلے ہی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم میں اپنی مثال آپ ہے ۔ اب ہماری حکومت کو چاھیئے کہ وہ پولیس کی رسی اتنی ڈھیلی نہ چھوڑے کہ وہ سیاستدانوں پر جس طرح چاہے ظلم روا رکھتی جائے کیونکہ ہر آدمی کو یہ سوچنا چاھیئے کہ ہر وہ چیز

جس کو وہ اپنے لئے جائز سمجھتا ہے وہی اوروں کے لئے کرے اور جس کو اپنے لئے جائز نہیں سمجھتا وہ خدا کے لئے اوروں کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہ کرے۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان ۔ 19) ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی سیف‌اللہ صاحب کے بعد اور منظور احمد موہل صاحب کے بعد مجھے جو آپ نے وقت دیا ہے یہ بھی کچھ تھوڑی سی زیادتی ہو گئی ہے کیونکہ ان تقریروں کے بعد بولنا کارے دارد ہے۔ بہر حال میں اپنا نقطہ نظر پوری وضاحت سے عرض کرنگا ۔

جناب سپیکر ۔ صوبہ کی سیاسی صورتحال مجھے سنگین بھی نظر آئی ہے ۔ پیچیدہ بھی اور فریقین میں چاہے وہ صاحب اقتدار ہیں یا حزب مخالف ۔ ان میں کچھ سختی آئی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت اور اور سیاست ایک ایسا کھیل ہے جو مناسب قواعد اور مناسب ضوابط کے بغیر نہیں کھیلا جا سکتا ۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس ملک میں ' اس کھیل میں سب سے پہلے پہلے فاؤل کس نے کھیلا تھا اور کس نے جمہوریت کی رگ پہ چھرا پھیرا اور انصاف کا گلا گھونٹا اور یہ رواج چل پڑا کہ جو حکومتیں آئی اور جاتی ہیں وہ سیاست کا صحیح کھیل کھیلتی نظر نہیں آتیں ۔ جناب والا ۔ مسلم لیگ اگرچہ میری اپنی جماعت ہے اور مسلم لیگ کو سب سے زیادہ وقت ملا کہ وہ اس ملک میں سیاسی اور جمہوری روایات قائم کرتی اور یہ وہی جماعت ہے جس نے اس ملک کو حاصل کیا تھا ۔ مگر مجھے یہ مانتے ہوئے اور یہ تسلیم کرتے ہوئے کوئی باک نہیں کہ خود مسلم لیگ کے اکابرین سے اہم غلطیاں ہوئیں اور اس نے ایسی روایات قائم کر دیں جن سے نا انصافی کی بو آتی تھی ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ غلط رسم کی بنیاد رکھنے والا شخص ہی ذمہ دار ہوتا ہے جب کہ اس رسم کا رواج ہو جاتا ہے ۔ اب موجودہ صورت میں مجھے ملک میں دو طبقے نظر آتے ہیں ۔ ایک طبقہ تو ایسا ہے جو حکومت کی کسی اچھائی کا ۔ کسی اچھی کارکردگی کا ذکر کرنا گناہ سمجھتا ہے اور وہ اپنی حکومت کے کسی کام کی تحسین کرنا اپنے لئے اور قوم کیلئے مضر سمجھتا ہے اور ایک

طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ وہ حکومت کی ہر کارروائی کی - چاہے وہ جائز ہو یا ناجائز ہو - تائید کرتا ہے اور اپنے اکابرین کو صحیح مشورہ نہیں دیتا - میں سمجھتا ہوں کہ وہ متحدہ محاذ سے بھی زیادہ اپنی حکومت کا نقصان کر رہے ہیں -

جناب والا - 29 ستمبر کی تقریر میں اثر پورٹ پر جناب محترم وزیر آعظم صاحب نے خود تسلیم کیا کہ ہم بھی انسان ہیں اور ہم سے غلطی ہو سکتی ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا اور جناب وزیراعظم صاحب کا بہترین دوست وہی ہے- وہی پیپلز پارٹی کا صحیح رکن ہے - وہی پیپلز پارٹی کا صحیح ایم - پی - اے ہے - وہی پیپلز پارٹی کا صحیح ایم - این - اے ہے جو حکومت کی کوتاہیوں سے اور ایسی باتوں سے حکومت کو اگاہ کرے جن کی وجہ سے اللہ تعالے کی مخلوق اور مسلمان اور یہ قوم ان سے دور ہو سکتی ہے -

جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ آزادی کسی فرد - کسی گروہ یا افراد کے لئے نہیں حاصل کی جاتی - آزادی بنیادی طور پر چند بنیادی چیزوں کا نام ہے جس کے لئے قومیں سالہا سال قربانیاں دیتی ہیں اور اپنی عزت و ناموس - اپنے بچوں کی اور اپنی جان کی اور اپنے مال و جائداد کی قربانیاں دیتی ہیں تا کہ قوم کو اور ملک کو آزادی حاصل ہو - ان میں سب سے اول چیز ہے آزادی تحریر و تقریر - جناب والا - نمبر دو یہ شہری کے بنیادی حقوق آتے ہیں چاہے وہ سیاسی ہوں - مذہبی ہوں یا عدلیہ سے انصاف حاصل کرنے کے ہوں - تیسرے نمبر پر عدلیہ کی بالا دستی اور مکمل آزادی ہوتی ہے - اور چوتھے نمبر پر ہر آدمی کو کام کرنے کے لئے مناسب اور مساوی مراعات اور ترقی کے منازل طے کرنے کیلئے ایک جیسا سلوک ہونا لازمی اور ضروری ہے - اور پانچویں نمبر پر انتظامیہ کو کبھی بھی اپنے مفادات کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہیئے - جناب والا - میں یہ عرض کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ جب سے پاکستان بنا ہے سوائے قائد آعظم کے اپنے وقت کے ہمیں ان چیزوں میں وقتاً فوقتاً ہر جگہ نا انصافی کی بو آتی ہے - میں پیپلز پارٹی کے اکابرین کو ایک بہ درد طریقے

جس کو وہ اپنے لئے جائز سمجھتا ہے وہی اوروں کے لئے کرے اور جس کو اپنے لئے جائز نہیں سمجھتا وہ خدا کے لئے اوروں کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہ کرے۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان ۔ 19) ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ صاحب کے بعد اور منظور احمد موہل صاحب کے بعد مجھے جو آپ نے وقت دیا ہے یہ بھی کچھ تھوڑی سی زیادتی ہو گئی ہے کیونکہ ان تقریروں کے بعد بولنا کارے دارد ہے۔ بہر حال میں اپنا نقطہ نظر پوری وضاحت سے عرض کرونگا ۔

جناب سپیکر ۔ صوبہ کی سیاسی صورتحال مجھے سنگین بھی نظر آئی ہے ۔ پیچیدہ بھی اور فریقین میں چاہے وہ صاحب اقتدار ہیں یا حزب مخالف ۔ ان میں کچھ سختی آئی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت اور اور سیاست ایک ایسا کھیل ہے جو مناسب قواعد اور مناسب ضوابط کے بغیر نہیں کھیلا جا سکتا ۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس ملک میں ' اس کھیل میں سب سے پہلے پہلے فاؤل کس نے کھیلا تھا اور کس نے جمہوریت کی رگ پہ چھرا پھیرا اور انصاف کا گلا گھونٹا اور یہ رواج چل پڑا کہ جو حکومتیں آئی اور جاتی ہیں وہ سیاست کا صحیح کھیل کھیلتی نظر نہیں آتیں ۔ جناب والا ۔ مسلم لیگ اگرچہ میری اپنی جماعت ہے اور مسلم لیگ کو سب سے زیادہ وقت ملا کہ وہ اس ملک میں سیاسی اور جمہوری روایات قائم کرتی اور یہ وہی جماعت ہے جس نے اس ملک کو حاصل کیا تھا ۔ مگر مجھے یہ مانتے ہوئے اور یہ تسلیم کرتے ہوئے کوئی باک نہیں کہ خود مسلم لیگ کے اکابرین سے اہم غلطیاں ہوئیں اور اس نے ایسی روایات قائم کر دیں جن سے نا انصافی کی بو آتی تھی ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ غلط رسم کی بنیاد رکھنے والا شخص ہی ذمہ دار ہوتا ہے جب کہ اس رسم کا رواج ہو جاتا ہے ۔ اب موجودہ صورت میں مجھے ملک میں دو طبقے نظر آتے ہیں ۔ ایک طبقہ تو ایسا ہے جو حکومت کی کسی اچھائی کا ۔ کسی اچھی کارکردگی کا ذکر کرنا گناہ سمجھتا ہے اور وہ اپنی حکومت کے کسی کام کی تحسین کرنا اپنے لئے اور قوم کیلئے مضر سمجھتا ہے اور ایک

بڑھا نہیں گئی تو اپنی ساکھ ضرور کھو چکی ہے ۔ اس احساس میں پختگی مجھے گزشتہ سینٹ کے انتخاب میں ملی ۔ اس میں میں نے یہ دیکھا کہ اگر اس میں تھوڑی سی بھی جان اور زندگی کی رمق باقی رہ گئی ہے۔ وہ گئی نہیں تو جانے والی ہے ۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا ؟ اس لئے ہوا کہ پارٹی دھڑوں میں بٹ گئی ۔ لیڈران نے اپنی اڑھائی اینٹ کی مسجد بنا لی ۔ انہوں نے اپنے آپ کو چار دیواری میں محدود اور مقید کر لیا اور اپنے فیصلے قوم پر تھوپنے شروع کر دیے ۔ ان کے تعلقات جاتے رہے ۔ میں افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ اس پارٹی کے تنزل ترقی اور اتار چڑھاؤ میں تو سال ہا سال لگے ۔ لیکن یہ حکمران پارٹی تو آج ہی دھڑوں میں بٹ کر تباہ حال ہوئی ہے۔ ابھی حکومت میں آئے ہوئے آپ کو چند سال ہی ہوئے ہیں اور آپ عوام کا اعتماد لے کر حکومت میں آئے تھے ۔ آپ دھڑوں میں بٹ چکے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اب آپ تین دھڑوں میں بٹے ہوئے ہیں ۔ ایک تو وہ ہے جس کا نام جمہوریت ہے ۔ جس کا نظریہ پاکستان پر ایمان ہے ۔ دوسرا دھڑا وہ ہے جس کا دین اور ایمان خالصتاً سوشلزم ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے قائد کو صرف ایک آڑ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔ تیسرا وہ ہے جو کہ نہ "HE اوں" میں ہے اور نہ "SHE اوں" میں ۔ جو سامنے آتا بھی نہیں اور صاف چھپتا بھی نہیں ۔ اگر جناب والا ۔ آپ کو یقین نہیں تو شاید یہ یقین کریں بھی نہ ۔ کیونکہ تین ہٹوں کے بعد چوتھی ہٹ اب پیپلز پارٹی ہٹ ہے ۔ اگر یقین نہیں تو جا کر گاؤں میں دیکھ لو کہ کیا حالت ہے ۔ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔ میں خوشی سے نہیں کہہ رہا ۔ کیونکہ آپ آئے ہیں لوگوں کا اعتماد لئے ہوئے ۔ آپ آئے ہیں غریبوں کا استحصال دور کرنے کے لئے ۔ آپ آئے ہیں طلبہ اور مزدوروں کا اعتماد لئے ہوئے ۔ اس اعتماد کو آپ نے ٹھیس نہیں پہنچانی ۔ انہوں نے آپ کو امامت دی ہے۔ آپ کو قیادت دی ہے ۔ اس کے اصول آپ کو سیکھنے ہوں گے ۔ وہ اصول کیا ہیں ۔ صداقت ، عدالت ، شجاعت اور محبت ، جو فاتح عالم ہے ۔ ان اصولوں کو آپ کھو بیٹھے ہیں ۔ اور آپ نے قوم کو کیا دیا ہے ؟ ظلم و تشدد ' چور بازاری جو کہ آپ خود بھی اعتراف کرتے ہیں کہ چور بازاری ہے ، لیکن ہم اس کو دور نہیں کر سکتے ۔ وہ حکومت کس کام کی

جوکہ چور بازاری ہو رہی ہو ، سمگلنگ ہو رہی ہو اور وہ اس کو روک نہ سکے ۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ مستعفی ہو جائے ۔ آپ نے مہنگائی دی ، آپ نے غنڈہ گردی دی ، آپ نے ڈاکہ زنی دی ۔ آپ اخبار اٹھا کر دیکھ لیں ، ایک وقت میں تین تین چار چار ڈاکے پڑ رہے ہیں ۔ قوم کو یہ ملا ہے ۔ اس کے بدلے میں کہ آپ اس کو محبت دیتے ، آپ اس کو شجاعت دیتے ، آپ اس کو عدالت دیتے ۔ یہ اصول جو کہ آپ نے چھوڑ دیئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کا نقصان کس کو ہو رہا ہے ؟ قوم کو ہو رہا ہے ، اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے قائد عوام کو ہی نہیں ، مجھے بھی ہو رہا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ بیس گھنٹے ہی نہیں ، بائیس گھنٹے بھی کام کرتے ہیں ۔ ان کو آج جو نقصان آپ پہنچا رہے ہیں ، اس کا ازالہ نہیں ہو سکا ۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ حکومت کرنا سیکھیں ۔

جناب والا ۔ آج کل جتنی بھی مراعات اور نوازشات ہیں ، بلکہ میں تو کہوں گا کہ یہاں تک کہ ملازمتیں بھی چند اپنے پسندیدہ ورکرز کو تو میں نہیں کہوں گا اپنے عزیز و اقارب کے لیے یا ممکن ہے ورکرز کے لیے بھی ، وہ وہ ریزرو ہو کر رہ گئی ہیں ۔ جن کے لیے آپ میدان عمل میں آئے تھے ، جن کا اعتماد جو سب سے قیمتی شے ہے ، جو غریبوں ، کسانوں اور مزدوروں اور طلبہ نے آپ کو دیا تھا ، وہ آپ اعتماد کھو بیٹھے ہیں ۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج وہ بائیس خاندان جن کو آپ نے صفحہ ہستی سے مٹانے کی قسم کھائی تھی وہ آج بھی موجود ہیں لیکن جو غریب ہے ، وہ غریب سے غریب تر ہو چکا ہے ۔ وہ مہنگائی کے بوجھ تلے سسک رہا ہے ۔ بیس روپے من نمک لے کر کھا رہا ہے ، دو سے اڑھائی روپے سیر پیاز لے کر کھا رہا ہے جو کہ چار روپے من تھا ، چھ سے سوا چھ روپے سیر چینی لے کر کھا رہا ہے جس کی سرکاری قیمت تین روپے سیر ہے ۔ طلبہ دل برداشتہ ہیں ، مزدور مجبور و لاچار ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں پی ڈی ایف کا ذکر کرتا ہوں جو بہت آیا ہے ۔ میرا کم از کم اپنا یہ یقین ہے کہ پی ڈی ایف نے سیلاب کے زمانے میں جو کردار ادا کیا ہے ، وہ قابل تحسین نہ تھا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت قوم ڈوبی ہوئی تھی ، اس وقت ہم پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں اس کو رحمت الٰہی نہیں کہہ سکتا اور اپنے وزیر خزانہ سے بھی کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سیلاب ، آؤ ! ہر سال آؤ ، میں تمہارا خیر مقدم کروں گا ۔ کیونکہ خدا رحیم بھی ہے ، کریم بھی ہے ، غفار بھی ہے ۔ لیکن ساتھ ہی وہ قہار بھی ہے اور اس کی قہاری کو میں پاؤس میں کھڑے ہو کر چیلنج نہیں کر سکتا ۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کے مقاصد نیک تھے ۔ یو ڈی ایف مجموعہ ہے چند جماعتوں کا جن کی سوچ ، سمجھ اور اپروچ میں بعد المشرقین ہے ۔ اب یہ ایک پلیٹ فارم پر کیوں آ کر کھڑے ہو گئے ہیں ؟ وہ جمہوریت کی بقا کے لیے کھڑے ہوئے ہیں ۔ وہ جمہوریت کا جنازہ اٹھتے نہیں دیکھنا چاہتے ۔ ممکن ہے وقت کا تعین غلط ہو ، لیکن ان کے مقاصد نیک تھے ۔ طلبہ نے آپ پر اعتماد کیا لیکن آج ان پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ جماعت اسلامی کی جیبیں اور جماعت اسلامی کے پیسے طلبہ کو خرید سکتے ہیں اور انہوں نے خرید لیے ہیں اور جماعت اسلامی نے سوشلزم کا پراپیگنڈہ کر کے ان طلبہ کو ورغلا لیا ہے ، وہ طلبہ جنہوں نے کل آپ کی اور ہماری جگہ لینی ہے ، وہ طلبہ جو کہ ہر ہنگامے میں ، ہر انقلاب میں ہراول دستے میں رہے ہیں اور ہراول دستے میں رہیں گے ، ان پر یہ الزام لگانا کہ وہ خریدے جا سکتے ہیں یا ورغلا جا سکتے ہیں ، پڑھے لکھے لاکھوں نوجوانوں ، غیور اور با شعور نوجوانوں پر یہ الزام لگانا ، میں سمجھتا ہوں ، بہتان ہے ، اس وقت تو آپ (حزب اقتدار) نے تالی بجائی تھی ، میں کہتا ہوں کہ اب بھی تالی بجائیں ۔ لیکن جناب والا ۔ اب یہ تالی نہیں بجاتے ۔

جناب والا ۔ ملتان میں یو ڈی ایف کے لیڈروں پر جو مظالم ہوئے ہیں ، وہ تفصیلات بتا دی گئی ہیں ۔ جناب قاسمی کی بیوی ، بہن اور والدہ پر جو ظلم ہوئے ہیں اور مسجد شہداء سے جو پکڑے گئے اور ایک پارٹی کو شیخوپورہ میں لے جا کر اس پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور جنرل سیکرٹری مسلم لیگ کی ریڑھ کی ہڈی توڑی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے عرض کر دیتا ہوں کہ جمہوریت میں اپوزیشن ایک ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے یہ آپ نے ان کی ریڑھ کی ہڈی نہیں توڑی بلکہ آپ نے جمہوریت کے

اوپر ایک مکروہ اور غلیظ وار کیا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ ملک صاحب آپ اندازاً کتنا وقت لیں گے ۔

وزیر قانون ۔ دس منٹ میں ختم کرنے کی کوشش کروں گا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی نام دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو بہرحال آپ کا نام ابھی تک نہیں آیا ۔

I have got 18 names but I can't oblige every member. The parties have to marshal their members to organize who is to speak and who is not to speak. Actually, they should not throw this burden on me.

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ جناب والا ۔ اس معزز ایوان میں جب کہ صوبہ پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ پاکستان کا دل ہے ۔ اس صوبے میں سیاسی صورت حال پر بحث کی گئی تو فاضل اراکین نے نظریہ پاکستان ۔ تحریک پاکستان اور اس کے عوامل اور بار بار قائد اعظم حضرت محمد علی جناحؒ کے اقوال کو یہاں پر دھرایا تو میں بھی اپنی بات تحریک پاکستان اور اس کے عوامل سے شروع کرنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ اگر حالات کا صحیح طور پر تجزیہ کیا جانا مقصود ہے تو پھر یہ بتلانا کہ تحریک پاکستان کیا تھی ۔ کیوں کر کامیاب ہوئی ۔ کن قوتوں اور طاقتوں کی یکجہتی اور اتحاد کی وجہ سے کامیاب ہوئی ۔ جناب والا ۔ یہ میرے فرض منصبی میں شامل ہے ۔ حقیقت میں برصغیر کے مسلمان قائد اعظم کی قیادت کو جب تسلیم کر چکے تھے تو وہ محض ایک علیحدہ اسلامی مملکت اس لیے حاصل کرنا چاہتے تھے کہ ہندو بنیے کی لوٹ سے انہیں نجات حاصل ہو ۔ برطانوی حکمرانوں کی آمریت سے اور ان کے غاصبانہ قبضے سے نجات حاصل ہو ۔ تو پھر جناب والا ۔ محض آزادی برصغیر کے ان غریب مسلمانوں کو چاہیے تھی جن کے گھروں میں روٹی نہیں تھی ۔ جن کے تن پر کپڑا نہیں تھا ۔ جو فیکٹریوں میں ۔ کھیتوں میں دفتروں میں ۔ میدان صحافت میں کارکن صحافیوں کی شکل میں استحصال کا شکار تھے ۔ ایسے دانشور جو انقلابی نظریات رکھتے تھے لیکن کسی صورت میں بھی ان کے نظریات کو فتح حاصل نہیں ہو سکتی تھی ۔ یہ

تمام قوتیں ۔ یہ تمام طاقتیں جو تھیں ایک جگہ اکٹھی ہوئیں اور قائد اعظم رح کی قیادت کو صدق دل سے تسلیم کیا اور تحریک پاکستان کامیاب ہوئی اور ہم نے یہ ملک حاصل کیا ۔

جناب والا ۔ آج اگر پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث کے دوران اس نمایاں پہلو کو پس پشت ڈال دیا گیا کہ نظریہ پاکستان کیا تھا اور نظریہ پاکستان کی غلط طور پر ترجمانی کی گئی تو کسی صورت میں بھی یہ کوئی contribution نہ ہوگی کہ ہم سیاسی صورت حال کو صحیح رکھنا چاہتے ہیں ۔ یا سیاسی صورت حال کو بگاڑنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پھر قائد اعظم کی تقلید کرتے ہوئے قائد اعظم کے سچے سپاہی کی شکل میں ان کے نظریات کو اور صحیح نظریات کو کہ جو اسلامک سوشلزم کی بنیاد پر قائم نظریات تھے ان کو عوام کے سامنے روشناس کرانے کے لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو میدان عمل میں آئے اور آج خدا کے فضل و کرم سے اس مملکت کے وزیر اعظم کی حیثیت سے اس ملک کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ حزب اختلاف کی طرف سے ایک جامع منصوبہ کے تحت ایک خاص نظریہ کو نافذ کرنے کے لیے کوئی تعمیری جد و جہد کی جائے تو میں اس بات کا قائل نہیں ہوں ۔ یہ نظریات کا الجھاؤ ہوگا ۔ ایک نظریہ جس کے حق میں عوام نے mandate دیا ہو اور عوام کی اکثریت نے رائے کا اظہار کیا ہو اگر اس نظریہ کے نفاذ کے لیے موجودہ قیادت دن رات کام کر رہی ہے اور ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھانا چاہتی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی ضمانت دینا چاہتی ہو کہ پاکستان اکٹھا رہ سکے تاکہ پاکستان کے مزید حصے بخرے نہ کیے جا سکیں تو پھر جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسری جانب سے بھی اگر حب الوطنی کا کوئی شیدا موجود ہے ۔ حب الوطنی کے تقاضوں کو کوئی پورا کرنا چاہتا ہے تو پھر دعوت عمل ہر وقت دی جاتی رہی ہے ۔ ہمارے قائد نے ہمیشہ فراخدلی سے کام لیتے ہوئے گفت و شنید کے دروازے ہر آڑے وقت میں کھلے رکھے اور کوششیں کیں کہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو ۔ مری میں میٹنگ بلائی ۔ اسلام آباد میں میٹنگ بلائی ۔ جب پریذیڈنٹ تھے اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس میں میٹنگ بلائی ۔ جناب والا ۔ ہر وقت یہ کوشش کی گئی کہ ہم اگر اپنے آپ کو نظریاتی قائد

کہتے ہیں ۔ کسی بھی سیاسی جماعت کی قیادت اگر ان کے پاس موجود کیوں نہ ہو اگر وہ مسلم لیگ کی قیادت سنبھالے ہوئے ہیں ۔ اگر یو ڈی ایف کی متحدہ طور پر قیادت سنبھالے ہوئے ہوں ۔ اگر وہ کسی اور تنظیم کی قیادت ہی کیوں نہ سنبھالے ہوئے ہوں ۔ اپنے آپ کو کسی سطح پر اگر وہ سیاسی لیڈر مانتے ہیں تو پھر کسی نظریے کے نفاذ کے لیے وہ کوشش کرنا چاہتے ہوں گے ۔ تو جناب والا ۔ پھر کسی ایک نظریے کو ملک میں نافذ کیا جانا مقصود ہوتا ہے تو یہ قائد عوام کے فرائض میں بات شامل تھی کہ انہوں نے دعوت عمل دی ۔ ہر وقت یہ کہا کہ میرے ساتھ ٹیبل پر بیٹھ کر گفت و شنید کی جائے ۔ جو آپ کی بات تسلیم کی جانی چاہیے اور جس کی وقت ہمیں اجازت دے ۔ جو وقت کے تقاضوں کے مطابق ہو ۔ جو پاکستان کے معروضی حالات اجازت دیں گے ہم آپ کی ہر صحیح بات تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اس کے باوجود تخریبی ہتھکنڈوں سے کام لیا گیا اور ایسے وقت میں جب کہ پوری قوم کے سامنے دشواریاں تھیں ۔ جب کہ پوری قوم متحد ہو کر سیلاب کا مقابلہ کر رہی تھی اور جس وقت سندھی ، بلوچی ، پٹھان اور پنجابی میں کوئی تمیز نہیں تھی ۔ بلکہ پورے پاکستان سے امداد دی گئی ۔ ہر قسم کی امداد دی جا رہی تھی تو عین اس وقت سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف بھٹو دشمنی پر یہ بات مبنی تھی بلکہ پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے خلاف ایک کاری ضرب لگانے کی کوشش کی گئی تھی ۔

حضور والا ۔ یہ عوامل تھے جو میں بتلانا چاہتا تھا اور جو ہمیں بتلاتے ہیں کہ صحیح پاکستانی کون تھا اور صحیح پاکستانی کون ہے اور پاکستان کے دشمن ۔ تحریک پاکستان کے دوران کون تھے ۔ آج بھی پاکستان کے ساتھ دشمنی کرنے کے لیے ملک میں جاگیرداری ، سرمایہ داری اور افسر شاہی نظام کے گٹھ جوڑ کو کون تقویت دینا چاہتا ہے ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف کی طرف سے یہ کہا گیا ہے ، میں نے اسی وقت نشان دہی کی تھی جب ایک فاضل رکن نے حکومت کے خلاف الزام تراشی کرتے ہوئے یہ کہا کہ بھارت کے ایجنٹ کا ثبوت دے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے اسی وقت کہا تھا کہ مجھے جب موقع ملے گا اور میری بات بھی سکون سے سنی جائے گی تو میں آج بتلانا چاہتا ہوں کہ آج اس ملک میں بھارت کے ایجنٹ کون ہیں ۔ آج

کون ایسے لوگ ہیں جو اپنی جاگیروں پر اسی طرح قابض رہنا چاہتے ہیں ۔ جو کارخانوں میں مزدوروں کا استحصال روا رکھنا چاہتے ہیں ۔ نوکر شاہی کے ساتھ پھر نیا گٹھ جوڑ قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن پاکستان کی سالمیت کے ساتھ ان کا کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور ان کی کوشش ہے کہ پاکستان رہے یا نہ رہے ۔ ایک حصہ ہو جائے دو ہو جائیں یا چار ہو جائیں۔ پاکستان کے کسی بھی صوبے میں کوئی بھی شکل کوئی تحریک کیوں نہ لے لے لیکن ان کی جاگیریں ۔ ان کا استحصالی نظام قائم رہے ۔ لیکن میں بتلا دوں کہ وہ نظام جس کو تحفظ دیا گیا ہے ۔ شروع سے جب سے پاکستان بنا ہے آج تک کوششیں کی گئیں کہ بنگلہ دیش بنتا ہے تو بن جائے لیکن استحصالی نظام قائم رہے ۔ جناب والا ۔ وہ نظام اب کھوکھلا ہو چکا ہے ۔ اس کی جڑیں ہل چکی ہیں ۔ میرے دوستوں نے بجا طور پر کہا کہ عوام کا شعور بہت بلند ہے اور آج کا کسان ماضی کا کسان نہیں ہے ۔ آج کا مزدور ماضی کا مزدور نہیں ہے ۔ آج کا طالب علم ماضی کا طالب نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ شعور پھر ذوالفقار علی بھٹو نے دیا تھا ۔ یہ شعور قائد عوام کے انقلابی منشور کی وجہ سے عوام میں ہوا اور پھر آج جس شکل میں جمہوریت موجود ہے یہ بھی ذوالفقار علی بھٹو کی مسلسل جد و جہد کا نتیجہ تھی کہ آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں اور صحیح طور پر اپنے خیالات کے اظہار کا ہمیں حق دیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ اگر یہ تمام باتیں حقیقت پر مبنی ہیں تو پھر جمہوریت آئینی ذرائع سے بحال کی گئی کوئی غیر آئینی ذرائع سے نہیں ۔ کوئی غیر آئینی ذریعہ ذوالفقار علی بھٹو نے اختیار نہیں کیا ۔ آمریت ایوب کی شکل میں تھی ۔ یحییٰ کی شکل میں تھی ۔ فوجی آمریت اپنے داغ دکھا رہی تھی تو اس وقت میرے قائد نے اعلان کیا تھا کہ ہم غیر جمہوری ذرائع استعمال نہیں کریں گے ۔ جمہوری تقاضوں کی پرواہ کرتے ہوئے پھر جمہوریت بحال ہوئی ۔ تو ان حالات کے پیش نظر پنجاب میں کسی بھی سیاسی جماعت کو گٹھ جوڑ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ آ کر حکومت کو مجبور کرے کہ غیر قانونی یا غیر آئینی طریقے استعمال کرے یا یہ کہ وہ اقتدار سے دستبردار ہو جائے ۔

جناب والا ۔ جب ہم نے خود غیر آئینی ذرائع استعمال نہیں کیے تو ہم کسی کو اس امر کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں کہ وہ غیر آئینی طریقے اپنائے

ہوئے تشدد کا راستہ اختیار کریں اور غریبوں کی جان و مال سے کھیلیں۔ جناب والا . . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں مزید دو منٹ میں اپنی بات ختم کرنی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں دفعہ 144 کے تحت کارروائی ہوئی ۔ قانون کی بالا دستی اگر کسی صوبہ یا کسی ملک میں نہ ہوگی تو پھر جنگل کا قانون نافذ ہو جایا کرتا ہے ۔ دفعہ 144 کا اطلاق محض اس لیے ہوا کہ ہماری یہ کوشش تھی بلکہ قوم کے ساتھ یہ وعدہ تھا کہ ہم ملک کی سلامتی کو ہر حال میں برقرار رکھیں گے ۔ تو ملک کی سلامتی کے لیے یہ کارروائی کرنی پڑی ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ملک کے اندر تخریب کاروں کے خلاف صف آرا ہونا اور تشدد کا پرچار کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دینا بھی پھر ہمارے فرض میں شامل ہے ۔ گورنر پنجاب جناب غلام مصطفیٰ کھر نے ایسے موثر اقدامات بر وقت کیے تھے کہ اگر ایک طرف سیلاب کا زور تھا تو دوسری طرف حکومت کا فرض منصبی یہ بھی تھا کہ غریب شہریوں اور دیہاتیوں کو لوٹا نہ جا سکے اور کوئی ایسا لٹیرا یا ڈاکو جو اپنے آپ کو سیاست دانوں کی لسٹ میں شمار کرتا ہو سیاست دانوں کی لسٹ میں اپنا نام لکھواتا ہو اور لوٹ مار کا نظام یہاں رائج کرنا چاہے تو وہ ایسا نہ کر سکے اور اس کی اس کو اجازت نہ دی جائے ۔ تو جناب والا ۔ یہ اقدامات بر وقت کیے گئے اور یہ حکومت کی فہم و فراست تھی جس کی وجہ سے آج صوبے میں نظم و نسق کی صورت حال بالکل ٹھیک ہے ۔ آج کسی طرف سے بھی یہ شکایت نہیں ہے کہ فلاں نے فلاں کی دوکان کو لوٹ لیا یا یہ کہ کسی نے کسی پر تشدد کیا ہو یا تشدد کے پرچار کو ہوا دی جا سکی ہو ۔ تو جناب والا ۔ یہ باتیں تھیں جن کی وجہ سے یہ چند اقدامات کیے گئے ۔ میں دوسری بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ ملک قاسم کے ساتھ یا یاسین وٹو کے ساتھ کیا ہوا ۔ میں اس بحث میں اس لیے نہیں جانا چاہتا کہ جہاں ہم نے قانون کی بالا دستی کی بات کی ہے وہاں ہمارا ہے ۔ ہمیں قانون یہ بتاتا ہے اور ہمارے اسمبلی قواعد و ضوابط یہ بتاتے ہیں کہ اگر کوئی معاملہ ہائی کورٹ میں subjudice ہے یا ہو تو اس پر ایوان میں بحث نہ کی جائے ۔ میں اس چیز کو یہاں چھوڑنا نہیں چاہتا کیوں کہ ہائی کورٹ میں معاملہ

subjudice ہے ۔ جو بات ہوگی وہ عوام کے سامنے ہوگی اور اس کو عوام خود پرکھ سکیں گے کہ اس میں سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر پنجاب میں اگر ہم حق پرستی کا ساتھ دیں ۔ اگر ہم صدق دل سے سمجھ لیں کہ کسانوں ۔ مزدوروں ۔ طالبعلموں ۔ اور دانشوروں کے اتحاد کو قائم کرنا ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پاکستان کے قافلے کو منزل تک لے جانا ہے تو جناب والا ۔ ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم بحث کے دوران تحریک پاکستان کا حوالہ بھی دے سکیں ۔ ہم قائد اعظمؒ کے اقوال زریں بھی پیش کر سکتے ہیں اور جناب والا ۔ حضرت قائد اعظم کی روح کو خراج عقیدت بھی اسی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ پاکستان میں متحدہ محاذ کے نام پر یو ڈی ایف کے نام پر جو کہ مجموعہ اضداد ہے وہ جمہوریت کی بحالی چاہتی ہے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے ۔ جناب والا ۔ بس یہی کہا جاتا ہے کہ یک طرفہ اسلام کا نعرہ ہے اور دوسری طرف سیکولرزم کی بات ہوتی ہے اور پھر یہ بات اس وقت کی جاتی ہے جبکہ ہم چار قومیتوں پر یقین رکھتے ہیں ۔ پھر کوئی بات کرتا ہے کہ ہم متحدہ پاکستان چاہتے ہیں پھر کوئی علاقائی خود مختاری کی بات کرتا ہے اسی لیے میں نے کہا کہ متحدہ محاذ ایک مجموعہ اضداد ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وزیروں کے لیے ٹائم زیادہ کر دیا ہے ۔ اگر یہی بات ہے تو پھر ہمیں بھی ٹائم زیادہ دیا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میری یہ حقیقت پر مبنی بات تھی اس لیے یہاں قطع کلامی ہونی لازمی تھی اور جناب والا ۔ جب حزب اختلاف نے یہ فیصلہ کیا کہ پنجاب میں سول نافرمانی کی تحریک چلائی جائے تو اس میں شامل جماعتوں نے یہ کہا کہ یہ وقت صحیح نہیں ہے ۔ ایک تھوڑے عرصہ کے لیے ان میں تضاد تھا ۔ جناب والا ۔ جب قوم کی تقدیر کے فیصلے کیے جاتے ہیں جہاں ملکوں کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے وہاں پھر تین چیزیں سامنے رکھنی پڑتی ہیں جو کہ بہت ضروری ہوتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ہم یہ منشور

عوام کو دینا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ایک اچھی قیادت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ملک صاحب کیا آپ اس بحث میں حصہ لے رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ۔ وقت ہو گیا ہے میں صرف 10 منٹ لوں گا۔

وزیر قانون۔ تو جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ایک منشور اور ایک قیادت۔ پھر اگر وہ قائد سیاست میں تبدیلی لانا چاہتے ہوں تو اس کے لیے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے کیا ہے۔ یو ڈی ایف کا آج کوئی منشور نہیں ہے نہ کوئی اس میں قیادت موجود ہے اور نہ انہوں نے وقت کا صحیح تعین کیا۔ انہوں نے وقت غلط چنا۔ جب دو صوبے سیلاب کی لپیٹ میں تھے اس وقت انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی۔ میں میاں خورشید انور صاحب کی بات کی حمایت کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا تھا کہ یو ڈی ایف کے لوگوں نے کہا کہ سیلاب ہے اور یہ وقت ٹھیک نہیں۔ تو جناب والا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری قیادت بھی موجود ہے منشور بھی موجود ہے تو پھر وہ کسی طرح کسی تحریک کا نام لے سکتے ہیں۔ تحریکیں تو ہمیشہ وہ لوگ چلایا کرتے ہیں جو انقلاب لانے کے حامی ہوں۔

میاں خورشید انور۔ جناب سپیکر۔ اب بھی ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔ آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کو ٹائم زیادہ دینا ہے لیکن ان کی باتوں کے جواب کے لیے بھی ہمیں تھوڑا سا وقت عنایت کر دیں تو بہتر ہوگا۔

وزیر اعلیٰ۔ چند ایک ضروری امور کے متعلق میں 10 منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر تابش الوری کا نام بھی فہرست میں لکھا ہوا ہے۔ ایوان کا ٹائم اس وقت تک بڑھایا جاتا ہے جب تک کہ وزیر اعلیٰ کی تقریر ختم نہیں ہو جاتی۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ ابھی میں عرض کروں گا پاکستان میں پنجاب جس کا دل ہے ہم اپنی محنت اور کوششوں کو اور اپنی جد و جہد کو منزل تک لے جانے کے لیے، قائد عوام کی قیادت میں پہلے سے زیادہ اعتماد رکھتے ہوئے اور تمام محب الوطن طاقتیں اور قوتیں یک جان اور دو قالب ہو کر،

گفت و شنید کے دروازے کھول کر اور افہام و تفہیم سے کام لے کر منزل کی طرف بڑھ سکتے ہیں اور وہ وہ منزل ہے جہاں پر استحصال کا خاتمہ ہوتا ہے - جہاں ترقی کے مساوی مواقع دیئے جاتے ہیں اور جس کو اسلامک سوشلزم کی منزل کہتے ہیں - جناب والا - وہ اس قوم اور ملک کا مقدر ہے - کسی اور کا مقدر نہیں ہونا چاہیے - میرے ان بینچوں پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو مایوسی سے کام نہیں لینا چاہیے - اگر وہ صدق دل سے قائد عوام کو اپنا قائد تسلیم کرتے ہیں تو انشاء اللہ وہ نوشتہ دیوار بھی پڑھ سکتے ہیں اور وہ منزل ضرور حاصل ہوگی -

مسٹر سپیکر - چیف منسٹر صاحب کو 2 بجے سے پہلے اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو موقع دیا جانا چاہیے -

سید تابش الوری - جناب والا - مجھے تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا -

مسٹر سپیکر - پھر کبھی موقع لے لیں - اگر تو ان کی تقریر کا یہی مقصد ہے کہ چیف منسٹر آج کی بحث کا جواب دیں پھر تو یہی مناسب ہے کہ وہ جواب دیں -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - آپ نے وزراء کرام کو تقریر کرنے کی اجازت تناسب سے زیادہ دی ہے اور مجھے آپ نے دس منٹ کا وقت بھی نہیں دیا -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - آپ نے ملک مختار احمد اعوان صاحب کو پندرہ منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبران کو بھی اتنا وقت مل چکا ہے کوئی خاص تخصیص روا نہیں رکھی گئی اور ویسے بھی ایک وزیر کا حق ہے کہ وہ جوابات دینے کے لیے زیادہ وقت لے -

سید تابش الوری - جناب والا - میرا بھی بحیثیت حزب اختلاف کے ممبر کے حق ہے کہ میں اپنے حلقہ نیابت کے لوگوں کی یہاں ترجمانی کروں - میرے اس حق پر منسٹر صاحب کا حق نہیں ہے - میں اصرار کرتا ہوں کہ مجھے وقت دیا جائے - یہ امتیازی سلوک کسی طور پر بھی اس ایوان کے

شایان شان نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. I have called upon the Chief Minister.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں بھی احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری اور حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ تابش الوری صاحب نے بطور احتجاج واک آؤٹ کیا ہے حالانکہ اس طرف سے دوسرے معزز ممبران بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھی آپ کے حکم کے پابند ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے ناموں کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جناب والا ۔ میرے پارٹی کے اور حزب اختلاف کے معزز ارکان موجودہ سیاسی صورت حال پر کافی بحث فرما چکے ہیں ۔ میں ان تمام دلائل کو دھرانا نہیں چاہتا اور انہوں نے اپنی طرف سے جس تجزیہ کے تحت اس صورت حال کو پیش کیا ہے میں اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا صرف ایک بات عرض کرتا ہوں کہ آخر ہمارے پاس ایسا معیار ہونا چاہیے جس کی بنا پر ہم پرکھ سکیں کہ موجودہ سیاسی صورت حال کس حد تک خراب ہے یا اس سے پیشتر حالات نہایت برے تھے تو غیر معمولی حد تک اصلاح کی جا چکی ہے ۔ میرے رفقاء نے ان تمام انقلابی اور تاریخی اقدامات کا ذکر کیا ہے جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کے تحت ہم پاکستان کو بچانے کے سلسلے میں اسے استحکام دینے کے لیے اور اس کی خوشحالی و بقا کی خاطر کر چکے ہیں ۔ اب وہ حقایق تاریخی حقائق بن چکے ہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک حقیقت ایسی ہے جس کو سامنے رکھ کر ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہماری پارٹی کس حد تک یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ پنجاب کے اندر اتحاد اور استحکام کی فضا پیدا کر سکے گی ۔ میری مراد یہ ہے کہ اگر دستور نہ بنتا ۔ آئین موجود نہ ہوتا تو شاید یہ

دعویٰ نہ کیا جا سکتا کہ وہ کون سے خطوط ہیں اور وہ کون سی بنیادیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سنوار سکتے ہیں۔ تمام عوام ان منازل کی نشان دہی کر سکتے ہیں جن کو سامنے رکھ کر وہ ایک طرف چل سکیں اور اپنی تمام قوت پاکستان کی خدمت اور اس کے استحکام کے لیے وقف کر سکیں۔ اب یہ آئین اور دستور ہمارے لیے معاشی۔ معاشرتی اور سیاسی قواعد اور اصول مہیا کرتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کی قدروں کو کس طرح اپنانا ہے اور کس طرح انہیں پائیدار بنانا ہے۔ کوئی چیز مبہم نہیں ہے۔ ہر چیز واضح اور بین ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ سیاسی صورت حال کا سائنسی تجزیہ کرنے کے لیے ہمارے پاس دستور کے وہ بنیادی اصول اور قدریں موجود ہیں جن کی بنا پر ہمارے عمل پرکھے جا سکتے ہیں۔ جن کی بنا پر ہم خود حکومتی پارٹی اپنے عمل کو پرکھ سکتے ہیں۔ غلط یا صحیح۔ نیک یا بد کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کو سامنے رکھ کر حزب اختلاف کے معزز ارکان اپنے رویے کو اپنے عمل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اسی روشنی میں وہ ہم پر تنقید کر سکتے ہیں۔ اس آئین کو کامیاب بنانے کے لیے۔ اس آئین کے کے مطابق پنجاب میں سیاسی زندگی کو منظم کرنے کے لیے ہمیں سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے۔ منظم اور اصولی سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے۔

جناب والا۔ مجھے یاد ہے۔ اسی معزز ایوان میں اس وقت جب کہ کنونشن لیگ کی حکومت تھی۔ میرے محترم بھائی دیوان سید غلام عباس بخاری تشریف فرما ہیں۔ ہم یہی عرض کیا کرتے تھے خدارا کوئی بھی آئین ہو۔ کوئی بھی حکومت ہو جب تک اس پارٹی کو۔ اس جماعت کو اپنی سیاسی جماعت کے ذریعے عوام کی تائید حاصل نہ ہو۔ منظم۔ اصولی اور سیاسی جماعت کے ذریعے عوام کی تائید حاصل نہ ہو۔ وہ حکومت حکومت نہیں ہے اور وہ آئین بھی کبھی نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا اور عوام تائید حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ ایک بنیادی نکتہ تھا۔ اس وقت ہمارے پاس ایک متفق علیہ آئین موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں اس آئین نے ہماری ساری تاریخ کی نظریاتی تصدیق کر دی ہے۔ اس نے ان ارشادات کو جواز بخش دیا ہے جو کہ حضرت قائد اعظمؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے پیش کیے جن کو قبول کیا گیا اور جن کی روشنی میں تاریخ کی بے مثال قربانیاں دی گئیں۔ یہ آئین۔ یہ دستور

ان ارشادات کی تصدیق ہے اور بر صغیر کے اندر مسلمانوں کی جد و جہد آزادی اس کی تصدیق ہے ۔ اس لیے اس سے اچھی دستاویز ہمارے پاس اور کوئی نہیں ۔ تو اس لیے اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے شرط اول یہ ہے کہ ہماری تمام سیاسی جماعتیں منظم ہوں ۔ اصول کی پابند ہوں ۔ مفاد پرستی سے اور ابن الوقتی سے بالکل آزاد ہوں ۔ ان کے پروگرام عوامی تائید کے حامل ہوں اور ان کے نزدیک انصاف ۔ عدل ۔ مساوات ۔ نیکی اور برائی کے واضح معیار اور کسوٹیاں ہوں ۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کہ جو بھی جماعت یہ دعویٰ کرتی ہے یا ہم پر تنقید کا حق استعمال کرتی ہے اس کی اپنی جو جماعت ہے اس کی کیا حالت ہے ۔ میں سب سے پہلے اپنی جماعت کو پیش کرتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں موجودہ سیاسی صورت حال کو سمجھنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ کس حد تک ہم منظم طریق پر اپنی سیاسی جماعت کے ذریعے عوام کی تائید اور حمایت کو اسی طرح حاصل کیے ہوئے ہیں جس طرح دوران انتخاب ہمیں حاصل ہوئی ۔ جناب والا ۔ اپنی پارٹی کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ ایک سیاسی جماعت کو منظم بنانے کے صحیح قیادت کی ضرورت ہوتی ہے اور صحیح قیادت کے لیے ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جو کہ صاحب فکر ہو ۔ صاحب عمل ہو اور جس کی ذات کے بارے میں دیانت ۔ صداقت اور جرأت کا جب ذکر آئے تو قطعی طور پر کوئی شک و شبہ نہ ہو ۔ ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور حقائق کے بارہ میں دلائل کی بنا پر ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی قیادت موجود ہے ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اب ملک کے اندر اور ملک سے باہر ہمارے مخالف یہ ماننے کے لیے تیار ہیں اور مان چکے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو کی اگر ذات نہ ہو تو اس کے علاوہ کوئی قیادت موجود نہیں ہے ۔ اس کا ہمیں بجا طور پر دعویٰ ہے کہ پیپلز پارٹی کو عوام کی اکثریت حاصل ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی ذات پر ، اس کے کارناموں پر ، اس کی دیانت پر ، اس کے کاموں ، اس کی بصیرت اور اس کی جرأت پر انہیں مکمل اعتماد ہے ۔ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے اندر خرابیاں موجود ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اسے بغیر کسی جھجک کے مانتا ہوں کہ موجود ہیں اور کیوں نہ موجود ہوں ۔ اس کی عمر چار پانچ سال ہے یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے کہ خرابیاں موجود نہ ہوں ۔ یہ ہونی چاہیے ۔

تو دانشمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کو باقی قائدین ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے موقع دیں اور حقیقتوں کا جائزہ لیں ۔ اسی میں پاکستان کا بھلا ہے ۔ اس میں ہمارے دین کا بھلا ہے ۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا ہم اس دستور کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے ۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے خدا نہ کرے ایسا ہو تو اس کے نتائج جو سامنے آ سکتے وہ ظاہر ہیں ۔

اب دوسری پارٹیوں کو آپ ملاحظہ کریں ۔ مجھے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ تمام ان بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتیں جو ایک منظم نظریاتی ، اصولی اور انقلابی عوامی پارٹی کے لیے ضروری ہوتا ہے ۔ اگر وہ مل جل کر جیسے میرے دوستوں نے فرمایا ہے یہ ایک مرغولہ تیار کر دیں تو وہ سب سے بڑا تضاد ہوگا ۔ بلکہ اس سے اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکیں گے بلکہ ہمارے ملک میں برے نتائج پیدا ہوں گے ۔ اب وہ نتائج ہمارے سامنے کھل کر آئے ہیں ۔ اس لیے موجودہ سیاسی صورت حال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کے لیے کافی وقت کی ضرورت ہے ۔ میں نے بعض دستور اور آئین کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے ۔ جو ہماری پارٹی اور دوسری حزب اختلاف پر لازم ہے ان کا میں نے ذکر کرنا ہے ۔ اس لیے خدا نہ کرے اگر ہم نے دستوری آئینی تقاضوں کو پورا نہ کیا ہم نے ان کا احترام نہ کیا تو اس کے بعد یہ خواہش کرنا کہ عوام کے اندر ، دانشوروں کے اندر اور انقلابی قوتوں کے سامنے ہم کسی قسم کا اعتماد اور یقین کی فضا پیدا کر سکیں گے ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ میرے نزدیک میرا ایمان ہے کہ یہ دستور اور یہ آئین بہت مقدس دستاویز ہے ۔ اس کو شکل دینے کے لیے تاریخ کی بے مثال قربانیاں دینی پڑی ہیں ۔ یہ دستور نہیں تھا تو ہمیں ان نتائج سے دو چار ہونا پڑا ہے جو کہ اب ہم اپنے ملک کو دو ٹکڑوں کی صورت میں تقسیم کر کے بیٹھے ہیں اور اس کے ساتھ دوسری مصیبتیں نازل ہوئی ہیں ۔ اب یہ دستور ملا ہے تو اس سے بہترین ہماری بنیاد ، ہماری سالمیت کی معاشی مرکزیت ، اسلامی عدل و مساوات اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ، معاشرے سے لوٹ کھسوٹ ختم کرنے کا جواز موجود ہے ۔ اگر ہم اس کے تقدس اور پاکستان کو ملحوظ خاطر نہیں رکھیں گے تو ہم منافقت کے شکار ، قول و فعل کے تضاد میں گرفتار ہونے کے بعد قضا و قدر سے بچ نہیں سکیں گے ۔ اس لیے میں گذارش

کروں گا کہ موجودہ سیاسی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ راہ عمل کیا ہے۔ منزل کیا ہے۔ آخر یہ بھی دیکھیں کہ ہماری قیادت کونسی ہے جو منزل کی نشان دہی کرے۔ یہ تو ہمیں فخر ہے اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اگر ذوالفقار علی بھٹو کو اور پیپلز پارٹی کو عوام کی تائید حاصل نہ ہوتی تو اس وقت جو صورت حال ہے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ موجودہ صورت حال قطعی طور پر تسلی بخش نہیں لیکن ہمیں یہ بھی فخر ہے اور ہم نازاں ہیں کہ ہم نے تمام مصائب کو ٹالا ہے جو اگر وارد ہو جاتے تو پتہ نہیں ہمارا حال کیا ہوتا۔ لیکن آخر ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس منزل کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حزب اختلاف مخالف گروہوں کی بات کرتے ہیں۔ بلا وقت تحریک چلا کر معاشی اور معاشرتی تقاضوں کو پس پشت ڈال کر پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹنے کی خاطر اقدامات کرنا غیر دانشمندانہ ہے عوام اس بارہ میں فیصلہ صادر کر چکے ہیں۔ میرے فاضل دوست ڈاکٹر خالق صاحب نے کھل کر باتیں کی ہیں۔ لیکن جناب والا۔ میں اس سے بھی غافل نہیں ہوں کہ اگر ہم نے دستور اور آئین کے تقاضوں سے انحراف کیا اور رو گردانی کی۔ اگر عارضی مصلحتوں کی خاطر اور شخصیت پرستی کی خاطر کوئی غلطی کی تو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ قطعی طور پر فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ ہم پوری طرح با خبر ہیں۔ ہم نے آئین اور دستور کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

جناب والا۔ میرے بھائی نے دو ٹولوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ ٹولہ جنہوں نے پاکستان بنایا ہے اور وہ ٹولہ جو معاشی اور اقتصادی مفادات کی خاطر س عوامی لہر کے سامنے کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے سیاسی اور معاشی اقدامات ناکام بنانے کے لیے مختلف حربے حیلے استعمال کرتے ہیں۔ ایک تیسرا ٹولہ بھی ہے جو میں جناب والا۔ خصوصاً ڈاکٹر صاحب اور فاضل دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ موقع پرست ہیں۔ مفاد پرست ہیں اور ابن الوقت ہیں جن کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ جن کا ایمان پیسہ ہے۔ جن کا ایمان چاپلوسی ہے۔ جن کا ایمان خوشامد ہے۔ جو ہر پارٹی کی حکومت میں گھس کر اپنے ناجائز مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو پارٹی

سے کوئی لگاؤ نہیں ہے جن کو اس پارٹی کی تباہی اور اس پارٹی کی تنزلی سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ ان کی میٹھی زبان ہوتی ہے ۔ آپ جو ہیں جو اس محاذ پر لڑتے رہے ہیں آپ سچے سپاہی ہیں عوام آپ کا ساتھ دیتے ہیں ۔ ان کی زبان میں مٹھاس کیسے آئے ۔ ان کی زبان میں تلخی ہونی چاہیے ۔ وہ جب گفتگو کریں گے وہ اقتصادی گفتگو کریں گے ۔ آپ پر تنقید کریں گے جب یہ تنقید ختم ہو جائے تو موت واقع ہو جائے گی ۔ لیکن یہ جو نئے داخل ہوتے ہیں یہ خاص عزم کے ساتھ داخل ہوتے ہیں ۔ ان کی زبان میٹھی ہوتی ہے ۔ اس میں شیرینی ہوتی ہے ۔ وہ پیارے لگتے ہیں لیکن انہیں لگتے ہیں جن کی اپنی نظر نہیں ہوتی ۔ جو کوتاہ بین ہوتے ہیں ۔ جو خوشامد پسند ہوتے ہیں ۔ جو فطری طور پر چاپلوسی پسند کرتے ہیں ۔ لیکن جو انقلابی اور عوامی ہوتے ہیں وہ قطعی طور پر انہیں پہچان لیتے ہیں اور وہ انہیں قطعی طور پر پسند نہیں کرتے ۔ تو اس لیے جناب والا ۔ پہلی پارٹیوں کو جیسی کہ وہ تھیں ۔ مثلاً مسلم لیگ جو سب سے بڑی جماعت تھی ۔ جو سب سے زیادہ قابل احترام جماعت تھی اس ملک کی ۔ جس کی قیادت حضور قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کی ۔ انہوں نے اسے بھی برباد کیا ۔ موقع پرستوں نے ۔ مفاد پرستوں نے ۔ دھڑے بازوں نے برادری ۔ نسل اور قبیلہ کی بنا پر ۔ پارٹی کے اندر دھڑے بازی نے اس مسلم لیگ کو تباہ کیا اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری تمام سیاسی پارٹیوں کو ابھی تک نسل ۔ قبیلہ ۔ ذات پات ۔ برادری اور شخصیتوں کے ساتھ لڑنا کہ اپنی گروہ بندی کے ماہرین نے تباہ کیا ہے ۔ ان سے بچنے کی ضرورت ہے ۔ اس لیے اس دستور اور آئین نے ہمیں جو انقلاب کی ۔ انصاف کی ۔ حق کی منزل دکھا دی ہے اسے پورا کرنے کے لیے ہم رواں دواں ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان ایک دو روز میں ہم نے وزیر اعظم کی زبان سے جو حالات سنے ہیں ۔ اگرچہ ہم پہلے بہت کچھ جانتے ہیں لیکن جو کچھ اب سنا ہے اس کے بعد اس شخص کے تدبر ۔ اس کی فراست ۔ اس کے حوصلے کی داد دینی پڑتی ہے ۔ ایمان تازہ ہو جاتا ہے ۔ جذبات میں ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن سیاسی جماعتوں کے بغیر یہ کام نہیں چلتا اس لیے کہ اسی دستور کی روشنی میں ہم نے ان منازل کو پانا ہے اور ان منازل تک پہنچنے کے لیے عوام کی تائید چاہیے اور عوام کی تائید حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ جماعت صحیح نہ ہو اور جماعت کو

صحیح رکھنے کے لیے ان طابع آزماؤں ۔ ان مفاد پرستوں ۔ ان چاپلوسوں ۔ ان ابن الوقتوں ۔ ان حریصوں اور ان بد معاشوں سے بچنے کی ضرورت ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو اس لیے سیاسی صورت حال کے بے شمار مختلف پہلو ہیں جن پر میں بولنا چاہتا تھا لیکن چونکہ میرے فاضل رفیق ۔ فاضل اراکین کافی تقاریر کر چکے ہیں ۔ میں اپنے نقطہ نظر سے بھی اس پر روشنی ڈالنی چاہتا تھا لیکن میں حسب وعدہ اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ خدارا کیا حزب اقتدار اور کیا حزب اختلاف سب دستور اور آئین کے تقاضوں کو مد نظر رکھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ ۔ اپنی اپنی عزت نفس ۔ اپنی اپنی خود داری اور اپنی اپنی غیرت کو پہچاننے کی دلیل ہے ۔ اگر یہ نہ کیا گیا تو نقصان ہوگا لیکن ہم آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم جنہوں نے اس آئین اور دستور کو بنانے کے لیے جان جوکھوں سے کام لیا ہے ۔ ہم کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے اور اب ہمارے اس انقلابی عمل میں کوئی رخنہ اندازی مزاحم نہیں ہو سکے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 2 اکتوبر 1973ء ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 2 اکتوبر 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل ۔ 2 اکتوبر 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 4 رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8½ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

پ ۲۸ س ۶۲ رکوع ۱۱ آیات ۱ تا ۴

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے تمام کی تمام اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔

وہی تو ہے جس [illegible] پڑھوں میں ان ہی میں سے پیغمبر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے ان کو پاک کرتے اور اللہ کی کتاب و دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

اور ان [illegible] (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان مسلمانوں سے نہیں ملے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل و کرم کا مالک ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

راؤ مراتب علی خان

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

خطرناک پلوں کی تعمیر

*3659 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں دریاؤں پر تعمیر شدہ کون کون سے ایسے پل ہیں جن کی تعمیر کو چالیس سال یا اس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ۔

(ب) اگر کچھ پل واقعی 40 سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعمیر شدہ ہیں تو کیا ان کی حالت ابھی تسلی بخش ہے اور ان پر گاڑیوں ، ٹرکوں اور بسوں کی آمد و رفت بلا خطر ہے اگر جواب نفی میں ہو تو خطرناک پلوں کے نام بتائے جائیں نیز حکومت ان کے متبادل پل کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف) (1) لاہور کے قریب جی ٹی روڈ پر دریائے راوی کا پرانا پل ۔

(2) جی ٹی روڈ (میل 65) پر دریائے چناب کا پل ۔

(3) راولپنڈی ، مری ، کشمیر روڈ (میل 64/4) پر دریائے جہلم پر کوہالا کا پل ۔

(ب) (1) دریائے راوی کے پرانے پل کی بنیاد ٹھیک ہے ۔ اس کے

گارڈر اور فرش کو از سر نو 1966ء میں دوبارہ بنایا گیا ہے اور اب یہ ٹھیک حالت میں ہے۔

(2) دریائے چناب پر جی۔ ٹی روڈ کے میل 65 میں پل کا بالائی حصہ کمزور ہے۔ اس لیے اس جگہ ایک نیا پل زیر تعمیر ہے۔

(3) دریائے جہلم پر کوہالا کے پل کا بالائی حصہ بھی چند سال ہوئے پہلے مرمت کر دیا گیا ہے۔

میاں خورشید انور۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ دریائے ستلج پر ہیڈ اسلام عرصہ 50 سال قبل تعمیر ہوا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے۔

میاں خورشید انور۔ سوال یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایسے پل بھی ہیں جن کی تعمیر کو چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ ہیڈ ورکس کے پلوں کا تعلق محکمہ آبپاشی سے ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دریائے ستلج پر ہیڈ سلیمانکی کے پل کا عرصہ تعمیر زیادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ ہیڈ ورکس کے پلوں کا تعلق محکمہ آبپاشی سے ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ بہتر ہے یہ سوالات متعلقہ محکمہ سے پوچھے جائیں۔ اس پر مزید ضمنی سوالات نہیں ہوں گے۔

راجہ محمد افضل خان۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دریائے جہلم کا پل 1872ء میں تعمیر کیا گیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ نیا پل بنا دیا گیا ہے پرانے پل پر ہلکی ٹریفک چلتی ہے اور نیا پل بھاری ٹریفک کے لیے کھلا ہوا ہے۔

مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پرانے پل جنگی اہمیت کے پیش نظر استعمال کر سکتے ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ ڈیفنس پر مبنی ہے اس پر بحث نہیں کی جا سکتی ۔

سردار محمد عاشق ۔ دریائے اٹک کے پل کے متعلق کیا خیال ہے کیا یہ پرانا پل نہیں ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ ٹھیک ہے یہ پرانا پل ہے لیکن آدھا پل سرحد سے تعلق رکھتا ہے اور آدھا پنجاب سے اس کے بنانے کی تجویز زیر غور ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ سوال میں لکھا ہے کہ جن کی تعمیر کو 40 سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے اگر ان کی حالت تسلی بخش نہیں تو حکومت ان کے متبادل کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ ایریگیشن کے پلوں کے متعلق میاں تاری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم پل بناتے نہیں ہیں یہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے محکمہ کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ کیا اس کی مرمت کا ریکارڈ رکھتے ہیں یا نہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے تھا لیکن میں جواب دے دیتا ہوں کہ کچھ ایسی عمارتیں ہیں جو میرا محکمہ بناتا ہے ہے اور ان کی maintenance متعلقہ محکمہ کو دے دی جاتی ہے اور اسی طرح کئی ایسے پل ہیں جو maintenanec کے لیے ایریگیشن کو دے دیے گئے ہیں ۔

چوہدری محمد اعظم ۔ کیا وزیر مواصلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو پرانے پل ہیں بجائے اس کے کہ ان کی مرمت کا انتظار کیا جائے ، کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ان پلوں کی پہلے سے ہی مرمت شروع کر دی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جہاں تک مرمت کا سوال ہے وہ ہر سال ہوتی رہتی ہے ۔ جہاں تک نئے پل بنانے کا تعلق ہوتا ہے جب حکومت پیسے دیتی ہے ہم پل بناتے ہیں اور ہم نے مختلف پلوں کے لیے تجاویز دی ہوئی ہیں جونہی ہمیں رقم ملی ہم پل بنانا شروع کر دیں گے ۔

سردار محمد عاشق ۔ میں نے ایک سوال نمبر 3708 پچھلے سیشن میں پوچھا تھا اس کو اگلے سیشن کے لیے رکھ دیا گیا تھا آج اس کی باری تھی لیکن وہ آج کی فہرست سوالات میں نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کا سوال ایویگیشن سے متعلق ہے جب اس محکمے کی باری آئے گی اس کا اپنے نمبر پر جواب آ جائے گا ۔

شجاع آباد ظریف شہید (راجہ رام) سڑک کی پختگی

*3808 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے تحصیل شجاع آباد میں گزشتہ 26 سال میں صرف 7 میل سڑک تعمیر کی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت امسال شجاع آباد ظریف شہید (راجہ رام) سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) ۔ جی ہاں ۔ یہ سکیم 74 ۔ 1973ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہے ۔ اور نہ ہی سکیم اس لسٹ میں شامل ہے جسے ضلعی عوامی کونسل نے 74 ۔ 1973ء کے لیے تجویز کیا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ سکیم 74 ۔ 1973ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہے کیا اب اس کو شامل کیا جا سکتا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جو فہرست ہمیں ملی ہے اس میں نہیں ہے ۔ آپ متعلقہ افسران سے رجوع کریں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا اس کو اس فہرست میں شامل کرنے پر غور کیا جائے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ سکیم نئے بجٹ میں شامل کی جا سکتی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ یہ تو درست ہے ۔ وزیر موصوف کو یہ علم ہے کہ 26 سال میں ہماری تحصیل کو صرف سات میل کچی سڑک ملی ہے ۔

اگر ہم اس کی منظوری عوامی کونسل سے لا دیں تو کیا یہ کام ہو جائے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ آپ کا مطالبہ بالکل ٹھیک ہے ۔ میں آپ کے ساتھ متفق ہوں ۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس دفعہ وہ لسٹ میں نہیں بھیجی گئی اور اس کے لیے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ۔ اس سال جتنی گنجائش ہوگی اتنی سڑکیں بن جائیں گی ۔ اگر آپ منظوری لے آئیں تو آنے والے سال میں آپ کی سڑکیں ضرور بن جائیں گی ۔

ملتان روڈ پر ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ ضلع ساہیوال کے بالمقابل پختہ سڑک سے پانی کے نکاس اور گڑھوں کو پر کرنے کے انتظامات

*3818 ۔ **میاں خان محمد** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان روڈ پر ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ ضلع ساہیوال کے بالمقابل پختہ سڑک پر بارش کا پانی کھڑا ہے اور مذکورہ سڑک پر جگہ جگہ کئی کئی فٹ گہرے گڑھے پڑ گئے ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کتنے فرلانگ ٹوٹ چکی ہے اور حکومت نے اب تک وہاں سے پانی کے نکاس اور گڑھوں کو پر کرنے کے لیے کیا انتظام کیا ہے ۔ اگر نہیں کیا تو ایسا کب تک ہوگا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : جی ہاں ۔

تقریباً 4½ فرلانگ سڑک نشیب میں واقع ہونے کی وجہ سے بارش کے پانی سے متاثر ہوئی ہے ۔ بارش کے پانی کو پمپ کے ذریعے قریبی راجباہ میں ڈالا گیا ہے اور سڑک کی مرمت کر دی گئی ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مرمت کرتے وقت اس سڑک کو اسی لیول پر رکھا گیا ہے یا اس کا لیول اونچا کیا گیا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ فی الحال تو اسی سطح پر اس کی مرمت کی گئی ہے لیکن کیونکہ وہ نیچی جگہ پر واقع ہے تو ہم نے حکومت کو تجویز بھیجی ہے کہ اس کی سطح بلند کر دی جائے ۔ جب ہمیں منظوری ملے گی اور

رقم بھی ملے گی تو اس وقت اس کی سطح اونچی کر دی جائے گی ۔

میانی تحصیل فیروز والا کے ساتھ برجی 19 کے قریب چاہ کی پلی کی پختگی

*3856 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ مرید کے تا نارووال ایک پختہ سڑک بنائی جا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ سڑک مذکورہ کو پختہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس پر چاہ کی پختہ پلیاں بھی بنائی جا چکی ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ سڑک موضع کوٹلی میانی تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ سے گزرتی ہے اور مذکورہ قصبہ سے کافی دور آگے تک بنائی جا چکی ہے ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو موضع کوٹلی میانی تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کے ساتھ برجی 19 کے قریب واقع چاہ کی پلی کو ابھی تک پختہ کیوں نہیں کیا گیا جبکہ دوسری تمام پلیاں بن چکی ہیں ۔ اس کی وجوہات کیا ہیں ۔ کیا حکومت اسے پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں کافی پلیاں تو بنائی جا چکی ہیں اور بقیہ زیر تعمیر ہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔ ابتدائی ارتھ ورک اور پلیاں شروع ہیں ۔

(د) جو پلیاں ڈیزائن اور نقشے میں دی گئی ہیں وہ زیر تعمیر ہیں ۔ حکومت کوئی ایسا پل یا پلیاں تعمیر نہیں کر رہی جو کہ ڈیزائن و نقشے یا تخمینے میں نہ ہو ۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہیں

ہوتی ۔ متذکرہ پلی تخمینہ میں شامل نہیں ہے ۔ موقع پر برجی نمبر 19 کے نزدیک چاہ کی کوئی پلی نہیں ہے ۔

میر داد معافی اسٹیشن کے علاقے سے بارش کے پانی کا نکاس

*3874 ۔ **میاں خان محمد** ۔ کیا وزیر مواصلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ملتان روڈ پر ضلع ساہیوال میں میر داد معافی سٹیشن کے قریب کئی میل تک بارش کا کئی فٹ گہرا پانی کھڑا ہو جاتا ہے جس کے نکاس کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور نتیجے کے طور پر سڑک تباہ و برباد ہو رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکور کو بارش کے پانی سے روکنے کے لیے مناسب اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف) میل نمبر 703 و 704 ویسٹ پاکستان ہائی وے کا نشیبی علاقہ ہے مورخہ 5 اور 6 جولائی 1973ء کو موسلا دھار بارش ہونے کی وجہ سے میل نمبر 702/5 اور 703/3 میں 1½ فٹ پانی کھڑا ہو گیا تھا ۔ جس سے سڑک کا سطحی حصہ متاثر ہوا ۔ سڑک کی مرمت کر دی گئی اور ٹریفک بحال ہو گئی ۔ مگر بار بار بارش ہونے کی وجہ سے سڑک بار بار متاثر ہوتی رہی اور بار بار اس کی مرمت کی جاتی رہی ۔ گو ٹریفک بحال ہو چکی ہے ۔ مگر ضروری مرمتوں کا کام جاری ہے ۔ تاکہ اس کو بہتر بنایا جا سکے ۔

(ب) سڑک کا یہ حصہ نشیبی علاقہ میں واقع ہے اور بارش کے پانی کا قدرتی نکاس کوئی نہیں ہے ۔ سڑک کے اس حصہ کو بچانے کے لیے سطح کو 3 فٹ اور 3½ فٹ بلند کرنا ضروری ہے جس کے لیے سکیم تیار کی جا رہی ہے ۔

قصبہ سیت پور ضلع مظفرگڑھ میں سڑک کی پختگی

*3906 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات میرے نشان زدہ سوال نمبر 1796 کے جواب کے حوالے سے جو کہ 73۔ 2۔ 19 کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت قصبہ سیت پور کو علی پور سے ملانے والی گیارہ میل لمبی سڑک کو پختہ کرنے کا کام جلد شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : سیت پور تا علی پور کی سڑک ڈسٹرکٹ ہیلز ورکس کونسل نے منتخب نہیں کی ۔ اس لیے اس سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 74 ۔ 1973ء میں شامل نہیں کیا گیا ہے ۔ اس سکیم کی آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں شمولیت ڈسٹرکٹ ہیلز ورکس کونسل کی منظوری پر منحصر ہوگی ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف صرف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ اس سال ہیلز ورکس پروگرام کی جتنی رقم ہے کیا وہ سیلاب فنڈ میں منتقل کر دی گئی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال اس سے متعلق نہیں ہے ۔

عیسیٰ خیل تا چشمہ بیراج سڑک کی تعمیر

*3937 ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ عیسیٰ خیل سے چشمہ بیراج تک صرف 15 میل لمبی سڑک تعمیر کرکے تحصیل عیسیٰ خیل سے سرگودھا ڈویژن کے صدر مقام اور لاہور کی جانب فاصلہ میں تقریباً 40 میل کی کمی ہو سکتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مجوزہ سڑک کی تعمیر سے مذکورہ علاقے معاشی اور دفاعی مقاصد کے لیے پنجاب سے مل جائیں گے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مفید سڑک کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف و ب و ج) سڑک کی تعمیر پر خرچ بہت زیادہ ہوگا ۔ کیونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور دشوار گزار ہے ۔

مزید عیسیٰ خیل کو براہ راست چشمہ بیراج سے ملانے کے لیے سڑک کا بیشتر حصہ صوبہ سرحد کے علاقے میں بنے گا ۔ جس کے لیے وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کو مراسلہ ارسال کیا تھا ۔ مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔ ابھی تک کوئی ایسی تجویز زیر غور نہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ کیا یہ درست ہے کہ پہاڑی علاقہ چشمہ کے پاس صرف چار میل ہے اور اس علاقے میں سے پتھر وہاں سڑک کی کھدائی کی وجہ سے مفت مل جائے گا ۔ کیا اس طرح خرچ کم نہیں ہوگا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صوبہ سرحد اگر ہمارے ساتھ تعاون کرے تو یہ سڑک بن سکتی ہے ۔ انہیں لکھا گیا تھا لیکن انہوں نے ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ ہم پھر انہیں لکھیں گے ۔ اگر صحیح جواب آیا تو اطلاع دے دی جائے گی ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ اب جو سینیٹ کے چیئرمین بنے ہیں ۔ خان حبیب اللہ خان وہ بھی اسی سڑک سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اس میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں ۔ میری ان سے بات بھی ہو چکی ہے ۔ اگر آپ تکلیف فرمائیں اور ایک کاپی انہیں بھی بھجوائیں تو وہ انشاء اللہ اسے منظور کرا دیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ رولز آف پروسیجر میں نہیں ہے ۔ یہاں سارا کام پروسیجر کے مطابق ہوگا ۔ اس لیے یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ یہ سوال نہیں تھا یہ تو پوائنٹ آف انفارمیشن تھا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ شائد آپ بھول گئے ہیں کہ انفارمیشن لی جاتی ہے دی نہیں جاتی ۔ (قہقہہ)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگلا سوال ۔

کالا باغ شکر درہ سڑک کی پختگی

*3938 ۔ کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ کالا باغ شکر درہ روڈ خستہ حالت میں ہے اور اگر اس سڑک کو پختہ بنا دیا جائے تو کالا باغ اور ضلع کوہاٹ (صوبہ سرحد) کے مابین آمد و رفت میں 100 میل فاصلے کی بچت ہو جائے گی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف) (i) یہ سڑک بطور شنگل ((shingle) روڈ بنائی گئی ہے ۔

(ii) جی ہاں فاصلے کی کمی ہو جائے گی ۔

(ب) سڑک کو پختہ کرنے پر بہت زیادہ لاگت آنے کی وجہ سے حکومت کے پاس اس سڑک کو پختہ کرنے کی ابھی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ عرض یہ ہے کہ بھنگ خیل روڈ اگر شنگل روڈ ہی رکھنی ہے تو کیا اس کی مرمت کا بھی کوئی پروگرام ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ اگر کوئی ایسی مرمت طلب بات ہو تو ضرور مرمت ہوتی رہتی ہے اور اگر مرمت نہیں ہوئی تو کر دی جائے گی ۔ (قہقہہ)

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ چشمہ بیراج کا پل بن گیا تھا جس پر کروڑوں روپے لاگت آئی تھی ۔ ہمیں اس سے مستفید ہونا چاہیے تھا مگر اس

میں ابھی کچھ رکاوٹیں ہیں اور ہمارا خیال پورا نہ ہوا اگر میرا شعر ٹھیک رہے تو میں پیش کرتا ہوں :

پل بنسی تے میں لنگ پار ویساں
سوہنے سجناں دے نال بازار ویساں

گجرات تا منڈی بہاؤالدین سڑک کی توسیع و مرمت

*3954 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گجرات تا منڈی بہاؤالدین سڑک کی توسیع ور مرمت کا کام عرصہ 4 سال سے شروع ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تین سال قبل مذکورہ سڑک کی توسیع کا کام موضع چک مانو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات تک مکمل ہو چکا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چک مانو تا منڈی بہاؤالدین مذکورہ سڑک کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اور ابھی تک اس حصہ کی کی توسیع و مرمت نہیں کی گئی ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک اس حصہ کی جس کا ذکر جزو (الف) میں کیا گیا ہے توسیع و مرمت کا کام ابھی تک مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور اور کیا حکومت مذکورہ سڑک کے اس حصہ کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) : (الف) جی ہاں ۔ مگر یہ واضح رہے کہ گجرات تا منڈی بہاؤ الدین سڑک کی توسیع و اصلاح ایک واحد منصوبہ کے تحت منظور نہیں ہوا ۔ اس کے مختلف حصوں کے لیے رقم کی منظوری علیحدہ علیحدہ منصوبہ جات کے تحت مختلف وقفوں کے بعد ہوئی ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ چک مانو (میل 26/2) تا منڈی بہاؤ الدین سڑک کی توسیع اور اصلاح کی ضرورت ہے ۔

(د) گجرات سے منڈی بہاؤ الدین تک سڑک کی توسیع اور مضبوطی کا کام چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

حصہ	جس سال منظور ہوئی	جس سال مکمل ہوا
(i) از گجرات میل 1 تا میل 5	67 ۔ 1966ء	69 ۔ 1968ء
(ii) میل نمبر 6 تا میل 26/2 (مانو چک)	68 ۔ 1967ء	70 ۔ 1969ء
(iii) میل نمبر 26/2 (مانو چک) تا میل 32/4 (پھالیہ)	73 ۔ 1972ء	زیر تکمیل
(iv) میل 32/4 (پھالیہ) تا میل 45 (منڈی بہاؤ الدین)	73 ۔ 1972ء	زیر تکمیل

اول دو حصوں میں کام مکمل ہے ۔

تیسرا حصہ مانو چک سے پھالیہ میل 32/4 کی توسیع اور مضبوطی کے لیے آٹھ لاکھ روپے مالی سال 73 ۔ 1972ء میں منظور ہوئے اور کل رقم خرچ کر دی گئی ۔ اس حصہ میں میل 26/2 تا 27/0 سڑک مکمل ہو گئی ہے ۔

چوتھا حصہ (پھالیہ سے منڈی بہاؤ الدین تک) پر کام 73 ۔ 1972ء میں شروع ہوا تھا ۔ اس کے لیے مبلغ چودہ لاکھ تیس ہزار روپے مہیا کیے گئے ۔ کل رقم خرچ کی گئی ۔ اس حصہ میں میل نمبر 34/4 تا 36/4 اور 41/0 تا 44/0 سڑک کی سطح پختہ ہو گئی ہے ۔ ان دونوں حصوں میں کام کی رفتار درختوں کی کٹائی جن کا انتظام محکمہ جنگلات نے کرنا ہے ۔ نہ ہونے کی وجہ سے متاثر ہو رہی ہے اور زیادہ تر رقم بسامان کی فراہمی پر صرف کی گئی ۔ امید ہے کہ ان دونوں حصوں میں کام جون 1974ء تک مکمل ہو جائے گا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

چودھری امان اللہ لک ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے ، چک مانو تا منڈی بہاؤ الدین سڑک کی تعمیر کا کام رک چکا ہے کب تک اس کے دوبارہ اجرا کی توقع ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ ابھی آپ مجھ سے پوچھ کے جا چکے ہیں ۔

(قہقہہ)

ویسے بات یہ ہے کہ ٹھیکیداروں نے ہڑتال کی ہوئی ہے ۔ جونہی فیصلہ ہوتا ہے سب کام پھر شروع ہو جائے گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وہ تو پرائیویٹ گفتگو تھی جس کا میاں صاحب نے حوالہ دیا ہے ۔ میں سپلیمنٹری سوال عرض کر رہا تھا کہ کب تک کام شروع کرنے کی توقع ہے ؟ وہاں گورنمنٹ کا بھی ، ٹھیکیداروں کا بھی بہت سا روڑا ، بجری اور لک ضائع ہو رہی ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ ٹھیکیداروں اور حکومت کا معاملہ نہیں قوم کا معاملہ ہے بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا ۔ لیکن میں دن نہیں مقرر کر سکتا ۔ ہو سکتا ہے کہ آج ہی فیصلہ ہو جائے یا دو تین دن لگ جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا ۔ اب درخواست ہائے رخصت پیش کی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر منظور حسین جنجوعہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منظور حسین صاحب جنجوعہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ ندوی 10 تا 13 جولائی
اسمبلی کا اجلاس بوجہ بیماری attend نہ
کر سکا ۔ لہذا التماس ہے کہ ان دنوں کی
چھٹی عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد نواز صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 37 ۔ 10 ۔ 1 کو بوجہ علالت حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں نے ضروری کام کی وجہ سے اپنے گھر جانا تھا اس لیے سوموار مورخہ 1.10.73 کو حاضر اسمبلی نہ ہو سکی لہذا اس دن کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں کل مورخہ یکم اکتوبر 1973ء کو ناسازی طبع کے باعث شامل اجلاس نہ ہو سکا تھا ۔ براہ کرم مورخہ 73 ۔ 10 ۔ 1 کی رخصت منظور کرائی جاوے ممنون ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں لیاقت حسین مڑل

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں لیاقت حسین مڑل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly session on 21st, 25th, 26th, 28th, 29th September, 73, and 1st October, 1973 to the end of this session. As due to unavoidable circumstances I cannot come to Lahore, kindly grant me leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ 73 ۔ 9 ۔ 26 کو بوجہ بیماری اسمبلی

کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ لہذا
چھٹی کی درخواست منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وزدیگ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ مورخہ 73 ۔ 9 ۔ 26 کو
بوجہ علالت اجلاس میں شرکت نہیں کر
سکا ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 73 ۔ 9 ۔ 29
بوجہ ناسازی طبیعت اجلاس اسمبلی میں
حاضری سے قاصر رہا ہوں ۔ لہذا ایک
یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کر گئی)

بیگم ریحانہ سرور

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I inform you hereby that I was unable to attend the Assembly Session held on 28.9.73. Kindly grant me leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 2.10.73 سے لے کر تا اختتام اجلاس حاضر نہیں ہو سکتا ۔ مہربانی کرکے میری رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not get any information for the Standing Committee meeting on 9th August. Kindly grant leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد انور علی بٹ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد انور علی بٹ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میری طبیعت خراب ہے
لہذا یکم اکتوبر کو اجلاس میں حاضر نہ
ہو سکا ۔ لہذا اس دن کی چھٹی عطا فرمائی
جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Since there was a serious hardship in regard to means of communications, I could not reach for my absence from 21st September to 28th, leave may kindly be granted to me.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ڈاکٹر حلیم رضا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سیشن وسط نومبر تک متوقع ہے ۔ 15 نومبر تک توسیع کرا لیجیے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ڈاکٹر حلیم رضا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 10 کے بارے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 15 نومبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس درباره سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی

اسمبلی پنجاب کی طرف سے پیش کردہ
تحریک کے بارے میں مجلس دربارہ سرکاری
مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
30 نومبر 1973ء تک توسیع کر دی
جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی
اسمبلی پنجاب کی طرف سے پیش کردہ
تحریک کے بارے میں مجلس دربارہ سرکاری
مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت
میں 30 نومبر 1973ء تک توسیع کر
دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ حافظ علی اسداللہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔
اس پر چیف منسٹر صاحب نے کچھ فرمانے کے لیے کہا تھا۔

If you are not ready, could the member have a firm date when you can give reply to it ?

وزیر اعلیٰ۔ اس کے لیے مجھے پانچ تاریخ دے دیں۔

Mr. Speaker. It will come up on the 5th of October.

تحاریک التوائے کار

Mr. Speaker. Now we go on to the adjournment motions. I will take one by one and the deferred one will be taken up first.

میاں منظور احمد موہل کی تحریک التوا نمبر 27 ہے۔

سید تابش الوری۔ ملتان کے تشدد کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب کے
بیان پر تحریک استحقاق بھی پینڈنگ ہے۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میری تحریک اس سلسلے میں نمبر 13 ہے اور میرے خیال میں سید تابش صاحب کی 16 نمبر پر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایک تحریک التوا ہے جس پر آپ نے یہ کہا تھا کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا اور یہ بالکل غلط ہے ۔ ان کا نمبر 24 اور 68 تھا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس بارے میں جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے یہی عرض کیا تھا کہ چونکہ فاضل ممبران اطمینان چاہتے ہیں تو ہم مزید پڑتال کروئیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو بھی پانچ تاریخ میں رکھ لیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ پانچ تاریخ میں رکھ لیں ۔

سید تابش الوری ۔ میری ایک تحریک التوا مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ کی بے عزتی کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو بھی پانچ تاریخ پہ رکھ دیں ۔ یہ ایک 27 نمبر ہے ۔ یہ بھی ملتوی کی گئی تھی ۔ لاہور پولیس کے ہیڈ کوارٹر پہ کسی نے بم پھینکا تھا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس سلسلے میں میں نے عرض کر دیا تھا کہ ملزم گرفتار ہو چکا ہے ۔ ساتھ کے کوارٹر کا ایک خاک روب تھا اس نے یہ حرکت کی تھی اور وہ گرفتار ہو چکا ہے اور اس وقت معاملہ sub-judice ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس کے گرفتار ہو جانے سے یہ معاملہ sub-judice نہیں ہو جاتا کیونکہ ابھی چالان نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ sub-judice تو نہیں ہوا ۔ لیکن آپ چاہتے کیا ہیں ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی صحیح صورت حال ایوان کے سامنے آئے ۔ تا کہ ایوان کو پتہ چلے کہ پولیس نے اس پر تشدد کیا ۔ اس لیے یہ واقعہ پیش آیا یہ نہایت اہم واقعہ ہے ۔

Mr. Speaker. Do you want trial throughh this Assembly ?

Mian Manzoor Ahmad Mohal. No trial Sir. We want discussion over this.

وزیر اعلیٰ ۔ discussion کیسے ہو سکتی ہے ایک واقعہ ہوا ہے ۔ ملزم گرفتار ہو چکا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ تحریک التوا دی ہی اس لیے جاتی ہے کہ اس پر بحث کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تحریک التوا میں لکھا ہے کہ اخبار کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں دہشت پسندوں کی ایک خفیہ تنظیم کے افراد نے پولیس کو ہراساں کرنے کے لیے گزشتہ رات لاہور پولیس کے ہیڈ کوارٹر تھانہ سول لائن میں بم پھینک دیا وہ کہہ رہے ہیں کہ ملزم گرفتار ہو گیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب وہ ساتھ کے کوارٹر کا ایک خاک روب تھا اس کی یہ شرارت تھی اور وہ گرفتار ہو چکا ہے اور ایسا کوئی بقصد کارفرما نہیں تھا کہ اس نے پولیس کو ہراساں کرنے کے لیے یہ کیا ہو ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ بات عقل ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کہ ایک خاکروب بم رکھ دے اور وہ وہاں پر پھٹ جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ آپ کی عقل تسلیم نہیں کرتی یہ الگ بات ہے لیکن واقعات یہی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ واقعہ غلط ہے جناب محترم ہمیشہ پولیس ایسا ہی کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ تو سمجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں اور پارلیمانی آداب سے واقف ہیں ۔ ایک نئے ممبر سے تو اس طرح نہ الجھ جائیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں بھی ان کی طرح نیا نیا آیا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب اس میں آپ چاہتے کیا ہیں ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ اگر ہمارے نیک سیرت وزیر یہ کہتے ہیں کہ واقعی پولیس نے ٹھیک بتایا ہے تو میں اپنی تحریک التوا withdraw کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker He can't say. It will be for the court.

اگر تو آپ فیصلہ یہاں کرنا چاہتے ہیں کہ پولیس کی تفتیش ٹھیک تھی یا غلط تھی اور وہ ملزم تھا یا اس کے خلاف ثبوت نہیں ہے۔ علم ثبوت کی بنا پر اسے رہا کر دینا چاہیے تو مجھے بتائیے تاکہ میں اسی کے مطابق اس کو I ahve to accept the plea نہیں لیتے تو dispose کروں اور اگر آپ یہ statement of the Minister.

میاں منظور احمد موہل۔ میرا مطالبہ تو یہی ہے کہ آپ legal process کے تحت اسے admit کریں۔ ووٹ کرائیں اور اس کے بعد اگر اجازت نہیں ملتی تو ٹھیک ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ ووٹ کرا لیں جناب۔

Mr. Speaker. I can't do it. The accused has been arrested, and he will be produced before the court in due course of time.

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ it has been sent to the court of law.

Mr. Speaker. The accused is likely to be sent to the court of law and it will not be discussed here.

Haji Muhammad Saifullah Khan. It might have been under investigation.

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ ملزم گرفتار ہے۔ جوڈیشل حوالات میں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اسی لیے میں نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے ان کو روکا نہیں ہے۔ اب اس کے بعد تحریک التوا نمبر 29 میاں منظور احمد موہل صاحب کی ہے۔ یہ ایک دفعہ پیش ہوئی تھی اور اس میں جو نکتہ ہے وہ میں آپ کو بتا دوں۔

He has not told me that when a Minister relinquishes his office he is entitled to all the amenities and facilities for fifteen days.

وہ کار استعمال کر سکتا ہے وہ اس کوٹھی میں رہ سکتا ہے۔

He will have this staff and police guard at his residence to which he was entitled, but the question is : did

they draw their pays for the period for which they have not acted as Ministers ? I would like to have details on these points as also what the legal position is.

وزیر خزانہ ۔ جناب اسے اگر 4 تاریخ تک کر دیں تو اچھا ہوگا تاکہ میں ساری معلومات حاصل کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میاں منظور احمد موہل صاحب کی دو بسوں کے ایکسیڈنٹ سے متعلق تحریک التوا ہے جس میں لکھا ہے کہ صوبائی محکمہ ٹرانسپورٹ ناکام ہو چکا ہے اس میں اصل میں فیصلہ نہیں کر سکا ۔ کہ ٹریفک کا مسئلہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اس کا ذمہ دار ہے ۔ اس کے متعلق آپ مجھے بتائیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ پولیس کے تحت ہی آتا ہے ۔ پانی ویز پٹرول پارٹیاں میں سمجھتا ہوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں ہی آئیں گی ۔

Mr. Speaker. That is why it probably went to the transport Department.

وزیر اعلیٰ ۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ منسٹر ٹرانسپورٹ کی اس میں ضرورت ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر اس کو چار تاریخ کے لیے رکھ لیں یا پانچ کے لیے رکھیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ 5 تاریخ کے لیے رکھ دیں اس لیے کہ علم نہیں وہ کب آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو بھیج دوں یا آپ منگوا لیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس کا نمبر کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوا نمبر 51 میاں منظور احمد موہل صاحب کی طرف سے ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بس ٹھیک ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ بتا سکیں گے کہ منسٹر وزیر کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے کہ وہ یہاں سے اکثر غیر حاضر

رہتے ہیں ۔ اگر کوئی سوال وغیرہ پوچھنا چاہے تو پھر کس سے پوچھا جائے ؟

سید ناظم حسین شاہ ۔ وہ آ جائیں گے تو پھر آپ کو تکلیف ہو جائے گی ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ میں نے تو وزیر اعلیٰ سے سوال پوچھا ہے ۔

Mr. Speaker. I could have ruled that out.

یہ ان کے محکمے سے متعلق نہیں ہے ۔ میں اتنے liberal attitude کا مظاہر کرتا ہوں and friends get up and unnecessarily talk about the Minister who is not concern with that adjournment motion.

ممکن ہے کہ آپ کی ان سے لڑائی ہو ۔

It will be taken up on 4th.

حافظ علی اسداللہ ۔ ہماری کوئی لڑائی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد ایک تحریک التوائے کار میاں خورشید انور صاحب کی ڈاکٹر عبدالخالق کے محکمہ سے متعلق ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں ڈاکٹر صاحب کب available ہوں گے ؟

میاں خورشید انور ۔ جب ڈاکٹر صاحب ہوتے ہیں اس وقت آپ تحریک التوا کار لیتے نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کو آپ ہی نے ٹائم دیا تھا ۔ جب انہوں نے آپ سے ٹائم مانگا تھا اس وقت تو آپ نے اعتراض نہیں کیا تھا اور بڑے آرام سے ٹائم دے دیا تھا ۔ نمبر 62 یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے متعلق ہے کہ وہاں بچوں کو رول نمبر غلط الاٹ ہو گئے اور رول نمبر لیٹ ملے ۔

If Dr. Abdul Khaliq is not available then some other Minister should be ready with it.

اس کے بعد میاں خورشید انور صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے کہ شہر میں صرف 75 بسیں چل رہی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ 64 نمبر اس کا ہے ۔

Mr. Speaker. It concerns the Minister for Transport. It will take it up on the 4th.

سید تابش الوری ۔ میری تحریک التوا نمبر 65 ابھی تک نہیں لی گئی جو محکمہ اطلاعات کی طرف سے سیاسی بیانات جاری کرنے سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیاسی صورت حال سے متعلق بحث میں یہ مسئلہ ہو گیا ہے ۔ اگر آپ کو موقع نہیں ملا تو کسی اور موقع پر آپ اظہار خیال کر لیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ بالکل مختلف ہے کہ ایک سرکاری محکمہ نے مختلف جماعتوں کی طرف سے ہینڈ آؤٹ کی صورت میں بیانات جاری کیے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر غور کروں گا ۔

سید تابش الوری ۔ اور یہ پوائنٹ سیاسی صورت حال کی پوری بحث میں سامنے نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس پر نشان لگا لیا ہے کیونکہ یہ ان میں نہیں ہے جو پہلے لی گئی ہیں ۔ سید تابش الوری صاحب کی ایک تحریک التوا کار نمبر 70 ہے جو موسی سعید گروپ اور کاظمی گروپ کے بارے میں ہے کہ ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس کا جواب تو میں دے چکا ہوں جناب والا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انھوں نے یہاں یقین دلایا تھا کہ الکوائری کا آرڈر کر دیا گیا ہے ۔ لیکن انھوں نے یہ کہا تھا کہ اس کو ایس ۔ ایس ۔ پی کی رپورٹ آنے تک defer کر دیا جائے ۔ اس لیے اسے ملتوی رکھا جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اگر defer رکھنا چاہتے ہیں تو defer کر دیں ۔

Mr. Speaker. May I then dispose it of if you propose to take action.

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ کی تحریک التوا نمبر 94 بھی وہی ہے ۔ یہ دونوں اکٹھی کی گئی تھیں ۔

مرزا فضل حق کی تحریک التوا نمبر 99 وزیر صحت سے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ وزیر صحت آج پھر موجود نہیں ہیں ۔ میں اس بارے میں پرسوں رپورٹ پیش کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو 5 تاریخ کو رکھ رہا ہوں ۔ 4 تاریخ کو نہیں ہو سکتی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بہت اچھا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا نمبر 91 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ غالباً سیاسی صورت حال کے متعلق ہوگی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ وہ مالیہ وغیرہ کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر غور کروں گا ۔

Motion No. 91 was withdrawn after the statement of the Chief Minister.

سید تابش الوری ۔ میری تحریک التوا نمبر 82 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اسے چیک کرواتا ہوں ۔ میاں خورشید انور کی تحریک التوا کے متعلق کیا ہوا ؟

میاں خورشید انور ۔ اس کو آپ نے defer کیا تھا ۔ بہت دن ہو گئے اس کا جواب نہیں آیا ۔ یہ مولانا کوثر نیازی کی نظم کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ممتاز احمد کاہلوں صاحب سے متعلق ہے ۔ کوئی کتاب چھپی ہے ۔ یہ جنگ کراچی میں چھپی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ کتاب نہیں ہے نظم ہے ۔

Mr. Speaker. It relates to something that has been published in Karachi.

Haji Muhammad Saifullah Khan. But circulated in this Province.

میاں خورشید انور ۔ اس دن اس پر بحث ہو چکی ہے ۔ میرے خیال میں اس پر زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ میرے سامنے نہیں آئی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ نے خود اس کو defer کیا ہے ۔ آپ تیسرا پکار سن لیں ۔

Mr. Speaker. I was not here on that day but my note is there. I was at the Wagah Border on that day to receive the repatriated prisoners of war.

وزیر خزانہ ۔ اس دن ڈپٹی سپیکر شمیم احمد کرسی صدارت پر تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مولانا کوثر نیازی کی ایک نظم کے متعلق ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے ۔

شاید کہ خدا پر تیرا ایمان تھا محکم

اعتراض یہ ہے ایمان تو محکم ہے "شاید" کیوں لکھا ہے ۔ میرا خیال ہے یہ ابھی تک پیش نہیں ہو سکی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ تحریک کے محرک اس نظم کا پہلا مصرعہ پڑھ دیں ۔ ایک مصرعے سے سمجھ نہیں آئی ۔

Mr. Speaker. It has been admitted. It will come up before the House on the 5th.

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا نمبر 168 اور 169 وزیر اعلیٰ سے متعلق ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ اس سے پہلے بھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ نے آج ان کے متعلق سٹیٹمنٹ دینے کو کہا ہے ۔ ایک تحریک التوا سید تابش الوری کی ہے اور دوسری علامہ رحمت اللہ اوشد کی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا نمبر 128 اور 129 ابھی باقی ہیں ۔

پبلز پارٹی لاہور کے لئے صدر کا اپنی جماعت کے عہدیداروں اور کارکنوں کے خلاف سنگین بدعنوانیوں کے سلسلہ میں محاسبے کا اعلان

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ جو بڑھتی ہوئی بد عنوانی کے نتیجے میں عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد کے متعلق ہے ۔ روزنامہ ''وفاق'' لاہور اور روزنامہ ''مشرق'' لاہور مورخہ 30 ستمبر 1973ء کے مطابق پیپلز پارٹی لاہور کے نئے صدر نے اپنی جماعت کے بعض عہدیداروں اور کارکنوں کے خلاف سنگین بد عنوانیوں مثلاً راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ چینی اور گھی کے پرمٹوں کے حصول چور بازاری اور سمگلنگ کے ارتکاب کے جرأتمندانہ اعتراف کے ساتھ بے ایمان عناصر کے سخت محاسبے کا اعلان کیا ہے ۔ ادھر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے فرمایا ہے معاشرہ کو بد عنوانیوں سے پاک کرنے کی خاطر وزیروں ، سیاستدانوں اور ارکان اسمبلی کی املاک کے بارے میں چھان بین ہوگی اور ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والوں کا موثر احتساب کیا جائے گا ۔ ان اعلانات سے حکومت حکمران پارٹی وزرا اور اراکین اسمبلی سے متعلق عوام میں شکوک و شبہات اور تشویش و اضطراب کی فضا پیدا ہو گئی ہے اور یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ بد عنوانیاں اب اس نقطے پر پہنچ گئی ہیں کہ خود حکمرانوں کے لیے چشم پوشی ممکن نہیں رہی ۔ عوامی حلقوں کی رائے میں جب تک بد عنوان عناصر کو بے نقاب نہیں کیا جائے گا اور ارباب حکومت و سیاست کے ذاتی اثاثوں کا اعلان نہیں ہوگا اس وقت تک حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کی فضا بحال نہیں ہوگی ۔

اسی مضمون کی علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی تحریک التوا ہے ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کے مطابق وزراء ، سیاستدانوں اور اراکین اسمبلی کے ذاتی اثاثوں کے بارے میں چھان بین

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''مشرق'' لاہور مورخہ 30 ستمبر کے مطابق جناب ملک معراج خالد وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ معاشرہ کو بد عنوان عناصر سے پاک

کرنے کی جو مہم جاری ہے اس سلسلے میں وزیروں ، سیاستدانوں اور اسمبلی کے اراکین کی املاک کے بارے میں چھان بین کی جائے گی اور ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے گا ۔ اس اعلان کے نتیجے میں مختلف عوامی حلقوں میں افواہیں جنم لے رہی ہیں ۔ یا تاثر عام ہو رہا ہے کہ حکمران پارٹی کے عہدیدار ، وزرا اور اراکین اسمبلی بد عنوانیوں میں مبتلا ہیں ۔ بڑھتے ہوئے عوامی اضطراب کے پیش نظر ان حلقوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ شکوک و شبہات کی موجودہ فضا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک وزرا ، اراکین اسمبلی اور ارباب حکومت کے ذاتی اثاثوں کا اعلان نہیں کرایا جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا نہایت اہم ہے اور میں اس سلسلے میں ایک مفصل بیان دینا چاہتا ہوں تاکہ مستقل طور پر ہماری پارٹی کی اس بارے میں پالیسی واضح ہو جائے ۔ خصوصی طور پر اس لیے کہ ہم نے ماضی کی روایات کے زیر اثر تمام لوگوں نے یہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جو بھی لوگ اسمبلیوں میں چلے جائیں یا وزارت کی گدیوں پر فائز ہو جائیں یا کوئی اور منصب یا عہدہ حاصل کر لیں وہ بد دیانت ہو جاتے ہیں اور حصول دولت کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں ۔ یہ لعنت اور معاشرتی برائی ہمیں ورثہ میں ملی ہے ۔ اس لیے کم و بیش سبھی یہ ذہن میں رکھتے ہیں اور حکومتی پارٹی اور ممبران اسمبلی کے بارے میں غلط تاثر دینے کی جو مہم ہے اس میں انہیں کامیابی ہو جاتی ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس بارے میں اس مرحلے پر حکومتی پارٹی کی طرف سے ایک واضح نقطہ نظر اور لائحہ عمل کا اعلان کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ اب میں آپ کی اجازت سے وہ مفصل بیان پڑھے دیتا ہوں ۔

یہ درست ہے کہ میں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے وزراء ، ممبران اسمبلی اور پارٹی کے عہدے داران کے اثاثوں یعنی منقولہ غیر منقولہ جائیداد کو ظاہر کرنے کا اعلان کیا تھا کیونکہ ۔

(اول) ایسا کرنا قومی سیاست میں دیانت ، ایثار ، بے غر ، خدمت کی

اخلاقی قدروں کی پاسداری ہمارا ایمان ہے اور آئین کے تحت یہ لازمی قرار دیا جا چکا ہے کہ ہم اس بات کے پابند ہیں کہ ہم نے ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہوئی دولت کو واپس لینا ہے ۔ جب عہد یہ ہے تو لازمی طور پر ہم کسی ایسے عمل کو قبول نہیں کر سکتے اور اس کو لازمی طور پر بے نقاب کریں گے جس سے کہ ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کی جائے ۔

(دوم) ماضی میں وزراء ، اراکین اسمبلی اور پارٹی کے عہدے داروں کی طرف سے سیاسی جماعتوں میں عہدوں کا حصول دولت زر کا ذریعہ بنایا گیا ۔ اپنے سیاسی اقتدار کو اپنے اور اپنے عزیز و اقرباء کی خاطر جائز اور ناجائز طریقوں سے مفادات حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا اور حصول دولت کے ذریعے سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے بعد عوام کو ان کے معاشی اور جمہوری حقوق سے محروم کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی جس سے جبر و تشدد کے اصول کو برتری حاصل ہوئی اور عوام ذلت و خواری کی مصیبتوں اور اونچ نیچ کی لعنتوں میں مبتلا ہو گئے ۔ عوام نے اپنے پیشہ ور سیاسی لٹیروں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اس بنا پر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا کہ وہ آئندہ اس غیر انسانی عمل اور شیطانی سیاست کو بیخ و بن سے اکھڑیں گے ۔ اس لیے اثاثوں کا اعلان کرنا بڑا ضروری ہے ۔

(سوم) ہماری پارٹی کا وعدہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ سے استحصال کو ختم کرے گی اور اس معاشرتی درجہ بندی کا قلع قمع کرے جو ذرائع دولت چند ہاتھوں میں اکٹھا ہونے کی وجہ سے وجود میں آتی ہے ۔ ہماری پارٹی نے قانونی اور آئینی اقدامات کے ذریعے سرمایہ داروں ، منافع خوروں اور بدعنوان افسران کی لوٹ مار اور رشوت ستانی کو ختم کرنے کے لیے ان کے خلاف موثر اقدامات پیش کیے ہیں اور سمگلروں ، ذخیرہ اندوزوں اور چور بازاروں کے خلاف بھی ایک موثر قدم اٹھا رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے ایک بڑا لمبا چوڑا وعظ لکھا ہوا ہے جو وہ پڑھ رہے ہیں ۔ آپ نے اس طرف گوارا ہی نہیں فرمایا کہ لکھا ہوا پڑھنا پہلے بھی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ ایوان کی توہین ہے ۔ یہ سٹیٹمنٹ نہیں بلکہ پورا وعظ ہے ۔

مسٹر شیکر ۔ وہ ایک بیان ہے جو پڑھ رہے ہیں تقریر نہیں کر رہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس لیے منطقی طور پر ہم سیاست کے میدان میں بھی اقتدار اور اختیار رکھنے والے افراد کو ان کے خلاف بالکل ویسے ہی کارروائی کرنے کے پابند اور خواہش مند ہیں اور اسی دلیل کی رو سے جب تک حکومتی پارٹی خود اپنے آپ پر احتساب و مواخذہ کے ان قوانین کو نافذ نہ کرے آپ دوسرے شعبوں میں بد عنوان عناصر کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز حاصل نہیں ہوتا ۔

(چہارم) جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان اپنے کردار کی دیانت ، صداقت ، بے غرضی اور ایثار بے خدمت ملک و ملت کا ذاتی طور پر نمونہ پیش کر چکے ہیں اور ان کی متابعت میں ان کی پارٹی کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ عوام کے سامنے اپنے منصب اور عہدہ کے تحت حاصل ہونے والی ہر رعایت کا حساب عوام کے سامنے پیش کرے خاص طور پر جبکہ ان کا ارشاد ہے کہ "طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں" اور ان کی تائید کے بغیر تعمیر قوم کی کوئی پالیسی اور پروگرام کامیاب نہیں بنایا جا سکتا اور عوام کی تائید بھی حاصل رہتی ہے ۔ اگر پارٹی کے صاحب اختیار اور ذمہ دار افراد کے کردار کے بارے میں عوام کو کم و بیش وہی اعتماد اور یقین ہو جو انہیں قائد عوام کی ذات کے بارے میں ہے اور چونکہ ہماری سیاسی روایات ایسی ہیں جن کی وجہ سے حکومتی پارٹی کے ذمے دار افراد کے بارے میں شکوک شبہات پیدا کرنے کی مہم عوام کو بد دل بنا سکتی ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکومتی پارٹی خود اپنی بے غرضی اور کردار کی پاکیزگی کا ثبوت فراہم کرے ۔

(پنجم) وزارت رکنیت اسمبلی یا پارٹی کا منصب عوام کی امانت ہے جو صرف اور صرف ان کی خواہشات کے مطابق خدمت قوم کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے ۔ ان عہدوں کو اپنے یا اپنے عزیز و اقربا کے مفاد کے لیے استعمال کرنا عوام کی امانت میں خیانت کے مترادف ہے ۔ پارٹی اس گناہ سے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر بچنا چاہتی ہے ۔

یہی وہ بنیادی نظریاتی اور اعتقادی وجوہ ہیں جن کی بنا پر ہمارے وزراء

ممبران اسمبلی اور پارٹی کے عہدے داروں کے اثاثوں کے اعلان کے بارے میں ہم ایک واضح اعلان کرنے پر مجبور ہیں ۔

جناب وزیر اعظم کی انتہائی خواہش ہے کہ اس کے رفقاء خواہ پارٹی میں ان کا درجہ بلحاظ ذمہ داریوں کے کوئی بھی ہو اس پر عوام کی طرف سے کسی طرح کا شک و گمان نہ کیا جائے ۔ اس لیے ہم نے تعزیری قوانین نافذ کرنے سے پہلے اخلاق لحاظ سے یہ ضروری جانا ہے کہ ہم اپنے تمام اثاثوں کا حساب اسی طرح پیش کریں جس طرح کہ ہم نے ملازمت پیشہ حضرات سے پوری تفصیل سے طلب کیے تھے ۔ ہمارے اس طریقہ محاسبہ میں یہ تجویز زیر غور ہے کہ ہم عوامی انقلاب برپا کرنے والے دعویدار ساتھیوں سے مطالبہ کریں کہ وہ قیام پاکستان کے وقت اپنی اور اپنے عزیزوں یعنی والدین سگے بہن بھائیوں بھانجوں کے اثاثوں کی تفصیل بھی دیں اور جب ہماری پارٹی برسر اقتدار آئی تھی اس وقت کے اثاثوں کی تفصیل کے علاوہ موجودہ اثاثوں کی تفصیل بھی اس گوشوارہ کے مطابق پیش کریں جن کی جزویات طے کی جا رہی ہیں ۔

تو اس لیے جناب والا ۔ ہم ان تمام بد گمانیوں کو تمام شکوک و شبہات کو جو کہ حکومتی پارٹی کے ممبران ، وزراء اور عہدے داروں کے بارے میں عام طور پر پھیلائے جاتے ہیں اور جن کے پھیلائے جانے کا احتمال ہوتا ہے ان کو مستقل طور پر ختم کرنے کے لیے ہم اپنے آپ کو پابند کرتے ہیں اور ہم مجبور ہیں اخلاق طور پر اور آئینی لحاظ سے بھی کہ ہم اپنا حساب کتاب دیں اور مجھے امید ہے کہ حزب اختلاف کے معزز ارکان بھی یہ پسند فرمائیں گے کہ وہ بھی بالکل اسی طرح بحیثیت ممبران اسمبلی اپنے آپ کو اپنے تمام کردار کو عوام کے سامنے پیش کریں اور ایسا کرنے کے بعد ہمارے ساتھ شریک ہوں ۔ اگر ہم ایسا کر سکیں اور ہمیں ایسا کرنا چاہیے ۔ ہمیں ایسا کرنا پڑے گا تو میں سمجھتا ہوں خواہ کوئی وزیر ہو خواہ کوئی ممبر ہو خواہ پارٹی کا کوئی عہدے دار ہو اس کے بارے میں جو بھی بد گمانی پھیلانے والا ہو اگر وہ شرارت کرنا چاہے تو وہ نہیں کر سکے گا ۔ اس میں جناب والا ۔ سبھی کا مفاد ہے کہ ہم اپنے بارے میں جو بد گمانیاں پھیلائی جا سکتی ہیں جو طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں ان کا ہم مستقل طور پر سد باب کریں تو اس لیے ہم

یہ اعلان کرتے ہیں اور آئینی لحاظ سے بھی ہم پابند ہیں اور اپنی پارٹی کے مزاج اور اپنے قائد کے کردار کے لحاظ سے ہم پابند ہیں اور جو مہم چلانے کی کوشش کی گئی ہے ان کی طرف سے یا بیگانوں کی طرف سے یا جو ہماری معاشرتی عادت بن چکی ہے کہ جو بھی برسراقتدار آتا ہے وہ لازمی طور پر بد دیانت ہوتا ہے گڑبڑ کرتا ہے امانت میں خیانت کرتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے ہم یہ اعلان کرتے ہیں جیسے کہ میں نے تفصیل عرض کر دی ہے کہ 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت ایک شخص کی ایک ممبر اسمبلی کی ایک وزیر کی یا ایک عہدے دار کی اور اس کے عزیز و اقربا کی جائیداد کتنی تھی اور جب سے پارٹی برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے کتنی تھی اور اب کتنی ہے اور اس کے بعد کی بھی پیش کی جائے جو چاہے اس کو دیکھ لے اور مواخذہ کر لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کسی شرارت کرنے والے کو کوئی گنجائش نہیں رہے گی اور اگر کوئی من کی میل ہوگی تو لازمی طور پر وہ باہر آ جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری اسمبلی کا سب سے بڑا اعلان ہے اور یہ میری پارٹی کا اعلان ہے۔ میری پارٹی کا مزاج ہے کہ ہم مستقل طور پر ہر قسم کی بد گمانیوں اور ریشہ دوانیوں کی مہموں کا خاتمہ کر سکیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جن خوشنما خیالات کا اظہار فرمایا ہے اگرچہ ہم اس سے پہلے بھی ان خیالات کو اس ایوان کے اندر اور باہر سن چکے ہیں۔ تاہم میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اپنی پارٹی کو اپنے وزراء کو اپنی اسمبلی کے ارکان کو اور خود اپنے آپ کو قوم کے محاسبے کے لیے پیش فرمایا ہے۔ جناب والا۔ حزب اختلاف نے سابقہ سال بجٹ کے دوران یہ مطالبہ کیا تھا کہ تمام اراکین اسمبلی اپنے اپنے اثاثوں کا اعلان کریں تاکہ اگر کچھ لوگ گڑبڑ کرتے ہیں تو ان کا پتہ چل سکے اور خواہ مخواہ بد گمانیاں پیدا نہ ہوں۔

بہر صورت اس سال بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ میں ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی

یہ درخواست کروں گا کہ اس پر عمل درآمد کے لیے ضروری ہے کہ ایک کمیٹی یا ایک کمیشن مقرر کر دیا جائے تاکہ یہ کام جلد شروع ہو سکے اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ملک معراج خالد صاحب اچھے خیالات کا اظہار تو کر دیا کرتے ہیں لیکن عمل کرنے کے لیے کسی اور کا منہ تکتے رہتے ہیں ۔ اس لیے میں جناب ملک معراج خالد صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس موقع پر کسی کمیشن یا کمیٹی کے قیام کا اعلان انہیں ضرور فرما دینا چاہیے ۔

Mr. Speaker. These two adjournments motions are disposed of accordingly.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں کچھ عرض کر دوں ۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا ۔

جناب والا ۔ اسی تحریک التوا کے بارے میں چونکہ میاں خورشید انور صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن ایک عرض کیے دیتا ہوں کہ اسی سلسلے میں character assassination ایک شیطانی مہم شروع کر دی جاتی ہے ۔ خصوصی طور پر ان کی جو کہ بد عنوانوں کو پکڑنا چاہتے ہیں جو کہ لٹیروں کو گرفت میں لینا چاہتے ہیں ۔ جو ان کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے متعلق character assassination مہم شروع کی جاتی ہے ۔ میں آج اس معزز ایوان کے سامنے اس اصول کے تحت اعلان کرتا ہوں ۔ کاش میرے وہ معزز دوست جو کہ پچھلی اسمبلی کے ممبر تھے موجود ہوتے ۔ اس وقت جب میں نے اسی معزز ایوان میں اعلان کیا تھا تو انہوں نے مجھے مخاطب کرکے کہا تھا کہ تم مذاق کر رہے ہو ۔ جب میں نے انہیں بتایا تھا کہ میری جائیداد کیا ہے ۔ یہ 66 ۔ 1965ء کی بات ہے اور آج بھی میں کہتا ہوں کہ قیام پاکستان کے وقت میری پانچ ایکڑ اراضی تھی ۔ کچا کوٹھا یعنی میرا آبائی مکان تھا اور آج تک وہی ہے ۔ ایک سیکنڈ ہینڈ ٹیوٹا کار جس کو ملک مظفر خان جانتے ہیں میں نے اپنے ایک ممبر دوست چوہدری محمد نواز سے خریدی تھی ۔ یہ قیمت میں نے ساری زندگی پائی پائی کرکے جمع کی تھی ۔ یہ تھی میری ذاتی ملکیت ۔ اس کے سوا پاکستان میں میری

کوئی آج تک جائیداد نہیں ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور میں چیلنج کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی خدمت میں گزارش کر سکتا ہوں اور ہر اہل پاکستان کو چیلنج کرتا ہوں لیکن اس کی بنا پر مجھے حق پہنچتا ہے کہ جن لوگوں نے لوٹا ہے انہیں پکڑوں اور انہیں بے نقاب کروں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ کی اجازت سے میں حزب اختلاف کی طرف سے جناب ملک معراج خالد صاحب قائد ایوان کے اس جامع اور معنی بیان اور ان کے اس اقرار کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کا ہاتھ جس بھی بد عنوان افسر ، بد عنوان ممبر اور بد عنوان وزیر کی گردن تک پہنچے گا حزب اختلاف ہمیشہ ان کے ساتھ تعاون کرے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے ساتھ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ the sooner the better کے محاورے پر عمل کرتے ہوئے جتنا جلدی ہو سکے کمیشن بٹھائیں جو ارکان اسمبلی ، وزراء اور عوامی نمائندگان کے اثاثوں کا احتساب کرے اور لوگوں کو آئندہ الیکشن میں یہ معلوم ہو سکے کہ کن لوگوں نے عوامی نمائندگی کے کردار کو داغ دار بنا کر اپنی جائیدادیں بنائی ہیں ۔ اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کو ملازم کرایا ہے اور ناجائز دولت کمائی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید نایش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے اس بیان سے اس ایوان میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں خیر مقدم کیا جائے گا ۔ لیکن ہم ممنون ہوں گے اگر وہ یہ بتا سکیں کہ اثاثوں کا اعلان کب تک ہوگا اور اس سلسلے میں کیا طریق کار ان کے ذہن میں ہے ۔

سپیکر ۔ اس کے متعلق انہوں نے اپنی تقریر میں کہہ دیا ہے کہ اس پر غور ہو رہا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ہماری پارٹی ایک واضح لائحہ عمل بہت جلد اختیار کر رہی ہے کیونکہ اس سلسلے میں جناب وزیر اعظم صاحب اہم قدم اٹھانے والے ہیں ۔

Mr. Speaker. These two adjournment motions are disposed of accordingly.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میری تحریک استحقاق بڑی دیر سے pending ہے اسے آپ کل لیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ اسے کل لیں گے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء

(جاری)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ دی پنجاب ایکویزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1973ء جو اس ایوان میں ایک قانونی شکل اختیار کرنے کے لیے اور اس صوبہ کا قانون بنانے کے لیے پیش کیا گیا ہے ۔ اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ کسی قانون کو نافذ کر دینا ، کسی قانون کو legislate کرنا ، کسی قانون کو اسمبلی میں پیش کرنا وہ مقاصد پورے نہیں کیا کرتا جو اس قانون کے ساتھ وابستہ ہوا کرتے ہیں ۔ اصل کام اور اصل مقصد جو کسی قانون کے نافذ کرنے کا ہوتا ہے وہ اس پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس موجودہ قانون میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس بل کو ایکٹ کی شکل محض اس لیے دے رہے ہیں کہ کچی آبادی کے وہ مکین جو سالہا سال سے کچے جھونپڑوں میں رہتے ہیں جو سالہا سال سے ان میں رہائش پذیر ہیں مگر جنہیں اس وقت تک مالکانہ حقوق نہیں مل سکے ان کو ہم نے مالکانہ حقوق دینے ہیں ۔ اس کے ساتھ improvement کرنی ہے اور یہ بل کے اغراض و مقاصد میں بھی لکھا گیا تھا ۔ مگر اصل قانون جو ہم سے پاس کرایا گیا ہے ۔ جو دفعات اس ہاؤس سے منظور کرائی گئی ہیں اس میں

انہوں نے صرف improvement کا لفظ رکھا ہے اور وہ مقصد پورا نہیں کیا جو اس بل سے اصل حاصل ہونا تھا۔

Sheikh Aziz Ahmad. Point of order. Sir, I would like to invite your attention to Rule 87 (4) of the Rules of Procedure. It says :

> 87 (4) When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill.

اب سوال یہ ہے کہ جنرل ڈسکشن اس ترمیم تک محدود رہنی چاہیے جو اس بل کی تھرڈ ریڈنگ میں پاس ہوئی ہے۔ وہ proviso یہ ہے :

> Provided that the land-owner shall not be entitled to any developed site in lieu of the amount of compensation payable to him if the land is acquired only for facilities for health, education, recreation, culture, transportation, communication and the utility services as defined in sub-section (1) (e) (iii) of section 2 of the Act. However in such case the land owner whose land acquired does not exceed 8 canals shall be paid full amount of his compensation in the form of cash.

مسٹر سپیکر۔ جب کوئی مقرر تقریر کرے گا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ترمیم جو پیش کی گئی ہے مناسب نہیں ہے۔

شیخ عزیز احمد۔ جناب والا۔ ترمیم ان کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔

Mr. Speaker. That is immaterial. He can say that.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Thank you Sir.

جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ کچی آبادیوں کا یہ آرڈیننس یا مارشل لاء ریگولیشن جو جاری کیا گیا ہے اس میں صرف وہ آبادی رکھی گئی ہے جو سرکاری زمینوں پر واقع ہے ۔ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کیا گیا مگر جب ہم نے بل کو دیکھا تو اس کے اغراض و مقاصد پڑھنے سے پتہ چلا کہ شاید ان ہزار ہا بستیوں کے مکینوں کو بے گھر لوگوں کو حقوق مالکانہ دے دیے جائیں گے جو پرائیویٹ لینڈ پر اپنے مکانات بنائے ہوئے ہیں ۔ ان کو بھی اس سکیم میں شامل کیا جائے گا اور اس صوبہ میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے مکین موجود ہیں جنھوں نے پرائیویٹ زمینوں پر اپنے مکانات بنائے ہوئے ہیں اور سال ہا سال سے وہاں رہائش پذیر ہیں ۔

Mr. Speaker. How can an amendment which was never moved be discussed ?

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر اس کو اس شکل میں کر دیا جاتا کہ ان زمینوں پر جو لوگ پرائیویٹ مکانات بنائے ہوئے ہیں ان کو مالکانہ حقوق دے دیے جائیں ۔ آپ اغراض و مقاصد دیکھیں وہ اصل پروپوزن سے مختلف ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اغراض و مقاصد پر بحث ہو چکی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ اس بل کا حصہ بنا چکے ہیں ۔ اس میں لکھا ہے کہ ہم کچی آبادیوں کو قانون کے تحت مالکانہ حقوق نہیں دے سکتے تھے ۔ اصل بل میں پروپوزن موجود نہیں ہے ۔ ان آبادیوں کو جو آبادیاں کسی بھی قانون کے تحت بیدخلی میں نہیں لی جا سکتیں مگر ان کو مالکانہ حقوق اس لیے نہیں دیے گئے کہ خسرہ میں مالک کا نام درج ہے اور وہ اس پر ایک قابض کی شکل میں چلے آ رہے ہیں ۔ اگر انہیں بھی جس طرح اغراض و مقاصد میں لکھا ہے اس طرح قانون میں رکھ لیا جاتا تو تمام مقصد پورے ہو سکتے تھے جو ایک صحیح قانون کے ہوا کرتے ہیں اور کچی آبادیوں کے لیے جو قانون نافذ کیا جا رہا ہے اس سے فائدہ ہو سکتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی

(برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1973ء کی تیسری خواندگی پر نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسودہ قانون اپنے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے کسی طور پر بھی ہم آہنگ نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ سید صاحب ترامیم کے اندر رہتے ہوئے اظہار خیال کریں۔

سید ثابش الوری۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تیسری خواندگی ہے اور پارلیمانی روایات موجود ہیں کہ جب کوئی اہم بات ہاؤس کے علم میں آئے یا لائی جائے تو بل کی تیسری خواندگی پر بھی اس بل کے اغراض و مقاصد کو ہم آہنگ کرنے کے لیے مختلف ترامیم قبول کر لی جاتی ہیں۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس بل کے اغراض و مقاصد میں یہ بنیادی بات شامل ہے کہ کچی آبادیوں کی موجودہ حالت کو بہتر بنانے کے لیے اور کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے اس بل کو لایا جا رہا ہے۔ لیکن عملاً ہم نے دیکھا ہے کہ اصل بل میں اور ترمیم شدہ بل میں کوئی گنجائش موجود نہیں ہے جس کے تحت غریب اور مفلوک الحال لوگوں کو مالکانہ حقوق منتقل کیے جا سکتے ہیں۔ اس لیے یہ بل ایک سراب کی حیثیت رکھتا ہے یہ ایک فریب کی حیثیت رکھتا ہے جس میں کچی آبادیوں کے لاکھوں مکینوں کو مبتلا کیا جا رہا ہے۔ اگر حکومت واقعی ان کچی آبادیوں کے مکینوں کی حالت بہتر بنانا چاہتی ہے اور ان میں یقین اور اعتماد کی فضا پیدا کرکے ان تمام انسانی ضرورتوں کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہے تو پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس مرحلے پر عوامی حکومت کے دعویدار وزیر دعویدار وزراء اس پر نظرثانی کرکے ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کی ترمیم اس میں شامل کر لیں تاکہ یہ بل اپنے اغراض و مقاصد سے ہم آہنگ ہو سکے۔

جناب والا۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ کچی آبادیاں زندگی کی بنیادی ضرورتوں کی سہولتوں سے محروم ہیں اور انسانیت پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہماری اس حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ان غریبوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے گا۔ ان کو زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ لیکن وہ بے

صرف اپنے وعدے سے انحراف کر رہی ہے بلکہ قانون سازی کی اب ساری قوتوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر فریب دینے پر اصرار کیے ہوئے ہے - اس لیے میں جناب والا - آپ کے توسط سے اصرار کروں گا کہ جس طرح کچی آبادیوں کو بہتر بنانے کے منصوبے کی گنجائش اس بل میں رکھی جا رہی وہ نہایت طمانیت بخش اور مستحسن بات ہے - اسی طرح اس بل کو اور زیادہ موثر زیادہ جامع اور زیادہ مفید بنانے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کی گنجائش رکھی جائے - ورنہ ایک دو مہینے کے بعد ایکٹ کو پھر ایک اور ترمیمی بل بنانا پڑے گا - اور اس طرح نہ صرف یہ کہ لوگوں کی بنیادی سہولتوں میں تاخیر واقع ہوگی اور وہ اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے بلکہ اس ایوان کا وقت بھی غیر ضروری طور پر صرف ہوگا - جناب والا - کچی آبادیاں نہ صرف ان بارشوں اور سیلابوں کے باعث بری طرح متاثر ہوئی ہیں بلکہ وہ پورے طور تباہ ہو چکی ہیں - یہ گنجائش اس بل کے ذریعے پیدا کی جا سکتی ہے کہ ان کچی آبادیوں کا نئے سرے سے سروے کیا جائے اور تعمیر کرتے وقت نہ صرف یہ کہ جدید سہولتوں اور طرز تعمیر سے استفادہ کرنے کا موقع دیا جائے بلکہ اس کے لیے سہولتیں اور سرمائے کی گنجائش فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنی موجودہ غیر انسانی زندگی کو خوشحالی کے ساتھ بسر کر سکیں -

وزیر قانون - جناب والا - فاضل اراکین نے کچی آبادیوں کی سکیم کا بار بار ذکر کیا ہے اور میں نے اس دن اس بات کی وضاحت کی تھی کہ اس ایوان کے سامنے کچی آبادیوں کا آرڈیننس جو پہلے نافذ کیا جا چکا ہے جس کے تحت مالکانہ حقوق دیے گئے وہ مختلف چیز تھی - اب حاجی محمد سیف اللہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اس آرڈیننس کے تحت گورنمنٹ لینڈ پر مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں - ایسی بات نہیں ہے اس آرڈیننس کے تحت جو اس صوبہ میں قانون کی حیثیت رکھتا ہے اس کے تحت ایسی اراضی جو کسی فرد کو منتقل کر دی گئی ہے وہ اس کا مالک ہے لیکن ایسی اراضی جہاں غریب لوگ بیٹھے تھے اور وہ کسی ایک فرد کی ملکیت تھی یا چند افراد کی تھی اور قابضین غریب لوگ تھے ایسی تمام آبادیوں کو جو کچی آبادیوں کی تشریح میں آتی ہیں

مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں ان کو پی ۔ ٹی ۔ ڈی جاری کر دیے ہیں اور وہ اب مالک ہیں ۔ یہ بات عوامی حکومت کے فرض میں شامل تھی ۔ ایسی کچی آبادیاں جہاں مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ لینڈ یا متروکہ اراضی یا اراضیات جو کہ ایک فرد کے قبضہ میں ہو وہاں ان لوگوں کے اندر خود اعتمادی نہیں ہے وہ اس زمین پر اپنی ملکیت کے حق کو تسلیم نہیں کرتے ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شائد انہیں مالکانہ حقوق نہیں جائیں گے ۔ ان میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے اس ایکویزیشن آف لینڈ ایکٹ کے تحت یہ پاس کیا گیا ہے اور اس میں کچی آبادیوں کے بارے میں اسی لیے ترمیم بھی لائی جا رہی ہے تاکہ ایک طریقہ کار وضع کر دیا جائے اور ان لوگوں میں یہ اعتماد پیدا ہو کہ جیسے دوسری آبادیوں میں حقوق ملکیت دیے گئے ہیں اسی طرح ان کچی آبادیوں میں بھی انہیں حقوق ملکیت دیے جائیں گے اور وہ حکومت کے ترقیاتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کر سکیں گے ۔ اور یہ وہ بات بھی اس پروگرام میں شامل سمجھیں کہ اب انہیں بھی حقوق ملکیت ملیں گے اور وہاں بھی ترقی ہوگی ۔ جناب والا ۔ یہ تو میں مانتا ہوں کہ یہ ایکٹ زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں ہے لیکن اصل مقصد غریب لوگوں کو حقوق ملکیت دینے کا ہے اور انشاء اللہ انہیں حقوق ملکیت ملیں گے ۔ نہ انہیں در بدر کیا جائے گا اور نہ انہیں بے دخل کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد جب ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے تو وہاں بجلی کی فراہمی ، سکول ، ڈرینج سسٹم اور دوسری ایسی باتیں جب ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کسی صورت میں انہیں وہاں سے بے دخل نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں مالک بنایا جائے گا

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایکویزیشن آف لینڈ
(ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل آف 1973ء
منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر کہ مزید کارروائی

عمل میں لائی جائے میں عرض کرتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔ ایوان میں 50 ممبران موجود ہیں۔

مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 60 بابت 1973ء)

مسٹر سپیکر۔ اب وزیر قانون مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جانے کی تحریک پیش کریں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ دی پنجاب ایسنشیل آرٹیکلز (کنٹرول)
بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ دی پنجاب ایسنشیل آرٹیکلز (کنٹرول)
بل 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔
سردار امجد حمید خان دستی۔
میاں خورشید انور۔
میاں منظور احمد موہل۔
سید تابش الوری۔
جناب والا ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ میں پہلے بھی ایوان کو بتا چکا ہوں کہ میں نے رولز آف پروسیجر کی جو تشریح کی ہے اس کے تحت یا تو یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے یا پھر اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اب یہ ممبران کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ دونوں میں سے کس کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن دونوں کو اکٹھا لیا جائے گا۔
میاں منظور احمد موہل۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان ملک معراج خالد سے درخواست کروں گا کہ انھوں نے جو آج یہاں تقریر فرمائی ہے اور بیان دیا ہے وہ ایوان کی میز پر رکھ دیں تاکہ وہ پاؤمن کی پراپرٹی بن سکے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں رکھ دیتا ہوں ۔

(تحریری بیان ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا)

بیگم آباد احمد خان ۔ ایوان کو سرکلر جاری کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بھی کر دیں گے ۔ انھوں نے اپنی پارٹی کے متعلق کہا ہے ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Sir, I move :

> That the punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

Mr. Speaker. Next motion by Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اپنی یہ تحریک پیش نہیں کرنی چاہتا ۔ میں اپنی دوسری تحریک پیش کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ سید تابش الوری اپنی تحریک پیش کریں گے ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیدہ عابدہ حسین صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء کو (2 اکتوبر 73ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کیا جائے ۔

Mr. Chairman The motion moved is :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th October, 1973

Minister for Law. I oppose it.

Mr. Chairman. Mian Manzoor Ahmad Mohal .. not present in the House. Haji Muhammad Saifullah Khan to move motion No. 5 please.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move ;

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by 15th October, 1973 :

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Syed Nazam Hussain Shah.
6. Brig. Sahib Dad Khan Chaudhri.

7. Mr. Muhammad Hanif Naru.
8. Rana Phool Muhammad Khan.
9. Begum Rehana Sarwar.
10. Kanwar Muhammad Yasin Khan.
11. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Mr. Chairman. The motion moved is :

That the Puniab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by 15th October, 1973. :

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tablish Alwari.
4. Mian Mustaf Zafar Qureshi.
5. Syed Nazam Hussain Shah.
6. Brig. Sahib Dad Khan Chaudhri.
7. Mr. Muhammad Hanif Naru.
8. Rana Phool Muhammad Khan.
9. Begum Rehana Sarwar.
10. Kanwar Muhammad Yasin Khan.
11. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr Chairman. The third motion of the Select Committee cannot be moved. Mian Manzoor Ahmad Mohal to speak on his motion.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میری تحریک کو oppose نہیں کیا گیا اس لیے وہ 15 اکتوبر تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرائے جائے ۔ آپ ٹیپ سن سکتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ آپ کی تحریک ہاؤس میں پیش ہی نہیں ہوئی ۔ آپ نے پڑھی تھی اور جناب سپیکر نے پیش نہیں کی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ آپ ٹیپ سن لیں ۔

وزیر قانون ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں ۔ ٹیپ بعد میں سن لیجیے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ منسٹر صاحب نے ایک نہایت اہم انکشاف کیا ہے کہ ان کی موشن جناب سپیکر نے پیش ہی نہیں فرمائی ۔ اس لیے پہلے ٹیپ سے تصدیق فرما لیجیے ۔ اگر واقعی یہ missing ہو گئی ہے تو پہلے اس کو پیش کرنا چاہیے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ موشن پیش کی گئی تھی ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. It is the statement of the Law Minister.

Mr. Chairman. He was not present in the House.

Haji Muhammad Saifullah Khan. He was present but his mind was not present.

پھر وہ اپنا اعتراض واپس لیں کہ واقعی پیش ہوئی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ put بھی ہو گئی ، carry بھی ہو گئی ، oppose نہیں ہوئی ۔

Mr. Chairman. It can only be carried when the question is put.

Haji Muhammad Saifullah Khan. This is correct.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ مسودہ قانون انضباط ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء کی موشن کی میں اس بنا پر مخالفت کرتا ہوں کہ

سابقہ حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت نے بھی اپنی روش قطعاً نہیں بدلی۔ قانون بنایا جاتا ہے لیکن عملی طور اس کے نفاذ میں کار فرما روح کو پیش نظر رکھا جاتا۔ یہ ضروری اشیاء کے ۔ لق کنٹرول کے انضباط کا مسودہ ہے اور ہمارے ملک خصوصاً پنجاب کے صوبے میں یہ روایت ہے کہ جس چیز پر بھی ہماری حکومت کوئی پابندی لاگو کرتی ہے، کوئی کنٹرول نافذ کرتی ہے تو وہ چیز ملک سے اس طرح غائب ہو جاتی ہے کہ صوبے کی کسی حصے میں اس کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے۔ 'مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی' کے مصداق ہم جو چیز بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے وہ نہیں ملا کرتی۔ اس لیے میں نے اپنی موشن میں یہ کہا ہے۔ کوئی قانون بھی جب بنایا جائے تو یہ ایک مسلمہ امر ہے اور ہمیں آئینی طور پر یہ تحفظ حاصل ہے اور روٹز آف پروسیجر میں بھی یہ ممبران کا استحقاق ہے کہ کوئی چیز بھی جب اس ہاؤس میں پیش کی جائے تو پہلے اس پر کوئی ممبر یہ تحریک پیش کر سکتا ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ کیونکہ موجودہ حکومت عوام کی واضح اکثریت کی بنا پر برسر اقتدار آئی ہے اور عوامی حکومت کے نام پر عوام کا زیادہ خیال رکھتی ہے اس لیے عوام کی رائے کو بھی ہمیں بہت زیادہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور اس کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ اس میں اگر کوئی غلطی ہو، کوئی ایسی کمی ہو، یا کوئی ایسی بات ہو جو کہ عوام کو ناگوار گزرتی ہو تو ہم اس کو متداول کرا دیں۔ میں نے تاریخ بھی تھوڑی رکھی ہے پندرہ اکتوبر رکھی ہے کہ پندرہ اکتوبر تک ہم اس کو متداول کرالیں۔ اور اس سلسلے میں عوام کی رائے معلوم کی جائے کہ وہ کیا محسوس کرتے ہیں۔

جناب والا۔ گو اس بل کے نفاذ سے حکومت کی منشا یہی ہے کہ ضروری اشیا ملنی شروع ہو جائیں اور عوام کو آسانی سے دستیاب ہوں، عوام کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ مجھے اس سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ حکومت کی منشا درست ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تجارت کے سلسلے میں کوئی ضابطہ اخلاق نہیں۔ ضابطہ اخلاق اس وقت ہوتا ہے جب معاشرے سے تمام برائیاں ختم کر دی جائیں۔ حد تو یہ کہ حکومت ایک پیسے یا دو پیسے کا ٹیکس لگاتی ہے تو

معاشرے پر ایک ایسا نظام مسلط ہے کہ تاجر ، سرمایہ دار اور صنعت کار اس میں حقیقتاً پندرہ یا بیس پیسے کا منافع کماتے ہیں اور حکومت اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتی ۔ اس لیے میری مودبانہ گزارش ہے اور میں یہ اپیل کروں گا کہ یہ نہ دیکھا جائے کہ بات کرنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ بات کیا ہے ، وہ کیا کہنا چاہتا ہے اور بات میں کتنا وزن ہے اور کتنی حقیقت ہے ۔ اس لیے اس مسودے کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لیے پندرہ اکتوبر تک متبادل کرایا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ! ضروری اشیاء کی نقل و حمل ، ان کی قیمت اور ذخیرے سے متعلق کنٹرول اور نگرانی کا یہ بل وقت کی ایک اہم ضرورت کے پیش نظر اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ گرانی اس صوبے بلکہ پورے ملک کا ایک آتشیں مسئلہ ہے جس نے پوری معاشی اور معاشرتی زندگی کو جہنم زار بنا دیا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بڑھتی ہوئی قیمتوں نے ہمارے طبقات آبادی کو بری طرح متاثر کیا ہے ۔ بالخصوص متوسط درجہ اور سفید پوش لوگ ایک عجیب بے بسی اور بے چارگی کی کیفیت سے دو چار ہیں ، کیونکہ ان کی آمدنیاں ایک مقام پر ، ایک نقطے پر ٹھہری ہوئی ہیں ۔ اشیا کی قیمتیں بے پناہ بڑی سرعت کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہیں ۔ ان حالات نے لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی کو اپنی آمدنی سے کس طرح سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں ۔ اس صورت حال نے نہ صرف یہ کہ ذخیرہ اندوزی ، بلیک مارکیٹنگ اور سمگلنگ کو اس ملک میں عام کرنے کے رجحان کو بڑھایا ہے بلکہ لوگوں کو رشوت ، بد عنوانی اور اپنے معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے مختلف قسم کی آسائشوں کے حصول کی ترغیب بھی دی ہے ۔ یہ ایسی صورت حال ہے جو کسی بھی متمدن ، کسی بھی جمہوری اور اسلامی معاشرے کے لیے انتہائی مہلک ثابت ہو سکتی ہے ۔

جناب سپیکر ! یہ بات انتہائی اطمینان بخش ہے کہ اس حکومت نے اس اہم ترین ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک بل اس ایوان میں پیش کرنے کی

کوشش کی ہے ۔ لیکن آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس قسم کی قانون سازی سے ، اس قسم کی منصوبہ بندی سے جو ہماری حکومت نے اپنا وطیرہ بنا لیا ہے اس مسئلے کا حل تلاش نہیں کیا جا سکتا ۔ بنیادی طور پر ہمیں اس مسئلے کے حل کے لئے رسد و طلب کی موجودہ صورت حال کو مد نظر رکھ کر ایک ایسی جامع منصوبہ بندی کرنی ہوگی جس سے گرانی کی اس ہولناک صورت حال پر قابو پایا جا سکے ۔ صورت یہ ہے کہ اس وقت رسد کم ہے اور طلب زیادہ ہے اور یہ معاشیات کا ایک بڑا مسلمہ اصول اور کلیہ ہے کہ جب رسد زیادہ ہوتی ہے اور طلب کم تو قیمتیں کم ہوتی ہیں اور اگر طلب زیادہ ہو اور رسد کم ہو تو قیمتیں گراں ہو جاتی ہیں ۔ ہمیں رسد و طلب کے درمیان اس توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ایک ایسی طویل منصوبہ بندی کرنی ہوگی جس کے تحت ہم اس صریے کو اس ہولناک صورت حال سے نجات دلا سکیں ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم پورے معاشرے اور پوری قوم کو اعتماد میں لے کر اپنے منصوبے ان کے سامنے پیش کریں ۔ اور ان کی رائے اور ان کی تجاویز کی روشنی میں ایسا لائحہ عمل اور نظام مرتب کریں جو ہمارے ملک کی معیشت کو اور ہمارے شہریوں کو ایک خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے جو اختیارات حکومت اپنے پاس حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ ان سے اس مسئلے کا حل ممکن نہیں ۔ ایک تو بنیادی طور پر اس میں تمام اشیا کی فہرست موجود نہیں جو ہماری اپنی ضروریات سے متعلق ہیں ۔ دوسرے اس بل کے ذریعے قیمتوں کو کنٹرول کرنا ہے ۔ ان کا ذخیرہ کرنے کے سلسلے میں ایسے اختیارات حاصل کیے جا رہے ہیں جو ہمارے ماضی کے تجربے کی روشنی میں کسی بھی صورت میں ہمارے اس معاشرے میں گرانی کو کم کرنے کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ اس کو بڑھانے کے امکانات اس سے زیادہ بڑھ سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اگر ہم اس ہولناک مسئلے کو حل نہ کر سکے اور اس سلسلے میں عوام کی رائے معلوم کیے بغیر ہم نے قانون سازی کا یہ مرحلہ طے کر لیا تو یاد رکھنا چاہیے کہ عوام جو اس وقت انتہائی مضطرب ہیں ، انتہائی بے چین اور انتہائی بد حواس ہیں ، وہ گلیوں میں

نکل آئیں گے اور ان قانون سازیوں سے قطع نظر خود اپنے فیصلے کرنے پر مجبور ہوں گے ۔ اس لیے اس سے پہلے کہ وہ لوگ گلیوں میں نکل کر اپنی آواز کو آپ کے ان عظیم ایوانوں سے ٹکرا کر کسی نئے بحران کو جنم دیں ، میں سمجھتا ہوں کہ دانش مندی اور فراست کا تقاضا یہ ہوگا کہ ہم اس بل کو جو عوام کی بنیادی ضروریات سے متعلق ہے ، رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرائیں تاکہ مختلف طبقے ، مختلف ماہرین معاشیات ، مختلف تاجر ، مختلف صنعت کار اپنی اپنی تجاویز حکومت کے سامنے پیش کرکے اس عظیم مسئلے کا کوئی واقعی جامع حل تلاش کر سکیں ۔ جب تک ہم یہ نہیں کریں گے اور جب تک ہم جلد بازیوں میں قانون سازی کے ذریعے ان عوامی مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اس وقت تک ہمارے یہ بحران اسی طرح سے ہمارے لیے لت نئی الجھنوں کا باعث بنتے رہیں گے اور یہ کہ حکومت اور عوام دونوں کے درمیان اعتماد کا خلا بڑھتا چلا جائے گا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کی وساطت سے اس ایوان سے متعلقہ وزیر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ رائے عامہ کی اہمیت پر یقین رکھتے ہوئے ، رائے عامہ کی بیداری پر اعتماد کرتے ہوئے اس بل کو متداول کرائیں اور ان کی رائے کے ذریعے ہی اس کی قانون سازی کرنے کی کوشش کریں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. I would request that the motion be put to the House, If it is rejected, then I will move my motion and if this motion is accepted by the House, in that case my motion will become infructuous. First you have to put this motion to vote.

Mr. Chairman. The member should first make his statement.

Haji Muhammad Saifullah Khan. That is not the proper way. It is a separate motion. You have taken up the motion for eliciting public opinion. If this motion is carried, then I can't move my motion and if it is rejected then I have to move an alternate motion.

Mr. Chairman. The question is :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th October, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th October, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Chairman. Yes, Haji Saifullah Sahib.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس وقت اس صوبے میں سب سے بڑا مسئلہ جو ہر عام اور خاص کو درپیش ہے وہ اشیائے صرف کی گرانی ہے اور اس کمر توڑ ہوش ربا گرانی نے جس قدر غریب اور مزدور طبقے کو پریشان کر رکھا ہے اس کی میں سمجھتا ہوں کسی بھی دور میں مثال نہیں ملتی ۔ اس امر سے کوئی بھی اختلاف نہیں ہے کہ گرانی کا سد باب کرنے کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی جائے ۔ مناسب قوانین بنائے جائیں ۔ مناسب تجاویز اختیار کی جائیں ۔ مناسب کارروائیاں کی جائیں ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے جس کا فوری طور حل کیا جانا ضروری ہے ۔ اسی طرح قانون ساز اسمبلیوں کے بھی چند مقاصد ہوا کرتے ہیں ۔ یہ صوبائی اسمبلیاں جن کو اصولی طور پر اب پراونشل اسمبلی کا نام دیا جاتا ہے اس کے پرائمری فنکشنز ، لیجسلیشن کے ہیں کہ اس صوبے کے لیے اس صوبے کے عوام کے لیے اس صوبے کے باشندگان کے لیے وہ ان کی ضروریات کے مطابق اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اُن کو منضبط کرنے کے لیے ان کو حل کرنے کے لیے قوانین بنائے اور قانون بنانے کا جو طریقہ کار لیجسلیٹو اسمبلیوں کا مقرر کیا گیا ہے وہ ان طریقوں سے قطعی

طور پر مختلف ہے جو شاہانہ طریقے پر اختیار کیے جاتے ہیں یا جب چھوٹی سطح پر ہوتے ہیں ۔ جو قانون صوبہ گیر ہوتے ہیں ایسے قوانین کے لیے پارلیمانی آداب اور قانون سازی کے آداب کے پیش نظر ایک ایسا طریقہ کار متعین کیا گیا ہے کہ قانون سازی میں کسی بھی شکل میں ایسی جلد بازی نہ کی جائے کہ وہ قانون بجائے مفید ہونے کے صوبے کے عوام کے لیے مضر ثابت ہو ۔ اس لیے جناب والا ۔ اس قانون کو نافذ کرنے سے پہلے قوانین میں قواعد اور آئین میں یہ طریقہ کار رکھا گیا کہ سب سے پہلے اس کو اسمبلی میں انٹروڈیوس کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی وہاں لکھ دیا گیا ہے کہ اسے یعنی اس بل کو جو انٹروڈیوس کیا جا رہا ہے اسے گزٹ نوٹیفیکیشن میں شائع کیا جائے گا تاکہ صوبے کی عوام اس قانون سے متعارف ہو سکے اور اس میں احتیاطی طور پر یہ بھی رکھا گیا ہے کہ اگر اس قانون کو بہت جلد نافذ کرنا مقصود ہو اور وہ ہنگامی نوعیت کا قانون ہو تو پھر اس کے لیے یہ تجویز دی جا سکتی ہے کہ ہاؤس کے اندر سٹینڈنگ کمیٹیاں جو بنائی جاتی ہیں اور جن کا مقصد صرف اور صرف قانون سازی کی چھان بین کرنا ۔ ہر قانون کو اچھی طرح سے دیکھنا اور اس پر بار بار غور کرنا ہوتا ہے ان کمیٹیوں کے سپرد کر دیا جائے اور باوجود ان کے سپرد کرنے کے پھر بھی یہ احتیاطیں رکھ دی گئی ہیں کہ اگر ہاؤس مناسب سمجھے اور یہ خیال کرے کہ اس پر صحیح غور و خوض نہیں ہو سکا ۔ اس کی اچھائیاں اور برائیاں پیش نہیں کی جا سکیں ۔ اس کے تمام پہلوؤں کو پوری طرح پر زیر غور نہیں لایا جا سکا ۔ تو پھر یہ طریقہ کار رکھا گیا ہے کہ یہ ہاؤس اگر چاہے تو اسے رائے عامہ کے لیے مشتہر کرایا جائے اور اس کے لیے وہ بھی ضروری خیال نہ کرے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا پروسیجر لمبا ہے اس کے اخراجات زیادہ سمجھتا ہے تو پھر باوجود سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش ہو جانے کے باوجود سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آنے کے پھر بھی یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہاؤس اگر چاہے تو اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر سکتا ہے مجلس منتخبہ کو بھیج سکتا ہے ۔ تاکہ اس کے مزید وہ پہلو جو سٹینڈنگ کمیٹی میں رہ گئے ہیں جن پر سٹینڈنگ کمیٹی میں پورے طور پر غور نہیں کیا جا سکا ان پر مجلس منتخبہ غور کرے ۔

جناب والا ۔ اتنے اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لیے قانون سازی کی

جاتی ہے ۔ اگر صرف اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ ہی آ جاتی تب بھی کچھ بات سمجھ میں آ سکتی تھی کہ اس قانون کے نافذ کرنے سے پہلے اس پر اچھی طرح سے غور و خوض کر لیا گیا ہے ۔ اس میں عوام کی ضروریات کو سامنے رکھا گیا ہے ۔ اس میں وہ تمام تقاضے پورے کرنے کی سعی اور کوشش کی گئی ہے جس کے لیے یہ قانون نافذ کیا جا رہا ہے ۔ مگر افسوس کہ اس اہم ترین قانون کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجا گیا مگر سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ تک نہ آ سکی تو اسے دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی کو میعاد بڑھا کر بھی نہیں بھیجا گیا تاکہ باوجود اس کے کہ درمیان میں کافی ایام بھی مل گئے تھے اور اس پر اچھی طرح سے غور کیا جا سکتا تھا ۔ اب یہ بل اس ہاؤس میں بالکل bare condition میں پیش ہے جس پر اس سے پہلے وہ بنیادی تقاضے ، وہ بنیادی ضروریات ، وہ بنیادی قوانین جو ہر قانون کے بنانے سے پہلے یعنی سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجنے کے لیے اس ہاؤس میں نافذ کیے جا چکے ہیں ۔ ان پر عمل کیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ ضروری اور لازمی ہے ورنہ اس قانون اور آرڈیننس میں کوئی فرق نہیں ہوگا ۔ آرڈیننس اور اسمبلی کے ایکٹ میں فرق ہی یہ ہوتا ہے کہ ایکٹ کی صرف ایک دفعہ ریڈنگ نہیں ہوتی ۔ ایک ہی مقام پر اسے پاس نہیں کیا جاتا بلکہ وہ by stage آتا ہے ۔ کمیٹیوں سے نکل کر آتا ہے ۔ اس پر پورا غور و خوض ہوتا ہے تب وہ جا کر قانون بنتا ہے ۔ اب جبکہ سٹینڈنگ کمیٹی کی بھی رپورٹ اس قانون کے بارے میں نہیں آئی ۔ اس سے پہلے کوئی چھان بین نہیں کی گئی ۔ اس پر کسی قسم کے غور و خوض کا موقع نہیں دیا گیا اور وہ process جو ایک اچھے قانون کے بنانے کے لیے adopt کیا جانا نہایت ضروری ہے ۔ اس کو adopt نہیں کیا گیا ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کسی بھی میرے معزز دوست کو اختلاف ہو سکے کہ یہ قانون جو بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ، جو صوبے کے اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لیے نافذ کیا جا رہا ہے اس پر اچھی طرح غور نہیں کیا جا سکتا ۔ جب تک اس کو دوبارہ کمیٹی میں نہیں بھیجا جا سکتا ۔ اس کی وہ خامیاں ، وہ خرابیاں ، وہ اچھائیاں ، وہ برائیاں جن پر غور کیا جانا چاہیے ان کو پورے طور پر غور میں لا کر اس کی ایک جامع رپورٹ پیش نہیں کی سکتی جب تک کہ اس کی ایک جامع رپورٹ پیش نہ کی جا سکے جس سے یہ اندازہ

ہو سکے کہ ہم صحیح معنوں میں عوام کے مسائل حل نہ کرنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں اور عوام نیک نیتی سے چاہتے کہ گرانی کم ہو قیمتیں کم ہوں ۔ رسد کو پورے طور پر منضبط کیا جائے اور صوبہ کے عوام کی ضروریات پوری ہو سکیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نیک نیتی سے ، نہایت خلوص سے اس قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اور عوام کے اس بنیادی مسئلہ کو پوری دلی سے حل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف واحد حل یہ ہے کہ قانون کے تقاضے پورے کیے جائیں اور ہم وہ طریقہ اختیار کریں جیسے ہر قانون کے نافذ کرنے سے پہلے ہر اسمبلی میں اختیار کیا جاتا ہے اور جس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ وہ واحد طریقہ یہ ہے کہ مجلس منتخبہ کے پاس اس قانون کو اس ہدایت کے ساتھ بھیج دیں کہ وہ اپنی رپورٹ معینہ مدت کے اندر بھیج دے تاکہ وہ خامیاں اور خرابیاں دور ہو سکیں اور وہ مسائل جو تشنہ تکمیل ہیں وہ اس بل میں پورے ہو سکیں اور یہ ہاؤس ایک ایسا قانون دے سکے کہ جس سے عوام کے مسائل پورے طور پر حل ہو جائیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے اپنے دلائل میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ قواعد انضباط کار کی مکمل طور پر پابندی نہیں کی گئی ۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان مکمل طور پر خود مختار ہے sovereign ہے اور اس ایوان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جو بھی موشن ایوان کے سامنے پیش ہوتی ہے اس پر ارکان اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ حزب اختلاف کی بینچوں پر بیٹھنے والے تمام ارکان کو تمام مواقع دیے گئے ۔ انہوں نے یہ موشن بھی پیش کی یہ تحریک بھی کی کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے اور یہ تحریک بھی کی گئی کہ اس کو مجلس منتخبہ کے پاس بھیجا جائے ۔ اگر یہ بل مجلس قائمہ کے سامنے گیا اور اگر رپورٹ متعینہ مدت میں نہیں آ سکی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ قواعد و انضباط کی یا اس کے طریقہ کی کوئی نفی کی گئی ہے ۔ موشن ہاؤس کے سامنے پیش ہوئی ہے ۔ ہاؤس نے جو فیصلہ کیا ہے ہم اسی کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں ۔ جناب والا اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی گئی جس سے یہ ثابت ہو کہ ایوان کی خود مختاری پر کسی طرح سے حرف آتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ

ہنگامی قانون ہے اور اس سے معاشرہ کو ذخیرہ اندوزی ، چور بازاری ، سٹہ بازی اور دیگر تمام لعنتوں سے پاک کیا جانا مقصود ہے اور اس سلسلے میں اگر اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے یا کسی مجلس منتخبہ کے سامنے بھیجا جائے تو مناسب نہیں ہوگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ رائے عامہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اب یہ مجلس منتخبہ کے پاس جانا چاہیے ۔

وزیر قانون ۔ سارے اعتراضات جناب والا ۔ حاجی صاحب نے اکٹھے اٹھائے تھے ۔ حاجی صاحب نے یہ بھی کہا کہ طریق کار کا لحاظ نہیں کیا گیا لیکن میں کہتا ہوں کہ سب کچھ کیا گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی سپیکر صاحب نے رولنگ دی تھی ۔

وزیر قانون ۔ انھوں نے ایک قسم کی اجازت دی تھی کہ وہ جس موضوع پر چاہیں بحث کر لیں ۔ کچھ لوگوں نے تراجم دی تھیں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے اس کو متداول کرایا جائے یا اس کو مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے ۔ ان کو اجازت اس امر کی دی گئی کہ وہ جس موضوع پر چاہیں اظہار خیال کر لیں ۔ جہاں تک رائے عامہ کا سوال تھا اس کا تو فیصلہ ہو گیا ہے ۔ ایوان نے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا ۔ اب تو مجلس منتخبہ سے مراد ہے رائے عامہ کا سوال ہی نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ کل کو کوئی اعتراض نہ کر دے کہ مواقع فراہم نہیں کیے جاتے مگر میں عرض کرتا ہوں کہ تمام مواقع فراہم کیے گئے ہیں ۔ ہاؤس کی رائے مقدم ہے اس کا غلبہ ہے ۔ اکثریت کا جو اس ضمن میں فیصلہ ہے ہم اس کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں ۔

آخر میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہنگامی قانون ہے اور گرانی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ صوبے میں موجود ہے ۔ گرانی کے دور کرنے کی تدابیر بھی بتائی جاتی ہیں ۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ گرانی کا تدارک کیا جائے اور اس کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا جائے ۔ لیکن ایسے قوانین کی مخالفت کی جاتی

چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں وہ نہ تو صوبے کے مفاد میں ہے اور نہ ہی اس سے تحفظ ہو سکتا ہے اور نہ ہی یہ مخالفت ایوان کی خود مختاری کو تسلیم کی جانے کے مترادف ہے ۔

Mr. Chairman. The question before the House is :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th October, 1973.

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Mian Khurshid Anwar.
3. Syed Tablish Alwari.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Syed Nazam Hussain Shah.
6. Brig. Shahib Dad Khan Chaudhri.
7. Mr. Muhammad Hanif Naru.
8. Rana Phool Muhammad Khan.
9. Begum Rehana Sarwar.
10. Kanwar Muhammad Yusin Khan.
11. Haji Muhammad Saifullah Khan (Mover).

(The Motion was lost)

Mr. Chairman. Sardar Amjed Hamid Dasti.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ محترمہ سپیکر صاحبہ ۔ جیسا کہ اس بل کے اغراض و مقاصد میں بتایا گیا ہے اس کی ابھی ابھی جناب وزیر قانون نے وضاحت فرمائی ہے اور اس غرض سے اس بل کو ایکٹ کی صورت دی جا رہی ہے کہ یہ ہنگامی کارنامہ ہے اور اس بل کو ایکٹ کی صورت اس لیے دی جا رہی ہے

کہ مہنگائی کی وجہ سے جو خرابیاں نظر آ رہی ہیں ان کو دور کیا جا سکے۔ ذخیرہ اندوزی ، چور بازاری ، سٹہ بازی اور دوسری سماجی برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے لیکن میں نہایت ہی شد و مد کے ساتھ اس نظریہ کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بل اس صورت میں پاس ہو گیا تو بجائے اس کے کہ ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری اور اس قسم کی دوسری برائیاں ختم ہوں ان میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ اس کے وجوہ ہمارے سامنے ہیں اور ثبوت وجود ہے اور سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جس جس چیز پر حکومت نے پابندی لگائی ہے اور اس کو اپنے قبضے میں کیا ہے وہ چیز غائب ہو گئی اور ملنے میں نہیں آتی۔ لوگ سارا سارا دن مارے مارے پھرتے ہیں اور وہ چیز دستیاب نہیں ہوتی۔ اسی گھی کا مسئلہ دیکھ لیجیے جب سے حکومت نے اس کو اپنی تحویل میں لیا ہے تب سے یہ بازار سے قطعی طور پر غائب ہے اور حکومت نے یہ تاثر دینے کے لیے کہ چینی اور گھی کی فراوانی ہے اس نے ہر ممبر کو از راہ کرم پانچ پانچ سیر گھی کا ایک ٹین اور اسی طرح چینی کے پرمٹ عطا فرمائے ہیں۔ لیکن ان چیزوں سے گرانی کبھی ختم نہیں ہوتی وہ اسی طرح موجود ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس ارادے کا اظہار کیا گیا ہے اور جو اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں ان کی قطعی طور پر عملی طور پر نفی ہوگی اور یہ بل ایک مخصوص طبقہ کو ذخیرہ اندوزی کرانے کے لیے اور ان کو موقع اور ذریعہ مہیا کرنے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے اور اپنی پارٹی کو تقسیم پر لگانے کے لیے کہ اگر باقی چیزوں کی لوٹ کھسوٹ سے ان کا پیٹ نہیں بھرا تو پھر اور اشیا پر کنٹرول کیا جائے اور زیادہ مواقع مہیا کیے جائیں کہ وہ ان میں ذخیرہ اندوزی کرکے تقسیم اپنے پاس رکھیں اور ان چیزوں کو بازار سے غائب کر دیں تاکہ لوگ اور زیادہ پریشان حال ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اغراض و مقاصد جو اس بل میں بیان کیے گئے ہیں یہ قطعی طور پر غلط ہیں۔ در اصل حکومت اپنی monopoly (اجارہ داری) قائم کرنا چاہتی ہے اور تقسیم کار کے ذریعے اپنی پارٹی کے لوگوں کو زیادہ سہولتیں مہیا کرنے کے لیے ان کو دولتمند بنانے کے لیے اس قسم کے غلط قوانین بنانے پر آمادہ ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس چیئر پر بیٹھنے والے ممبران سے استدعا کرتا ہوں کہ

جن کا ذاتی طور پر یا جن کو توقع ہے کہ ان کو اس تقسیم میں ۔ اس ڈاکے میں حصہ نہیں ملے گا کم از کم وہ میرے ساتھ ہمنوائی کریں اور اس بل کی شد و مد سے مخالفت کریں تاکہ یہ گرانی کی لعنت ، ذخیرہ اندوزی کی لعنت ، چور بازاری کی لعنت اور مخصوص طبقے کو تقسیم کیے جانے کے اختیارات دے جانے کی لعنت اس ملک سے ختم ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ محترم سردار امجد حمید دستی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس سلسلے میں دو ایک باتیں کہوں ۔

جناب والا ۔ پہلی بات انہوں نے یہ فرمائی کہ گھی کا مسئلہ دیکھ لیجیے ۔ جب سے حکومت نے گھی اپنے قبضے میں لیا ہے اس وقت سے یہ عنقا ہو گیا ہے ۔ حالانکہ حکومت محض اس لیے مجبور ہوئی کہ باوجود بار بار ان ملوں کو کہنے کے جب اس نے دیکھا کہ اس کی تقسیم صحیح نہیں ہوتی حالانکہ اس سے پہلے اس نے گھی کی قیمتیں بھی بڑھا دیں ۔ اس کے بعد گھی کی ملوں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا ۔ اس لیے یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ حکومت کے لینے کے بعد گھی عنقا ہوا ہے حالانکہ اس حکومت کے اقدام کا یہ نتیجہ ہے کہ ہماری تاریخ میں پہلی مرتبہ جتنا گھی عام دنوں میں کسی بھی اچھے سال میں مارکیٹ میں دیا جاتا تھا رمضان کے مہینے میں اس کی سپلائی دگنی کر دی گئی ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات جو انہوں نے فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا اور میرے معزز ساتھیوں کا استحقاق breach ہوتا ہے violate ہوتا ہے ۔ وہ اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ جو ایسے ڈاکے میں شریک نہیں ہیں کم از کم وہ میرے ساتھ ہمنوائی کریں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خیال میں اس معزز ایوان کے کچھ رکن ضرور ایسے ہیں جو کسی ڈاکے میں بھی حکومت کے ساتھ یا کسی اور معاملے میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں اور معزز اراکین کا جو انہوں نے استحقاق مجروح کیا ہے اس پر آپ کی وساطت سے ایوان سے معافی مانگنی چاہیے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ سردار امجد حمید خان دستی صاحب نے کسی پر الزام نہیں لگایا ۔ انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ کچھ لوگ اس میں شریک ہیں ۔ انھوں نے کہا ہے کہ اگر کچھ لوگ اس میں شریک نہیں ہیں ۔ تو اس سے کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اور جناب محمد حنیف رامے صاحب کو خواہ مخواہ غصہ آ گیا ہے ۔ سردار صاحب نے بڑی سیدھی سادھی بات کی ہے ۔

Mr. Chairman. The inference was there.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر کہ دیگر حضرات میرے موقف کی وضاحت کریں میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لیے ضروری ہے کہ میں بھی اس کے متعلق عرض کر دوں ۔ جناب والا ۔ یہ اخبارات میں بارہا آ چکا ہے ۔ اس کے متعلق بار بار پبلک کے اندر کہا جا چکا ہے کہ تقسیم کار میں بعض لوگوں نے ، پارٹی کے چند عہدے داران نے دھاندلی بازی کی ہے اور اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود جناب حنیف رامے صاحب بھی مجھ سے اتفاق فرمائیں گے اور حکومت نے بھی بار بار کہا ہے کہ جن ممبران نے یا جن عہدے داران نے کسی قسم کی غلط کاری کی ہے ان کو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا ۔ اس قسم کے اعلانات نہ صرف وزراء کرام نے کیے ہیں بلکہ گورنر صاحب کی طرف سے ہوئے ہیں ۔

Mr. Chairman That is besides that point which was in your statement. You have made an inference that some Hon'ble members of this House may be involved in a practice and I think.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں نے ہی کہا ہے کہ میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ اگر یہاں تقسیم کار کی غلط کاری میں کسی کا کوئی ہاتھ نہیں ہے تو وہ میرے ساتھ اتفاق کریں ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان میں سے کس کس کا ہاتھ ہے اور کس کا ہاتھ نہیں ہے ۔ مجھے یہ علم نہیں ہے ۔ میں نے جو اخبارات میں پڑھا ہے ۔ جو شکایات پبلک کی طرف سے ہوئی ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے کہا ہے اور میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ۔ میں نے کسی ایک کی طرف اشارہ کرکے یا مخصوص کرکے یہ نہیں کہا کہ فلاں

ممبر نے اس قسم کی غلط کاری کی ہے ۔ یہ ایک عام شکایت اور یہ اخبارات میں آتی رہی ہے ۔ اس کے متعلق بار بار ذکر کیا گیا ہے اور اس کو روکنے کے لیے دعوے کیے گئے ہیں ۔ میں نے کوئی بری بات نہیں کی ۔ یہ تو آپ خود بھی کرتے رہے ہیں کہ اس کا روکنا ضروری ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ اشارہ واقعی اس قدر واضح ہے کہ اگر کوئی صاحب ادھر سے ان کی تائید نہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ڈاکے میں شامل ہے یہ کسی صورت میں قابل برداشت بات نہیں ہے ۔ اس میں غصے کا معاملہ نہیں ہے ۔ یہ اس معزز ایوان کے استحقاق کا معاملہ ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اگر میری اس سٹیٹمنٹ سے کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جو وضاحت جناب محمد حنیف رامے صاحب نے گھی کے سلسلے میں فرمائی ہے مجھے بھی آپ اجازت دیں تاکہ میں بھی چند منٹ میں نہایت مختصر انداز میں اپنی گزارشات اس سلسلے میں عرض کر دوں ۔

جناب والا ۔ اصل میں واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ اس حکومت نے گھی کی تقسیم اور فروخت پر پابندی لگا دی اور اس اثنا میں گھی کی قیمت بھی بڑھا دی ۔ میرے پاس بہاولپور کے تین لیڈر آئے ۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس دو دو تین تین لاکھ روپے کا گھی پڑا ہے جو حکومت تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دیتی ۔ دوسری طرف سے کارخانوں کی طرف سے ہمیں مطالبہ ہوا ہے کہ وہ گھی کی دوسری consignment وصول کریں ۔ جب تک یہ گھی dispose of نہ ہو جائے وہ یہ کیسے کر سکتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بل زیر غور لایا جا رہا ہے اس میں میں نہیں سمجھتا کہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے کسی قسم کی ایسی وضاحت کی ضرورت تھی اور نہ ہی یہ debatable point ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ میرا استحقاق ہے ۔ پارلیمانی روایت کے مطابق میں کسی وقت بھی کھڑے ہو کر سٹیٹمنٹ دے سکتا ہوں ۔ جناب وزیر قانون یا وزیر لا قانون اس بات کو نوٹ فرما لیں ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ طریق واردات یہ ہو کہ پہلے گھی کو کنٹرول کیا گیا ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے جو جملہ کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں آپ کا استحقاق مجروح نہیں کرتا ۔ آپ وزیر قانون ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ "لا" انگریزی والا ہے اور "قانون" اردو والا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں علامہ صاحب کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ میرے بزرگ ہیں بہر حال علامہ بالکل ہی علامہ ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو وزیر قانون کہتا ہوں ۔ میں آپ کو وزیر لا قانون نہیں کہتا ۔ آپ ناراض نہ ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ علامہ صاحب نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ یہ پرولیج ہے اور میں کسی وقت بھی سٹیٹمنٹ دے سکتا ہوں ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ کیونکہ اگر یہ سمجھیں کہ میں اسمبلی کی کارروائی آگے نہیں چلنے دوں گا تو یہ ہر سیکنڈ کے بعد بھی کوئی سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں ۔ ان کو اس قسم کا کوئی اختیار یا کوئی ایسا حق حاصل نہیں ۔ رولز میں صرف وزراء کے لیے لکھا ہے کہ وہ کسی مناسب وقت میں مناسب بات پر سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں ۔

Mr. Chairman. Please quote the role to strengthen your argument.

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ علامہ رحمت اللہ

ارشد صاحب نے جیسے فرمایا ہے کہ وہ جس وقت چاہیں سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں ۔ سردار صغیر احمد صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ صرف منسٹر مناسب وقت پر سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ انھوں نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے سٹیٹمنٹ دیا ہے ۔ وہ نہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں نہ کسی اور موشن پر کھڑے ہوئے ہیں ۔ وہ تو صرف قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے کھڑے ہوئے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ لیڈر آف دی آپوزیشن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی وقت سٹیٹمنٹ دے سکتا ہے ۔ رولز میں وہ سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے بلکہ صرف وزراء سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں ۔

Mr. Chairman. The clarification is that the Leader Opposit on has the right to speak when he so wishes.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اصل میں میں اس گزارش کے ساتھ آپ کو متوجہ کر رہا ہوں کہ چھ حنیف رامے صاحب ایک ذمہ دار وزیر ہیں ۔ اس صوبہ میں یہ ہو رہا ہے ۔ شاید ان کے علم میں ہو یا نہ ہو ۔ پہلے بھی کنٹرول کیا گیا تھا ۔ پھر گھی کی تقسیم کی پابندی لگا کر اسی اثنا میں اس کی قیمت بڑھا دی گئی تھی اور بہاولپور میں چھ لاکھ کا سٹاک موجود تھا اس کو تقسیم نہ کیا گیا اور اسی کو جواز بنا کر گھی کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ۔ اب یہ فرماتے ہیں کہ کوٹہ دگنا کر دیا گیا ہے ۔ بازار کی حالت یہ ہے کہ بوڑھی عورتیں دو دو گھنٹوں سے قطار میں کھڑی رہتی ہیں اس رمضان شریف کے مہینے میں جب ان کی باری آتی ہے تو گھی کا سٹاک ختم ہو جاتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے واضح الفاظ میں بیان کیا کہ مجھے اس مسودہ قانون کی افادیت پر اعتراض نہیں ہے لیکن بہر حال جو طریقہ کار اختیار کیا گیا مجھے اس پر اعتراض ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ موجودہ حکومت بہت زیادہ دعوے کرنے کی عادی ہے

اور حقیقت میں غریب لوگوں کو ، محنت کش مزدوروں کو ایک بہتر سے بہتر کا پیغام دیا تھا کہ جب ہم برسراقتدار آئیں گے تمام استحصالی طبقات کو ختم کر دیں گے ۔ ہم آپ کو روٹی ، کپڑا اور مکان مہیا کریں گے ۔ آپ کو جو پہلے تکالیف ہیں آپ کے معاشرہ میں جو برائیاں ہیں جب ہم برسراقتدار آئیں گے انشاء اللہ جلد نجات دلائیں گے ۔ لیکن ہماری حکومت کو برسراقتدار آئے ہوئے پونے دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس حکومت کو بہت سی ایسی مجبوریاں تھیں جن کے تابع اس کو بہت سی مشکلات بھی پیش آئیں ۔ لیکن سب سے بڑی اہمیت کا حامل جو مسئلہ ہے وہ غریب عوام کو گرانی سے نجات دلانا ہے ہمارے منشور میں جو سب سے پہلی بات ہے وہ یہ کہ عوام طاقت کا سرچشمہ ہے اور ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ہماری معیشت جو ہوگی وہ سوشلزم کی بنیاد پر ہوگی ۔ اصل میں ہم نے وہ راستہ چھوڑ دیا ہے ۔ سوشلزم کو چھوڑ کر غلط راستے پر چلے گئے ہیں ۔

سردار صفیر احمد ۔ ہماری معیشت اسلامی سوشلزم ہے ۔ آپ میں سوشلزم کا نام نہیں ہے یہ غلط حوالہ دے رہے ہیں ۔

میر ناظم حسین شاہ ۔ اصل راستہ انہوں نے چھوڑ دیا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اصل راستہ پر میں ہوں آپ نے چھوڑ دیا ہے ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا گرانی ، مہنگائی ہوشربا ہے اور ہمارے معاشرے میں زیادہ آبادی غریب عوام کی ہے اور میں واضح الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھی دل و جان سے قبول کرتے ہیں لیکن جناب والا ۔ یہ اظہار نہیں کر سکتے کہ تمام جو غریب عوام پر مشتمل ہیں ماسوائے امرا کے جنہیں یہ کہتے تھے کہ ہم ٹیکس ایپ کریں گے ۔ ہم سب کو ٹیکس ایپ کریں گے ۔ سرمایہ دار کو ٹیکس ایپ کریں گے ۔ جاگیر دار کو ٹیکس ایپ کریں گے ۔ لیکن ہم نے ٹیکس ایپ کیا کس کو ہے غریب عوام کو ۔

جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم نے پرانے طریقہ کار سے قانون سازی میں وہی نقالوں کی روش اختیار کر لی ہے اسی طرح میں دعوے سے کہوں گا کہ حکومت اس طرح گرانی اور مہنگائی پر قابو نہیں پا سکتی ہے

اس وقت قابو پایا جائے گا کہ جب ہم اس فرسودہ نظام کو حرف غلط کی طرح مٹا دیں گے ۔ میرے دوست کہا کرتے تھے کہ ہم اپنی معیشت کو اسلامی سوشلزم کی بنیادوں پر چلائیں گے لیکن جب تک ہم غریب عوام کی خیر خواہی کے لیے منصوبے نہیں بنائیں گے اس وقت تک قطعاً اس ملک میں غریب عوام کی بہبودی کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ کیا ہوتا ہے یہاں پر اقتصادی پالیسیاں بنائی جاتی ہیں ۔ کون ہیں وہ لوگ جو اقتصادی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وہی پرانا طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے ۔ اس سلسلے میں جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ گورنمنٹ سٹیٹمنٹ میں چند تجاویز پیش کیں تھیں کہ ہمارے ملک میں اقتصادی پالیسیاں غلط بنتی ہیں اس کی وجہ ہے کہ ان پالیسیوں کو بنانے والے وہی پرانا نظام کے لوگ ہیں لیکن ہمیں ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہم ان لائنوں پر سوچیں جو ہماری منزل مقصود ہے اور ہمیں ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں جس سے غریب آدمیوں کا بھلا ہو ۔

Mr. Speaker. Is the member talking about central planning or dealing with this particular legislation ?

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ میں اسی طرف آ رہا ہوں کہ چور بازاری اور سمگلنگ جو ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں اور یہ کام برائیاں جن کو کہ حکومت مانتی ہے یہ اس قدر بہتات کے ساتھ موجود ہیں کہ ان پر قابو پانا نہایت ضروری ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پیپلز پارٹی سے چور بازاری کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. No such observation's please.

میاں منظور احمد موھل ۔ اسی طرح جناب والا ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر قیمتوں کا رجحان بڑھ رہا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں نے تقسیم کار کے سلسلہ معروضات پیش کی تھیں تو اس پر معزز وزیر خزانہ جناب حنیف رامے صاحب کا استحقاق مجروح

ہوا تھا ۔ لیکن ابھی سردار صغیر احمد صاحب نے جو ریمارکس میاں منظور احمد موہل کو دیے ہیں کہ انھوں نے پارٹی سے چور بازاری کی ہے وہ اب خاموش رہے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ موزوں وقت تھا کہ جب ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میں بڑی فراخدلی سے اس کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ کیونکہ یہ ان کے حکم کو پورا کرنے کے لیے مجبور ہیں ۔ میں یہ تمام باتیں برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

Mr. Speaker. Please let us restrict ourselves to the item under discussion.

میاں منظور احمد موہل ۔ میں تو جناب والا ۔ خاموش ہوں یہ جو کچھ بھی کہیں میں اپنی تقریر جاری رکھنے پر مجبور ہوں ۔

Mr. Speaker. I was very happy over that.

آپ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھیں لیکن سردار صاحب کبھی کبھی مزا لیتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ آپ کے آنے سے پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے اس لیے میں نے عرض کیا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ قیمتوں کے متعلق عوام کو مطمئن کرنے کے لیے یہ بتایا جاتا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر دنیا میں قیمتوں کا رجحان بڑھ گیا ہے اور اس لیے پاکستان میں بھی لازمی طور پر نتیجہ یہ ہوگا کہ قیمتیں بڑھیں گی میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ جناب والا ۔ اگر کسی ملک میں قیمتیں بڑھتی ہیں تو وہاں اجرتیں بھی بڑھتی ہیں ۔ مثال کے طور پر برطانیہ میں یہ ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker. Will the member, please restrict himself to the item under discussion. It is not a general debate about principles of this legislation.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں اس طرف آ رہا ہوں ۔

Mr. Speaker. How is the revision of your Party's manifesto

concerned with this legislation? They may revise it or not but how is it directly concerned with this legislation?

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس مسودہ قانون کو منظور کرنے سے پہلے ہم اس مرض کی دوا تلاش کریں جو صحیح معنوں میں اس کا علاج تصور ہو ۔ اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا اور اپنی جماعت سے استدعا کروں گا اور میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ ان برائیوں کو دیکھیں کہ وہ کس طرح کنٹرول کر سکتے ہیں ۔ قانون سازی کے متعلق بھی ہمارا ایک منشور ہے ایک پروگرام ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ایوان میں پیپلز پارٹی کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنے منشور پر نظرثانی کریں ۔ جب وہ یہ کر لیں گے تو پھر آپ اس قانون سازی کے متعلق تقریر کریں گے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ تقریر میں بر سبیل تذکرہ یہ باتیں آیا کرتی ہیں ۔

Mr. Speaker. Better give them advice in your party meeting.

میاں منظور احمد موہل ۔ پارٹی میٹنگ میں تو وہ مجھے بلاتے ہی نہیں ۔ میں وہاں پر کیسے چلا جاؤں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ بات ٹھیک ہے کیونکہ وہاں بھی میں یہ بات کرنے پر مجبور ہوں ۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ چند ایک باتیں ایسی ہیں کہ اس مسودہ کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔ اس لیے میں تمہید باندھ رہا ہوں کہ یہ بل ہمیں یہاں پر لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں سادگی اپنانی چاہیے ۔ جب تک ہم اور اس قسم کی باتوں میں مبتلا رہیں گے اور خصوصی طور پر جو اعلیٰ طبقہ ہے جو اعلیٰ افسر ہیں ۔ جو وزیر حضرات ہیں وہ اگر اپنی زندگی اس طرح سے گزاریں گے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: Let us discuss the principles of this Legislation.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں وہی کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker I cannot permit any discussion on the principles to make it a general debate.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں بھی میری استدعا ہے کہ اگر ہم صحیح معنوں میں عوام کی فلاح و بہبود چاہتے ہیں تو ہمیں اس مسودہ کو ان اصولوں کے مطابق ڈھالنا ہوگا جو اس مرض کی صحیح دوا ہیں کیونکہ مہنگائی ، گرانی اور جو کمی ہوئی ہے ان کے لیے یہ مسودہ پیش کیا جا رہا ہے تو لازمی امر ہے کہ مجھے ان امور پر اپنی تقریر کو جاری رکھنا ہوگا ۔ اگر میں یہاں پر یہ بھی تذکرہ نہیں کروں گا تو میں ان پر کیسے روشنی ڈال سکوں گا کیونکہ یہ لازم و ملزوم حصہ ہیں ۔ یہاں مہنگائی ہے ، چیزوں کی کمی ہے یہاں چیزیں نایاب ہیں ۔ یہ صنعتکار اور تاجر ان کو بازار میں نہیں لا رہے ہیں ۔ چور بازاری ہو رہی ہے ، سمگلنگ ہو رہی ہے ۔ اس لیے اس مسودہ قانون کو بنانے کی ضرورت پیش آئی ہے ۔ جب تک میں ان چیزوں کو ایوان میں نہیں لاؤں گا تو پھر میں اس کے جنرل اصولوں پر کیا بحث کر سکوں گا ۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی تقریر جاری رکھ سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو آپ کو منع نہیں کیا ہے غالباً آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنے منشور کی طرف دیکھیے ۔ اپنی پالیسی پر نظرثانی کیجیے ۔ ابھی تک میں نے آپ کو اشارتاً بھی منع نہیں کیا اور آپ نے کہا ہے کہ مجھے تقریر جاری رکھنے کی اجازت دی جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ مہ ، یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ اجرت اور سہولتی اور ڈیمانڈ کا مسئلہ ہے

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تقریر کر لی ہے ؟

سردار امجد حمید خان دستی ۔ تقریر تو میں نے کر لی ہے

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس نکتہ کا فیصلہ کر دیا ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ 1971ء میں جنگ ہوئی تھی اس وجہ سے مہنگائی ہوئی ہے ۔ اس وجہ سے گرانی ہوئی ہے ۔ میں اس سے بھی متفق نہیں ہوں کیونکہ 1965ء میں بھی تو جنگ ہوئی تھی ۔ اس وقت اس قدر مہنگائی نہیں ہوئی تھی جس قدر آج ہوئی ہے ۔ آج اس سے چار گنا زیادہ مہنگائی ہوئی ہے ۔ اس لیے میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر ہم عوام کی خدمت کرنی چاہتے ہیں تو اس مسودہ کو بہتر طریقے پر کرنا چاہیے ۔ ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا پڑے گا کہ جو عوام کے مفاد میں جاتی ہیں ۔ پھر ہمیں وہ طریق کار اپنانا پڑے گا ۔ اس میں بھی مونو پلی قائم کی گئی ہے ۔ اس پر بھی سرکاری افسران کی مونو پلی ہوگی ۔ اس میں نوٹیفائی کیا جائے گا کہ فلاں افسر ہوگا ۔ وہ کون ہوگا ؟ غالباً محکمہ مال کا ہی کوئی افسر ہوگا جس کے پاس پہلے ہی اس قدر فرائض ہوتے ہیں کہ وہ اپنا کام بھی صحیح معنوں میں سرانجام نہیں دے سکتا ۔ اس پر یہ مزید بوجھ ڈال دیا جائے گا کہ آپ نے ان اشیاء کی بھی چیکنگ کرنی ہے ۔ ان پر بھی کنٹرول کرنا ہے ۔ آپ نے ان پر پورا قابو پانا ہے ۔ پھر اس کے بعد کیا ہوگا ؟ یہ ہمارا ماضی کا تجربہ شاہد ہے ۔ ہماری پارٹی کے لوگوں کو اس پر مسلط کیا جائے گا اور وہ کس طرح مسلط کیا جائے گا ؟ جو خوشامدی طبقہ سے ہوں گے ۔ جو چاپلوسی طبقہ سے ہوں گے ۔ جنھوں نے پارٹی کو پہلے ہی بہت زیادہ نقصان دیا ہے اور وہ آج تک نقصان دے رہے ہیں اور کل وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں اشارہ کیا تھا کہ ہماری پارٹی میں ایسے عناصر گھس آئے ہیں جو ہماری پارٹی کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں اور وہ تمام اسی منصوبہ کے تحت آئیں گے ۔ ان لوگوں کے آنے کی غرض بھی یہی ہے کہ وہ ناجائز منافع حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ آج جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار ہے ۔ آج یہ پیپلز پارٹی اقتدار پر قابض ہے ۔ اگر آج ہم اس کے ساتھ مل جائیں تو اپنے ذاتی مفادات حاصل کر لیں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ان کو ہدایت کریں کہ یہ اپنے موضوع سے متعلق رہیں ۔ معزز ممبر بالکل غیر متعلق ہیں ۔ یہ پارٹی کے منشور کی باتیں کر رہے ہیں جس کے متعلق آپ ابھی رولنگ دے چکے ہیں کہ یہ زیر بحث نہیں ہے بلکہ بل کے جنرل اصول زیر بحث ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ آپ کو کون سمجھائے ۔ آپ کا مطالعہ نہیں ہے ۔ آپ کی سٹڈی نہیں ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ آپ سے زیادہ میرا مطالعہ ہے اور سٹڈی بھی ہے ۔ آپ کا کیا مطالعہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں دونوں ممبران سے کہوں گا کہ اگر آپ نے کوئی بات کہنی ہے تو آپ مجھے مخاطب کریں ۔ دوسرے میں میاں منظور احمد موہل صاحب سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کسی فاضل رکن کے متعلق یہ کہنا کہ انھوں نے مطالعہ نہیں کیا مناسب نہیں ہے ۔

Speaking outside the scope Section 4 states "Government Servants not below the rank of gazetted officers". That does not, I hope, mean the members of the Peoples Party. May please continue.

میاں منظور احمد موہل ۔ تو اس سلسلے میں یہی ہوگا کہ فلاں افسر کو اختیار دیا جائے گا ۔ ان کے لیے یہ نہیں ہوگا کہ وہ قانون کے اور ضابطے کے اندر رہیں ۔

Mr. Speaker. That is what I expected you will answer. Then this is not something under discussion just now.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں قباحتیں اور مشکلات پیش آئیں گی ۔

Mr. Speaker. The principles of policy of the Peoples Party are not under consideration in the House. That is what I point out to you.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti. The policy underlying this Act can be discussed.

Mr. Speaker. Yes.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس پر آپ ہمدردانہ غور فرمائیں کہ ایک ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ رولنگ پارٹی کے منشور کا حوالہ دیے

کر اس سے اس منشور کی پابندی کرائے ۔ اس لیے کہ جو پارٹی برسر اقتدار آتی ہے اور جو منشور وہ عوام کے سامنے پیش کرتی ہے وہ اس کی پابند ہو جاتی ہے صرف اخلاقی طور پر ہی نہیں بلکہ سیاسی طور پر بھی کہ وہ اس منشور پر عمل کرے ۔ اس لیے کسی ممبر کا یہ اشارہ کرنا کہ پارٹی اپنے منشور کی طرف متوجہ ہو یہ غیر متعلقہ بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ۔ اگر وہ یہ کہتے تو بالکل متعلقہ ہوتے ۔ انھوں نے تو یہاں پیپلز پارٹی سے یہ استدعا کی ہے کہ وہ اپنے منشور پر نظرثانی کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ وہ بات تو ختم ہو گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا اشارہ اسی طرف تھا ۔ ان کا نظرثانی کا مطالبہ تھا جس پر میں نے کہا تھا کہ یہ آپ اپنی پارٹی میں جا کر کیجیے ۔ آپ یہ بات اس ایوان میں کیوں کر رہے ہیں ۔ یہاں قانون سازی میں تو نظرثانی کی بات ہو سکتی ہے لیکن پارٹی کے منشور کی بات نہیں ہو سکتی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مطالبہ کرنا کہ اپنی پارٹی کے منشور پر نظرثانی کریں اور ایک یہ کہنا کہ آپ کی پارٹی کا منشور یہ ہے آپ اس کی پابندی کریں یہ دونوں باتیں بالکل مختلف ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے بل کی افادیت پر اعتراض نہیں ہے لیکن اس کی تقسیم کار یا جو کچھ اس سلسلے میں کیا جائے گا میں اس کے متعلق بیان کر رہا ہوں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس میں کسی گزٹیڈ افسر کو یہ اختیارات دیے جائیں گے لیکن اس میں یہ لازمی بات ہوگی اور یہ ہماری پارٹی کے مفاد میں ہے کہ ہم اپنی پالیسیوں میں اپنے کارکنوں کو ۔ اپنے عہدیداروں کو ہرگز ہرگز ملوث نہ کریں کیونکہ اس سے پارٹی کی شان بڑھے گی ۔

Mr. Speaker. Mian Sahib, I will again request you that something which is not said or done, please don't refer to that

unless it becomes necessary as a consequence.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں جناب والا ۔ یہ عرض کر رہا تھا کہ جب کسی ایوان یا پارلیمنٹ میں قانون سازی ہو رہی ہو تو اس وقت ان اندیشہ ہائے دور و دراز کے متعلق گفتگو کر لینا کہ اس سے یہ نتائج بھی پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ بھی خدشات پیدا ہو سکتے ہیں ، تو یہ خود گورنمنٹ کے حق میں اچھی بات ہوتی ہے ۔ اس لیے آپ ان اندیشوں کے ذکر کی اجازت دیں جو اس قانون سازی سے لاحق ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر حکومت یا ایڈمنسٹریشن نے کوئی غیر قانونی بات کرنی ہو تو وہ اس قانون کے بغیر بھی کر سکتی ہے ، اس لیے میں نے کہا تھا ۔ وہ تو جنرل بات ہے ان کے لیے کوئی قانون ہونا ضروری نہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ تو اس سلسلے میں جناب والا ۔ یہ بات ہوگی کہ جس قدر ہم حکومت کے اہل کاروں کو اس سلسلے میں اختیارات دیتے ہیں وہ ہمیشہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اس کا فائدہ کس طرف سے ہوتا ہے ؟ دونوں اطراف سے جو بھی شخص تاجر ہو ، صنعت کار ہو یا کوئی ذخیرہ اندوز ہو وہ اس خاص افسر کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرے گا ۔ ہمارے ملک میں رشوت کی لعنت پہلے ہی زوروں پر ہے ۔ اس کا انسداد کرنے میں ہمیں کسی بھی حالت میں کامیابی نہیں ہو سکی اور نہ ہی ہم نے رشوت ستانی کے بارے میں قابو پایا ہے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جن اچھے نتائج کو برآمد کرنے کے لیے اور اچھے مفاد کے لیے حکومت نے یہ مسودہ پیش کیا ہے وہ نتائج ہرگز برآمد نہ ہوں گے بلکہ اس کے باوجود عوام کو زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ ان تجار حضرات کو ، ان صنعت کاروں اور ذخیرہ اندوزوں کو مزید کرپشن کا موقع ملے گا ۔ وہ ان افسروں کے ساتھ ملی بھگت کر کے اپنی اجارہ داری زیادہ قائم رکھ سکیں گے ، زیادہ مفاد اٹھائیں گے ۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ایسی لیجسلیشن کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہونی چاہیے جس سے عوام کو قطعاً کوئی فائدہ نہ ہو ، بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تکالیف اٹھانی پڑیں اور جس لیجسلیشن سے عوام مزید مشکلات اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ! میں اس مسودہ قانون کی مخالفت اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے عمل سے اور اس مسودے میں بتائے گئے اغراض و مقاصد سے ان کی بد نیتی کی بو آتی ہے ۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ چور بازاری ، ذخیرہ اندوزی ، معاشرتی و اقتصادی بد عنوانیوں کو ختم کرنے کے لیے حکومت یہ مسودہ یہاں پیش کر رہی ہے ۔

وزیر قانون ۔ میرا خیال ہے کہ "بد نیتی" غیر پارلیمانی لفظ ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ یہ پارلیمانی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ غیر پارلیمانی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ شیخ صاحب ذرا اور مطالعہ فرما لیں ۔ یہ میرا حق ہے اور میں اس کو واپس نہیں لے سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ عام طور پر روایت تو یہی ہے کہ motives impute نہیں کیے جاتے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ یہاں نیک نیتی سے بیٹھے ہیں ، اس پر نیک نیتی سے عمل درآمد ہو ، آپ نے نیک نیتی سے حلف اٹھایا ہے ، آپ نیک نیتی سے سب کچھ کریں گے ۔ اس لیے نیت بنیادی چیز ہے ۔ جب تک آپ کی نیت درست نہیں ہوگی کام بھی صحیح نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیک نیتی کی بات کی جا سکتی ہے ۔

But bad motives are not imputed.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نیک نیتی سے کیا جائے گا ، یا بد نیتی نہیں کی جائے گی ، معنی تو دونوں کے برابر ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ! اگر یہ کہا جائے کہ "جھوٹ" ہے تو یہ غیر پارلیمانی بات ہے ۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ "غلط" ہے تو وہ پارلیمانی بات ہے ۔ اسی طرح "بد دیانت" کہہ دینا غیر پارلیمانی ہے ، اگر "نیک نیتی

سے کیا جا رہا،، کہا جائے تو یہ پارلیانی ہے ۔ معنی تو ایک ہی ہیں لیکن یہ پارلیانی روایت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دونوں میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ شیخ صاحب ابھی میں ثابت کرتا ہوں کہ میں نے یہ کس طرح کہا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ! اس بد حواسی کے عالم میں انھیں اختیار ہے کہ جو کچھ چاہیں کہتے جائیں ۔

میاں خورشید انور ۔ اسی بل سے میں ثابت کرتا ہوں ۔

جناب والا ! اس وقت صوبے میں مہنگائی اتنے زوروں پر ہے کہ غریب آدمی کا زندہ رہنا مشکل ہو چکا ہے اور حکومت یہ بہانہ بنا کر کہ اس مسودہ قانون کے پاس کرانے کے بعد وہ عوام کی ضروریات زندگی سستی کر دے گی ، بالکل ایک فریب اور جھوٹ ہے ۔ وہ اس طرح سے جناب والا ۔ کہ اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ جلد دوم دسمبر 1951ء ، جنوری 1952ء پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی ڈیبٹ میں الفاظ ''دھوکہ،، ، ''مکر و فریب ، ''ریا اور لالچ'' غیر پارلیانی قرار دیے گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور جناب والا ! اس مسودہ قانون میں یہ کہا گیا ہے کہ سیمنٹ کو بھی حکومت اس قانون کے تابع لائے گی حالانکہ سیمنٹ کا تمام کاروبار قومی ملکیت میں آ چکا ہے ۔ اتفاق کی بات ہے کہ جو کام حکومت اپنے ذمے لیتی ہے یا جس میں کنٹرول حاصل کرتی اس کی مہنگائی دوسری اشیا کی نسبت زیادہ شدت اختیار کر جاتی ہے ۔ سیمنٹ جب قومی ملکیت میں لیا گیا تو اس کی قیمت 8 اور 9 روپے فی بیگ (تھیلہ) تھی ۔ اب قومی ملکیت میں لینے کے بعد اس کا تمام کاروبار کنٹرول کرنے کے بعد سیمنٹ کی قیمت سولہ سے سترہ روپے فی تھیلہ ہو چکی ہے ۔ اسی طرح سے ابھی گھی کا ذکر آیا تھا ۔ آپ کی معلومات کے لیے میں معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو یہ پہلے سے علم تھا ،

حکومت کی پہلے سے یہ منشا تھی کہ وہ گھی کی انڈسٹری کو قومی ملکیت میں لے گی ۔ چنانچہ انھوں نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ گھی کا ریٹ بلا جواز بڑھا دیا اور گھی کا ریٹ بڑھانے کے بعد ملوں کو کنٹرول میں لیا ہے تا کہ تمام منافع وہ خود کمائے اور اس کے اپل کار زیادہ بد دیانتی ، دھاندلی اور ہیرا پھیری کر سکیں ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ فاضل ممبر نے غلط بیانی سے کام لیا ہے کہ حکومت نے گھی کی قیمت بلا جواز بڑھائی ہے ۔ بلا جواز نہیں بڑھائی بلکہ سویا بین آئل کی قیمت تمام دنیا میں بڑھ گئی ہے ۔

He is ill-inform ed.

پہلے اپنے آپ کو معلومات سے پالش کریں اور پھر بیان کریں ۔

میاں خورشید انور ۔ مرزا صاحب نے اتفاق سے گھی کھایا تو ضرور ہوگا لیکن انھوں نے کبھی کاروبار نہیں کیا ۔ ان کو پتا نہیں ۔ میں کاروباری آدمی ہوں اور میں وثوق اور بڑی ذمہ داری سے یہاں بیان کر رہا ہوں ۔ جس نرخ پر حکومت تیل خرید رہی ہے ، گھی بنانے کے بعد اس کا زیادہ سے زیادہ ریٹ چار روپے سیر ہونا چاہیے ۔ اس سے زیادہ اس کی قیمت نہیں ہونی چاہیے ۔ ایک طرف تو یہ زیادتی کی کہ تیل کی قیمت خرید اتنی کم کر دی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ زیر بحث موضوع کیا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ زیر بحث موضوع یہ ہے کہ جن چیزوں کو حکومت ہاتھ لگاتی ہے جن کو اپنے کنٹرول میں لیتی ہے ان کے نرخ بڑھ جاتے ہیں ۔ اس کاروبار میں دھاندلی بڑھ جاتی ہے ۔ اس میں رشوت ، بلیک اور ہیرا پھیری زیادہ ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیمنٹ کے علاوہ کاسٹک سوڈا ، سوڈایش اور یہ تمام کاروبار ملک کی دو تین ایسی کمپنیوں کے پاس ہے جن کا تعلق یا تو حکومت کے ساتھ ہے یا بیرونی فرموں سے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ نے تو ضمن وار بحث شروع کر دی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں تو ایک مثال دے رہا ہوں ۔ کلاز تو اس کی بہت ہیں ۔ وہ تو ابھی نہیں آئیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کو ان چیزوں کے شامل ہونے پہ اعتراض ہے تو جب کلاز پر بحث ہوگی تب آپ ترمیم پیش کر دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ سٹیج بعد میں آئے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر جنرل پرنسپلز پر بات کریں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں اس میں ذکر کر رہا تھا کہ پہلے ہی گورنمنٹ نے ان پہ کنٹرول کر رکھا ہے ۔ لیکن کوئی چیز بھی قیمت مقررہ پر دستیاب نہیں ۔ اس سے دگنی قیمت پر یہ تمام بلیک ہو رہی ہیں ۔ اس کی تمام ایجنسیاں ، اس کا تمام کاروبار ، اس کی تقسیم پیپلز پارٹی کے چیئرمینوں یا ان کے ساتھیوں کے سپرد ہے اور اسی طرح سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس قانون کے تحت اور چیزوں کو پابند کیا گیا تو وہ چیزیں نایاب ہو جائیں گی ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمینوں کے سپرد اس کا کاروبار ہے ۔ میں اس بات کا ثبوت مانگتا ہوں ۔

I don't want my Party to be blamed like this.

فاضل ممبر ثبوت مہیا کریں کہ کس جگہ کون سی چیز پیپلز پارٹی کے چیئرمینوں کے سپرد کی گئی ہے اور ان کے نام بھی بتائیں ۔

Mr. Speaker. I can't permit this debate.

میاں خورشید انور ۔ میں ابھی بتاتا ہوں ۔ اخبارات میں آ چکا ہے کہ پیپلز پارٹی کے ایک چیئرمین نے گھی کی بلیک کی تو میں یہ عرض کر رہا تھا جناب والا ۔ کہ اس میں اور بہت سی چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ ان کا ذکر اس کیا گیا ہے مثلاً سکول اور کالج کی سٹیشنری ، کپڑے دھونے کا صابن اور نہانے کا صابن ، سائیکل کے ٹائر اور ٹیوبیں ، چائے ، کپاس ، ماچس اور مصنوعی کھاد اور جناب والا ۔ کھاد کا

کاروبار تو حکومت پہلے ہی اپنی تحویل میں لے چکی ہے ۔ چائے ایک بنیادی ضرورت ہے ، غریب آدمی کی ضرورت ہے ۔ ان بڑے لوگوں کو ، ان چیئرمینوں کو ، اراکین اسمبلی کو پینے کے لیے اور بہت کچھ مل جاتا ہے ۔ غریب لوگوں کے پاس سوائے چائے کے اور کوئی چیز نہیں ہوتی ۔ ماچسیں تک کنٹرول کرنا چاہتے ہیں ۔ ماچسوں تک کا انھوں نے اس میں ذکر کیا ہے کہ ان کو بھی کنٹرول کر لیں گے تاکہ ماچس لینے کے لیے بھی لوگ جو ہیں وہ چیئرمینوں کے پاس جائیں کہ جناب ہمیں پرمٹ دے دیں یا ہمارے ساتھ جا کر ہمیں ماچس لے دیں ۔ یا ہماری ٹیوب پھٹ گئی ہے ہمیں ٹیوب لے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ان چیزوں پر بحث کا جو معیار ہوتا ہے وہ برقرار ہونا چاہیے ۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب ان کی اپنی ہوا نکلی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ تین چار مرتبہ اس طرح کھڑے ہوئے ہیں ۔ اس کے لیے ایوان آپ کا مشکور ہے ۔ اس کو مزید مشکور ہونے کا موقع نہ دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں کہہ رہا تھا کہ حکومت جن چیزوں کا کاروبار اپنے ذمے لیتی ہے وہ چیزیں آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں ۔ ان کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں ان کی بلیک کی شرح بڑھ جاتی ہے اس لیے میں یہ استدعا کروں گا کہ حکومت اس قسم کی منصوبہ بندیوں سے باز آئے اور اس مسودہ قانون کو واپس لے ۔ اس سے پیچیدگیاں بڑھیں گی یہ کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے ۔

جناب والا ۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ کپاس کا کاروبار بھی گورنمنٹ کنٹرول میں لے سکتی ہے ۔ عقل کے ان اندھوں کو علم ہونا چاہیے کہ کپاس کا کاروبار کبھی بھی کسی ملک میں حکومت اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی ۔ اس لیے کہ کپاس کی کئی ایک قسمیں ہوتی ہیں اور اس کی ہر قسم کی مختلف qualities ہوتی ہیں ۔ اگر آپ نے ملک کو جلد ختم کرنا ہے ملک کو جلد تباہ کرنا ہے تو آپ کپاس کے کاروبار کو اپنی تحویل میں لے لیں ۔ ایک سال میں

یہ انتظامیہ اور آپ کے ذمہ دار لوگ حکومت کا دیوالیہ نکال دیں گے۔ یہ اربوں روپے کا کاروبار ہے آپ معمولی کاروبار میں ہیرا پھیری کو نہیں روک سکے۔ آپ گھی کی بلیک کو نہیں روک سکے۔ آپ کھانڈ کی بلیک کو نہیں روک سکے۔ آپ آٹے اور چاول کی بلیک کو نہیں روک سکے تو یہ اتنے بڑے کام کو آپ کس طرح کنٹرول کر سکیں گے۔ اس لیے کہ کپاس کی مختلف قسموں کے علاوہ ان کی مختلف کوالٹیز ہوتی ہیں۔ کسی کپاس میں بنولہ زیادہ ہوتا ہے۔ کسی میں روئی زیادہ ہوتی ہے۔ کسی روئی کا ریشہ بڑا ہوتا ہے۔ کسی روئی کا ریشہ چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ چیزیں کون فکس کرے گا۔ یہ آپ کے لوگ جو ہیں یہ آپ کو تباہ کر دیں گے۔ یہ کھا جائیں گے آپ کو۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا۔ کیا کپاس کے متعلق بل پاس ہو رہا ہے؟

میاں خورشید انور۔ اس میں ہے کہ آپ کپاس کے کام کو بھی کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ ویسے سید صاحب کا اعتراض ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ تو پھر معزز ممبر کو ہدایت کریں کہ وہ relevant رہیں۔

مسٹر سپیکر۔ سید صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب کپاس کے متعلق تو آپ کا علم اتنا وسیع ہے کہ اگر آپ اس کی ایک ایک قسم گنوانا شروع کر دیں گے تو آپ ایک مہینہ اس پر تقریر کر سکتے ہیں۔

Syed Nazim Hussain Shah. Point of Order. The member should be relevant and restrict himself to the principles of the Bill.

Mr. Speaker. The objection is upheld. The member should please remain with in the scope of discussion.

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ میں یہ ذکر اس لیے کر رہا ہوں کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ اسے بھی کنٹرول کیا جا سکے گا۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس میں ذکر نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کام پر کنٹرول نہیں ہو سکتا یہ اربوں روپے کا کام ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جب ایسا کریں گے تو یہ اس وقت اپنی تحریک دے دیں ۔

Mr. Speaker. I would like the decorum of the House to be maintained.

سید ناظم حسین شاہ ۔ پھر ان کو ہدایت کریں کہ وہ relevant رہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ خیال کریں اس وقت وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں کیونکہ علامہ صاحب تو موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل مقرر بالکل relevant ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے نہیں کہا کہ وہ relevant نہیں ہیں ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ کپاس کی قیمتیں بتانا شروع کر دیں گے تو کئی ہفتے وہ اس پر تقریر کر سکتے ہیں ان کا علم اتنا وسیع اور جامع ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ ان کو فکس کون کرے گا ۔ اسی لیے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کی تو پہچان نہیں ہے آپ کے جو گزیٹڈ آفیسر ہیں اور جو آپ کے سر پر سوار ہیں ان کو ان کی پہچان ہی نہیں ہے ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا صاحب یہ ایک کنونشن ہوتی ہے کہ جب کوئی منسٹر بول رہا ہو یا لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہوں تو ان کا کچھ privilege ہوتا ہے ۔

I would like the decorum of the House to be maintained.

مجھ سے کہلوانے کی ضرورت نہیں تھی ۔ میں نے ایک دو مرتبہ اشارے سے بھی بات سمجھانے کوشش کی تھی ۔

میاں خورشید انور ۔ شکریہ ! جناب والا ۔ میں یہ ذکر اس لیے کر رہا

تھا کہ اگر آپ یہ کاروبار جو ہے اس قانون کے تحت کنٹرول میں لیں گے اور کسی ایجنسی کے سپرد کریں گے تو یہ نظام چل نہیں سکتا ۔ گورنمنٹ نے ٹیکسٹائل ملیں چلانے کی کوشش کی ہے ناکام رہی ہے ۔ کئی ٹیکسٹائل ملوں کے ساتھ انہوں نے کاٹن جننگ فیکٹریوں کو کنٹرول میں لیا ۔ لیکن ان کا نظام صحیح طور پر چلانے میں ناکام رہی ہے اور کروڑوں روپوؤں کا گھاٹا گورنمنٹ کو دیکھنا پڑا ہے اور اب جب کہ آپ نے یہاں ذکر فرمایا ہے اس قانون میں کہ گزیٹڈ آفیسرز اس کا انتظام کریں گے ۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں بہت زیادہ کرپشن ہے ۔ بہت زیادہ دھاندلی ہے ۔ خفیہ ہاتھ کام کر رہے ہیں ۔ رشوت ستانی عام ہے ۔ تو وہ کس جگہ ہے ؟ انہیں لوگوں میں ہے اور اگر یہ اتنا بڑا کام ان لوگوں کے سپرد آپ کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اور زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے تو اس قسم کے قانون ضرور پاس کرائیے ۔ جہاں تک اغراض و مقاصد کا تعلق ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں تو میں تو اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ میں اس کی پر زور مخالفت کرتا ہوں اور اس کی تردید کرتے ہوئے حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ اس قسم کی گڑبڑ نہ کریں ۔ اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ پیچیدگیاں بڑھیں گی ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک جگہ کہا گیا ہے کہ نہانے کا صابن جو ہے . . . .

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ اس کی تفصیل میں نہ جائیں ۔

میاں خورشید انور ۔ تفصیل میں اس لیے جا رہا ہوں کہ پہلے بھی آپ یہ تمام کاروبار کر چکے ہیں ۔ آپ کھاد پر پہلے ہی کنٹرول کر چکے ہیں ۔ اس کے بعد اس میں اسے شامل کیا گیا ہے کہ حکومت اس پر کنٹرول کر سکتی ہے ۔ دوبارہ اس میں میں نہیں سمجھتا کہ نام لینے کی کیا ضرورت تھی حالانکہ وہ کھاد کی تقسیم جو ہے وہ حکومت اپنے ذمہ لے چکی ہے اور آپ کے چیئرمین صاحبان یہ آپ کے ذمہ دار اراکین پارٹی جو دھاندلیاں کریں گے وہ آپ سب کے سامنے آ جائیں گی ۔ ان لوگوں نے بھی آخر اسی میں سے کمایا ہے کیونکہ ایک آدمی صبح سے لے کر شام تک پارٹی کا بیج لگا کر ہاتھ میں جھنڈا

لے کر دن بھر پھرتا رہے گا تو وہ کھائے گا کہاں سے ۔ آپ ان کو کوئی تنخواہ تو دیتے نہیں ۔ ان کی تنخواہ بھی ہے کہ کسی کو ڈپو الاٹ کر رکھا ہے کسی کو گھی کا انتظام دے رکھا ہے . . . .

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ پیپلز پارٹی پر بحث کر رہے ہیں یا اس لیجسلیشن پر بحث کر رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ آرڈیننس کو discuss کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حکومت کے لیے تو بڑا سکوپ ہوگا کہ وہ بیک وقت چھ سیاسی پارٹیوں کو discuss کر سکتے ہیں ۔ آپ تو ایک ہی سیاسی پارٹی کو discuss کر رہے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ ہمیں confuse کر رہے ہیں ۔ کہنا کیا چاہتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا پیٹ ابھی بھرا نہیں اتنی چیزیں ہڑپ کر جانے کے بعد بھی ۔ اتنی چیزیں آپ کھا چکے ہیں کہ اب مزید ایک فہرست یہاں میز پر رکھ دی ہے کہ اس کاروبار کو بھی اب اپنی تحویل میں لے کر گورنمنٹ لوگوں کا کچومر نکالنا چاہتی ہے ۔ آپ کا پیٹ نہیں بھرے گا میرا خیال ہے کہ آپ ہر چیز کو ایک ہی دفعہ نیشنلائز کر لیں ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ ایک سیدھے سادے آرڈیننس کے خلاف اس طرح کی تقاریر میرے عزیز دوست کر رہے ہیں ۔ مقصد بالکل سیدھا سادہ ہے ۔ مقصد ہر گز یہ نہیں کہ ان چیزوں کو قومی تحویل میں لینا ہے بلکہ جیسا کہ خود دوستوں نے فرمایا ہے کہ بہت سی چیزیں قومی تحویل میں لی گئی ہیں دراصل ہم یہ قانون اس غرض سے بنانا چاہتے ہیں کہ جب بھی قیمتوں میں اضافہ ہو تو حکومت دیکھے اور بات چیت کی جائے کہ کس حد تک اس قدر قیمتوں کے اضافے کا جواز ہے ۔ حکومت اگر یہ دیکھے کہ اضافہ کیا جا سکتا ہے تو اس کی اجازت دے دیتی ہے لیکن اگر حکومت یہ چاہے کہ اگر یہ دیکھے کہ خام مال کی قیمت بڑھ گئی ہے لیکن قیمتیں وہی رہیں تو پھر وہ subsidize کر دیتی ہے ۔ اگر یہ

دیکھا جائے کہ کارخانے دار ناجائز طور پر قیمتیں بڑھا رہے ہیں تو وہ ان کو کہے کہ تم قیمتیں نہیں بڑھا سکتے آپ کے لیے اس میں اچھا خاصا منافع ہے۔ تو جناب والا ۔ ایک طرف میرے تمام معزز دوست نہایت دردمندی سے قیمتوں پر گرانی پر تبصرہ کر رہے ہیں دوسری طرف وہ حکومت کے ان اقدامات کی جو وہ قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لیے کر رہی ہے مخالفت کر رہے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی جواز ہے ۔ یہ قانون خلوص نیت پر مبنی ہے اور اس لیے لایا جا رہا ہے کہ قیمتیں بے لگام نہ ہو جائیں یا اگر قیمتوں نے چڑھنا ہی ہے تو پھر حکومت subsidize کرے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک افسروں کا تعلق ہے انہوں نے قیمتیں تو مقرر نہیں کرنی ہیں ۔ انہوں نے تو حکومت کی جو پالیسی ہے اس پر چلنا ہے اور اس پر عمل درآمد کرانا ہے ۔ پالیسی آپ کی حکومت بناتی ہے ۔ اعلیٰ ترین سطح پر ایک قیمت مقرر ہو جاتی ہے اور اس فیصلے پر افسران نے عمل درآمد کرانا ہے ۔ اگر افسران بد دیانت ہیں تو وہ ایک شعبے میں بد دیانت نہیں ہوں گے ۔ حکومت کے جتنے بھی شعبے ہیں اور جو بھی بد دیانتی کا ایک ریٹ ہے وہ اس میں شامل ہیں ۔ اریگیشن اور فوڈ میں بھی ہوں گے اور جو دو چار پانچ فیصدی بد دیانت ہیں وہ ہیں لیکن مجموعی طور پر تمام افسران کو بد دیانت کہنا یہ بھی مناسب نہیں ہے ۔ یہ سچ ہے کہ ایک دو جگہوں پر بد دیانتی کریں گے لیکن وہ اتنی ہی شرح کی ہوگی جتنی کہ دوسرے شعبوں میں ہو سکتی ہے ۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ کے لیے کوئی قانون نہ بنے ۔ میں کہتا ہوں کہ جو بھی قانون بنے گا وہ تو بالآخر افسران نے ہی نافذ کرنا ہے تو اس صورت میں یہ ایک ایسی لائین لی جا رہی ہے جو منطقی نہیں ہے اور میں آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ جو صلاحیتیں انہوں نے شام کی محفلوں کے لیے مخصوص رکھی ہوئی ہیں ان کو محفوظ رکھیں تو کم از کم اس معزز ایوان کو اپنی ملی بھگت سے معاف کر دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ قائم مقام قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ حکومت کی نیت اس سلسلے میں نیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر ابھی ختم ہوئی اور آپ پھر تقریر کرنے

لگے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ نہیں جناب میں تو احتراماً بیٹھ گیا تھا کہ وہ قائد ایوان ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بعد میں پھر کوئی جواب دے لیجیے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے گھی کی قیمت چھ روپے مقرر کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اور کتنا بولنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ چار پانچ منٹ اور بولوں گا ۔ جناب والا ۔ گھی کے سلسلے میں میں عرض کیا ہے کہ چھ روپیہ ہے حالانکہ تیل اور دوسرا میٹیریل جسے آپ خرید رہے ہیں اگر آپ کی نیت نیک ہے تو اس کو چار روپیہ کر دینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب یہاں پر تو اصولوں کی بات ہو رہی ہے اور جب اصول ڈسکس ہوں تو تفصیلات پہ بات کرنے کی اجازت میں نہیں دے سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ گھی کی وضاحت کرنا ضروری تھی ۔ مجھے اس معاملے میں اتفاق سے تھوڑی سی معلومات ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب جنرل ڈسکشن ہو تو اس میں حقائق ضرور آ جاتے ہیں لیکن وہ حقائق جو ہوتے ہیں ان کے ذریعے اصولوں کی تائید ہونی مقصود ہوتی ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ ایک بات کو بار بار دہرانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست اپنے آڑھتی ہونے کے باعث یقیناً بہت سی معلومات رکھتے ہیں لیکن یہ ناچیز لوگ جو اس سائیڈ پر بینچوں پر بیٹھتے ہیں ۔ ممبر ہونے کے اعتبار سے ، وزیر ہونے کے اعتبار سے ، چیئرمین ہونے کے اعتبار سے تو بری بھلی معلومات رکھتے ہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کو یقیناً آٹے ، دال اور تیل کا

بھاؤ اچھی طرح معلوم ہے لیکن ادھر بیٹھنے والے لوگوں کے پاس بھی کچھ معلومات ہیں لیکن اگر معلومات کو معلومات سے ٹکرانا مقصود ہے تو پھر ہم بھی ان کا ایک دفتر کھول دیں گے ۔ جو میاں صاحب فرما رہے ہیں اس کا اس وقت مقام نہیں ۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہتا ہوں کہ وہ تین مرتبہ یہ بات فرما چکے ہیں ۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ میاں خورشید انور کا تعلق اڑھت سے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ باتیں کوئی متعلقہ معلوم نہیں دیتیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ تیل آٹے کا بھاؤ آپ نے پوری قوم کو محسوس کرا دیا ہے اور آپ کے دوستوں کو اس لیے بھی زیادہ پتہ ہے کہ آجکل کاروبار ہی ان کا یہی ہے ۔ میں اس لیے اس قانون کی مخالفت کرتا ہوں کہ حکومت نے یہ بہانہ بنا کر کہ ہم رسد اور طلب کے پیش نظر ۔ اس کے ریٹ کے تفاوت کے پیش نظر اس کو کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں ۔ ہمیشہ یہی گڑبڑ کی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے نہایت واضح طور پر اور واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ کہیں بھی اس بل میں نہیں ہے کہ ہم ان چیزوں کو کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں ۔ رسد اور طلب کا ذکر کیا گیا کہ ہم ان کو قومی تحویل میں لے رہے ہیں لیکن ہم ان چیزوں کے بارے میں یہ بل لا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ جب بھی قیمتیں مقرر کی جاتی ہیں اور ان میں تبدیلی کرنی مقصود ہوتی ہے تو حکومت کو اختیار ہو کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ باہمی گفت و شنید کر سکے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ ان کو قومی تحویل میں لے رہے ہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جن چیزوں کو قومی تحویل میں لیا ہے ان کا حشر ہم نے دیکھ لیا ہے ۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کے کاروبار کو بلکہ آپ اپنے کنٹرول میں لے رہے ہیں ۔ ضروری اشیاء کی پیداوار ۔ ذخیرہ کرنا ۔ رسد حمل و نقل ۔ تقسیم و فروخت اور استعمال یا بیوپاریوں اور تجارت کو منضبط کرنے کے لیے قانون انضباط ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1974ء نافذ کرنے کی تجویز کی جا رہی ہے ۔ آپ کے ارادے تو بڑے نیک ہیں ۔ صاف ظاہر

ہیں لیکن جناب وزیر خزانہ کو یہ ناگوار نہیں گزرنا چاہیے اگر میں یہ کہوں کہ جن چیزوں پر آپ نے پہلے کنٹرول حاصل کیا یا جن چیزوں کو آپ نے اپنے ذمہ لیا ان کے نرخ انتہائی طور پر بڑھ چکے ہیں ۔ عوام اس سے آگاہ ہیں ۔ اب مزید ان کو بیوقوف بنانے کے لیے آپ یہ قانون لا رہے ہیں ۔ دراصل آپ ان کے 48 آئٹموں کے کاروبار تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ان پر اپنی پارٹی کی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں جس طرح چاول ، کھانڈ ، آٹا ، گندم ، گھی ، سیمنٹ اور مصنوعی کھاد کے سلسلے میں آپ نے پالیسی اختیار کر رکھی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح ان آئٹموں کا حشر ہوگا خدارا رحم کریں ۔ معمولی معمولی چیزیں آپ نے معاف نہیں فرمائیں ۔ ماچس ، چائے ، سائیکل ، ٹائر ، ٹیوب کو بھی آپ نے شامل کر لیا ہے آپ اتنے بڑے کاروبار کو اپنے ذمے لینے کے بعد صحیح طور پر نہیں چلا سکے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ان چیزوں کے نظام کو بہتر بنا لیں گے ۔ جب تک رسد اور طلب کا نظام متوازن نہیں ہوگا اس وقت تک کوئی چیز بھی سستی نہیں ہوگی ۔ ہو یہ رہا ہے کہ ان میں سے اکثر چیزوں کی ملک میں کمی نہیں ہے لیکن آپ کی حکومت سمگلنگ کو کنٹرول نہیں کر سکی بلکہ سمگلنگ کو اور زیادہ ہوا دی جا رہی ہے ۔ سمگلروں کو پکڑنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے ۔ بڑے بڑے سٹاکسٹ ۔ بڑے بڑے سرمایہ دار اور بائیس خاندان جن کا آپ نے ذکر کیا ہے ان کے ساتھ آپ نے سیاسی سودے بازی کر لی ہے ۔ ان تمام چیزوں کا منافع وہ کما رہے ہیں ۔ آپ ان تمام برائیوں اور اس مہنگائی کا بہانہ بنا کر اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کو اپنے کنٹرول میں لے کر اپنے چیئرمینوں اور پارٹی کے کارکنوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور اس قانون کی شدت سے مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم ہوا ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آج جو بل ہمارے زیر غور ہے اس کے اغراض و مقاصد میں کہا گیا ہے کہ :

> ضروری اشیاء کی پیداوار قیمت ذخیرہ رکھنے نقل و حمل رسد تقسیم فروخت استعمال یا صرف یا بیوپار اور تجارت کو منضبط کرنے کے لیے قانون انضباط ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء نافذ کرنے کی تجویز پیش کی جا رہی ہے ۔ مجوزہ قانون کی رو سے ذخیرہ اندوزی ۔ چور بازاری ۔ سٹہ بازی جیسی معاشرتی و اقتصادی بد عنوانیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے صوبائی حکومت کو وسیع اختیارات حاصل ہو جائیں گے ۔ اور اس سے رسد و طلب کے تقاضوں کے مطابق قیمتوں میں استحکام پیدا ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ یہ وہ بنیادی اغراض ہیں جن کو اس بل کا محور بنایا گیا ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ہم جس ہوش ربا گرانی اور قیمتوں کی زیادتی سے دو چار ہیں گذشتہ ربع صدی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ کسان ۔ مزدور ۔ غریب سفید پوش اور ملازمت پیشہ لوگ انتہائی بے زاری اور مایوسی کے عالم میں حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ انہیں توقع ہے کہ یہ حکومت جو ان کے مسائل حل کرنے کے لیے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے اور ان کو آسائشیں فراہم کرنے کے لیے ایک عظیم منشور لے کر برسر اقتدار آئی ہے وہ ان کے لیے کیا اقدامات عمل میں لاتی ہے ۔ انہیں یہ دیکھ کر بدستور مایوسی ہو رہی ہے کہ گرانی کا مسئلہ اور قیمتوں میں اضافے رجحان روز بروز سنگین ہوتا جا رہا ہے ۔ مرکزی وزیر خزانہ نے بھی اور ہمارے وزیر خزانہ نے بھی اس سلسلے میں بہت سے مواعید کیے تھے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عملاً اس کا کوئی مؤثر نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔ مرکزی وزیر خز نے کہا تھا کہ اس سلسلے میں نہ نئے ٹیکس لائے جائیں گے نہ قیمتوں میں اضافہ ہونے دیا جائے گا ۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ ان کے اعلان کے چند ہفتوں بعد

نئے ٹیکس بھی لگا دیئے گئے اور قیمتوں میں اضافے کا رجحان برابر جاری ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نرخ برابر بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور عوام کی قوت خرید کی دسترس سے باہر ہیں اس لیے تمام مسائل پر گرانی کے مسائل کو فوقیت دے کر ماہرین معاشیات اور صنعتی و تجارتی لوگ ان خوفناک مسائل کا فوری حل تلاش کریں۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ مسئلہ حل نہ کیا گیا اور حکومت نے فوری طور پر عملی اقدامات نہ کیے تو یہ مسئلہ نہ صرف عوام کی ساری قوتوں کو مفلوج کرکے رکھ دے گا۔ بلکہ خود اس حکومت کا مستقبل تاریک تر ہوتا چلا جائے گا۔ جناب والا۔ گرانی کے محرکات میں آبادی میں اضافہ، زرعی پسماندگی، صنعتی پیداوار میں کمی، ذخیرہ اندوزی، افراط زر، سٹے بازی اور بلیک مارکیٹنگ، سمگلنگ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ محرکات ہیں جن کی وجہ سے اس ملک میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اور عوام پریشانی کے عالم میں نان و نفقہ کے محتاج ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جناب والا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اشیائے ضرورت کی فراہمی اور بلا امتیاز مسلسل تقسیم کوئی جامع نظام مرتب کر لیا جائے تو ہم اس مسئلہ سے مستقل طور پر نجات حاصل کر سکتے۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس ملک کی روایت رہی ہے کہ جب بھی چیزوں پر کنٹرول کیا تو وہ بازار سے غائب ہو گئیں۔ جب بھی اشیاء کی نقل و حمل پر پابندی عائد کی گئی تو اس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور زیر زمین جانے کے بعد ایک خاص قسم کی کلاس کو چند مخصوص افراد کو استحصال کے لیے نئے مواقع میسر آ گئے ہیں۔ جناب والا۔ اگر ہم کنٹرول کے اس اصول کا تجزیہ کریں تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ حکومت نے آٹا، چینی، گھی، کھاد کی سپلائی اور سیمنٹ اور دوسری چیزوں کی سپلائی پر جس طرح سے عمل کیا ہے اس کے نتیجہ میں صورت حال بہتر ہونے کی بجائے بد تر ہوتی گئی ہے۔ قیمتیں برابر بڑھ رہی ہیں بلکہ مارکیٹ میں ان کا حصول عام لوگوں کی گرفت سے باہر ہو گیا ہے۔

جناب والا۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کنٹرول کیا جائے تو یہ اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اشیاء کی فراہمی وافر مقدار میں موجود ہو۔ اگر اشیاء وافر مقدار میں موجود نہ ہوں تو کوئی کنٹرول، کوئی منصوبہ بندی،

کوئی نظام اس سلسلے میں مفید اور موثر نتائج برآمد نہیں کر سکتا ۔ اس لیے ہمیں اس بل کے مقاصد طلب و رسد کے نظام کو بہتر بنانا ہوگا وہاں اس بات کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ اگر ہم نے صنعتی پیداوار بڑھانے کے لیے ایک خاص ماحول پیدا نہ کیا ۔ اگر ہم نے اشیاء کی فراہمی اور صنعتی ترقی کے لیے ایک ٹھوس منصوبہ بندی کے بغیر کوئی کنٹرول کا نظام اپنایا تو یہ پہلے کی طرح آج بھی ناکام ہوگا اس کے نتیجے میں عوام کی مشکلات اور پریشانیاں بے حد بڑھ جائیں گی ۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کو حق ہے کہ اس بل کو منظور کرنے وقت متعلقہ وزیر یا وزرائے کرام سے معلوم کرے کہ انہوں نے اشیاء کی فراہمی کے لیے ، ان کی رسد میں اضافہ کے لیے کیا پروگرام بنایا ہے ۔ اگر ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے اور زرعی اور صنعتی پیداوار کو بڑھانے کے لیے صحیح پروگرام مرتب نہیں کیا تو یاد رکھیے کنٹرول نافذ ہونے کے بعد ہم صرف گرانی میں اضافہ نہیں کریں گے بلکہ اشیاء نایاب بنا دیں گے ۔ آج یہ صورت موجود ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں کوئی چیز مل جاتی ہے لیکن اگر کنٹرول کیا گیا اور ان کی قیمت ، اور نقل حمل پر پابندی عائد کر دی تو عام آدمی خرید نہیں سکیں گے اور وہی طبقہ خرید سکے گا جو قانون سے بالا تر ہو یا جن تک قانون کی رسائی نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ۔ قانون کا مقصد بنیادی طور پر تمام شہریوں کو سہولتیں فراہم کرنا ہوتا ہے اور ان کو ایک ایسے منصفانہ نظام سے بہرہ ور کرنا ہوتا ہے جس سے بلا امتیاز اپنا حق حاصل کر سکیں ۔ لیکن موجودہ صورت میں یہ محسوس نہیں ہو رہا بلکہ یقین کی حد تک ہمارے علم میں ہے کہ موجودہ صورت حال میں جبکہ بیشمار چیزوں کی سپلائی انتہائی کم اور ناقص ہے ۔ اگر قیمتوں میں کنٹرول کا نظام نافذ کر دیا گیا تو یہ یقیناً ناکام ہوگا بلکہ عوام کے لیے نئی مصیبتوں کا سامنا ہو جائے گا ۔ میں اس سلسلے میں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل میں گنجائش پیدا کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ فیر پرائس شاپس ، زیادہ سے زیادہ شاپنگ سنٹرز بنائیں ۔ زیادہ سے زیادہ کوآپریٹو سٹور بنائیں تاکہ عام لوگوں کے گھروں سے قریب تر مقامات پر ان چیزوں کی

فراہمی ہو سکے ۔

جناب والا ۔ اس موجودہ گرانی کے مسئلے کا حل ملازمین کی تنخواہوں میں اور مزدوروں کی تنخواہوں میں ایک مخصوص اضافے کی صورت میں کیا گیا ہے لیکن یہ اضافہ اس اعتبار سے غیر موثر ثابت ہوا ہے کہ بازار میں اشیاء کی قیمتیں کئی گنا تناسب کے ساتھ بڑھی ہیں ۔ حد یہ ہے کہ سبزی اور ترکاری لوگوں کو میسر نہیں ہے اور اس سلسلے میں جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ نے بعض تجاویز کا یہاں ذکر کیا ہے لیکن اس بل میں جب تک ان تجاویز کو موثر طور پر پیش بندی کے طور پر شامل نہ کیا جائے گا ۔ جب تک سبزی اور ترکاری لگانے کی ایک خاص پابندی عائد نہ کریں گے ۔ جب تک کاشتکار کو مخصوص اشیاء پیدا کرنے کے لیے پابند نہیں کریں گے اس وقت تک یہ نظام رسد بہتر نہیں ہو سکے گا ۔ اسی طرح جب تک جناب والا ۔ ہم اپنی صنعتی پیداوار کو اپنی ضروریات کے مطابق بڑھانے کا ترجیحی عمل نہیں کریں گے اس وقت تک یہ اشیاء کی گرانی پر قابو نہیں پا سکیں گے ۔

میں آخر میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ فلسفیانہ موشگافیاں عوام کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتیں ۔ ہمارے وزراء کرام کو احساس کرنا چاہیے کہ عوام کے اس سنگین مسئلے کو تمام مسئلوں پر ترجیح دیں اور ایک جامع منصوبہ تیار کیا جائے جو انہیں اس ہولناک گرانی سے نجات دلا سکے ۔ اگر موجودہ حکومت ماضی کے عبرت ناک حالات سے سبق حاصل کر کے ہر وقت اور ہر ممکن موثر اقدامات کے ذریعے گرانی پر قابو نہ پا سکی اور خوشحالی اور ترقی کے ان وعدوں کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکی جن کے ذریعے یہ برسر اقتدار آئی تھی تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ گرانی پھر سول نافرمانی کو جنم دے گی ۔ گرانی ملک میں احتجاج کے نئے طوفان کو جنم دے گی ۔ گرانی ہی سب سے بڑا مسئلہ ہوگی جو حکومت کے خلاف حزب اختلاف کا کردار ادا کرے گی ۔ ابھی تو آپ نے جن سول نافرمانیوں کو ، احتجاجی تحریکوں ، جلسوں ، جلوسوں کو محسوس کر کے اپنے آپ کو بوکھلاہٹ کے عالم میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے آپ کو یاد رکھنا چاہیے جب یہ گرانی آپ کے لیے سر گرانی کا سامان پیدا کرے گی تو آپ کو سر چھپانے کی جگہ میسر نہ آئے

گی ۔ اگر آپ واقعی اس ملک سے محبت رکھتے ہیں ۔ اگر آپ واقعی پنجاب کی خوشحالی اور ترقی میں یقین رکھتے ہیں ۔ اگر آپ واقعی عوام کی ہمدردی اور غم گساری کے دعویدار ہیں تو آپ کو آج ہی اس بل کے ذریعے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم عوام کو نئے اور خوشنما وعدوں کی بجائے عملی اقدامات سے ۔ عملی رجحانات سے اور عملی نظریات سے روشناس کریں گے ورنہ یاد رکھیں کہ یہی عوام جس طرح سے آپ کو اقتدار کی ان مسندوں پر بٹھا سکتے ہیں ۔ آپ کے اقتدار کے اس تخت پر فائز کر سکتے ہیں ۔ وہی آپ کو تختہ دار پر بھی پہنچا سکتے ہیں ۔ شکریہ !

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ زیر بحث موجودہ قانون جسے دی پاکستان ایسنشیل آرٹیکلز کنٹرول بل ۔ 1973ء کے نام سے مسودہ قانون کی شکل میں اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور اسی قسم کا قانون آرڈیننس کی شکل میں چند ماہ پہلے اس صوبہ میں نافذ بھی ہو چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے نفاذ سے یا اس قانون کے نافذ ہونے سے نہ تو گرانی ختم ہوگی ۔ نہ اشیاء کی پیداوار بڑھے گی اور نہ ہی وہ مقاصد پورے ہوں گے جو عوام کو سستی اور عام استعمال کی چیزیں فراوانی کے ساتھ فراہم کرنے کا ہر حکومت کا اولین فرض ہوا کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قانون کے نافذ ہونے سے اور اس قانون کو اس ایوان میں بنانے کے لیے پیش کرنے سے عوام میں ایک انتہائی ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہمارا آئین اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ ہمارے ہر شہری کو ۔ اس ملک کے ہر باشندے کو آزادانہ تجارت ۔ آزادانہ خرید و فروخت اور استعمال کی ہر چیز کو آزادانہ لینے کا ایک بنیادی حق حاصل ہے اور عوام کو دی گئی ضمانتیں اور آزادیاں اسی وقت سلب ہوتی ہیں اور اس قسم کے قوانین اسی وقت لائے جاتے ہیں جب انتہائی ہنگامی حالات واقع ہو جائیں ۔ جب جنگ کی صورت حال پیدا ہو جائے ۔ جب ہر قسم کے قوانین اور ضوابط معطل ہو جائیں ۔ جب گورنمنٹ کی مشینری قطعی طور پر بیکار ہو جائے اور یہ حکومت کی نا اہلی کا ایک بین ثبوت ہوا کرتا ہے کہ وہ آزاد ملک کے آزاد شہریوں کی آزاد تجارت پر پابندی عائد کر دے ۔ جناب والا ۔ جن حالات جن واقعات اور جن اوقات میں اس قسم

کے کنٹرول کا آرڈیننس ۔ اشیاء پر کنٹرول کے قوانین بنانے یا نافذ کیے جاتے ہیں وہ وقت ہی مختلف ہوتے ہیں ۔ ہمیشہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر اس قسم کی کنٹرول کی پالیسیاں ۔ اشیاء کو کنٹرول کرنے کا کوئی نظام قائم کیا گیا ہے تو وہ صرف جنگ کی ت میں ہوتا ہے ۔ اس سے پہلے یا بعد اس قسم کا کوئی جواز نہیں ملتا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر اس قانون کے نافذ کرنے کی ضرورت کس طرح محسوس کی گئی ہے ۔ وہ ملک جو پہلے 12 کروڑ کی آبادی پر مشتمل تھا ۔ جس کا ایک وسیع و عریض حصہ اب کٹ چکا ہے اور جس وقت فال آف ڈھاکہ ہوا تھا ۔ جب کہ مشرقی پاکستان ہم سے کٹا تھا تو ہم نے یہ سوچا تھا کہ شاید اب ہمارے ملک میں پیداوار کا اتنا بحران واقع ہوگا ۔ اب چیزیں اتنی عام ہوں گی کہ لینے والا کوئی نہیں ہوگا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب ۔ یہ غیر متعلقہ ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس بل سے فال آف ڈھاکہ کا کیا تعلق ہے ۔ اس طرح تو بحث بہت لمبی ہو جائے گی ۔

حجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب تعلق ہے ۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ اشیاء کی قلت ہے لیکن انہیں منضبط کرنے کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں ۔ اور میں کیا کہوں ۔ وہی چیز میں ثابت کر رہا ہوں کہ آپ یہ مقاصد اس لیے دے رہے ہیں ۔ یہ تاثر اس قانون کو نافذ کرنے کے وقت اس لیے دیا جا رہا ہے کہ پیداوار کم ہو چکی ہے ۔ یہاں پر ضرورت کی چیزیں ملتی نہیں ۔ رسد اور پروڈکشن کو کنٹرول کرنا ہے اور اس قانون میں سب سے بڑھ کر جو طرفہ ہے وہ یہ کہ ہر شخص یہ جانتا ہے ۔ ہر شخص کو اس کا اعتراف ہوگا کہ جب تک اشیائے صرف نہ بڑھیں ۔ جب تک ان کی پیداوار نہ بڑھائی جائے قیمتوں پر کنٹرول اور قیمتوں کا انضباط قطعی طور پر نا ممکن ہوا کرتا ہے ۔ آپ سارے بل کو اٹھا کر دیکھ لیں ۔ آپ نے یہ اختیار تو لیا ہے کہ پیداوار کو کنٹرول کریں گے ۔ بڑھائیں گے نہیں ۔ آپ پہلے الفاظ ہی دیکھیں ۔ آپ نے پری ایمبل میں لکھ دیا ہے کہ :

WHEREAS it is expendient in the public interest to provide for powers to

control the production, acquisition, prices, keeping, storage, movement, transport, supply . . . .

آپ نے ان کے اضافے کے لیے سارے بل میں کوئی گنجائش نہیں رکھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس میں اضافے کے لیے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اشیاء کی پروڈکشن میں اضافے کے لیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ چیز اس میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل نہیں جناب ۔ یہ سارے بل میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ "increasing supply" یہ غالباً اس کے پہلے سیکشن 3 میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ پری ایمبل کو دیکھیں ۔ ہر بل کی اصل روح اس کا پری ایمبل ہوا کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ حکومت کا اصل فریضہ اور اصل کام یہ ہے کہ وہ اشیائے صرف کی پیداوار بڑھائے ۔ کارخانوں کو اس قابل بنائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھائیں ۔ کارخانوں میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ مزدور اور کارخانہ دار یکجہتی سے کام کریں ۔ آخر کیا مصیبت ہے اور کیا تباہی واقع ہو گئی ہے کہ اس صوبے میں جو صوبہ تمام ملک کو اناج مہیا کیا کرتا تھا ۔ جس کی پیداوار جس کی اشیائے صرف . . . .

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ صاحب یہاں جو قانون سازی ہو رہی ہے ۔ آپ اس کے اصولوں کو ہی زیر بحث لائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ قانون سازی کس چیز کے لیے ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں کرتے ۔ آپ اس کے اصولوں پر اعتراض کرتے ہیں یا آپ انہیں پسند کرتے ہیں ۔ آپ ان کے لیے وجوہ بیان کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں جناب ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قانون نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس وقت کوئی ایسی ہنگامی حالت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات ٹھیک ہوگی ۔ میں اس میں کوئی پارٹی نہیں ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اور میں ثابت کر رہا ہوں کہ ایسا قانون اس وقت بنایا جاتا ہے جب انتہائی ضروری ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ اگر آپ میری طرف توجہ کریں تقریر کا یہ موضوع کہ اس قانون کی بجائے اس حکومت کو کیا قانون بنانا چاہیے و اس کا تعلق اس بل کے اصولوں سے نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں قانون بنانے کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ کارخانہ داروں کے لیے اس طرح کیجیے اور مزدوروں کے لیے اس طرح کیجیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قانون کے بنانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اپنی جگہ پر رہے ۔ میں اس میں پارٹی نہیں ہوں مگر یہ کہنا کہ یہاں یہ قانون بنا لیا جائے یا مزدوروں سے اس قسم کا سلوک ہوتا ہے یا ہونا چاہیے اس کا بل کے اصولوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں تو اس قانون کے متبادل قانون چاہتا ہی نہیں ہوں ۔ میں تو اس قانون کی مخالفت کر رہا ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس قانون کے بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ آئین ہمیں اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اس ملک میں تجارت آزاد ہوگی ہر اس جائز چیز کی جس کا استعمال جائز قرار دیا گیا ہے اور ہمارا آئین کہتا ہے کہ ہر شہری کا بنیادی حق ہوگا کہ وہ اس کی آزادانہ تجارت کرے نہ کہ اس قسم کے قوانین اور آرڈیننس نافذ کر کے ۔ نہ کہ اس قسم کے بل پیش کر کے اس صوبے میں وہ ماحول پیدا کیا جائے کہ کسی بھی شہری کو آزادانہ تجارت کا حق حاصل نہ رہے ۔ کسی بھی شہری کو کسی چیز کی آزادانہ خرید و فروخت کا حق حاصل نہ رہے اور

یہ صوبہ بالکل ایک جیل کی مانند بن کر رہ جائے کہ بغیر پرمٹ کے ۔ بغیر لائسنس کے کوئی کاروبار ہی نہ ہو سکے ۔

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I draw your attention to Rule 81(1) of the Rules of procedure, which says :

> 81 (1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

اس کی details پر اس صورت میں بحث نہیں ہو سکتی ہے جس صورت میں فاضل ممبر بحث کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری تو شکایت ان سے یہ ہے کہ وہ اس بل پر بحث نہیں کر رہے بلکہ ایک parallel course of action گورنمنٹ پارٹی کو بتا رہے ہیں ۔ مگر آپ نے تو یہ کہہ دیا کہ اس کی details discuss کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ details discuss نہیں کر سکتے جناب ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں بھی توجہ چاہتا ہوں ۔ حاجی صاحب یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ قانون ہونا ہی نہیں چاہیے اور نہ صرف یہ کہ یہ چاہ رہے ہیں بلکہ دراصل وہ یہ بھی چاہ رہے ہیں کہ ملک میں بھی کوئی قانون نہیں ہونا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں وہ اب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ He cannot take the floor ۔ حاجی صاحب اس لیے قانون نہیں چاہتے کہ آزاد تجارت کو اس سے نقصان پہنچتا ہے ۔ جناب والا ۔ جس آزاد تجارت کی یہ بات کرتے ہیں اور جس آزادی کی بات کرتے ہیں وہ ایسی ہی ہے جیسے بھیڑیوں کو بھیڑیں کھانے کی اجازت

مل جائے اور گلہ یہ کیا جائے کہ بھیڑیوں کی آزادی چھینی جا رہی ہے۔ جناب والا ۔ یہ ویسی ہی آزادی کی بات کرتے ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Is it a point of order Sir, or a definition ? I want a ruling in this behalf.

Mr. Speaker. On what point ?

Haji Muhammad Saifullah Khan. Is there any legal issue being raised or being explained ? Why is may speech being interrupted ?

وزیر خزانہ ۔ آپ کس پوائنٹ پر کھڑے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan. The speech is being objected. It is a Point of Order.

وزیر خزانہ ۔ سر ! جو کچھ یہاں اب تک ظاہر ہوا ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ کوئی بھی قانون نہیں بننا چاہیے ۔ لیکن یہ حکومت پابند ہے ۔ یہ ان آزادیوں کو جو غاصبوں کو حاصل رہی ہیں کنٹرول میں کرنے کی پابند ہے ۔ جس آزاد تجارت کے نام پر اس دنیا کے سامراجی ملکوں سے لے کر اس کے تمام تر ایجنٹ جو اس ملک میں بھی ہیں ، جو اس کے نام پر یہ چاہتے ہیں کہ کوئی قانون نہ بنایا جائے ۔ ہم یہاں واشگاف الفاظ میں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان کی آزادی سلب کریں گے ۔ ہم آزادی چاہتے ہیں غریب لوگوں کی ، ہم آزادی چاہتے ہیں غریب اور مظلوم عوام کی ، جن کی خاطر یہ قانون آ رہا ہے ۔ اس میں ہرگز کسی غریب آدمی کی آزادی نہیں چھینی جا رہی ۔ اس میں صرف یہ چاہا جا رہا ہے کہ جو مل مالک ہیں ، جو پیدا کرتے ہیں ، ان پر یہ پابندی ہو کہ اگر وہ عوام کی قیمت خرید سے زائد طور پر ، ناجائز طور پر قیمتیں رکھ رہے ہیں تو حکومت اس صورت میں ان کو کنٹرول میں لا سکتی ہے ۔ یہ اتنا واضح ، صاف اور واشگاف مقصد ہے جس کو discard کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں جو لب و لہجہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ یہ مہنگائی ، یہ گرانی سرگرانی بنی ہوئی ہے اور آپ کو تختہ دار پر چڑھایا جائے گا ، ہم ان باتوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں پوائنٹ آف آرڈر کی بھی تو بات کریں کہ وہ کون سا ہے ۔

What is the legal objection that you have taken.

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس لیجسلیشن کو روکنے کے لیے گرانی کا بہانہ بنایا جاتا ہے اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ گرانی تو ہے ہی نہیں پھر اس قانون کی ضرورت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی قانونی پوائنٹ نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ قانونی پوائنٹ نہ ہوگا جناب والا ۔ لیکن ....

میاں خورشید انور ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں غصے میں نہیں بولتا ۔ غصے میں اس قدر پھلا کر بولے ہیں کہ سوتے ہوئے بھی جاگ پڑے ۔ گزارش یہ ہے کہ ذرا تحمل سے اگر کوئی قانونی نکتہ ہے تو بیان فرمائیں ، ورنہ تشریف رکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پر اس چیز کا جواب دوں گا کہ میں نے اس قانون کی کیوں مخالفت کی ہے اور اس قانون کو نافذ کرنے کی ضرورت نہیں ۔ میں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ کسی قانون کی بھی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ! انہوں نے آپ کی ترامیم نہیں دیکھیں جن میں آپ گورنمنٹ کو زیادہ اختیارات دینا چاہتے ہیں ۔ آپ کے جواب کے لیے آپ کی ایک ہی امنڈمنٹ پڑھی ہوئی کافی تھی ۔ مگر بہرحال آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے ترمیم withdraw کرلی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ جب لیجسلیشن ہونا شروع ہو جائے ، ایوان consideration کی موشن approve کر دے ، تو اس کو جامع بنانے کے لیے ہم پوری کوشش کریں اور اس فرض میں اس چیز کے لیے ہم انہیں انتباہ کر رہے ہیں کہ اس قانون کا بنانا ان کے حق میں نہ ہوگا ۔ یہ لوگوں میں اضطراب اور ہیجان پیدا کر دے گا ۔ اس سے

بلکہ نایاب ہو جائیں گی ۔

جناب والا ۔ صوبہ پنجاب ملک کا ایک حصہ ہے مثال کے طور پر ، سیمنٹ کا نرخ آپ یہاں پہ سات روپے مقرر کرتے ہیں اور سندھ والے اس کو لیجسلیٹ نہیں کرتے ، وہاں وہ اس کے ریٹ آزادانہ رکھنے دیتے ہیں ، سرحد والے اس کو لیجسلیٹ نہیں کرتے ۔

Mr. Speaker. I cannot permit any member here to curtail the Provincial autonomy.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ argument تو دے رہے ہیں کہ اس کا کیا سدباب ہوگا ۔

Mr. Speaker. Just a reference to an alternative course to be adopted will be relevant but a not speech to the alternative legislation or course proposed by the member.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ آپ کو اختیار نہیں اگر میں یہ کہتا ہے کہ آپ کو اختیار نہیں تب وہ بات بنتی تھی ۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد جو خرابیاں پیدا ہوں گی ، میں تو ان کی نشاندھی کر رہا ہوں ۔ اگر آپ نے ایک چیز کی قیمت مقرر کی اور آپ کے ملحقہ صوبے میں اس کی قیمت مقرر نہیں تو لازمی امر ہے کہ جس صوبے میں قیمت زیادہ ہوگی ، ہماری تمام چیزیں سمگل ہو کر اس صوبے میں چلی جائیں گی اور یہاں پر چیزوں کا نام و نشان نہیں رہے گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ جس چیز کی اصل ضرورت تھی وہ تو ہماری حکومت کرتی نہیں ، اس پر توجہ دیتی نہیں اور جو نہ کرنے کی چیزیں ہیں وہ محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے عوام کو ایک عجیب سا فریب دینے کے لیے کہ ہم اس قانون کے نافذ کر دینے سے چیزیں سستی کر دیں گے ۔ یہ قانون آپ نے نافذ کر دیا ہے ، یہ قانون تو مہینے ڈیڑھ مہینے سے اس صوبے میں نافذ ہے ۔ مجھے بتائیے کہ اس قانون کا استعمال آپ نے کس حد تک کیا ہے ۔ کن چیزوں کی فراوانی ہوئی ہے ۔ کن چیزوں کو بازار میں لانے اور ان کی قیمتوں کو منضبط کرنے میں کامیاب ہوچکے ہیں ۔ اگر آپ باوجود قانون کے نافذ ہونے کے اس کا صحیح استعمال نہیں کر سکے تو کیا یہ اس صوبے میں کوئی پہلا تجربہ ہے ؟ یہ قانون پہلی بار لایا

جا رہا ہے کہ ان کے خوش آئند وعدوں اور ان کے دل فریب الفاظ پہ ہم یقین کر لیں ؟ ہم یہ باور کر لیں کہ اس قانون کے نافذ ہونے سے ہر چیز مل جائے گی ، عوام کو سستی چیزیں مل جائیں گی ۔ اور چیزیں عام ہو جائیں گی ؟ جناب والا ۔ یہی قانون 1939ء میں نافذ ہوا اور جو حالات پیدا ہوئے وہ ہم سب پر واضح ہیں ۔ اس کے بعد جس قانون کو نافذ کیا گیا ہے جب بھی یہ قانون نافذ ہوا ہے ، پہلا تجربہ یہی بتلاتا ہے کہ چیزیں قطعی طور پر نایاب ہو جاتی ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ گرانی ختم ہو ، آپ اگر چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں چیزوں کی فراوانی ہو تو آپ دو چیزوں کو ملحوظ نظر رکھیں ۔ دو چیزوں پہ آپ سختی سے عمل کرائیں اس کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوگا ۔ نمبر ایک ۔ آپ سمگلنگ کو بند کرائیں ۔ سمگلنگ ہماری جڑوں کو کھا رہی ہے ۔ کسی چیز کی ہمارے ملک اور صوبے میں کمی نہیں ۔ یہی فیکٹریاں جو اس وقت ہمارے صوبے کی ضروریات پوری نہیں کر سکتیں ، جو ہمارے صوبے کی کفیل نہیں ہو رہیں ، یہ تمام ملک کی ضروریات کو پورا کیا کرتی تھیں ۔ تمام ملک کے اندر ان کی فراوانی ہوتی تھی ۔ ان کے نرخ بہت ہی کم ہوا کرتے تھے ۔ مقابلے چلتے تھے اور آزاد تجارت کے تحت ہر شہری کو آزادانہ اس کی خرید و فروخت کا حق حاصل تھا ۔ آخر وہ کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے ، وہ کون سی تباہی و بربادی آ چکی ہے کہ فیکٹریاں وہی ہیں ، مشینری وہی موجود ہے ، سب کچھ وہی موجود ہے ، کھیت وہی ہیں فصلیں وہی ہیں ، ہر چیز وہی ہے ، مگر پیداوار کا نام و نشان نہیں اور پھر حکومت کہتی ہے کہ ذخیرہ اندوزی ہو گئی ہے ، ذخیرہ کرتے ہیں ، سمگلنگ ہوتی ہے ۔ ایوان میں برملا اعتراف کیا جاتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا کہ اس ذخیرہ اندوزی کو ، اس سمگلنگ کو روکنے کا اہتمام کس نے کرنا ہے ؟ کیا عام شہری اس کا انسداد کرے گا ، کیا اپوزیشن کرے گی ؟ یہ حکومت کا بنیادی اور اولین فرض ہوا کرتا ہے کہ چیزوں کو سستا کرنے کے لیے بنیادی اقدامات کرے ۔

Mr. Speaker. Just a reference to alternative legislation will be admissible.

مگر مارا emphasis اس پر آ جائے تو یہ نہیں ہونا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ کسی قانون کو صرف لیجسلیٹ کر کے نافذ کر کے اسے الہ دین کا چراغ نہیں بنا سکتے ۔ اس سے آپ چیزوں کی فراوانی نہیں کر سکتے ۔ مجھے جناب والا ۔ اچھی طرح سے یاد ہے کہ ایک دفعہ نیپا کے کورس میں ٹریننگ میں میں شریک ہوا ۔ وہاں پر انہوں نے ایرانی کونسلر کو دعوت دی کہ وہ اپنے ملک کے حالات آ کر بتائے اور وہاں پر انہوں نے ایک مثال دی ۔ ایرانی کونسلر نے وہاں کی کلاس کے اندر آ کر بتایا کہ ہمارے ملک میں سب سے زیادہ توجہ اس امر پہ دی جاتی ہے کہ اناج کی قیمت کسی قیمت پر بڑھنے نہ پائے اور اولین توجہ حکومت اس پر دیا کرتی ہے ۔ انہوں نے موجودہ شاہ کے والد کے وقت کا ایک واقعہ بتایا ۔ ایران میں رواج ہے کہ تمام لوگ بیکریوں کے ذریعے روٹیاں حاصل کرتے ہیں اور گھروں میں روٹی کوئی نہیں پکاتا ۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ ایک صوبے کے حاکم اعلیٰ صوبے دار نے اس صوبے کے حصے کی جو گندم تھی وہ سمگل کرنا شروع کر دی ۔ باہر بھیجنا شروع کر دی اور وہاں روٹی کی قیمت جو ایک مقررہ قیمت تھی جس پر کوئی لائسنس کی ضرورت نہیں تھی جس پر کسی پرمٹ کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ایک اخلاقی نوعیت پر مقرر کی گئی تھی کہ روٹی کی قیمت مثال کے طور پر دو پیسے سے اوپر نہ بڑھے ۔ وہ قیمت بڑھنا شروع ہو گئی ۔ جس وقت شاہ کو اس کی اطلاع پہنچی کہ فلاں صوبے میں گندم کی قلت ہے اور روٹی کی قیمتیں بڑھنا شروع ہو گئی ہیں . . . .

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ زیر بحث موضوع سے ہٹ گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو تدابیر بتا رہا ہوں ۔ پھر تدابیر کس وقت ہم ان کو بتائیں گے جناب ، پھر ان کے چیمبر میں جا کر بتائیں گے جب قانون پاس ہو چیزوں کم باب نہیں ،

جائے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ لابی میں بات کر سکتے ہیں یا ترامیم دے سکتے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ یہ جنرل پرنسپلز میں discuss نہیں ہو سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہاں ہاں یہ جنرل پرنسپلز میں ہی ہوتا ہے کہ قانون کس طرح نافذ کرنا چاہیے ۔ قانون کی افادیت کس طرح ہو سکتی ہے اور یہ قانون سودمند کس طرح سے ہو سکتا ہے ۔ یہ سب جنرل پرنسپلز میں ہی جناب والا آتا ہے ۔ تو میں وہ واقعہ بیان کر رہا تھا کہ انہوں نے اپنی خفیہ پولیس سے اس کی انکوائری کرائی تو پتہ چلا کہ اس صوبے کا صوبے دار گندم کی سمگلنگ کرا رہا ہے اس وجہ سے بیکریوں میں روٹی مہنگی ہو گئی ہے ۔

Mr. Speaker. Not all the stories in detail.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ایک واقعہ بتا رہا ہوں یہ سٹوری نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی ضرورت نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ سٹوری نہیں ہے اور ایک ذمہ دار آدمی کا بتایا ہوا واقعہ بتا رہا ہوں کہ اس کا انسداد انہوں نے اس طریقے سے نہیں کیا تھا کہ انہوں نے اسینشل آرٹیکل کنٹرول بل یا اس قسم کا کوئی اور بل کر دیا ہو اور اس سے ان کا مقصد حل ہو گیا ہو ۔ بلکہ شاہ نے حکم دیا تھا کہ وہ بیکری اونر جس کی شہر میں روٹی سپلائی کرنے کی فیکٹری تھی اس کو زندہ جلایا جائے ۔ اس بیکری اونر کو اور حاکم اعلیٰ کو جوتے میں کھڑا کر کے سارے شہریوں سے بے عزت کرایا گیا اور اس کے بعد اسے پھانسی پر لٹکایا گیا ۔ اس کے بعد آج تک ایران میں روٹی مہنگی نہیں ہوئی ۔ اصل چیز جو ہے وہ کنٹرول کرنے کی ہے ۔ وہ نافذ کرنے کی ہے ۔ سمگلنگ کو رکوانے کی ہے ۔

Mr. Speaker. Let us not dissuss the prices in our neighbouring countries.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ روٹی مہنگی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. I know that but there may be Member who may rise in his seat and say that the statement of Haji

Muhammad Saifullah is not correct. I would not like that to happen.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ روٹی مہنگی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات ٹھیک ہوگی میں تو اس کو factually dispute نہیں کر رہا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو پھر جو بھی چیلنج کرے گا میں اس کو دعویٰ سے ثبوت دینے کے لیے تیار ہوں کہ وہاں روٹی انتہائی سستی ہے ۔ تو جناب والا ۔ میری گزارش اس ضمن میں اتنی ہے کہ آپ وسائل پیداوار کو بڑھائیں ۔ آپ اس قسم کے قوانین نافذ نہ کریں ۔ ان سے زیادہ خوف و ہراس نہ پھیلائیں ۔ چیزوں کو بالکل بازار میں آنے سے مت روکیں اور ان کی اجارہ داری حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں ۔ یہ آپ کے لیے بھی مضر ہوگا اور عوام کے بھی مضر ہوگا ۔ اصل کام جو کرنا ہے وہ پیداوار کے ذرائع بڑھانے کا ہے ۔ کئی چیزیں اس بل کے شیڈول میں دی گئی ہیں ان میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس میں ماسوائے ایک دو کے بیرونی اشیاء یا بیرونی خام مال کی ضرورت ہو ۔ تمام کی تمام چیزیں اس شیڈول میں دی گئی ہیں جن کا خام مال نہایت بہتات میں ہمارے صوبے میں پیدا ہوتا ہے ۔ فرق کیا ہے جناب والا ۔ کہ ان کی مینوفیکچرنگ نہیں ہو رہی ۔ آپ اس قانون کو نافذ کرکے مینوفیکچررز پر کوئی پابندی عائد نہیں کر رہے ۔ آپ اس قانون کے تحت میں دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ پروڈکشن کے اضافے کے لیے کوئی موثر تدابیر اختیار نہیں کر سکتے ۔ جب تک آپ وہ فضا قائم نہ کریں ۔ وہ فضا ہموار نہ کریں جو کشیدگی کی فضا آپ نے پیدا کر دی ہے ۔ جو مزدور اور مالک کے درمیان آپ نے تفاوت پیدا کر دیا ہے ۔

Mr. Speaker. This is beyond the scope of this Bill

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب پروڈکشن کس طرح ہوگی ؟

Mr. Speaker. Alternative legislation is actually beyond the scope of this discussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں وہ پرویژن رکھ دیں تاکہ پروڈکشن بڑھے ۔ انہوں نے تو صرف کنٹرول کی حد تک جناب والا ۔ اس کو محدود رکھا ہے ۔ پروڈکشن کے لیے انہوں نے اپنے پاس کوئی اختیار نہیں رکھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر امنڈمنٹ اس میں لے آئیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو جب سٹیج آئے گی تو اس میں میں دوں گا ۔

Mr. Speaker. The amendments that you have got in your mind don't form part of the bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو میں ابھی لے ہی نہیں رہا ۔ امنڈمنٹس کا کام آئے گا تو پھر عرض کروں گا ۔ تو میری گزارش اس ضمن میں جناب والا ۔ یہی ہے کہ آپ اس قانون کو لا کر نہ تو اپنی پارٹی کی خدمت کر سکیں گے ۔ نہ صوبے کے عوام کو آپ ان کی بنیادی ضروریات فراہم کر سکیں گے ۔ بلکہ اس کے نقصانات پیدا ہوں گے اور اس کے جو اثرات واقع ہوں گے وہ انتہائی بھیانک اور خطرناک ہوں گے اور آپ کے صوبے کی تمام ضروری اشیائے صرف جو اب کسی نہ کسی قیمت پر مل جاتی ہیں وہ اس صوبے سے نایاب ہو جائیں گی اور وہ دوسرے صوبوں میں چلی جائیں گی ۔ میں ایک بار پھر اس چیز پر زور دیتا ہوں کہ آپ اس قسم کا قانون بنانے کی بجائے مہربانی کرکے ایسے قوانین بنائیں جن سے آپ ان چیزوں کی مقدار بڑھا سکیں ۔ ان کی سمگلنگ روک سکیں ۔ ان کی ذخیرہ اندوزی روک سکیں اور اس کے لیے پہلے ہی آپ کے پاس کافی سے زیادہ اختیارات موجود ہیں جن کا آپ نے اپنے ڈیڑھ سالہ دور اقتدار میں کبھی استعمال ہی نہیں کیا ہے تو قطعی غلط اور ذاتیات پر مبنی آپ نے استعمال کیا ہے ۔ نیشنل انٹرسٹ میں آپ نے کسی قانون کو آج تک لاگو اور نافذ ہی نہیں کیا اور یہ نشان دہی میں آج کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے یہ قانون بنا لیا ۔ یہ قانون اس صوبے میں رائج اور نافذ کر دیا تو پھر اس صوبے کا اللہ ہی حافظ ہے اور پھر جو حالت اس صوبے میں پیدا ہوگی میں نہیں سمجھتا کہ پھر اس کا سامنا کرنے کے قابل ہوں گے یا نہیں

یا پھر آپ اپنے آپ کو اس بحران سے بچا بھی سکیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ فاضل اراکین نے اس قانون کی مخالفت میں بہت کچھ کہا ہے اور خصوصاً حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے پروڈکشن کے بارے میں کہا کہ جب تک پروڈکشن نہیں بڑھتی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ہم اس چیز کو مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اعتراض کیا گیا کہ جناب جس وقت سے فیکٹریاں حکومت نے take over کی ہیں حکومت وہاں کاروبار کو صحیح خطوط پر اور صحیح رخ پر لے جانے سے قاصر رہی ہے۔ جناب والا۔ حالات یہ نہیں ہیں میں صرف مختصراً گھی ملز کے بارے میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی گھی ملیں take over کی گئی ہیں۔ اگست جب کہ یہ ٹیک اوور نہیں کی گئی تھیں تو وہاں ان کی پروڈکشن جو تھی وہ 220 ٹن روزانہ تھی۔ لیکن دو اور تین ستمبر کی رات کو یہ ملیں ٹیک اوور کی گئی ہیں اور عوامی نمائندگان نے۔ دیانت دار لوگوں نے۔ مزدوروں نے۔ محنت کشوں نے محنت کرکے جناب والا۔ صرف 28 دن کی پروڈکشن جو اس وقت میرے پاس ہے وہ 304 ٹن روزانہ کی اوسط نکلتی ہے اور انشاء اللہ دو مہینے کے اندر اندر ہم اس کو 500 ٹن روزانہ تک لے جائیں گے۔ تو یہ تو پروڈکشن بڑھانے کی بات ہے۔ جو اعتراض کیا گیا تھا کہ ملیں ٹیک اوور کی جاتی ہیں اور وہاں انتظام نہیں کیا جا سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہترین انتظام ہے اور اس سے صوبے کے عوام کو بہت فائدہ ہوا ہے۔

جناب والا۔ اس بل کے بارے میں اعتراض کیے گئے ہیں تو میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ماضی میں ایسے ایوانوں میں محض چند افراد کے مفادات کی بات کی گئی ہے۔ اس مخصوص طبقے کے مفادات کو تحفظ دینے کی کوشش کی گئی اور آج اسی شکست خوردہ ذہنیت سے کام لے کر ان بینچوں پر بیٹھنے والے چند دوست وہی باتیں کر رہے ہیں کہ ذخیرہ اندوزی، سٹہ بازوں اور چور بازاروں کے خلاف کوئی قانون نہ بن سکے اور اس طرح انہیں کھلی چھٹی ملی رہے اور ماضی کی طرح وہ دونوں ہاتھوں سے عوام کو لوٹتے ہیں اور اب بھی انہیں لوٹنے کی اجازت دی جائے۔ میں یہ عرض کر دوں

جناب والا ۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ اس قانون کے بن جانے کے بعد کسی صورت میں بھی کسی سٹہ باز ، چور بازار اور ذخیرہ اندوز کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ ایک لمحہ بھی عوام کے خون کے ساتھ ہاتھ رنگ سکے عوام کے مفادات کے ساتھ کھیل سکے یا ان کے ساتھ کوئی سودا کر سکے ۔ اس اسمبلی میں بھی ہم چند لوگوں کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ وہ ہماری عوامی امنگوں کے ترجمان بننے کی مخالفت کریں ۔ ہم جناب والا ۔ ہمیشہ عوام کے اجتماعی مفادات کو سامنے رکھ کر قوانین بنائیں گے ۔ ہم کسی ایک خاص طبقہ کے مفادات کے تحفظ کی اجازت نہیں دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔ وزیر قانون کیا آپ کچھ فرمائیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جب ترامیم کی تحریک ہوگی تو پھر میں جناب والا ۔ عرض کروں گا ۔ ہم پر اچھی بات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں جانب سے فاضل اراکین انصاف سے کام لیتے ہوئے مکمل طور پر تعاون کریں اور اچھے قوانین بنانے میں ہماری مدد کریں ۔ وقت کے لیے اس کی تھرڈ ریڈنگ کو ملتوی کر دیا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ ہم ایسی قانون سازی میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہم اپنی مفید تجاویز کے ذریعے مفید ترامیم کے ذریعے ان مسائل کو حل کرانے میں بے چین ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جیسا کہ جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ وہ ہماری طرف سے بعض ترامیم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں تو میں تجویز کروں گا کہ اجلاس کل تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے ۔ آج جانے کا وقت بھی نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو ایک گھنٹہ آرام کرکے آئے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ دیکھ لیں کہ اگر کام نپٹانا چاہتے ہیں تو اجلاس کل تک ملتوی کر دیں ۔

Mr. Speaker. Now Clause 3 of the Bill is before the House. Yes Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan Sir, I beg to move :

> That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, between the comma and the word "may" occurring in line 4, the words and comma "or for controlling and fixing the prices of an essential article," be inserted.

Mr. Speaker. amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, between the comma and the word "may" occurring in line 4, the words and comma "or for controlling and fixing the prices of an essential article," be inserted.

Minister for Law. I accept it Sir.

Mr. Speaker. The question is :

> That in sub-clause (1) of the Clause 3 of the Bill, between the comma and the word "may" occurring in line 4, the words and comma "or for controlling and fixing the prices of an essential article," be inserted.

(The motion was carried)

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I beg to move :

> That in para (c) of sub-cluase (2) of Clause 3 of the Bill, between the words "controlling" and "the" occurring in line 1, the words "and fixing" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, between the words "controlling" and "the" occurring in line, 1, the words "and fixing be inserted.

Minister for Law. I accept it Sir,

Mr. Speaker. Now, the question before the House is :

That in para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, between the words "controlling" and "the" occurring in line 1, the words "and fixing" be inserted.

(The motion was carried)

Sheikh Aziz Akmad. Sir I beg to move :

That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, the following new para be added as para (d) and existing para (d) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely :

(d) for displaying in his place of business in prominent manner a list of prices fixed for sale and quantity of stock of essential articles ;.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, the following new para be added as para (d) and existing para (d) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely :

(d) for displaying in his place of business in prominent manner a

list of prices fixed for sale and quantity of stock of essential articles ;.

Minister for Law. Sir, I beg to move an amendment to amendment moved by Sh. Aziz Ahmed that :

That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, the following new para be added as para (d) and existing para (d) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely :

(d) for displaying in a prominent place of business premises a list of prices fixed for sale and of the quantity of stock of essential articles available at the time of start of business on a day ;.

Sheikh Aziz Ahmad. I accept it Sir.

Mr. Speaker. Now, the question before the House is :

That after para (c) of sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, the following new para be added as para (d) and existing para (d) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely :

(d) for displaying in a prominent place of business premises a list of prices fixed for sale and of the quantity of stock of essential articles available at the time of start of business on a day ;

(The motion was carried)

Mr Speaker. Amendment No. 4 given notice of by Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Mian, Khurshid Anwar, Mian Mustafa Zafar Qureshi and Mian Manzur Ahmad Mohal has become infructuous in view of the earlier amendment.

Amendment No. 5 by Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Mian Khurshid Anwar, Mian Mustafa Zafar Qureshi and Mian Manzur Ahmad Mohal not moved.

Amendment No. 6. Please move it.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, between the comma and the word "may" occuring in line 3, the words and comma "or for controlling and fixing the price of an essential articles" be inserted.

Minister for Law. I accept it.

Mr. Speaker. Motion moved. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, between the comma and the word "may" occurring in line 3, the words and comma "or for controlling and fixing the price of an essential article" be inserted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 4 ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 5)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 5 ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 6 ایوان میں زیر غور ہے ۔

The House is adjourned till 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 3 اکتوبر 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ - 3 اکتوبر 1973ء

(چہارشنبہ 5 رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

پ ۲۴ : س ۴۱ : رکوع ۱۸ : آیات ۲۶ تا ۲۹

اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھا جانے لگے تو) اس قدر شور و غوغا مچاؤ کہ تم غالب آجاؤ۔ پس ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کی بداعمالیوں کی جو وہ کرتے تھے سخت سزا دیں گے۔

یہ دوزخ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ ہے ان کے لئے اس میں ہمیشہ کا گھر ہے۔ یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پیروں تلے روند ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں کیو۔پی۔آر کلیم فارم پر الاٹ شدہ رقبہ

***3119 - (الف) - سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے افراد نے کلیم فارم کیو ۔ پی ۔ آر داخل کئے تھے اور ان پر کتنے رقبہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اور ان پر کتنا رقبہ پنجاب میں مہاجرین کو الاٹ ہوا ۔

(ب) حکومت نے دوبارہ درست رقبہ کے کلیم یو ۔ پی کے مہاجرین سے کتنے عرصہ بعد طلب کئے اور پھر ان کو کس حساب سے رقبہ دیا گیا اور ان کو درست تسلیم کرنے کے لئے کون سا طریقہ کار رائج کیا گیا اور پہلے الاٹ شدہ رقبہ میں سے کس قدر رقبہ یو ۔ پی کے مہاجرین کے ناموں سے خارج کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کیو ۔ پی ۔ آر سے خارج شدہ رقبہ کو مزید مہاجرین کے نام پر الاٹ کیا گیا یا کوئی اور حکم جاری کرکے فالتو الاٹ شدہ رقبہ کو واپس لے لیا گیا یا دونوں طریقے استعمال کئے گئے یعنی کچھ رقبہ مہاجرین کو الاٹ کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور کچھ رقبہ دس گناہ لگان کے حساب سے جس کی قیمت تقریباً ایک روپیہ فی ایکڑ یا کچھ کم و بیش بنتی ہے قابض کاشت کاروں کے پاس رہنے دیا گیا ۔

(د) جزو (ج) کے حساب سے اگر کچھ رقبہ دوبارہ الاٹ کرنے کا حکم ہوا تو 30 مارچ 1972ء تک پنجاب میں کتنا رقبہ اس طرح سے الاٹ ہوا اور کتنا دس گنا لگان پر کاشتکاروں کے قبضہ میں رہا اور اس لگان سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہوتی ہے نیز کتنا رقبہ ابھی قابل الاٹ موجود ہے اور اس کے آج تک الاٹ نہ ہونے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) ۔ متروکہ اراضی اور دیگر متروکہ جائدادیں وغیرہ جو کہ باڈر کے دونوں اطراف میں واقع تھیں ۔ ان کے بارے میں حکومت پاکستان اور بھارت کے مابین سمجھوتہ

ہوا تھا اور یہ معاملہ مرکزی حکومت نے فی الحال صیغہ رازمیں رکھا ہوا ہے مطلوبہ معلومات ایوان میں پیش کرنا عوام کے مفاد میں نہیں ہے۔

سردار محمد عاشق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ سوال آج سے چھ ماہ قبل دیا تھا ۔ پچھلے سیشن میں بھریت سوالات میں لکھا ہوا تھا کہ "جواب موصول نہیں ہوا" اور آج بتایا گیا ہے کہ معلومات کوائف ضلعی حکام سے اکٹھے کئے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر یہ صحیح ہے جو کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے تو آج سے چھ ماہ قبل کیوں یہ جواب نہیں لکھا گیا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ نہیں کہا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ جواب تو غالباً آپ کو موصول ہو گیا ہوگا ۔

سردار محمد عاشق ۔ جواب کل ملا ہے لیکن چھ ماہ کے اندر اندر نہیں ملا ۔

وزیر بحالیات و آباکاری ۔ اگر مجھے آپ اجازت دیں تو میں مزید کچھ عرض کروں ۔

سردار محمد عاشق ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ مودبانہ گذارش جناب کی خدمت میں ہے کہ جب پہلے لکھا گیا کہ کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں تو وہ سب کوائف اکٹھے کئے جا چکے ہیں ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں اور ان کو یہاں ایوان میں بتانا ملکی مفادات کے خلاف ہے ۔ اس میں میرا کوئی مفاد نہیں ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ اس میں کون سی بات حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کو کھلم کھلا نہیں بتایا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب اگر اس جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ اس سوال کو دوبارہ پوچھ لیں پھر میں فیصلہ کر دوں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ سوال سے یہ بالکل واضح ہے کہ اس میں مہاجرین کے کلیموں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کون سی راز کی بات ہے ۔ اگر کوئی بعض کلیم حکومت پاس کر چکی ہے تو میرے خیال میں یہ کارروائی آپ سے پہلی حکومت کی ہوگی ۔ آپ سے پہلے آنے والے لوگوں نے یہ کیا ہوگا اب یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہوگی ۔ اگر گورنمنٹ کو آگاہ کر دیا جائے کہ یہ دھاندلی ہو چکی ہے یا خرابی ہو چکی ہے تو اس میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خرابی کی بات ہو گی یا بنک کا کوئی نقصان ہوگا ۔ تو ایسے فگرز دینے سے انہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آج جتنے بھی سوالات لسٹ میں درج ہیں ان سب کے آگے لکھا ہوا ہے "جواب موصول نہیں ہوا" صرف ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے ۔ تو کیا اس کا تدارک ہو سکتا ہے ؟ پہلے بھی یہ چیز آپ کے نوٹس میں لائی جا چکی ہے ۔ ورنہ یہ تمام کارروائی اور یہ جتنا خرچ ہوا ہے یہ سب رائیگاں جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کچھ سوالات کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کا جواب دینے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے ۔ اور یہ سوال جو سردار محمد عاشق نے دیا تھا یہ ایسا سوال تھا ایک efficient محکمہ کے لئے بھی جواب دینے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ جب آپ جواب دینے کے لئے پندرہ دن کا وقت دیتے ہیں تو میرے خیال میں یہ دن کافی ہیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ یہ وقت تھوڑا ہے تو اس وقت کی limit کو اور بڑھا دیں ۔ اس طرح سوالات فہرست میں درج کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ خواہ مخواہ پرنٹنگ پر خرچ ہوتا ہے اور ڈاک پر بھی خرچ ہوتا ہے ۔ بار بار آپ ان لوگوں کو طعنے دیتے ہیں اور ٹیلیفون کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جمہوریت ہے ۔ آخر اس میں خرچ لازم ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ جوابات باقاعدہ طور پر ٹائپ کرا کے سرکولیٹ کے لئے جا چکے ہیں ۔ کل پرسوں تک ممبران سوالات ملتے رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ سخت زیادتی ہے کہ صرف ایک آدمی کو اس کا جواب دے دیا جائے ۔ سوال جب ہاؤس میں آ جائے تو یہ سارے ہاؤس کی پراپرٹی ہوتا ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ سب کو جوابات بھیجے گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر آج سیٹ پر جواب رکھ دیا گیا ہے تو کیا فائدہ ہے ۔ آج سیٹ پر جواب رکھنے سے اس کی تیاری کون کرے گا اور کون سپلیمنٹری سوال کرے گا ۔

Mr. Speaker. It is only out of courtesy that you receive it earlier. Otherwise answer could be given today.

جس پر آپ نے شکایت کی ہے ۔ رولز کے مطابق یہ آج بھی آپ کو دیا جا سکتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ بالکل ٹھیک ہے جیسے آپ نے فرمایا ہے ۔ اس رول کی ترمیم بھی ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ کو معلوم ہے وقفہ سوالات ساٹھ منٹ کا ہوتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ چاہے ساٹھ منٹ کی بجائے چار پانچ منٹ میں جھٹکا کر دیں اور کہہ دیں کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر دوں کہ یہ اپنا وقت خود ضائع کر رہے ہیں ورنہ میں تو جواب دینے کے لئے تیار ہوں ۔

حضور - اس کے لئے ایک گھنٹہ ہے - یہ جواب کے متعلق پوچھیں - ضمنی سوال پوچھیں - میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں -

میاں خورشید انور - جواب یہاں پڑھیں گے یا آپ کی بات کو سنیں گے -

میاں مصطفٰی ظفر - جناب والا - گذارش صرف اتنی ہے کہ میاں خورشید انور صاحب آپ کو یاد دلا رہے تھے کہ ایک دفعہ محکمہ بحالیات کے متعلق سوالات تھے اس دن بعینہ یہی نوعیت تھی - جوابات لسٹ میں نہیں چھپے تھے اور جناب نے اس دن وقفہ سوالات یہ وارننگ دے کر ملتوی فرما دیا تھا کہ آئندہ جوابات وقت پر دیئے جائیں تو میاں صاحب بھی یہی کہہ رہے تھے کہ آج پھر محکمہ بحالیات کا دن ہے اور اس طرح فہرست میں جو جوابات نہیں چھپے - جناب والا - یہ بات آپ کی وارننگ کے باوجود آپ کے نوٹس میں لائی جا رہی ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - اس سلسلے میں آئندہ کے لئے انہیں کوئی حکم دیں -

وزیر بحالیات و آبادی کاری - جناب والا - آپ کے وارننگ کے مطابق courtesy ہوتی ہے - ویسے جوابات اسی دن دئے جا سکتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے -

چوہدری غلام قادر - جناب والا - اس سلسلے میں پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا کہ بہت سے مہاجرین ہیں جن کے کیو - پی - آر - باقی ہیں - ان کے اراضی رقبے بھی موجود ہیں - تو ان کے نام محکمہ نے نہ تو رقبہ کلیم کا کیو - پی - آر کے عوض منتقل کیا ہے اور . . . .

معتمر سپیکر - یہ سوالی اس سوال سے پیدا نہیں ہوتا -

چوہدری غلام قادر - جناب والا - یہ کیو - پی - آر کے متعلق ضمنی سوال ہے -

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے ایک انفارمیشن مانگی ہے ۔ اس میں انہوں نے یہ کہیں کلیم نہیں کیا کہ اب ان کو کر دیا جائے یعنی اس کلاس کو کر دیا جائے یا اس کلاس کو نہ کر دیا جائے ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ اس میں یہ ہے کہ کیو ۔ پی ۔ آر کلنوں پر لاگو ہے ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جو بتایا کیو ۔ پی ۔ آر پڑے ہیں اور اراضی رقبے پڑے ہیں ان کے متعلق کیا اطلاع ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب جواب تو وہ دیں گے لیکن اس ایوان کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ گورنمنٹ آف پاکستان اور گورنمنٹ آف دی پنجاب نے ایک فیصلہ کیا ہے تو اب ایک سوال کے ذریعے اس فیصلے کو یہاں discuss نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر آپ نے اس فیصلے کو discuss کرنا ہے تو آپ کوئی ریزولیوشن لائیں ۔ کوئی بل بنا کر بھیجئے کہ اس قانون میں اس قسم کی ترمیم کر دی جائے ۔ لیکن اب قانون کو ایک سوال کے ذریعے نہیں بدلا جا سکتا ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس قانون کو بدل دیا جائے ۔ اس میں انہوں نے الاٹمنٹ 31 دسمبر تک رکھی ہے یعنی اسی تاریخ کو الاٹمنٹ ختم ہوتی ہے ۔ میں کہتا ہوں 31 دسمبر تک عارضی رقبے میں ان کیو ۔ پی ۔ آر کے حوض ان لوگوں کو ان کے نام عارضی رقبے بند ان کے پونٹ پڑے ہیں ۔ کیا ان کو ختم کر دیا گیا ہے ؟ 31 دسمبر تک تو الاٹمنٹ بھی بند نہیں ہوئی ۔ اس کا جواب دیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب نہیں آ سکتا ۔

But I hope the Minister has noted this.

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے میرے اعتراض کا جواب نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ہم وہاں discuss کر لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ میں اپنے سوال کا ممبر بولوں ۔ میں زیر بحث مسئلہ کے متعلق گذارش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اگلا سوال پکار دوں تو ٹھیک ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اپنے سوال کا ممبر بولنے کے لئے کھڑا ہوں ۔ جناب نے ابھی ابھی سردار صاحب کو فرمایا تھا کہ اس سوال کا جواب دینا قومی مفاد میں نہیں ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ ایک سوال entertain کر لیتے ہیں ۔ یہ allow کر لیتے ہیں تو اس میں جناب کی jurisdiction ہے

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس طرف میری توجہ دلا سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ قومی مفاد میں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب اگر ضرورت سمجھوں گا تو ضرور اس کو دیکھوں گا ۔ میں نے اس لئے سردار صاحب کو depute کیا ہے کہ وہ وزیر متعلقہ کے پاس جا کر دیکھ لیں ۔ میں prima facie اس میں مطمئن ہوں اگر وہ اس سے مطمئن نہیں ہوں گے ۔

Then I will look into the matter, and give my decision.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ معزز ممبر کے لئے نہیں ہے یہ آپ کی jurisdiction ہے اور آپ کی discretion ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب ۔ اس سلسلہ میں میری کیا jurisdiction ہے یا میں کیا method adopt کرتا ہوں ۔ یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بعض حضرات محسوس کر رہے ہیں یا نہیں بہرحال میں محسوس کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف کو حکم دیکر جواب دیکھا جائے تا کہ ہاؤس کو مطمئن کیا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری صاحب ۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں لیکن اس وقت مجھے اطمینان نہیں ہے کہ مجھے یہ کہنا چاہیے یا نہیں کہنا چاہیے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب کے موڈ کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ موڈ کی بات نہیں ہے ۔ انہوں نے بات ایسی کی ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ وزن دینا مناسب ہے ۔ لیکن میں نے ابھی اس کو close نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ سابقہ سوال نمبر 3119 کے بارے میں جناب کا رولنگ اس وقت تک نہیں آیا ۔ گذارش یہ ہے کہ اس میں جو جواب دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ متروکہ اراضی اور دیگر متروکہ جائیدادیں وغیرہ جو کہ بارڈر کے دونوں اطراف میں واقع ہیں ان کے بارے میں حکومت پاکستان اور بھارت کے مابین سمجھوتہ ہوا تھا اور یہ معاملہ فی الحال مرکزی حکومت نے صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے ۔ اس سارے سوال میں کہیں بھی یہ نہیں پوچھا گیا کہ بارڈر کے دونوں اطراف کے رقبے کے متعلق کیا پالیسی ہے یہاں پر صرف وہ رقبہ پوچھا گیا ہے کہ کتنا رقبہ کیو ۔ پی ۔ آر کی بنا پر الاٹ کیا گیا ہے ۔ کتنا باقی ہے اور کتنا دس گنا لگان پر دیا گیا ہے جو جواب دیا جا رہا ہے وہ کسی قیمت پر valid نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے بارڈر کے متعلق پوچھا ہی نہیں ہے ۔ اگر بارڈر کا بتانا صیغہ راز میں ہے تو وہ نہ بتائیں باقی تو بتا دیں ۔ یہ اہم چیز ہے ۔

It is a privilege of the House to get full information in this respect Sir.

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ پاکستان بارڈر پر مہاجرین کو رقبہ الاٹ ہوا ہی نہیں ہے ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے انہوں نے مہاجرین کو الاٹ ہی نہیں کیا ۔ ہم نے تو صرف مہاجرین کے رقبہ کے متعلق سوال پوچھا ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ میں اس بارے میں وضاحت کر دوں کہ پاکستان کے دوسری طرف ہندوستان کی اطراف ہیں ۔ اور یہ ہندوستان اور پاکستان نے ان اطراف کی تکمیل کرنا ہے ۔ چونکہ جناب والا یہ بتانا ملکی مفاد میں نہیں ہے ۔ اس لئے یہ میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں میں ان کو اعداد و شمار بتا دوں گا ۔ میرے پاس تمام اعداد و شمار موجود ہیں ۔ میں یہاں اس لئے نہیں بتاتا کہ یہاں پریس گیلری ہے اور وہ بات اخبارات میں آ جائیں گی ۔ سنٹرل گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ اس کو صیغہ راز میں رکھا جائے ۔ میں یہ نہیں بتا سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ گورنمنٹ نے بارڈر ایریا بارڈر سے پانچ میل ادھر اور پانچ میل ادھر notify کیا ہوا ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ میں نے بارڈر کی بات نہیں کی ہے ۔

Mr. Speaker. No direct discussion please.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ صوبہ پنجاب میں کل کتنے افراد نے کلیم فارم کیو ۔ پی ۔ آر داخل کئے تھے ان پر کتنے رقبہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اور کتنا رقبہ پنجاب میں مہاجرین کو الاٹ ہوا ۔ اس میں کون سی بات راز کی ہے کہ ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا جا سکتا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ میں نے مرکزی حکومت کی ہدایات کے مطابق بات کی ہے ۔ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے کوئی بات صیغہ راز میں رکھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ متروکہ اراضی و دیگر متروکہ جائیدادیں جو کہ بارڈر کے دونوں اطراف میں واقع تھیں ۔ ان کے بارہ میں حکومت پاکستان اور بھارت کے مابین سمجھوتہ ہوا تھا اور یہ معلومات مرکزی حکومت نے فی الحال صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے اور مطلوبہ معاملہ ایوان میں پیش کرنا عوام کے مفاد میں نہیں ہے ۔ اتنے حصہ کی کیا ضرورت تھی "جو دونوں اطراف میں واقع تھیں" یہ ایک مخصوص علاقہ ہے ۔ ورنہ یہ ہو سکتا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان میں سمجھوتہ ہوا ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ پاکستان اور ہندوستان کی متروکہ اراضی کے بارہ میں سمجھوتہ ہوا تھا ۔ اس سمجھوتہ کے بارہ میں میں یہاں نہیں بتا سکتا ۔

Mr. Speaker. Then we go back to the question.

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے افراد نے کلیم فارم کیو ۔ پی ۔ آر داخل کئے تھے اور ان پر کتنے رقبہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اور ان پر کتنا رقبہ پنجاب میں مہاجرین کو الاٹ ہوا ۔

(ب) حکومت نے دوبارہ درست رقبہ کے کلیم یو ۔ پی کے مہاجرین سے کتنے عرصہ بعد طلب کئے اور پھر ان کو کس حساب سے رقبہ دیا گیا اور ان کو درست تسلیم کرنے کے لئے کونسا طریقہ کار رائج کیا گیا اور پہلے الاٹ شدہ رقبہ میں سے کس قدر رقبہ یو ۔ پی کے مہاجرین کے ناموں سے خارج کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کیو ۔ پی ۔ آر سے خارج شدہ رقبہ کو مزید مہاجرین کے نام پر الاٹ کیا گیا یا کوئی اور حکم جاری کر کے فالتو الاٹ شدہ رقبہ کو واپس لے لیا گیا یا دونوں طریقے استعمال کئے گئے یعنی کچھ رقبہ مہاجرین کو الاٹ کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور کچھ رقبہ دس گنا لگان کے حساب سے جس کی قیمت تقریباً ایک روپیہ فی ایکڑ یا کچھ کم و بیش بنتی ہے قابض کاشت کاروں کے پاس رہنے دیا گیا ۔

میں سمجھتا ہوں کہ حصہ (الف) کا جواب دینے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہیے البتہ حصہ (ب) کا تعلق حکومت پنجاب سے نہیں ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ اس میں یہ نہیں پوچھا گیا کہ کونسا طریقہ اختیار کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ سے پوچھ سکتے ہیں ۔ اس طرح حصہ (ج) بھی پوچھ سکتے ہیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ 77 فیصد رقبہ گورنمنٹ نے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ کا موضوع ہے پنجاب گورنمنٹ اس کا جواب نہیں دے سکتی ۔ اس طرح حصہ (ج) اور (د) کا جواب بھی نہیں آ سکتا ۔

I would require the Hon'ble Minister to answer part (a) by tomorrow.

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ حصہ (الف) کے متعلق میں پہلے آپ کی توجہ چاہتا ہوں جو رقبہ مہاجرین کو الاٹ ہوا تھا اس کی تفصیل بتانا پڑے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ اس میں یہ خدشہ ہے کہ تفصیل انڈین ایجنٹس کے ہاتھوں میں جائے گی ۔ ابھی ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سمجھوتہ ہونا ہے اس کا اثر پڑے گا ۔ اس لئے جواب نہیں دیا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس افسر کے پاس کلیم فارم داخل کئے گئے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے یہاں کوئی رجسٹر نہیں رکھا جاتا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ سنٹرل گورنمنٹ کی ہدایات ہیں میں نے ان کی روشنی میں جواب دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سنٹرل گورنمنٹ کی ہدایات کو دیکھوں گا اور اس کا بعد میں فیصلہ کروں گا ۔

سید قابش الوری ۔ کیا یہ سوال مرکزی حکومت کو بھیجا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ... یہ بھی دیکھ لوں گا ۔

محکمہ بحالیات و آبادکاری کے گزیٹڈ افسران کی تعداد

*3209 ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ بحالیات و آبادکاری میں کل کتنے گزیٹڈ افسران اس وقت کام کر رہے ہیں اور ان میں سے کتنے افسران مستعارالخدمتی ہیں اور کتنے عرصہ سے ہیں ان کے نام کیا ہیں اور وہ کن کن محکموں سے آئے ہیں ۔

(ب) کیا حکومت ان مستعارالخدمتی افسران کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

(ج) کیا محکمہ بحالیات و آبادکاری کے افسران مستعارالخدمتی افسران کی غیر موجودگی میں دفتر کا کام خوش اسلوبی سے چلانے سے قاصر ہیں ۔ اگر نہیں تو دوسرے محکموں سے افسران کو کیوں لیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ کے افسران پر کم خرچ ہوتا ہے جب کہ باہر سے آئے ہوئے افسران پر سالانہ تقریباً 67000 روپے زائد خرچ کرنا پڑتا ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) ۔ محکمہ بحالیات میں کل 47 گزیٹڈ افسران کام کر رہے ہیں ۔ ان میں سے 12 افسران مستعار الخدمت ہیں ۔ اب مرکزی حکومت نے بذریعہ مراسلہ نمبر F. 1 (2)/73-SI-E مورخہ 18 جون 1973ء حکم دیا ہے کہ ان تمام مستعارالخدمت افسران کو ان کے اپنے محکمہ کو واپس کر دیا جائے ۔ چنانچہ اس ہفتہ میں ان تمام افسران اور ان کے محکمہ جات کو نوٹس دیا جا رہا ہے کہ انہیں مورخہ 31-12-1973 کو محکمہ بحالیات سے فارغ کر دیا جائے گا اور دریں اثنا وہ ان کو واپس لینے اور ان کی تعیناتی کا کام مکمل کر لیں ۔

مستعارالخدمت افسران کے نام حسب ذیل ہیں :-

1۔ سردار ہدایت اللہ ۔

2۔ میجر ایم ۔ اقبال ۔

3۔ محمد اعظم ۔

4۔ مسرور احمد قریشی ۔

5۔ محمد علی اختر ۔

6۔ محمد شفیع ۔

7۔ الطاف الحق ۔

8۔ عبدالغنی ۔

9۔ محمد باقر ۔

10۔ میاں محمد شریف اختر ۔

11۔ محبوب الٰہی ۔

12۔ ظہیر حسین ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان لوگوں کو مستعارالخدمتی کے علاوہ کہاں مامور کیا گیا ہے ۔ کیا انہیں سبکدوش کر دیا جائے گا یا دوسرے محکموں میں کھپایا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال اس سوال سے پیدا نہیں ہوتا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب آ چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ موجودہ سوال یا اس کے جواب سے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جواب میں دیا گیا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو سبکدوش کر دیا جائے گا ۔ تو ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - اگلا سوال بیگم ریحانہ سرور -

سید نابش الوری - جناب والا - میرا سوال بالکل متعلقہ ہے اور اس سے ملازمین کا مستقبل وابستہ ہے کہ ان ملازمین کو بر قرار رکھا جائے گا یا انہیں دوسرے محکموں میں کھپایا جائے گا یا انہیں بے روزگار کر دیا جائے گا - یہ بڑا اہم سوال ہے -

مسٹر سپیکر - اصل سوال سے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا -

نابالغان کی حضانت اور جائداد ولایت سے متعلق مقدمات

***3473 - بیگم ریحانہ سرور** - کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں نابالغان کی حضانت اور نابالغان کی ولایت سے متعلق علیحدہ علیحدہ 1972ء میں کتنے مقدمات زیر سماعت تھے اور 1947ء و 1948ء میں کتنے تھے -

(ب) اگر متذکرہ بالا مقدمات میں اب اضافہ ہو گیا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں - اور حکومت ان کے جلد از جلد تصفیہ کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) - **(الف)** گوشوارہ تعداد مقدمات حسب ذیل ہے :-

سال	تعداد
1947	165
1948	232
1972	1101

جائداد نابالغاں

331	1947
369	1948
1211	1972

(ب) ایک وجہ تو یہ ہے کہ 48-1947ء کی نسبت 1972ء میں حالات معمول پر ہیں - علاوہ ازیں ہر ضلع میں فیملی کورٹس نہ ہونے کی وجہ سے مقدمات میں اضافہ ہوا ہے - اگر ہر ضلع میں ایسی عدالتیں قائم ہو جائیں تو جلد از جلد تصفیہ ممکن ہے - چنانچہ اس ضمن میں مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں -

Begum Rehana Sarwar. Will the Minister for Law and Parliamentary Affairs please state whether the Government intends to establish Special Family Courts in every district for early disposal of such guardianship cases which deal with the guardian ship of the person and the guardianship of the minors ? If so. when, and, if not, why ?

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - ہر ضلع میں فیملی کورٹس قائم کئے جانے میں سمجھتا ہوں کہ مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے بہت ضروری ہیں اور اس سلسلہ میں اقدامات کئے جائیں گے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتنا عرصہ لگے گا -

Begum Rehana Sarwar. The figure given for the year 1947 regarding the cases of guardianship of property amounts to 331 while that of the guardianship of the person amounts to 165. Will the Minister please state whether these cases are included in the cases instituted in 1972 which come to 1211 for the guardianship of minors and 1101 for the guardianship of property ?

وزیر قانون و پارلیمانی امور - اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں -

مسٹر سپیکر - کیا آپ اپنا ضمنی سوال دھرائیں گے ؟

Begum Rehana Sarwar. I would like to know whether the cases which were instituted in 1947 are still lingering on in the courts or whether they have been included in the figures described for the year 1972 or these are fresh cases which have been instituted.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ کالی کیسوں کا تصفیہ ہو چکا ہے ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سب کا ہو چکا ہے یا اگر علیحدہ سوال نہیں تو میں اس کی تفصیلات بتا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہیں اس وقت تفصیلات معلوم نہیں ہوں گی ۔

Begum Rehana Sarwar. I would like to know the list of those cases which were instituted in 1947 and are still lingering in the courts. Will the Minister for Law and Parliamentary Affairs be pleased to supply a list of those cases due to which minors are suffering since 1947? He is well aware of the fact that delayed justice is no justice at all.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں نے کہا ہے کہ اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں ۔ میں لسٹ مکمل کر کے بتا دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ کیا وہ یہ بتا کر ایوان کو اعتماد میں لیں گے کہ وہ کون سے اقدامات ہیں جو وہ جلد تصفیہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں باقاعدہ طور پر سیل قائم کر دیا گیا ہے جو سیکرٹریٹ میں کام کر رہا ہے اور بہت جلد مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے اقدامات کئے جائیں گے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا آپ کے ذہن میں ہے کہ یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اس کا جواب انہوں نے پہلے دے دیا ہے ۔

مہاجرین کو کلیموں کے عوض اراضی کی الاٹمنٹ

*3700 - **سردار محمد عاشق** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم فرمائیں گے کہ -

(الف) پنجاب سے کل کتنے مہاجرین نے اپنی متروکہ زرعی اراضی کے حصول کے لئے کلیم فارم داخل کئے تھے -

(ب) کل کتنے رقبہ کی ملکیت کے کلیم فارم تصدیق ہو کر اصل مالکان تک پہنچنے اور کتنے رقبہ کے مالکان کسی تنازعہ یا دیگر وجوہات کی بنا پر تا حال اپنے کلیم حاصل نہیں کر سکے ۔

(ج) پنجاب کی ہر تحصیل میں کل کتنا رقبہ مہاجرین میں ان کے کلیم فارموں پر الاٹ کیا گیا کتنا رقبہ تا حال بقایا قابل الاٹ ہے اور کتنے رقبہ کی ملکیت کلیم فارم ابھی تک بقایا ہیں -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ کلیم فارم تا حال بقایا پڑے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی آج تک الاٹمنٹ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک ان پر رقبہ الاٹ کر کے اصل مالکان کو مطلع کر دیا جائے گا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) - متروکہ زرعی اراضی اور دیگر متروکہ جائدادیں وغیرہ جو کہ باڈر کے دونوں اطراف میں واقع تھیں ان کے بارے میں حکومت پاکستان اور بھارت کے مابین سمجھوتہ ہوا تھا اور یہ معاملہ مرکزی حکومت نے فی الحال صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے - مطلوبہ معلومات ایوان میں پیش کرنا عوام کے مفاد میں نہیں ہے -

سردار محمد عاشق - جناب والا - کیا مرکزی حکومت نے میرے سوالوں کے لئے کوئی خاص ہدایت دی ہے کہ ان کا جواب تحریری طور پر نہ دیا جائے - سوال چاہے کچھ بھی ہو ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری - جناب والا - کیونکہ الڈین ایجنٹس سے کافی خطرہ ہے اس لئے میں یہاں جواب نہیں دے سکتا -

سردار محمد عاشق - جناب والا - اگلا سوال نمبر 3802 دیکھیں انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ کتنا رقبہ الاٹ ہوا ہے - کتنے کلیم باقی ہیں اس پر یہ کیوں نہیں لکھ دیا گیا کہ ہمیں مرکزی حکومت نے منع کیا ہے -

مسٹر سپیکر - میں فائل دیکھنے کے بعد اپنا فیصلہ دوں گا -

دعویداروں کے الاٹ شدہ رقبہ کی کنفرمیشن

***3800 - چوہدری علی بہادر خان** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ شہری زرعی اراضی کی الاٹمنٹ بند کر دی گئی ہے -

(ب) کیا حکومت ایسے دعویداروں کے رقبہجات کو کنفرم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کے الاٹ شدہ رقبہجات افسران بحالیات کی لاپرواہی کی وجہ سے اب تک کنفرم نہیں ہو سکے -

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دعویداروں کو ان کے الاٹ شدہ رقبہجات کے عوض معاوضہ دینے کو تیار ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) - (الف) یہ درست ہے -

(ب) یہ درست نہیں -

(ج) جی ہاں - جن دعویداران کو ابھی تک رقبہ کنفرم نہیں ہوا بلکہ صرف تجویز ہوا تھا - ان کو بھی بموجب وفاقی حکم بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 16 مئی 1973ء کے تحت نقد معاوضہ دیا جائے گا - اس بارے میں سکیم تیار ہو چکی ہے اور منظوری

فارم ہائے برائے نقد معاوضہ نیشنل بنک آف پاکستان کی تمام شاخوں کو ارسال کر دئے ہیں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سکیم تیار ہو چکی ہے ۔ یہ کیا سکیم ہے ۔ کیا وہ اس کی ہیڈ لائنز یا اس کی موٹی موٹی باتیں بتائیں گے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ وہ سکیم یہ ہے کہ اس وقت کل شہری رقبہ جو قابل الاٹمنٹ ہے وہ 6792 ایکڑ رہ گیا ہے جب کہ دیہاتی رقبہ 98822 ایکڑ رہ گیا ہے ۔ اب میں دعویداروں کی تعداد بھی بتا دیتا ہوں ۔ شہری دعویداروں کی تعداد 5577 ہے جب کہ دیہاتی دعویداروں کی تعداد 15547 رہ گئی ہے ۔ شہری اور دیہاتی دونوں رقبہ جات کی الاٹمنٹ بند کی گئی تھی اب ایک جامع سکیم تیار کی گئی ہے ۔ جس کے تحت 10 روپے فی یونٹ کے حساب سے دیہاتی رقبہ اور 20 روپے فی یونٹ کے حساب سے شہری رقبہ کا معاوضہ ادا کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں 12 اکتوبر تک فارم جمع کئے جانے چاہیں ۔ نیشنل بنک کی ہر شاخ کو یہ فارم بھیج دیئے گئے ہیں اور ایس ۔ سی کے پاس یہ فارم پر کر کے 12 اکتوبر تک جمع کرانے ہیں ۔ اس کے بعد نقد معاوضہ ادا کیا جائے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ پوائنٹ آف پرولیج ۔ سردار محمد عاشق صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ کیا خاص طور پر میرے سوالات کے جواب میں مرکزی حکومت کی کوئی ہدایت ہے کہ ان کا جواب نہ دیا جائے ۔ وزیر موصوف نے یہ جواب دیا کہ جو انڈین ایجنٹس ہیں ان کو جوابات نہیں دے جاتے یا کچھ اس قسم کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ۔ انہوں نے پہلے بھی یہ کہا تھا اور اس کے بعد اس کو دہرایا ہے کہ اس ایوان میں کوائف مہیا کرنے سے انہارات تک وہ پہنچ جائیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ فاضل اراکین میرے پاس آ جائیں بلکہ فاضل رکن کو تو انہوں نے خاص طور پر کہا کہ وہ آ کے فائل دیکھ لیں ۔ انہوں نے کہا کہ جب تفصیلات شائع ہوں گی تو پھر کسی

ایسی ایجنسی یا لوگوں کو بھی پہنچ جائیں گی جن تک ان کا پہنچنا مناسب نہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اندرا ایجنسی کے ہاتھ تک بھی پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ بعض میرے سوالوں کا جواب سپلی نہیں دیا جاتا۔

مسٹر سپیکر۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ سوالات کی نوعیت کیا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ میرے خیال میں آپ اس کو حذف کرنے کا حکم فرمائیں۔

مسٹر سپیکر۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں دیکھ لوں گا۔ مگر ان کا مقصد یقینی طور پر یہ نہ تھا۔ وہ پہلے بھی اس کو بیان کر چکے ہیں اور اس فاضل رکن کو انہوں نے خاص طور پر یہ پیشکش کی تھی کہ وہ آئیں اور فائل دیکھ لیں۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ بعض باتیں نادانستہ طور پر ان کی زبان سے نکل جاتی ہیں۔

وزیر بحالیات و آبادکاری۔ جناب والا۔ میں نہیں سمجھتا کہ میاں مصطفیٰ ظفر صاحب نے بات صحیح سمجھی ہے۔ اس وقت شاید وہ اونگھ رہے تھے اور بات نہ سن سکے۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ میں نہیں اونگھ رہا تھا۔ میں وزیر موصوف سے زیادہ جاگ رہا تھا۔ سوالوں کے جوابات میں روز ان کو شرمساری اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ خود جاگتے رہا کریں۔

چوہدری علی بہادر خان۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ دس روپے اور بیس روپے یونٹ کے حساب سے قیمت مرکزی حکومت نے مقرر کی ہے یا صوبائی حکومت نے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری۔ یہ ساری پالیسی مرکزی حکومت نے وضع کی ہے۔

سردار صغیر احمد - کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ جو رقبہ بقایا الاٹمنٹ سے بچا ہوا ہے اس کو اس سکیم کے تحت کس طرح dispose of کیا جائے گا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جو رقبہ بچا ہوا ہے - مثلاً شہروں میں میونسپل حدود کے اندر ہے ایسے تمام رقبے کو چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے بذریعہ نوٹیفکیشن بلڈنگ سائٹ ڈیکلیر کر دیا ہے - لہذا 16 مئی 1973ء کو یہ نوٹیفکیشن ہو چکا ہے - اب یہ رقبہ قابل الاٹمنٹ کلیم نہیں رہا - دوسرے ایسے پروگرام مثلاً سکول ، ہسپتال یا کوئی اور ہاؤسنگ مقاصد کے لئے ایسی سکیم بنائی جا سکتی ہے ، یا پھر اوپن آکشن کے ذریعے وہ نیلام کیا جا سکتا ہے - کلیم پر الاٹمنٹ نہیں کی جا سکتی -

مہر محمد ظفراللہ خان - دیہاتی رقبے کے بارے میں بھی فرمایا جائے کہ دیہاتی رقبے کے بارے میں حکومت کا کیا خیال ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - دیہاتی رقبے کے متعلق بھی سکیم بالکل جامع اور واضح ہے کہ اس کی کچھ وجوہات ہیں - ایک تو جو رقبہ بچ گیا وہ ایسا تھا جو ڈھلوان میں تھا ، بنجر تھا یا ناقابل کاشت تھا دعویداران اس کو الاٹ نہیں کرانا چاہتے تھے ، لیت و لعل کرتے تھے - اس کا بھی یہی طریق کار ہے کہ اس کو بھی اوپن آکشن کے ذریعے نیلام کر دیا جائے گا - دوسرے وہ رقبہ کافی بکھرا ہوا ہے اور کوئی بھی کلیمنٹ اس بکھرے ہوئے رقبے کو الاٹ کرانے پر راضی نہ تھا - ان تمام دشواریوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سکیم بنائی گئی ہے کہ اوپن آکشن کے ذریعے اس کو بھی dispose of کیا جائے گا -

مہر محمد ظفراللہ خان - بعض رقبے ایسے ہیں جہاں لوگ اس وقت قابض ہیں , چاہے وہ ناجائز قابض ہیں چاہے انہوں نے یونٹ ڈلوائے وہ منسوخ ہو گئے ہیں - رقبہ بھی اچھا ہے - اس کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہو گی ؟ جو لوگ قابض ہیں انہی کو دے دیں گے اس یونٹ کے پیسوں کے حساب سے یا وہ بھی نیلام ہوگا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - پورے صوبے میں ایک drive شروع کی گئی ہے - جیسا کہ کل ایک بیان دے کر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ایوان کو اعتماد میں لیا تھا ، کہ ہم ایسے لوگوں کو جنہوں نے ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کی ہے ، اس تمام دولت سے محروم کر دیں گے اور یہ پاکستان کے مستقل آئین کی روح کے عین مطابق ہے - جناب والا - میں نے گورنر پنجاب کے حکم پر اب محکمہ سیٹلمنٹ میں یہ کام شروع کیا ہے کہ ایسے تمام کلیمنٹس جنہوں نے بوگس کلیم کے رقبے الاٹ کرائے ہوئے ہیں ، شہروں میں یا صوبے کے دیہاتوں میں ، ان تمام رقبوں کو کینسل کیا جا رہا ہے - کمیٹیاں بنائی جا چکی ہیں اور پورے پنجاب میں ایسے کلیمنٹس کا جنہوں نے ناجائز طور پر بوگس الاٹمنٹ کرائی ہے ، سختی سے محاسبہ کیا جائے گا - اس کے لئے جو لیجسلیشن مرکز میں ہوتی ہے اس میں یہ پروویژن بھی رکھ دی گئی ہے کہ انفارمرز کو incentive دیا گیا ہے - ایسے کلیمنٹس جو کہ انفارم کریں گے کہ ناجائز الاٹ ہوئے ہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - جو ضمنی سوال کیا گیا ہے اس کا جواب تو نہیں دیا جا رہا -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - اس کا جواب دے رہا ہوں - ذرا تسلی رکھیں -

Mr. Speaker. I would like the Honourable Minister to be brief.

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - اس سلسلے میں اب چونکہ خدشہ ہے کہ ایسے قابضین جو کلیمنٹس ہیں یا نان کلیمنٹس ہیں یا یہ کہا گیا ہے کہ جو جائز قابضین ہیں یا ناجائز قابضین ہیں - ناجائز قابضین کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا - اور ایسے کلیمنٹس جو کہ کلیمنٹس ہیں اور قابض ہیں ایسے رقبوں پر ان کے کلیموں کی جانچ پڑتال کی جانی بھی ضروری ہے - وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک آرڈیننس کے ذریعے سے یہ حکم دیا ہے کہ کراچی کے بیرون پنجاب سندھ کے جو بھی کلیم ہیں وہ پنجاب میں adjust نہیں ہو سکتے - چونکہ زیادہ

بوگس کلیمز کے کاروبار کراچی میں کئے گئے ہیں اس کی روشنی میں جب تک یہ scrutiny نہیں کر لی جاتی کہ وہ کلیمز جائز ہیں یا ناجائز ، اس وقت تک یہ کہا جانا کہ وقبہ انہیں دے دیا جائے گا یا نہیں ، قبل از وقت ہوگا ۔

میاں خورشید انور ۔ مجھے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا تھا کہ اکثر سوالات کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ پالیسی مرکزی حکومت بناتی ہے ، یہ مرکزی حکومت کا فیصلہ ہے ، یہ مرکزی حکومت ہدایت دیتی ہے ، تو وہ کیا جواز پیش کریں گے کہ جب کام مرکز نے بھی کرنا ہے تو ان کی وزارت یہاں کیوں قائم کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ۔

مہر محمد ظفر اللہ خان : جناب والا ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ وزیر صاحب مہربانی فرما کر سمجھنے کی کوشش فرمائیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اکثر لوگوں کو رقبے الاٹ ہوئے ۔ انہوں نے پھر آگے دوسرے لوکلز کو یا دوسرے آدمیوں کو فروخت کر دیئے ۔ بعد میں تحقیقات ہوئی تو وہ بوگس کلیم ثابت ہوئے اب دیہات میں اکثر چھوٹے چھوٹے زمیندار وہ رقبے خرید کر بیٹھے ہیں لیکن وہ رقبے ان یونٹ کے حساب سے کینسل ہو چکے ہیں ۔ کیا ایسے قابضین کو حقوق ملیں گے ، یا ان سے وہی دس روپے پر یونٹ لے کر وہ رقبے ان کو دے دیئے جائیں ۔ اس کی وضاحت فرمائی جائے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ میں نے بڑی وضاحت سے عرض کیا ہے کہ جب تک یہ ساری scrutiny نہیں ہو جاتی کہ انہوں نے جو رقبے حاصل کئے ، اور جو کلیمز کے کاروبار میں ملوث رہے ، اگر کلیمنٹس کے وہ کلیم ناجائز تھے تو ان کو کوئی حقوق نہیں دیئے جا سکتے ۔ They should suffer ۔ اگر کلیمز جائز تھے تو اس صورت میں ایک پالیسی بنائی جا رہی ہے ۔ یہ scrutiny کے بعد بتایا جا سکے گا کہ انہیں رقبے ملیں گے یا نہیں ملیں گے ۔

سید قابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ الاٹمنٹ بند ہونے

کے باوجود خبری کرنے والوں کے لئے الاٹمنٹ کی حال ہی میں اجازت دے دی گئی ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں نے عرض کیا ہے مرکز میں پچھلے ایک دو ماہ میں جو اسٹیٹمنٹ ہوئی ہے اس کے مطابق informers کو incentive دیا گیا ہے کہ وہ جہاں بھی ایسی بوگس الاٹمنٹ کی نشاندہی کریں گے اور خود بھی کلیمنٹس ہوں گے تو ان کو ان کے مطالبے سب سے پہلے adjust کیا جائے گا - زمین الاٹ کی جائے گی اس رقبے میں سے اور priority دی جائے گی -

شیخ عزیز احمد - کیا معزز وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جس طرح سے دیہاتی آبادی کے متعلق جو انہوں نے فرمایا ہے ، اسی طرح سے شہری آبادی میں متروکہ اراضی بوگس کلیموں پر یا یونٹوں پر حاصل کر کے فروخت کر چکنے کے بعد لوگوں نے لکھوکھا روپیہ لگا کر مکانات تعمیر کئے ہیں - ان کی پوزیشن کیا ہوگی ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں نے عرض کیا ہے کہ شہروں میں بھی لاکھوں ایکڑ اراضی جو کہ valuable نہیں ، مثلاً ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل سے ملحقہ اراضی ہے جو کہ نہایت قیمتی اراضی ہے ، وہ Racketeers کے ایک گروہ نے الاٹ کرائی تھی - حکومت پنجاب کے حکم پر تحقیق کر رہی ہے - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ اراضی ضبط کی جائے گی اور Racketeers کو سزا دی جائے گی -

(تعریف ہائے تحسین)

جناب والا - اسی طرح دوسرے شہروں میں بھی جہاں Racketeers کے گروہ اس ناجائز یونٹوں کے کاروبار میں ملوث رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی - اور یہ الاٹمنٹس بند بھی اسی لئے کی گئی تھیں کہ شکایات تھیں کہ ایک طرف سے محکمہ کا عملہ اور ایک طرف سے خود کچھ ایسے لوگ اس کاروبار میں ملوث تھے -

Mr. Speaker. The question is little different from what has been answered by the Hon'ble Minister.

انہوں نے generally نہیں پوچھا بلکہ انہوں نے ایک specific question کیا ہے کہ وہ ایسی پراپرٹی جو آگے بکی ہے اور پھر اس پر لوگوں نے نقشے وغیرہ منظور کروا کے وہاں عمارات بنا لی ہیں ان کی کیا پوزیشن ہوگی ۔ اگر آپ نے کوئی فائنل فیصلہ نہیں کیا تو اس کے متعلق بتا دیں ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ ابھی تک اس سلسلے میں فائنل فیصلہ نہیں ہوا ۔ لیکن جو قوانین اس وقت ملک میں موجود ہیں ان کے مطابق اگر خرید کرنے والے نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ بوگس کلیم ہے ۔ جائز ہے یا ناجائز ہے تو اگر اسے قوانین کے تحت suffer کرنا پڑتا ہے تو اسے suffer کرنا پڑے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ انہوں نے اوکشن کے پروگرام کو مخبروں کی الاٹمنٹ کے واسطے defer کر دیا ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ ایسا ہرگز نہیں ہے ۔ سید تابش الوری صاحب شاید بات سمجھ نہیں سکے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ میری بات سمجھ نہیں سکے ۔ میں نے بالکل ایک واضح سوال کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے ۔

He has denied it.

سید تابش الوری ۔ ایسا نہیں ہے تو کیسا ہے جناب ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے پوچھا ہے کہ اس کام کے لئے وہ کام آپ نے چھوڑ دیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے نہیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ دو متضاد باتیں ہیں جو وزیر موصوف بتا رہے ہیں ایک طرف تو اوکشن کا پروگرام بتا رہے ہیں اور دوسری طرف سے یہ فرما رہے ہیں کہ یہ الاٹمنٹیں مخبروں کو الاٹ کر دی جائیں گی ۔

Mr. Speaker. Both the answers stand. Where is the conflict in the two.

سید تابش الوری - جناب والا - انہوں نے ایک مخصوص طبقے کو سیاسی مفاد دینے کے لئے یہ پروگرام تشکیل دیا ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے -

It is question hour and no speeches are permitted.

میں نے منسٹر موصوف کو بھی تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی -

سید تابش الوری - جناب وہ تو تقریر کر چکے ہیں - ان کا جواب نہیں تھا پوری تقریر تھی -

شیخ عریز احمد - جناب والا - میں نے جو سوال کیا تھا اس سلسلے میں میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ نقشہ میونسپل کارپوریشن سے اس وقت بن سکتا ہے جب کہ وہ جائز خرید و فروخت ہو -

مسٹر سپیکر - شیخ صاحب آپ کسی قانون کا حوالہ دے رہے ہیں

They can change the law. They are entitled to this. There is no permanenty in law.

سید تابش الوری - لا منسٹر کا فرض ہے کہ وہ جواب دیں -

مسٹر سپیکر - میں نے سوال کی اس لئے اجازت نہیں دی کہ قانون تو بدلا جا سکتا ہے -

چوہدری علی بہادر خان - جناب والا - میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دس روپے یونٹ کے حساب سے معاوضہ ملے گا - - - -

میاں مصطفٰی ظفر - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - کیا دو آدمی ایک وقت میں ہاؤس میں کھڑے ہو سکتے ہیں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - نہیں تین آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں -

(قہقہہ)

میاں مصطفیٰ ظفر - میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں اور جناب والا میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون عموماً کھڑے رہتے ہیں - حالانکہ طریقہ یہ ہے کہ جب وہ جواب دے چکیں تو بیٹھ جائیں اور پھر جب انہیں دوبارہ کسی سوال کا جواب دینا ہو تو پھر کھڑے ہوا کریں -

مسٹر سپیکر - اس میں میں اتنا جانتا ہوں کہ میری قسم کے لوگ جب کھڑے ہو جائیں تو کھڑے رہتے ہیں - بیٹھ جائیں تو بیٹھے رہتے ہیں -

(قہقہہ)

وزیر قانون - مگر یہ تو کبھی بیٹھتے ہی نہیں -

سردار صغیر احمد - اگر لیٹ جائیں تو ؟

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر - وہ صرف کھانا کھانے کے بعد -

سید نابش الوری - جناب والا - کہیں اس سے یہ تاثر نہ پیدا ہو جائے کہ سپیکر صاحب نے انہیں مسلسل کھڑے رکھا ہے -

وزیر بحالیات و آباد کاری - ہم بات کریں گے تو علامہ صاحب کو شکایت ہوگی -

چوہدری علی بہادر خان - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ دس روپے یونٹ کے حساب سے دیہاتی رقبہ کا اور بیس روپے یونٹ کے حساب کے شہری رقبہ کا معاوضہ ملے گا - average unit کی average acre پر پچاس اور ساٹھ کے درمیان خرچ ہوتے ہیں - اس کا مطلب ہے کہ ایک ایکڑ زمین جسے ملی ہوگی اس کو صرف پانچ سو روپیہ ملے گا - ایک تو چھبیس سال سے اس کو رقبہ نہیں ملا اور اوپر سے اتنا کم معاوضہ تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ مالکان کے ساتھ بڑی حق تلفی ہوگی -

مسٹر سپیکر - آپ نے فیصلہ کیا ہے یا سنٹرل گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - یہ سنٹرل گورنمنٹ کا فیصلہ ہے جناب والا -

مسٹر سپیکر - تو پھر یہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب یہ بیچارہ کا لفظ آپ نے کس کے لئے استعمال کیا ہے ؟

بیگم ریحانہ سرور - آپ کے لئے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - وہ میرے متعلق کہہ دیں یہی تو میں چاہتا ہوں -

---

دیہی اراضی کی الاٹمنٹ

***3801** - **چوہدری علی بہادر خان** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ دیہی اراضی کی الاٹمنٹ بند کر دی گئی ہے - اگر ایسا ہے تو کیا ایسے اشخاص جن کے کھاتہ جات کافی عرصہ قبل سے تجویز تو ہو چکے ہیں لیکن کنفرم نہیں ہوئے کے کھاتے کنفرم کرنے کی اجازت دی جائے گی - اگر ایسا ہے تو کب تک - اگر نہیں تو آیا ان کو معاوضہ دینے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) - یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں متروکہ دیہی اراضی کی الاٹمنٹ بند کر دی گئی ہے - ایسے کھاتہ جات جن کی کافی عرصہ قبل تجویز ہو چکی ہے - انہیں کنفرم کرنے کی اجازت نہیں ہے - ان دعویداران کو بموجب حکم حکومت پاکستان نقد معاوضہ دیا جائے گا - اس بارے میں سکیم تیار ہو چکی ہے جس پر عمل شروع ہو چکا ہے -

---

متروکہ دیہی و شہری رقبہ کی الاٹمنٹ

*3802 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں کل متروکہ قابل الاٹمنٹ دیہی و شہری رقبہ کتنا ہے اور دیہی و شہری رقبہ کے علیحدہ علیحدہ ایسے دعویداروں کی تعداد کتنی ہے۔ جنہیں ابھی تک رقبہ جات الاٹ نہیں ہو سکے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) ۔ صوبہ پنجاب میں کل متروکہ قابل الاٹمنٹ دیہی رقبہ 98,822 ایکڑ ہے اور شہری رقبہ 6792 ایکڑ ہے ۔ اب تک 5577 دعویداران کو شہری رقبہ اور 15,447 دعویداران کو دھی رقبہ الاٹ نہیں ہو سکا ۔

Mian Manzoor Ahmed Mohal : I challenge the answer of this question on the floor of the House. It is totally wrong and it is not correct.

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کا سپلیمنٹری سوال ہے کہ یہ جواب غلط ہے ۔

Mian Manzoor Ahmed Mohal : This is my point of order.

Mr. Speaker : Your Point of Order should relate either to law or to some rule or to the interpretation.

Mian Manzoor Ahmed Mohal : It can be raised at any time Sir. This answer is wrong and I challenge it.

Mr. Speaker : This is your point or order ?

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پرولیج کے سلسلہ میں ہے ۔ کیونکہ میں ان سے یہ جواب مانگنا چاہتا ہوں کہ وہ بتائیں میں ان کو چیلنج کرتا ہوں ۔ That this answer is totally wrong.

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ چیلنج ٹوٹ بھی نہیں کیا بلکہ accept کرتا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, the Honourable member has pointed out that the answer is wrong and he has accepted the challenge. Now the matter may please be referred to the Committee on Privileges.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - کیا یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر - ضابطے کے مطابق میں اس کو دیکھوں گا -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - جب آپ کے منہ سے "اچھا" نکل جائے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے مان لیا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میاں منظور احمد موہل صاحب نے اعتراض کیا ہے اور وزیر متعلقہ نے اس کو قبول بھی کر لیا ہے - اب صرف لکھ کر دینے والی بات ہے آپ کہیں وہ لکھ کر دے دیں تو آپ اسے کمیٹی کو refer کریں -

Now it may be referred to the Committee on Privileges so that it may be scrutinised to find out who ever is correct.

کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس میں ہم جانبداری برتنا نہیں چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب - رولز میں اس کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی جواب صحیح نہ ہو تو کیا پروسیجر ہونا چاہیے میں رولز کو دیکھوں گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - استحقاقات کمیٹی کو refer کرنے کے سوا اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - آپ بعد میں فیصلہ فرما دیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب بعد میں فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے رولز اس سلسلے میں واضح ہیں اور سوائے پروویژ کمیٹی کو refer کرنے کے اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے -

سردار محمد عاشق - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہنا چاہتا ہوں کہ اب بھی وہ تسلیم کرلیں کیونکہ چھ ہزار ایکڑ رقبہ تو صرف میرے گاؤں میں ہے جو متروکہ ہے اور یہ سارے پنجاب میں 98 ہزار بتا رہے ہیں - تو کیا پنجاب میں میرے گاؤں جتنے صرف 16 گاؤں ہی ہیں -

مسٹر سپیکر - پنجاب میں کل کتنے گاؤں ہیں ؟

سردار محمد عاشق - جناب والا - چھ ہزار ایکڑ کے قریب تو میرے گاؤں کا رقبہ متروکہ ہے -

مسٹر سپیکر - آپ چیک کر لیں شاید وہاں فگرز غلط نہ ہوں -

سید تابش الوری - جناب والا - انہوں نے پہلے بھی یہی دہرایا ہے -

وزیر بحالیات و آباد کاری - جناب والا - یہ فگرز بالکل درست ہیں-

Haji Muhammad Saifullah Khan : It is privilege of the member to get correct information.

Mr. Speaker . It will go to the Committee on Privileges.

(نعرہ ہائے تحسین)

مسل بابت خسرہ نمبر 3644 واقع راولپنڈی

*3855 - **چوہدری امان اللہ لک** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسل بابت پلاٹ خسرہ نمبر 3644 واقع راولپنڈی بسلسلہ Refund ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر راولپنڈی نے بذریعہ چٹھی نمبر 3452 بتاریخ 2-10-1971 چیف سیٹلمنٹ کمشنر لاہور کو بھیجی تھی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ Refund کا چیک جاری ہو چکا ہے ۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے مسل بابت خسرہ نمبر 3644 واقع راولپنڈی ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر کو واپس بھیج دی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) ۔ : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) مسل بابت خسرہ نمبر 3644 راولپنڈی (رفنڈ) کیس کے ساتھ شامل نہیں ہے اور اس کا راولپنڈی واپس جانا بھی پایا نہیں جاتا ۔ اہلکار متعلقہ لاہور سے باہر تبدیل ہو چکا ہے ۔ اس ضمن میں تحقیقات کی جا رہی ہے اور مسل کی تلاش بھی جاری ہے ۔ مسل ملنے پر فوراً راولپنڈی واپس کر دی جائے گی ۔ ورنہ ذمہ دار اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اگرچہ اہلکار متعلقہ لاہور سے باہر تبدیل ہو گیا ہے ۔ لیکن وہ صوبہ پنجاب کے اندر ہی ہوگا ۔ اس کے خلاف یہ بہت بڑا سنگین الزام ہے کہ وہ مسل واپس نہیں گئی نہ اس کے ساتھ لتھی ہے ۔ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ وہ لاہور سے باہر تبدیل ہو چکا ہے ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ یہ نہیں بتایا گیا بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ تحقیقات اس کے خلاف جاری ہے اور ذمہ دار اہلکار کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی ۔ ذرا آپ اچھی طرح پڑھ لیا کریں ۔ جب سے آپ نے ذہنیت بدلی ہے اپنی زبان بھی قابو میں نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. No personel remarks, please.

میاں منظور احمد موہل ۔ اگر تحقیقات جاری ہے تو اس میں کونسی ضرورتھال تھی کہ وہ تبدیل ہو چکا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ میں نے کہہ دیا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں ۔ ابھی انہوں نے الزام لگایا ہے کہ ان کی ذہنیت بدل گئی ہے ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ کیا میں نے غلط کہا ہے ۔ ان کی تحریک التوا ان کی تقاریر اور ان کا ہر ایکشن یہ بتاتا ہے کہ انہوں نے اپنی پارٹی کو betray کیا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں منشور کے مطابق صحیح کام کر رہا ہوں ۔ آپ لوگ خوشامد کرتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ آپ کون سے منشور کے مطابق کام کرتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr Speaker. Will the member, including the minister, resume their seats.

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ آپ نے منشور کی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ ہر ایک ممبر نے ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr Speaker. Will the member and the minister please resume their seats.

جہاں تک ملک مختار احمد اعوان کی اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے پارٹی کو betray کیا ہے یا نہیں کیا ہے یہ کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہے لیکن کسی کی ذہنیت کے متعلق impute کرنا پارلیمانی روایات کے مطابق نہیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ مجھے بولنے کا موقع

دیں ۔ سو دفعہ یہ لفظ ہاؤس میں استعمال کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب سے آپ نے اپنا موقف بدلا ہے لیکن جب سے آپ نے ذہنیت بدلی ہے درست نہیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ موقف کا ذہن سے تعلق ہے ۔ ذہن بدلے بغیر موقف بدلا نہیں جا سکتا ۔ اس میں کیا غیر پارلیمانی بات ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ جنرل بات ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker. No member in this House can address another member in a derogatory manner.

Syed Tabish Alwari. The Minister should be asked to withdraw his remarks.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ میں اپنے الفاظ with draw نہیں کرتا ۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ پھر آئندہ یہ ہوگا کہ کوئی بھی آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا ۔ اگر وزیر قانون آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے تو یہ ہاؤس کی توہین ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. One Member at a time, please,

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ اگر آپ رولنگ دیتے ہیں اور آپ کہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے یہ رولنگ دے دی ہے کہ کوئی فاضل رکن کسی دوسرے فاضل رکن کو derogatory remarks سے ایڈریس نہیں کر سکتا ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ میں کوئی derogatory remarks استعمال نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. I consider that to be a derogatory remarks.

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ اگر derogetory الفاظ ہیں تو میں انہیں with draw کرتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے میاں منظور احمد موہل صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں ایک پارٹی منشور ہوتا ہے وہاں پارٹی ڈسپلن بھی ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker. Party is not under discussion in this House

سید نابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اپنی جماعت کے گندے کپڑے یہاں دھونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے ۔ انہیں اپنی پارٹی میں یہ فیصلہ کرنا چاہئے ۔

Mr. Speaker. There is no occasion for that.

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ ہماری پارٹی کے گندے انڈے آپ نے اپنے دامن میں چھپا رکھے ہیں ۔ جو بھی گندا انڈا ہوتا ہے اس کو اپنے دامن میں جگہ دیتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ آپ کا اپنا گھریلو معاملہ ہے وہیں پر اسے طے کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ Point of personal explaration جناب والا ۔ میرے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ میں نے پارٹی بدلی ہے ۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میں نے پارٹی نہیں بدلی ہے ۔ میں پیپلز پارٹی کے منشور پر پورا یقین رکھتا ہوں جو منشور سے انحراف کر رہے ہیں ان کے ساتھ adjust نہیں ہو سکتا ۔ انہیں کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں کیونکہ آپ نے رولنگ دی ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ کونسے الفاظ واپس لیں ۔ ابھی بہت کچھ آپ کو دینا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ کسی فاضل رکن یا کسی فاضل وزیر کو کسی دوسرے رکن کے متعلق یہ کہنا کہ پارٹی کے منشور سے betray کیا گیا ہے یا پارٹی کو betray کیا گیا ہے یہ اس ایوان کا کوئی معاملہ نہیں ہے - جہاں تک ایوان کا تعلق ہے اس میں بر سر اقتدار پارٹی بھی ہے - حزب اختلاف بھی ہے اور آپوزیشن پارٹی میں بھی کئی پارٹیاں ہیں - یہ معاملہ ان کی اپنی پارٹی ٹسپلن کا معاملہ ہے - وہ اپنی پارٹی کے اجلاس میں اس کو طے کریں کہ کون betray کر رہا ہے کون نہیں کر رہا ہے - کل کو ملک مختار احمد اعوان صاحب وزارت سے فارغ ہو گئے تو یہ بھی میاں منظور احمد موہل کی جگہ پر آ بیٹھیں گے -

مسٹر سپیکر - آپ کا خیال ہے کہ میاں منظور احمد موہل وزارت سے فارغ ہوئے ہیں -

(قہقہہ)

علامہ رحمت اللہ ارشد - میاں منظور احمد موہل وزارت سے فارغ نہیں ہوئے بلکہ وزارت سے ایک وزیر کو فارغ کرنا چاہتے ہیں جو نہیں ہو سکے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - انہوں نے گندے انڈے کے الفاظ استعمال کئے ہیں - میں وزیر صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں -

مسٹر سپیکر - اس سے پہلے سید تابش الوری نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - انہوں نے گندے انڈے نہیں کہا ہے -

مسٹر سپیکر - میں دیکھ لوں گا کہ کیا الفاظ بولے گئے ہیں -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - قائد حزب اختلاف حضرت علامہ رحمت اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے - - -

Allama Rehmatullah Arshad : I am very much alive by the grace of God and I want to live and love.

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں تو کہتا ہوں کہ ہمیشہ خدا کی رحمت ان پر رہے - انہوں نے فرمایا ہے کہ اس ایوان میں کسی فاضل رکن کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پارٹی کے منشور کے مطابق چل رہا ہے یا نہیں چل رہا ہے - جناب والا - جب میاں منظور احمد موہل نے ہماری پارٹی کے قائد عوام کے خلاف یہ باتیں کیں - تقاریر کیں اور کہ وہ منشور سے ہٹ گئے ہیں تو اس وقت کسی کو رنج نہیں ہوا لیکن اگر ایک رکن کے بارے میں میں نے کہا انہوں نے اپنی پارٹی کے ڈسپلین کو توڑ دیا ہے تو علامہ رحمت اللہ ارشد کو نکتہ وضاحت پر کھڑے ہونے کی تکلیف گوارا کرنا پڑی -

جناب والا - حقیقت یہ ہے کہ چند روز سے فاضل اراکین جو اکثریت سے اس ایوان میں موجود ہیں اپنے قائد کے خلاف میاں منظور احمد موہل کی باتیں اور تقاریر سنتے چلے آ رہے ہیں - اس وقت کسی نے اعتراض نہیں کیا اب ہم دیکھیں گے کہ اگر ہمارے قائد کی شان میں کوئی گستاخی ہوگی تو ہم اسکا موثر جواب دینگے - ہم اس کا منہ توڑ جواب دینگے -

Mr Speaker : The question hour is over.

وزیر بحالیات و آبادکاری- جناب والا- میں باقی ماندہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

چودھری امان اللہ لک جناب والا- میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تحقیقات کب تک مکمل ہو سکے گی ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - انشاءاللہ بہت جلد مختصر وقت میں مکمل ہو جائے گی -

چودھری امان اللہ لک - مختصر سے کیا مراد ہے - یہ بہت مبہم سا لفظ ہے - آپ اس کی صحیح وضاحت فرمائیں -

وزیر بحالیات و آبادکاری - تحقیقات جب شروع ہو جاتی ہے تو اسے ایک دن ختم ہونا ہی ہے - آپ تھوڑا انتظار کر لیں - آپ میرے چیمبر میں آ جائیں میں آپ کو بتلادوں گا -

چودھری امان اللہ لک ۔ تین چار روز میں یا کتنے روز میں تفتیش مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ اس میں کچھ وقت لگے گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مسل کو مکمل کرنے میں اور تفتیش کرنے میں کتنا وقت درکار ہوگا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ کارروائی شروع ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ڈسپلنری ایکشن ہے ۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر تلاش نہ ہوئی تو اس کی تکمیل کرنے میں یا substitute کرنے میں کتنا وقت لگے گا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ مسل کو substitute کرنے کے سلسلے میں اقدامات کئے جا چکے ہیں اور میرا خیال ہے کہ 15_20 دنوں میں یہ کام ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ انکوائری کے متعلق بھی پوچھ رہے تھے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ انکوائری کے بارے میں میں مطمئن ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میرا ایک غیر نشان زدہ سوال ہے جس کا جواب نہیں آیا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ ایوان کی میز پر رکھا جا چکا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کے جزو (الف) کا کچھ حصہ اسمبلی میں رہ گیا ہے ۔ جس سے اس کا مطلب پورا نہیں ہوتا ۔ میں چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر اس کا کچھ جواب دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے سوال کا کچھ حصہ اسمبلی میں رہ گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے ۔

سردار صغیر احمد - یہی میں مطلب سمجھتا ہوں کہ جو جواب چھپ کر آیا ہے اس سے کچھ مطلب نہیں نکلتا -

مسٹر سپیکر - آپ کے سوال کے تین حصے ہیں - حصہ (الف) میں جو لکھا ہوا ہے وہ چیز یہاں ڈسکس نہیں ہو سکتی - آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں اس کو دیکھ لیں گے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - جناب وزیر قانون صاحب کے متعلق مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بعض اوقات پٹڑی سے اتر جاتے ہیں - انہوں نے یہ اثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ جناب وزیر اعظم اور جناب گورنر صاحب کے بہت خدمت گزار ہیں اور اس طرف بیٹھنے والے لوگ ان کا احترام نہیں کرتے ہیں - میں نہایت صاف اور واضح الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جناب وزیر اعظم اور جناب گورنر صاحب کا احترام کرتے ہیں - اس لئے نہیں کہ وہ وزیر اعظم ہیں یا گورنر ہیں بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور نمائندگی کا شرف میں وزارت عظمیٰ اور گورنری سے زیادہ سمجھتا ہوں - میں یہ بات صاف کہنی چاہتا ہوں کہ یہ لوگ اپنی وزارتوں کو مستحکم کرنے کے لئے بار بار قصیدے پڑھتے ہیں اور ہم جو احترام کرتے ہیں وہ بے غرضی کے ساتھ کرتے ہیں -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوں - میں یہ بات قائد حزب اختلاف کی زبان سے کہلوانا چاہتا ہوں - میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد- جناب والا- جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صحیح ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے کسی کی دل شکنی تو نہیں کی اور نہ ہی اس چیز کا اظہار کیا ہے -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا- وزیر قانون نے ایک قسم کی دھمکی آمیز لہجے میں بات کی ہے - یہ کہا گیا ہے کہ اگر انہوں نے

قائد عوام کے متعلق ایسی باتیں کہیں یا آئندہ اگر کوئی ایسی باتیں کریں گے تو ہم اس کا جواب دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کو حق ہے جواب دینے کا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میں نے کہا تھا کہ وہ ایوب کے عہد میں یہ کہا کرتے تھے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس قسم کی باتوں کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اگر وہ دھمکی دے کر مجھے روکنا چاہتے ہیں تو جناب والا میں اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں اپنے اصول سے نہیں ہٹوں گا ۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کرنا ہے تو کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایک غیر متعلقہ سی بات ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ میں نے کوئی دھمکی نہیں دی اور نہ کبھی دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تاش الوری ۔ کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ کیا آپ علامہ صاحب سے مخاطب ہیں ؟

نشان زدہ سوال کا جواب جو ایوان کی میز پر رکھا گیا

چنیوٹ ضلع جھنگ میں افسران کے لئے سرکاری رہائش گاہیں و عدالتیں

*3880 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چنیوٹ ضلع جھنگ میں سول جج و

اسسٹنٹ کمشنر کے لئے کوئی سرکاری رہائش گاہ موجود نہیں ہے بلکہ E. A. C کے لئے تو عدالت بھی موجود نہیں ہے ۔ اس سے عدالتی افسران کو سخت تکلیف ہے ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ افسران کے لئے سرکاری رہائش گاہیں و عدالتیں تعمیر کرنے کی کسی تجویز پر غور کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائیگا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ (ملک مختار احمد اعوان)۔ یہ درست ہے کہ سول جج و اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کے لئے سرکاری رہائش گاہ موجود نہیں ۔ اور یہ بھی درست ہے کہ E. A. C. کے لئے عدالت کا کمرہ بھی موجود نہیں ۔

مورخہ 24-8-1968 کو ڈپٹی سیکرٹری بورڈ آف ریونیو پنجاب نے مبلغ 1,97,500 روپے کی منظوری دی تھی جس کی مطلوبہ رقم بھی کمشنر سرگودھا ڈویژن کو 1973-74 کے بجٹ میں ایڈیشنل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت فراہم کر دی گئی ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

صوبہ پنجاب میں غاصبین سے اراضیات کی واپسی

65 ۔ سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہزاروں اشخاص نے نادار و غریب مہاجرین کے زرعی کلیمز کے یونٹ زرعی اراضیات حاصل کر لی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان افراد کے نام و پتے کیا ہیں جنہوں نے متروکہ رقبہ اس طریقہ سے حاصل کیا ۔ ان کی تعداد و تفاصیل بتائی جائیں ۔

(ج) کیا حکومت ایسے اقدامات و تجاویز پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے مذکورہ بالا غاصبین سے اراضیات واپس لی جا سکیں ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) :۔ (الف) جہاں تک کلیمز کے یونٹ خرید کرنے کا تعلق ہے ۔ یہ مہاجرین یا مشتریاں کا ذاتی معاملہ ہے ۔ یا اس کا جواب خود مہاجرین کلیمنٹ یا پھر مشتریاں دے سکتے ہیں ۔ کیونکہ کاغذات میں الاٹمنٹ صرف مہاجرین کے نام ہوئی ہے ۔ اگر بعد میں مہاجرین نے رقبہ رہن یا بیع کیا ہے ۔ تو یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے ۔ دفتر ھذا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

(ب) دفتر ھذا میں اس قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ۔ کیونکہ یونٹوں کی خرید و فروخت کے بارے میں قانون میں کوئی شق نہیں ہے ۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں درج ہے ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

— — —

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

سید احمد نواز شاہ گردیزی

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I could dot attend the Session due to illness on September, 28th 29th, 1st and 2nd October, I may please be excused from attendance.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی چودھری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست حاجی چودھری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں بوجہ بیماری 29 ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا - براہ مہربانی میری رخصت منظور کی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

گذارش ہے کہ بندہ کو مورخہ 1 اور 2 اکتوبر 1973 کو بخار ہو گیا تھا - اس لئے حاضر اجلاس نہیں ہو سکا - مجھے دو یوم کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

رائے فتح محمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے فتح محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ خرابی صحت مورخہ 1 اور 2 اکتوبر 1973 کو حاضر اجلاس نہ ہو سکا ۔ دو یوم کی چھٹی عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر اسپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید فدا حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید فدا حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 1 اور 2 اکتوبر حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ رخصت دو یوم دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 29 اپریل 1973 بروز ہفتہ بیماری کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا اس روز کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم‌الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

Since there was a serious hardship in regard to means of communications. I could not reach. My absence from 2 st to 28th September, 1973, leave may kindly be granted to me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق وزیر اعلیٰ صاحب سے تعلق رکھتی ہے ۔ مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ کے بارے میں تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ جس تاریخ کے لئے وہ مقرر تھی آپ اس وقت نہیں تھے ۔ ایک تحریک التوا نمبر 107 Pending ہے اور اس سے پہلے بھی کچھ تحریک التوا ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا آپ آج نمبروں کے حساب سے لے رہے ہیں ۔ میری تحریک التوا 115 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر رپورٹ آئی ہوگی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ ابھی زیر بحث نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کو چیک کر لیتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ آپ کا شکریہ ۔

قرار داد

تقسیم ہند کو ایک پاگل پن قرار دینے کے متعلق مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر ڈیل سنگھ کی امرتسر ٹیلیویژن پر تقریر

مسٹر سپیکر ۔ ایک اہم ریزولیوشن ہے ۔ اس کو خان امیر عبداللہ خان روکڑی پیش کر رہے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ سوئٹزر لینڈ یا کسی اور دوست ملک کی وساطت سے مسٹر ڈیل سنگھ وزیر اعلیٰ مشرقی پنجاب کی اس تقریر کا جو انہوں نے امرتسر ٹیلی ویژن سٹیشن سے 1-10-1973ء کو نشر کی اور جس میں کہا گیا کہ تقسیم ہند ایک پاگل پن تھا کا سختی سے نوٹس لے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ سوئٹزر لینڈ یا کسی اور دوست ملک کی وساطت سے مسٹر ڈیل سنگھ وزیر اعلیٰ مشرقی پنجاب کی اس تقریر کا جو انہوں نے امرتسر ٹیلی ویژن سٹیشن سے 1-10-1973 کو نشر کی اور جس میں کہا گیا کہ تقسیم ہند ایک پاگل پن تھا کا سختی سے نوٹس لے ۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

پولیس چوکی کرشن نگر لاہور کی طرف سے سنت نگر کے ایک خاندان پر ظلم و تشدد

مسٹر سپیکر— میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''جمہور'' 28 ستمبر 1973 کی اطلاع کے مطابق لاہور میں پولیس چوکی کرشن نگر کی ایک پارٹی نے دن دھاڑے سینکڑوں افراد کی موجودگی میں سنت نگر کے ایک غریب خاندان پر سینہ طور ظلم کی انتہا کر دی ۔ پولیس نے بے جواز بے گناہ نوجوان باپردہ مستورات کو تھپڑوں ، ٹھوکروں اور ڈنڈوں سے سر بازار پیٹا اور ایک عورت کے کپڑے پھاڑ ڈالے ۔ شیرخوار بچوں کو ماں کے سینے سے علیحدہ کر کے دور پھینک دیا گیا ۔ ایک عورت کو سر بازار گھسیٹ کر پولیس والے ایک فرلانگ تک لے گئے ۔ اسی دوران دو پولیس والوں کی منتیں کیں اور انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تو پولیس والے غصہ میں آ گئے اور انہیں بھی انتہائی بے دردی سے زدوکوب کیا گیا ان کے سروں میں ڈنڈے مارے گئے جس سے ایک معمر شخص محمد دین خون میں لت پت ہو کر گر پڑا ۔ پولیس جانے کے بعد اہل محلہ زخمی عورتوں اور مردوں کو ایس ایس پی آفس لے گئے لیکن ایس ایس پی نہ مل سکے اور ایک گھنٹہ تک ایس ایس پی کے دفتر کے باہر کراہتے رہے ۔ پولیس کی اس بربریت ظلم و تشدد اور درماندگی کا مظاہرہ انسانیت کے منہ پر بدنما داغ ہے ۔ اس واقعہ نے شہریوں میں غم و غصہ اور ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میاں منظور احمد موہل کی تحریک التوا 139 بھی اس موضوع سے تعلق رکھتی ہے ۔

مسٹر سپیکر— ٹھیک ہے ۔

وزیر خزانہ — جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری معروضات یہ ہیں

کہ بموجب رپورٹ ڈی ایس پی تھانہ پرانی انارکلی لاہور واقعات یوں ہیں کہ مسمی اختر زیدی جو کہ ہیلے کالج آف کامرس میں بی کام کا طالب علم ہے ۔ اس کی شکایت پر مقدمہ نمبر 505 مورخہ 13-9-1973 زیر دفعہ تعزیرات پاکستان 380/453 تھانہ انارکلی میں درج کیا گیا ۔ اس میں مندرجہ ذیل اشخاص پکڑے گئے اور ان پر کپڑے اور نقدی کی چوری کا الزام لگایا گیا ۔ اسلام محمد عرف مداری ۔ پرویز اور کالو سنت نگر لاہور سائیں ولد محمد دین ۔ ملزمان رو پوش ہیں ۔ تاہم پولیس کو رپورٹ ملی کہ وہ اپنے گھر میں آئے ہوئے ہیں اس لئے پولیس نے 7-9-1973 کو محمد دین کے گھر پر چھاپہ مارا ۔ محمد یوسف وغیرہ جو سگے بھائی ہیں اس کیس میں ملوث ہیں ۔ پولیس کو گھر میں داخل ہونے سے روکا اور اس طرح سے ملزمان کو بھاگنے کا موقع فراہم کیا ۔ ان کی عورتیں باہر نکل آئیں اور پیٹنا شروع کر دیا اور دھمکیاں دیں اور الزام لگایا ۔ ملزمان بد نام ہیں مداری کے نام سے مشہور ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو کچھ اور ذات بتاتے ہیں ۔ روز نامہ جمہور نے یہ خبر چھاپ کر شکایت کنندہ طالب علم کی خدمت سر انجام نہیں دی بلکہ مذکورہ حقائق چھپانے کی کوشش کی ہے ۔ یہ کوئی مناسب نہیں ہے ۔ اس کیس میں پولیس نے اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں ملزمان کے گھر پر چھاپہ مارا تھا انہوں نے کوئی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی تھی ۔

میاں خورشید انور ۔۔ وزیر موصوف صاحب نے ڈی ایس پی صاحب کی رپورٹ کو مکمل طور پیش کیا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے یہ کہہ کر ان کی قوم مداری ہے ان کی تضحیک کی ہے اور مخول اڑانے کی کوشش کی ہے ۔ آخر وہ بھی انسان ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔۔ میں نے ہرگز یہ نہیں کہا بلکہ میں نے کہا ہے کہ وہ مداری کے نام سے مشہور ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔۔ آپ نے دو تین مرتبہ ذکر کیا ہے کہ وہ مداری ہیں ۔ مداری ان کی قوم ہوگی ۔ کئی لوگ یہاں سیاسی مداری ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ اس ایس ایس ہی کے پاس گئے کہ عورتوں کے ساتھ تشدد کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سے ملے ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ مجھے نہیں ملے ہیں ۔

Mr. Speaker : Mian Sahib, if you can vouch-safe for the facts, I will admit the motion.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں وقوع پر نہیں گیا ۔

Mr. Speaker : The Minsiter is satisfied that the position stated is not correct.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ایسا نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میں اس میں یہ چاہتا ہوں کہ پولیس کو سختی سے روکا جائے کہ وہ عورتوں کے ساتھ تشدد نہ کیا کرے اور انہیں تنگ نہ کیا کرے ۔

Mr. Speaker : Government will, however, ensure that anything of this sort will never happen at the hands of Police.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ پولیس سے دریافت کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پولیس کو سختی سے ہدایات ہیں کہ وہ وقوعہ پر جائے اور ملزمان کے خلاف سخت کارروائی کرے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ خواتین کا احترام کرنا بڑی اچھی بات ہے لیکن اس ملک میں بہت سے جرائم ہیں جو خواتین کرتی ہیں ۔ اس لئے خواتین کی جیلیں بنائی جاتی ہیں اور خواتین بعض اوقات ایسی حرکات کرتی کرتی ہیں کہ ان پر ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ عورت کا احترام ہونا چاہئے ۔ چاہے وہ بد ہی کیوں نہ ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ عورت کا احترام نہیں

ہونا چاہئے ۔ احترام ہونا چاہئے ۔ عورت ملزم ہونے کے بعد بھی کیا محترم ہے ؟ خواتین بھی جرم کر سکتی ہیں ۔ اس لئے جناب والا اسے جرم کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں جو وزیر خزانہ نے بات کہی ہے وہ مجرموں کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن رشتہ داروں پر تشدد کرنا یا عورتوں پر تشدد کرنا اس بارہ میں یقین دہانی دلائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوئی تشدد نہیں کیا گیا بلکہ ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔

وزیر خزانہ ۔ اب جناب والا ۔ اس بات کا کیا علاج ہے کہ فرض کیجئے ایک چور نے جرم کیا اور گھر میں چلا گیا ۔ لیکن وہاں چار عورتیں کھڑی ہو گئیں کہ ہم تو پولیس کو گھر کے اندر نہیں جانے دیں گے ۔ تو ایسی صورت میں پولیس نے ان کو ہٹا کر چور کو پکڑنا ہے ویسے تو نہیں پکڑا جا سکتا ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ تہذیب کے دائرہ میں رہ کر بھی چور پکڑا جا سکتا ہے۔

وزیر خزانہ ۔ تہذیب کے دائرہ میں رہ کر ہوگا لیکن تہذیب ایک جگہ مرکوز نہیں ۔ اگر کوئی چیز تہذیب کے پردے میں کی جائے اور پولیس پردہ کو چاک کرنے کے لئے اصرار کرے تو میں تہذیب کو ایک جرم کا پردہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔ جیسا کہ ایک چور ڈاکو مجرم گھر میں چھپا ہوا ہے اور عورتیں بار بار کہتی ہیں کہ تم اندر نہیں جا سکتے ۔ اگر اس کو مناسب طریقہ سے ہٹایا جائے تو ٹھیک ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا وزیر موصوف بڑے سنیئر وزیر ہیں ۔

Mr. Speaker: Come to the point.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر

کوئی عورت جرم کرے ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ پہلے لازماً مقدمہ درج کرنا پڑتا ۔

مسٹر سپیکر ــ آپ کو علم ہے کہ مقدمہ درج ہوا ہے یا نہیں ؟

سردار امجد حمید خان دستی ــ مجھے پتہ ہے کہ مقدمہ درج نہیں ہوا ہے ۔ اور وہ فرما رہے ہیں کہ مداخلت کی ہے ۔ حالانکہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہوتا تو مقدمہ درج ہوتا اور وہ اصرار کر رہے ہیں کہ ایسی عورتوں کا پردہ چاک کیا جائے گا ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان ــ جناب والا ۔ میری مختصر گذارش ہے کہ اگر عورتوں نے واقعی کوئی جرم کیا ہے تو پولیس کو ان پر تشدد کرنے کا حق نہیں ہے ۔

Mr Speaker : Please don't assert some thing which you do not know as a fact.

انہوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ تشدد کیا گیا ہے ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان ــ اعتراض تشدد کے خلاف ہے ۔ اگر کوئی جرم ہوتا تو قانونی کارروائی کی جاتی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ــ جناب والا ۔ جو تحریک التوا اس وقت زیر بحث ہے اس میں گذارش صرف یہ تھی کہ ان خواتین کے خلاف تو کوئی مقدمہ درج نہیں تھا ۔ صرف پولیس نے ملزمان کو پکڑنا تھا اور خواتین درمیان میں حجاب بن کر آئیں اور رکاوٹ کا باعث بنیں ۔ ان کو راستے سے ہٹانا مقصود تھا ۔ ہمارا مطلب یہ ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی کے شوہر کے خلاف مقدمہ درج ہو تو ان کی بہنوں بیویوں اور ماؤں کو پکڑ کر تھانوں میں ذلیل نہ کیا جائے ۔

وزیر خزانہ ــ جناب والا ۔ میں حیران ہوں کہ ان ساری باتوں میں سے یہ بات کہاں سے نکلتی ہے کہ حکومت ایسا کر رہی ہے یا ایسا کرنا چاہتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں خواہ مخواہ ایسی باتیں لا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جیسے حکومت کر رہی ہے یا کرنا

چاہتی ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ ہم ہرگز اس طرح کا کوئی رویہ نہیں رکھتے ۔ ہم آپ کی وساطت سے اس کا یقین دلاتے ہیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آڈر ۔ میں حکومت کی اس طرف توجہ دلاتی ہوں کہ حکومت تو ایسا نہیں کرتی مگر پولیس اپنے طور پر کرتی ہے ۔

Mr. Speaker : This is not point of order.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ اس پر معزز دوست بار بار اعتراض کر رہے ہیں کہ ہم نے پولیس کی رپورٹ پڑھ دی ۔ آپ نے فلاں افسر کی رپورٹ پڑھ دی ۔ آپ نے خود جا کر تفتیش کیوں نہیں کی ۔ جناب والا ۔ کل وزیر اعلیٰ نے اس پر بھی ایک واضح بات کہی تھی کہ جو بات بھی یہاں کہی جاتی ہے وہ حکومت کی جانب سے جاتی ہے اور حکومت اسے own کرتی ہے ۔ اس لئے آپ کو اس بات سے در گذر کرنی چاہئے کہ یہ رپورٹ کس کی طرف سے آئی ہے ۔ جب یہ بات میں کہہ رہا ہوں یا وزیر اعلیٰ صاحب یا وزیر متعلقہ کہہ رہے ہیں تو پھر حکومت اسے own کرتی ہے اور اسے حکومت کا بیان سمجھا جانا چاہئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کے خلاف الزام ہوتا ہے مثلاً پولیس والوں کے خلاف تو انہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہوا ہے ۔ وہ زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ وہ قانون شکنی کر چکے ہوتے ہیں وہ کس طرح خداوند یسوع مسیح کے سامنے اعتراف کریں گے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو غلط جواب ملتا ہے ۔ آپ اس ایوان میں اسے own کرتے ہیں اور پیش کرتے ہیں ۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ جس کے خلاف شکایت ہو اس کی تحقیقات کسی دوسری ایجنسی سے کرائی جائے تاکہ پتہ چلے کہ یہ شکایت حقیقی ہے یا غلط ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ ایسے ہی ہونا چاہئے ۔

Mr. Speaker : They have their own machinery.

علامہ رحمت اللہ ارشدؒ۔ لیکن جناب ان کی مشینری کے متعلق ہم انہیں مشورہ دینے کا حق رکھتے ہیں ۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا ۔ حکومت کو جب یہ تحریکات ملتی ہیں اور جو پولیس کے متعلق ہوتی ہیں وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جاتی ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کا عملہ اس بات کا ذمہ دار ہے ۔ پولیس ان کے ماتحت ہے ۔ وہ اپنے طور پر اس رپورٹ کو حاصل کرتے ہیں اور ہمیں یہ رپورٹیں ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ملتی ہیں ۔

Mr. Speaker : If the minister is satisfied he may rely upon any agency. I can't permit all this discussion. These are disposed of accordingly in view of the statement of the minister on the point.

سید تابش الوری۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا نمبر 65 آپ کی غور فرمائی کے لئے زیر التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر۔ یہ defer ہوئی ہوئی ہے ؟

سید تابش الوری۔ یہ پڑھی نہیں گئی تھی ۔ آپ نے کہا تھا کہ اسے پڑھ کر بتاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر۔ میں اسے اب ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

صوبائی محکمہ اطلاعات پنجاب کا پیپلز پارٹی کی ہمنوا سیاسی پارٹیوں کی تشہیر اور حزب اختلاف کی مذمت کے کام پر مامور کیا جانا

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی محکمہ اطلاعات پنجاب کو پیپلز پارٹی اور اس کی ہمنوا جماعتوں کی تشہیر اور حزب اختلاف کی مذمت کے سیاسی کام پر مامور کر دیا گیا ہے ۔ روز نامہ ''نوائے وقت،، مورخہ 18 ستمبر 1973 کے مطابق محکمہ اطلاعات لائلپور نے 8 ستمبر 1973 کو حکمران پارٹی کی حامی

جمیعت العلماء پاکستان کے صدر صاحبزادہ فیض الحسن کی تقریر جو انہوں نے مرکزی جمیعت کی مجلس عاملہ میں ارشاد فرمائی تھی ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ کے ذریعے مقامی روز ناموں کو اشاعت کے لئے بھیجی گئی - اسی طرح محکمہ اطلاعات بہاولپور نے پچھلے دنوں مولانا شاہ احمد نورانی اور دوسرے مخالف راہنماؤں کے خلاف وزیر اطلاعات مسٹر ممتاز احمد کاھلوں اور پیپلز پارٹی کے دوسرے عہدیداروں کے خالصاً سیاسی اور جماعتی بیانات - سرکاری طور پر اخبارات کو فراہم کئے جس کی وجہ سے صحافتی و عوامی حلقوں میں ایک غیر جانبدارانہ سرکاری محکمے کی حیثیت سے محکمہ اطلاعات کا اعتبار ختم ہو گیا ہے اور وہ اس محکمے کو پیپلز پارٹی کا ذیلی تشہیری ادارہ بنائے جانے کے خلاف شدید احتجاج کر رہے ہیں -

سید صاحب - اس میں دو معاملات کے متعلق ذکر کیا گیا ہے -

سید نابش الوری — جناب والا - یہ ایک ہی مسئلہ ہے -

مسٹر سپیکر — مسئلہ ایک نہیں ہے - اس میں دو مسئلوں کا ذکر کیا گیا ہے -

سید نابش الوری — وہ کون سے دو مسئلے ہیں - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر — آپ صاحبزادہ فیض الحسن کے بیان سے متعلق ہے اور دوسرا وزیر اطلاعات کے متعلق ہے -

سید نابش الوری — جناب والا - مسئلہ ایک ہی ہے -

مسٹر سپیکر — سید صاحب - تحریک التوا میں مسئلے نہیں ہوتے معاملات پر بحث کی جاتی ہے - تو اس میں ایک مسئلہ نہیں ہے دو الگ الگ معاملات ہیں -

سید نابش الوری — جناب - مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ اطلاعات سیاسی بیانات کو ہینڈ آؤٹ کے طور پر جاری کرتا ہے -

مسٹر سپیکر — دو مختلف مسائل چاہے ایک ہی نوعیت کے ہوں

وہ ایک دوسرے سے الگ ہی شمار ہوں گے ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مسٹر ممتاز احمد کاھلوں بطور وزیر اطلاعات اس بات کا حق رکھتے ہیں ۔ اس لئے میں آپ کی تحریک کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ سیاسی بیانات سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جو بیانات مولانا شاہ احمد نورانی کے خلاف ہوں وہ سرکاری ہینڈ آؤٹ کے طور پر جاری نہیں کئے جا سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو آپ یہ کہیں گے کہ فلاں وزیر نے کسی سیاسی پارٹی کے خلاف بیان دیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ سرکاری محکمہ نے صاحبزادہ فیض الحسن کا بیان ہینڈ آؤٹ کے طور پر جاری کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہے لیکن کیونکہ اس میں دو الگ واقعات کو زیر بحث لایا گیا ہے ۔ اس لئے میں اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کا پہلا حصہ کر لیں اور دوسرا حصہ الگ کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں خود اس کا دوسرا حصہ واپس لیتا ہوں ۔

سرکاری ملازمین کو اشیائے صرف سستے داموں مہیا کرنے کے سرکاری ادارے میں فراڈ

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ

کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز اللہ جمہور 28 ستمبر 1973 کی اطلاع کے مطابق سرکاری ملازمین کو اشیاء صرف سستے داموں مہیا کرنے کے لئے قائم کئے گئے سرکاری ادارے میں ایک لاکھ چوراسی ہزار روپے کے فراڈ کو پراسرار انداز میں دبانے اور مشکوک کردار کے افراد کو ملازم رکھنے کے سکینڈل کا انکشاف ہوا ہے ۔ کارپوریشن کے باخبر ذرائع کے مطابق کارپوریشن کے قیام کے ایک سال بعد 30 جون 1972 کو پیش کی جانے والی آڈٹ کی رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا کہ آڈیٹروں کی پڑتال کے دوران کارپوریشن کے سامان سے ایک لاکھ چوراسی ہزار روپے کا مال غائب پایا گیا اور اس پر ظلم یہ کیا گیا کہ کارپوریشن انتظامیہ نے سٹاک کے غائب ہونے سے متعلق مناسب تحقیقات کئے بغیر معاملہ رفع دفع کر دیا ۔ سرکاری محکموں میں اتنے بڑے غبن اور فراڈ نے عوام میں پریشانی کی لہر دوڑا دی ہے ۔

میاں صاحب ۔ یہ صوبائی محکمہ ہے یا مرکزی محکمہ ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ یہ صوبائی محکمہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ پولیٹیکل سٹورز کی بات ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو یہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے ۔ اس کو یہاں پیش نہیں کیا جا سکتا ۔

جڑک ناموں کی فہرست ادویات میں دوائی شامل نہ ہونے کی بنا پر فضل دین اینڈ سنز ۔ لاہور کی طرف سے ایک کینسر کے مریض کو دوائی دینے سے معذوری

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26 ستمبر 1973 کو مین مال روڈ پر واقع دوائیوں کی سب سے بڑی دوکان فضل دین اینڈ سنز پر دوائی لینے کے لئے گیا ۔ وہاں پر ایک کینسر کے مریض کے لئے ایک شخص دوائی ''مشرین'' لینے کے لئے آیا جو کینسر کے مریض کے لئے اکثیر ہے مگر کیمسٹ مذکور نے محض اس بنا پر دوائی دینے سے معذوری کا اظہار کیا کہ دوائی جنرک ناموں کی فہرست ادویات میں شامل نہیں ہے ۔ اس لئے فروخت کرنا یا تجویز کرنا قانوناً ممنوع ہے ۔ اس بنا پر دوائی مذکور کے سٹاک میں ہونے کے باوجود ایک انتہائی ضرورت مند مریض کو نہ مل سکی ۔ دوکان پر موجود میں نے اور دیگر افراد نے کوشش کی کہ کہ کسی طرح اس مریض کو اپنی جان بچانے کے لئے یہ دوائی مل سکے مگر محض حکومت کی غیر معقول ہیلتھ پالیسی کی بنا پر محرومی کا سامنا کرنا پڑا اور وہ شخص روتا دھوتا واویلا کرتا ہوا دوکان سے نکل گیا جس سے عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

علامہ صاحب ۔ یہ معاملہ بھی مرکزی حکومت کے متعلق ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ دراصل attention motion ہے اور یہ کوئی تحریک التوا نہیں ہے ۔ میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ میری معلومات کے مطابق اس وقت تقریباً دس کروڑ روپیہ ؟ دوائیاں موجود ہیں جن کے نام جنرک ناموں میں شامل نہیں ہیں ۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ زیر زمین چلی جائیں گی اور یہ 20 کروڑ روپے میں بکیں گی یا یہ آوٹ آف ڈیٹ ہو جائے گی ۔ تو میں صوبائی حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ میرا مشاہدہ ہے کہ فضل دین اینڈ سنز کے پاس کینسر کی دوائیاں تھیں ۔ لیکن انہوں نے کہا کہ چونکہ جنرک ناموں میں نہیں ہیں اس لئے ہم نہیں دے سکتے ۔ میں نے خود ان کی منت کی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو یہ تحریک کرے کہ جو دوائیاں

ملک میں موجود ہیں ۔ کسی ڈاکٹر کی تجویز پر یا نسخے پر جو دوائیاں آئندہ کے لئے بند ہو گئی ہیں ، جو درآمد نہیں ہوں گی ان کے فروخت کی اجازت دی جائے ۔ ورنہ اس ملک کا سرمایہ بھی برباد ہو رہا ہے اور نادر اور غریب مریض بھی سخت ہیجان اور اضطراب میں مبتلا ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ۔ اول تو یہ مسئلہ مرکز سے تعلق رکھتا ہے ۔ لیکن چونکہ اس میں انسانی جانوں کا تعلق ہے ، اور ہم بھی ان کے لئے اس طرح درد مندی رکھتے ہیں جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا ۔ اس لئے ہم اس میں یقیناً ہر وہ قدم اٹھانے کے لئے تیار ہیں جس سے عوام کو سہولت اور آسانی ہو ۔ البتہ میں یہ وضاحت ضرور کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت نے مناسب مہلت دی تھی کہ تمام ایسے دوا ساز ادارے جو یہ دوائیاں بناتے ہیں وہ جنرک ناموں کے مطابق فلاں تاریخ تک لازماً متبادل دوائیاں اور متبادل ناموں کے ساتھ پیکجز بنا لیں ۔ اس لئے جہاں تک زندگی بچانے والی ادویات کا تعلق ہے ، میں ہرگز یقین کرنے کے لئے تیار نہیں کہ کینسر جیسے مہلک مرض کے لئے کوئی دوائی ہو اور اس کو متبادل جنرک نام نہ دیا گیا ہو اور اس کے متبادل دوائی اس نام سے مارکیٹ میں موجود نہ ہو ۔ صرف اس ڈرگسٹ کو یہ چاہئے تھا کہ اگر اسے معلومات نہیں تو وہ کہتا کہ اس دوائی کا اب یہ نام ہو گیا ہے اور تم کسی ڈاکٹر سے اس نام کا نسخہ لے آؤ اور پانچ منٹ میں یہ مسئلہ حل ہو جاتا ۔ لیکن یہ دقت کہیں کہیں پیدا ہو رہی ہے اور اس کی جانب ہم مرکزی حکومت کی توجہ دلانے کے لئے تیار ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ جس حد تک اس کی متبادل دوائی جنرک ناموں میں نہیں ۔ میں چھوٹی سی دوائی اور بھی بتاتا ہوں جس کی مجھے ضرورت لاحق ہوتی ہے ، جو میں خریدنے گیا تھا اور مجھے نہ ملی ۔ ماؤتھ واش لیبلس ۔ اس کی کوئی متبادل دوائی بھی نہیں اور میں وہاں سے بھی حاصل

نہ کر سکا ۔ بعض دوائیاں ایسی ہیں ۔ میں نے تو آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اس دس کروڑ روپے کے سرمایے کا انجام کیا ہوگا ۔ یا تو یہ بیس کروڑ میں بکیں گی یا آوٹ آف ڈیٹ ہو کر پھر ملکی اور قومی معیشت کو برباد کریں گی ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں سنجیدگی سے ۔ اس کی طرف مرکزی حکومت کو متوجہ کریں جو سٹاک اس وقت موجود ہے ۔ اس میں مصیبت یہ ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر تجویز بھی کر دیتا ہے کسی ایسی دوائی کو جو جنرک نام میں نہیں تو اس کے لئے بھی سات سال کی سزا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ قانون تو اسی طرح سفاک ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ کی 82 نمبر تحریک کا مہنگائی سے تعلق ہے ۔ پانچ تاریخ کو یہ سب کچھ آئے گا ۔

سید نابش الوری ۔ یہ تو جناب اس امر سے متعلق ہے کہ تعمیراتی فرموں اور ٹھیکیداروں نے ہڑتال کی ہوئی ہے اور ہمارے تعلیمی اور صنعتی منصوبے اس سے متاثر ہو رہے ہیں ۔ تعمیراتی کام رکا ہوا ہے ۔

Mr Speaker: "Causes and Effects" ..... It is only the effect of high prices. This is your case.

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہڑتال بالکل ایک مختلف مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہڑتال تو ایک consequence ہے ۔

سید نابش الوری ۔ یہ ایک مخصوص مسئلہ ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ دن بھی خاص طور پر اونچی قیمتوں اور اس کے اثرات کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔

سید نابش الوری ۔ انہوں نے تو اپنے شیڈول میں اضافے کا مطالبہ کیا ہے ۔ چند فیکٹرز ہیں اور یہ مہنگائی ایک فیکٹر ہو سکتا ہے ۔ میں نے اس میں لکھا ہے کہ اخراجات میں زبردست اضافے کی وجہ سے کام بند کر دیا ہے ۔ مہنگائی اس میں نہیں ۔

وزیر قانون - جناب والا ! گیارہ بجے ہیں - اگر پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی فرما دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے کام میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے اور افہام و تفہیم کے جذبے سے کام کیا جا سکتا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جیسے جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے - مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں اگر پندرہ یا بیس منٹ کے لئے ہاؤس ملتوی کر دیا جائے تا کہ اس قانون میں جو متنازع فیہ شقیں ہیں - ان پر گفتگو کر لی جائے - اس کے بعد قانون کو یا بل کو پاس کروانا آسان ہو جائے گا اور شاید ہم آج اس کو پاس بھی کرا دیں -

Mr. Speaker : The House is adjourned for 20 minutes. It shall reassmble at 11.20 A. M.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1973

(جاری)

(کلاز - 6)

مسٹر سپیکر - اب مسودہ قانون (انضباط) ضروری اشیا پنجاب مصدرہ 1973 کی کلاز نمبر 6 ایوان میں زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان کی ترمیم نمبر 7 پیش ہوگی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اپنی ترمیم کو واپس لیتا ہوں -

میاں منظور احمد موہل - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - ایوان میں کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - - - - - - گنتی کی گئی - ایوان میں کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - - - - گھنٹی بجائی گئی - - - - - کورم پورا ہو گیا ہے - حاجی سیف اللہ خان ترمیم نمبر 8 پیش کریں گے -

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I beg to move :

That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, the colon appearing after the word "Government" in line 9 be replaced by a full-stop and the Proviso appearing thereafter be deleted.

Mr Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, the colon appearing after the word "Government" in line 9 be replaced by a full-stop and the Proviso appearing thereafter be deleted.

Minister for Law. I accept it Sir.

Mr. Speaker. Now, the question is :

That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, the colon appearing after the word "Government" in line 9 be replaced by a full-stop and the Proviso appearing thereafter be deleted.

(The motion was carried)

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "shall" occurring in line 8, the word "my" be substituted.

Mr Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "shall" occurring in line 8, the word "my" be substituted.

Minister for Law. I accept it Sir.

Mr. Speaker. Now, the question before the House is ;

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill. for the word "shall" occurring in line 8, the word "may" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Now, amendment No. 10. Yes Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I withdraw it Sir.

Mr. Speaker. Now, the question is :

That Clause 6 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 7)

Mr. Speaker. Now, Clause 7 of the Bill is before the House.

The question is :

That Clause 7, forms part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 8)

Mr. Speaker. Now Clause 8 of the Bill is before the House. Yes Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I beg to move :

That in Clause 8 of the Bill, for the words "every director" occurring

in line 2, the words and comma "the managing partner, managing director" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 8 of the Bill, for the words "every director" occurring in line 2, the words and camma "the managing partner, managing director'! be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I beg to move amendment to amendment moved by Haji Muhammad Saifullah Khan as a substitute :

That in Clause 8 of the Bill, for the words "every director" occurring line 2, the words every executive director be substituted.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I accept this amendment to amendment, Sir.

Mr. Speaker. Amendment moved and the question before the House is:

That in Clause 8 of the Bill, for the words "every director" occurring in in line 2, the words "every executive director" be substituted.
(The motion was carried).

Mr. Speaker. Now, the question is :

That Clause 8 as amended form part of the Bill.
(The motion was carried)

(کلاز - 9)

Mr Speaker. Now, Clause 9 of the Bill is before the House.

The question is :
That Clause 9 forms part of the Bill.
(The motion was carried).

(کلاز 10)

Mr Speaker. Now, Clause 10 of the Bill is before the House. Yes, Sir. Aziz Ahmad.

Sheikh Aziz Ahmad. I withdraw it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan Sir, I beg to move :

> That in Clause 10 of the Bill, between the word "Code" and full stop occurring in line, 5 the words "and such public servant shall not be a person below the rank of a Gazetted Officer" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 10 of the Bill, between the word "Code" and full stop occurring in line 5, the words "and such public servant shall not be a person below the rank of a Gazetted Officer" be inserted.

Sheeikh Aziz Ahmed Sir, I beg to move an amendement to amendment moved by Haji Muhammad Saifullah Khan as a substitute ;

> That in Clause 10 of the Bill, for the words and figure "Person who is a public servant as defined in section 21 of the Pakistan Penal Code" occurring in lines 3—5 the woads "Public Servant authorised by Government in this behalf" be substituted.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I have no objection to this Sir, and I accept it.

Mr Speaker You mean " . . . by a person who is a public servant authorised by Government in this behalf".

Sheikh Aziz Ahmad. Yes Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I think the amendment is being confused.

Minister for Law. Would you kindly allow me to read Clause as proposed to be amended :-

> No court shall take cognizance of any offence punishable under this Act except on a report in writing of the facts constituting such offence made by a public servant authorised by Government in this behalf.

Mr. Speaker Motion moved and the question is :

> That in Clause 10 of the Bill for the words and figure "person who is a public servant as defined in section 21 of the Pakistan Penal Code" occurring in lines 3—5 the words "Public servant authorised by Government in this behalf;' be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 11 ایوان میں زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

> That Clause 11 of the Bill be deleted.

Minister for Law. Opposed.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is ;

That Clause 11 of the Bill bed elected.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ کلاز 11 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 12)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 12 ایوان میں زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 12 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. I have asked the Secretary, Provincial Assembly that since there is no marginal head against Clause 12, the appropriate marginal head be inserted.

(شیڈول)

Mr Speaker Now, we come to the Schedule of the Bill. Sh, Aziz Ahmad to move his amendment, please.

Sheikh Aziz Ahmad I withdraw it, sir.

Mr. Speaker. The amendment stands withdrawn.

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - مجھے ابھی ابھی سٹرائیک ہوا ہے کہ ایسا قانون یا آرڈیننس جو نافذ ہے وہ Redundant ہو جائے گا - اس میں repeal کا کہیں ذکر نہیں ہے - کیا دو قانون ہو سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر - کیا یہ آئین سے پہلے نافذ ہوا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - آئین سے پہلے نافذ ہوا -

مسٹر سپیکر - اس میں اب ترمیم کر لیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس میں repeal کی کلاز ہونی چاہئے -

So that after the assent of this Bill and on its becoming an Act, the Ordinance should be repealed.

Mr Speaker. What is your opinion, Mr. Law Law Minister ?

وزیر قانون - آئین سے پہلے نافذ ہوا ہے اس میں یہ کاز اس کو repeal کرنے کے لئے ہونی چاہئے -

Mr Speaker. Now, that will be treated not as terminated but as having been repealed. Two legistations cannot be in force at one time. That is the reason why one has to be dropped.

Are you drafting Malik Mukhtar Ahmed Sahib.

Minister for Law Yes, Sir.

Mr. Speaker. Amendment has been moved in the Schedule.

Haji Muhammad Saifullah Khan - I beg to move :

> That in Schedule to the Bill, the following items be added at the end, nemely :
>
> 42. Pakka bricks all sorts including burnt tiles manufactured or burnt in any sort of Kiln.
>
> 43. Wood all sorts including timber and firewood.

Minister for Law. I accept the amendment.

Mr. Speaker. Motion moved and the questiou is :

> That in Schedule to the Bill, the following items be added at the end, namely :
>
> 42. Pakka bricks all sort iucluding burnt tiles manufactured or burnt in any sort of Kiln.

43. Wood all sorts including timber and firewood.

(The motion was carried).

(نئی کلاز)

Minister for Law. I beg to move :

That a new Clause be added after Clause 12 of the Bill, namely :-

The Punjab Essential Articles (Control) Ordinance, 1973, is hereby repealed.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That a new Clause be added after Clause 12 of the Bill, namely :

"The Punjab Essential Articles (Control) Ordinance. 1973, is hereby repealed.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The new Clause, accordingly, stands addded to the bill·

(کلاز - 2)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 2 ایوان میں زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in para (c) of Clause 2 of the Bill the commas and words' "and such other classes of articles, as may be declared by Government by notification to be essential articles for the purposes of this Act" occurring in lines 3—5 be deleted.

Minister for Law. I accept it.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That in para (c) of Clause 2 of the Bill, the commas and words, "and such other classes of articles, as may be declared by Government by notification to be essential articles for the purposes of this Act" occurring in lines 3—5 be deleted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 1 ایوان میں زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

Haji Muhammad Saifullah Khan. I withdraw it.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر - اب بل کی تمہید ایوان میں زیر غور ہے -

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in the Preamble of the Bill, between the words "to" and "control" occurring in line 2, the words "regulate and" be inserted.

Minister for Law. I accept it,

Mr Speaker. Motion moved and the question is : That in the Preamble of the Bill, between the words "to" and "control", occurring in line 2, the words "regulate and" be inserted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ تمہید ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. I have directed the Secretary, Assembly that the words "and" occurring in abbreviated form between "the words trads and commerce" in the Preamble of the Bill, be written in appropriate form.

Minister for Law. Sir, I move :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill. 1973, be passed.

Mr. Speaker. The motion moved and the question is :

That the Punjab Essential Articles (Control) Bill, 1973. be passed.

(The motion was carried).

Mr. Speaker. The Bill stands passed.

The House is adjourned till 8-30 A. M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 4 اکتوبر 1973 بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا -)

[illegible]

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

جمعرات ــ 4 اکتوبر 1973ء
(پنجشنبہ ــ 6 رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ
مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۵﴾
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ
قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

پ ۸ ــ س ۷ ــ ع ۱۴ ــ آیات ۵۴ تا ۵۷

بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جان لو! کہ ساری مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔ برکت والی ہے اللہ کی ذات جو رب العلمین ہے۔

لوگو! اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت قریب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

ملتان ڈویژن میں سرکاری اراضی

*2715 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ملتان ڈویژن میں کل کتنی سرکاری اراضی ہے ۔ تفصیل تحصیل وار بتائی جائے ۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ مذکورہ اراضی میں کتنا رقبہ 14 سال لیوب ویل سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے ۔ اور کتنا ٹھیکے پر ہے ۔ اور کتنا بذریعہ لینڈر دیا جاتا ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت اس رقبہ کو چھوٹے مالکان ۔ غریب کسانوں اور بیدخل مزارعان میں معتدل تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) گوشوارہ منسلک ہے ۔

(ب) فی الحال حکومت کے زیر غور ایسی کوئی سکیم نہیں ۔

گوشوارہ کل اراضیات سرکار واقع ملتان ڈویژن و الاٹ شدہ رقبہ جات زیر تحت لیوب ویل سکیم ۔ یکسالہ ۔ سہ سالہ ۔ پنجسالہ ۔ دس سالہ ۔ پندرہ سالہ پٹہ جات سکیم :۔

نام ضلع	نام تحصیل	کل رقبہ سرکاری	الاٹ شدہ رقبہ زیر ٹیوب ویل سکیم	الاٹ شدہ رقبہ زیر سہ سالہ پنجسالہ دس سالہ و پندرہ سالہ سکیم	الاٹ شدہ رقبہ زیر یکسالہ سکیم
		ایکڑ	ایکڑ	ایکڑ	ایکڑ
ملتان	ملتان	18956	311	493	938
	کبیر والہ	29858	155	10209	3462
	خانیوال	124365	30783	8374	9140
	میلسی	45189	2427	36022	3496
	شجاع آباد	36203	4130	7479	10834
	وہاڑی	25470	6570	4773	9354
	لودھراں	78172	8201	19844	4188
ساہیوال	ساہیوال	144389	16196	10173	16746
	اوکاڑہ	35013	—	5843	5582
	پاکپتن	252990	421	7481	601
	دیپالپور	55393	1104	5466	30
مظفر گڑھ	مظفر گڑھ	23728	—	7059	2022
	علی پور	4648	—	—	934
	کوٹ ادو	71164	300	6906	7872
	لیہ	121342	—	2527	2923
ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	64594	—	7605	562
	تونسہ	37299	—	2527	—
	جام پور	12553	—	3492	—
	راجن پور	227127	—	24022	515

چودھری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اس گوشوارہ میں کل رقبہ بھی دیا ہوا ہے اور الاٹ شدہ رقبے کی تفصیل بھی دی ہوئی ہے ۔ لیکن جو باقی رقبہ ہے مثلاً تحصیل ملتان میں تقریباً 1782 ایکڑ رقبہ الاٹ ہوا ہے باقی 18 ہزار ایکڑ رقبہ ابھی باقی ہے ۔ تو کیا یہ باقی رقبہ تقسیم کیا جائے گا یا اسے کیا کیا جائے گا ؟ کیا باقی رقبہ ویسے ویران پڑا ہے یا کسی کو ناجائز ٹینڈر کے طور پر دیا گیا ہے یا کس کے پاس ہے ؟ آپ نے صرف 1742 ایکڑ کی disposal بتائی ہے ۔ اسی طرح کبیر والہ میں نصف سے زیادہ رقبہ ہے اور خانیوال میں بھی بہت رقبہ ہے ۔ تو باقی رقبے کا کیا بنا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ضمنی سوال کے جواب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فی الحال ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہ بقایا رقبہ کہاں گیا ۔ سکیم کی علیحدہ بات ہے ۔ گوشوارے میں یہ تحصیل ملتان کے متعلق تھا 311-493 اور 938 ایکڑ رقبہ کی disposal بتا دی گئی ہے یعنی 18,956 ایکڑ رقبہ میں سے 1742 ایکڑ رقبہ dispose of کیا ہے باقی رقبہ کہاں گیا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کچھ رقبہ سٹڈ فارمنگ کے سلسلے میں دیا گیا ہے اور باقی زیر آبادیات انہار وغیرہ ہو سکتا ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اس سوال کو ملتوی کر دیا جائے اور اس کی تفصیل پوچھ لی جائے کہ باقی رقبے کے متعلق کیا سکیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کوئی اور ایسا سوال کر لیں جس سے مزید وضاحت ہو جائے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اگر اس کو ملتوی کر دیا جائے تو کیا حرج ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل کو تو سیشن ختم ہو جانا ہے defer کر کے کیا کرینگے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اگلے سیشن میں آ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیا سوال ہی دے دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے تو جواب بڑا واضح عرض کیا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آج اور بھی کافی اہم سوالات ہیں ۔

ڈسٹرکٹ جج میانوالی کو ٹریبونل کے اختیارات دینا

*3310 ۔ کیپٹن احمد نواز خان ۔ کیا وزیر تو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مواضعات بھکر ڈگر ۔ کوٹلہ ڈگر چوئی شمالی ڈگر وغیرہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی میں ٹی ڈی اے نے بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبر 3938 ۔ سی 258 ۔ سی اور 5892 سی ۔ وغیرہ بذریعہ ایوارڈ مورخہ 24-12-1955 اور 19-8-1955 اراضی حاصل کی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ اراضی کا کتنا معاوضہ ادا کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حصول اراضی کے ایوارڈ کے خلاف اپیلیں عدالت ڈسٹرکٹ جج میانوالی بہ اختیارات ٹریبونل دائر ہوئیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کا کیا فیصلہ ہوا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ٹریبونل کی میعاد سماعت و اختیارات 29-5-1964 کو ختم ہو گئی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا اس کے متعلق مزید نوٹیفیکشن برائے اختیارات سماعت ٹریبونل جاری کیا گیا ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات تھیں اور کیا اب حکومت ڈسٹرکٹ جج میانوالی کو ٹریبونل کے اختیارات دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) درست ہے مبلغ 3,72,608/51 روپے معاوضہ ادا کیا گیا ۔

(ب) درست ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی نے کوئی فیصلہ نہ کیا ۔

(ج) جی ہاں درست ہے اس کی توسیع کے متعلق کارروائی ہوتی رہی لیکن اس دوران کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا ۔ اور محکمہ ٹی ۔ ڈی اے ختم ہو گیا ۔ البتہ اب بندوبست آفیسر صاحب بھکر اور ڈائریکٹر صاحب لینڈ ریکارڈ پنجاب کی سفارش پر ٹریبونل مقرر کرنے کا مسئلہ زیر غور ہے ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ جناب والا ۔ حصول اراضی کے ایوارڈ کے خلاف مالکان نے 1965ء سے اپیلیں عدالت ڈسٹرکٹ جج میانوالی بہ اختیارات ٹریبونل دائر کی ہوئی تھیں ۔ لیکن تا حال ایک کا بھی فیصلہ نہیں ہو سکا ۔ کیا وزیر موصوف میعاد کا تعین فرما دینگے کہ کب تک ٹریبونل مقرر کیا جائے گا تا کہ ان اپیلوں کے متعلق جلد فیصلے ہو سکیں ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈ پنجاب نے سفارش کر دی ہے اور بہت جلد ٹریبونل مقرر کر دیا جائے گا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ بہت جلد سے حضور والا کی کیا مراد ہے ؟

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون ۔ بہت جلد سے وہی مراد ہے جو آپ ہمیشہ سمجھا کرتے ہیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ بہت جلد کا سلسلہ تو بہت وسیع ہے ۔ آپ جتنا بھی لمبا کرتے جائیں ہوتا جائے گا ۔ تو میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ definite فرما دیں کہ کتنا عرصہ لگے گا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں ماہ یا دن نہیں بتا سکتا اور اندازاً بھی نہیں کہہ سکتا ہوں ۔ میں نے یقین دہانی کرائی ہے بہت جلد ٹریبونل مقرر کر دیا جائے گا ۔

تھل کے علاقہ میں آباد مالکان اراضی کو ٹیکس کی معافی

*(ب) ۔ 1330 **کیپٹن احمد نواز خان**۔ کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ٹی ڈی اے نے تھل کے علاقہ میں مالکان اراضی کو آباد کرنے کے لیے تھل ٹیکس عائد کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ٹی ڈی اے نے مذکورہ علاقہ کی اراضی کو آباد نہیں کیا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکس کی معافی دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) جی ہاں تھل کے اس علاقہ میں جس میں نہری پانی لگ سکتا ہے ۔ گورنمنٹ نے تھل ٹیکس عائد کیا ہے ۔

(ب) اگرچہ کافی علاقہ آباد ہو چکا ہے ۔ لیکن اس ٹیکس کا (تھل ترقیاتی ادارے ٹی ڈی اے) کے کام سے کوئی تعلق نہیں ۔

(ج) چونکہ اراضی کی ترقی حیثیت کی وجہ سے یہ ٹیکس عائد ہوا ہے ۔ اس لیے معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ یہ امر واقع ہے کہ مالکان اراضی سے 3/4 حصہ حاصل کر لیا تھا تو اس کے بعد یہ تھل ٹیکس کیوں لگایا گیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ 3/4 زمین کا حصہ مالکان اراضی سے اس لیے لیا گیا تھا کہ اراضی کی ترقی کی حیثیت کو برقرار رکھا جائے اور ٹیکس میں معافی نہیں ہو سکتی نہ ایسی سکیم زیر غور ہے ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ مالکان اراضی نے 3/4 حصہ کس لیے دیا تھا ۔ اگر ٹیکس عائد کرنا ہے تو 3/4 حصہ واپس کیا جانا چاہئے ۔

وزیر قانون ۔ جو اراضی لی گئی تھی اس کا نقد معاوضہ دیا گیا تھا ۔ اس لئے اب واپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ معاوضہ ادا نہیں کیا گیا آپ کو یہ اطلاع غلط ملی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میرے پاس جو جواب ہے وہ یہ ہے کہ جو اراضی لی گئی تھی اس کا نقد معاوضہ ادا کر دیا گیا تھا ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ ہم اپنے علاقوں میں اس سلسلہ میں جواب دہ ہیں اس کی وضاحت کرنی چاہئے ۔

وزیر قانون ۔ اس کے متعلق جواب دے دیا گیا ہے ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ یہ جواب واضح نہیں ہے ۔ اس کی وضاحت کی جائے جب مالکان اراضی سے 3/4 حصہ لے لیا گیا تو پھر تھل ٹیکس عائد نہیں کرنا چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تھل ٹیکس کے جواز کے لیے علیحدہ سوال کریں ۔

کیپٹن احمد نواز خان ۔ میں وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ مزید ٹیکس 3/4 کیوں عائد کیا گیا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہئے ۔

وزیر قانون ۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہاں دو قسم کے ٹیکس عائد ہیں ایک increased value tax دوسرا تھل ٹیکس کہلاتا ہے ۔ لیکن یہ دونوں ٹیکس ٹی ۔ ڈی ۔ اے کے نام سے موسوم ہیں ۔ اگر ممبر صاحب مناسب سمجھیں تو میرے کمرے میں تشریف لے آئیں ۔ میں تفصیل سے بتا دونگا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ وزیر موصوف نے بار بار فرمایا ہے کہ گورنمنٹ نے اس کا 3/4 حصہ لیا تھا اور گورنمنٹ نے اس کا معاوضہ دے دیا تھا ۔ میں جناب کی وساطت سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ اطلاع انہیں غلط دی گئی ہے ۔ یہ ہمارے حقوق کو غصب کرنے کے لیے کیا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تحریک استحقاق لے آئیں ۔

چک مغل حلقہ کاووال ضلع ضلع سیالکوٹ میں اشتمال اراضی

*3505 ۔ **چودھری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر استمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے میرے نشان زدہ سوال نمبر 2053 کے جزو (ج) کے جواب میں فرمایا تھا کہ چک مغل حلقہ کاووال ضلع سیالکوٹ میں استمال اراضی کرانے میں حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ بشرطیکہ اکاون فیصد مالکان اراضی اپنی رضامندی کا اظہار کریں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ چک کے کتنے فیصد مالکان اراضی نے استمال اراضی کے لیے اب تک درخواستیں دی ہیں ۔

(ج) اگر اکاون فیصد مالکان اراضی نے استمال اراضی کے لیے درخواستیں متعلقہ افسران کو بھیج دی ہیں تو ابھی تک اس چک میں استمال اراضی کا کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) صرف بیس فیصد مالکان اراضی اشتمال کے خواہشمند ہیں ۔

(ج) چونکہ اکاون فیصد سے کم مالکان نے اشتمال کے لیے رضا مندی کا اظہار کیا ہے ۔ اس لیے بروئے قواعد اشتمال کا کام نہیں شروع کیا جا سکتا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کتنے فیصد مالکان اراضی نے اشتمال کے لیے اظہار رضامندی ظاہر کی ہے ۔ کیا محکمہ کے پاس اس کا جواب موجود ہے ؟

وزیر قانون ۔ حکومت کو اشتمال اراضی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بشرطیکہ 51 فیصد مالکان اراضی اظہار رضامندی کریں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہے کہ 30 فیصد مالکان اراضی خواہش مند ہیں اس کا تحریری طور پر کوئی ثبوت موجود ہے یا زبانی ہے ؟

وزیر قانون ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہئے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ میں جناب سے رولنگ چاہونگا کہ اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے یا نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ سوال کرنا کہ 52 فیصد یا 20 فیصد مالکان اراضی نے درخواستیں پہنچائی ہیں۔ یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ وہاں جناب والا ۔ جو رضامندی حاصل کی گئی ہے وہ تحریری طور پر موجود نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ مالکان اراضی مذکورہ کے متعدد بار بیانات قلمبند کئے گئے اور عملہ فیلڈ گاؤں گاؤں میں گیا ہے مگر اکثریت کی رضامندی حاصل نہیں کی جا سکی ۔ کیونکہ بیشتر مالکان اراضی سیالکوٹ شہر میں رہائش پذیر ہیں ان تمام مالکان کو بذریعہ مشتہری منادی 25-7-1973 کے لیے طلب کیا جا چکا ہے ۔ تا کہ ان کے بیانات رضامندی قلم بند کئے جا سکیں ۔ اس کے بعد اگر 51 فیصد مالکان اراضی اشتمال اراضی پر متفق ہو گئے فوری طور پر کارروائی شروع کر دی جائیگی ۔

موضع واسو کے بستہ مال کی برآمدگی

*3560 ۔ **چودھری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع واسو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ دوران اشتمال شاملات دیہہ مذکور میں 5 کلے اراضی برائے اسکول مختص کی گئی تھی اور کاغذات مال میں بھی یہ اندراج اسکول کے نام ہوا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پٹواری مال موضع واسو نے غیر قانونی طور پر بد دیانتی کرتے ہوئے اسکول کی اراضی غیر مستحق مہاجرین کے نام الاٹ کر دی ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جب اہالیان دیہہ کو امن فرضی الاٹمنٹ کا علم ہوا تو انہوں نے درخواستیں دیں اور جب ان پر انکوائری شروع ہوئی تو عملہ اور الاٹیوں نے گرفت سے بچنے کے لیے صدر دفتر گجرات سے موضع واسو کا بستہ مال چوری کر کے ضائع کر دیا ۔

(ھ) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اس بستہ کی چوری کا کسی افسر نے آج تک نوٹس نہیں لیا ۔

(و) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بستہ زیر کار موضع واسو تلاش کرنے کا حکم دینے اور چوری کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) جی ھاں ۔

(ب) نہیں ۔ بروئے مسل حقیقت 1964-65 بروئے کھاتہ نمبر 188/830 رقبہ تعدادی 16 کنال برائے سکول گراؤنڈ ریزرو ہوا ۔

(ج) نہیں ۔ اراضی نمبران خسرہ 1286-1287-1291 تعدادی 16 کنال ملکیتی شاملات دیہہ مقبوضہ محکمہ تعلیم غیر ممکن سکول گراؤنڈ ہے۔ نمبر خسرہ 1292 تعداد 4 کنال ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے جو کہ مقبوضہ محکمہ تعلیم ہے جس میں عمارت سکول ہے جملہ نمبران خسرہ بلستور محکمہ تعلیم کے قبضہ میں ہیں اور ان نمبرات خسرہ کی کوئی الاٹمنٹ نہیں ہوئی ہے ۔

(د) نہیں ۔ بستہ اشتمال صدر دفتر میں موجود ہے اور چوری نہیں ہوا۔ اس لیے کسی تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ہ) نہیں ۔ بستہ اشتمال چوری نہ ہوا ہے ۔ اس لیے کسی افسر کے نوٹس لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(و) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ کوئی چوری نہ ہوئی ہے اور نہ ہی بستہ تلاش کرنے یا چور کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا جواز ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف کے بیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ بستہ اشتمال کے متعلق بد نصیبی سے اس ایوان کو غلط اطلاع مہیا کی گئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے متعلق آپ تحریک استحقاق لے آئیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائینگے کہ جب کاغذات محکمہ مال کے چوری ہو جائیں چونکہ اس کا ریکارڈ دو تین جگہوں پر ہوتا ہے ۔ اس لیے دوبارہ نقل کر کے بستہ تیار کر لیا جاتا ہے ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ بستہ چوری تو واقعی ہوا تھا مگر محکمہ مال نے دوسری جگہ سے ریکارڈ نقل کر کے لیا بستہ بنا لیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا ۔ یہ میں نے categorically کہا ہے ۔

پنجابی زبان کے رسائل و جرائد

*3762 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت پنجابی زبان میں کتنے رسالے اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ کے مختلف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں پنجابی زبان کے رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے درخواستیں زیر غور ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور حکومت نئے ڈیکلریشن دینے میں کیوں تاخیر کر رہی ہے ۔

(ج) نئے ڈیکلریشن کی منظوری کی صورت میں کیا حکومت ان جرائد کو نیوز پرنٹ کی موجودہ مہنگائی کے پیش نظر روز اول سے نیوز پرنٹ کا کوٹہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) صوبہ میں اس وقت پنجابی زبان میں چار رسالے اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ صوبہ کے مختلف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں پنجابی زبان کے دس رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن تصدیق کے لیے زیر غور ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

1 ۔ ضلع لاہور میں ۔ چھ ۔
2 ۔ ضلع ساہیوال میں ۔ ایک
3 ۔ ضلع لائل پور میں ۔ تین ۔

پنجابی رسائل کے نئے ڈیکلریشن دینے میں حکومت تخصیص یا تاخیر نہیں کر رہی ۔ مگر مختلف مراحل پر ضروری کارروائی کے لیے وقت درکار ہوتا ہے ۔

(ج) نیوز پرنٹ کی فراہمی وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ انہوں نے سوال کے جزو (ج) کے جواب میں کہا ہے کہ کاغذ کی فراہمی مرکزی حکومت کا کام ہے ۔ کیا ڈیکلریشن دیتے وقت مرکزی حکومت کی طرف سے جتنا کاغذ میسر ہو سکتا ہے اسے مد نظر رکھا جاتا ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے عرض کر دی ہے کہ نیوز پرنٹ کے سلسلے میں صوبائی حکومت کے پاس اختیارات نہیں ہیں ۔ نیوز پرنٹ مرکزی حکومت دیا کرتی ہے ۔ اس لیے میں ان کے اس سوال کا جواب کس حیثیت میں دے سکتا ہوں ۔

سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ جو ڈیکلریشن زیر غور ہیں وہ کتنے عرصہ سے زیر غور ہیں اور کتنا عرصہ اور زیر غور رہینگے ؟

وزیر قانون ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال دیں ۔ پورا ریکارڈ دیکھ کر اس کا جواب دیا جا سکتا ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ آپ کے پاس ریکارڈ موجود ہے تبھی تو آپ نے فرمایا ہے کہ ڈیکلریشن زیر غور ہیں ۔

وزیر قانون ۔ میرے پاس اس وقت ریکارڈ نہیں ہے ۔ آپ نے عرصہ پوچھا ہے ۔ اس کے لیے ریکارڈ کی چھان بین کرنی ضروری ہے تا کہ عرصہ صحیح بتایا جا سکے اور پھر آپ چیلنج نہ کر سکیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ سوال کے جزو (ب) میں صاف طور پر یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ''کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ کے مختلف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں پنجابی زبان کے رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے درخواستیں زیر غور ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے'' ۔ جب پہلے ہی جواب میں دیا گیا ہے کہ یہ زیر غور ہیں تو انہیں پتہ ہونا چاہئے تھا کہ کتنے عرصہ سے زیر غور ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جو چیز پوچھی گئی ہے وہ میں نے بتا دی ہے ۔ اب اگر عرصہ پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ جب درخواستیں دی جاتی ہیں تو پتہ تو چل جاتا ہے کہ کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور یہ کس تاریخ کو داخل ہوئی تھیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صاحب اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر جب بھی کسی پنجابی پرچہ میں دلچسپی رکھتے ہوں تو وہ درخواست دیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انہیں ڈیکلریشن ضرور ملے گا ۔ ہم پنجابی اور اردو کے پرچہ میں کوئی تخصیص روا نہیں رکھتے ۔

سرگودھا میں بسوں کے لئے اڈا کی تعمیر

*3794 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر میں بسوں کا اڈا اندرون شہر واقع ہے جس سے ٹریفک میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور عوام کو سخت تکلیف ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اڈا کو نئی جگہ پر تعمیر کرنے کے لیے اراضی حاصل کی جا چکی ہے مگر اڈا کی تعمیر کا کام معرض التوا میں پڑا ہوا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بالا اڈا کی تعمیر و منتقلی کا انتظام کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) اڈہ کے لیے واٹر سپلائی اور سیوریج کے تخمینہ جات تیار ہو چکے ہیں اور مختلف عمارات مثلاً چار دیواری بس سٹینڈ ڈرائیور ہال برآمدہ جات اور بیت الخلاء کے نقشے تیار کرنے کے لیے امپروومنٹ ٹرسٹ نے چیف آرکیٹیکٹ حکومت پنجاب لاہور کو لکھا ہوا ہے ۔ جونہی نقشے وصول ہو گئے اڈہ کی تعمیر شروع کر دی جائے گی ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائینگے کہ جن واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کے نقشے مکمل ہو چکے ہیں کیا ان پر کام شروع ہو چکا ہے ؟

وزیر قانون ۔ ابھی کام شروع نہیں ہوا ۔ ہم سارا کام اکٹھا شروع کرنا چاہتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ سرگودھا میں بسوں کے اڈہ کی تعمیر کا منصوبہ کب مرتب ہوا اور اسے مرتب ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ میرے خیال میں ایوان کی رائے یہ ہے کہ اس کے لیے علیحدہ سوال دیجئے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائینگے کہ یہ نقشے کب تک لکھ لاہور سے وصول ہو جائینگے اور کب تک اڈے کی تعمیر شروع ہو جائے گی ۔ کیونکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ جونہی نقشے موصول ہو گئے اڈہ کی تعمیر شروع کر دی جائے گی ۔

وزیر قانون ۔ جونہی نقشے وصول ہونگے آپ کو معلوم ہو جائیگا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ انہوں نے 'جونہی' فرمایا ہے ۔ یہ جونہی کب وصول ہوں گے ۔

وزیر قانون ۔ کچھ نقشے وصول ہو گئے ہیں ۔ باقی جب وصول ہونگے تو بتا دیا جائیگا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ کب تک وصول ہو جائینگے ؟

وزیر قانون ۔ بہت جلد وصول ہو جائینگے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کل ۔ پرسوں ۔ چوتھ ۔ عنقریب ۔ کوئی عرصہ تو بتا دیں ۔

وزیر قانون ۔ بہت جلد وصول ہو جائینگے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بہت جلد کے معنی بڑے واضح ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکھڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ وزیر صاحب تیاری کر کے نہیں آئے ۔

وزیر قانون ۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں تیاری کر کے نہیں آیا ۔ یہ میرے بزرگ ہیں ۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور یہ روزانہ کہتے ہیں کہ ہم تیاری کر کے نہیں آئے ۔ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ میں تیاری کر کے نہیں آیا ہوں ۔ تیاری کر کے نہیں آیا ۔ تیاری کر کے نہیں آیا ۔ تیاری کر کے نہیں آیا ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ اچھی طرح سے تیار ہو کر آئے ہیں ۔ آپ اس قسم کا تبصرہ نہ کریں ۔

وزیر قانون ۔ پھر علامہ صاحب ۔ قائد حزب اختلاف کہیں گے کہ ایوان کی فضا خراب ہو گئی ہے ۔ ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ کمال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ بالکل تیار ہو کر آئے ہیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ وزیر موصوف کیونکہ کچھ پڑھ کر نہیں آئے ۔ اس لیے وہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون ۔ آپ اشتمال کی الف ۔ ب ۔ نہیں جانتے ۔ آپ کو کچھ پتہ ہی نہیں ہے اور آپ روزانہ باتیں کرتے ہیں کہ تیاری کر کے نہیں آئے ۔ تیاری کر کے نہیں آئے ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ سن رہے ہیں کہ اس وقت تک انہوں نے ایک سوال کا بھی صحیح جواب دینے کی کوشش نہیں کی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ سارا دن اس ایوان میں سوئے رہتے ہیں ۔ اونگھتے رہتے ہیں ۔ نیند سے ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم تیاری کر کے نہیں آئے ۔ انہیں معلوم نہیں کہ سوال کی نوعیت کیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ ہو رہا تھا یہ سب غیر متعلقہ تھا ۔ تو فاضل ممبر اس طرح سے نہ کہیں ۔ وزیر موصوف بہت اچھی طرح

تیاری کر کے آئے ہیں اور مجھے اس کا پورا یقین ہے ۔ اب میں اگلے سوال کو پیش کرنے کے لیے کہتا ہوں ۔ سید ثابش الوری ۔

سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور سکیم

*3822 ۔ سید ثابش الوری ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور کی سکیم کس سال شروع کی گئی ۔ اس کے لیے کتنی رقم منظور کی گئی اور اس پر اب تک کتنی رقم صرف ہو چکی ہے نیز اس سکیم کے تحت کل کتنے رہائشی قطعات مختلف کیٹیگریز میں تقسیم کئے جانے تھے ۔ کتنے تقسیم ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں اور ان کی تقسیم کے لیے کیا طریق کار طے کیا گیا ہے ۔

(ب) سیٹلائٹ ٹاؤن کے الاٹیوں سے رہائشی قطعات کی قیمت ڈویلپمنٹ چارجز اور الاٹمنٹ چارجز کے طور پر علیحدہ علیحدہ کتنی رقم اب تک وصول کی گئی ہے اور اب تک ڈویلپمنٹ پر کتنی رقم صرف کی گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور میں بجلی اور پینے کے پانی کی فراہمی ۔ سڑکوں کی تعمیر اور نکاسی آب کا منصوبہ اب تک نا مکمل ہے اور اسے اس طرح میونسپل کمیٹی بہاولپور کی تحویل میں دے دیا گیا ہے جو اپنی مالی بد حالی کی وجہ سے اس کی صحیح دیکھ بھال نہیں کر سکتی ؟

(د) کیا حکومت سیٹلائٹ ٹاؤن کے وصول کردہ ڈویلپمنٹ چارجز سے سیٹلائٹ ٹاؤن کی ڈویلپمنٹ سکیم کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا وصول کردہ رقم منصوبہ کی تکمیل کے لیے میونسپل کمیٹی کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) [illegible] ٹاؤن سکیم بہاولپور سابقہ ریاست بہاولپور کی حکومت نے سال [illegible] میں شروع کی اور اس کے لیے 16.82 لاکھ روپے کی رقم منظور کی ۔ ون یونٹ کی تشکیل کے بعد حکومت مغربی پاکستان نے اس سکیم کے لیے پہلے 1959ء میں مبلغ 24.72 لاکھ روپے اور اس کے بعد 1967ء میں مبلغ 44.25 لاکھ روپے کی رقم منظور کی جس کے برعکس مبلغ 45.81 لاکھ روپے اس سکیم پر خرچ کئے جا چکے ہیں ۔ یہ سکیم 979 رہائشی قطعات (34 اے قسم اور 151 بی قسم اور 794 سی قسم) پر مشتمل ہے ۔ جن میں سے 955 قطعات الاٹ کئے جا چکے ہیں اور 24 قطعات (9 بی قسم اور 15 سی قسم) ابھی الاٹ کئے جانے والے ہیں ۔ یہ بقایا پلاٹ الاٹمنٹ کمیٹی جس کے سربراہ ڈویژنل کمشنر ہوں گے ان مستحق اشخاص کو استحقاق کی بنا پر الاٹ کرے گی جن کے پاس صوبہ پنجاب میں کسی جگہ بھی اپنا رہائشی قطعہ یا مکان نہیں ہے ۔

(ب) مبلغ 45.81 لاکھ روپے کی لاگت کے خلاف مبلغ 6.87 لاکھ روپے بڑے قطعات کی قیمت اور مبلغ 1.87 لاکھ روپے سی قسم رہائشی قطعات کے انتظامی اخراجات کے طور پر الاٹیوں سے وصول کئے جا چکے ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ تمام ترقیاتی کام جیسا کہ سکیم میں ظاہر کیا گیا ہے پہلے ہی مکمل کیا جا چکا ہے ۔ ترقیاتی کام مکمل ہونے کے بعد سکیم کی دیکھ بھال maintenance کی ذمہ داری مقامی میونسپل کمیٹی پر عائد ہوتی ہے ۔ سکیم اس مقصد کے لیے پہلے ہی کمیٹی کی تحویل میں دی جا چکی ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ سکیم پہلے ہی ہر طرح سے مکمل ہے اس کی دیکھ بھال اب مقامی میونسپل کمیٹی کی ذمہ داری ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور میں نکاسی آب کا نظام ابھی تک نامکمل ہے اور پانی کی سپلائی پورے طور پر نہیں کی جا رہی ۔ اسی طرح بجلی کی سپلائی بھی ابھی تک نہیں ہو سکی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ میونسپل کمیٹی کی ذمہ داری ہے ۔

[illegible] ڈپٹی سپیکر ۔ [illegible] کرنے والا تھا ۔ آپ
دے چکے ہیں ۔ [illegible]ance [illegible] سے تعلق نہیں ہے ۔

سید تابش الوری [illegible] کی بات نہیں ہے ۔ یہ سرے سے موجود
[illegible]

[illegible] نے جواب میں کہہ دیا ہے کہ [illegible] سکیم مکمل

[illegible] الوری ۔ انھوں نے یہ جواب [illegible] تمام ترقیاتی کام جیسا کہ
[illegible] سکیم میں ظاہر کیا گیا ہے پہلے ہی مکمل کیا جا چکا ہے لیکن میں
نے ایک مخصوص سوال کیا ہے کہ وہاں بجلی کی سپلائی ، سیوریج اور [illegible] کی
سپلائی کا کام مکمل نہیں ہو سکا ۔ وہاں سکیم نا مکمل حالت میں میونسپل کمیٹی
کو دی ہے ۔ یہ میں نے particular سوال کیا ہے اس کا جواب میں چاہتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ محکمے کی طرف سے جو
بھی ترقیاتی منصوبے تھے ان کو عملی جامہ پہنائے جانے کے بعد میونسپل کمیٹی
بہاول پور کے سپرد یہ سارا کام کیا گیا ہے ۔ اب میونسپل کمیٹی بہاول پور کی
ذمہ داری ہے کہ جو جو چیزیں رہتی ہیں اور جو کمیاں رہ گئی ہیں ان کو پورا
کیا جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو بقایا پلاٹ
پڑے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تابش الوری صاحب کو بھی مل سکتا ہے ؟

وزیر قانون ۔ علامہ صاحب دے سکتے ہیں ۔ مجھے کیا معلوم اور [illegible] کر
سکتا ہوں ۔ بہاول پور سے منتخب نمائندے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی رائے کو
دخل ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی قرعہ اندازی نہیں کہ ملک مختار
احمد اعوان صاحب کی طرح [illegible] کا نمبر [illegible] ۔

ضلع سیکوٹ میں اشتمال اراضی

*3896 ۔ صوفی نذر محمد ۔ کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ضلع سیالکوٹ میں کل کتنے دیہات ہیں ان میں سے کتنے دیہات میں اراضی کا اشتمال ہو چکا ہے ۔ تفصیل تحصیل وار علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔

(*i*) کل دیہات ضلع سیالکوٹ = 2938 (دو ہزار نو صد اڑتیس)

(*ii*) کل دیہات جن میں کام اشتمال مکمل ہو کر سکیم منظور ہو چکی ہے = 1531 (ایک ہزار پانچصد اکتیس)

تفصیل تحصیل وار کنفرم شدہ دیہات

(*i*) تحصیل ڈسکہ 339 (تین صد انتالیس)

(*ii*) تحصیل سیالکوٹ = 296 (دو صد چھیانوے)

(*iii*) تحصیل پسرور = 433 (چار صد تینتیس)

(*iv*) تحصیل نارووال = 318 (تین صد اٹھارہ)

(*v*) تحصیل شکر گڑھ = 145 (ایک صد پنتالیس)

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن دیہات میں اشتمال اراضی کا کام مکمل ہو چکا ہے ان میں سے ان کی تعداد کتنی ہے جن کا ریکارڈ ابھی تک اشتمال پٹواری کے پاس ہے اور محکمہ مال کو منتقل نہیں ہوا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ضلع سیالکوٹ میں تحصیل وار دیہات جن میں اشتمال اراضی کا کام مکمل ہو چکا ہے ، ان کی تفصیل عرض کر دیتا ہوں :

کل دیہات	2938
تحصیل ڈسکہ	339
تحصیل سیالکوٹ	296

تحصیل بسرور	433
تحصیل نارووال	318
تحصیل شکر گڑھ	145
کل تعداد	1531
رقبہ	72,910

خانقاہ حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمۃ اللہ علیہ کی مرمت

*3905 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے جلالپور پیر والا (ملتان) میں حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مبارک موجود ہے اور اس کے ملحق ایک مسجد بھی ہے ۔ جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دربار مذکور کے صحن کا فرش اکھڑ چکا ہے اور بارش کا پانی آثار روضہ مبارک میں جذب ہو جاتا ہے جس سے عمارت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سال دربار مذکور کی سالانہ مرمت بھی نہیں ہوئی ہے نہ ہی روضہ پر سفیدی کرائی گئی ہے اور زائرین کے لیے کوئی پنکھا بھی موجود نہیں ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دربار میں ایک پختہ کنواں ہے جو ناقابل استعمال ہے اور وہاں آبرسانی کا دوسرا کوئی انتظام نہیں ہے ۔

(ہ) اگر جزوہائے (الف) تا (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دربار مذکور میں تمام سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون ۔ (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) صحن خراب اور قابل مرمت ہے لیکن جہاں تک بارش کے پانی کے جذب ہونے اور عمارت کو نقصان پہنچانے کا تعلق ہے اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ مسجد کی سالانہ مرمت ماہ رمضان میں کی گئی تھی ۔ دربار شریف میں کوئی پنکھا نہ تھا جو اب خرید کر لگا دیا گیا ہے ۔

(د) یہ درست ہے کہ دربار شریف کا پختہ کنواں نا قابل استعمال ہے ۔ لیکن اس کا متبادل انتظام موجود ہے ۔ پانی ایک نصب شدہ نلکا سے حاصل کیا جاتا ہے ۔

(ہ) جی ہاں ۔ حکومت دربار شریف میں تمام سہولتیں مہیا کرنے کا پورا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لیے جلدی تخمینہ بنایا جائیگا ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ عام شکایت ہے کہ جن مزاروں کی محکمہ اوقاف نے دیکھ بھال سنبھالی ہے ، بجائے اس کے کہ اس میں کچھ ترقی ہو ، they are suffering worst neglect.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جہاں جہاں سے ایسی شکایات آ رہی ہے ، فوری طور پر کوشش کی جا رہی ہے کہ محکمے کو فوری انتظامات کرنے کی ہدایات دی جائیں ۔ مثلاً اس دربار کے بارے میں پنکھے کی شکایت تھی اور پانی کی شکایت تھی کہ کنواں کام نہیں کر رہا تھا ۔ فوری طور پر پنکھا بھی اور نلکا بھی لگوایا گیا ۔ اسی طرح جس دربار کے بارے میں بھی شکایت موصول ہوگی ، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ اوقاف تمام دوسرے کام چھوڑ کر سب سے پہلے ایسے بزرگوں کے مقبروں کی طرف توجہ دے گا ۔ تا کہ وہاں جو لوگ زیارت کے لیے جائیں ، ان کو کوئی تکلیف یا دشواری پیش نہ آئے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کے جواب کے مطابق پچھلے سال ماہ رمضان میں مسجد کی مرمت ہوئی تھی ۔ کیا اس سال بھی اس مسجد کی ماہ رمضان میں مرمت کرانے کا ارادہ ہے ؟

وزیر قانون ۔ سیلاب زدہ علاقہ ہے ۔ کوشش کی جائے گی کہ ضرور مرمت کی جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ باہر باہر سیلاب ضرور تھا لیکن جلال پور شہر میں سیلاب نہیں آیا تھا ۔

وزیر قانون ۔ جلال پور سے فاضل رکن چودھری علی بہادر صاحب تشریف فرما ہیں ، ان سے پوچھ لیجیے ، جلال پور شہر میں سیلاب تھا ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ شہر میں سیلاب کا پانی آیا ہے اور وہاں ملک صاحب اور سپیکر صاحب اور تمام لوگ گئے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ وہ تو بارشوں کا پانی تھا سیلاب کا نہ تھا ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ وہ سیلاب کا پانی تھا ۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ میں تو آپ کے فائدے کے لیے کہہ رہا تھا ۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا ۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا حکومت اس سال بھی ماہ رمضان میں اس مسجد کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون ۔ میں نے کہا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے شاید مرمت نہ ہو سکی ہو ۔ لیکن پختہ ارادہ ہے کہ اس با برکت مہینے میں ضرور مرمت ہو ۔

موضع شاہنار تحصیل میلسی ضلع ملتان میں زیر تصرف رقبہ

"مقبوضہ اہل اسلام"

[illegible] 39 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ کیا وزیر اوقاف [illegible] فرمائیں گے کہ

(الف) موضع [illegible] میلسی ضلع ملتان میں کتنا رقبہ زیر تصرف

"مقبوضہ اہل اسلام" ہے ۔

(ب) کیا زیر تصرف رقبہ مقبوضہ اہل اسلام زیر کاشت لایا جا سکتا ہے - اگر ایسا ہے تو کیسے -

(ج) مندرجہ بالا زیر تصرف رقبہ مقبوضہ اہل اسلام کا کتنا رقبہ کن کن لوگوں کے پاس زیر کاشت ہے -

(د) کیا اس سلسلے میں حکام بالا کو علاقہ کے عوام نے کوئی درخواست دی تھی -

(ہ) اگر جزوہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو آیا اس بارے میں کوئی کارروائی ہوئی - اگر جواب نفی میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں انکوائری کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) - تحصیل میلسی ضلع ملتان میں شاہنار نام کا کوئی گاؤں موجود نہیں - البتہ تحصیل لودھران ضلع ملتان میں موضع شاہنار نامی گاؤں واقع ہے - مگر اس میں از قسم زیر تعمیر رقبہ مقبوضہ اہل اسلام سرے سے موجود نہیں اور نہ ہی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ایسا کوئی رقبہ ہے جس کے متعلق اوقاف انتظامیہ جواب دے سکے -

قاضی محمد اسماعیل جاوید - پوائنٹ آف انفرمیشن - جناب والا - موضع کا نام ''شاہنار'' نہیں ''شاہ ستار'' ہے - اس کا جواب نہایت ضروری ہے کیونکہ وہاں قبرستان پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - یہاں سوال میں ''شاہنار'' لکھا ہوا تھا - اگر ''شاہ ستار'' لکھ کر سوال دیں گے تو شاہ ستار کے بارے میں کوائف پیش کر دوں گا -

سید قاسم حسین شاہ - ایک سوال میں مظفر گڑھ کے بجائے مظفر آباد لکھا ہوا تھا - جو کہ پرنٹنگ کی غلطی ہے - اسی طرح ہو سکتا ہے کہ انہوں نے شاہ ستار ہی لکھکر دیا ہو لیکن پرنٹنگ کی غلطی کی وجہ سے شاہ ستار کی جگہ شاہنار ہو گیا ہو -

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ہم اس امر کی تحقیقات کر سکتے ہیں کہ انھوں نے کیا لکھا تھا ۔ بہر کیف جہاں تک محکمے کے پاس جو نام پہنچا ہے ، وہ شاھنار ہی پہنچا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ اسمبلی کی طرف سے شاھنار لکھا ہوا ہے ۔ اس لیے ممبر کو ضرورت نہیں کہ وہ اپنے سوال کو دھرائیں بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ سوال کو دھرائے ۔ کیونکہ انھوں نے تو شاہ ستار ہی لکھ کر دیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے ، ہم سوال کو ڈیفر کئے دیتے ہیں ۔ یہ اپنی turn پہ آ جائے گا ۔

وزیر قانون ۔ جب تصبے کا نام صحیح ہوگا ، تو انشا اللہ جواب بھی درست ہو گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار محمد عاشق ! کیا آپ کو آپ کے غیر نشان زدہ سوال کا جواب مل گیا ہے ؟

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ نشان زدہ سوال دیا تھا ، پتہ نہیں یہ غیر نشان زدہ کیسے ہو گیا ۔ یہ ایک بڑا اہم سوال ہے ۔ پتہ کریں کہ عملے والوں نے اسے کیوں غیر نشان زدہ کر دیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سپیکر صاحب کے اختیارات میں ہے کہ وہ کسی نشان زدہ سوال کو غیر نشان زدہ کر سکتے ہیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ تو پھر اس کا جواب موصول نہیں ہوا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ پھر یہ ڈیفر ہو کر اگلی دفعہ آ جائے گا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے بھی ایک آدھ سوال غلطی سے دے دیا تھا جس کا جواب ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب کب تک آ جائے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کا نوٹس دیر سے آیا ہوگا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سوال کو دئے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نیا سوال دے دیں ہم دیکھ لیں گے کہ اس کی تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ 22-9-1973 و 28-9-73 کو بوجہ
بخار اجلاس میں شمولیت سے قاصر رہا ۔ مہربانی فرما کر
ان دو دنوں کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ فدوی بوجہ بیماری مورخہ 5 اکتوبر

اجلاس میں حاضر ہونے سے معذور ہے ۔ مہربانی فرما کر رخصت عنایت فرماویں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بخار مورخہ 1-10-73 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ کرم رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان گادھی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان گادھی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ مورخہ 29-9-1973 کو اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت کے لیے ہاؤس میں پیش کی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ مورخہ 2-10-1973 کو بوجہ علالت اجلاس کی حاضری سے قاصر رہا تھا - لہذا ایک یوم کی رخصت دی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ جمیل اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I am down with fever and request you to kindly grant me leave from 4-10-1973 to 5-10-1973. I am under treatment of Dr. Akhtar and will be staying in Lahore.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ صفدر علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ صفدر علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری 2 اکتوبر ، 3 اکتوبر کو اسمبلی حاضر نہیں ہو سکا ۔ برائے مہربانی 3,2 اکتوبر کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 1-10-1973 and 2-10-1973 due to illness. Please request the House to grant leave for the said dates.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب تحریک استحقاق لی جاتی ہیں ۔ میاں منظور احمد موہل کی تحریک استحقاق نمبر 23 پہلے لی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں محمد افضل وٹو ۔ وزیر محنت و ٹرانسپورٹ کی طرف سے سپرنٹنڈنٹ پولیس بہاول نگر کو ہر تھانہ سے دو تین سیاسی مخالفین کو گولی مار کر قتل کرنے کی ہدایات ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے گذشتہ رات بہاول نگر بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ میاں محمد افضل وٹو وزیر محنت و ٹرانسپورٹ نے موزخہ 2-10-73 کو بہاولنگر میں سپرنٹنڈنٹ پولیس بہاول نگر کو ہدایت کی ہے کہ ضلع بہاولنگر کے ہر تھانہ میں سے دو تین ایسے اشخاص کو (جن کا علاقہ میں سیاسی طور پر اثر و رسوخ ہو اور وہ افضل وٹو کی قیادت کو تسلیم نہ کرتے ہوں بلکہ اس کی مخالفت کرتے ہوں) گولی مار کر قتل کر دیا جائے اور اس قتل کو پولیس مقابلہ ظاہر کیا جائے کہ مقتول نے پولیس سے مقابلہ کیا اور اس میں مارا گیا ۔ میرے ۔ حافظ علی اسد اللہ اور ہمارے چند دیگر ساتھیوں کے بارے میں بطور خاص کہا گیا ہے کہ ان کو اسمبلی کے اجلاس کے خاتمہ کے بعد جب وہ ضلع بہاولنگر میں واپس آویں تو ضرور مروا دیا جائے اور اس تمام واقعہ کو پولیس مقابلہ کا نام دے دیا جائے ۔ میاں محمد افضل وٹو کی اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے میں اور میرے ساتھی انشاء اللہ پوری طرح تیار ہیں ۔ اور ہمارے پائے استقامت میں انشاء اللہ ہرگز کوئی لغزش نہ آئے گی ۔ تاہم وٹو صاحب کی اس سازش سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس پر فوری بحث کی جاوے ۔

Mr. Speaker : You are giving a statement with authority that this has been done by Mian Muhammad Afzal Wattoo or just relying on the man who has given you this telephonic call ?

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں نے ان سے بار بار پوچھا ہے اور انہوں نے پورے وثوق سے یہ کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان سے پوچھنے کی بات نہیں ہے آپ definite بات کریں ۔

Mian Manzoor Ahmad Mohal : I am definite on this point.

Mr. Speaker : I refer it to the Committee on Privileges. The report will come within a fortnight.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ fortnight تو نہیں کرنی چاہیے ۔

Mr. Speaker : It is a very serious matter.

(applause)

میاں خورشید انور ۔ تو پھر اس وقت تک کے لیے وزیر موصوف کو معطل کیا جانا چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس طرح تو میاں منظور احمد موہل suffer کریں گے ۔

Mr. Speaker : I don't know who is going to suffer. The matter is not in the personal knowledge of the mover. Somebody conveyed the alleged information to the honourable Member. I would not have given consent to this within a statement on his own authority but because an honourable Minister is being named. I would not like to withhold my consent to create an impression that either the Minister is avoiding it or I am nor permitting its scrutiny.

The report should come within a fortnight. I would like that the Chirman of the Committee holds a meeting today afternoon, gets the names of the witnesses and summons them. Please ascertain who has given the information, the telephone number and the hour when it was conveyed. Please have it noted down from the Member and then according to the information, if it is given, the witnesses should be summoned. The meeting will be held at 4.30 p.m. today. I would also like to give further instructions that if this information is not given, it will be deemed that the motion has been dropped and I have not given consent to it,

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک استحقاق میاں منظور احمد موہل نے پیش کی ہے ، آپ نے حکم صادر فرمایا ہے استحقاق کمیٹی کے چیئرمین کو ۔

Mr. Speaker : I have given consent subject to this observation.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے ان کو حکم فرمایا ہے کہ اگر چار بجکر تیس منٹ پر میٹنگ نہیں ہوتی اور ان سے انفارمیشن حاصل نہیں کرتے تو جو تحریک استحقاق دینے والا ہے وہ کیوں suffer کرے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر میٹنگ ہوتی ہے اور وہ انفارمیشن نہیں دیتے تو تب یہ تحریک drop ہوگی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اگر میٹنگ ہوتی ہے اور وہ انفارمیشن نہیں دیتے تو تب یہ تحریک drop ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہی میں نے کہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پھر ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ اس کے متعلق میں عرض کئے دیتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ اسے پڑھ دیں کیونکہ اتفاق سے میرے مخاطب جناب محمد حنیف رامے یہاں تشریف فرما ہیں ۔ میں مختصر بیان دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر موصوف اسے پڑھ لیں اتنی دیر میں حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری صاحب کی طرف سے ایک تحریک استحقاق آئی ہے وہ لے لیتا ہوں ۔

I would like to inform the Hon'ble members that I have looked into both the items in the newspapers, that have been marked by them. There is nothing to the effect that the Ministers made any statements or posed that they were Ministers or that they were not Ministers.

سید تابش الوزی ۔ جناب والا ۔ یہ پڑھ تو دیں ۔

Mr. Speaker. You have not substantiated the allegation that is contained in this privilege motion.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ اس پوشیدہ نہیں ہے کہ اس دوران میں وزراء صاحبان بحیثیت وزراء کام کرتے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker: I have to be satisfied before I give permission.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ہم اس کا مکمل ثبوت پرولیج کمیٹی کو دیں گے ۔

Mr. Speaker: I am not satisfied with the information. This is the report of the press reporters.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہم نے اخبارات کے تراشے اس کے ساتھ لگائے ہیں ۔

Mr. Speaker: I know that. Every day my name in more than one newspapers is wrongly reported. I was generally named as "Mr. Muhammad Rafique.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کو کل تک defer کر دیں ۔ ہم مزید انفارمیشن آپ کو دے دیں گے ۔

Mr. Speaker: Alright.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے آپ اس کو پڑھیں گے ۔

سینٹ کے انتخابات میں علامہ رحمت اللہ ارشد کو پیپلز پارٹی کے امیدوار کے حق میں ووٹ نہ دینے کی صورت میں قتل کی دھمکی

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 11 ہے ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور متعین مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ کے انتخاب کے سلسلہ میں میں نے خواجہ محمد صفدر کو بطور امیدوار نامزد کیا تھا ۔ اس کے بعد کئی مرتبہ مجھے ٹیلیفون پر دھمکیاں دی گئیں اور مورخہ 2-7-73 کو لکھا ہوا خط آج مورخہ 5-7-73 کو ملا جس میں مجھے دھمکی دی گئی ہے کہ اگر 4 تاریخ کو آپ نے پیپلز پارٹی کے امیدوار کے حق میں ووٹ نہ دیا تو آپ کو اسمبلی کے اندر یا باہر قتل کر دیا جائیگا ۔ محض دھمکی نہ سمجھیں یہ حقیقت ہے ۔ میرا بطور ممبر اسمبلی کے یہ حق ہے کہ میں آزادی سے کسی امیدوار کو بھی اپنا ووٹ دوں ۔ اس دھمکی سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور بطور ممبر اسمبلی میرا استحقاق پامال کیا گیا ہے ۔ اصل خط پہلے ہی دفتر میں ایسی تحریک استحقاق کے کے سلسلہ میں موجود ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ زندگی سے زیادہ نا پائدار اس دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ یہ بھی جناب محمد حنیف رامے صاحب مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ انسان اس معاملہ میں اس قدر بیچارہ ہے ۔

وما تدری نفس بای ارض تموت

یہ بھی پتا نہیں کہ کہاں مرنا ہے اور کس طرح مرنا ہے ۔ یہ تحریک استحقاق میں نے اس لیے پیش کی تھی کہ میں سینٹ کے انتخاب کے سلسلے میں اپنی پارٹی کا موقف اور پس منظر آپ کی اجازت سے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ۔ ہماری پارلیمانی پارٹی نے یہ طے کیا تھا کہ ہم باہر سے کسی جماعت کے امیدوار کو قبول نہیں کریں گے ہم خود ہی کسی کو امیدوار نامزد کریں گے ۔ پھر جب پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہوا اس میں تمام ارکان تقریباً موجود

تھے ۔ بڑی لمبی بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اس کو consoience ووٹ کر دیا جائے ۔ ووٹ کو آزاد کر دیا جائے جو شخص جس کو ووٹ دینا چاہتا ہے اس کو دے ۔ اس کے بعد جس نے کسی کو بھی ووٹ دیا اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں نہ ہی میری پارٹی کو مجھ پر کوئی اعتراض ہے ۔ جب ووٹ آزاد کر دیا گیا تھا تو وہ جس کو چاہتے ووٹ دیتے ۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کو ووٹ دیتے ۔ خواجہ محمد صفدر کو ووٹ دیتے یا کسی اور کو دیتے ۔ میں نے اپنی مرضی کے مطابق اپنا ووٹ استعمال کیا اور میرے دوستوں نے اپنی مرضی کے مطابق اپنا ووٹ استعمال کیا ۔ اس سلسلے میں جس طرح جناب کو معلوم ہے جناب محمد حنیف رامے صاحب نے ایک تحریک استحقاق یا ایک تحریک التوا کے جواب میں فرمایا تھا کہ کچھ نیشنل اسمبلی کے ممبران کو ایسے خطوط وصول ہوئے تھے جن میں دھمکیاں دی گئی تھیں ۔ اس لیے ہمیں ان طلبا کے خلاف ایکشن لینا پڑا ہے جن کے متعلق ان کو شک و شبہ تھا ۔ یہ تحریک استحقاق میں نے اس لیے پیش کی ہے کہ اس ملک میں ایک تماشا شروع ہو گیا ہے کہ سیاستدانوں کو ۔ اراکین اسمبلی کو ان کی آزادانہ مرضی کے مطابق کام کرنے سے روکا جائے یا روکاوٹیں پیدا کی جائیں ۔ یہ ایک ایسا قبیح صورت حال ہے کہ حکومت کو اس پر کنٹرول کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس مختصر بیان کے بعد میں اس تحریک استحقاق کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا ہوں اور میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وہ اس کو پریس نہیں کرتے ۔ اب اس پر تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : After a short statement by the Leader of Opposition, the Minister is entitled to speak.

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب والا ۔ چونکہ میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک کو پریس نہیں کیا ۔ اس لئے میں بھی خصوصی طور پر بہت زیادہ خالصتاً اس موشن کے حوالے سے نہیں بلکہ جو باتیں انہوں نے اپنی گفتگو میں چھیڑی ہیں ان کے حوالے سے ایک بات کہنی چاہتا ہوں ۔

جناب والا ۔ حکومت لازمی طور پر یہ چاہتی ہے اور خاص طور پر ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ جمہوریت کا ادارہ پروان چڑھے ۔ اسی حکومت نے دستور اس ملک میں پیش کیا ہے اسی نے کوشش کی ہے کہ ملک میں تمام سیاسی عناصر متفقہ طور پر اس دستور پر اتفاق رائے کریں ۔ یہ پاکستان کی خوش بختی اور خوش قسمتی ہے کہ ہماری تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا دستور بنا ۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے دور میں بنا ہے اس لیے ہمارا اولین فرض ہے اور ہمارا یہ اولین concern ہے کہ یہ دستور چلے اور اس کے مطابق جمہوری ادارے پروان چڑھیں اور نشو و نما پائیں ۔ یہ اسی کا ایک نتیجہ ہے کہ آج ہم اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور مارشل لا ختم ہو چکا ہے ۔

جناب والا ۔ جب تک حزب اختلاف نہ ہو جمہوریت اس وقت تک پروان نہیں چڑھ سکتی ۔ اس لیے جہاں ہمیں اپنے فاضل دوستوں اور ساتھی ممبران کی عزت و حرمت کا پاس ہے وہاں ہمیں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے دوستوں کی عزت اور حرمت کا بھی اتنا ہی پاس ہے ۔ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا حکومت اپنا فرض اولین سمجھتی ہے ۔ اس لیے میں اپنے فاضل دوست کو آپ کی وساطت سے اور حزب اختلاف کو مجموعی اور اجالی طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت ہر طرح سے ان اقدامات کے خلاف موثر کارروائی کرے گی جن سے ارکان اسمبلی کو ہراساں اور پریشان کیا جائے اور جو ان کے کام میں ان کی آزادانہ رائے کے استعمال میں کسی طرح بھی روکاوٹ ڈالے ۔

جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترم قائد حزب اختلاف نے سینٹ کے انتخاب کے سلسلے میں جو بات چھیڑی ہے ۔ میں بھی آخر میں اپنی گزارشات میں یہ کہوں گا کہ یہ انتخاب بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ خواجہ محمد صفدر کو محترم قائد حزب اختلاف نے نامزد کیا اور وہ سینٹ کے ممبر بن گئے ۔ کسی نے ان کو ووٹ اگر دیا ہے تو یقیناً ممبر بنے ہیں ۔ اگر کسی کو ووٹ دینے سے روکا جاتا یا حکومت کسی طریقے سے اس میں دخل اندازی کرتی تو پھر کسی ایک ممبر کو نہیں تمام ممبران کو روکنے کی کوشش کی جاتی ۔ اس لیے یہ خود منہ بولتا ثبوت

ہے کہ خواجہ محمد صفدر صاحب سینٹ کے ممبر بنے ہیں اور آزادانہ طور پر جن دوستوں نے انہیں ووٹ دینا چاہا انہوں نے ووٹ دیا ۔ شکریہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ذاتی نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ۔ میں قائم مقام قائد ایوان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا یقین دلایا ہے ۔ میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے یا وزراء کرام کی ذات کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں ان میں سے نہ یہ خط کسی نے لکھا نہ کسی نے مجھے فون کیا لیکن یہ ذمہ داری حکومت کو قبول کرنی چاہئے اس اعتبار سے کہ جب ایسے کام شروع ہو جائیں تو ان کے انسداد کے لیے حکومت کو کوئی موثر اقدام کرنا چاہئے ۔ باقی رہا خواجہ محمد صفدر صاحب کو ووٹ ملے ہیں اور وہ کامیاب ہوئے یہ حقیقت ہے کہ ان کو ووٹ ملے ۔ میں نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جن لوگوں نے انہیں ووٹ دیا ہے انہوں نے بھی کوئی غلطی نہیں کی ۔ جنہوں نے خواجہ محمد صفدر صاحب کو ووٹ نہیں دیا انہوں نے بھی کوئی غلطی نہیں کی ۔اس لیے کہ ہم نے conscience ووٹ کا فیصلہ کیا تھا ۔ ووٹ آزاد ہو گیا تھا ۔ ہماری پارٹی کا کوئی نامزد امیدوار نہیں تھا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ قائد ایوان نے حزب اختلاف کے قائد اوز آپوزیشن کے متعلق وضاحت سے کہہ دیا ہے ۔ میں ان سے یہ استفسار کروں گا کہ ان کا اپنی پارٹی کے متعلق کیا خیال ہے ۔

Mr. Speaker : "Istafsaar" is not a point of order. Point of order only relates either to the interpretation of law or any rule thereunder.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب میاں منظور احمد موہل کی تحریک التوا نمبر 170 کو لیتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا بہت زیادہ فوری

اہمیت کی ہے ۔ اساتذہ کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں ۔ اس کو اگر آپ پہلے لے لیں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ایک تحریک التوا defer ہوئی ہے جس پر آج وزیر خزانہ نے سٹیٹمنٹ دینی ہے ۔ یہ تحریک التوا نمبر 94 میری ہے ۔ اس کو پہلے لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے کہ تحریک التوا نمبر 202 پہلے لے لی جائے ۔

حاجی سیف اللہ خان ۔ جناب لے لیجئے ۔

قومی تحویل میں لئے گئے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو ستمبر 1973ء کی تنخواہ کی عدم ادائیگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اساتذہ کے ایک وفد نے اطلاع دی ہے کہ یکم اکتوبر 1972 کو جب پرائیویٹ ادارے قومیائے گئے تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ان اداروں کے اساتذہ کی تنخواہوں کا بجٹ مئی 1973 تک منظور کیا ۔ جون تا اگست 1973 تک کی مزید منظوری ہوئی مگر اگست 1973 سے تا حال کوئی توسیع نہیں ہوئی ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ماہ ستمبر کی تنخواہ جو یکم اکتوبر کو واجب الادا تھی اس کے ادا ہونے کا کوئی امکان نہیں کیونکہ اے ۔ جی والے منظوری کے بغیر بل پاس نہیں کر رہے ۔ اس طرح ہزاروں اساتذہ کی تنخواہیں رک گئی ہیں اور یہ غریب طبقہ جسے پہلے ہی کم تنخواہیں مل رہی ہیں مزید استحصال کا شکار ہو گیا ہے ۔ حکومت کے وعدے کے مطابق ان لوگوں کو تا حال نہ تو گورنمنٹ سکیل ملے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی ترقی دی گئی ہے ۔ ماہ رمضان کی ضروریات اور اس کے باوجود ہوشربا گرانی نے ان نادار اساتذہ کو اس قدر مالی بحران کا شکار کر رکھا ہے کہ مزید استحصال کی تاب نہیں رکھتے ۔ اس صورت حال سے ہزاروں افراد میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس میں یہ رقم رکھی گئی تھی لیکن اب ۔ جی نے یہ پوچھا ہے کہ اس کیڈر کی strength کیا ہے ۔ اور محکمہ تعلیم نے اس سلسلے میں کچھ کوائف مہیا کرنے ہیں ۔ جناب وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے ۔ میں کچھ مہلت چاہتا ہوں تاکہ میں پھر ان کی توجہ اس طرف دلاؤں تاکہ اب ۔ جی کو مطلوبہ کوائف مہیا کئے جا سکیں ۔ جناب والا ۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کے سکریٹری سے بات کر لوں گا ۔

میسٹر سپیکر ۔ تو آپ کو یہ اطمینان ہے کہ یہ کام جلد ہی ہو جائے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ ہزاروں اساتذہ کا معاملہ ہے اور یہ روزوں کے دن ہیں ۔ اگر ان دنوں میں بھی ان کو تنخواہ نہ ملی تو ان کی تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا ۔ وزیر صاحب نے حکم دینا ہے ۔ وزیر تعلیم صاحب کو اس میں کوئی دخل نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر تعلیم کی طبیعت جیسا کہ آپ کو معلوم ہے چند دنوں سے ناساز ہے تو وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ اور ادھر ہزاروں اساتذہ کی طبیعت ناساز ہے ان کا بھی خیال کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جس قدر بھی جلدی اقدام کئے جا سکتے ہیں ۔ ہم کریں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر وہ یقین دلاتے ہیں تو میں اس کو واپس لے لیتا ہوں ۔

میسٹر سپیکر ۔ تحریک واپس لے لی گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ حاجی سیف اللہ خان صاحب نے تحریک پیش کی تھی کہ وزراء نے حلف اٹھائے بغیر چند روز تک بطور وزیر کام کیا ہے ۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے ۔ اس میں آپ نے ایک حصے کا جواب خود عطا فرمایا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب نہیں تھا بلکہ میں نے جو پوزیشن تھی اس کی ایک طرح سے وضاحت کی تھی ۔

وزیر خزانہ ۔ بجا ہے ۔ آپ نے یہ وضاحت فرمائی تھی کہ وزرا کو دستور کے مطابق تقریباً نصف ماہ اپنی کوٹھی اور کار استعمال کرنے کا استحقاق ہے ۔ البتہ اگر وہ منسٹرز نہیں ہیں تو اس عرصہ کی ان کو تنخواہ نہیں ملنی چاہئے لیکن تنخواہ کے معاملے میں میری عدم موجودگی میں میرے کسی رفیق کار نے کہا تھا کہ اس کا وزیر خزانہ جواب دے سکتے ہیں ۔ چنانچہ یہ معاملہ مجھ تک پہنچا ہے اور میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ 9 اگست کو پنجاب میں سیلاب پہلے پہلے آیا اور اسی دن جناب گورنر نے مختلف وزراء کو جو اس وقت وزیر تھے ۔ (میں اپنے فاضل دوست حاجی سیف اللہ صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ یہ پوائنٹ نوٹ رکھیں) ۔ حکم دیا گیا اور جس طرح مجھے کہا گیا کہ آپ فوری طور پر سیالکوٹ پہنچ جائیں ۔ دوسرے وزرا کو بھی اس قسم کی ہدایات دی گئیں اور یہ بات اخبارات میں بھی آئی کہ گورنر صاحب نے وزرا کی مختلف ڈیوٹیاں لگا دیں ۔ اب ایک چیز یہ ہو سکتی تھی کہ 14 اگست کو ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر منسٹر لاہور آتے اور آ کر وہ حلف اٹھاتے اور اس طرح درمیانی وقفہ پیدا نہ ہوتا ۔ کیونکہ یہ اصولی بات طے ہو رہی تھی کہ پنجاب اور سندھ میں status کو برقرار رکھنا چاہئے اور کوئی تبدیلی فی الحال نہیں کرنی چاہئے ۔ سیلاب اولین توجہ کا مستحق ہے تو یہ چیز پیش نظر تھی ۔ چنانچہ وزراء صاحبان اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے ۔ اس کے باوجود یہ بات محکمہ فائننس اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے نوٹس میں تھی کہ دستوری پوزیشن واضح نہیں ہے کہ کب ان کو تنخواہ ملے گی اور کب نہیں ملے گی ۔ تو اس کے بعد میں نے کہا کہ اس کی شکل یہ کر لیتے ہیں کہ جو بھی پوزیشن ہو گی اس کے مطابق ہم اس میں کمی بیشی کر لیں گے وہ لوگ اپنے اپنے طور پر کام کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ اسی کے مطابق اگست کے مہینے میں تمام حضرات اپنی اپنی ڈیوٹی دیتے رہے اور اس کے چار پانچ دن بعد یا آٹھ دن بعد انہوں نے حلف لے لیا ۔ پھر بھی وہ اپنی جگہوں سے واپس لاہور نہ آ سکے اور ڈیوٹی کی اہمیت کے پیش نظر ان کے لیے انہیں مقامات پر حلف اٹھانے کے لیے انتظام کیا گیا چنانچہ جناب والا ۔ اب جو مسئلہ اٹھایا جاتا ہے یا نہیں اٹھایا جاتا تو یہ پہلے بھی میرے نوٹس میں تھا اور اب جو محکمہ فائننس اور ایس

اینڈ جی اے ڈی نے آپس میں طے کیا ہے ۔ اس کی پوزیشن میں آپ کی وساطت سے اس ھاؤس کے سامنے رکھتا ہوں کہ یہ طے پایا ہے کہ جتنے دن وزراء نے 14 اگست کے بعد کام کیا ہے اور ابھی حلف نہیں اٹھایا تھا اتنے دن کا انہیں بطور وزیر نہ سفر خرچ ملے گا اور نہ بطور وزیر ان کو اتنے دنوں کی تنخواہ ملے گی ۔ اس میں وزیر اعلیٰ اور پرائیم منسٹر بھی شامل ہیں اور یہ آپ کا نیازمند بھی شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً چیف منسٹر پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وزیر اعلیٰ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ۔

وزیر خزانہ ۔ دستور کی رو سے ان کو یہ استحقاق حاصل ہے لیکن دوسرے وزرا کو حاصل نہیں ہے ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی شکل میں بھی کسی کو بھی جب اس نے حلف نہیں اٹھایا تو اس کو تنخواہ نہیں دی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یقینی طور پر بتائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ اس لیے میں کہتا ہوں ۔ میں نے احکامات جاری کئے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی رقم وصول کی ہے تو اتنی ہی رقم ان کے اگلے مہینے کے بل سے منہا کر دی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس میں دو پہلو نکل آتے ہیں کہ یہ جو بیان انہوں نے دیا ہے اور اس میں جو انہوں نے جواز پیدا کیا ہے یہ آئین اور قواعد کے منافی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کون سی چیز منافی ہے ۔؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ آپ سب سے بہتر قانون دان ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال جو آپ نے میری عزت افزائی کی ہے میں اسے قبول کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا جناب والا ۔ کہ جس تاریخ کو حلف اٹھایا جائے اس تاریخ سے ان کی تقرری تصور ہوتی ہے اور پھر قصہ

یہ ہے کہ اگر ان کی تقرری کا گزٹ نوٹیفیکیشن 14 تاریخ کو جاری ہو جاتا ہے اور وہ حلف 20 کو اٹھاتے ہیں تو . . . . . .

مسٹر سپیکر ۔ پہلے جو بات آپ کرنی چاہتے ہیں وہ کر لیں اور اس کی وضاحت فرما دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں عرض کر رہا ہوں وہ فرما رہے ہیں کہ پالیسی طے ہو گئی تھی کہ سندھ اور پنجاب میں موجودہ منسٹرز کو اپنی جگہوں پر قائم رکھا گیا ہے ۔ تو وہ بدستور کام کرتے رہے اور اپنی اپنی ڈیوٹی پر رہے ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جب تک گزٹ نوٹیفیکیشن کے ذریعے کیبینٹ کا اعلان نہ ہو اس وقت تک قانونی پوزیشن کچھ پیچیدہ سی رہتی ہے ۔ ان کی ازسرنو تقرری ہونی ہے یا ہوئی تھی یا ہونی چاہیے تھی جس طرح ہوا سو ہوا ۔ صرف وزیر اعلیٰ صاحب ہی اپنی جگہ پر قائم رہ سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دستوری اور قانونی پوزیشن یہ ہے کہ ساری کیبینٹ کا تقرر ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنے نکتہ پر آئیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ 20 اگست کو انہوں نے حلف اٹھایا ہے ۔ 20 اگست کو ان کا گزٹ نوٹیفیکیشن ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ 20 ستمبر کو Port folions کا نوٹیفیکشن ہوا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ لیکن ان کی تقرری کا 20 اگست کو نوٹیفیکشن ہوا ہے ۔ اور حلف بھی انہوں نے 20 اگست 1973 کو اٹھائے ہیں ۔ 14 اگست کی درمیانی رات بارہ بجے جس وقت مستقل آئین نافذ ہوا ان کی وزیر کی حیثیت بالکل ختم ہو گئی تھی ۔ چاہے یہ جہاں بھی تھے چاہے ان کی ڈیوٹیاں آپ کہیں لگا دیں وہاں پر یہ وزیر نہیں تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ کوئی پوائنٹ تو make out کریں ۔ ابھی تک آپ نے کوئی پوائنٹ make out نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ یوں فرماتے ہیں کہ اس دوران ہم اس presumption پر اس پوسٹ پر کام نہیں کرتے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : He had not said this at all. Please don't put these words in his mouth.

انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہم وہ خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں جس کے لیے ہمیں بھیجا گیا تھا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ خدمات بطور وزیر سر انجام دیتے رہے ہیں بطور کار کن سر انجام نہیں دیتے رہے ۔

Mr. Speaker : I don't think that any one of them held any portfolio.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کا معاوضہ وہ تنخواہ کی شکل میں لے چکے ہیں اور وہ تسلیم کر چکے ہیں ۔ لہذا ہماری موشن valid ہے کہ وہ تنخواہ بھی exchequer سے وصول کر چکے ہیں

Mr. Speaker : What is the conclusion that you want to arrive at.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے ۔ عوام کا ہیجان و اضطراب بالکل صحیح ہے کہ انھوں نے تنخواہات وصول کی ہیں ۔ اور اس دوران جسقدر کارروائی کی ہے وہ ساری کالعدم ہے ۔ اسی بنا پر چیف سیکرٹری صاحب کو یہ سرکلر جاری کرنا پڑا کہ اب وزراء صاحبان نہیں رہے یہ دستخط کرنا اور فائلیں لینا بند کر دیں ۔ یہ بھی سرکلر اخبارات میں آیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سرکلر کا ذکر نہ آپ کی تحریک التوا میں ہے نہ آپ نے تحریک التوا کے ساتھ لگایا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے وہ بھی سٹیٹمنٹ ہے ۔ اس کو elaborate کرنے کے لیے مزید سٹیٹمنٹ دی جا سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : Now I conclude the matter.....

Mian Manzoor Ahmed Mohal : Point of order Sir.

Mr. Speaker : When the Speaker starts speaking, there can't be a point of order.

فاضل وزیر خزانہ نے وضاحت کی ہے کہ حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ وزراء ان دنوں کا ٹی ۔ اے اور تنخواہ نہیں لیں گے اور اگر لے لیا ہے تو وہ adjust ہو

جائے گا ۔ اس بات کا سب کو علم ہے کہ وزیر بل تیار نہیں کرتے ۔ اور جب میں ایڈوائزر تھا تو مجھے معلوم ہے کہ کئی دفعہ میں نے اعتراض کیا کہ یہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جو ہم بھیجتے ہیں آپ کو یہی کرنا پڑے گا ۔

Therefore, it is not the Ministers who have actually been instrumental or a party to the drawing of any salary. If they have so drawn, the decision of the Government is there, and in view of that I don't allow this ajournment motion.

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں آپ نے یہ کہا ہے ''اگر لے لیا ہے،، انھوں نے definite کہا ہے کہ لے لیا ہے ۔ آپ کہیں ''چونکہ وہ لے چکے ہیں،، اس لیے وہ آئے گا ۔ ''اگر لے لیا ہے،، نہیں ہے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ چونکہ انھوں نے واضح طور پر کہا ہے ہمیں اس سے اعتراض نہیں ۔ لیکن آپ نے فرمایا ہے ''اگر لے لیا ہے،، ۔ اور وہ کہہ چکے ہیں کہ لے لیا ہے ۔ لہذا آپ کہیں ''چونکہ وہ لے چکے ہیں،، ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جناب منسٹر کے بیان کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بدعنوانی کا ارتکاب ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی بدعنوانی کا ارتکاب نہیں ہوا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے اختیارات کو غلط طور پر استعمال کیا ہے اور دستور سے انحراف کیا ہے ۔

Mr. Speaker : I don't think, if you have an adjournment motion on this subject.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا یہ حق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری رولنگ دینے کے بعد بالکل نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ آپ اسے ھاؤس میں put کریں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister I have not allowed it.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے پہلے allow کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا نہیں ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ اس کا ایک حصہ reject کر چکے ہیں ۔ اور ایک حصہ آپ admit کر چکے ہیں ۔

Mr. Speaker : I wanted a statement on that point and not that I have allowed it, and I have to decide after that point has been explained.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تنخواہ اگر انہوں نے وصول کی ہے تو پھر تحریک التوا valid بنتی ہے ۔ اگر تنخواہ وصول نہیں کی پھر اس کا یہ حصہ valid نہیں بنتا کیونکہ ثابت نہیں ہو سکا ۔ اور کام کیا ہے یا نہیں کیا ہے ۔ یہ ان کی سٹیٹمنٹ سے ثابت ہو گیا ہے کہ انہوں نے تنخواہ وصول کی ہے ۔

The adjournment motion is valid Sir, as per your verdict ;

ورنہ آپ نے تنخواہات کی وضاحت کیوں لی ہے ۔ اس کو کیوں defer کیا تھا ؟ صرف دیکھنے کے لیے کہ آیا تنخواہات لی ہیں یا نہیں ۔ اور آپ نے وہ خود ہی فرمایا تھا کہ اگر تنخواہات لی ہیں تو پھر اس میں مواد ہے ۔ پھر یہ valid بنتی ہے ۔ اگر نہیں لیں تو پھر valid نہیں بنتی ۔

Mr. Speaker : It is an explanation. Now restrict to what you have said.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ بتائیں اگر ایک آدمی چوری کر لیتا ہے اس کے بعد اسے واپس کر دیتا ہے ۔ اسے adjust کر لیتا ہے تو آپ کہیں گے کہ یہ جرم ہی ثابت نہیں ہوا ۔ کیا اس کے متعلق کہیں کوئی قانون ہے جب انہوں نے تنخواہات وصول کر لی ہیں ان دنوں کی جن دنوں انہوں نے حلف نہیں اٹھایا تھا اور وہ وزراء نہیں تھے ۔

The matter has been proved Sir.

اور جس مقصد کے لیے آپ نے روکا تھا وہی مقصد ثابت ہو گیا ہے ۔ اس لیے آپ اسے put کریں اور ووٹ کرائیں ۔ بے شک اس میں یہ fall ہو جائے ۔

(قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نے چور کی مثال دی ہے ۔ اس کے متعلق میں عرض کرونگا کہ چور تو چوری بری نیت سے کرتا ہے اور معزز وزراء نے یہ کام بری نیت سے نہیں کیا آپ نے جیسے فرمایا ہے کہ وہاں سے بل بن کے آتے ہیں ان کے پاس بل نہیں بنتے ۔ یہ خود تو لینے کے لیے نہیں گئے ۔ جناب والا ۔ آپ پہلے فیصلہ کر چکے ہیں لہذا آپ کی رولنگ کے بعد کوئی argument accept نہیں ہونی چاہیے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر یہ بد نیتی پر مبنی نہ ہوتا تو جناب عبد الحفیظ کار دار صاحب بھی تنخواہ لیتے ۔ جناب کار دار صاحب نے بھی تنخواہ نہیں لی کیونکہ ان کو پتا تھا ۔ اسی طرح باقی وزراء کو بھی پتا ہونا چاہیے تھا اور وہ بھی تنخواہ نہ لیتے ۔

وزیر خوراک (مسٹر عبد الحفیظ کار دار) ۔ **Point of personal explanation** جناب والا ۔ میں تین مہینے چھٹی پر باہر گیا ہوا تھا ۔ میں جب آیا ہوں تو میں نے پہلا نوٹ جو اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تھا وہ یہی تھا کہ میں چونکہ 14 اگست سے 31 اگست تک چھٹی پر تھا یعنی اپنا حلف اٹھانے سے پہلے تو اس عرصہ کی تنخواہ یا کچھ اور نہیں ملنا چاہیے ۔ (نعرہ ھائے تحسین) جو کہ وزیر خزانہ صاحب کی بات کو confirm کرتا ہے ۔ مگر اس کے باوجود مجھے بل کے ساتھ چیک بھیجا گیا ۔ جب چیک ملا تو میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے ۔ یہ adjust کیوں نہیں ہوتا ؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ adjust نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معاملہ زیر غور ہے ۔ اس مہینے کی تنخواہ کے بارے میں میں نے پھر وضاحت مانگی تو وہ کہنے لگے کہ لا ڈیپارٹمنٹ کو یہ معاملہ گیا ہوا ہے ۔ اس لیے آپ کو چیک لینا پڑے گا ۔ اس لیے حالات یہ ہیں ۔ ہم نے کوئی چیک مانگا نہیں ۔ میں نے تو وضاحت کی ہے کہ میں تو یہ چیک لے نہیں سکتا لیکن اس کے باوجود دیا گیا ہے ۔ اس کے معنی یہی ہیں کہ وضاحت نہیں ہے (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : That is a different thing, but to impute it to the Minister I don't agree to it.

اگر آپ کی یہ تحریک التوا ہو تو میں اس پر غور کروں گا کہ اس محکمے نے اس چیز کا نوٹس کیوں نہیں لیا یا اس پر کیوں عمل نہیں کیا ۔ مگر یہ معاملہ بالکل مختلف ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ متعلقہ محکمے کے اہلکاروں سے پوچھنا چاہیے کہ وہ اتنی دریادلی سے کیوں کام لے رہے ہیں کہ لوگوں کو زبردستی چیک دے رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا خیال تھا کہ میں نے انتہائی صاف گوئی سے ۔ انتہائی خلوص نیت سے وضاحت کی ہے ۔ میرے فاضل دوست خواہ مخواہ یہ کوشش نہیں کریں گے اور اس میں اس طرح کے صیغے ۔ اس طرح کے adjectives جو ان کے پاس ما شاء اللہ مترادفات کافی ہیں اور وہ اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور بدعنوانی بد دیانتی اور جیسے بھی اس طرح کے کلمات ان کو یاد ہیں وہ اگل دیں گے ۔ صورت یہ تھی اور میں آپ کو اعتماد میں لیتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس پر اپنے محکمے کو خاص طور پر سرزنش کی کہ ایسا کیوں ہونے دیا گیا یا ایسا کیوں ہوا ہے ۔ اس میں حقیقت ہے کہ ہماری پوزیشن جیسے میرے فاضل بھائی محترم عبد الحفیظ کار دار صاحب نے بیان فرمائی ہے خواہ مخواہ embrrass ہوئی ۔ اگر محکمہ جس کو دستور کے مطابق چاہیے تھا کہ وہ خود اس بات کا نوٹس لے لیتا اور بل بناتے وقت جو ہمارے نوٹس میں آتا بھی نہیں ہے ۔ پتا بھی نہیں چلتا کہ کب وہ آیا ہے اور پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس چلا جاتا ہے ۔ تو اس صورت میں یہ بات بالکل پیدا نہ ہوتی ۔ لیکن اب میرے فاضل دوست جناب عبد الحفیظ کار دار صاحب نے بیان کر دیا ہے کہ اتنی specific instruc-tions کے باوجود جب ایک چیز محکمے میں لال فیتے میں آ جاتی ہے تو اس کو روکتے ہوئے بھی کچھ وقت لگ جاتا ہے ۔ پھر میں نے واضح طور پر عرض کیا ہے کہ میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ میں نے صبح دوبارہ اپنے محکمے کو بلایا ۔ S & GAD والوں سے بات کی ۔ میں نے کہا میں ہاؤس کے فلور پر تب بات کرونگا جب اس بات کی واضح instructions جاری کر دی جائینگی ۔ تب

میں وہاں یہ فقرہ کہونگا کہ یہ تنخواہوں کو اس میں adjust کرنے اور اتنی رقم کاٹنے کا آرڈر کیا جائے ۔ اس کے بعد میں کہونگا ۔ اور ایسا کیا گیا ۔ لیکن دوستوں کی کچھ ایسی طبیعتیں ہو گئی ہیں کہ ہر بات میں شک ۔ ہر بات میں وہم ۔ ہر بات میں گمان اور ہر بات میں ظن ۔ لیکن اس سے میرا خیال ہے کہ ان کی صحت پر برا اثر پڑے گا ۔ کچھ ان کو خوش فہمی اور حسن ظن بھی رکھنا چاہیے ۔ جانے دیں ۔ کبھی اپنی عقربی طبیعت کو آپ معاف بھی کیا کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ نیش عقرب بہر حال پیپلز پارٹی کا زیادہ حصہ ہے ۔ اور اس میں جناب قائد کا بھی اتنا ہی حصہ ہو سکتا ہے ۔ یہ جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے ۔ جو شک پیدا ہوا ہے وہ جناب وزیر قانون صاحب کے بیان سے پیدا ہوا ہے ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب کے بیان سے نہیں ہوا ۔ انہوں نے اس دن کہا تھا کہ ہم نے اس عرصے میں نہ خود کو منسٹر جانا ۔ نہ ہم نے کام کیا اور نہ اس مقصد کے لیے اپنے اختیارات استعمال کئے ۔ انہوں نے دیدہ دانستہ اس ایوان کو غلط اطلاع فراہم کی اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ انہوں نے اس عرصہ میں اپنے آپ کو منسٹر بھی جانا اور اس عرصہ کی تنخواہ بھی وصول کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں اس مسئلہ کو ختم کرتا ہوں ۔

سکنہ فتانی تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر میں چار مزارعوں کی بے دخلی اور ان کے خلاف چوری کا جھوٹا مقدمہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے گذشتہ رات فون پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ میرے حلقہ نیابت کے زمیندار محمد ابراہیم خان پٹھان سکنہ فتانی تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر نے اپنے چار مزارعوں کو جو کہ سگے بھائی ہیں بیدخل کرنے کے لیے طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر

دیا ہے ان کے نام رحمت علی ۔ امام بخش ۔ گومان اور اکبر پسران حسین ہیں ۔ جب ان مزارعوں نے زبردستی بیدخلی کے خلاف احتجاج کیا تو زمیندار مذکور نے تھانہ چشتیاں کے ایس ایچ او سے ساز باز کر کے مندرجہ بالا چاروں مزارعوں کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ درج کرا دیا کہ انہوں نے اس کا سبز چارہ چوری کاٹ لیا ہے ۔ چاروں مزارعوں کو گرفتار کر لیا گیا ۔ اب وہ غریب جیل میں ہیں ۔ ان کی فصل خریف کاشتہ جو کہ پکنے کے قریب ہے ۔ اس پر محمد ابراہیم مالک اراضی نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے ۔ اس واقعہ سے ضلع بہاول نگر کے مزارعوں میں غم و غصہ اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔ مقامی پولیس اور محکمہ مال کی نا اہلی اور زمینداروں کے ساتھ ساز باز کر کے مزارعوں کو بیدخل کرنے کے خلاف علاقہ بھر کے مزارعوں میں سخت نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس کا نوٹس نہیں ہے ۔ لیکن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ افسران کو فوری ہدایات جاری کر دی ہیں کہ اس معاملے کی فوری طور پر تحقیقات کریں اور بیدخل مزارعین کے لیے مناسب تدابیر اختیار کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ شکریہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ان کی ہدایات یہ ہونی چاہئیں کہ اگر قانون کے خلاف انہوں نے مزارعین کو بیدخل کیا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر قانون کے مطابق بے دخل کیا گیا ہے تو ان کی بحالی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ آگے ہی مزارعین اور زمینداروں میں تعلقات خراب ہو گئے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ تمام مناسب تدابیر کا مطلب یہی ہے کہ قانون کے مطابق تدابیر اختیار کی جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے ۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پر غوروخوض

سید ناہض الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسٹر امتیاز ملک کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس رحیم یار خان کی بدعنوانیوں کے سلسلہ میں میاں خورشید انور ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر قریشی اور مسٹر خالق داد بندیال ارکان صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 اور چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 21 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسٹر امتیاز ملک کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس رحیم یار خان کی بدعنوانیوں کے سلسلہ میں میاں خورشید انور ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر قریشی اور مسٹر خالق داد بندیال ارکان صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 اور چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 21 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری - جناب والا - میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں پوری کمیٹی نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ امتیاز ملک کے خلاف کارروائی کی جائے -

وزیر خزانہ - جناب والا - کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا - اس لیے تقریر نہ کی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مسٹر امتیاز ملک کلرک دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس رحیم یار خان کی بدعنوانیوں کے سلسلہ میں میاں خورشید انور - غلامہ رحمت اللہ ارشد - مسٹر مصطفیٰ ظفر قریشی اور مسٹر خالق داد بندیال ارکان صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 اور چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 21 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو منظور کیا جائے -

(متفقہ طور پر تحریک منظور کی گئی)

میاں خورشید انور - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں پیش کئے جانے کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 2 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں پیش کئے جانے کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق

نمبر 2 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو
فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

اس پر سردار صغیر احمد کی یہ ترمیم ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اس تحریک کو دوبارہ ایوان میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں
پیش کئے جانے کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک
استحقاق نمبر 2 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی
رپورٹ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں
پیش کئے جانے کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک
استحقاق نمبر 2 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ
کو منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں پیش
کئے جانے کے سلسلے میں پیش کردہ تحریک استحقاق
نمبر 2 پر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کو
منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرار دادیں

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ صاحب آپ کی پہلی تحریک پیش ہو گئی ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہاں جناب۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تحاریک نمبر 2 - 3 - 4 واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحاریک نمبر 2 - 3 اور 4 واپس لے لی گئی ہیں ۔ میاں منظور احمد موہل تحریک نمبر 5 پیش کریں گے ۔

ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973 پر اظہار ناپسندیدگی

میاں منظور احمد موہل ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء پر اظہار ناپسندیدگی کی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء پر اظہار ناپسندیدگی کی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, may I refer to rule 104 of the Rules of Procedure in this connection. It says :—

> 104 (3) As soon as the motion referred to in sub-rule (2) has been moved, the Speaker shall call such members as may be in favour of the leave being granted to rise in their

seats, and if members less than one-fourth of the total membership of the Assembly rise in their seats, he shall declare that the member has not the leave of the Assembly and if members not less than the said number so rise he shall call upon the member to move the resolution.

Mr. Speaker : I will ask for the leave.

تحریک یہی ہے کہ اس کی اجازت دی جائے۔

شیخ عزیز احمد ۔ آپ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ جو ممبر اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہوں ۔ اس میں ''ھاں،، اور ''نہیں،، نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ پہلے ایوان کو یہ تو بتانا پڑے گا کہ تحریک کس بارے میں ہے ۔ یہ کتوں کی دوڑ کے متعلق ہے ۔

Mr. Speaker : The members are expected to know it.

میاں صاحب ۔ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے تحریک التوا کی پہلے ایوان اجازت دیتا ہے اور پھر اس پر بحث ہوتی ہے ۔ اس میں ultimate voting نہیں ہوتی ۔ اور اس میں ultimate voting ہوتی ہے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ جناب والا ۔ یہ تو بتانا پڑے گا کہ یہ تحریک کس چیز کے بارے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبر صاحبان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یہ جانتے ہونگے ۔

میاں منظور احمد موھل ۔ یہ تو میرا حق ہے کہ میں مختصراً ایوان کو اس کے متعلق بتاؤں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں جناب کے توسط سے جناب قائد ایوان کی توجہ مبذول کراؤنگا کہ ہم نے اس چیز پر اصرار کیا تھا کہ ہمارا ایک آئینی اور بنیادی حق تلف کیا گیا ہے ۔ ان قواعد کی رو سے کہ ریزولیوشن کے لیے leave کا نیا

طریق کار رکھ دیا گیا ہے کہ جو آئین میں نہیں ہے ۔ اس میں ترمیم فرمائی جائے ۔ انھوں نے جناب کی موجودگی میں ایک word of honour دیا تھا کہ ہم اس میں ترمیم نہیں کرالینگے۔ البتہ ہم اس کی قرار دادوں کی مخالفت نہیں کیا کرینگے اور اس کا ثبوت انھوں نے پچھلی مرتبہ بھی دیا تھا ۔ اور انھوں نے میری قرار دادوں کی مخالفت نہیں کی تھی اور وہ ایوان میں بحث کے لیے ایڈمٹ ہو گئی تھیں ۔ اگر اس روایت کو برقرار رکھیں تو فضا خوشگوار رہے گی اور پھر ہمیں اس پر اصرار کرنے کی ضرورت لاحق نہیں رہے گی ۔ کیونکہ یہ ہمارا آئینی حق ہے ۔ تو میں استدعا کرونگا کہ وہ اس کی وضاحت فرما دیں تا کہ وہ فضا جو چل رہی ہے برقرار رہے ۔ اور جو وعدہ انھوں نے کیا تھا کہ آپ اس میں ترمیم نہ کرائیں اور وہ اس کی مخالفت نہیں کیا کرینگے وہ پورا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) امتناع قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء پر اظہار نا پسندیدگی کی قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور نہیں کی گئی)

نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال پر بندش

Mr. Speaker : I draw your attention to Rule 104 (3) of the Rules of Procedure.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرتے ہیں :

کہ یہ قرار داد کہ ''یہ ایوان وفاق مقننہ سے التماس کرے کہ وہ نشہ آور مشروبات اور افیون کے استعمال کی مکمل بندش اور امتناع کے لیے صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے'' پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

شیخ عزیز احمد صاحب نے جب گیمبلنگ پر اظہار ناپسندیدگی کی قرار داد پیش ہوئی تو اس کی مخالفت کی تھی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کروں کہ اس میں پہلے اجازت نہیں مانگی گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اجازت تو مانگی گئی تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اجازت مانگی گئی تھی اور وہ اسی وعدے کے مطابق oppose نہیں کیا گیا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جو اجازت مانگنے کی تحریک ہے ۔

It is not to be opposed by the members. It is the duty of the Speaker to call upon the members to rise in their seats. It is not the right of a member to oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ بہت سی تحریک ہائے التوا ایسی ہوتی ہیں جن کے لیے ایک minimum number required ہوتا ہے ، اگر oppose نہیں ہوتیں یا لیڈر آف دی ہاؤس کہتے ہیں کہ ہم اس پر غور کریں گے ۔

Then the Members are not repuired to rise in their seats. But I would like to study it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کہتا ہوں آپ اسی اصول کے مطابق کھڑا کرائیں جس طرح آپ کر رہے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان سے گزارش کر رہا ہوں کہ وہ اس وعدے کا پاس کریں اور اپنی پارٹی کو ہدایت دیں کہ وہ اس موشن کے لیے کھڑے ہوں تا کہ اس کو پیش کرنے کی اجازت مل جائے ۔

Mr. Speaker : That will not effect 1/4th of the total even is not present in the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ leave کے لیے ہے ۔ جس پہ بحث نہیں ہوتی اس کو بے شک یہ reject کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے میری بات توجہ سے نہیں سنی ۔ اس وقت سارا ہاؤس بھی کھڑا ہو جائے تو اس کے پیش کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیونکہ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، کورم کی بات نہیں ۔ آپ ذرا رولز کو پڑھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ جس طرح اس گنتی کو ہم نہیں شمار کرتے ، اسی طرح یہ بھی شمار نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ prima facie ہے ۔ اس لیے میں اس کو ڈیفر کرنا چاہتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کوئی اعتراض نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اجازت طلب کرنے کی تحریک کی مخالفت نہیں کی جاتی تو اجازت سمجھی جانی چاہیے تو ضروری نہیں ہوگا کہ میں اس پر ووٹنگ کراؤں ۔

But I will like to study it further.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جو پہلے آپ نے فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کوئی ایسی روایت قائم نہیں کرنا چاہتا کہ میرے بعد کوئی آنے والے ہمارا مذاق اڑائے ۔

We believe in institutions. Individuals are mortal.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ویسے تو آپ نے اسے ڈیفر کر دیا ہے ۔ ابھی چند روز ہوئے ، وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جرمنی میں ، جہاں تک مجھے یاد ہے ، خصوصی طور پر آپ نے جس تجویز یا خواہش کا اظہار فرمایا بین الاقوامی سطح پر اپنے اس عندیے اور اپنے اس ارادے کا اظہار فرمایا ہے کہ ہم پاکستان میں ان تمام چیزوں کو ختم کریں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت بھی نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس دن یقین دلایا تھا کہ ریزولیوشنز وغیرہ کی مخالفت ان کی پارٹی نہیں کرے گی ۔ ہم چاہتے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے بہر حال اس قرار داد سے اپنے اتفاق کا اظہار کیا ہے ۔ مگر آئینی مشکل تو مختلف ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میاں خورشید انور صاحب ہمارے بڑے مہربان اور محترم ہیں ۔ یہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ معاملہ کوئی اور ہو تو فائدہ کسی اور معاملے میں کرائیں ۔ ذرا حوصلے سے کام لیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ جس کے متعلق جناب حاجی صاحب نے یہ اعتراض اٹھایا ہے ۔ وہ ہے 128 کے مباحث ۔ آرڈیننس کا اظہار نا پسندیدگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے اور بات کی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ Exactly Sir. جناب اس ریزولیوشن کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ موضوع زیر بحث یہ ہے کہ یہ ایوان پارلیمنٹ کو یہ درخواست کرے کہ افیون وغیرہ کے متعلق سارے پاکستان میں ایک جیسا قانون بنایا جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس پر تو اعتراض کیا ہی نہیں گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اعتراض تو پہلے میں بھی نہیں کیا گیا ۔

But under the rules unless one fourth of the members rise in their seats, leave is not granted.

اب اس کی interpretation یہ ہے کہ جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو۔ آیا اس میں بھی یہ طریق کار ضروری ہے یا نہیں ۔ میں نے کچھ تحریک التوا دیکھی ہیں ۔ اس میں بعض اوقات یہ ہوا ہے کہ جب ان کی مخالفت نہیں ہوئی ۔

Without asking the members to rise in their seats, discussions have been allowed on them.

شیخ عزیز احمد ۔ جہاں تک ایک چوتھائی کا تعلق ہے ، وہ deal کرتا ہے 104 سے اور 104 میں صرف تین چیزیں آتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے میری بات توجہ سے نہیں سنی ۔ یہ ٹھیک ہے کہ قاعدہ 104 ان چیزوں سے deal کرتا ہے ۔ لیکن جب یہ تحریک کی جائے کہ اس کی اجازت دی جائے اور ہاؤس میں اس مخالفت نہ کی جائے ۔ آیا اس وقت بھی یہ ضروری ہے کہ ممبران کو کہا جائے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ یہ نکتہ ہے جس پر مجھے غور کرنا ہے ۔ تحاریک نمبر پانچ و چھ بھی ایسی ہیں جن میں یہی پوزیشن ہے ۔

I will consider that point.

حاجی صاحب ، پھر اگلی تحریک بھی اسی طرح ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ، اس کو بھی ڈیفر فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب مفاد عامہ کے معاملات سے متعلق قرار دادیں پیش ہونگی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

پنجاب پیپلز لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1972 پر اظہار نا پسندیدگی

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں قرار داد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ پنجاب پیپلز لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1972ء لوکل سیلف گورنمنٹ کے وہ تقاضے پورے نہیں کرتا جو ایک آزاد جمہوری ملک کے لیے نہایت ضروری ہیں ۔ بالخصوص اس آرڈیننس میں دیہی آبادی کو مقامی سطح پر نمائندگی سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ اور اس تمام قانون سے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کے تحت قائم کئے جانے والے ادارے ایک مخصوص سیاسی جماعت کی نمائندگی کریں گے ۔ اور اس لیے اس کے تحت قائم ہونے والے ہر ادارے کے ساتھ ایک سیاسی جماعت کا نام چسپاں کیا

گیا ہے ۔ لہذا اس آرڈیننس پر اظہار نا پسندیدگی کی قرار داد منظور کی جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ پنجاب پیپلز لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1972ء لوکل سیلف گورنمنٹ کے وہ تقاضے پورے نہیں کرتا جو ایک آزاد جمہوری ملک کے لیے نہایت ضروری ہیں ۔ بالخصوص اس آرڈیننس میں دیہی آبادی کو مقامی سطح پر نمائندگی سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ اور اس تمام قانون سے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کے تحت قائم کیے جانے والے ادارے ایک مخصوص سیاسی جماعت کی نمائندگی کریں گے اور اس لیے اس کے تحت قائم ہونے والے ہر ادارے کے ساتھ ایک سیاسی جماعت کا نام چسپاں کیا گیا ہے ۔ لہذا اس آرڈیننس پر اظہار نا پسندیدگی کی قرار داد منظور کی جاتی ہے ۔

اس میں کچھ ترامیم کے نوٹس بھی ہیں ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتی ہوں :

کہ مذکورہ قرار داد کی سطر 2 میں الفاظ ''لوکل سیلف گورنمنٹ،، کے بعد وارد ہونے والے جملہ الفاظ کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

''وہ تمام تقاضے پورے کرتا ہے جو ایک آزاد جمہوری اور عوامی حکومت کے لیے نہایت ضروری ہیں اور چونکہ موجودہ حالات میں دیہی علاقوں کی فلاح و بہبود کے لیے آرڈیننس مذکور بہت سود مند ثابت ہو رہا ہے ۔ لہذا اس آرڈیننس کو صوبہ پنجاب میں ہو بہو لاگو اور برقرار رہنے دیا جائے ۔،،

Haji Muhammad Saifullah Khan : Tbis is negation of the resolution. It negates the whole resolution.

بیگم ریحانہ سرور ۔ یہ بالکل اسنڈمنٹ بنتی ہے ۔ negation کلاز کی ہو سکتی ہے ۔ ریزولیوشن کی نہیں ہو سکتی ۔ حاجی صاحب آپ ذرا رولز پڑھیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. They can raise their points and, for that matter, they can make a speech. That is the convention but an amendment which negates the contents of the resolution cannot be moved.

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ پہلے بہت ساری ترامیم اس ہاؤس میں پیش ہو چکی ہیں اس وقت اس قسم کا اعتراض نہیں کیا گیا تو آج یہ اعتراض کیوں کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے یہ اعتراض آپ ہی نے کسی سٹیج پر کیا تھا ۔

(قہقہے)

بیگم ریحانہ سرور ۔ لیکن negation کی ترمیم بل کے اوپر لاگو ہوتی ہے resolution پر لاگو نہیں ہوتی ۔

Mr. Speaker - Haji Sahib, on what rule or interpretation you are basing this objection ?

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا میں ابھی بتاتا ہوں اور اس پر بہت سی رولنگز موجود ہیں مجھے امید ہے کہ رولز میں بھی اس قسم کی خامی نہیں رکھی گئی ہو گی ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جب آپ اس قسم کی ترمیم کے بارے میں save ہی نہیں کہ آیا ریزولیوشن میں اس قسم کی ترمیم پیش کی جا سکتی ہے یا نہیں تو پھر اعتراض کس بات کا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ اس قسم کی frivolous amendmensts بھی آ سکتی ہیں ۔

Mr. Speaker - How could you say that ? Normally, Begum Rehana Sarwar's amendments are not frivolous.

Haji Muhammad Saifullan Khan : I would draw your attention to rule 172 (3).

An amendment shall not be moved which has merely the effect of a negative vote.

بیگم ریحانہ سرور ۔ مگر یہ تو بل کے بارے میں ہے ۔ ریزولیوشن کے بارے میں نہیں ہے ۔

Well, This is regarding the amendments proposed in a bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It negates the resoultion. You cannot negate a resolution or a motion. You can vote negative but as you have to amend, you can do so according to the resolution or the motion moved and in conformity with the motion.

Begum Rehana Sarwar : Well I don't agree, with you, Haji Sahib.

Haji Muhammad Saifullah Khan : You may not but the rules say so. Please see rule 97 of the Rules of Procedure which says.

> After a resolution has been moved, any member may, subject to these rules, move an amendment to the resolution.

Begum Rehana Sarwar : Yes, of course.

Mr. Speaker : Subject to these rules.

(At this stage Mr. Deputy Speaker occupied the Chair).

Mr. Deputy Speaker : Will you please explain your point of order ?

Begum Rehana Sarwar : Haji Sahib says that I cannot move an amendment in his resolution whereas I am of the view that I can move an amendment to a resolution or even to a bill. As far as the amendment to negate clause is concerned, that is only regarding a bill and not a resolution. I would draw your kind attention to rule 170 which lays down.

> When a motion has been moved, ...

The motion has already been moved.

> .....the Speaker may propose the question for the consideration of the Assembly and if motion embodies two or

more separate propositions, each of the propositions may be proposed as a separate question.

Therefore, my question should be decided separately and the Speaker has the power to do so.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Please read rule 172 (3) along with rule 97.

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ یہاں ایک ریزولیوشن press trust کے بارے میں پیش ہوا تھا جس میں میں نے ایک ترمیم پیش کی جو اسی قسم کی تھی اور ہاؤس نے اسے پاس کیا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کو اعتراض تھا کیا ؟

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پریس ٹرسٹ کے ریزولیوشن میں میں نے ایک ترمیم پیش کی تھی جو اس ریزولیوشن کو negate کرتی تھی ۔ اس ریزولیوشن پر بحث کی گئی تھی اور ہاؤس نے اسے مع ترمیم کے پاس کیا تھا ۔ اس وقت انہوں نے اعتراض نہیں کیا تھا ۔ یہ بات اس ہاؤس کی پریکٹس میں چلے آ چکی ہے اور precedent بن چکا ہے ۔ اس لیے میں اپنے اعتراض پر قائم ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کو اس وقت خود ہی اعتراض کرنا چاہیے تھا ۔ مشتہری ہشیار باش ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ میں بھلا اپنی ترمیم پر اعتراض کیوں اٹھاتی ۔ وہ تو آپ کا کام تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس لیے تو میں نے کہا ہے کہ مشتہری ہشیار باش ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ قاعدہ 97 کے تحت ترمیم subject to rules آئے گی ۔ ترمیم قاعدہ (3) 172 کے تحت آئے گی ۔ تو 172 کی (3) میں ہے ۔

An amendment shall not be moved which has merely the effect of a negative vote.

ان کی امنڈمنٹ purely negative vote ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ تقاضے پورے نہیں کرتا ۔ یہ کہتی ہیں کہ یہ کرتا ہے ۔

It is a question of debate. She can say in her speech that this is so and so but it can't be made part of the amendment.

Begum Rehana Sarwar : Sir, the rule very much pertains to an amendment to a Bill and not to a Resolution.

Haji Muhammad Saifullan Khan : If we look at the law then it can't be done but if.....

Mr. Deputy Speaker : The point for consideration, particularly, is whether this motion has got the effect of a negative vote.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ تقاضے پورے نہیں کرتا اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا جائے ۔ وہ کہتی ہیں کہ یہ تقاضے پورے کرتا ہے اور اس کو پسند کیا جائے ۔ جو اس کے حق میں ہوں گے وہ اپنا اظہار کریں گے جو اس کے خلاف ہوں گے وہ اپنا اظہار کریں گے ۔ اور اگر ان کی امنڈمنٹ لی جائے گی تو پھر negative vote کسے کہتے ہیں جناب والا ؟

Mr. Deputy Speaker : Negative vote means that it should say that this motion is not to be moved.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب امنڈمنٹ کی فارم میں اگر وہ negate کرتی ہو اصل motion کو that is called an amendment with negative vote.

وزیر اعلیٰ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ حاجی صاحب خواہ مخواہ آپ نے اپنا قیمتی وقت اس بحث میں ضائع کر دیا ہے ۔ آپ نے ایک نقطۂ نظر پیش کرنا ہے ۔ انہوں نے اس کے خلاف اپنا نقطۂ نظر پیش کرنا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ کر سکتی ہیں اس سے میں انکار نہیں کرتا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ تو پھر ان کی امنڈمنٹ آ جائے اس میں کیا حرج ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں قواعد کی رو سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ ان کی امنڈمنٹ کو in order قرار دے دیتے ہیں ۔

She has to speak first and if the amendment is voted upon first.....

تو اس سے اصل موشن ختم ہی ہو جائے گی ۔ اگر ان کی ترمیم پہلے لے لی جائے تو ووٹ تو پھر ان کی موشن پر ہو گا نہ کہ میری موشن پر ۔ اس لیے قواعد میں یہ رکھا گیا ہے کہ اصل موشن پر ووٹنگ لازمی ہے اگر جناب والا ۔ اس قسم کی امنڈمنٹ آنا شروع ہو جائیں تو پھر اصل موشن تو ختم ہو جایا کرے گی۔ and that is called a negative vote.

وزیر اعلیٰ ۔ حاجی صاحب اصل بات یہ ہے کہ جب موشن دی جاتی ہے اور اس میں جو بھی امنڈمنٹ دی جاتی ہے ۔ تو اس لیے دی جاتی ہے کہ یا improve upon کیا جائے ۔ یا modify کیا جائے ۔ یا پھر negate کیا جائے ۔ یہی تو ترمیم کا مقصد ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب یہ اس طرح کر سکتی ہیں کہ مثال کے طور پر میں نے لکھا ہے ۔ کہ یہ مخصوص سیاسی جماعت کی عکاسی کرتا ہے تو یہ اس میں اس قسم کی ترمیم دے سکتی ہیں کہ یہ الفاظ حذف کر دئیے جائیں ۔ یا فلاں الفاظ کو یہ کر دیا جائے ۔ جہاں negative vote آ جائے گا تو اصل موشن تو پھر consider ہی نہیں ہو گی ۔ وہ قاعدہ 172 (3) کے تحت ممنوع ہے اس سے پھر اصل موشن کا مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔

And the motion can't be put to the House.

وزیر اعلیٰ ۔ میری استدعا ہے جناب سپیکر کہ اس پر فیصلہ ہو جائے تا کہ وقت ضائع نہ ہو ۔

Mr. Deputy Speaker : Minister for Law.

وزیر قانون ۔ میں عرض کرتا ہوں جناب والا ۔ اس معزز ایوان میں پہلے بھی ترامیم پیش کی جاتی رہی ہیں اور ہاؤس کی رائے لی جاتی رہی ہے ۔ ویسے آپ آج اگر مختلف رولنگ دینا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے ۔ میرے خیال میں کوئی صورت نہیں بنتی جس سے کہ negative vote کی بات ہو ۔ آپ قرار داد کا باب

بھی دیکھ لیں ۔ اگر کوئی ایسی نیت ہوتی تو رولز بناتے وقت ان کو فریم کرتے وقت قرار داد کے باب میں کوئی ایسی بات رکھ دی جاتی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بیگم صاحبہ آپ کے نزدیک negative vote سے کیا مراد ہے ؟

Begum Rehana Sarwar : When it negates a clause of a bill and not a resolution.

Mr. Deputy Speaker : I am very much clear about this. This has got no relationship with the resolution, but I want to know whether it has got that effect or not.

بیگم ریحانہ سرور ۔ پہلے ایک ایسی ہی ترمیم پاس کی جا چکی ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : I have given the floor to the Minister for Law.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس میں negative vote کی کوئی شکل نہیں بنتی ہے ۔ حاجی صاحب کا اپنا نقطہ نظر ہے اور محترمہ کا اپنا ہے ۔ ترمیمی قرارداد پر اگر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہاؤس کے سامنے جب Put کریں گے تو ہاؤس کی رائے آخری فیصلہ رکھے گی ۔ اس میں جناب والا ۔ negative vote کی شکل ترمیم کی صورت میں نہیں بنتی ۔ اس میں جو ترمیم بیگم ریحانہ سرور کی طرف سے ہے اگر اس کو پیش کریں گے تو وہ کسی صورت میں negative نہیں ہوگی ۔ وہ positive vote کے لیے ہوگی ۔ مثال کے طور پر حاجی صاحب کی جو بنیادی قرار داد ہے اس میں اگر یہ کہا جاتا کہ اس قانون کو پسند نہ کیا جائے تو وہ negative form بنتی لیکن اس کو affirmative بنانے کے لیے کہا گیا کہ اس کو نا پسندیدہ قرار دیا جائے ۔ جب ہم یہ کہیں گے تو وہ affirmative ہوگا ۔ اس لیے یہ اعتراض حاجی صاحب کا اس پر حاوی نہیں ہوتا ۔ اور یہ ترمیم پیش ہو سکتی ہے ۔ ترمیم کو آپ دیکھیں کہ وہ negative یا affirmative ووٹ مانگتی ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : We have got another elderly Member, Sheikh Aziz Ahmad who wants to explain some thing.

Sheikh Aziz Ahmad : May I refer to Rule 93 of the rules of Procedure, which says—

> 93. (1) A resolution shall be in the form of a declaration of opinion by the Assembly.

It will be put to the House. Some say 'yes' and some say 'no'. Does it mean that that resolultion has been negated.'

ریزولیوشن ہی اس قسم کا ہے ۔ اگر ایک ممبر کہتا ہے کہ میرا نظریہ یہ ہے کہ یہ قانون عوام کے مفاد کے منافی ہے ۔ تو دوسرا ممبر اس میں ترمیم کر سکتا ہے کہ یہ قانون عوام کے مفاد کے منافی نہیں ہے ۔ ڈیکلیر کیو اور اسمبلی کی رائے کو اکٹھا کیا جائے تو ہاؤس جیسا کہ اس کو Negative قرار دیتا ہے تو وہ اس ریزولیوشن پر لاگو نہیں ہوتا ۔ اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ یہ ریزولیوشن ہاؤس کے سامنے پیش کر دیا جاتا تو چند لوگ کہتے ''ہاں،، باقی کہتے ''نہیں،، تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ ریزولیوشن کو Negative کر دیا گیا ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : Let me Consult Secretary Assembly.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پیشتر اس کے کہ آپ فیصلہ دیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے ۔ اگر وہ اصل موشن کے contents کو بالکل الٹ کر دیا جائے تو اس کو negative vote کہا جاتا ہے ۔ طریق کار اور قواعد میں رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی موشن آتی ہے مثال کے طور پر روزانہ موشنیں آتی ہیں کہ بل کو زیر غور لایا جائے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ اس chapter میں بل کی بات ہے ریزولیوشن کی بات نہیں ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : "The Bill be taken into consideration" Amendments relate to the whole of the bills and motions. You can ask the Secretary Assembly about this.

رولز کو دیکھ لیا جائے ۔ اس کے لیے رول 172 آئیگا ۔ تو میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر جناب یہ رولنگ دے دیتے ہیں کہ اس طرح کی موشن آ سکتی ہے ۔ تو طریق کار یہ ہے کہ وہ اس کی تحریک کرتے ہیں کہ بل کو فی الفور زیر غور

لایا جائے ۔ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں "I oppose" اور وہ صرف اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں کہ اس کو نہیں لینا چاہیے ۔ کل کو اور موشن آنی شروع ہو جائیں گی اور پھر ان کی طرف سے تحریک آئے گی کہ بل کو فوراً زیر غور لایا جائے ۔ ہم تحریک دیں گے کہ اس کو زیر غور نہ لایا جائے ۔ جناب والا ۔ اس قسم کی تحاریک کبھی admit نہیں ہوئیں ۔ پھر اس پر دو دو دفعہ بحث ہونی شروع ہو جائیگی ۔ پہلے اس ترمیم پر اور پھر اس کے اصل پر ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ پہلے ایسا ہوتا رہا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر کبھی بھی اس قسم کی اجازت نہیں دی گئی اور یہاں میں سمجھتا ہوں کہ پیچیدگیاں پیدا کر دی گئی ہیں اس لیے کہ negative vote کا سد باب کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد وہ negative motion ہو جائیگی اور وہ ترمیم کہلائے گی ۔ یہ جناب کی مرضی ہے ۔ بہر حال Negative Vote کا مقصد یہی ہے کہ اس کی مخالفت کر کے وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رہنی چاہیے یا نہیں رہنی چاہیے ۔ اس کے الفاظ میں جو اس کا اصل مقصد ہے وہ فوت نہیں ہو سکتا ۔ وہ negative نہیں ہو سکتا ۔

They can say that this is a proper and valid Ordinance ; it should remain or it should not remain.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ اس کو defer کر دیا جائے ۔

Begum Rehana Sarwar : Sir, I draw your kind attention to Rule 97, which reads as under :—

> 97. After a resolution has been moved, any member may, subject to these rules, move an amendment to the resolution.

A member is entitled to move any amendment. This rule does not restrict the nature or form of an amendment.

میری ترمیم کی تحریک پیش کی جا چکی ہے۔ اب اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ محترمہ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ

ترمیم جو ہوتی ہے وہ بل کے متعلق ہوتی ہے ۔ در اصل ترمیم تو ہر چیز کے بارے میں ہو سکتی ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : I have heard and considered the mover and the other respectable members of the House, including the Minister for Law, and I am of the opinion that the point of order raised by Haji Muhammad Saifullah Khan is proper.

(Applause)

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس آف 1972ء عوامی تقاضوں کو پورا کرتا ہے ۔ عوامی سطح پر کاروبار ہونے میں عوام کی براہ راست شرکت کا ضامن ہے لہذا اسے نئے آئین کی روشنی میں ضروری ترامیم کر کے نافذ فرمایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کیا یہ آپ کی ترمیم ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ترجمہ ہے بیگم صاحبہ کی ترمیم کا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کو آپ میرے پاس بھجوا دیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ وہ ریکارڈ پر موجود ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ یعنی ضروری ترامیم کے ساتھ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کا بھی مطلب یا اثر وہی ہے ۔

Sardar Saghir Ahmad : Then I oppose and I will have the right to speak.

Mr. Deputy Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں اس امر سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ کسی ملک میں جمہوری نظام قائم کرنے کے لیے ۔ جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے ۔ اس ملک کے عوام کو جمہوریت سے روشناس کرانے کے لیے اور جمہوری تقاضوں کو عوام میں زیادہ سے زیادہ ہم اہنگ اور مقبول بنانے

کے لیے ہمیشہ سے یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ یہ لوکل سیلف گورنمنٹ کا نظام ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے - یہی وہ نظام ہے جو چھوٹی سطح سے شروع ہو کر تربیت دیتا ہے - اس قسم کے ایوانوں کے لیے - پارلیمنٹ اور دوسرے بڑے بڑے ایوان ہائے کے انتخابات کے لیے - یہ ادارے جنہیں ہم فی الحال بالکل معمولی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں جنہیں ہم پوری اہمیت نہیں دیتے - جنہیں مقامی سطح پر اتنا زیادہ اہم نہیں سمجھتے - دراصل ملک میں جمہوریت کے قیام کا - ملک میں جمہوریت کی بقا اور ملک کے اندر جمہوری نظام صحیح معنوں میں قائم کرنے کی یہی بنیاد ہوا کرتے ہیں -

جناب والا - افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس ملک میں اس اہم ترین نظام پر جو کہ چھوٹی سطح سے اوپر کو اٹھتا ہے اور ہمیشہ سے ابتدا لوکل سیلف گورنمنٹ سے کی جاتی ہے اور اس کے بعد اصل گورنمنٹ جمہوریت کے لحاظ سے قائم ہوتی ہے کبھی توجہ نہیں دی گئی - شروع شروع میں 1947 کے بعد یہاں پر جو نظام قائم تھا اسے پنچائتی نظام کہا جاتا تھا - دیہات میں پنچائتیں قائم تھیں قصبات میں ٹاؤن کمیٹیاں تھیں - شہروں میں میونسپل کمیٹیاں تھیں اور اس سے بڑے بڑے شہروں میں کارپوریشنیں قائم کی گئیں ۔ اور پھر ان پنچائتوں کے اوپر دیہات کا ایک لیول ڈسٹرکٹ بورڈ کی شکل میں اختیار کیا گیا - اس تجربہ کو آزمایا گیا - جناب والا - اس تجربہ میں یہ ثابت ہوا کہ ان پنچائتوں کے انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر نہیں ہوا کرتے تھے - اس میں خفیہ ووٹنگ نہیں ہوتی تھی - بلکہ بڑے بڑے جاگیر دار - بڑے بڑے زمیندار - بڑے بڑے نمبر دار - بڑے بڑے ذیلدار آدمیوں کو اکٹھا کر لیتے تھے اور ان سے ہاتھ کھڑے کرائے جاتے تھے جس سے ان کا طریقہ انتخاب مقرر ہوتا تھا اور وہ پنچائتیں قائم ہو جاتی تھیں - یہ ایک بلا اختلاف واضح امر ہے کہ اس قسم کی پنچائتیں محض اس وجہ سے نہ مقبول ہوئیں اور اس وجہ سے ناکام ہوئیں کہ وہاں پر صحیح نمائندگی نہ مل سکتی تھی - اور وہ بیچارے غریب عوام اپنی رائے کا اظہار صحیح طریق پر نہ کر سکتے تھے - ان بڑے بڑے جاگیرداروں - بڑے بڑے سرمایہ داروں اور بڑے بڑے نمبرداروں کے خلاف اپنی رائے کھلے طریق پر نہ دے سکتے تھے - اگر کوئی اس قسم کی

جرأت کا مظاہرہ کر لیتا تھا تو پھر اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ اس دیہ میں ۔ اس گاؤں میں یا اس علاقے میں قیام پذیر ہو سکے ۔ اس اہم بنیادی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ ملک چونکہ جمہوری قدروں پر قائم ہوا ہے اس میں جمہوریت کو ہم نے فروغ دینا ہے ۔ جمہوریت کو ہم نے چلانا ہے ۔ اس کے لیے 1959ء میں ایک نیا تجربہ کیا گیا اور اس نظام کو بنیادی جمہوریت کا نظام کہا گیا ۔ اور اس کے تحت یونین کونسلیں ۔ ڈسٹرکٹ کونسلیں ۔ ٹاؤن کمیٹیاں اور میونسپل کمیٹیاں قائم کی گئیں ۔ آج کے دور میں اس نظام میں جو سب سے بڑی خوبی رکھی گئی اور دیکھی گئی اور جو آزمائی گئی اور جو ثابت ہوئی وہ یہ تھی کہ اس میں ہر بالغ شخص کو خفیہ رائے دہی اور اپنی رائے کے اظہار کرنے کا موقع دیا گیا اور پھر اس کے دائرے کو اتنا وسیع نہ کیا گیا جس طرح پہلے ہوتا تھا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے بڑے بڑے حلقے بنا دیئے جاتے تھے اور ان حلقوں کے انتخابات میں لوگوں کو مجبور کیا جاتا تھا ۔ انہیں پتا بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم نے کس کو ووٹ دینا ہے ۔ کس نے ہماری نمائندگی کرنی ہے ۔ کون آ رہا ہے ۔ وہ ہمارا بھی خواہ ہے یا بدخواہ ہے ۔ کون ہے کون نہیں ہے ۔ اس میں چھوٹے چھوٹے حلقے بنائے گئے ۔ اس میں اب ایسی جمہوریت کی تربیت ہو گی کہ ہر شخص کو اپنے ووٹ کی قیمت کا علم ہوگا ہر شخص کو یہ احساس ہو گا کہ میری ہی رائے سے ۔ میرے ہی ووٹ سے میرے ہی وارڈ کا نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے ۔ اگر میں ووٹ نہ دوں ۔ میں یہ حق استعمال نہ کروں تو چاہے کتنا بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو ۔ چاہے کتنا بااثر سے بااثر آدمی کیوں نہ ہو وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور منتخب نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ۔ اس نظام میں آپ نے دیکھا ہوگا اور یہ بھی واقعات اور شواہدات ہیں کہ معمولی سے معمولی آدمی منتخب ہو جایا کرتا تھا اور بڑے سے بڑا

جاگیر دار اور سرمایہ دار منتخب نہیں ہوا کرتا تھا ۔ اور میں اپنے حلقہ نیابت کی ایسی ہزاروں مثالیں دے سکتا ہوں کہ بڑے سے بڑے نمبردار کے مقابلے میں ایک معمولی سے معمولی چار ۔ معمولی سے معمولی ان کی برادری کا آدمی کامیاب ہو گیا اور بڑے سے بڑے آدمی ناکام ہوئے ۔ اس سے ہمیں دو فائدے ہوئے ۔ ایک تو عوام کی قیمت اور اہمیت آشکارہ ہو گئی اور یہ ثابت ہو گیا اور ظاہر ہو گیا کہ عوام کی اہمیت کیا ہے ۔ جناب والا ۔ دوسرا جو سب سے بڑھ کر ہمیں فائدہ پہنچا وہ یہ کہ عوام کو اپنا ووٹ دینے کی اور اپنا ووٹ حق رائے دہی استعمال کرنے کی تربیت ہو گئی ۔

جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہی لوکل سیلف گورنمنٹ کا نظام تھا جس نے عوام کو یہ جرأت بخشی ۔ عوام کو یہ طاقت دی کہ موجودہ انتخابات میں انہوں نے ہر قسم کی پرواہ کئے بغیر ۔ ہر قسم کے اثر و رسوخ اور دھاندلی یا کسی قسم کے دباؤ کو برداشت کئے بغیر جس نے جہاں چاہا اپنی آزادی رائے اور آزاد منشا کے تحت ووٹ دیا ۔ یہ تھی اس نظام کی خوبی ۔ اور وہ نظام جس کا متبادل یہ پیپلز لوکل کونسل کا نظام رائج کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس آرڈیننس کو نافذ کیا گیا ہے ۔ یہ اس نظام کی قطعی طور پر نفی کرتا ہے ۔ جو خوبیاں اس نظام میں تھیں ۔ جو چیز اس نظام نے بخشی ۔ جو بیداری اس نظام نے عوام کو دی اور جو حق رائے دہی کا احساس اس نظام نے آپ کو دیا وہ احساس اس آرڈیننس نے سلب کر دیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس امر کا اعتراف آپ کے قائد ایوان بھی کئی بار کر چکے ہیں کہ لوکل سیلف گورنمنٹ کے لیے بنیادی جمہوریت کے نظام سے بہتر کوئی نظام نہیں ہے ۔ اگر اس نظام میں کوئی خرابی رکھی گئی تھی تو وہ یہ تھی کہ اسے ڈویلپمنٹ اداروں سے نکال کر اسے پولیٹیکل ادارہ بنا دیا گیا تھا ۔ بی ۔ ڈی ممبر کو لوکل سیلف کی حدود سے نکال کر یعنی

اس کے اپنے دائرہ کار سے نکال کر انہیں اسمبلی کے لیے اور فیڈرل اسمبلی اور پریذیڈنٹ کے لیے الیکٹورل کالج رکھ دیا جس سے وہاں کرپشن پیدا ہوئی ۔ جس سے وہاں دھاندلیاں پیدا ہوئیں اور وہ نظام ناکام ہوا ۔ اس امر کا ہر شخص اعتراف کر چکا ہے کہ اگر اس میں یہ غلطی نہ کی جاتی یا اب جو نئے الیکٹورل کالج بن چکے ہیں اور عوام کی بالغ رائے دہی پر اسمبلیاں منتخب ہوتی ہیں ۔ عوام کی بالغ رائے دہی پر تمام انتخابات ہوتے ہیں اور اب اگر اس نظام کو اسی شکل میں نافذ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح مقاصد حاصل ہوں گے جو اس نظام کے تحت حاصل ہو سکتے ہیں یا جس مقصد کے لیے وہ نافذ کیا گیا تھا اور وہ حاصل نہ ہو سکے ۔ ہم میں سے ہر شخص کو اعتراف ہے کہ اس نظام کے تحت ہر چھوٹے بڑے کو ۔ دیہی آبادی سے لے کر لاہور اور کراچی تک ۔ بڑے سے بڑے شہر کے شہری کو برابر کا حق نمائندگی دیا گیا تھا ۔ برابر کا حق رائے دہی استعمال کرنے کا موقع دیا گیا تھا ۔ اور اس کا موازنہ اگر آپ پیپلز لوکل کونسل آرڈیننس سے کریں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ بجائے آگے جانے کے ہم کتنا پیچھے جا چکے ہیں ۔ 1935ء کے لیول سے بھی پیچھے رکھ دئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کو ہم نے لوکل گورنمنٹ کا نام تو دے دیا ہے لیکن میں وثوق اور چیلنج سے کہہ سکتا ہوں کہ سارے آرڈیننس میں ملک کی 89 فیصد آبادی کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ کہیں بھی یہ نہیں لکھا گیا کہ دیہی آبادی کو کس طرح نمائندگی ملے گی ۔

جناب والا ۔ ہمیں اس عوامی حکومت سے یہ توقع تھی کہ اس ملک میں ایسے ایسے قانون نافذ کرے گی اور ایسا نظام نافذ کرے گی جو عوام کو زیادہ سے زیادہ حق نمائندگی ۔ زیادہ سے زیادہ حق رائے دہی دے گا اور اس نظام کو فقط زیادہ ترمیم کر کے بہتر بنائیں گے کہ اگر کوئی نقص اس میں چلی جائے گی

ہیں ۔ ایک آزمائے ہوئے نظام میں کسی قسم کی خرابیاں پہلے دیکھی گئی ہیں اس کو ہم دور کریں ۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ سوائے ایک خرابی کے کوئی اور خرابی اس نظام میں تھی ۔ مگر ہم بنے تو محض اس لیے اس پر اچھی چیز کو ۔ جو اس دور کی ہو ہر حالت میں ختم کرنا ہے ۔ چاہے اس کے نتائج جو بھی نکلیں اس پر عمل پیرا ہونا ہے ۔ جناب والا ۔ ہماری حکومت نے بھی اس آرڈیننس کو نافذ کر کے یہی کچھ کیا ہے اور ایک اچھے خاصے نمائندہ نظام کو ختم کیا جس کے تحت ہر شخص مطمئن تھا ۔ ہر شخص کو اپنے مسائل حل کرنے کا موقع ملتا تھا ۔ ہر چھوٹی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک انہیں نمائندگی کا موقع مل جاتا تھا ۔ اب ہم نے اس آرڈیننس کو نافذ کر کے کیا کیا ہے ۔ اس نظام کو ۔ اس نمائندہ نظام کو ختم کر کے ہمیں ملا کیا ہے ؟

پہلی چیز جو اس آرڈیننس سے ملی ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال کا عرصہ ہونے والا ہے ۔ دو سال کے اندر لوکل باڈیز جو ابتدائی ادارے ہیں اور بڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں کو معطل کر کے رکھ دیا ہے ۔ اب تمام شہر ۔ قصبات اور دیہات پر افسر شاہی اور نوکر شاہی کا قبضہ ہے ۔ یہ وہ ادارے ہیں جو عوامی نمائندوں کے لیے بنائے جاتے ہیں ۔ جن کا مقصد عوام کی خواہشات اور ان کے احترام کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے ۔ ہم نے ایڈمنسٹریٹر کی شکل میں تمام نوکر شاہی کو مسلط کر دیا ہے ۔ کس نوکر شاہی کو جس کے خلاف یہ پارٹی قائم ہوئی تھی ۔ جس نے نعرے لگائے تھے کہ ہم نوکر شاہی کو فروغ نہیں دیں گے ۔ کونسا ادارہ ہے ۔ کونسا مقام ہے ۔ کونسی جگہ ہے ۔ جہاں آپ نے نوکر شاہی کو چلے سے زیادہ مسلط کر کے نہیں رکھا ؟ کیا آپ کوئی مثال کسی ادارے کی دے سکتے ہیں ؟ کسی یونین کونسل ۔ کسی ڈسٹرکٹ بورڈ کے لیول تک ۔ کارپوریشن کے لیول تک اب کوئی ایسا ادارہ نہیں کہ جسے جمہوری ادارہ کہا سکیں ۔ جس طرح درخت

کی مثال ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ جناب والا ہی ایوان ہے چاہے پارلیمنٹ ہو چاہے سینیٹ ہو اس کا اوپر کا حصہ سرسبز دکھائی دیتا ہے اور جڑ جو ہوا کرتی ہے اسی طرح جمہوریت بھی ہوتی ہے کہ لوکل باڈیز کے ادارے جڑ ہوا کرتے ہیں۔ جس کی اس قانون کے تحت ہم نے وہ تمام حق نمائندگی سلب کر کے تمام نمائندگیاں ختم کر دی ہیں۔ دیہاتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کرنے کے لیے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے۔ دیہات کی آبادی ایک اچھی خاصی آبادی ہے اور ملک کی خطیر آبادی ہے اور اس 80 فیصد آبادی کا نام و نشان اس آرڈیننس میں نہیں ہے۔ کہیں ذکر نہیں کیا گیا کہ کس طرح نمائندگی دی جائیگی۔ کونسے ادارے ہوں گے۔ اگر اس میں رکھا بھی گیا ہے تو تمام لوکل گورنمنٹ دیا گیا ہے۔ نمائندگی کا طریقہ کار رکھا بھی گیا تو قصبات اور شہروں کی حد تک ہے جن کی آبادی گیارہ فیصد سے زائد نہیں ہے۔ اور وہ بھی کس شکل میں رکھا گیا؟ اس کے لیے کوئی طریقہ کار منتخب نہیں کیا گیا کہ انتخابات کس طرح ہونگے حلقہ بندی کس طرح ہوگی اور کس نظام کے تحت چلے گی۔ ان تمام خرابیوں کے باوجود اور برائیوں کے باوجود اگر اس نظام کے تحت شہروں کی حد تک نمائندگی ہو بھی جائیگی تو اس کے لیے کوئی طریقہ کار منتخب نہیں کیا گیا کہ انتخابات کس طرح ہونگے۔ باوجود ان تمام برائیوں کے۔ خرابیوں کے۔ اس نظام کے تحت شہروں کی حد تک کو نمائندگی ہو جائیگی لیکن جناب والا۔ گورنمنٹ نے اپنے پاس اتنے اختیارات رکھ لیے ہیں کہ عوام کی منتخب کردہ کونسلوں کو جس وقت بھی چاہے نظام نوٹس دیئے بغیر ختم کر سکتی ہے۔ توڑ سکتی ہے۔ یہی جمہوری نظام ہے کیا؟ اسی کو آگے چل کر اساس بنائینگے اور اس سے کیا ہم عوام کو جمہوریت کی تربیت دینگے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ جتنی بیداری عوام میں پیدا ہو گئی تھی

اسی کو ہم ظلم کہتے ۔ پچھلے انتخابات میں عوام نے جو اظہار کیا ہے ہم اس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بناتے زیادہ سے زیادہ ابھارتے ازیادہ سے زیادہ اس کو فروغ دیتے ۔ وہ صرف اسی شکل میں دے سکتے تھے ۔ ابھار سکتے تھے کہ ہم حق نمائندگی دیتے ۔ زیادہ سے زیادہ کونسلیں بناتے ۔ اس نظام میں جو کچھ بھی رکھا گیا ہے وہ اس تمام پچھلے نظام کی خوبیوں کی قطعی طور پر نفی کرتا ہے ۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسمبلیاں واحد اسمبلیاں رہ گئی ہیں جو کہہ سکتی ہیں کہ یہاں پر جمہوریت ہے لیکن باقی ادارے جو عوامی ادارے ہیں ان سب پر گورنمنٹ نے کنٹرول رکھا ہوا ہے ۔ گورنمنٹ کے افسران نے کنٹرول رکھا ہوا ہے نوکر شاہی نے کنٹرول رکھا ہوا ہے ۔ ان افسروں نے کنٹرول رکھا ہوا ہے جن کے خلاف مہم جاری رکھی تھی ۔ جن کے خلاف جہاد کیا تھا ۔ جن کے خلاف آوازیں بلند کی گئی تھیں ۔ اسوقت وہ برے تھے ۔ وہ ملک کو تباہ کر رہے تھے یہ اب آپ کے پاس کونسا الہ دین کا چراغ ہے کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے ۔ وہی مشینری ۔ وہی سب کچھ ہے ۔ پہلے تو وہ آپ کے دشمن تھے ۔ ان کو دشمن قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم پاورز کم کرینگے ۔ ان کا اثر کم کرینگے ۔ ان کی حدود متعین کرینگے ۔ اب آپ نے وہ عوامی ادارے جو ان اسمبلیوں کی ملکیت ہیں ۔ وہ ادارے جو عوام کی ملکیت ہیں اور ہوا کرتے ہیں ۔ لوکل گورنمنٹ کا مطلب بھی یہی ہے "اپنے آپ پر حکومت کرنے کا حق،، وہ بھی ہم نے نوکر شاہی کے حوالے کر دیا ہے ۔ کیوں ؟ میں اب جو سچی بات کرنا چاہوں ۔ اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ صحیح طریقے پر سوچیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر رکن یہ تسلیم کرے گا کہ آپ کی کامیابی اور پیپلز پارٹی کی کامیابی اسی نظام ہی کی مرہون منت ہے ۔ اسی نظام نے اسکو بیداری بخشی ہے اگر اس نظام نے عوام کو رائے دھی کا پتہ نہ دیا ہوتا ۔ وہ حق جو پہلے معطل

میں دیا گیا ہے ۔ وہ ہر گاؤں میں جو دیا گیا ۔ بستی بستی میں جو دیا گیا ۔ اگر یہ تربیت نہ ہوتی تو آپ یہاں نہیں آ سکتے تھے ۔ آپ خود یقین کرینگے عوام نے کس آزادی سے ووٹ دئے ہیں ۔ کس طریقے سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم کتنے ایڈوانس ہیں ۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا نظام تھا ۔

جناب والا ۔ جسوقت بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات 1959ء میں ہوئے اور یہ نظام نافذ ہوا اس وقت قاعدہ یہ تھا کہ ووٹ دیتے وقت الگ الگ بکس ہوتے تھے اور ہر امیدوار کے بکس پر الگ الگ نشانات ہوتے تھے ۔ کسی کو بوتل کا نشان ملتا تھا ۔ کسی کو کلہاڑی کا ۔ وہ بکسوں پر بنے ہوئے تھے اب کاغذ کے نشان ہو گئے ہیں ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک امیدوار کا نشان بوتل تھا اسکا ووٹر آیا یہ 1959ء کی رائے دہی کی مثال دے رہا ہوں ۔ پرچی لی ۔ اندر گیا ۔ وہاں صندوق پڑے ہوئے تھے وہ صندوق دیکھ کر واپس آ گیا ۔ پوچھا کہ کیوں واپس آ گئے ہو ۔ اس نے کہا کہ میں نے ووٹ بوتل میں ڈالنا ہے ۔ اسکو بتایا گیا کہ جس بکس پر بوتل کا نشان ہے اس میں ڈال دو ۔ اس نے کہا کہ مجھے تو کہا گیا تھا کہ بوتل میں ڈالنا ہے ۔ اس نظام سے پہلے یہ تھا جناب والا ۔ اس وقت کا سیاسی شعور اور سیاسی بیداری ۔ یہ نظام یہاں دس سال تک نافذ رہا ۔ وہاں خرابیاں بھی آئیں جو میں پہلے بتا چکا ہوں ۔ اس کے بعد کیا بیداری آئی کہ جو پہلے ان پڑھ دیہاتی بوتل مانگتا تھا اسکو پرچی دی گئی اس پر نشانات تھے اس نے کسی کو ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ ووٹ کس کو دے رہا ہے ۔ اسنے اپنی منشاء کے مطابق جہاں چاہا صحیح طریقے سے ووٹ دیا ۔ کیا یہ تربیت آپ نے دی تھی ؟ جلسوں نے تربیت دی تھی ؟ کتابوں نے تربیت دی تھی ؟ قطعاً نہیں ۔ یہ تربیت اس نظام کے ذریعے دی گئی تھی وہ نظام جو محلے محلے میں ، بستی بستی میں پہنچا ۔ شہروں میں پہنچا ۔ اس لیے اگر

اچھی چیز دشمن کی بھی ہو اس کو بھی اچھا کہا جائے اور جو چیز بری ہو اسکو برا کہا جائے۔

یہ لوکل کونسل کا آرڈیننس جو آپ نے دیا ہے وہ قطعاً عوام کو تربیت نہیں دیتا۔ وہ عوام کو حقوق نہیں دیتا اور وہ تقاضے پورے نہیں کرتا جو کہ ایک جمہوری ملک میں جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے ہونے چاہئیں۔ یہ اسباب کم کر دیے گئے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ چھوٹی موٹی کونسلیں صرف شہروں کی حد تک محدود رکھی گئی ہیں۔ دیہات میں نہیں ہیں اور پھر بھی اس پر پابندی لگا دی گئی ہے کہ اب ہر کونسل پیپلز پارٹی ٹاؤن کمیٹی۔ پیپلز پارٹی میونسپل کمیٹی۔ پیپلز پارٹی ڈسٹرکٹ کونسل یہاں مرغ کی مثال آ جائیگی۔ آپ کہیں گے یہ کیا۔ کہ اگر اسے اڑنے کے لیے کہا جائے تو کہتا ہے کہ میں جانور ہوں۔ اور اگر اسے بوجھ لادنے کے لیے کہا جائے تو کہتا ہے کہ میں پرندہ ہوں۔ اب یہ کہیں گے کہ پیپلز کے معنی تو عوام کے ہیں۔ اس سے مراد ہماری پیپلز پارٹی تو نہیں ہے۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی سیاسی بددیانتی نہیں ہو سکتی کہ جب آپ نے اپنی جماعت کا نام پاکستان پیپلز پارٹی رکھا ہوا ہے تو پھر آپ مجھے بتائیں کہ یہ نام ضرور ہر سرکاری۔ ہر نمائندگی کرنے والے لوکل گورنمنٹ کے ادارے کے ساتھ آپ نے چسپاں کرنا ہے؟ کیا اس سے آپ کی مقبولیت بڑھے گی؟ آپ نے کیوں یہ سوچنا چھوڑ دیا ہے کہ جس وقت آپکا نام و نشان نہیں تھا۔ جس وقت آپ کا کوئی ادارہ قائم نہیں تھا۔ جس وقت آپ کے ہاتھ میں زمام حکومت نہیں تھی جس وقت آپ کے ہاتھ میں اختیار نہیں تھا اور نہتی شکل میں آپ صرف اپنی پارٹی کا نام لے کر نکلے تھے تو عوام نے آپ کے پروگرام اور عمل کو دیکھ کر آپ کو قبول کیا۔ کیسی ادارے کا نام پہلے پیپلز نہیں تھا کہ اب یہ آپ کو فائدہ پہنچا سکے گا۔ میں کہتا ہوں

کہ آپ بے شک ہر جگہ اپیلز کا لفظ چسپاں کرتے جائیں ان چیزوں سے مقبولیت نہیں بڑھا کرتی ۔ ان چیزوں سے الٹا بیرونی ممالک میں بھی اور اپنے ملک کے اندر بھی اور لوگوں کے اندر بھی برا تاثر پڑتا ہے ۔ اور یہ بھی جمہوریت میں ہر جگہ ہوتا رہتا ہے کہ اختلاف رائے بھی ہوا کرتا ہے ۔ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے جذبات اور احساسات کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے ۔ جب آپ نے اپنی پارٹی کے لیے اپیلز کا لفظ منتخب کر لیا ہے اور وہ پارٹی سارے ملک میں مکمل ہے ۔ تو مجھے بتائیں کہ مزید تاثر دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپ ان لوگوں کے جذبات اور احساسات کو اس طریقے سے کیوں مجروح کرتے ہیں ۔ جو آپ کی پارٹی کے ساتھ تعاون نہیں کرتے ۔ جو آپ کی پارٹی کے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں ۔ جنہوں نے آپ کی پارٹی کو ووٹ نہیں دینا اور سچی بات یہ ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کی نیت یہ نہ ہو ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپیلز کا لفظ اپیلز کے اصل لغوی معنوں کی شکل میں رکھا ہو ۔ ۔

مسٹر منظور حسین چغتائی ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب کو کتنا وقت دیا جائیگا ۔ یہ بہت بول چکے ہیں ۔ اب کسی اور کو بھی موقع دینا چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ اپنی تقریر ختم کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے آپ کا مقصد یہ نہ ہو ۔ آپ نے اس کے جامع معنی دیکھتے ہوئے ۔ اس کے لغوی معنی دیکھتے ہوئے ۔ اپنی پارٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس لفظ کو استعمال کیا ہو ۔ مگر آپ یہ دیکھیں کہ عوام میں اسکا تاثر کیا ہو رہا ہے ۔ اب عوام میں آپ کے اس اقدام سے کس قسم کی نفرت پھیل رہی ہے کہ آپ آخر اس ملک میں چاہتے کیا ہیں ۔ کیا آپ اس ملک میں دو پارٹی رولز چاہتے ہیں ؟ کیا آپ اپنے ملک میں ہر شخص کے نام کے ساتھ اپنی پارٹی کا لفظ چسپاں کرنا

چاہتے ہیں یا کیا چاہتے ہیں ؟ بہر حال یہ ادارے عوام کے ہوتے ہیں یہ جاعتوں کے نہیں ہوتے ۔ یہ پارٹی کے نہیں ہوتے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب ۔ معزز ممبر کا وقت 20 منٹ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں 30 منٹ ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ آپ رول 151 دیکھیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر جلدی ختم کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو اپنی تقریر ویسے ہی ختم کرنے والا تھا ۔ انہیں خواہ مخواہ ہی بے چینی ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اگر اس ملک میں ہم نے جمہوریت کو فروغ دینا ہے ۔ اگر جمہوریت کو قائم رکھنا ہے اور اگر جمہوریت پر ہمارا صحیح یقین ہے تو پھر یہ چھوٹے جمہوری ادارے جو ان بڑے اداروں کی اساس ہوا کرتے ہیں ۔ ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہیے اور نچلی سے نچلی سطح پر سیکرٹ ووٹ کے لحاظ سے عوامی نوعیت کے عوامی منتخب شدہ وہ کونسلیں بحال کرنی چاہئیں جو عوام کی خدمت کر سکیں ۔ جو عوام کا اعتماد حاصل کر سکیں اور ملک کو ترقی کی طرف روبہ عمل کر سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے دی پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو تو پڑھنے کی تکلیف گوارہ کی ہے اور نہ ہی اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ سابقہ حکومتوں میں ہر سطح پر بالواسطہ انتخابات ہوا کرتے تھے اور اس آرڈیننس کے ذریعے ہر سطح پر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بالغ رائے دہی

کی بنیاد پر انتخابات ہوں کیونکہ یہی ایک جمہوری طریقہ کار ہے اور اسی طرح سے عوام کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو سکتی ہے۔ جس طرح آپ نے دیکھا کہ بنیادی جمہوریت آرڈیننس 1959ء یا مروسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس 1960ء۔ سابقہ قوانین کے تحت تمام لوکل باڈیز کے چیئرمین باقاعدہ حکومت کے افسران ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس آرڈیننس کے ذریعے عوامی حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوکل باڈیز کے چیئرمین باقاعدہ عوامی نمائندے ہوں اور یہی اس آرڈیننس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ لوکل باڈیز میں چلے زیادہ سے زیادہ قوانین موجود تھے اور ان میں بڑی دشواری تھی کہ کس طرح کسی ایک مسئلے کا یا کسی ایک پیچیدہ مسئلے یا دشواری کا حل تلاش کیا جائے۔ تو اس میں کوئی efficiency موجود نہیں تھی۔ لہذا ان تکالیف کو دور کرنے کے لیے اور ایک زیادہ comprehensive قانون بنانے کے لیے یہ آرڈیننس بنایا گیا ہے جو میں سمجھتی ہوں نہایت جامع۔ اور موزوں ہے اس کے اندر تمام اختیارات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ پہلے بڑی مشکل ہوا کرتی تھی اور تکلیف دہ مقام تھا کیونکہ منظوری کے لیے ایک محکمہ کے پاس جائیں اور نقشے کے لیے دوسرے کے پاس جائیں اور اس کے بعد اصل اختیارات تیسرے محکمے کے پاس ہوا کرتے تھے۔ گویا وقت ضائع کرنے کا بہترین منصوبہ تھا۔ لیکن اب efficiency کو بڑھانے کے لیے میں سمجھتی ہوں کہ یہ آرڈیننس نہایت کار آمد ہے۔ کیونکہ تمام اختیارات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً ہر ہر جگہ سطح پر ایم۔ پی۔ اے صاحبان کو نمائندگی دی گئی ہے۔ جو عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور اس طرح سے میں سمجھتی ہوں کہ عوام کے دلوں کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے اور ان کی ضرورتوں کے مطابق اس میں گنجائش رکھی گئی ہے کیونکہ عوامی نمائندے عوام کی مشکلات سے واقف ہیں۔ موجودہ آرڈیننس کے تحت مختلف پراجیکٹس کے لیے آپ

کو معلوم ہے کہ 12 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ ان میں سے سات کروڑ روپے پس ماندہ علاقوں اور دیہی علاقوں کے لیے رکھے گئے ہیں تا کہ ان کو بہتر بنایا جائے اور عوام کو تمام تر سہولتیں مہیا کی جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ معزز ممبر ایوان کو غلط اطلاع فراہم کر رہی ہیں ۔ وہ 12 کروڑ روپیہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ہے جس کا اس لوکل گورنمنٹ کے نظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ اس پروگرام کا حصہ ہے ۔ اس لیے میں آپ کی توجہ مبذول کراؤنگا کہ وہ اس چیز پر بحث نہ کریں کہ جو اس میں نہیں یا جو اس لوکل سیلف گورنمنٹ میں نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میری اطلاع یہ ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت 12 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ان میں سے سات کروڑ روپیہ دیہی علاقوں میں لگایا جائے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ ہر روز تقاریر کرتے ہیں ۔ بیگم صاحبہ آپ کی تمام باتیں سنتی ہیں ۔ اگر وہ کبھی تقریر کرنے کھڑی ہوتی ہیں تو آپ اعتراض کرتے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ انہوں نے سراسر غلط بیانی کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آرڈیننس کے اندر اپنی تقریر کو محدود رکھیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ لیکن یہ آرڈیننس پیپلز ورکس پروگرام کو تحفظ دیتا ہے ۔ لہذا میں اس کا reference دے سکتی ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام میں ہزاروں

نقائص اور خامیاں ہیں ۔ میں نے اس پروگرام کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ یہ میرا موضوع نہیں تھا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اسلیے آپ نے آرڈیننس پڑھا نہیں ہے ۔ اگر پڑھا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ دفعہ تو بتائیں جس میں پیپلز ورکس پروگرام لکھا ہوا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ دی پنجاب پیپلز لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1972ء میں پیپلز ورکس پروگرام کو تحفظ دیا گیا ہے اور 12 کروڑ روپے میں سے سات کروڑ روپیہ دیہی علاقوں میں لگایا جائیگا اور بس ماندہ علاقوں کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ آپ نے اس آرڈیننس میں دیکھا ہے ۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جو پہلے دونوں قوانین میں موجود نہ تھا ۔ اس آرڈیننس کی دفعہ 10 کے مطابق پہلے ترقیاتی پروگرام کے لیے ایڈ ھاک بنیادوں پر عارضی کمیٹیاں بنائی جاتی تھیں اور جو نمائندے ان کمیٹیوں میں ہوا کرتے تھے ۔ وہ نمائندے یہ سمجھتے تھے کہ ہم یہاں مستقل تو نہیں ہیں صرف ایڈ ھاک بنیادوں پر ہیں اور یہاں عارضی طور پر آئے ہیں ۔ لہٰذا وہ ان کاموں میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار تھے بلکہ صرف وقت گزارنا چاہتے تھے میں سمجھتی ہوں کہ اب چونکہ ان کمیٹیوں کو مستقل حیثیت دی گئی ہے اور یہ باقاعدہ جاری رہیں گی ۔ انہیں مستقل ادارہ بنایا گیا ہے اسلیے ان کے ساتھ عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی ہوگی اور یہ ایک ایسا ادارہ بنایا گیا ہے جو عوامی امنگوں کے عین مطابق ہے ۔

آپ نے دیکھا کہ لارڈ رپن کے زمانے سے لے کر ایوب خان کے زمانے تک، یعنی 1877ء سے لے کر 1959ء تک جتنے بھی چیئرمین ان لوکل باڈیز کے ہوا

کرتے تھے وہ گورنمنٹ آفیشلز ہوا کرتے تھے ۔ لیکن عوامی حکومت چونکہ عوام کی اپنی حکومت ہے ، عوام کی منتخب نمائندہ ہے ، ہم اس افسر شاہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ لہذا اب لوکل باڈیز کا چیئرمین عوام کا نمائندہ ہو گا ، حکومت کا نمائندہ نہیں ہو گا ۔

میں سمجھتی ہوں کہ عوام کی مشکلات حل کرنے کے لیے امپروومنٹ ٹرسٹ اور میونسپل کارپوریشن کو یک جا کیا گیا ہے ، اس کے ساتھ بہت سی مشکلات حل ہوں گی ۔ بہت سے مسائل آسان ہو جائیں گے ۔ کیونکہ اس کے ساتھ ایک coordination ہو سکے گی ۔ اور اس کے ساتھ قیمتی وقت کی بچت ہو گی ۔ وقت کی بچت کے ساتھ ساتھ روپے کی بچت بھی ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ صرف قوت کی بھی بچت ہوگی ۔ اس طرح مرکزی پنچایت کے ذریعے قانونی طور پر ایک گہرا رابطہ پیدا کیا گیا ہے یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے درمیان ۔ پہلے ان دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہ تھا ۔ اگر ایک مسئلہ آپ نے پیش کیا تو وہ وہیں پر رہ جاتا تھا کیونکہ آپس میں ان کی coordination نہ تھی ۔ اس طرح عوام کے مسائل سرد خانوں میں پڑے رہتے کیونکہ اب قانونی طور پر ان میں گہرا رابطہ قائم کر دیا گیا ہے ، اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ مسائل کو حل کرنے میں بڑی آسانی ہو جائے گی ۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حاجی صاحب کا ریزولیوشن بے کار ، بے سود اور بے فائدہ ہے ۔ لہذا میں اس کی سراسر مخالفت کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے عوامی ترقی اور خوش حالی کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ آرڈیننس وہ تمام تقاضے پورے کرتا ہے جو ایک آزاد جمہوری عوامی حکومت کے لیے نہایت ضروری ہیں ۔ چونکہ موجودہ حالات میں دیہی علاقوں کی فلاح و بہبود کے لیے آرڈیننس بہت سودمند ثابت ہو رہا ہے ۔ لہذا اس آرڈیننس کو قائم رکھا جائے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)۔

مسٹر سپیکر۔ سردار صغیر احمد۔

سردار صغیر احمد۔ جناب سپیکر! جب کسی معاشرے میں کسی سیاسی نظام کو ہم اپناتے ہیں تو اس کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جمہوریت ہے اور جمہوریت اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک مقامی سطح پر لوگوں کو لوکل گورنمنٹ کے اداروں میں شرکت کا موقع نہ دیا جائے۔ کسی بھی ملک میں جمہوریت کے فروغ کے لیے یہ بنیادی ادارے بنیاد کا کام دیتے ہیں اور تمام جمہوریت ان سے پنپتی ہے اور انہی سے عوام کی سیاسی تربیت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی جمہوریت نہیں چل سکتی، جس طرح کسی ملک کی حکومت اور کوئی جمہوریت آئین کے بغیر نہیں چل سکتی اس طرح کوئی جمہوری نظام لوکل سیلف گورنمنٹ کے اداروں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ کسی وفاقی حکومت میں ایک مرکزی حکومت ہوتی ہے اور ایک صوبائی حکومت۔ صوبائی سطح کے معاملات صوبے کی سطح پر اور مرکزی سطح کے معاملات مرکز کی سطح پر حل کیے جاتے ہیں۔ اس طرح کچھ مقامی سطح کے معاملات ہوتے ہیں جن کے لیے ایسے ادارے ہونے ضروری ہیں جن میں عوام کی شرکت ہو۔ اور عوام کے مسائل کو موقع پر ہی حل کیا جا سکے۔

جناب والا۔ اس ملک میں قیام پاکستان سے قبل ہمارے پاس جو لوکل سیلف گورنمنٹ کا نظام رائج تھا وہ 1911ء کا میونسپل ایکٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ تھا۔ 1962ء تک ہم اس قانون پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اس کے متعلق حاجی صاحب نے تھوڑی دیر پہلے فرمایا ہے۔ انہوں نے دراصل جو تقریر کی ہے، اس میں کوشش کی ہے کہ بنیادی جمہوریت کے نظام کی تعریف کرنا چاہتے تھے۔ ہر نظام میں کوئی اچھائی اور کوئی برائی ہوتی ہے۔ میں ان قوانین کا بالکل ایک غیر

جانب دار کی حیثیت سے تجزیہ کروں گا ۔ مجھے اس بات کا شرف حاصل ہے کہ جس کمیٹی نے اس آرڈیننس کو ڈرافٹ کیا ہے ۔ میں بھی اس کمیٹی کا ایک ممبر تھا ۔ ویسے بھی میں بارہ سال تک بلدیہ چنیوٹ کا ممبر اور منتخب سربراہ رہا ہوں ۔ اس لیے مجھے اس قانون کے ساتھ خاص دلچسپی ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بنیادی جمہوریت کے نظام کا تعلق ہے ، حاجی صاحب نے کہا ۔ اس کی صورت بالکل ایسی ہی ہے کہ ایک اچھی صورت ، ایک اچھی شکل اور ایک اچھا جسم پیدا کیا گیا لیکن اس کے خالق نے اسے ایسا شعور بخشا ، اسے ایسا روپ بخشا جو اتنا پراگندہ تھا کہ وہ نظام اپنی موت آپ مر گیا ۔ وہ آگے نہ چل سکا ۔ اس میں شک نہیں کہ بنیادی جمہوریت کے نظام نے سیاسی شعور کو گلی کوچوں تک پہنچایا اور لوگوں کے گھروں تک پہنچایا لیکن اس کے خالق نے اس نظام کے ساتھ بددیانتی کی ۔ وہ خود نہیں چاہتا تھا کہ اس نظام کی اصل روح کے مطابق اس نظام کو چلایا جائے ۔ یہی اس نظام کی ناکامی کا سبب بنا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ بنیادی جمہوریت کا جہاں تک تعلق تھا ، اس میں کوئی شک نہیں ۔ کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر عوامی نمائندے منتخب ہوئے اور ادارے قائم ہوئے ۔ لیکن اس کے بعد کیا کیا گیا ؟ ہر ادارے میں پہلے دور میں یونین کونسلوں میں ایسے آدمی کو نامزد کر دیا گیا جو غیر منتخب تھا ۔ اس سے اوپر کی سطح پر تمام میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسلوں میں افسران کو ان کے چیئرمین مقرر کر دیا گیا ۔ اس میں اس کے اوپر ایک اور صاحب ، جو پہلے قوانین میں بھی موجود ہوتے تھے ، وہ بعد کے قانون میں بھی موجود ہوتے تھے اسے کنٹرولنگ اتھارٹی کہتے ہیں ۔ تمام عوامی نمائندے مل کر اپنی کسی کونسل یا کمیٹی میں کوئی فیصلہ کرتے ہیں ۔ تو ایک ڈپٹی کمشنر اپنے ضلع میں بیٹھا ہوا ان تمام عوامی نمائندوں کے فیصلوں کو تبدیل کر سکتا تھا ۔ یہ تمام کی تمام

برائیاں اس نظام میں ڈالی گئیں ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ایک اور زیادتی کی گئی ۔ ایوب خان نے اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لیے اسے اس ملک کے سیاسی نظام کی اساس بنایا ۔ وہ اس طرح منتخب نمائندوں سے اسمبلیاں منتخب کراتا تھا ۔ اس طرح وہ چاہتا تھا کہ اپنی مرضی کی اسمبلیاں ان منتخب نمائندوں کے ذریعے حاصل کی جائیں ۔ یعنی براہ راست انتخاب کے ذریعے نہیں بلکہ . . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ زیر موضوع قرارداد پر بحث نہیں کر رہے ہیں ؟

سردار صفیر احمد ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ حاجی صاحب نے یہاں ایوان میں یہ کوشش کی ہے کہ جو نظام بنیادی جمہوریت کا تھا اس نے اس ملک میں بڑے بڑے معرکے مارے ہیں اور بڑے بڑے کام کیے ہیں اور یہ آرڈیننس جو ہم نے پاس کیا ہے اس نے تمام حقوق چھین لیے ہیں ۔ یہ ان کا دعویٰ ہے جس کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ بات دراصل غلط ہے ۔ اس آرڈیننس کی تدوین میں ہم نے 1911ء کے میونسپل ایکٹ کو ، ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ کو اور بنیادی جمہوریت کے نظام کو اپنے سامنے رکھا ہے ۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اس پرانے نظام میں جو برائیاں تھیں ان کو دور کیا جائے ۔ اور جو اچھائیاں موجود تھیں ان کو موجودہ آرڈیننس میں شامل کیا جائے ۔ یہ میرا مدعا ہے ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ایوب خان نے پھر ایک اور زیادتی کی ۔ اس نے اسمبلیوں کا انتخاب ان اداروں سے کروانا شروع کر دیا جو ادارے عوامی مسائل حل کرنے کے لیے قائم کیے گئے تھے ۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ عوامی سطح پر لوگوں کے مسائل حل کیے جائیں وہ ایک سیاسی اکھاڑہ بن کر رہ گئے ۔ ان کے اوپر افسر ان مسلط کر دیے گئے تاکہ عوامی نمائندگان کی اہمیت اور حیثیت کو ختم کیا جائے ۔ اور ان سے جو کام ایوب خان چاہتا تھا ، وہ لیا جائے ۔ آپ نے دیکھا کہ 1965ء کے انتخابات میں یہاں جو کچھ ہوا ہے وہ ہر شخص جانتا ہے ۔ پنجاب کے بی ڈی

بجزان کو الیکشن کے روز تھانے میں رکھا گیا اور پھر ان سے ایوب خان کے حق میں ووٹ ڈلوانے گئے ۔ مجھے ایک بات اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بی ڈی ممبر ایوب خان کو ووٹ نہیں دینا چاہتا تھا ، وہ مادر ملت کو ووٹ دینا چاہتا تھا ۔ اس پر انہیں شبہ تھا ۔ اس کے ہاتھ پر پٹی باندھی گئی اور اسے کہا گیا کہ آپ جا کے پریذائیڈنگ آفیسر سے یہ کہیں گے کہ آپ کے ہاتھ پہ زخم ہے اور آپ ووٹ مارک نہیں کر سکتے آپ میرا ووٹ خود مارک کریں ۔ اس طریقے سے بھی ان لوگوں سے ووٹ لیے گئے ہیں ۔ اس نظام کو خود ایوب خان نے برباد کیا جس کی اساس اور جسم میں تسلیم کرتا ہوں کہ بہت اچھا تھا ۔ لیکن اس کے اندر جو روح پھونکی گئی ، جو شعور دیا گیا وہ سراسر غلط تھا ۔ اس سے غلط کام لیا گیا ۔

جناب والا ۔ موجودہ آرڈیننس جو ہے اس میں ہم نے کیا کیا ہے ؟ دراصل اس ہاؤس میں دونوں طرف سے میری فاضل بہن رکن جو ہیں انہوں نے بھی اور حاجی صاحب نے بھی یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اب کوئی میونسپل کمیٹی موجود نہیں ہے اور افسر ان کا کام چلاتے ہیں ۔ دراصل یہ بات سراسر غیر متعلقہ تھی ۔ چونکہ موجودہ آرڈیننس جو ہے ابھی تک وہ نافذ نہیں ہوا اور اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ اس پر اس وقت عمل ہو گا جب لوکل سیلف گورنمنٹ ادارے کے لیے ہم انتخابات کرائیں گے ۔ اس کے بعد کوئی بھی کسی ادارے میں سرکاری ملازم جو ہے وہ اس کا سربراہ نہیں رہے گا اور وہ تمام منتخب نمائندگان ہوں گے جو ان اداروں کے سربراہ ہوں گے ۔

اس آرڈیننس میں ایک اور جو بنیادی جمہوریت میں بات تھی وہ یہ تھی کہ دیہات میں اس قدر رسہ کشی شروع ہو گئی تھی جب ایک ہی گاؤں کے مختلف لوگوں نے وہاں بی ڈی ممبر کے لیے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا ۔ تو لوبت قتل و غارت تک پہنچی ۔ دشمنیوں تک پہنچی اور لوگ پریشان ہو گئے ۔ سارے

ملک میں آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس دور میں جتنے بھی قتل ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام اس رنج کی بنا پر ہوئے ہیں کہ فلاں شخص نے میرے مقابلے میں پی ڈی کے انتخاب میں حصہ لیا تھا ۔ چھوٹی سطح پر لوگوں کے گھروں میں لڑائی پڑ گئی ۔ لوگوں کے رشتہ داروں میں آپس میں لڑائی پڑ گئی تو اس بات کو ختم کرنے کے لیے ہم نے اس کی اساس کو بھی گاؤں کی بنیاد سے اٹھایا ہے ۔ دیہات سے اٹھایا ہے ۔ محلوں سے اٹھایا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ اس میں لوگوں کے درمیان دشمنیوں کی بنیاد نہ پڑے ۔ لوگوں کے درمیان آپس میں نفاق پیدا نہ ہو ۔ بجائے اس بات کے کہ ایک پی ڈی ممبر گاؤں سے منتخب کیا جائے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اس گاؤں میں ایک ادارہ قائم کیا جائے ۔ جس میں گاؤں کے لوگ اپنی مرضی کے مطابق جو آدمی گاؤں کے مناسب ہوں کام صحیح کر سکیں ان کو اس ادارے میں شامل کر لیں اور پھر وہ آدمی اپنا ایک سربراہ چنیں ۔ گو وہ سربراہ جو ہوگا وہ مرکزی دیہی پنچایت کا ممبر ہو گا اپنے عہدے کے لحاظ سے اور مرکزی دیہی پنچایت کا جو سربراہ ہو گا وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر ہو گا جو براہ راست انتخاب کے ذریعے انتخاب میں کامیاب ہو گا ۔ یعنی ہم نے وہ جو طریقہ تھا انتقال ووٹ کا اس کو ختم کر کے ہم نے براہ راست انتخاب کا طریقہ اپنایا ہے ۔ آس بورڈ کے پرانے نظام میں سے یہ خوبی کہ یہ Adult Franchies basis پہ constitute ہوتا تھا اس کو ہم نے دوبارہ اس آرڈیننس میں زندہ کیا ہے ۔ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا نمائندہ جو ہو گا وہ تمام حلقے کے ووٹوں سے چنا جائے گا ۔ اور اس کے بعد ایک ادارہ جو یونین کونسل کے درجے سے ذرا بڑا ہو گا لیکن تحصیل کونسل کے درجے سے جو پرانے نظام بنیادی جمہوریت میں تھا اس سے ذرا چھوٹا ہو گا ۔ ایک یونٹ وہاں بنایا گیا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اتنا مکمل یونٹ ہو کہ اس میں تمام محکمہ جات جو عوام کی بھلائی اور بہبود کے لیے قائم ہوتے ہیں ان تمام کے یونٹ اس ہیڈ کوارٹر پہ موجود ہوں ۔ اسی طرح اگلا بڑا ادارہ جو ہے دیہات کے لیے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا ادارہ ہو گا جس طرح کہ پہلے ڈسٹرکٹ کونسل ہوا کرتی تھی ۔ لیکن اس طرح نہیں کہ ڈسٹرکٹ کونسل

کا چیئرمین اب ڈپٹی کمشنر ہو گا بلکہ اس کا چیئرمین جو ہے وہ عوامی منتخب نمائندہ ہو گا اور شہروں میں اسی طرح کیا گیا ہے کہ میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس 1962ء کا جو ہے ۔ جو ایوب خان کے دور کا کارنامہ ہے ۔ اگر آپ اس سارے کو پڑھ کر دیکھیں تو اس میں کوئی چیز منتخب نمائندوں کے لیے موجود نہیں تھی ۔ تمام اختیارات جو تھے وہ اس کے چیئرمین کو ایک سرکاری افسر ہوتا تھا اس کو دئیے گئے تھے اور پھر بقایا جو اختیارات ہیں وہ کنٹرولنگ اتھارٹی کے پاس ہوتے تھے جو مختلف میونسپل کمیٹیوں کے لیے ڈپٹی کمشنر یا کمشنر ہوا کرتے تھے ۔ لیکن اس موجودہ نظام میں موجودہ آرڈیننس میں اس بات کا علاج کر دیا گیا ہے کہ کوئی افسر ۔ کوئی ملازم جو ہے عوامی نمائندگان کی رائے کو رد نہیں کر سکتا ۔ اب کنٹرولنگ اتھارٹی جو ہے اس کو یہ اختیار نہیں ہو گا کہ وہ عوامی منتخب نمائندوں کے فیصلہ کو تبدیل کر دے اور اس پر اپنی مرضی مسلط کر دے ۔ پرانے نظام میں یہ بات واضح طور پر موجود تھی کہ کنٹرولنگ اتھارٹی ڈائریکشن دے سکتی ہے ۔ کسی بھی لوکل ادارے کو اور وہ لوکل ادارہ جو ہے کنٹرولنگ اتھارٹی کی بات ماننے کے لیے قانونی طور پر پابند ہوتا تھا اس ہدایت پر عمل کرنے کا جو کنٹرولنگ اتھارٹی نے اسے دی ہو ۔ اور اس طرح کی ہدایات بھی آیا کرتی تھیں ، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک آدمی نے ایک تیل مچھر مارنے کا ایجاد کیا ۔ اس کی کوئی فیکٹری نہیں تھی اور نہ ہی اس کا کوئی کارخانہ تھا اور وہ آدمی کرتا کیا تھا کہ بازار سے تیل خرید کر صرف اس پر اپنا لیبل چسپاں کرتا تھا ۔ اور تمام میونسپل کمیٹیوں کو کنٹرولنگ اتھارٹی کی طرف سے ، حکومت کی طرف سے یہ ہدایت آئی کہ یہ تیل خریدا جائے اور وہ تیل اگر آپ ایک مچھر پر سو من بھی گرا دیں تو وہ بھی نہیں مرتا تھا یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے ۔ تو تمام میونسپل کمیٹیاں اس بات کی پابند تھیں کہ اسی ڈائریکشن کو ایک افسر شاہی کے پرزے نے اوپر بیٹھ کر دی ہو اس پر عمل کریں ۔ لیکن موجودہ آرڈیننس میں اس لعنت کو قطعی طور پر ختم کر دیا گیا ہے ۔ اب ان عوامی اداروں کو اتنی زیادہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ اس افسر کی کسی ایسی

ہدایت پر عمل کرنے کی پابند نہیں ہیں ۔ وہ اپنے مسائل جو ہیں مقامی سطح پر خود حل کریں گے اور ان کی بات کو ہی آخری فیصلہ تصور کیا جائے گا اور ان کو بہت اختیارات اس میں دیئے گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ 10 منٹ ہوتے ہیں mover کے ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں بہت جلد اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کرونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے دس منٹ گزرنے کے بعد کہا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ دوسری بات جو میں سمجھتا ہوں کہ اسے تکلیف کہہ لیں ۔ حسد کہہ لیں یا کوئی بھی اور نام اس کو دے لیں۔ جو میرے فاضل دوست . . . . جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کو پیپلز کے نام سے جو تکلیف ہوئی ہے ۔ میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور آپ بھی جانتے ہیں کہ پیپلز کا لفظ جو ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام ۔ ہم نے ان اداروں کو جب عوامی اداروں کا نام دیا تو میرے فاضل دوست کو اس بات کی تکلیف ہوئی ۔ جناب آپ جانتے ہیں جس طرح کہ انہوں نے اپنی تقریر میں ایوب خان کے نظام کی تعریف کی ہے ۔ یہ چاہتے تھے کہ اپنے پرانے سامراجی نقطۂ نظر کو اس اسمبلی کے سامنے پیش کریں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں سردار صغیر احمد سے معذرت چاہتا ہوں ۔ میں ایک بہت اہم نکتے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس بحث سے متعلق ہے ؟

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ شاید وہ ٹائم تو گزر جائے چونکہ اجلاس ساڑھے بارہ بجے ختم ہونے والا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج جمعرات ہے آج دو بجے تک ٹائم ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں معذرت خواہ ہوں اس کے لیے ۔ تو میں آپ کی توجہ قاعدہ 198 کی طرف دلاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ رول 198 کے تحت جناب ریزولیوشن کے لیے اور بلز کے لیے علیحدہ علیحدہ دن مقرر کر دیں تاکہ

بارے جو بھی بل اس وقت تک pending پڑے ہوئے ہیں ماسوائے ان بلوں کے جو کہ پچھلے سیشن میں پیش ہوئے ہیں ۔ باقی تمام بل جو ہیں رول (3) 198 کے تحت lapse ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے بھی کوئی ایسا رول تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ نہیں جناب لیا رول ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر دو سیشن گزرنے کے بعد lapse ہوں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب lapse نہیں ہوئے ۔ یہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے ۔ جب تک اسمبلی ختم نہ ہو ۔ اور پھر یہ رول اس پر لاگو نہیں ہوتا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ آپ اس پر اپنی رولنگ دے دیں کہ لاگو نہیں ہوتا تو

I will be so happy.

Mr. Speaker : Please read the rule regarding lapse.

Sheikh Aziz Ahmad : Rule 198 lays down—

> 198 (1) On the prorogation of a session all notices other than notices of intention to introduce a Bill, shall lapse and fresh notices shall be given for the next session.

Mr. Speaker : This is with regard to introduction.

Shaikh Aziz Ahmad : I will now read Rule 198 (2)—

> (2) Bills which have been introduced shall be carried over to the pending List of Business of the next session. If the member-in-charge makes no motion in regard to the Bill during two consecutive sessions, the Bill shall lapse, unless the Assembly, on a motion by the member-in-charge in the session, makes a special order for the continuance of the Bill.

اس کے بعد اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کرتے ہیں ۔ اس کی رپورٹیں آ جاتی ہیں ۔ اگلی سٹیج کے لیے پھر یہ تیار ہو جاتا ہے ۔ اب اگر اگلی سٹیج کے لیے ممبر اس کی تحریک نہیں کرتا یعنی مسلسل اسمبلی کے دو اجلاس میں تو بل از خود غیر موثر ہو جاتا ہے اور وہ lapse ہو جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مقصد یہ ہے کہ مثال کے طور پر پچھلے سیشن میں میں نے ایک بل انٹروڈیوس کیا تھا جس کو آپ نے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا ۔ جس نے اس کی رپورٹ دی ۔ جناب والا ۔ اب اس کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد اگر میں اسمبلی کے دو اجلاس کے دوران اس پر غور کرنے کے لیے موشن نہیں دیتا تو پھر وہ بل lapse ہو جائیگا ۔ تاوقتیکہ یہ اسمبلی اس کی از سر نو اجازت نہ دے ۔ اگر میں کسی دوسرے سیشن کے دوران یہ نوٹس دیتا ہوں اور وہ نوٹس آ جاتا ہے ۔ چاہے وہ جس سیشن میں ہی کیوں نہ زیر غور آئے تو اس کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ۔ یہ رول پہلے بھی تھا یا نیا ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ رول پہلے بھی تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر دو مسلسل سیشنوں میں ممبر نے تحریک نہیں دی تو وہ lapse ہو جاتا ہے اور پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ شیخ عزیز احمد فرما رہے ہیں وہ درست ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب اگر بل کے لیے کوئی آپ دن بھی مقرر کر دیتے ۔ لیکن اگر میں نے موشن ہی نہیں دی تو آپ اس کو کیسے زیر غور لا سکتے ہیں ۔ وہ تو میرے اوپر ہے چاہے وہ دن مقرر ہو یا نہ ہو ۔ لیکن نوٹس کے متعلق میری بات درست ہے ۔

Mr. Speaker : That is correct. After every two consecutive Sessions a fresh motion has to be given.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو سیشن کے بعد اس کو بحال کرنا پڑتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بل کے متعلق نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہی میں عرض کر رہا ہوں ۔ میں جناب والا ۔ مثال دے رہا ہوں ۔ مثال کے طور پر اگر میں نے نوٹس دیے ہوئے ہیں اگر وہ اس سیشن میں زیر غور نہ آئیں یا نہیں آتے تو پھر ان کو revive کرنا پڑتا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ دو سیشنوں کے دوران نوٹس آ جائے ۔ اگر نہیں آتا تو پھر میں بھی نوٹس نہیں دے سکتا ۔

Mr. Speaker : It is not with respect to what Haji Saifullah Khan has said.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir he is talking about the Session.

Mr. Speaker : That is a different thing.

شیخ عزیز احمد رائے یہ ہے کہ بہت سے فاضل ارکان نے یہ موشن نہیں دی ہوئی اور جنہوں نے یہ موشن نہیں دی تو ان کے بل lapse ہو گئے ہیں ۔

This is exactly what he says. There is no conflict in the approach of the two members.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ کر دیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 1972ء سے لے کر اب تک جن بلوں کے لیے نوٹس نہیں دیا گیا ان کو دوسرے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور جو پچھلے دو مسلسل سیشنوں میں پیش ہوئے ان کو مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا گیا ہے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ ہو سکتا ہے نہ آئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لیے رول بڑا واضح ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب ۔ ان کے لیے تو کوئی کسی قسم کی تحریک نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : It has been introduced. They are being actually considered.

چودھری غلام قادر ۔ نکتہ استحقاق ۔ جناب والا ۔ میں ایک فوری اور اہم مسئلہ کے متعلق تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت مورخہ 10-4-1973 میں ولی خان کا بیان چھپا ہے کہ سرحد اور بلوچستان علیحدہ ہو کر بھی پاکستان کے نام سے زندہ رہ سکتے

ہیں ۔ لہٰذا موجودہ حکومت کو سرحد سے اس طرح نکال دو جیسے کہ انگریزوں کو نکالا گیا تھا ۔ اس بیان سے پاکستان کے عوام میں بالعموم اور پنجاب کے عوام میں بالخصوص غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرما کر اس قرار داد کو زیر بحث لایا جائے اور مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ نکتہ استحقاق نہیں ہے ۔ یہ استحقاق پاکستان کے شہری کا تو ہو سکتا ہے مگر محض بطور رکن اسمبلی کا نہیں ہو سکتا ۔ مسئلہ کتنا بھی اہم کیوں نہ ہو کنوینشن یہ ہے کہ جو مسئلہ ایجنڈا میں نہیں ہوتا اور بحث طلب ہو ۔ اس کے متعلق لیڈر آف دی ہاؤس سے مشورہ کیا جا سکتا ہے اور جو وزیر ان کی بجائے کام کر رہا ہو اس سے مشورہ کر کے اس کی نوک پلک نکال کر اس بات کو سلجھایا جا سکتا ہے ۔

چودھری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے بھی ایک خراب قسم کا بیان دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح میرے لیے بڑا مشکل ہو جائیگا کہ ایجنڈا کے بغیر چلوں ۔ وہ آپ اپنے لیڈر کو بتا سکتے ہیں وہ اس پر غور کر سکتے ہیں ۔

You can point it out to the leader of the House and he may do the needful.

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مجھے معاف کیا جائے ۔ میں اس سلسلے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔

حاجی عبد سبحان اللہ خان ۔ جناب والا ۔ رولز میں یہ واضح ہے کہ جو کوئی مسئلہ زیر بحث ہو اس کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے ۔ ریزولیوشن ڈسکس ہو رہا ہے اور بل کو بیچ میں لا رہے ہیں ۔ جب بل کی باری آئے تو اس وقت وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں ۔ اب اس وقت کونسا موقع محل ہے کہ یہ ریزولیوشن میں دخل اندازی کریں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اسے اگلے سیشن میں کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا اندازہ ہے کہ باری نہیں آئیگی ۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر جو تھا وہ آپ نے سنا نہیں ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا متعلقہ تھا ۔ اور وہ آج کی بزنس کے متعلق تھا کہ ریزولیشن علیحدہ آنے چاہئیں اور ان کے لیے ایک دن مقرر ہونا چاہیے اور دوسری بزنس دوسرے دن کے لیے ہونی چاہیے ۔

I think the contention and the point of order was relevant.

وہ کہتے ہیں کہ رولز یہ بناتے ہیں ۔ میں خود ان رولز کو دیکھنا ہوں کہ وہ کہاں تک اس بات کی اجازت دیتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر تو ان کا ہو جائے ۔ وہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیے وہ رولز میں کہاں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ وہ قاعدہ (3) 24 ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب میں نے پہلے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ کو اس پر اعتراض تھا کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پہلے آپ رول 198 کو دیکھ لیں اس کے دو فائدے ہونگے ۔

Mr. Speaker ; Let me see whether the rules are really like that.

آپ مجھے اختیار دے رہے ہیں ۔ That gives me support کیونکہ shall نہیں may ہے ۔ رپورٹ غالباً وہی ہے یعنی کہ علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں ۔ کیونکہ اس پروویژن کے Second half میں بنایا گیا ہے کہ اس طرح ہو اور پھر اس کو اس طرح سے split کیا جائے ۔ اور اگر اس طرح سے اس کو split کرتا ہے تو وہ پھر ایک معمول کی پریکٹس ہونی چاہیے ۔ اس کا کام پر بھی انحصار ہے ۔ مجھے یہ بھی تو دیکھنا ہوتا ہے کہ کتنا کام ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں قاعدہ 198 کے متعلق جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ بل لسٹ آف بزنس میں آ جانے سے ان کا خیال ہے کہ lapse نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ لسٹ آف بزنس کے متعلق نہیں کہہ رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں جس کے متعلق ہاؤس نے کچھ فیصلہ کر لیا ہے تو اس فیصلے کا یہ ایوان انتظار کر رہا ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو قانون یا وہ بل جو 1972 میں آئے اور اب اس پر سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ بھی آ چکی ہے ۔ اب چار سیشن بھی گزر چکے ہیں اور وہ لسٹ پر بھی ہیں ۔

مگر جب تک اسمبلی under a special order اس کی اجازت نہ دے وہ پیش نہیں ہو سکتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ جن کے دو سیشن سے زیادہ گزر چکے ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ یعنی جن کو دو سیشن سے زیادہ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر دو سیشن سے زیادہ ہو گئے ہیں تو نیا نوٹس دینا پڑے گا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نوٹس دے دیا باری نہیں آئی ۔ مثلاً اس سیشن میں اس کی باری نہیں آئی تو وہ continue کریگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ پھر دو سیشن کے بعد نیا نوٹس دینا پڑے گا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پھر دو سیشن گزرنے کے بعد دینا پڑے گا ۔

Mr. Speaker : He will have to repeat it after every session.

شیخ عزیز احمد ۔ میں اس کو پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ confuse ہو گئے ہیں ۔ اگر دو سیشن کے دوران نوٹس نہ دیا جائے تو پھر اجازت سے نوٹس دیا جائیگا ۔ اگر دو سیشن کے دوران نوٹس آ جائے تو پھر ہر سیشن کے بعد revise کر سکتے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ وہ جو جواب دینا چاہتے ہیں وہ اصل میں یہ ہے ۔

If the member-in-charge makes no motion in respect of Bill during the two consecutive session, the Bill then lapses, unless the Assembly on a motion by the member-in-charge in the next session.....

(دو سیشن کے بعد جو تیسرا ہوگا)

.....makes a special order for the continuance of the Bill.

مسٹر سپیکر ۔ دو موشن آنی چاہئیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ موشن کا تیسرے سیشن میں فیصلہ ہی نہیں ہوتا ۔

Mr. Speaker : "To make a motion" and "to move".

میں یہاں ایک چھوٹی سی distinction کی گئی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایسا motion move ہونے کا ٹائم نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سیکرٹریٹ کو نوٹس دے دینا چاہیے ۔

Mr. Speaker : Notice by way of a motion.

شیخ عزیز احمد ۔ اس کا سپیشل آرڈر نہیں ہے ۔

That the Bill is to continue.

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو ہے اگر دو سیشن گزر گئے ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اگر تیسرے سیشن پر دیتے ہیں تب؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کی تو پھر اجازت ہوگی ۔ ایک یہ سیشن ہے ۔ اس میں کوئی چیز introduce ہو گئی ہے ۔ اور اگلا سیشن اس کے بعد آ رہا ہے اب اس سیشن کے ختم ہونے تک اگر یہ in writing کوئی موشن دے دیتے ہیں ۔

then it will continue. It will go to the next session.

شیخ عزیز احمد ۔ اگر جناب کا یہ رولنگ ہے تو ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : This is how do I look at it.

شیخ عزیز احمد ۔ اس کو interpret کس طرح کرینگے ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ It says that bill during two consecutive sessions.....

نوٹس دے دیتے ہیں اور اس موشن کی باری نہیں آتی ۔ وہ موشن اسمبلی میں move نہیں ہوتا ۔

How it will continue ?

وہ کہتے ہیں ۔

"Unless the Assembly, on a motion by the member-in-charge in the next session makes a special order (certainly shall make a special order) for the continuance of the Bill."

نوٹس آ گیا ہے ۔

There is no special order.

آرڈر صرف موشن پر تو نہیں ہو جاتا ۔

If it is only notice of the business of the day,

اور اس پر اسمبلی کوئی فیصلہ نہیں دیتی ۔ اسمبلی کوئی سپیشل آرڈر پاس نہیں کرتی ۔ then how it will continue ?

مسٹر سپیکر ۔ subject to rule 25 مگر میں کسی مناسب وقت پر اپنی رائے کا اظہار کرونگا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر تھا ۔

Mr. Speaker : He has to make a motion, not necessarily that he has to move it in the House.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر شیخ صاحب کو مزید وضاحت کی اجازت بخشی جائے تو پوائنٹ آف آرڈر کی اور وضاحت ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وضاحت ہو گئی ہے ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ اس ایوان میں اس طرف سے بڑی شد و مد کے ساتھ مظلومیت کا اظہار ہوا ہے کہ اس وقت جو لوکل کونسل کے ادارے ہیں ان پر افسروں کا قبضہ ہے عوامی نمائندوں کو نمائندگی حاصل نہیں ۔ یہ چھین لیا گیا وہ چھین لیا گیا ۔ جناب والا ۔ جب میرے دوست عوامی حکومت پر یہ الزام لگا رہے تھے تو اس وقت وہ یہ بھول گئے کہ لوکل کونسل کا موجودہ نظام جو اس وقت ہمارے ملک میں ہے وہ ابھی تک ہمارے پاس ایوب خان کے دور کی وراثت ہے ۔ ہم نے اسے اس آرڈیننس کے ذریعے تبدیل کرنا ہے ۔ جسے آج زیر بحث لایا جا رہا ہے ۔ ابھی اس آرڈیننس کا نفاذ ہو گا پھر وہ عوامی ادارے قائم ہوں گے ۔ اس وقت جو اس نظام میں برائیاں ہیں اور خرابیاں ہیں میں انہیں تسلیم کرتا ہوں ۔ لیکن یہ تمام کی تمام 1958ء اور 1962ء کے اس لوکل کونسل لاء کی پیدا کردہ ہیں جسے ایوب خان نے اس ملک میں رائج کیا تھا ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں اب اپنے دلائل کو sum up کرنے کی کوشش کروں گا ۔

جناب والا ۔ ہمارے سامنے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ تین قسم کے قانون لوکل کونسل کے متعلق موجود تھے ۔ ایک قوانین جو قیام پاکستان سے پہلے سے لے کر 1958ء تک چلتے رہے ہیں ۔ دوسرے وہ قوانین جو 1958ء سے لے کر اب تک رائج ہیں اور تیسرا یہ قانون ہے جسے اب زیر بحث لایا جا رہا ہے ۔ جسے نافذ کیا جا رہا ہے اور جسے بیسلز لوکل کونسل آرڈیننس 1972ء کا نام دیا جاتا ہے۔ ان تینوں نظاموں کے موازنہ کے متعلق میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ دیکھیں کہ پہلے نظام میں بھی سربراہ جو ہوا کرتے تھے وہ سرکاری افسر ہوا کرتے تھے ۔ ایوب خان کے بنیادی جمہوریت کے نظام میں بھی تمام لوکل اداروں کے سربراہ سرکاری افسر ہوا کرتے تھے ۔ لیکن یہ آرڈیننس جس کے متعلق ناپسندیدگی

کا اظہار میرے فاضل دوستوں نے کیا ہے۔ اس میں پہلی دفعہ عوامی نمائندوں کو ان اداروں کا سربراہ بنایا جائے گا۔

جناب والا ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ 1958ء اور 1962ء کے قانون کے تحت جو ایوب خان کے دور کی لعنت آج بھی موجود ہے کہ میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسلوں کا انتخاب بھی براہ راست نہیں ہوا کرتا تھا ۔ میونسپل کمیٹیوں کے ممبر بھی یونین کمیٹیوں کے چیئرمین بنا کرتے تھے پھر وہ صرف اپنا ایک وائس چیئرمین چنا کرتے تھے ۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ کونسل کا انتخاب بھی براہ راست نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ بالواسطہ ہوا کرتا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ پہلی دفعہ اس آرڈیننس کے ذریعے اس لعنت کو ختم کیا گیا ہے ۔ میونسپل کمیٹیاں اور ڈسٹرکٹ کونسلیں بھی براہ راست انتخاب کے ذریعے معرض وجود میں آئیں گی ۔ پہلے قانون کے تحت تمام اداروں میں کنٹرولنگ اتھارٹی ایک ایگزیکٹو افسر ہوا کرتا تھا جو کہ سرکاری افسر ہوا کرتا تھا ۔ تمام انتظامی اختیارات ایگزیکٹو افسر کے پاس ہوا کرتے تھے اور منتخب نمائندے بیچارے برائے نام ہوتے تھے ۔ پرانے دونوں سابقہ نظاموں میں زیادہ اختیارات کنٹرولنگ اتھارٹی کو ہوتے تھے اور اس موجودہ قانون میں کنٹرولنگ اتھارٹی کے اختیارات کو کم کر کے عوامی نمائندوں کو ۔ منتخب نمائندوں کو اس قدر مقدم بنایا گیا ہے کہ ان کے فیصلوں کو ایک افسر تبدیل نہیں کر سکتا ۔ یہ پہلی دفعہ اس عوامی حکومت کے عوامی قانون کے ذریعہ کیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ ایوب خان کا جو لوکل کونسل لاء تھا اس کے تحت ان اداروں کو سیاسی اکھاڑا بنایا گیا ۔ اسمبلیاں منتخب کرنے کے لیے انہیں استعمال کیا گیا ۔ ان کا سیاسی استعمال ہوتا تھا ۔ لیکن پہلی دفعہ عوامی حکومت نے ایک عوامی آلین دیا جس کے تحت تمام اسمبلیاں بھی براہ راست انتخابات سے منتخب ہوں گی ۔ تمام میونسپل کمیٹیاں بھی براہ راست منتخب ہوں گی اور تمام ڈسٹرکٹ کونسلیں بھی اس قانون کے تحت جس کو میرے فاضل دوست ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں یہ براہ راست انتخاب کے ذریعے معرض وجود میں آئیں گی ۔

جناب والا ۔ ایک اور خاص موازنہ جو اس آرڈیننس میں کیا گیا ہے وہ یہ کہ اس آرڈیننس کے تحت عوام کو سیاسی شعور اور سیاسی طبیعت ملے گی اور انہیں اپنے عوامی مسائل خود حل کرنے کا موقع فراہم کرنے کا اور ان مسائل کے متعلق خود فیصلہ کرنے کا حق ملے گا ۔ جب کہ ایوب خان کے دور میں جب یہ لوکل لاء نافذ تھا جو آج بھی موجود ہے ۔ اس نے کیا پیدا کیا ؟ وہ یہ کہ جو بی ڈی ممبر ہوا کرتے تھے انہیں جی حضوری کی شکل میں قوم کے سامنے ان بنیادی ستونوں کو پیش کیا گیا جو براہ راست انتخاب کے ذریعے منتخب ہوئے تھے ۔ لیکن اس موجودہ قانون کے تحت اب نہیں کسی افسر کی خوشامد کی ضرورت نہیں ہو گی ۔ اب وہ افسر ان کے شکنجے میں نہیں ہوں گے کیونکہ وہ اب ان پر مسلط نہیں ہوں گے ۔ وہ صحیح معنوں میں اپنے عوامی مسائل موقع پر حل کر سکیں گے اور ان کو جی حضوری نہیں بننے دیا جائے گا ۔ انہیں معاشرہ میں صحیح سیاسی مقام دیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ یہ صرف اور صرف اس آرڈیننس کی رحمت ہے جو نافذ ہونے والا ہے ۔ جس کے تحت اس ملک میں لوکل کونسل کا نظام صحیح معنوں میں عوامی خطوط پر اور عوام کی مرضی کے مطابق چلایا جائے گا ۔ اور اسی لوکل کونسل نظام کے ذریعے ان تمام برائیوں اور ان تمام لعنتوں کو جس کا سہرا کنونشن لیگ کے سر ہے ان کو ختم کیا جائے گا ۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ شعر عرض ہے کہ

فلک کو سوجھی نہ جو جفائیں وہ میرے قاتل نے کر دکھائیں
ذبح کیا اور لہو کی چھینٹیں اڑائیں رنگ شباب کر کے

حضور والا ۔ یہ آرڈیننس وہ ہے جو لوکل گورنمنٹ کے نام سے ہے ۔ جس کو برطانیہ حکومت سے ہمارے آزاد منش اور آزاد خیال لیڈروں نے بڑی تگ و دو کے بعد حاصل کیا ۔ بلکہ ڈٹ کر حاصل کیا لیکن اس میں پھر بھی انگریز نے ایک چیز رکھ دی تھی کہ چیئرمین لوکل باڈی کا ایک آفیشل ہوگا جو کہ انگریز

کی طرف سے تھا پھر کنٹرولنگ باڈی اس کے اوپر تھی جو چیز وہاں سے پاس ہو جاتی تھی اور اگر یہ اس سے مطمئن نہ تھے تو کنٹرولنگ باڈی اسے مسترد کر دیتی تھی ۔ گزارش یہ ہے کہ موجودہ بل جس میں بہترین ترامیم کی گئی ہیں کہ جو اختیارات آفیشل کے ہاتھ میں تھے جس کے بارے زیادہ تر آپوزیشن والے کہتے رہے کہ نوکر شاہی کے ہاتھ میں طاقت دے دی گئی ہے وہ اس بل سے ختم ہو جاتی ہے ۔ مگر پھر بھی آپوزیشن نے بل کے لہو کی چھینٹیں اڑائی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم پورا ہے ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی یہ تحریک التواء اس ایوان میں میرے نوٹس میں لائی گئی ہے ۔ یہ رمضان شریف کا مہینہ ہے ۔ ہم سب مسلمان ہیں ۔ کسی شخص کو کم از کم اس معزز ایوان کو غلط طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ اس مقدس مہینے میں ہمیں چاہیے کہ ہم اس معزز ایوان میں کسی پر غلط بہتان نہ لگائیں ۔ تو میں نے اس لیے ضرورت محسوس کی ہے کہ یہ جو مختلف قسم کی تحاریک التوا آتی رہتی ہیں ان کے متعلق کچھ کہہ دوں کہ میں نے 2 تاریخ کو ایس ۔ پی بہاول پور کو کسی شخص کے قتل کے متعلق کہا ۔ میں بحیثیت مسلمان ہونے کے اور میں روزے کے ساتھ ہوں ۔ خدا کو سامنے حاضر ناظر رکھ کر کہتا ہوں کہ 2 تاریخ کو میں نے کوئی ایسی ہدایت نہیں دی اور خدا لعنت بھیجے ان اشخاص پر جو اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں جب کبھی رپورٹ آئے گی تو میں اس وقت اس کا مناسب جواب دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ وزیر موصوف نے تحریک التوا کے برعکس کہا ہے ۔ یہ تحریک التوا نہیں ہے بلکہ یہ تو تحریک استحقاق ہے ۔ خدا جانتا ہے کہ ان کی بات ٹھیک ہے یا غلط ہے ۔

رانا بھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کیا آپ نے اس تحریک التوا کو admit کر لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ذاتی نکتہ وضاحت ہے ۔ وہ پرولیج کمیٹی میں تحریک جا چکی ہے ۔ اس وقت وزیر صاحب حاضر نہ تھے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ فون پر مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کیونکہ وہ آدمی جو بتانے والا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ غلط بیانی کرے اس کے بتانے پر میں نے یہ تحریک پیش کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تحریک پرولیج کمیٹی کے پاس چلی گئی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے ۔

اب ایوان کی کارروائی 5 اکتوبر 1973 ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 5 اکتوبر 1973 بروز جمعۃ المبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

جمعۃ المبارک ۔ 5 اکتوبر 1973ء
(جمعۃ المبارک ۔ 7 رمضان المبارک 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے [illegible] بجے [illegible]
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ
هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا
لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الثَّوَابِ ۝

پ ۴ سورہ ۳ رکوع ۱۲ آیات ۱۹۴ تا ۱۹۵

اے ہمارے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے [illegible]
کئے ہیں۔ وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا بلاشبہ تو کبھی وعدہ خلافی
کرتا۔ پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے
کو خواہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو تو جو لوگ [illegible]
چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور [illegible]
مارے گئے ہیں۔ ان کے گناہوں اور برائیوں کو ان سے دور کر دوں گا اور ان کو بہشتوں میں
داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ اور اللہ کے پاس
[illegible]

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر : جن فاضل اراکین نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا وہ اب حلف اٹھا لیں ۔

ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 13 اگست 1973ء کو زراعت کی مجلس قائمہ کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا چونکہ اس وقت میں کینیا گیا ہوا تھا ۔ براہ کرم مورخہ 13 اگست 1973ء کی چھٹی منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری شاہ نواز گورایہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شاہ نواز گورایہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری مورخہ 27/8/73 کو سٹینڈنگ کمیٹی

بزائے ہیلتھ کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا تھا۔
اس روز کی چھٹی منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ ناصرہ کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

With due respect I want to inform you that due to unavoidable circumstances I was unable to attend the session on 1st, 2nd and 3rd October. My absence from the Assembly Session may kindly be excused I shall be thankful to you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب تحاریک ہائے استحقاق لیتے ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر! اس کے ساتھ میری بھی تحریک استحقاق جناب مولانا قاسمی صاحب کے متعلق تھی ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! آج آپ کس طریقے سے چل رہے ہیں نمبر کے حساب سے تحاریک لے رہے ہیں یا pending لے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جو بھی defer کی ہوئی تحاریک سامنے آ جاتی ہے وہ لے لیتا ہوں ۔ یہ ہے میاں خورشید انور اور میاں منظور احمد موہل کی 12 اور 13 نمبر ۔ چیف منسٹر صاحب موجود ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جی ہاں ۔ جناب والا ! میرے پاس رپورٹ ہے مگر میں اس معزز ایوان کی اہمیت کے مطابق جس طرح رپورٹ حاصل کرنا چاہتا تھا حاصل نہیں کر سکا ۔ اس لئے میں فاضل ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کی مرضی اور منشاء کے عین مطابق اس کی گہرائی تک جاؤں گا اور دوسری ایجنسی سے میں اس کی تصدیق کرا رہا ہوں ۔ کیونکہ پولیس کی رپورٹ تو وہی ہے جو پہلے میں یہاں عرض کر چکا ہوں ۔ اس لئے مجھے اجازت دیں کہ مزید اس معاملے میں پڑتال کر لوں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے اور ہمیں اطمینان ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے ۔ مگر صرف یہ یقین دھانی چاہتے ہیں کہ اگر رپورٹ میں یہ آ جائے اور ثابت ہو جائے کہ پولیس نے ایسا کیا ہے تو کیا وزیر اعلیٰ صاحب ! ان متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے ؟

وزیر اعلیٰ : بالکل کریں گے ۔

میاں خورشید انور : شکریہ ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لی جائیں گی ۔

میاں خورشید انور : آج کے لئے تو بہت ساری تحاریک التواء pending پڑی ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : pending تو بہت ساری ہیں پہلے کی بھی ہیں اور نئی بھی ہیں ۔ ایسا کیوں نہ کریں کہ اب تو 130 دن سیشن ہوگا تو کوئی پورا ایک سیشن تحاریک التوائے کار کے لئے رکھ لیں ۔ مجھے اختیار تو نہیں مگر میں ایک

مشورہ دینا چاہتا ہوں فاضل اراکین کو کہ اس میں وہ تھوڑی سی یہ احتیاط کر لیا کریں کہ جو واقعی اہم تحاریک التوائے کار ہوں وہ اس ایوان میں لائی جائیں تاکہ ان کی اہمیت کے مطابق ان پر کام ہو سکے اب تحریک نمبر 171 پیش کی جاتی ہے۔

سکنہ بستی محمود آباد داخلی موضع اراضی قائم کا۔ تحصیل بہاول نگر سے مزارعین منظور احمد وغیرہ کی زبردستی بے دخلی اور ان پر ظلم و ستم روکنے میں محکمہ مال اور پولیس کی ناکامی

مسٹر سپیکر: میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے رات گذشتہ فون پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ زمیندار غلام رسول گردیزی سکنہ بستی محمود آباد داخلی موضع اراضی قائم کا۔ تحصیل و ضلع بہاول نگر نے اپنے مزارعین منظور احمد ولد شاہ محمد وغیرہ کو مختلف حیلوں بہانوں سے پریشان و ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا ہے۔ بیس خاندان اس کی اراضی بطور مزارعین کاشت کرتے ہیں۔ زمیندار مذکور ان کو زبردستی بے دخل کرنے پر تلا ہوا ہے اور اب ان پر عرصہ چار یوم سے ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے۔ غنڈوں کے ذریعہ سے مزارعوں کو ان کی عورتوں کی موجودگی میں بالکل برہنہ کرکے مارا جاتا ہے۔ ان کا زبردستی سامان ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ مقامی پولیس اور محکمہ مال ان کی فریاد سننے کو تیار نہیں ہے۔ اس واقع سے علاقہ بھر کے محنت کش طبقہ میں زمیندار مذکور اور پولیس کے خلاف زبردست غم و غصہ و اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے۔ ضلع بہاول نگر کا محکمہ مال اور پولیس مزارعوں کی زبردستی بے دخلی روکنے میں بری طرح سے ناکام ہو گیا ہے۔

I hope suitable action will be taken and the matter will be looked into.

وزیر اعلیٰ: انشاء اللہ۔

میاں منظور احمد موہل : ٹھیک ہے میں جناب چیف منسٹر صاحب کی اس یقین دہانی پر اپنی تحریک التواء کو پریس نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker : Not pressed.

صوبہ پنجاب میں قتل و غارت ڈاکہ زنی اور غنڈہ گردی کی وارداتوں پر قابو پانے میں پولیس کی ناکامی

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 30 ستمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق ایک دن میں راوی روڈ ، گلبرگ ۔ نیازبیگ اور کاہنہ میں چار افراد کو قتل کر دیا گیا ۔ کسی واردات کا کوئی ملزم گرفتار نہیں ہو سکا ۔ صوبہ پنجاب میں آئے دن قتل و غارت ڈاکہ زنی اور غنڈہ گردی کے اس قدر واقعات رونما ہو رہے ہیں جس سے امن و امان تہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے ۔ شریف شہری روز روشن میں اپنی جان و مال کا تحفظ نہیں پا رہے ہیں ۔ صوبہ پنجاب کی پولیس ان وارداتوں پر قابو پانے میں بری طرح ناکام ہوگئی ہے ۔ اس خبر سے نہ صرف لاہور شہر بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ جس سے اضطراب و ہیجان پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ تحریک التوائے کار اگرچہ مجھے موصول نہیں ہوئی لیکن میں پھر بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم خود کافی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔ انہیں گرفتار کیا جائے گا ۔ اگرچہ یہ قتل جو ہوئے ہیں یہ روز مرہ کا معمول ہیں اور اس پر کوئی بھی خوش نہیں ہو سکتا لیکن میں اس سلسلے میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم پوری پوری کوشش کر رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اس کے دینے کا مقصد یہی تھا جو وزیر اعلیٰ صاحب نے بیان کیا ہے وہ تو ٹھیک ہے کہ وہ کوشش کر رہے ہیں

اس سلسلے میں میں یہ چاہتا ہوں کہ بطور خاص یہ پولیس پر کوئی قابو پائیں اور وہ یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس سلسلے میں بطور خاص کوئی کارروائی کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : پولیس ملزموں کو گرفتار ہی کر سکتی ہے اور کیا کر سکتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ : بالکل ٹھیک ہے ہم نے اس سلسلے میں سپیشل آفیسرز اس کام کے لئے مامور کر دئیے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور : چیف منسٹر صاحب ہیں تو میری تحریک التواء ہی لے لیں ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! میری ایک تحریک التواء نمبر 195 ہے کہ

مسٹر سپیکر : میں ابھی اس سے بہت پیچھے ہوں ۔ میاں منظور احمد موہل کی تحریک التواء نمبر 188 سے پہلے بہاول نگر میں بناسپتی گھی سے متعلق ایک تحریک التواء ہے ۔ آج چونکہ خوراک کے مسئلہ پر بحث ہونی ہے اس لئے اگر متعلقہ ممبر اس بحث میں حصہ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں ۔ میں ان کو take up نہیں کر رہا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تحریک التواء نمبر 189 بھی take up نہیں کر رہا ہوں ۔

مرزا فضل حق ۔ سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ... تحریک التواء آج اتنی موجود ہیں کہ کسی ممبر کی غیر حاضری متاثر نہیں کر سکتی ۔

Now I take up the deferred motions.

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! میری بھی ایک تحریک التواء ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ غالباً رقص کے متعلق ہے ۔ تصویریں چھپی ہیں ۔ جب رقص ہوتا ہے تو اس پر تصویریں بھی چھپ سکتی ہیں ۔ تو تصویر پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! میری تحریک التواء سیلاب سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : سیلاب میں تو لوگوں نے رقص نہیں کیا ۔ آپ کو تو یہ شکائت ہے کہ لوگ رقص کیوں کرتے ہیں ۔ جب رقص ہوتا ہے تو تصویریں بھی چھپتی ہیں ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! آپ اس کو پڑھ تو دیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بیمار ہیں ۔ میاں خورشید انور کی تحریک التواء نمبر 62 کے متعلق انہوں نے فرمایا تھا کہ 4 تاریخ کو اس کا جواب دیں گے ۔ یہ تحریک التواء یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے متعلق ہے ۔ کل پرسوں ڈاکٹر صاحب کا پیغام آیا کہ وہ 5 تاریخ کو آ سکیں گے ۔ پتہ نہیں آج ان کی طبیعت کیسی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق کی تحریک التواء نمبر 99 defer ہوئی تھی ۔ اس کی اجازت ہو چکی تھی چاہے وہ موجود نہیں تھے ۔ میں نے اس کو قواعد کے مطابق پایا اور میں اس کی اجازت دیتا ہوں ۔

اس میں وزیر اعلیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ اس کے متعلق کچھ بتا سکیں گے ۔ میں اس کو ایوان میں پیش کئے دیتا ہوں ۔

میو ہسپتال لاہور کے عملے کی طرف سے ایک زخمی شخص نوازش بیگ کو ہسپتال کے لان میں بغیر علاج کے ڈال دینا

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز 22 ستمبر 1973ء کی اطلاع کے مطابق میو ہسپتال لاہور کے عملے نے ایک زخمی شخص

(نوازش بیگ) کو علاج کرنے کی بجائے ہسپتال کے لان میں ڈلوا دیا ہے۔ زخمی رات گئے تک باغ میں پڑا زخموں کے درد سے تڑپتا رہا اور اس کے عزیز و اقارب ڈاکٹروں اور ہسپتال کی انتظامیہ کے دروازوں پر دستک دیتے رہے لیکن ان کی تمام کوششیں بے سود رہیں ۔ اس سنگ دلانہ واقعہ سے عوام میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اس کی ابھی تک رپورٹ وصول نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ اس پر یہ یقین دہانی دے سکیں ۔ (مجھے معلوم نہیں ہے کہ واقعی کوئی ایسی بات ہوئی ہے) کہ مناسب ایکشن لیا جائے گا تو اس کو dispose of کر دیا جائے ۔

وزیر اعلیٰ : لازمی طور پر ایکشن لیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : As it is not pressed. It is disposed of accordingly.

لال انڈسٹریز کوٹ لکھپت کے مزدوروں پر لاٹھی چارج اور جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے ان کی ملازمت سے برطرفی

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ سیاست لاہور مورخہ 27 ستمبر 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لال انڈسٹریز کوٹ لکھپت کے چالیس مزدور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے ہیں ۔ سرمایہ دار اب بھی مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعے مزدور کش پالیسی پر عمل پیرا ہیں ۔ لال انڈسٹریز کی انتظامیہ نے پولیس اور غنڈوں کے مدد سے مزدوروں پر ناروا لاٹھی چارج اور مار پیٹ کی اور پھر انہی کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر دیا اور انہی چالیس مزدوروں کو ملازمت سے بھی نکال دیا ہے ۔ اس واقعہ سے علاقہ بھر کے مزدوروں میں خوف و ہراس اور اضطراب و ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر محنت (مسٹر محمد افضل وٹو) : جناب والا ! میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ لال انڈسٹری ایک ایسی انڈسٹری ہے جس میں ہماری ڈیفنس کے لئے اینٹی ٹینک ایک راکٹ ہوتا ہے وہ بنایا جاتا ہے ۔ اس کو میزائل کہہ لیں راکٹ کہہ لیں یہ ایک ڈیفنس سیکرٹ ہے ۔ چونکہ یہ معزز ایوان ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر پوزیشن واضح رکھی جائے ۔ میں اعتماد کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ممبران اس بات کو اپنے تک محدود رکھیں گے ۔ اور میں یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ پریس کے نمائندے بھی ہمارے پاکستانی بھائی ہیں وہ بھی کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جو قومی مفاد کے خلاف جاتی ہو ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ نے کچھ کہنا ہے تو گیلریاں خالی کروائی جا سکتی ہیں ۔

وزیر محنت : جناب والا ! جو کہ اس کے متعلق تھا وہ ہوگیا ہے بہت بہت شکریہ ۔ جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ فیکٹری نے اپنی ضروریات کے لئے کچھ آدمی trainee رکھے ہوئے تھے جن کی عمر 12 ۔ 13 سال سے کم تھی جو لیبر لاز کے تحت ملازمت نہیں کر سکتے ۔ چونکہ ڈیفنس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ہنگامی طور پر 13 مزدور زیادہ رکھے تھے ۔ جونہی ان کی ضرورت کچھ کم ہوئی ان کو انہوں نے چھٹی دے دی ۔ فی الحال کچھ اور وجوہ بھی ہیں مثلاً یونین رجسٹرڈ ہوئی ۔ naturally جیسا کہ آپ کو علم ہے آج کل ہماری فیکٹریوں میں جو لئے لئے مالک ہیں وہ یونین رجسٹرڈ ہو جانے سے الرجک ہو جاتے ہیں اور اس الرجک ہونے کے رد عمل میں وہ کچھ نہ کچھ ایسے weak points جو مزدوروں کے ہوں ان کو فوراً بروئے کار لاتے ہیں انہوں نے ایسے ہی کیا اور اپنے legal rights کو استعمال کرتے ہوئے یونین بننے کے رد عمل میں 13 مزدوروں کو کہا کہ آپ کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ۔ آپ چھٹی کریں ہم آپ کو نہیں رکھتے ۔ اس کے نتیجہ میں تمام فیکٹری کے مزدوروں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ان کو نہیں رکھتے تو ہم بھی کام نہیں کرتے یعنی ہم ہڑتال کرتے ہیں سٹرائک کرتے ہیں ۔ اس پر ان کا جھگڑا شروع ہوا ۔ مالک چونکہ ڈیفنس کی equipments بنا رہا تھا اسے یہ خیال تھا فوج اور حکومت پتا نہیں کیا کیا میری مدد کرے گی اس کو یہ زعم تھا ۔ کچھ مزدوروں نے جلد بازی سے کام لیا کچھ مالک نے اپنی

مرضی سے کام لیا جس کا نتیجہ اس وقت یہ ہے کہ دس مزدوروں کو مالکان شوکاز نوٹس دے کر قانونی طور پر نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ تیرہ مزدوروں کو اپنا legal rights استعمال کرتے ہوئے lay off کر دیا ہے ۔ یہ ایک normal routine کا لیبر dispute ہے ۔ پنجاب میں 3700 فیکٹریاں ہیں اور 3700 فیکٹریوں میں سے اگر دو ۔ چار یا پانچ یا کل دس فیکٹریوں میں کوئی dispute arise ہو تو ہم اسے abnormal situation نہیں کہہ سکتے ۔ ایک خاندان جس میں سگے بہن بھائی اور باپ ہو ان میں بھی کوئی نہ کوئی چھوٹا بڑا مسئلہ اس طرح کا پیدا ہوتا رہتا ہے ۔ اس لال انڈسٹریز کے مسئلہ کو میں نے خود take up کیا ۔ اپنے مکان پر مالک اور مزدور دونوں کو بلایا ۔ مالکان کی طرف سے جو اصل مینجر ہے وہ راولپنڈی ڈیفنس کی further development کے لئے میٹنگ میں گیا ہوا ہے جس نے کل آنا تھا اور آج کے لئے سیکرٹری لیبر کی اس کے ساتھ 12 بجے میٹنگ رکھی ہوئی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ انشا اللہ اس کو حل کر لیا جائے گا ۔ یہ ایسا کوئی extra-ordinary مسئلہ نہیں ہے ۔ پھر ہم نے قانون بنائے ہیں ۔ اگر قانون کا احترام ہم نہیں کریں گے مزدور نہیں کریں گے ۔ مالک نہیں کریں گے ۔ اگر اس ایوان کے ممبر صاحبان قانون کی طرف راغب کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو کسی صورت تو کسی صورت ہمیں یہاں بیٹھنے اور قانون بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ مزدوروں کو چاہئے کہ اگر ان کے حق کی پامالی ہوتی ہے تو پنجاب میں ہم نے 5 لیبر کورٹ اور 13 جولیر لیبر کورٹ بنائے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ سینیر لیبر کورٹ بنائے ہوئے ہیں ۔ تو یہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اگر معمولی سا معاملہ ہو تو لیبر کورٹ میں جانے کی بجائے وہ لیبر کورٹ کے دروازے پر بیٹھ جائیں ۔ تو ان حالات میں میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ یہ سنگین نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے ۔ عوام میں کوئی ہیجان نہیں ہے ۔ لیبر میں بے چینی بھی نہیں ہے ۔ یہ ایک معمولی لیبر کا dispute ہے جس کو انشاء اللہ جلدی ہی حل کر لیا جائے گا ورنہ لیبر کورٹ تو موجود ہی ہے جو اس کو settle کرے گی ۔

میاں منظور احمد وٹو : حکومت کے نوٹس میں لانے کا یہی مقصد تھا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ معمولی مسئلہ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ معمولی نہیں ہے ۔ جناب والا ! مجھے بولنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں اس قسم کی بحث کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

میاں منظور احمد موہل : مجھے جناب والا ! کچھ اپنے خیالات کا اظہار کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ایک وضاحت بیان کی شکل میں طلب کی تھی جو انہوں نے دے دی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : وہ جناب والا ! پوری توجہ اس طرف دیں ہمارے مزدوروں کا مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker : For giving a short statement one has to be a Minister.

اومنی بس کی کم بسیں چلنے سے لاہور کے شہریوں کی سفری مشکلات میں اضافہ

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 23 جولائی 1973 کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں شہریوں کی سفری مشکلات میں شدید اضافہ ہو گیا ہے ۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت شہر میں صرف 75 بسیں چل رہی ہیں جب کہ اومنی بس کے پاس 200 بسیں قابل استعمال حالت میں موجود ہیں ۔ اس سے اومنی بس کی آمدنی میں بھی کمی آگئی ہے ۔ اتنی شدید گرمی میں بس سٹاپوں میں مسافروں کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ بسوں کے مقررہ اوقات کار پر بھی کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ عوامی حلقوں میں اس صورت حال سے شدید تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! میں اس معزز ایوان میں بار بار کہہ چکا ہوں ۔ یہ ایک مجبوری تھی چونکہ بسیں ہمارے ملک میں نہیں بنتیں اور باہر سے منگواتے ہیں اور shipment میں بھی دیر لگ جاتی ہے ۔ جب آتی ہیں تو کراچی کی بندرگاہ میں دو دو مہینے کھڑی رہتی ہیں ۔ اس کے بعد جب وہ لینڈ بھی ہو جاتی ہیں تو ان کی باڈی بنانے میں خاص طور پر سیٹیں وغیرہ کی تیاری میں کافی وقت

لگ جاتا ہے اور اس کے لئے کافی عرصہ درکار ہوتا ہے ۔ بادی بلڈنگ کی ورکشاپ کی مثال لے لیں ہم نے پنجاب کے سارے شہروں سے باڈیز بنانے کے ٹینڈر طلب کئے ہیں کراچی اور پشاور سے بھی اور اس طرح سے ہمیں تمام ورکشاپوں میں سے کوئی 80 کے قریب ماہانہ باڈیز بنانے کے ایگریمنٹ یا کنٹریکٹ ملتے ہیں۔ ان میں سے بھی ہم اپنے ایگریمنٹ کے مطابق نہیں دے پائے ہیں بلکہ پچھلے تین مہینوں سے ایگریمنٹ ہوئے ہوئے ہیں ۔ مزدوروں کو باڈی بنانے کا کام سپرد کیا ہوا ہے ۔ ہم نے ان کو 30 باڈیز دی ہیں اور جب یہ تیار ہو جائیں گی تو ہم گاڑیاں ملتان اور لاہور کی روٹ پر چلائیں گے ۔ پانچ بسیں ہم نے شہر میں چلائی ہیں اور پانچ ہم نے اسلام آباد بھیج دی ہیں اور پانچ لاہور کے لئے مخصوص کی گئی ہیں جو کہ آپ کی مال روڈ پر چلتی ہوئی دکھائی دیں گی ۔ مجھے توقع ہے کہ اس مہینے کے آخر تک ہمیں 30 نئی بسیں ملیں گی ۔ جب ان کی باڈیز تیار ہو جائیں گی تو ان 30 میں سے ہم 20 لاہور کو دیدیں گے اور 5 اسلام آباد کو دیدیں گے ۔ اس طرح سے ہمیں یہ توقع ہے کہ نومبر تک اگر ہمیں 100 مل جائیں تو وہ 150 کے قریب ہو جائیں گی ۔ اس وقت لاہور میں 140 کے قریب بسیں چلتی ہیں اور نومبر کے آخیر تک ہمیں نئی بسیں انشاءاللہ مل جائیں گی اور جناب والا ! مجھے امید ہے کہ کافی حد تک آپ کی تکلیف رفع ہو جائے گی اور آپ کے حکم کی انشا اللہ تکمیل کی جائے گی ۔ میں آج حاضر ہوں اگر کوئی دوست اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ بیشک مجھ سے پوچھ سکتے ہیں ۔

بہاول پور ٹیکسٹائل ملز خان پور کی انتظامیہ کی طرف سے مزدوروں اور کارکنوں کو ان کی ملازمت سے سبکدوشی کے نوٹس ۔

مسٹر سپیکر : سید نابش الوری صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاول پور ٹیکسٹائل ملز خان پور کے مزدوروں کی نمائندہ انجمنوں کی یاد داشت مورخہ 27-9-73 کے مطابق بہاول پور ٹیکسٹائل ملز خان پور کی انتظامیہ نے حالیہ سیلاب کے بعد ملز کے تقریباً ساڑھے نو سو مزدوروں اور کارکنوں کو ان کی ملازمت سے سبکدوشی کے نوٹس جاری کر دئے ہیں اور بیشمار ملازمین کو سبکدوش بھی

کر دیا گیا ہے ۔ اس کے برعکس وہ مل کو چالو کرنے کے لئے باہر سے سٹاف لے آئی ہے ۔ انتظامیہ کے اس اقدام کا مقصد یہ ہے کہ سیلاب کے نتیجہ میں ملز کے تمام پرانے مزدوروں اور کارکنوں کی ملازمت ختم کر کے نئے سرے سے تقرر نامہ جاری کرے تاکہ وہ موجودہ مراعات سے یکسر محروم ہو جائیں ۔ خان پور سیلاب میں غرق آب ہونے کے بعد بری طرح متاثر ہوا ہے ۔ ملز کے مزدوروں کے مکانات اور اثاثے سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں ۔ ان حالات میں ان مزدوروں کو ملازمتوں سے برخواست کر کے انہیں نئے مصائب سے دو چار کر دیا گیا ہے ۔ جس سے مزدور حلقوں میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر محنت : جناب والا ! اس میں گزارش یہ ہے جیسا کہ اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو اچھی طرح علم ہے کہ خان پور میں تقریباً 25/20 دن 10 سے 16 فٹ کے قریب پانی کھڑا رہا ۔ میری اس بات کی فاضل ممبر تائید کریں گے کہ فیکٹری کی عمارت میں بھی 10/8 فٹ پانی تھا اور فیکٹری کی مشینری بھی اس وجہ سے پانی میں ڈوبی رہی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک مشینری کی مکمل طور پر اوورہالنگ نہ ہو وہ چلائی نہیں جا سکتی اور جناب والا ! ان حالات میں اس مل کی مرمت کے لئے 65 ماہ کا عرصہ درکار ہے ۔ یہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق بتا رہا ہوں فیکٹری اگر بند ہوئی ہے تو کسی مجبوری کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو مالک اپنے مزدوروں کو lay off کر سکتا ہے مگر یہ دو ہفتوں سے زیادہ نہیں ہوتا ۔ لیبر لاز کے مطابق ایسا ہوتا ہے اور مزدوروں کو lay off کی صورت میں نصف تنخواہ پر چھٹی دی جاتی ہے اور 14 دن کے بعد lay off ختم کر کے مزدوروں کو رخصت کرنا پڑتا ہے ۔ تو جب فیکٹری کی مرمت ہونے کے بعد کام شروع ہو جائے گا تو پھر مزدوروں کی حالت قدرے بہتر ہوگی ۔

They will resume duty and their benefit of service will remain in tact.

مل کی مرمت معمولی مزدور نہیں کر سکتے ۔ انتظامیہ اس بارے میں سوچ بچار کر رہی ہے اور سپیشل انجینروں کا انتظام کیا جا رہا ہے تو قدرتی بات ہے کہ اس مل کے مزدوروں کو اس کام پر نہیں لگایا جا سکتا بلکہ اس کے لئے سپیشل

انجینئروں کی ضرورت ہے جو اس مشینری کو چیک کرتے ہیں ۔ ان کے پاس خاص قسم کے آلے موجود ہوتے ہیں ۔ جس سے اس کی کارکردگی اور طاقت کا اندازہ لگاتے ہیں ۔ ہم نے اچھی طرح حالات کا جائزہ لے لیا ہے اور مختصراً یہ کہ اس مل کو 7/6 ماہ میں مرمت کرنا ہے ۔ اس کے لئے lay off کا کوئی پریڈ نہیں تھا تو ہم نے یہ کیا کہ 2 ماہ کی تنخواہ ان کو ایڈوانس کے طور پر دلوا دی اور اس چیز کی گارنٹی کر دی گئی ہے کہ جونہی مل ٹھیک ہوگی انہیں کام پر بلایا جائے گا ان کی سروسز جاری رہیں گی ۔ مزدوروں کو ہٹایا نہیں گیا ان کو برطرف نہیں کیا گیا جونہی خان پور مل چلے لسٹ لیکر فاضل ممبر میرے پاس آئیں میں ایک ایک مزدور کو اس میں کام کرتے ہوئے دکھانے کا پابند ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف کی اس وضاحت کے بعد میں اپنی تحریک التوا پر زور نہیں دیتا ۔ اس کی یاد داشت میں یہی کہا گیا تھا کہ lay off کے اس قانونی پرویژن کو وہ غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں اور وزیر موصوف کی اس یقین دہانی سے یہ بات واضح ہو گئی ہے۔

پنجاب کی عدالتوں میں عدلیہ کے افسروں کی کمی کے باعث ساڑھے تین لاکھ سے زائد مقدمات کا زیر التوا ہونا ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 28 ستمبر 73ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ نے انکشاف کیا ہے کہ پنجاب کی عدالتوں میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد مقدمات زیر التوا ہیں ۔ اس کی وجہ انہوں نے عدلیہ کے افسروں یعنی مجسٹریٹوں اور ججوں کی مناسب تعداد و تقرری نہ ہونا بیان کیا ہے ۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس صورت حال کے پیش نظر عدلیہ کا نظام معطل ہو گیا تو انتہائی نقصان پہنچے گا کیونکہ انصاف کا نظام ہی ملک کی آخری امید ہے ۔

جناب چیف جسٹس کے اس اہم انکشاف سے حکومت کی عدلیہ کے بارے میں غفلت سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں ۔ He is not well

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ محکمہ چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے ۔ ان کی عدم موجودگی میں قائم مقام قائد ایوان جواب بھی دے سکتے ہیں اور انہیں جواب دینا بھی چاہئے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس وقت بھی یہ گذارش کر سکتا ہوں کہ میری حیثیت وزیر خزانہ کی ہی ہے تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی ایسی پوسٹیں ہیں جن کو بجٹ میں رکھا گیا تھا ان کی filling نہ ہونے کی وجہ سے حصول انصاف میں یا ان اقدامات کی finalization میں کوئی رکاوٹ ہو رہی ہے تو ہم نے وہ تمام پوسٹیں پر کرنے کے لئے حکم دے دیا ہے اور اس میں جتنی بھی پوسٹیں ہیں وہ پر ہو جائیں گی اور یہ پہلے حکام کی نسبت بہتر طریقے پر ہونا شروع ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس پر انہوں نے کوئی definite چیز نہیں فرمائی ۔ انہوں نے اس سلسلے میں "اگر" کا لفظ فرمایا ہے ۔ یہ نہیں فرمایا کہ آیا کتنی پوسٹیں ان کے بجٹ میں منظور ہیں اور ان کی تقرری اس سال ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : جو منظور ہیں ان کو ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جو تو کچھ بھی نہ ہوا اس سے مسئلہ تو حل نہ ہوا ۔ اگر پوسٹیں نہیں رکھی گئیں تو پھر ضمنی بجٹ کی شکل میں رکھی جا سکتی ہیں ۔ یقین دہانی یہ چاہئے کہ وہ ضرور اتنی تعداد میں عدلیہ کے لئے جج اور مجسٹریٹ فراہم کریں گے جو اس نظام کو صحیح معنوں میں چلانے کے لئے کافی ہوں گے اور جس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا ۔ definite under-taking آنی چاہئے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس میں definite بات یہی کی جا سکتی ہے کہ سیلابوں کی وجہ سے تقریباً بہت سے شعبوں میں کمی ہونے کا امکان تو ہے لیکن

میں یہاں یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ جہاں تک عدالتوں کی پوسٹوں کو پر کرنے کا تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور بجٹ میں جو کچھ بھی رکھا گیا تھا اس میں ہم ان کو اجازت دے دیں گے ۔ جناب والا ! یہ بات اس لئے میں کر رہا ہوں کہ اگر کوئی موشن میرے پاس ہوتی تو میں اس کا باقاعدہ بحیثیت وزیر خزانہ جواب دیتا اور میں facts and figures کے ساتھ تیار ہوتا ۔ لیکن چونکہ آج آخری دن ہے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس میں میں ہاؤس کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ واحد ایسا شعبہ ہوگا جس میں کوئی کمی نہیں کریں گے ورنہ یہ ہے کہ بہت سے معاملوں میں ہو سکتا ہے کہ کمی کرنی پڑے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! جواب specific نہیں ہے اور میں اس سے مطمئن نہیں ہوں ۔ یا تو آپ اسے وزیر اعلیٰ صاحب کے تشریف لانے پر take up کریں یا وزیر قانون صاحب تشریف لا چکے ہیں ان کے نوٹس میں بھی لائیں اور معاملے کی وضاحت ہونی چاہئے ورنہ اسے ہاؤس میں put کریں ۔ جناب والا ! یہ بہت اہم معاملہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر صاحب گیارہ بجے کے قریب تشریف لائیں گے ۔

The time for adjournment motions is over.

سید تابش الوری : جناب والا ! پنجاب کے گزٹیڈ افسروں کے سکیل کے متعلق ایک نہایت ہی مختصر سی تحریک التوا ہے ۔ آپ اسے لے لیں کیونکہ وزیر خزانہ بھی موجود ہیں وہ بڑی اہم تحریک ہے اور سارے پنجاب کے گزٹیڈ افسران اس سے متاثر ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کسی وقت اس کا ذکر کر دیں ۔ اب ممبران کی رخصت کی درخواستیں لی جاتی ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

راؤ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 2-10-73 کو بوجہ ناسازی طبیعت حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session on 28th September, and 2nd October, 1973. I request for the grant of leave for the above two said days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ assurance motions pending ہیں اور آج اجلاس کا آخری دن ہے ان کو assurance committee کو refer کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : اگلے سیشن میں آ جائیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ بہت ہی اہم ہیں اور ان کی تکمیل اس درمیانی عرصہ میں ہونی بہت ضروری ہے ۔ وہ تو صرف refer ہوتی ہیں اور یہ جناب کے اپنے اختیار میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : مگر اس میں سات دن کا نوٹس ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ رول تو آپ waive بھی کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں دیکھ لیتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں ان کو دیکھ کر فیصلہ کر دوں گا ۔ آج ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی انتظار تھی اور وہ تشریف نہیں لائے کیونکہ ایک assurance motion داخلے کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : assurances میں یہ ہوتا ہے ۔

I woule like to hear the Minister before I give any decision.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ایک وزیر قانون صاحب کے متعلق ہے وہ تو ابھی سن سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب میں قاعدہ waive کر سکتا ہوں ۔ وہ assurance motion تو ان کو گئی ہی نہیں ۔ میں انہیں بھیج دیتا ہوں ۔

If he is ready and the material is available, I will talk to him.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج refer فرما دیں تو بہتر ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : اگر ہو سکا تو میں کر دوں گا ۔ راؤ محمد افضل خان ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وہ تھوڑی دیر کے لئے باہر گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آج فاضل اراکین کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ آج جمعۃالمبارک ہے اور ساڑھے بارہ بجے تک working day ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پرائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں ان assurance motions کے سلسلے میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ قاعدہ 156 کے تحت اس کے لئے ہمیں کوئی تحریک نہیں کرنی پڑتی بلکہ جناب کے لئے تجویز کرنی پڑتی ہے اور اس میں لفظ بھی یہی ہے کہ "ممبر تجویز کرے گا کہ جناب اسپیکر اس کو assurance committee میں refer کر دے" ۔ تو کیا تجویز کے لئے بھی سات دن کا نوٹس چاہئے ؟

مسٹر سپیکر : شائد تجویز کے لئے زیادہ ہی ہو ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ دیکھ لیں ۔ بے شک ایک مہینے تک کر دیں ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ میں اس لئے رولنگ چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں دیکھ لیتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کے لئے قاعدہ 156 کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ قاعدہ 156 کو دیکھ کر اس پر رولنگ دیں ۔

صوبہ میں اشیاء کی مہنگائی اور کمیابی سے متعلق بحث

مسٹر سپیکر : میاں خورشید الور ۔

میاں خورشید الور (ملتان 12) : جناب والا ! جب سے موجودہ پارٹی بر سر اقتدار آئی ہے ضروریات زندگی کی قیمتوں میں انتہائی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ اس میں آئے دن اضافہ سے جسم اور روح کا رشتہ برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے ۔ جناب والا ! ایک طرف تو حکومت صنعتی اور تجارتی پالیسیاں بنانے میں اور جو کچھ تھوڑی بہت بنائی ہیں ان پر عمل در آمد کرنے میں انتہائی بری طرح ناکام رہی ہے ۔ دوسری طرف لالچی اور بد باطن اور منافع خور تاجر لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں ۔ کیا حکمران لوگ اس لئے عوام کو

مزا دے رہے ہیں کہ انہوں نے اس پارٹی کے کھمبوں کو ووٹ دے کر انہیں کامیاب کرایا ہے۔

(قہقہے)

وزیر قانون : جناب والا ! اس سے سارے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تمام فاضل اراکین میں سے آپ کی نظر میں کون کھمبہ نظر آ رہا ہے۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں آپ کے ذریعے ہر سر اقتدار لوگوں سے فرد فرداً درخواست کروں گا کہ وہ اپنی آپ کو درست کریں۔ اپنی پالیسیاں درست کریں اور اپنے عمل درست کریں ورنہ لوگ ان کو کہا جائیں گے۔ یہ بھوکے لوگ ہیں۔ بھوکے لوگ آخر تنگ آ کر ان کو ہی کھائیں گے اگر ان کو کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔

جناب والا ! اگر ان لوگوں کو ہماری بات پسند نہیں ہے تو از راہ کرم یہ اپنی پارٹی کے کارکنوں سے مشورہ کر لیا کریں تو میرے خیال میں کسی حد تک ان کو کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے بھی جیسے سیاست دان کو جو ایسی سیاسی ٹوپی ہے کہ ہر سر پر فٹ آ جاتی ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب اس دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو فاضل ممبران اس ایوان کے رکن نہیں ہیں ان کے متعلق ذکر یا جنرل سٹیٹمنٹ ہو سکتی ہے کہ فلاں پارٹی نے یہ کیا فلاں پارٹی کے لیڈر نے یہ کیا فلاں شخص نے یہ کہا لیکن اس کے کیریکٹر کے متعلق بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس قسم کے مشیروں نے بہت سی حکومتوں کو ناکام کیا ہے۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر خوشامد کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے بھی کبھی عوام کے مفادات کی بات نہیں کی ہے۔ اور نہ ہی اب کریں گے۔ یہ ایک مخصوص طبقہ ہے جو کہ اپنے مفادات کی حفاظت کرنے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس لئے میں ان کا ذکر کر رہا ہوں کہ حکمران لوگ اس قسم کے مشیروں سے مشوروں کی بجائے اپنی پارٹی کے مخلص کارکنوں سے مشورہ کریں تو وہ زیادہ بہتر رہے گا۔

جب سے ہم نے پاکستان بنایا ہے یعنی 1947 سے لے کر ضروریات زندگی انتہائی طور پر آہستہ آہستہ مہنگی ہوتی رہی ہیں اور ایوب کی آمریت میں بھی مہنگی ہوئی ہیں لیکن اس دور میں تو پہلے سے زیادہ کمال کو پہنچ گئی ہیں ۔ میں ایک معمولی سا نقشہ پیش کرتا ہوں ۔ 1947 میں گندم کا بھاؤ سات تا آٹھ روپے فی من تھا ۔ مخود نو تا دس روپے ۔ گڑ 20 تا 22 روپے شکر 25 تا 26 روپے ۔ دودھ گیارہ تا بارہ روپے ۔ لیکن 1970 میں جب یہ لوگ تشریف لائے تو گندم سترہ کی بجائے 26 روپے فی من ۔ مخود 21 روپے تھا اب 47 روپے ہے گڑ 18 تا 20 تھا اب 100 تا 120 ہے ۔ شکر 20 تا 21 تھی اب 100 تا 115 روپے فی من ہے ۔ دودھ 16 تا 18 تھا اب 30 تا 32 روپے ہے ۔ چاول سفید 25 تا 26 تھا اب 65 تا 66 روپے فی من ہے ۔ اس طرح گھی بناسپتی 1972 میں 2/54 روپے فی پونڈ تھا اب 3/10 روپے فی پونڈ ہے ۔ اس کے علاوہ پورا دن اس کر حاصل کرنے کے لئے لائن میں لگنا پڑتا ہے ۔ دال ماش 1972 میں 80 روپے فی من تھی اب 160 روپے من ہے ۔ دال مونگی 80 روپے من تھی اب 160 روپے من ہے ۔ دال مسور 70 روپے من تھی اب 140 روپے من ہے ۔ دال چنا 30 روپے من تھی اب 54 روپے من ہے ۔ مٹی کا تیل 8 روپے ٹین تھا اب 14 روپے ٹین ہے ۔ نمک صرف پندرہ پیسے فی سیر تھا اب 60 پیسے فی سیر ہے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون : جناب والا ! کیا میاں خورشید انور صاحب کی کمیشن شامل ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! مجھے پتہ ہے کہ یہی لوگ ہیں جو ایوان کو غلط اطلاعات فراہم کرنے کے ذرائع بنتے ہیں اور عوام کو بیوقوف بناتے ہیں ۔ یہ بڑے دعوے کریں گے کہ ہمارے ملک میں چیزیں انتہائی سستی ہیں ۔ ساتھ والے ملکوں میں گرانی زیادہ ہے ۔ جناب والا ! کل ان کے ایک مقرر جو بڑے تندرست مقرر تھے تقریر تیار کرنے کے لئے میرے پاس جب آئے تو انہوں نے میرے سے بحث کرنی شروع کر دی ۔ غالباً وہ اپنی تیار کردہ تقریر ابھی سنائیں گے اور اگر وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ انڈیا میں گرانی انتہا کو پہنچ گئی ہے تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ انڈیا نے ترقی کی ہے ۔ اور ہمارا ملک ایک زرعی ملک

ہے وہ خود کفیل ہو سکتا ہے ۔ انڈیا کی آبادی اتنی زیادہ اور وہاں پر زمین اتنی نہیں ہے کہ وہ قابل کاشت ہو ۔ لیکن پنجاب جو غلہ کا گھر تھا وہاں بھوک کا پیدا ہونا شرمناک ہے ۔ انڈیا میں اگر چیزیں مہنگی ہوئیں تو ہمیں ان کی مثال نہیں دینی چاہئے کیونکہ انہوں نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں کافی ترقی کی ہے ۔ لیکن ہم لوگ ان سے کہیں پیچھے رہ گئے ہیں ۔ انڈیا نے ایٹم بنائے ہیں آپ لوگ پنجابی زبان اچھی طرح جانتے ہیں :-

اوہ ایٹم بم بناون گے تو ٹانگے دے بم بناوے گا
او چند تاریاں تے جا پہنچے نوٹنگیاں نال بناون نوڑی

وزیر خوراک و امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ جناب والا ! جس مسئلہ کے لئے آج کے اجلاس میں تمام وقت مخصوص کیا گیا ہے وہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ایسا مسئلہ ہے جو ملک اور حکومت کو قائم رکھتا ہے ۔ وہ ایسا مسئلہ ہے جس سے انقلاب آتا ہے وہ ایسا مسئلہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور کی ضرورت ہے ۔ صرف تنقید سے دیکھنے کی بات نہیں ہے ۔ ہم نے حزب اختلاف کے پہلے مقرر کی باتیں سنی ہیں ۔ کچھ اطلاعات جو انہوں نے دی ہیں میں ان کا جواب دوں گا یا مجھے امید ہے کہ دوسرے دوست دیں گے ۔

جناب والا ! اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس تو حزب اختلاف کو بھی ہے چنانچہ اگلے روز اسنشل آرٹیکلز کنٹرول ایکٹ پاس بھی کیا ہے ۔ یہ ان کو بھی احساس ہے کہ قیمتوں میں اتنا چڑھاؤ ہے ۔ اور جب تک حکومت کے پاس یا حکومت کے کارندوں کے پاس کوئی ایسا قانونی ہتھیار نہیں ہو گا اس وقت تک قوم جس مسئلہ سے دو چار ہے اس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ ہمارے صنعت کار ۔ تجارتی لوگ اور ان کے نمائندے دن رات اسی تگ و دو میں ہیں کہ کسی طرح مصنوعی قیمتیں بڑھا دیں ۔ آج یہاں کوئی چیز 14 پیسے ہے تو کل 60 پیسے ہے اس لئے ان حالات کو دیکھتے ہوئے کہ مصنوعی بڑھاؤ کیا جا رہا ہے اسنشل کنٹرول ایکٹ پاس کیا گیا ہے ۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا یہ رجحان پچھلے دو سالوں میں آیا ہے یا یہ رجحان ملکی اقتصادیات میں پچھلے سالوں سے جاری ہے اگر آپ جائزہ لیں تو آپ کو 1965 کی جنگ اور 1971 کے درمیانی حالات کا جائزہ لینا ہوگا ۔ اور ان تحریکات کا بھی جائزہ لینا ہوگا جن کو مد نظر

رکھتے ہوئے اس ملک کے اقتصادی ڈھانچے پر سخت ضربیں لگیں ۔ اور یہ ضربیں اس کو اندر سے لگیں کیونکہ جب جنگ ہوتی ہے تو جنگ کو جاری رکھنے کے لئے ملک کے تمام وسائل ایک طرف موڑ دئیے جاتے ہیں اور ضروریات زندگی کو پس منظر میں ڈال دیا جاتا ہے ۔ اسی طرح 1965ء کی جنگ میں ہوا اور اس کے بعد 1971ء میں ہوا ۔ لوگ اب یہ مثال دیتے ہیں کہ دوسرے ممالک خاص طور پر جاپان اور جرمنی جنگ کے بعد خوشحال ہوئے ۔ ان کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو مسائل ہمیں در پیش ہیں وہ انہیں در پیش نہیں تھے ۔ مثلاً انہیں جنگ میں شکست کے بعد بین الاقوامی سازشوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا ۔ انہیں اندرونی خلفشاروں اور شرارتوں کا مقابلہ نہیں پڑا ۔ جب سے ہماری حکومت بنی ہے اس وقت سے اب تک نہ بین الاقوامی طور پر ہمیں کسی نے سانس لینے دیا ہے اور نہ ہی اندرونی طور پر ۔ جب سے عوام نے پیپلز پارٹی کے منشور کو لبیک کہا ہے اور ذوالفقار علی بھٹو کی اسلامی مساوات کو اپنایا ہے اس وقت سے اس ملک کے سرمایہ دار اس تگ و دو میں تھے کہ یہ پارٹی جو بر سر اقتدار آنے والی ہے یہ ہمارا سرمایہ چھین لے گی کیونکہ ہمارے قائد نے کہا کہ میں سرمایہ دار کی مٹھی کھول دوں گا ۔ تو انہوں نے پہلے تو یہ کیا کہ اپنی دولت جو اس ملک میں لوٹ کی کمائی ہوئی تھی اسے دوسرے ممالک میں بھیجا ۔ پھر یہ کیا کہ اپنے سرمایہ کو آہستہ آہستہ نکالا اور روز مرہ محض بنکوں کے کریڈٹ پر زندہ رہے اور اس سے انہوں نے انڈسٹری چلائی ۔ جب یہ حالات پیدا ہوں تو اس وقت نہ تو روزگار ملتا ہے اور نہ ہی بیکاری جاتی ہے اور نہ قیمتیں اعتدال پر آتی ہیں کیونکہ دو ہی اقتصادی اصول ہیں جن کے تحت قیمتیں اعتدال پر رہ سکتی ہیں اور تیسرا کوئی اقتصادی اصول نہیں ہے ۔ اگر حزب اختلاف کے معزز اراکین مجھے بتا دیں تو میں سننے کے لئے تیار ہوں ایک اصول یہ ہے کہ اگر قیمتیں بڑھ رہی ہوں تو پیداوار کو بڑھانا اور دوسرا اصول یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے پیداوار بڑھائی نہیں جا سکتی ۔ آپ کے پاس خام مال نہیں ہے یا آپ کے ساتھ سرمایہ دار تعاون نہیں کر رہے ہیں تو پھر آپ کو ان چیزوں اور ان کی تقسیم پر کنٹرول کرنا پڑتا ہے تاکہ قیمتیں اعتدال پر رہیں ۔ ان دو اصولوں کے علاوہ تیسرا کوئی اقتصادی اصول نہیں ہے ۔ اگر آپ ان دو اصولوں کو سامنے رکھیں تو حکومت کی پالیسیاں واضح طور پر آپ کے سامنے آ جائیں گی ۔

جہاں تک میرے مضامین کا تعلق ہے میرے پاس تین مضامین ہیں ۔ ایک تو گندم ۔ دوسری چینی اور تیسری چاول ۔ باقی جو ضروریات کی اشیاء ہیں ان کا تعلق دوسرے محکموں سے ہے اور مجھے امید ہے کہ میرے فاضل دوست ان کے متعلق ذکر فرمائیں گے ۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے اس میں دو چیزیں مد نظر رکھنی چاہئیں ۔ محترم خورشید انور صاحب نے بتایا کہ 48-1947 میں گندم کی قیمتیں سات سے نو روپے تک تھیں۔ اگر وہ اس سے ذرا پیچھے جائیں تو 1939-1929 کے درمیان گندم کی قیمت ڈیڑھ روپیہ سے اڑھائی روپے من تھی ۔ تو جب آپ اس کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ جنگ کے سال تھے جن کی وجہ سے قیمت اڑھائی روپیہ سے لے کر نو روپے تک جا پہنچی اور ہم نے اس کے بعد جنگیں بھی دیکھیں ہیں ۔ 1965 کی جنگ 1971ء کی جنگ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنا ایک بہت بڑا علاقہ دشمن کے پاس کھویا ہے ۔ اس لئے جب آپ یہ ذکر کرتے ہیں کہ قیمتیں بڑھ رہی ہیں تو سپلائی اینڈ ڈیمانڈ کو بھی سامنے رکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی ہے کہ جب تک آپ کسان اور کاشتکار کو اس کی اجرت ۔ اس کا معاوضہ اور اس کی محنت کا ثمر نہ دیں وہ آپ کی پیداوار نہیں بڑھا سکتا ۔ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت نے بالترتیب 17 روپے ۔ 19 روپے ۔ پھر ساڑھے اکیس روپے اور آج کل اگر حکومت خریدے تو اس کی قیمت ساڑھے پچیس روپے ہو گی جو مقرر ہے ۔ اسی طرح چینی کا مسئلہ ہے چونکہ پیداوار کم تھی اور ہمارے ہاں گڑ کے زیادہ بنانے کا قطعی امکان تھا تو ہم نے گنے کی قیمت کو بڑھایا تاکہ زمیندار اور کسان کو اپنے گنے کی قیمت اتنی ملے کہ وہ ملوں کو زیادہ گنا دے اور چینی زیادہ بنے ۔ مثلاً تیسرے سال کی بات ہے کہ گنے کی قیمت اڑھائی روپے من تھی ۔ اس کے بعد چار روپے پچیس پیسے مقرر کی گئی ہے تاکہ ہماری پیداوار بڑھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی کیا کہ چونکہ ہماری پیداوار بہت کم تھی اس لئے ہم نے اس کے مصرف پر کنٹرول کیا تاکہ جتنی بھی مقدار ہے اسے مناسب طریقہ سے ہر علاقے میں ۔ بڑے شہروں میں ۔ چھوٹے شہروں میں ۔ دیہاتی علاقوں میں تقسیم کیا جائے کہ بنیادی اور اہم ضروریات پوری کی جا سکیں ۔

جناب والا ! یہ واقعہ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ دو متضاد اقتصادیات سے تعلق رکھتا ہے ۔ ایک سرمایہ دارانہ اقتصادیات اور ایک سوشلسٹ اقتصادیات

اور یہ سرمایہ دارانہ اقتصادیات کے اثرات ہیں جن کی وجہ سے ابھی تک مہنگائی بڑھتی اور گھٹتی ہے اور ان کی منشا کے مطابق جن کے ہاتھ میں کامرس ۔ ٹریڈ اور انڈسٹری ہے ۔ اس لئے پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کو سامنے رکھ کر وہ بنیادی صنعتیں قومیالیں جن سے آگے خام مال تیار ہو کر عوامی استعمال کی چیزیں بنتی ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ اگرچہ ہمارے منشور میں یہ ذکر خاص طور پر نہیں تھا کہ ہم عوامی استعمال کی صنعت مثلاً گھی کو اپنی تحویل میں لے لیں گے مگر حالات ایسے پیدا کئے گئے جن کی بنا پر گھی کی ملوں کو بھی تحویل میں لینا پڑا ۔ تو یہ سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ اقتصادیات کا جھگڑا ہے یہ ہمیں عوامی مفاد میں مجبور کرتے ہیں کہ اگرچہ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں ملی جلی اقتصادیات رکھنی چاہتے ہیں دوسری طرف ہمیں وہ ملیں بھی قومی تحویل میں لینی پڑیں جن کو لئے بغیر چارہ نہیں اور نہ ہی عوام کے مفادات کا تحفظ ہو سکتا ہے ۔ مثلاً پچھلے سال آپ شوگر ملوں کی کارکردگی کو دیکھئے ۔ جب ہم نے پچھلے سال ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ تین لاکھ ٹن پیداوار ہو گی ۔ مگر ان کی پیداوار دو لاکھ پر بھی نہ پہنچی ۔ یہ نہیں تھا کہ انہیں اپنا پورا منافع نہیں مل رہا تھا ۔ ان کا فائدہ بھی تھا مگر اس کے باوجود پیداوار نہیں ہوئی ۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر وہ پورا تعاون کرتے اور تعاون کے معنی یہ ہیں کہ عوام کے مفاد میں انہیں چاہئے تھا کہ اگر وہ گنے کی قیمت زیادہ بھی دے سکتے ہیں تو دیں کیونکہ انہیں جو قیمت مل رہی تھی اس کی وجہ سے وہ گنے کی زیادہ قیمت بھی دے سکتے تھے اگر انہیں قومی مفاد مد نظر ہوتا ۔ مگر چونکہ یہ نہیں ہوتا اس لئے پہلا قدم اٹھایا جاتا ہے اور ہم اس کی اور ضروری اشیاء کی تقسیم کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں ۔ اگر پھر بھی سرمایہ دار ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتا تو پھر ہم دوسرا قدم اٹھانے کے لئے مجبور ہوتے ہیں کہ ان ملوں کو قومی تحویل میں لے لیں ۔ ابھی تک جو ہوا ہے وہ محض اس پالیسی کے تحت ہوا ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ نجی کام کے ادارے بند ہوں یا اس میں حوصلہ شکنی کی جائے ۔ مگر ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اگر عوام کے مفادات کو ضرب پہنچی ہے تو ہم خاموشی سے اس کو دیکھتے رہیں ۔

جناب والا ! ایک اور اہم بات کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ نہ صرف اس ایوان میں کئی دفعہ کہا گیا بلکہ ملک میں بھی اس بات کا برابر چرچا ہو

رہا ہے کہ اس حکومت نے devaluation کر کے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچایا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اگر میں اقتصادی نظریے سے devaluation کے معنی سمجھا دوں تو بہتر ہو گا ۔ جناب والا ! devaluation اس وقت آتی ہے جب آپ اپنی اتنی برآمدات نہ کر سکیں کہ جو آپ درآمدات کرتے ہیں ، اس میں توازن ہو جائے ۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ [illegible] قوت نہیں کہ آپ دوسرے ملکوں کو پیسہ دے سکیں ۔ ان حالات میں آپ اپنی برآمدات سستی بنانے کے لئے ، کم قیمت بنانے کے لئے ، تاکہ وہ دوسرے ملکوں میں زیادہ تعداد میں خریدی جائیں ، اپنے سکے کی قیمت کم کرتے ہیں ۔ اپنے سکے کی قیمت کم کرنے سے دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں کی قیمتیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور آپ ان کی اشیا کم خریدتے ہیں ۔ یہ تو ایک تاثر ہے جو ہر انسان کے ذہن میں ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور بنیادی بات بھی ہے جس کی سمجھ کم آتی ہے ۔ اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے ۔ devaluation کے ایک اور معنی بھی ہیں جو چھپے رہتے ہیں ۔ وہ یہ کہ دوسرے ملکوں کے مزدوروں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان کے مزدور کی اجرت ہماری اُجرت سے کم ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لوگوں کو زیادہ محنت کر کے اپنی اُجرت کو اس مقام پر پہنچانا چاہیے جیسا کہ جاپان اور جرمنی میں ہے ۔ پھر آپ مقابلہ کر لیجیے کہ devaluation ہوتی ہے یا نہیں ! ان حالات میں ، جب قوم کام کم کرے ، جب تنقید زیادہ ہو ، تو پھر کھانے کو ملتا ہے اور نہ ہی قیمتیں اعتدال پر آتی ہیں ۔ میں کوئی نعرے کی بات نہیں کر رہا ۔ میں صرف ٹھوس اکنامکس کی باتیں کر رہا ہوں ، کیونکہ ہم یہاں اس لئے اکٹھے نہیں ہوئے کہ تقریر برائے تقریر کریں یا تنقید برائے تنقید کریں ۔ بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم قوم کے سامنے اور آپ کے سامنے (کیونکہ آپ قوم کے نمائندے ہیں) یہ امور رکھیں کہ ہماری پالیسیاں کیا ہیں اور ان کا بنیادی ڈھانچہ کیا ہے تاکہ اگر آپ چاہیں ، تو پھر آپ کے صلاح و مشورے سے اس کو کس طرح سے improve کریں ۔ ہم بصدق دل آپ کی ایسی تجاویز کو منظور کریں گے ۔

جناب والا ! سیلاب پر بحث کے دوران حاجی سیف اللہ صاحب نے دو چار باتیں کہی ہیں جن کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ انہوں نے پہلے تو

یہ فرمایا ، اور اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں ، کہ محکمہ خوراک نے سیلاب کے دنوں میں بڑی اچھی کار کردگی دکھائی ہے ۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کا علاقہ سیلاب کی گرفت میں رہا ہے ، اس کا کوٹا بڑھایا جائے ، وہ بھی ہم نے بڑھایا ۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہوارڈنگ کے خلاف سخت سے سخت قانون بنایا جائے ، یہاں تک کہ اگر سزائے موت تک بھی دی جائے تو حزب اختلاف اس کی حمایت کرے گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! یہ شکریہ علیحدگی میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر خوراک و امداد باہمی : چونکہ میری تحریک ہائے التوائے کار آج کے لئے pending کی گئی تھیں اس لئے میں انکا جواب دونگا ۔ حاجی صاحب نے فرمایا تھا کہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ انہیں سزائے موت تک بھی دیجائے ۔ جب تحریک ہائے التوائے کار آپ دیکھیں گے تو اس میں زیادہ تر ذکر ان چیزوں کا ہے جہاں کہ ہم ان عناصر کو ، جنہیں سماج دشمن کہا جاتا ہے ، سزا دیتے ہیں ، اس کے متعلق اخبارات میں خبر چھپتی ہے تو اس پر تحریکیں یہاں آتی ہیں ۔ ایک طرف تو یہ مطالبہ کہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دو ، دوسری طرف اگر ان کو سزا دی جائے ، یعنی ان کی اگر مل بند کی جائے یا ایک آدھ کو قید کر دیا جائے تو اس پر تحریکات آتی ہیں ! یہ حزب اختلاف کے رویے میں تضاد تھا جس کا ذکر میں کرنا چاہتا تھا ۔ اس لئے میں نے حاجی صاحب کی تقریر کا ذکر کیا ۔ لیکن ذکر کے ساتھ شکریہ بھی ادا کیا ۔ یہ ذکر میں نے اس لئے بھی کیا کہ یہاں اس معزز ایوان میں اور اس کے باہر بھی اپنے دوستوں کے علاوہ اور حضرات بھی تشریف لاتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آج کل جو آٹے یا گندم کی تقسیم ہے ، وہ ہمارے خاص علاقے میں بڑھا دی جائے ۔ میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال ہم بیس سے تیس فی صد زیادہ گندم تقسیم کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ سیلاب زدہ علاقوں میں خاص پرووِیژن کی گئی ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان اور ہمارے ایم پی۔اے حضرات کی سفارشات پر وہاں کی لوکل ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی تقسیم کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! جب ہم بین الاقوامی قیمتوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس ایوان میں کئی حضرات کہتے ہیں کہ اس کا ذکر نہ کیا جائے ۔

میاں خورشید انور : اس کی ضرورت ہی کیا ہے ؟

وزیر خوراک و امداد باہمی : اب میاں خورشید انور صاحب کو دیکھیے ! میں بھی تو کچھ آپ کو عرض کردوں ، شاید آپ کے علم میں اضافہ ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں پانی کم ہے ، وہاں کی زمین کی پیداوار ہم سے زیادہ بارشوں پر انحصار کرتی ہے ، ہمارے ہاں ٹیوب ویل زیادہ ہیں ، ہمارے ہاں فصلیں پندرہ سے بیس فی صد کے قریب بارشوں پر انحصار کرتی ہیں اور ہندوستان میں کوئی 35 سے 40 فی صد ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہاں قیمت کم ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں کمی نہیں وہاں بھوک ہے اور آگے چل کر تو ان کے حالات اور بھی خراب ہیں ۔ ہمارے ہاں قیمتیں تھوڑی سی زیادہ ہیں ۔ مگر میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ بھارت کے اور یہاں کے اعداد و شمار دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اہم فصلوں میں ان کی فی ایکڑ پیداوار ہم سے زیادہ ہے ۔ اگر آپ اعداد و شمار چاہتے ہوں تو وہ بھی میرے پاس موجود ہیں ، میں آپ کو دکھلا دوں گا جس کی بنیاد پر میں آپ کو تجزیہ دے رہا ہوں ۔ میں اس ضمن میں جبکہ بین الاقوامی قیمتوں کا ذکر ہے میں ایک انٹرایشنل آرگنائزیشن پر ، خاص طور پر اس چیز کا کہ قیمتیں بین الاقوامی طور پر بڑھی ہیں ، ضرور ان پر blame رکھنا چاہتا ہوں ۔ وہ ہے ورلڈ فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن ۔ کوئی چھ مہینے ہوئے ، ایف۔اے۔او نے اپنی bulletins میں یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ پیداوار کم ہوئی ہے ، آبادی بڑھ گئی ہے اور اس وجہ سے بین الاقوامی قیمتیں بڑھ گئی ہیں چنانچہ developing countries کو چاہیے کہ اپنی گندم کا انتظام کر لیں ۔ اس سے دو چیزیں ہوئیں ایک تو یہ ہیجان جس کا ذکر تحریک التوائے کار میں آیا ہے وہ ان ملکوں میں جو ترقی پذیر ہیں اور جن کے پاس اتنی پیداوار نہیں تھی پھیلا تھا اور دوسرے یہ کہ مارکیٹ میں international level پر جو speculation تھی انہوں نے بھی قیمتوں کو اوپر کرنا شروع کر دیا اور حال ہی میں دو چار چیزیں سامنے آئی ہیں مثلاً امریکن ایگریکلچر سیکرٹری کا بیان اور یہ بلٹن کہ امریکہ میں پیداوار زیادہ ہونے کا امکان خوشگوار ہے ۔ ان دو چیزوں کی وجہ سے یہ بین الاقوامی قیمتیں بھی کم ہونے کا امکان ہے ۔ جب یہ انٹرنیشنل قیمتیں بڑھتی ہیں تو ان کا اثر ، ہم کوئی جزیرہ میں تو رہتے نہیں اس کا اثر ہم

پر بھی ہوتا ہے - بہر حال کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں یہ بھی چاہئے کہ اپنے ذرائع سے ان انٹرنیشنل باڈیز کو ایف اے او جو کہ ایک Consultant کی حیثیت رکھتی ہیں ان کو بھی کہا جائے کہ جب بھی کہیں ماجرا یہ ہوا کہ ان کے خیال میں ان کی تحقیق میں یہ واضح ہو جائے کہ انٹرنیشنل قیمتیں اوپر جانے والی ہیں تو ان پر بھی بندش ہونی چاہئے کہ اگر وہ یہ خبر دینا چاہتے ہیں تو وہ حکومتوں کو دیں - بجائے اس کے کہ وہ دنیا کے پریس میں دیں اور لوگوں کو پریشان کریں -

دوسری بات اس ضمن میں عرض یہ کرنا ہے کہ ہمارے حالات سیلاب آنے سے پہلے بہت بہتر تھے - ہمیں پورا یقین تھا کہ ہماری فصل اتنی اچھی ہے کہ ہم قیمتیں اعتدال پر رکھنے میں کامیاب ہوں گے اور ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی - مگر سیلاب میں جیسے آپ حضرات کو بھی علم ہے کہ لاکھوں ٹن گندم ضائع ہو گئی ہے بہہ گئی ہے اور اس طرح ہمارے ذخائر میں خاصا فرق آ گیا ہے - مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ ہمارے پاس جو گندم ہے اس کو ہم نہ تو سمگل ہونے دیں گے - نہ اس کی تقسیم اس طرح ہونے دیں گے کہ کوئی علاقہ پنجاب میں ایسا ہو جہاں قیمتیں اعتدال سے باہر نکلنا شروع ہو جائیں- ہم مناسب وقت پر اس کی تقسیم کار کریں گے اور یہ یقین دہانی میں اس لئے کر رہا ہوں کہ عام طور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ اس سال شاید گندم کی فصل ہمارے پاس جو بھی ہے وہ کم ہے - میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو قیمتیں بھی ہیں ہماری کوشش یہی ہوگی کہ انہی پر کنٹرول کیا جائے اور ان کو یہیں روکا جائے - دوسری بات جس کا تعلق صارفین سے ہے یہ ہے کہ جیسا ہے کہ قیمتیں بڑھی ہیں اور ان کا ذکر میں نے آپ سے کیا ہے ہم نے مدد کی ہے کاشت کار کی زمیندار کی - کسان کی - مگر اس کا impact جو ہے ہم نے صارفین پر کم کرنے کے لئے اتنی ہی subsidy بڑھائی ہے - اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی کیا ہے کہ سیلاب زدہ علاقوں میں جہاں لوگوں کو نقصان پہنچا ہے وہاں زیادہ سے زیادہ گندم ان کے استعمال کے لئے دی جائے - اور تیسرا جو حال ہی میں حکومت پاکستان نے ایک اہم قدم اٹھایا ہے آمدنیوں میں اضافہ کیا ہے اور سات سو روپے ماہوار کی آمدنی پر 35 روپے بڑھا دئیے ہیں تاکہ یہ قیمتیں جو بڑھی ہیں پیداوار کم ہونے کی وجہ سے اور ان عناصر کی وجہ سے جو ایسے حالات ملک

میں جو سیلاب کے بعد رونما ہوئے ہیں ان میں وہ خود غرضی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں - اس کے ازالے کے لئے بھی کوشش کی گئی ہے -

جناب والا ! ان چند گزارشات کے ساتھ میں پھر اس ایوان کے معزز اراکین سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کسی ایک کا مسئلہ نہیں ہے - یہ مسئلہ ساری قوم کا ہے اور اس میں محض تنقید سے نہیں دیکھنا چاہئے اور جس اقتصادی پہلو سے میں نے آپ کے سامنے حقائق پیش کئے ہیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اس بحث میں حصہ لیا جائے تو مناسب رہے گا . شکریہ -

مسٹر سپیکر : شیخ محمد اقبال ایوان میں موجود نہیں ہیں - چوہدری غلام احمد باجوہ -

میاں خورشید انور : جناب والا ! راؤ محمد افضل صاحب کو اب تقریر کا موقع ملنا چاہئے -

مسٹر سپیکر : راؤ صاحب اس کے بعد بولیں گے -

میاں خورشید انور : راؤ صاحب تو ہمارے main سپیکر ہیں - آپ مہربانی کر کے پہلے وزیر اعلیٰ کو موقع دیں -

چوہدری غلام احمد باجوہ (سرگودھا-3) : جناب والا ! کافی تقریراں مہنگائی دے آتے ہوئیاں نیں تے اگے وی ہندیاں آئیاں نیں - بڑیاں لوکاں ایدھرلیاں اودھرلیاں گلاں کیتیاں نیں کہ مہنگائی بڑی اے - مہنگائی بڑی اے - مہنگائی بڑی اے - تے ویکھن والی گل ایہہ وے کہ کسے بندے ایہہ نئیں سوچیا کہ مہنگائی کیوں زیادہ ہو گئی اے ؟ میں عرض کرناں کہ ہر بندا ایہہ گل آندا اے کہ سال 47 وچ ایہہ ریٹ سی - سال سن 50 وچ ایہہ ریٹ سی - سال سن 60 وچ ایہہ ریٹ سی - ہر اے کسے نال ویکھیا کہ سال سن 47 وچ جدوں پاکستان بنیا تے اودوں پاکستان دی آبادی کنی سی تے آبادی دے نال رقبہ کنا سی - فیر بد قسمتی دے نال سال سن 70 دے وچ آبادی کنی سی تے آبادی دے نال رقبہ کنا سی - رقبہ جیڑا اے او سال دے سال گھٹ رئیا اے تے کجھ علاقے ہور وڈے ہوندے جاندے نیں - کدی کوئی نہر نکل دی اے تے کدی کوئی ریلوے

لائن نکل دی پئی اے ۔ تے ایس دے نال ای کئی ہور ایسیا چیزاں وی سامنے آئیاں نیں کہ آبادی دھڑا دھڑ ودھ دی رئی اے تے رقبہ کاروبار گھٹ رئیا اے ۔ آبادی ودھ رئی اے تے ایہو ای وجہ اے کہ مہنگائی زیادہ ہو گئی اے ۔ تے ایس دے نال ای ایہہ گل وی شامل اے کہ کئی لوکاں نے کئی زمینداراں نے یا ایسے کاشتکاراں نیں جنہاں نوں اوھنا دی پیداوار دا ریٹ گھٹ مل دا سی اوھناں نیں اپنا رقبہ کاشت کرنا چھڈ دتا اے ۔ مثلاً کنک دے ریٹ نوں جے پنج روپئے کر دتا جائے تے لوک کنک بیجنی چھڈ دین گے کیوں پئی اوھناں نو اوھناں دی محنت دا معاوضہ نئیں ملے گا ایس لئی میں گزارش کراں گا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : باجوہ صاحب !

میاں خورشید انور : کیوں جی بڑی سوھنی تقریر پئے کر دے نیں ۔

مسٹر سپیکر : او جی تقریراں تے ساریاں ای سوھنیاں ھندیاں نیں تے نالے جدوں ٹیکر میں اوھناں نوں کسے پوائنٹ آف آرڈر دے اُتے یا irrevelancy آئے ناں ٹوکاں تے میں کہنا ایہہ سی کہ ایس ویلے میرے کول 30 دے قریب فاضل ممبران دے ناں آ چکے نیں ۔ تے کیونکہ اج جمعہ اے تے اجلاس ساڈھے باراں وجے تک اے ۔

چوھدری غلام احمد باجوہ : میں دو منٹ وچ ختم کر دیاں گا جناب ۔

مسٹر سپیکر : میں تہاڈی کلیاں دی گل تے نئیں ناں کر دا پیا ۔ میں تے ساریاں دی اطلاع لئی گل پیا کرناں ۔ تے ایس حساب نال جدھے وچوں چار فاضل وزیراں نے تے قائد حزب اختلاف نے وی حصہ لینا اے ۔ تے ایس طراں کوئی تن ساڈھے تن منٹ اک ممبر دے حصے وچ آن گے ۔ تے وزیراں نوں تے قائد حزب اختلاف نوں دس توں پندراں منٹ دا وقت دتا جائے گا ۔

چوھدری غلام احمد باجوہ : میں جناب دو منٹ وچ ای ختم کر دیاں گا ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : اس بحث کا جب وزیر متعلقہ جواب دین گے اس کے بعد پھر

میں چلا جاؤں گا اور جنہیں بولنا ہو وہ بول لیں یا تو کہیں کہ جمعہ کی نماز کے وقت بھی تقاریر جاری رکھی جائیں جیسے آپ مناسب سمجھیں مجھے بتا دیں ۔

راؤ محمد افضل خان : جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ آپوزیشن کے ممبران کو آپ کوئی خاص رعایت دیں تاکہ وہ اپنی تحاریک التوائے کار کی روشنی میں اس بحث میں حصہ لے سکیں ۔ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : راؤ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی آپوزیشن آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں کہ کس کس ممبر صاحب نے بحث میں حصہ لینا ہے اور اس طرح 8 نام مجھے دے دیں تو میں وزراء اور لیڈر آف دی آپوزیشن کے علاوہ ہر جو مقرر ہے اس کو دس دس منٹ دیں سکتا ہوں اور ان کے لئے 15 منٹ مخصوص کر سکتا ہوں ۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک ممبر کو تو بیس منٹ بولنے کی اجازت دوں اور کسی دوسرے کا نام گول کر جاؤں ۔ یہ آخری دن ہے اس بحث کے لئے یا تو یہ ان کی مرضی سے ہو میں اس طرح کیسے کسی کے استحقاق کو چھین سکتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گذارش کروں گا کہ میں جناب قائد ایوان سے اس مسئلہ پر مشورہ کر لیتا ہوں اور مشورہ کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں پانچ منٹ میں گذارش کرتا ہوں ۔ کچھ نام کم ہو جائیں لیکن اس پر سیر حاصل تبصرہ ہو سکے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! جناب وزیر خوراک بول چکے ہیں ۔ قائد ایوان ابھی باقی رہتے ہیں ۔ باقی تمام وزراء کو بولنے کی کیا ضرورت ہے ۔ چار وزراء اگر بولیں گے تو پھر دوسرے ممبران بھی بولیں گے ۔

Mr. Speaker : Finance Minister may be equally relevant.

میاں منظور احمد موہل : پھر ایوان کے پاس کوئی وقت نہیں رہ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : دنیا بھر میں روایات یہ ہیں کہ ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ بحث میں حصہ لے سکتا ہے ۔ یہ بھی روایات ہیں کہ حکومت کی طرف سے ذمہ داری کے ساتھ بولا جا سکتا ہے ۔

راؤ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس ہاؤس کے اندر پچھلی دو اسمبلیوں سے ممبر چلا آ رہا ہوں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ حزب اختلاف کے اراکین حکومتی پارٹی سے کہیں زیادہ بولتے تھے مگر اب روائت یہ ہے کہ حزب اختلاف کو بولنے نہیں دیا جاتا ۔

مسٹر سپیکر : راؤ صاحب میں گورنمنٹ پارٹی کے اراکین کو ان کے حق سے محروم نہیں کر سکتا ۔ ایک وقت تھا جب ممبر خاموش رہنا زیادہ بہتر سمجھتے تھے ۔ اس صوبہ کی تاریخ میں ہے کہ دو تین بار ممبر منتخب ہو کر آئے لیکن انہوں نے سوائے حلف وفاداری لینے کے کسی اور موقعہ پر گفتگو نہیں کی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری غلام احمد باجوہ (پنجابی) : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ رقبہ کم ہو رہا ہے اور خلقت بڑھ رہی ہے ۔ ریٹ کے متعلق کئی آدمی کہتے ہیں کہ گندم کا ریٹ زیادہ ہو رہا ہے ۔ اگر گندم کا ریٹ پانچ روپیہ من کر دیا جائے تو لوگ گندم کاشت کرنا بند کر دیں گے ۔ گنے کا ریٹ دو روپیہ من کر دیا جائے تو لوگ گنا کاشت کرنا چھوڑ دیں گے ۔ کھانڈ نہیں ملے گی ۔ اگر سبزیوں کے ریٹ کم کر دیں گے تو لوگ سبزیاں کاشت کرنا کم کر دیں گے ۔ سبزی نہیں ملے گی ۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ریٹ زیادہ سے زیادہ ہر چیز کا کیا جائے ۔ گندم کا ریٹ میں سمجھتا ہوں اب بھی کم ہے ۔ گنے کا ریٹ بھی بہت کم ہے ۔ جس حساب سے کھانڈ کا ریٹ جا رہا ہے اس حساب سے گنے کا ریٹ بہت کم ہے ۔ گنے کا ریٹ کم از کم آٹھ روپے من ہونا چاہئے ۔ دوسرے میں یہ عرض کروں گا کہ زمیندار کو ہر حکومت نقصان پہنچاتی رہی ہے ۔ زمیندار اور کاشت کار کو ہر پچھلی حکومت نقصان پہنچاتی رہی ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ ہر چیز کا بھاؤ "گوانڈی" ملک کے ساتھ پورا کر دیا جائے ۔ اس طرح سمگلنگ بھی رک جائے گی ۔ میری تجویز یہ ہے کہ جن لوگوں نے سٹاک کر لئے ہیں ۔ جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں ان کے متعلق سپیشل طور پر کوئی ایسی سزا مقرر کی جائے کہ چوراہے میں کھڑا کر کے گولی مار دی جائے ورنہ سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی ختم نہیں ہو سکتی ۔ میں گذارش کروں گا کہ ہر چیز کا ریٹ زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے ۔ کہ مزدور کی مزدوری اور چھوٹے طبقے کی تنخواہ یہ واقعی حکومت کے ذمے ہے ۔ حکومت

تنخواہ داروں - چھوٹے ملازمین اور مزدور کی مزدوری زیادہ کر دے - چھوٹے ملازمین کی تنخواہ کم از کم 10 روپے دھاڑی ہونی چاہئے تاکہ مہنگائی کا لیول برابر ہو جائے - جو لوگ سٹاک کرتے ہیں - سمگلنگ کرتے ہیں ان کے لئے سزا کافی زیادہ ہونی چاہئے تاکہ ملک میں کرپشن ختم ہو سکے - جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں - جو لوگ سمگلنگ کرتے ہیں وہ حکومت کے بعض بعض آدمی چمچے بنے ہوئے ہیں - ممبر صوبائی اسمبلی یا ممبر مرکزی اسمبلی کے ساتھ مل کر یہ بدمعاشیاں کرتے ہیں اس لئے اس بدمعاشی کو روکنے کا طریقہ کار ایک ہی ہے کہ چوراہے میں کھڑا کرکے ایسے لوگوں کو گولی مار دی جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جن ممبر حضرات نے حلف وفاداری نہیں اٹھایا وہ حلف وفاداری اٹھا لیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ حلف وفاداری لے لیں - میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب سے میں نے کہا تھا اور انہوں نے میری گذارش مان بھی لی تھی - اب اس طرف سے راؤ محمد افضل خان صاحب تقریر کریں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے -

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت ارکان اسمبلی کا حلف

ارکان اسمبلی کا حلف

نواب زادہ سردار محمود خان

صوبہ میں اشیاء کی مہنگائی اور کمیابی سے متعلق بحث

مسٹر ڈپٹی سپیکر : راؤ محمد افضل خان ۔

راؤ محمد افضل خان (ساہیوال 10) : جناب اسپیکر ! جیسا کہ جناب وزیر خوراک نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس لئے سنجیدگی سے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ ہم کس طریقے سے اس پر قابو پا سکتے ہیں ۔ ہمیں کچھ تجاویز اس قسم کی پیش کرنی چاہئیں جس سے اس اہم مسئلہ پر جو اس وقت قوم کے لئے بہت ہی مشکل کا باعث بنا ہوا ہے اس کے اوپر ہم قابو پالیں اور ہماری معیشت بہتر ہو جائے ، غریب جو لاچاری کے سبب زندگی سے تنگ آ چکے ہیں انہیں کس طریقے سے مہنگائی سے بچا لیں ۔

جناب والا ! میں اس ہاؤس کے سامنے کچھ ایسے اعداد و شمار بھی پیش کروں گا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ہماری جو product ہے اس کی کاشت کار کو قیمت دے دی جائے ۔ مزدور کو صحیح معنوں میں مزدوری ملے ۔ مزدور اور کاشت کار 85 فی صدی دیہاتوں میں رہتے ہیں ۔ ان کی معیشت کی طرف جب تک پوری توجہ نہیں دی جائے گی ۔ مہنگائی کو جب تک ملک کے اندر افضل نہیں سمجھا جائے گا اس وقت تک ملک کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی ۔ یہ آپ کے وقت میں ہو رہا ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ اہم مسئلہ ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے لیکن حقیقت سے دور جایا جا رہا ہے ۔ جب حقیقت سے دور جایا جائے گا تو اس کا کبھی بھی مثبت نتیجہ نہیں نکلے گا ۔

جناب والا ! میں اپنے زمیندار کی products کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ آج آپ گندم کو لے لیجئے ۔ میں کہتا ہوں کہ گندم کا ریٹ 25 روپیہ کی بجائے 30روپے کر دیا جائے تاکہ وہاں کے مزدور وہاں کے کاشت کار وہاں کے زمیندار کو اس کی بہتر قیمت مل سکے۔ دیہاتیوں کی حالت بہتر ہو سکے ۔ اس گندم کے اندر کاشت کار اور مزدور کا حصہ تین چوتھائی ہوتا ہے مالک کا ایک چوتھائی حصہ ہوتا ہے ۔ میں ہاؤس میں واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر 7 ½ فیصد کاشت کار اور زمیندار دو کنال سے لے کر ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے مالک ہیں کیا اس طرف آپ نے توجہ دی ہے ؟ 30 روپیہ اگر گندم کا ریٹ

مقرر کر دیا جائے یا گورنمنٹ sub-sidize کرکے شہروں کے اندر یا دیہاتوں کے اندر کر دے اس پر اگر 20 کروڑ یا 25 کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے تو آپ خرچ کریں ۔ اب دیہاتیوں کی قوت خرید بڑھائیں لیکن آپ نے اپنے دیہاتی کاشتکاروں کی قوت خرید کم دی ہے ۔ آپ دھان کی فصل کو لے لیجئے ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی قیمتیں بڑھا دی ہیں ۔ آپ کہتے کہ ہم مہربانی فرما رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ مزدور جو صبح سے شام تک کام کرتا ہے سر سے لے کر پاؤں تک اس کو پسینہ آتا ہے وہ دو کنال منجی لگاتا ہے اس دو کنال سے اڑھائی یا تین روپیہ اس کو مزدوری ملتی ہے ۔ آپ دیکھ لیجئے نمک کا بھاؤ آٹھ آنے سیر ہو گیا ہے ۔ پیاز جو ساڑھے چار روپیہ سیر ہو گیا ہے کیا مزدور اس سے روٹی کھا سکتا ہے ۔ جناب والا ! میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ دیہاتوں سے واسطہ رکھنے والے خاموش کیوں ہو گئے ہیں ۔ دیہات میں نکل کر دیکھیں وہاں غریب کے بچے بلک رہے ہیں ۔ انہیں دوائیاں میسر نہیں ہیں ۔ مہنگائی نے ان کی کمر توڑ دی ہے ۔ اور یقین جانئے اگر انہیں عوامی ہونے پر ناز ہے تو مجھے بھی عوامی ہونے پر ناز ہے ۔ مجھ سا عوامی آدمی اپنے گاؤں نہیں ٹھہر سکتا ہے ۔ غریب مزدور کاشت کار دن بھر وہاں بیٹھے رہتے ہیں ان کو کھانے کے لئے روٹی میسر نہیں ان کے علاج کے لئے دوائیاں میسر نہیں ہیں اس طریقہ سے جب آپ نے کوئی منصوبہ بندی کی آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ان افسروں کے علاوہ کسی کاشت کار سے کسی اناج اگانے والے سے صلاح مشورہ کر لیا جائے کہ تمہارا خرچہ کیا ہوتا ہے ۔ کس طریقہ سے ہم آپ کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں ۔ پنجاب کے ساتھ سب سے زیادہ زیادتی کپاس سے متعلق ہوئی ہے اس کی قیمت خرید جو اس وقت چل رہی ہے وہ تقریباً 85-80 روپیہ ہے ۔ میں جناب والا ! اس ہاؤس کے سامنے کچھ قیمتیں کپڑے کی پیش کرتا ہوں ۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے ۔ سن 73-72ء کے ریٹوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ زمیندار کو 70-80 روپیہ ریٹ دیا جاتا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں کہ آدم جی پاپلین پانامہ مارکہ 85-2 روپیہ فی گز ہے یہ قیمت سن 72ء کے جنوری فروری مارچ تک تھی لیکن آج 5-5 روپے ہے ۔ اب اس نسبت سے پیچھے ہٹ جائیں جو پیدا کرکے آپ کو دیتا ہے جو دن رات خدمت کرتا ہے ۔ جن کے بچوں کو کوئی اچھا سکول میسر نہیں ہے ان کے لئے روٹی کپڑا بھی نہیں ہے کیا آپ نے کبھی سوچا کہ اگر کپاس کا نرخ اسی تناسب سے

بڑھا دیا جائے تو اس کی روز مرہ زندگی میں تکلیف کا عنصر کم ہو جائے گا اس کی مزدوری بھی بڑھ جائے گی اور اس کی قوت خرید بھی بڑھ جائے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو اس مہنگائی سے عہدہ برآ ہو سکیں گے ۔ جناب والا ! ایک 25:0 نمبر کی ململ ہے ۔ 72 روپیہ کا 20 گز کا تھان ہوا کرتا تھا ۔ یہ آدم جی ملز کی ہے ۔ اب اس کی قیمت 110 روپیہ ہے ۔ کوہ نور کا لٹھا 2 روپیہ 75 پیسہ کا تھا جنوری فروری سن 72ء میں اب اس کی قیمت کہیں زیادہ ہو چکی ہے ۔ کپاس کی قیمت 65 روپیہ کے حساب سے تھی یعنی اس کپاس کو ہم سے خرید لیا گیا ۔ جب مزدور سے خرید لیا گیا تو میں ثابت کروں گا کہ مزدور کا اس میں کس طرح سے حصہ ہے ۔ جناب والا ! کوہ نور کا لٹھا اس وقت بازار میں 2 روپیہ 25 پیسہ تھا اب وہ 5 روپیہ ہے ۔ ایک کورا لٹھا ہے جس کو غریب لوگ استعمال کرتے ہیں ۔ 444 نمبر کا ایک روپیہ 12 پیسہ کا مل جایا کرتا تھا مگر اب وہ ایک روپیہ 87 پیسہ میں بک رہا ہے ۔ ایک دوسرا کورا لٹھا نمبر 5454 کا ہے جس کی قیمت بھی پہلے کی نسبت بڑھ چکی ہے ۔ اگر آپ ان کی فہرست دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر ان کی قیمتیں بڑھی ہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ آخر کیوں اتنے ریٹ بڑھے ہیں ۔ غریب لوگ سخت پریشان حال ہیں ۔ کیا یہی آپ کی منصوبہ بندی ہے اور پھر آپ غریب عوام کا نعرہ لگاتے ہیں اور ان کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ کورا لٹھا 5454 کا ایک روپیہ پچاس پیسے سے بڑھ کر دو روپے چھتر پیسے بک رہا ہے اور مارکیٹ میں تھوک کے بھاؤ سے بک رہا ہے ۔

اب جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں پنجاب کے دیہات کا مزدور کپاس کا $\frac{1}{10}$ حصہ پیدا کرتا ہے ۔ جس میں سے $\frac{1}{16}$ حصہ خالصتاً ہمارا مزدور لے جاتا ہے کیونکہ کپاس کی چنائی کہیں $\frac{1}{16}$ ہے کہیں $\frac{1}{20}$ ہے اور کہیں $\frac{1}{18}$ مقرر ہے ۔ تین لاکھ گانٹھ جو مزدور کا حصہ تھی اس کی قیمت کس قدر کم کی اور پھر اس مزدور نے آگے جا کر فروخت کر دی ۔ چھوٹے چھوٹے دوکان داروں نے لے لی اور پھر کارخانہ داروں کے پاس پہنچ گئی تو آپ دیکھ لیجئے کہ میرے پاس 80 اقسام کے ریٹ موجود ہیں وہ مارکیٹ میں دوکانوں پر بکتی ہے ۔ کیا یہی انصاف ہے ؟ اگر اسی طریقہ سے مہنگائی ہے تو آپ کو دیکھنا چاہئے کہ کاشت کار اور وہ ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ کے مالکان وہ دو چار کنال کے زمیندار اور وہ مزدور جو

$\frac{1}{6}$ حصہ کپاس کا لے جاتا ہے اس کا کس طرح سے گزارہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ کپاس کا ریٹ اس قدر دے دیا جائے تاکہ اس کی قوت خرید بڑھ جائے اور وہ اپنی روز مرہ کی زندگی آرام سے گزار سکے۔

جناب والا! اسی طریقہ سے اس طرف کے مقررین بھارت کا نام لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بھارت میں ریٹ بے انتہا ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ ان کی قوت خرید بہت زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں دیہاتی آبادی کو ہماری حکومت کم ریٹ دے رہی ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ سیلاب کے زمانے میں گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ جہلم۔ راولپنڈی اور شیخوپورہ میں کپاس کی فصلیں تباہ و برباد ہوئی ہیں لیکن میں اس ہاؤس میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ 50 فیصد ملتان ڈویژن پیدا کرتا تھا اور یہ کہہ کر کہ کپاس کا 31 فیصد نقصان ہو چکا ہے تو کپاس پر پابندی عاید کروا دی ہے۔ کن لوگوں نے کروائی؟ ان لوگوں نے جو کپڑے کا ڈبل ریٹ کر چکے ہیں۔ تو جناب والا! ان لوگوں کی سنی جاتی ہے لیکن غریبوں کی ہرگز نہیں سنی جاتی۔ ان کے دکھوں کا کوئی مداوا نہیں کیا جاتا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کپاس انشاء اللہ تعالیٰ 38 سے لے کر 40 لاکھ گانٹھ تک پاکستان میں پیدا ہونگی۔ سندھ میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ سندھ ہمارا 25 فیصد کپاس پیدا کرتا تھا کیا یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ سندھ میں کپاس کی فصل ضائع ہوئی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ خانپور اور لیاقت پور میں اور ان کے علاوہ کچھ دیگر علاقوں میں ہمارے ملتان اور مظفر گڑھ میں کپاس کا نقصان ہوا ہے مگر اس کو 31 فیصدی کا نام کیسے دے دیا گیا۔ کون گیا ہے موقعہ پر؟ کیا صرف ٹیلیفون پر ہی پتہ کر لیا گیا ہے کہ 31 فیصد نقصان ہو گیا ہے اور کپاس پر پابندی لگا دی گئی۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ مل مالکان کے کہنے پر کپاس پر پابندی لگائی گئی ہے تاکہ وہ استفادہ کر لیں۔ اگر آپ واقعی غریبوں کے ہمدرد ہیں اور غریب کاشت کاران اور ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ والوں کے ہمدرد ہیں جن کی وجہ سے آپ نے ووٹ لئے تھے اور جن کی وجہ سے آپ آج ایوان کی کرسیوں پر فائز ہیں تو خدا را ان کی طرف بھی دیکھئے۔ غریب لوگ جو آبادی کا 80 فیصدی حصہ ہیں ان کو آپ نہ بھول جائیے۔ یہ حکومت آنی جانی چیز ہے اور صرف یہ کہہ کر ہاؤس کے اندر ایک اچھی بات کو ٹال دیا جائے کسی چیز کی تردید کر دی جائے تو آپ ہی بتائیں کہ اس سے حاصل کیا ہے۔

جناب والا ! اب میں دوسری چیزوں کی طرف آتا ہوں ۔ آپ دیکھیں کہ ہماری معیشت کو سہارے کی ضرورت ہے ۔ ہمارے ملک کی معیشت کا دار و مدار زراعت پر ہے ۔ زراعت وہ چیز ہے جس سے کاشت کار بازار سے جا کر اپنی ضروری اشیاء کو خریدتا ہے ۔ آپ لوہے کا پھالہ لے لیں ۔ بیج کو ہی لے لیں ۔ فرٹیلائز لے لیں ۔ قیمتوں کی زیادتی کا تناسب موزوں ہونا چاہئے ۔ آپ نے تو ان کی قیمتیں ایک اور دو تناسب سے بڑھا دی ہیں مگر کاشت کار اور زمیندار کی جو پیداوار ہیں ان کی قیمتوں کو آپ نے اس نسبت سے نہیں بڑھایا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ گندم کی قیمت 25 روپیہ کر دی ہے ۔ آپ خدا را خیال کیجئے ۔ کپاس میں ہمارا 66 فیصدی حصہ ہے کیونکہ ہمارے پنجاب والے 75 فیصدی پیدا کرتے ہیں ۔ پنجاب کے عوام کو سبسیڈائز کر کے گندم آپ کیوں نہیں دیتے ؟ میں کہتا ہوں کہ 30 روپے ریٹ کر دیا جائے لیکن سبسیڈائز کر کے آپ 16 روپیہ کر دیں اور غریب عوام کو دے دیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : راؤ صاحب ابھی آپ اور کتنا وقت لیں گے ؟

راؤ محمد افضل خان : زیادہ سے زیادہ دو منٹ اور ۔

جناب والا ! سب سے بڑی چیز میرے خیال میں منصوبہ بندی ہے ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ صرف شہری مزدور اور شہر میں رہنے والے لوگوں کو سہولتیں دی جائیں ۔ ان کی اجرتیں بڑھا دی جائیں ۔ ان کو زندگی کے ہر شعبے میں کوئی نہ کوئی سہولت حکومت کی طرف سے دی جائے ۔ اگر صرف ان کے خوشحال ہونے سے پاکستان خوشحال ہو سکتا ہے تو آپ یقیناً ایسا کیجئے ۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی پچاسی فیصد آبادی دیہاتوں میں ہے ۔ آپ خدا را منصوبہ بندی کرتے وقت یہ نہ بھول جائیے ۔ اب تو صرف نام کے زمیندار اور جاگیردار ہیں ۔ باہر سے تو اب یہ زمین ہی زمین رہ گئی ہے اور اگر کوئی جاگیردار تھے تو وہ آپ میں شامل ہو گئے ہیں ۔ خدا را سوچئے ۔ اب کوئی باقی نہیں رہا ۔ انہوں نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ نے ان کو پناہ دے دی ہے ۔ وہ سرمایہ دار اور جاگیردار آپ کے ساتھ چلے گئے ہیں ۔ اب عوام باقی رہ گئے ہیں ۔ خدا را عوام کی مدد کیجئے ۔ وہ کیسے ہو سکتی ۔ بیٹھ کر سوچئے کہ عوام نے آپ پر بڑا اعتماد کیا ہے ۔ خدا را

اس پر وقت صرف کیجئے اور لوٹ آئیے ۔ عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیے ۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس طرف سے جو تقاریر ہوں آپ ان کا طنز نہ اڑائیے ۔ غور سے سنئے اور گھر جا کر سوچئے ۔ اگر کوئی بہتر چیز ہے تو اسے سچا موتی سمجھ کر اٹھا لیجئے ۔ اگر غلط بات کہی گئی ہے تو اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیجئے مگر حقیقت یہ ہے کہ 82 فیصد آبادی کے متعلق سوچئے ۔ یہاں آپ کچھ نہیں کہہ رہے ہیں مگر وہاں آپ نے لوگوں کی زندگی بالکل ختم کر دی ہے ۔ ان کو آپ نے زندہ رہنے کے قابل تک نہیں چھوڑا ۔ ان کو آپ وہ سہولتیں دیں جو شہروں کے اندر دے رہے ہیں ۔ بجلی شہروں کے اندر میسر ہے ۔ شہروں میں آپ چینی چھ چھٹانک دیتے ہیں اور ہمیں آدھ پاؤ دیتے ہیں ۔ پیدا ہم کرتے ہیں کھاتے شہری ہیں ۔ یہ کیا وجہ ہے ؟ یہ کیا سبب ہے ؟ مگر ایک بات میں اپنے اس دوست سے کہتا ہوں کہ میرا جی کرتا ہے کہ جب قیوم بٹ تقریر کرتا ہے تو میں ان ہاتھوں کو چوم لوں جن ہاتھوں سے وہ تقریر لکھی جاتی ہے مگر جب تضاد پاتا ہوں اس کے کردار میں تو جی چاہتا ہے کہ اس کا منہ نوچ لوں ۔ ورکر کا یہ کام نہیں ۔ اسے چاہئے کہ وہ گاؤں گاؤں نکل جائے اور جا کر یہ بتائے کہ یہ کام غلط کیا جاتا ہے ۔ وقت آنی جانی چیز ہے ۔ پیچھے کی طرف سوچئے ۔ دیہاتوں کے متعلق سوچئے ۔ مزدور کے متعلق سوچئے جو بے آواز ہے اور سڑکوں پر نہیں نکل سکتا ۔ اسلام علیکم ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعلیٰ ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : جناب والا ! حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے معزز ارکان گرانی کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے کہ گرانی اور مہنگائی نے جو شدید صورت حال پیدا کر دی ہے اسے کس طرح دور کیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جناب ! وزیر اعلیٰ صاحب کو سب سے آخر میں تقریر کرنی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : آخر میں جو حنیف رامے صاحب تقریر کر رہے ہیں جو ان سے

باتوں کے اخراج ہیں ۔ یعنی بحث wind up محمد حنیف رامے صاحب کر رہے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ اس کے فوری بعد یونائیٹڈ نیشنز کے ریلیف ایمبیسڈر تشریف لا رہے ہیں تو ان کی ملاقات میں شائد مجھے وقت نہ ملے اس لئے میں اب تقریر کر رہا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں عرض کرتا ہوں کہ پارلیمانی روایت سے انحراف نہ ہو ۔ آپ کو استثنیٰ کر دیا جائے تو اور بات ہے ورنہ وزیر اعلیٰ کو ہمیشہ آخر میں اعتراضات کا اور جو تنقید اپوزیشن کی طرف سے کی جاتی ہے کا جواب دینا پڑتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ بھی درست ہے لیکن چونکہ محمد حنیف رامے صاحب بحیثیت وزیر خزانہ بہتر طور پر اس کا جواب دے سکیں گے اس لئے یہ فرض ان کو سونپا گیا ہے

جناب والا ! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ معزز ارکان اس مسئلہ کی سنگینی کے بارے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے اور مختلف پہلوؤں کو ایوان کے سامنے پیش کریں گے لیکن میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ بحث ہمیں ایک نہایت ہی اچھا اور مفید موقع عطا کرتی ہے کہ ہم قوم کو تمام تلخ حقائق آگاہ کر سکیں ۔ یہ بھی مقدس فرض ہم پر عائد ہوتا ہے ۔ آج ہم اسے ادا کر سکتے ہیں کہ معاشرہ کے تمام طبقوں کو ان کے اس کردار سے آگاہ کر دیں جو کہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے انہیں ادا کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ ابھی پچھلے دنوں ہمارے صوبے کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے دو چار ہونا پڑا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! سیلاب کی تباہ کاریوں کا لفظ آپ استعمال نہ کریں کیونکہ سیلاب نے آپ قومی تشخص کو جنم دیا ہے ۔ سیلاب نے آپ کی قومیت کو ابھارا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں اس دلیل کا سہارا لے رہا ہوں ۔

جناب والا ! اس سیلاب کی تباہ کاریوں کے زیر اثر معاشرہ کے تمام طبقوں نے کیا فوج ۔ کیا ہماری ملازمتیں ۔ کیا ہمارے عوام غرضیکہ سب نے اس آفت سے نپٹنے کے لئے جو خدمات ان کی طرف سے پیش کی جا سکتی تھیں انہوں نے پیش کیں

اور اس کے بڑے اچھے نتائج نکلے ۔ اگر اس مہنگائی اور گرانی کی آفت کو کم و بیش سیلاب کی سی آفت قرار دے لیا جائے اور اس کا تاثر اس طرح ذہنوں پر غالب ہو اور غالب ہونا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر فرد بشر کو، ہر شخص کو خواہ وہ کسی شعبے سے تعلق رکھتا ہو اس جذبہ خدمت کے تحت اپنے فرض کو ادا کرنا چاہئے اور آج اس معزز ایوان کے سامنے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا فرض ہے کہ وہ تمام معاشرہ کو یہ احساس دلا دیں ۔ ان میں وہ جذبہ پیدا کر دیں ۔ حالات کی حقائق کی اور سنگینی ان کے سامنے رکھ دیں تاکہ اس کو ایک قومی مسئلہ جانتے ہوئے تمام لوگ اپنی اپنی طرف سے جو کچھ وہ کر سکتے ہیں اس طرح کریں جس طرح انہوں نے سیلاب کی آفت سے نپٹنے کے لئے کیا تھا ۔

جناب والا ! میں مسئلہ کے وجوہ اور اسباب پر کوئی بات نہیں کروں گا اور یہ بات نہیں عرض کروں گا کہ اس وقت بین الاقوامی مارکیٹ میں اشیائے ضروریات کے بھاؤ کس طرح چار گنا ۔ پانچ گنا اور چھ گنا بڑھ چکے ہیں ۔ دنیا میں کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جہاں مہنگائی یا گرانی نہ ہو ۔ اور وہاں کی حکومتوں اور وہاں کے لوگوں کو پریشانی نے نہ گھیر رکھا ہو ۔ اور ان حکومتوں کی سب سے اول پریشان کن چیز جو ہے وہ مہنگائی اور گرانی ہے ۔ میں یہ بھی عرض نہیں کروں گا کہ اس وقت ہمارے ہمسایہ ملک میں اشیائے ضروری کے بھاؤ اور نرخ کیا ہیں ۔ اس لئے کہ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت مہنگائی ہے گرانی ہے اور اس وقت بھی تھی جبکہ ابھی سیلاب نہیں آیا تھا ۔ لیکن سیلاب کے آنے کے بعد اس سنگینی میں کئی گنا زیادہ اضافہ ہو چکا ہے ۔ میں یہ بھی یہاں عرض نہیں کروں گا کہ سیلاب کے آنے سے پہلے کس حد تک ہم نے منصوبہ بندی کر لی تھی کہ ہم زراعت اور صنعت کے شعبے میں پیداوار میں اضافہ کر سکیں ۔ ہم بڑے پر امید تھے اور دعویدار تھے کہ ہم مطلوبہ نتائج حاصل کر لیں گے اور عوام کو تمام پریشانیوں سے نجات دلا میں کامیاب ہو سکیں گے ۔ لیکن ہماری یہ تمام سکیمیں اب از سر نو مرتب کی جا رہی ہیں ۔ عوام کی طرف سے ، قوم کی طرف سے ۔ ہماری ملازمتوں اور کارکنوں کی طرف سے جس اچھے کردار کا مظاہرہ کیا گیا اور ہم نے جس طرح مشکلات پر قابو پا لیا ہے اس کی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم جس طرح پیداوار میں اضافہ کرنے کے پلان کو مد نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس میں ہم کامیاب ہوں گے اور ایک مقررہ مدت کے اندر انشاء اللہ ہم اس پریشانی سے نجات حاصل کر لیں گے ۔

لیکن پھر بھی میں جناب والا! عرض کرتا ہوں کہ چونکہ یہ معزز ایوان تمام پنجاب کا سب سے بڑا مؤثر اور نمائندہ ادارہ ہے اس لئے ہمیں نہایت ذمہ داری۔ دیانتداری اور سنجیدگی سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے۔ ایسے عزم اور ارادے کا اظہار کرنا چاہئے کہ ہم نے خود کیا کرنا ہے ہم نے انفرادی حیثیت اور اجتماعی حیثیت سے عوام کو پیغام دینا ہے اور اپنے عمل سے کونسا مظاہرہ کرنا ہے کہ وہ ہماری قیادت میں ہمارے حلقہ انتخاب کے اندر ہی نہیں بلکہ اس سے باہر بھی لوگ ہم سے ایک inspiration حاصل کریں اور اپنے اپنے کام میں لگ جائیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ بطور ایک ادارہ ہم سب کو یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ جب تک پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا گرانی اور مہنگائی کا چکر ختم نہیں ہوگا۔ میں جناب کی وساطت سے معزز ارکان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے سامنے چین کی مثال ہے کہ انہوں نے آزادی کے بعد سب سے پہلا نعرہ جو لگایا اور اپنی قوم کے سامنے جو اصول رکھا وہ یہ تھا "first be producer and then consumer" پہلے پیدا کرنے والے بنو اس کے بعد یہ خواہش کرو کہ ہمیں یہ چاہئے کیونکہ جو کچھ چاہتا ہے وہ پیدا کر کے چاہتا ہے۔ ایک عظیم قوم کا یہ انقلابی طریقہ تھا۔ اس انقلابی طریقے کے ذریعے انہوں نے تمام مشکلات پر قابو پا لیا ہے۔ یہ ایک انسانی تجربہ ہے اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر میاں اسماعیل ضیاء کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لئے پیداوار میں اضافے کی جو شرط ہے اس کو ہم کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے۔ زراعت اور صنعت میں اضافے کے بغیر ہم گرانی اور مہنگائی کے چکر سے نہیں نکل سکتے اس لئے پیداوار میں ہمیں اضافہ کرنا چاہئے۔ ہم میں سے ایسے دوست بھی ہیں جو کہ صنعتی میدان میں بھی کام کر سکتے ہیں۔ ذاتی حیثیت سے کر سکتے ہیں اس میدان میں مدد دے سکتے۔ اپنی راہنمائی کے ذریعے ان کو آمادہ عمل کر سکتے ہیں۔ زراعت کے میدان میں خصوصی طور پر دیہات سے تعلق رکھنے والے ممبران دوست جانتے ہیں اور ہم نے جو پروگرام بنایا ہے وہ اتنا جامع ہے اور واضح ہے کہ ہم یہاں سے جانے کے بعد اپنے اپنے حلقوں میں لگ جائیں گے اور اپنا تمام وقت صرف کریں گے۔ اور یہ بھی امید کی جا سکتی ہے کہ بیجوں۔ کھاد کی سپلائی اور ٹریکٹر جو حکومت کی طرف سے

مہیا کئے جا رہے ہیں اور پانی کے نظام کو بہتر بنانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے ان سب کو اچھی طرح سے بروئے کار لا کر ربیع کی فصل کی کاشت اس حد تک لے جائیں اس کمی کو پورا کر سکیں جو سیلاب کی وجہ سے تعطل پیدا ہو گیا ہے ۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر دیہات میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت زرعی شعبوں میں جامع ترقی ہوئی ہے ۔ ہم نے منصوبہ بندی کی اور اس پر کروڑوں روپے وقف کر دئیے ہیں ۔ اپنے تمام محکموں کو اس کام پر لگا دیا گیا ہے تاکہ فصل ربیع کی کاشت زیادہ سے زیادہ ہو سکے ۔ اس کا پورا احساس کرنا چاہئے ۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ معمولی اشیائے ضروری پیاز ہے ۔ یہ قدرت کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ اس کی قیمت تین چار روپے فی سیر ہے ۔ اگر ہم آپ اس پروگرام کے تحت معزز ممبران اسمبلی اپنے حلقوں میں خود ذاتی طور پر اور اپنے دوسرے قابل اعتماد ساتھیوں کے ذریعے سبزیوں کی کاشت اتنی کر دیں کہ یہ عام ہو جائیں ۔ اسی طرح آٹا ہے ۔ گندم ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک ہم لوگوں کی پریشانی کو دور کر سکتے ہیں ۔ میرے دوسرے دوست ثابت کریں گے کہ کس طرح گھی کی صنعت کو قومی تحویل میں لینے کے بعد اس کی پیداوار میں اضافہ کیا اور تقسیم میں جو خامیاں تھیں انہیں دور کیا ۔ ہم ممبران اسمبلی کو چاہئے کہ محنت سے کام کریں اور اپنے حلقہ اثر میں ان تمام وسائل کو جو حکومت کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں بروئے کار لائیں تو مجھے یقین ہے کہ تمام پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! سیلاب کے دوران اس شدید جذبہ کے تاثر کی وجہ سے تمام قوم نے اپنے ایثار اور قربانیوں کا ثبوت دیا ہے ۔ اگر یہ معزز ایوان اپنی قیادت میں عوام کو حالا - کی سنگینی کے متعلق آگاہ کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ ذخیرہ اندوزی ، چور بازاری اور ملاوٹ کرنے والوں کو بے نقاب کیا جا سکتا ہے ۔ ان کی بد کرداریوں کو روکا جا سکتا ہے اور وہ اپنے بے شمار ملازموں کو جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے اس حد تک شامل کر سکتے ہیں ۔ اس کا سد باب کرنے کے لئے اگر ہم اسی طرح لوگوں کی راہنمائی کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ کیا مزدور ، کیا کاشت کار ، کیا ہمارے اساتذہ ، کیا مدرس اگر ہم جان سکیں کہ ہم نے اسی جذبہ کے تحت کام کرنا ہے جس طرح سیلاب کے دنوں میں کیا تھا اور امن قائم رکھا تھا ہم ۔ پیداوار میں اضافہ کرنا ہے ہڑتالیں نہیں ہونے دینی یہ جانتے ہوئے کہ مہنگائی کی وجوہ اور اسباب کو دور

کرنا ہے ۔ پیداوار میں اضافہ کرنا لازمی ہے ۔ جب تک ہم پیداوار میں اضافہ نہیں کریں گے پریشانیوں کا مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام قوتیں پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے وقف کر دی جائیں ۔ جلسے جلوسوں ، کارخانوں میں ، سکولوں میں ، کالجوں میں اور دوسرے شعبوں میں جو ایسی قیادتیں ہوتی تھیں ان سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معزز ایوان کے ممبران کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا اور اسی خاطر یہ مختصر سیشن رکھا گیا ہے کہ ہم اپنے حلقوں میں جا کر کام شروع کر دیں جیسا کہ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ تمام وزراء مختلف دنوں میں یہی ڈیوٹی دیں گے تاکہ ان تدابیر پر موثر طور پر عمل کیا جائے جو کہ ہم اختیار کر چکے ہیں ۔ اس کے لئے کروڑوں روپے وقف کئے ہیں ۔ اسی طرح ممبران اسمبلی اپنے حلقوں میں تمام محکموں تمام سماجی اور سیاسی کارکنوں کو کام میں لائیں جو کہ پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے موثر ہوں ۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں ۔

جناب والا ! میں اپنی تقریر کو اس پر ختم کرتا ہوں کہ یہ مقدس فریضہ اس ایوان کے ذمے ہے کہ ہم قوم کو حالات کی سنگینی سے پوری طرح با خبر کریں اور اس کے ذہنوں پر یہ احساس اور جذبہ اتنا غالب کر دیں کہ تمام لوگ اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار رہیں ۔ دوسرے یہ بھی ذاتی طور پر اپنے حلقے اور اپنے تمام محکموں کی قوتوں کو اس طرح مجتمع کریں کہ ہم مطلوبہ نتائج کو حاصل کر سکیں ورنہ اس مسئلہ کو گرانی کی بنیاد بنا کر حکومت کے متعلق سب کچھ کہا جا سکتا ہے ۔ اور دوستوں کا حق ہے کہ وہ کہیں ۔ مگر خدا را یہ ضرور عرض کروں گا کہ کسی صورت میں اسے فراموش نہ کریں کہ یہ قوم کا مسئلہ ہے ۔ یہ معاشرتی مسئلہ ہے ۔ یہ باہمی مسئلہ ہے ۔ اس لئے اس کو طے کرنے اور اس کو حل کرنے کے لئے مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے ۔ اس سلسلہ میں فاضل ممبران کی طرف سے جو بھی تجاویز پیش کی جائیں گی انشا اللہ ان کو صدق دل سے قبول کیا جائے گا لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ ہو سکتا ہے کسی لا علمی کی بناء پر ، کم آگاہی کی بناء پر جو اس سلسلے میں غلط فہمیاں اور بد عنوانیاں موجود ہیں انہیں دور کرنے کے لئے ہم بروقت ایوان کے اندر اور باہر

بھی تیار ہیں ۔ تو اس لئے قوم کو یہ تاثر دینا کہ گرانی اور مہنگائی ۔ اس کے وجوہ اور اسباب آپ کو وراثت میں ملے ہیں ان کو دور کرنے کے لئے موثر نتیجہ خیز تدابیر اختیار کرنی چاہئیں ۔ ان تدابیر کو کامیاب کرنے کے لئے ذاتی طور پر کردار ادا کرنا چاہئے ۔ تمام معاشرے کے طبقوں کو اس میں شریک کار کرنا چاہئے ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی چھ سیف اللہ خان : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا تھی جو وزیر اعلیٰ کے انتظار میں رکھی گئی تھی ۔ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں ۔ میری گذارش ہے کہ اب اسے پیش فرمایا جائے ۔ یہ بڑی اہم تحریک ہے اور یہ عدلیہ کے متعلق ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم استحقاقات) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جنوری 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم استحقاقات) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی

امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جنوری 1974ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحریک التوائے کار

پنجاب کی عدالتوں میں عدلیہ کے افسروں کی کمی کے باعث ساڑھے تین لاکھ سے زائد مقدمات کا زیر التوا ہونا۔ (جاری)

مسٹر سپیکر : ملک معراج خالد صاحب آپ کے لئے ایک تحریک التوا ملتوی کی گئی تھی جس کا میں نے آخری فیصلہ نہیں کیا تھا جس میں جناب چیف جسٹس نے کہا ہے کہ کئی ہزار کیس پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ سول جج اور مجسٹریٹوں کی مطلوبہ تعداد میسر نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایوان یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کی کیا پوزیشن ہے۔

وزیر اعلیٰ : ویسے یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے اور جیسے کہ ایوان میں پہلے بھی بتایا جا چکا ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التواء ان کے بیان کے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق جو وجوہ ہیں اس سے متعلق ہے۔

وزیر اعلیٰ : اسی لئے میں عرض کرتا ہوں کہ اس بارے میں بارہا اپنے اس ارادے کا اظہار کر چکے ہیں کہ ہم اس مشکل کو حل کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھا رہے ہیں کیونکہ سول ججوں یا مجسٹریٹوں کی بھرتی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے وقت لگتا ہے۔ لیکن بہر حال چونکہ مسئلہ موجود ہے اس لئے ہم اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں گے۔

مسٹر سپیکر : اب اس پر مزید بحث نہیں ہوگی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں اس پر

بحث نہیں کرنی چاہتا ۔ سوال یہ ہے کہ یہ اضطراب کی کیفیت اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ پچھلے گورنمنٹ نے یقین دہانی کرائی تھی جس کو چھ ماہ سے زائد کا عرصہ ہوگیا ہے کہ ہم ایک سو مجسٹریٹ بھرتی کر رہے ہیں ۔ ان کے باقاعدہ تقرری تک کے کاغذات جاری ہوئے مگر اب یہ مسئلہ پھر معرض التوا میں ڈال دیا گیا ہے ۔ اب چیف جسٹس کو یہ کہنا پڑا ہے کہ یہ ایک نہایت خطرناک مرحلہ پہنچ چکا ہے اور عدلیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔ تو وہ یہ فرمائیں کہ آیا وہ یہ تقرر کریں گے اگر کریں گے تو کب تک کریں گے ۔ آپ نے تو غیر متعینہ عرصہ فرمایا ہے جس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ میری یہ تحریک admit بھی ہو چکی ہے کہ واقعی ان کا بیان صحیح ہے ۔ یا تو وہ اس بارے میں کوئی حتمی وعدہ اور یقین دہانی کرائیں یا اپنی معذوری کا اظہار کریں کہ ہم یہ نہیں کر سکتے تاکہ عوام کے سامنے صحیح صورت حال آ جائے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یقین دہانی موجود ہے کہ ہم لازمی طور پر کریں گے لیکن کب تک کریں گے یہ تو بیٹھ کر حساب کتاب لگانے کی ضرورت ہے ۔ آپ میرے پاس آ جائیں ۔ بیٹھ کر بات کر لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تب میں اپنی تحریک پر زور دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق حقائق تو تسلیم کئے جا چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! حاجی صاحب نے 100 مجسٹریٹوں کے متعلق اطلاع مانگی ہے ۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن نے جو درخواستیں طلب کی تھیں اس میں کوئی تحریری ٹیسٹ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی بات موجود تھی جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا کہ کس اہلیت کی بناء پر امیدواروں کی سفارش کی جائے اس لئے اب دوسرا لائحہ عمل تیار کیا جا رہا ہے جس کے تحت باقاعدہ درخواست دہندگان تحریری ٹسٹ دیں گے اور اس کے بعد جو امید وار پاس ہوں گے ان کا انٹرویو ہوگا اور اس کے بعد وہ لسٹ مکمل ہوگی ۔ مجسٹریٹوں کی کمی کو اس طریقہ سے پورا کیا جائے گا اور بہت جلد کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : میں اس تحریک التوا کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں ، جو

ارکان اجازت دیئے جانے کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ارکان کی تعداد مطلوبہ تعداد سے کم ہے اس لئے اسمبلی اس کی اجازت نہیں دیتی ۔

صوبہ میں اشیاء کی مہنگائی اور کمیابی سے متعلق بحث

مسٹر سپیکر : اب میں سختی سے اس طریقہ پر عمل کرنے لگا ہوں کہ ممبر صاحبان کو چار منٹ اور وزراء صاحبان کو 10 منٹ تقاریر کے لئے دئے جائیں گے ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب ! جو پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر ہیں انہیں تو زیادہ وقت دینا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : آج جمعتہ المبارک ہے اور کارروائی ساڑھے بارہ بجے تک ہوگی اور اس وقت میرے پاس 32 نام موجود ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی (مظفر گڑھ 1) : جناب سپیکر ! مہنگائی اور اشیاء کی کمیابی کے سلسلے میں میرے فاضل دوستوں نے اس طرف سے ٹھوس قسم کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس ملک میں گذشتہ دو سالوں میں جس تیزی اور سرعت سے مہنگائی بڑھی ہے اس کی مثال دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی ۔ ایک چھوٹی سی چیز ہے جس کی طرف جناب وزیر اعلیٰ نے بھی اشارہ کیا ہے اور وہ روز مرہ کے استعمال کی چیز ہے یعنی پیاز ۔ یہ کچھ عرصہ پہلے چار روپے ۔ پانچ روپے ۔ چھ روپے من بکتا تھا لیکن ان دو سالوں میں اس کی قیمت 120 روپے من تک پہنچ گئی ہے ۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ 40-50 گنا زیادہ قیمت بڑھ گئی ہے ۔ تو حکومتی پارٹی کی طرف سے اور فاضل وزراء کی طرف سے بار بار اس چیز پر زور دیا جاتا کہ چونکہ یہ مہنگائی دنیا میں آئی ہے اس لئے یہاں بھی گرانی آئی ہے اور ہمسایہ ملکوں میں گرانی ہے تو یہاں

بھی ہے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سرعت اور اس تناسب سے یہاں جو یہ رحمت نازل ہوئی ہے یہ صرف اس دور میں نازل ہوئی ہے جب آپ نے ۔ ہمارے سامنے بیٹھنے والوں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے ۔ اس مہنگائی پر بحث کرتے ہوئے آج کے پاکستان ٹائمز میں میں نے پڑھا ہے ۔ ہمارے وزیر اعظم جناب بھٹو نے لاڑکانہ میں تقریر کرتے ہوئے اس مہنگائی کا تجزیہ کیا ہے اور اس کی وجوہات بتائی ہیں ۔ ان وجوہات میں سے کچھ ایسی ہیں جن کے ساتھ میں قطعی طور پر متفق ہوں اور میں بتاتا ہوں کہ انہوں نے کیا وجوہات بتائی ہیں اور کچھ وجوہات ایسی ہیں جن سے میں قطعی طور پر اتفاق نہیں کرتا ۔ مثلاً انہوں نے یہ بتایا ہے ایک تو دوسرے ممالک کی مہنگائی ۔ اس کے متعلق میں نے عرض کی ہے کہ اس میں کوئی نسبت نہیں ہے جس سرعت اور جس تناسب سے اس ملک میں مہنگائی بڑھی ہے ۔ اس کی ایک اور وجہ انہوں نے فرمائی ہے کہ 1970ء کی جنگ کی وجہ سے یہ مہنگائی ہوئی ہے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اس سے قطعی اتفاق نہیں کرتا ۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ 1965ء کی جنگ بھی اس ملک میں ہوئی تھی اور اس میں نہ صرف یہ کہ اس حصے نے حصہ لیا تھا بلکہ اس ملک کے دوسرے حصے نے بھی حصہ لیا تھا اور وہ تمام ملک کے لئے سب سے بڑی جنگ تھی اور 1971ء سے زیادہ شدت کی جنگ تھی ۔ لیکن بجائے اس کے کہ قیمتیں بڑھیں سرحدیں سیل ہوگئیں اور قیمتیں نارمل ہوگئیں ۔ کم ہوگئیں اور لوگ حیران تھے اور تعریف کرتے تھے کہ جنگ کے دوران قیمتوں کا نارمل رہنا یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1971ء کی جنگ کی وجہ بتانا بھی حقائق سے کنارہ کشی اور گریز کرنے کے مترادف ہے اور یہ ایک ایسی وجہ ہے جس پر قطعی طور پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ۔ اس طرح سے انہوں نے یہ فرمایا کہ فیکٹریوں میں ہڑتال تھی جس کی وجہ سے اشیاء کم یاب ہوئیں اور قیمتیں بڑھ گئیں اور ایک وجہ زمینداروں اور کاشتکاروں کی طرف سے پیداوار کم کرنا تھی ۔ آخر کس پالیسی کے نتیجے میں ، اور کس قسم کی پلاننگ کی وجہ سے ہڑتالیں ہوئیں ، زمیندار اور مزارع کے تعلقات خراب ہوئے اور اس طرح زرعی اور صنعتی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ؟ یہ محض آپ کے زور بازو کا نتیجہ ہے ۔ یہ آپ کی سوجھ بوجھ کا نتیجہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک شاہ محمد محسن موجود نہیں ہیں ۔ ملک محمد اکرم اعوان موجود نہیں ہیں ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

سردار نصراللہ خان دریشک (ڈیرہ غازی خان ۔ 4) : جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ مہنگائی کے بارے میں میں کچھ عرض کروں ، ہمیں اس چیز کو ذہن میں رکھنا ہوگا کہ موجودہ مہنگائی کی وجوہات کیا ہیں ۔ میرے فاضل دوست اس بات سے اتفاق کریں یا نہ کریں ، یہ حقیقت ہے کہ 1971ء کی جنگ سے پہلے 1965ء کی جنگ میں ہم نے ہندوستان کو شکست فاش دی تھی اور اس کو مار بھگایا تھا ۔ اس جنگ میں ہمیں مغربی پاکستان سے وہاں فوجیں نہیں بھیجنی پڑی تھیں ۔ اس لحاظ سے موجودہ اور پہلے کی جنگ میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ چنانچہ 71ء کی جنگ کو out of question نہیں کیا جا سکتا ۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ سکے کی قیمت میں کمی کی وجہ سے بھی ہر ملک میں ہمیشہ قیمتیں بڑھتی ہیں ۔ devaluation کی وجہ سے ہماری برآمدات میں اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن سرمایہ داروں اور برآمد کنندگان نے ایسی اشیاء تھی برآمد کرنی شروع دیں جن کی ہمارے اپنے ملک میں ضرورت ہوتی ہے ۔ اس طرح ان چیزوں کی ہمارے اپنے ملک میں کمی واقع ہوگئی اور ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوگیا ۔ اس کے علاوہ سیلاب کے اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اس کے اثرات ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں ۔ میرے اپنے حلقہ نیابت میں سیلاب نے جو ظلم ڈھائے ہیں ، ان کا ذکر میں کروں گا ۔ تقریباً ساٹھ میل لمبا اور 2 میل چوڑا علاقہ زیر آب آ گیا ، پانچ سو ٹیوب ویل ڈوبے ، ایک لاکھ ایکڑ کے قریب کپاس تباہ ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : فاضل اراکین آپ کا حلقہ نیابت تو جانتے ہی ہوں گے ۔

سردار نصراللہ خان دریشک : میرا حلقہ نیابت راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان ہے ۔ ایک لاکھ آدمی بے گھر ہوگئے ، تین ہزار مویشی پانی کی نذر ہوگئے ، پنجاب ، سنٹرل پنجاب ، خان پور اور ان علاقوں میں جو تباہ کاریاں ہوئیں ، ان کا کوئی اندازہ نہیں ۔ ان چیزوں کا اثر تو لازمی مرتب ہونا ہے ۔ ان نقصانات کے پیش نظر اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہونا ایک لازمی امر ہے ۔

جناب والا ! چونکہ وقت تھوڑا ہے ، میں صرف اتنی گذارش کروں گا کہ ربیع کی کاشت کے لئے بیج ، کھاد اور تقاوی قرضوں کا جلد از جلد اہتمام کیا جائے

اور حکومت نے جو ٹریکٹر باہر سے منگوائے ہیں وہ جلد از جلد موقع پر بھیجے جائیں تاکہ ربیع کی فصل وقت پر کاشت ہو سکے اور مزید نقصان نہ ہو۔ بلکہ جو نقصان ہو چکا ہے، اس پر بروقت کنٹرول کیا جا سکے اور اسے کم کیا جا سکے۔

جناب والا! ابھی ابھی قائم مقام قائد حزب اختلاف نے تقریر کی تھی۔ انہوں نے صرف نکتہ چینی کی بوچھاڑ کی تھی۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ انہوں نے ایک بھی تجویز نہیں دی۔ آخر ہم بھی انسان ہیں اور ہم سے بھی غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ ہم کب کہتے ہیں کہ قیمتیں نہیں چڑھیں! ہم کب کہتے ہیں کہ اشیائے صرف کے نرخوں میں اضافہ نہیں ہوا! انہیں چاہئے کہ تنقید کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں اپنی تجاویز بھی بتائیں۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو بھی تجاویز آئی ہیں ان پر عمل ہوا ہے مثلاً کل ہی کی بات ہے کہ شارٹ کٹ انسٹرکٹر مدارس کے کلرک کو ڈسمس کیا گیا ہے جناب ناصر علی بلوچ کی تجویز پر جو تیرہ تھرڈ ڈویژن لڑکے پی۔ ٹی۔ سی میں داخل ہوئے تھے ان کے خلاف جناب منسٹر نے انکوائری کی۔ اس قسم کی تجویزیں آنی چاہئیں۔ صرف نکتہ چینی سے کام نہیں چلے گا۔ یہ ہمارا اپنا ملک ہے اور اس میں تعمیری کام کرنا چاہئے۔

جناب والا! اب میں چند ایک تجاویز پیش کرتا ہوں جو میری ناقص عقل کے مطابق زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے بہت کام آئیں گی۔ سب سے پہلی گذارش یہ ہے کہ قیمتوں کو ان کی موجودہ شرح سے گھٹانا خارج از بحث ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے کوششیں کر کے دیکھ لی ہیں۔ مثلاً گوشت ہم نے چھ روپے سیر کیا، بہت زور لگایا لیکن وہ پھر آٹھ روپے سیر ہو گیا۔ چنانچہ میری تجویز یہ ہے کہ موجودہ قیمتوں کو مزید بڑھنے سے روکا جائے۔ حکومت ایسا لائحہ عمل اختیار کرے کہ چیزوں کی قیمتیں مزید نہ بڑھیں اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کی قوت خرید میں جس قدر ممکن ہو اضافہ کیا جائے۔

جناب والا! پنجاب سے گندم صوبہ سرحد میں جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب گندم زیادہ پیدا کرتا ہے اور چینی صوبہ سرحد میں زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن صوبہ سرحد سے ہمیں کوئی چینی نہیں آتی۔ اس میں توازن ہونا چاہئے اور صوبہ سرحد سے ہمیں چینی آنی چاہئے۔ ہمارے کاشت کار کو اس کی محنت کا صحیح صلہ نہیں ملتا۔ صوبہ

سرحد میں ایک آدمی کو تین پاؤ چینی ملتی ہے لیکن ہمارے دیہاتیوں کو آدھ چھٹانک ملتی ہے ۔ اتنا تناسب اور فرق نہیں ہونا چاہئے ۔

جناب والا ! میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ مڈل مین کے تصور کو دور کیا جائے ۔ اگر کھاد کی قیمت بڑھے تو مڈل مین فائدہ اٹھا جاتا ہے ۔ اب جو گندم کی قیمت بیس سے پچیس روپے من بڑھی ہے اس سے کاشت کار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ، کیونکہ وہ تو موقع پر ہی گندم بیچ دیتا ہے ۔ فائدہ تو مڈل مین کو ہوتا ہے ۔ اس تصور کو ختم کیا جائے ۔ حکومت کاشت کار سے براہ راست خریدے اور براہ راست ہی consumers کو دے ۔

جناب والا ! میں دھان کے متعلق بھی گذارش کروں گا ۔ دھان کی قیمت مقرر کی جائے کیونکہ باسمتی کی قیمت مقرر کرنے سے کاشت کار کو کوئی فائدہ نہیں ۔ کاشت کار تو دھان فروخت کرتا ہے ، باسمتی تو پھر مڈل مین لے جاتا ہے اور آگے منافع خوری کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ کھاد کی زیادہ سے زیادہ سبسڈی دی جائے ۔ گندم کی سبسڈی دینے سے اتنا فائدہ نہیں جتنی کھاد کی دینے سے ہے ، کیونکہ کھاد کی سمگلنگ کم ہوتی ہے ۔ مزید برآں ذخیرہ اندوزوں ، ناجائز منافع خوری کرنے والوں اور سمگلنگ کرنے والوں کے لئے سزائیں سخت سے سخت کی جائیں تاکہ اس لعنت پر قابو پایا جا سکے ۔ اس کے علاوہ صنعتی میدان میں زیادہ سے زیادہ ملیں لگائی جائیں ۔ دیہاتی علاقوں میں راشن شہری علاقوں کے برابر کیا جائے ۔ دریائے سندھ کا پچیس ہزار کیوسک پانی حکومت سندھ سمندر میں ڈال رہی ہے ، وہ پنجاب کو ملنا چاہئے تاکہ ہماری لاکھوں ایکڑ زمین جو بنجر پڑی ہے ، وہ سیراب ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری

سید تابش الوری (بہاول پور ۔ I) : جناب والا ! گرانی کے مسئلے پر فاضل مقررین نے مختلف پہلوؤں پر بڑی جامعیت کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں/گا کہ گرانی اس وقت ایک خوفناک عفریت کی صورت اختیار کر چکی ہے جس نے نہ صرف پورے صوبے ، بلکہ پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے ۔ گرانی کے اس عفریت کی زہرناک پھنکار نے پورے معاشرے کو ایک بحرانی کیفیت میں مبتلا کر رکھا ہے اور اگر ہم نے پوری سنجیدگی اور پوری غیر جانبداری کے ساتھ اس مسئلے کا

کوئی حل تلاش نہ کیا تو یہ مسئلہ ہمارے پورے معاشرے کو حل کرکے رکھ دے گا۔

جناب سپیکر ! ہماری حکمران پارٹی نے اپنے مقبول ترین دعوے "روٹی، کپڑا اور مکان" کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا تھا کہ اس ملک میں کوئی غریب نہیں رہے گا اور جب روٹی کپڑا اور مکان دستیاب ہونے کی بجائے نایاب ہوتا جا رہا ہے تو لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ شاید ان کا اس ملک میں کسی غریب کو نہ رہنے دینے کا مفہوم یہ تھا کہ اسے یا تو اس گرانی اور معاشرتی بحران کی جان کنی سے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے یا شاید اس ملک کو خیر باد کہنا پڑے گا، اور اس طرح سے شاید اس ملک میں کوئی غریب نہ رہے گا۔ جناب والا ! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں گرانی بتدریج بڑھنے کی بجائے خوفناک تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم معیشت اور آمدنی کے اعتبار سے ابھی تک بیل گاڑی کے دور میں ہیں، لیکن مہنگائی اور اخراجات کے اعتبار سے سپرسانک دور سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جو ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب والا ! ہمیں کہا گیا ہے کہ گرانی کے بین الاقوامی رجحان پر نظر رکھی جائے اور اس سلسلے میں مشرق وسطی اور ایوب خان کے دور کی مثالیں دی جاتی رہیں۔ لیکن میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں مہنگائی کا تناسب بڑھا ہے تو آمدنی کا تناسب کتنا بڑھا ہے اور ان کے درمیان توازن و تناسب کی کیفیت کیا ہے۔ جب کہ ہمارے ملک میں خرچ اور آمدنی کے درمیان سرے سے کوئی تناسب ہی موجود نہیں ہے اور ہمارے گھریلو بجٹ درہم برہم ہو کر رہ گئے ہیں۔ جناب والا ! تمام بنیادی ضروریات کی اشیاء کی اس وقت نہ صرف قلت موجود ہے بلکہ ان کی گرانی میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس کو روکنے کے لئے حکومت کی تمام تدابیر ناکام ہو چکی ہیں اور اس بات کی ضرورت ہے ہم اس سلسلے میں نئے سرے سے منصوبہ بندی کرکے اپنی ان غفلتوں اور نااہلیوں کا اعتراف کریں جس کے نتیجہ میں اس صورت حال نے جنم لیا ہے۔ جناب والا ! آٹا، چاول، چینی، گھی اور کھاد کی قیمتیں خود حکومت نے بڑھائی ہیں اور اس وجہ سے حکومت کا کردار اس وقت ایک بلیک مارکیٹر کا سا ہے۔ جس

نے ملک کی جو فی کس آمدنی ہے اس کو پیش نظر رکھے بغیر ان ضروری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرکے لوگوں کو نہ صرف پریشانی سے دو چار کر دیا ہے بلکہ انہیں بے شمار نئے مصائب و آلام کو برداشت کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا ہے ۔ جناب والا ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت سپلائی اور راشن بندی کا نظام بھی بے انتہا ناقص ہے اور اس میں جماعتی مداخلت اور بد عنوانی ، عدم منصوبہ بندی کی وجہ سے لوگوں کو ان کی ضروریات صحیح طور پر میسر نہیں ہو رہیں ۔ غالباً دنیا میں یہ واحد ملک ہے جہاں راشن کی مقدار شرمناک حد تک کم ہے ۔ دیہاتی آبادی جن کی ہمدردی اور غم گساری میں حکمران پارٹی شب و روز ایک کئے رہتی ہے وہ سرے سے آٹے اور گھی کی سپلائی سے محروم کر دی گئی ہے ۔ باقی شہروں میں جو سپلائی کی جا رہی ہے اس کی اوسط تقریباً آدھ پاؤ فی کس آٹا اور ایک تولہ فی کس بناسپتی گھی بنتا ہے ۔ اور یہ ایسا تناسب ہے جو ہمارے ملک میں انتہائی افسوس ناک ہی نہیں بلکہ شرمناک ہے ۔

جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ گھی کی اس تقسیم نے اس قدر ذلت سے لوگوں کو دو چار کر دیا ہے کہ انہیں پانچ پاؤنڈ کے ڈبے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ راشن کارڈ جمع کرکے لے آئیں اور جب وہ پانچ راشن کارڈوں والے جمع ہو جاتے ہیں تو انہیں ایک ایک پاؤنڈ گھی الگ الگ تقسیم کیا جاتا ہے ۔ یہ ذلت اس سے پہلے کبھی اس ملک میں نہیں دیکھی گئی تھی ۔ جناب والا ! اسی طرح سے گرانی کی جو بنیادی وجوہ ہیں ان پر جناب حفیظ کاردار نے بڑی جامعیت کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں صنعتی پیداوار میں کمی کو دور کرنے کے لئے اور زرعی پسماندگی کو ختم کرنے کے لئے اس بات کا تہیہ کرنا ہوگا کہ ہمارے زرعی اور صنعتی معیشت کا نصب العین کیا ہے ۔ اس وقت ہم ایک عجیب گومگو کی کیفیت سے دو چار ہیں ۔ نہ ہماری معیشت سوشلسٹ ہے اور نہ ہماری معیشت مخلوط ہے ۔ اور جب تک ہم بالکل یکسوئی کے ساتھ اس سلسلے میں یہ فیصلہ نہیں کریں گے کہ ہمارا صنعتی اور زرعی نصب العین کیا ہے اس وقت تک ہم نت نئے بحرانوں سے دو چار ہوتے رہیں گے ۔

مسٹر سپیکر : نواب زادہ سردار محمود خان لغاری ۔ موجود نہیں ہیں مخدوم

ارشاد حسین ۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسد اللہ (بہاول نگر ۔ 3) : جناب والا ! عرض ہے کہ :

آرزو تھی جنہیں بہاروں کی زد میں ہیں آج وہ قراروں کی
ہم نے طوفاں سے دوستی کر لی بے رخی دیکھ کر کناروں کی

جناب سپیکر ! قیام پاکستان کے بعد مختلف ادوار حکومت میں غریبوں ، مزدوروں ۔ محنت کشوں کا ہر دور میں استحصال ہوتا رہا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل کے بعد قائد عوام کی زیر قیادت جب عوامی حکومت برسراقتدار آئی تو قدرتی طور پر لوگوں کو ان غریبوں اور مزدوروں ، کسانوں اور محنت کشوں کی ڈھارس بندھی اور ان میں یہ توقع پیدا ہوئی کہ اب ہماری مشکلات جو ہیں وہ سب کی سب آسان ہو جائیں گی ۔ ہمیں روٹی ملے گی ۔ کپڑا ملے گا اور وہ سوچنے لگے تھے کہ ہماری مشکلات جو ہیں ان کا ازالہ ہو جائے گا ۔ لیکن جس کا ذکر کیا جا چکا ہے کچھ سابقہ جنگوں کے مابعد اثرات کی وجہ سے ۔ کچھ جنگ کے اثرات کی وجہ سے اور اب سیلاب کی وجہ سے اور کچھ زمینداروں ، جاگیرداروں ، ابن الوقتوں ، موقع پرستوں ، خوش آمدیوں ، کالیسوں اور دھوپ چھاؤں کے متوالوں نے جو کہ برسراقتدار پارٹی کے اندر بھی ہیں اور حزب اختلاف میں بھی موجود ہیں ان کے ناپاک گٹھ جوڑ کی وجہ سے ہم اس مذموم اور مکروہ صورت حال کا شکار ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نمبر دو یہ ہے کہ قائد عوام کی زیر قیادت ہم نے یہ نعرہ لگایا کہ ہم عوامی حکومت قائم کر رہے ہیں ۔ ہم جمہوری قدروں کا احیاء کر رہے ہیں ۔ لیکن میں نے ابھی تک کہیں پنجاب کی حکومت میں یہ محسوس نہیں کیا کہ جمہوری قدریں شدت کے ساتھ بحال ہو رہی ہیں ۔ ابھی تک گورنر کے اختیارات کچھ اور ہیں ۔ وزیر اعلیٰ کے اختیارات کچھ اور ہیں ۔ آئینی حکومت میں جب تک گورنر اپنے اختیارات کے اندر نہ رہے اور وزیر اعلیٰ کے جو اختیارات ہوتے ہیں وہ اسے حاصل نہ ہوں ۔ اس وقت تک جمہوری قدریں پنپ نہیں سکتیں ۔

Sardar Saghir Ahmad : Sir, the hon'ble Member is most irrelevant.

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! یہ جو موجودہ ہوش ربا گرانی ہے اس کو اور سیاسی حالات کو منقطع نہیں کیا جا سکتا ۔ ان کو آپس میں جدا نہیں کیا جا سکتا ہے یہ لازم و ملزوم چیزیں ہیں ۔میں اپنے موضوع کی طرف آتے ہوئے پھر یہ کہتا ہوں کہ ہمارا معاشرہ جو ہے وہ خود غرضی اور افراتفری کا شکار ہے ۔ ہم اخلاقی ، مذہبی اور سیاسی لحاظ سے انحطاط و تنزل کا شکار ہیں ۔ اور اس دور میں ہم جس طرح سابقہ حکومتوں کو مطعون کرتے ہیں ۔ ہم انہیں برا بھلا کہتے ہیں اسی طرح ہمیں اپنے گریبان کھول کر دیکھنا ہوگا ۔ سوچنا ہوگا اپنا تجزیہ کرنا ہو گا ۔ اگر ہم اپنے ملک کو بچانا چاہتے ہیں ، اگر ہم مزدوروں اور کسانوں کو ان کے حقوق دلانا چاہتے ہیں اور اگر ہم اپنی عوامی حکومت کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو پھر انتظامیہ کو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنا ہو گا ۔ انتظامیہ کو اور پولیس کو جس پولیس کے لئے جناب گورنر نے یہ کہا تھا کہ ہمارے ورکر باہر آ جائیں پولیس راضی ہو چکی ہے اور وہ ورکر جو ہیں وہ ڈھال بن گئے تھے اور پولیس کے مظالم کو انہوں نے روک دیا تھا ۔ اب وہی پولیس جو ہے عوامی ورکروں کو اور سیاسی نمائندوں کے خلاف خواہ وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ہراساں کر رہی ہے ۔ میں دوسری ڈویژنوں کی نمائندگی نہیں کرتا مگر ہماری ڈویژن کا ایک وزیر اپنے اختیارات کا نا جائز استعمال کرکے پولیس کو عوامی نمائندوں کے گھروں پر چھاپے مارنے کی ترغیب دیتا ہے ۔

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن . . . .

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! آپ انہیں کہیں کہ یہ اپنی باری پر بولیں کیونکہ یہ دور جمہوری ہے یہاں کسی کی اجارہ داری نہیں چل سکتی ۔ یہاں آمریت نہیں ہے یہ دور جمہوری دور ہے ۔ یہ حکومت جمہوری حکومت ہے یہ دور فرعونیت کا دور نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : please resume your seat.

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! فاضل ممبر نے خاص طور پر میرا نام لے کر یہ کہا ہے . . .

میاں منظور احمد وٹو : انہوں نے نام نہیں لیا۔

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : ہماری ڈویژن سے مراد یہی ہے۔ کیونکہ اس ڈویژن سے کوئی اور ممبر نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے میرا ہی نام لیا ہے۔ جناب والا ! چونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ بحث جو مہنگائی پر ہو رہی ہے اس کا رخ کسی اور طرف لے جاؤں اور جیسا کہ سردار صغیر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ بھی کیا تھا کہ میرے فاضل رکن آف دی ٹریک جا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ chair کی طرف سے کوئی رولنگ نہیں آئی اور فاضل ممبر بدستور بولتے چلے گئے تو میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر خاص طور پر جب انہوں نے مجھ سے ذاتی کچھ منسوب کیا ہے تو میں اس کی وضاحت کروں۔

حافظ علی اسد اللہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا انہوں نے تقریر شروع کر دی ہے ؟

Mr Speake : He has a right of personal explanation.

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ اس ایوان کو ہم اپنی ذاتی، مقامی اور گروہی رنجشوں اور سیاسی اختلافات اور مفادات پر ہی ان کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور ایک بحث بھی اس وطن کے لئے اس ایوان کے فرائض کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ ابھی فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ ایک وزیر یہ سب کچھ کر رہا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ مہنگائی کہاں اور ایک وزیر کہاں، اور کارکنوں کو پولیس کا پکڑنا کہاں۔ اب حقیقت یہ ہے کہ فاضل ممبر خود مانیں، ایف۔ آئی۔ آر میرے پاس موجود ہے اور ریکارڈ میرے پاس نہیں اس ایوان میں موجود ہے۔ ملک کے قانون کے تحت سرکاری طور پر حافظ صاحب اور چند دیگر ساتھیوں کو . . . .

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! فاضل ممبران کو خاص طور پر وزیر صاحب کو اپنی ذاتی وضاحت کرنے کی اجازت ہے۔ حافظ علی اسد اللہ صاحب نے جو ان پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے پولیس سے یہ کہا یہ کہا۔ تو وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں بیان بھی دے سکتے ہیں اس سے ہٹ کر جو بھی بیان ہوگا وہ غیر متعلقہ ہوگا۔

مسٹر سپیکر : میں پہلے ان کی بات سن تو لوں وہ کہنا کیا چاہتے ہیں - سننے سے پہلے ہی میں کس طرح کہہ دوں کہ وہ غیر متعلقہ ہیں -

میاں منظور احمد موہل : پھر ہمیں بھی وضاحت کا موقع ملنا چاہئے یہ نہیں ہے کہ وہ (الف) سے لے کر (ی) تک کہانی سنا دیں اور ہمیں جواب کا موقع نہ ملے -

رانا پھول محمد خان : ممبر غیر متعلقہ نہیں تھے ان کا جواب سن لیں اس میں کیا حرج ہے -

مسٹر سپیکر : ان کو ذاتی وضاحت پیش کرنے کا حق ہے اور اس چیز کا بھی کہ وہ کسی چیز کو بیان کر لیں -

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ پولیس سٹیشن چشتیاں میں حافظ علی اسد اللہ صاحب کے خلاف جو ایف - آئی - آر درج ہے وہ میں نے نہیں کرائی ہے - اس واقعہ کی باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی نے پڑتال کی ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں - کمیٹی میں ایس - پی کو بلایا گیا تھا اور باقاعدہ طور پر اس چیز کی پڑتال ہوئی - اس میں میرا کوئی دخل نہیں ہے - البتہ قانون کے تحت کیس رجسٹرڈ ہے اور ایک کراس کیس بھی رجسٹرڈ ہے -

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! یہ غلط بیانی کر رہے ہیں - انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ کمیٹی میں پیش ہوا اور یہ کہ ان کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے - لیکن وہاں تو کوئی فیصلہ نہیں ہوا -

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایس - پی کے متعلق کہا ہے - کمیٹی کے فیصلے کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا -

میاں منظور احمد موہل : انہوں نے اپنے مطابق کہا ہے - کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا - کمیٹی کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا -

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : میں پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں اور آج بھی کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ایوان کو ذاتیات کا ایوان نہ بنائیں اور میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور میرا ایمان بحیثیت مسلمان کے ہے اور میں

کہتا ہوں کہ میں نے کسی کارکن کو نہیں پکڑوایا اور نہ میرا کوئی اس میں دخل ہے ۔ ہر شخص اپنے نامہ اعمال کی غلطیوں کی وجہ سے سزا پاتا ہے ۔ کسی نے باپ کو قتل کروایا ۔ کسی نے سگی بہن کو قتل کروایا ۔ کسی نے چوری کے جھوٹے پرچے کرائے اور کسی نے کسی سے رشوت لی ۔ اب اگر ان جرائم کی سزا ملتی ہے تو وہ قدرت دیتی ہے اس میں میں کیا کر سکتا ہوں ۔ تو میں اس ایوان میں ایمان سے کہتا ہوں کہ پانچ اپوزیشن ممبران کی کمیٹی بناؤ اور اس کی تحقیق کرو کہ السان کے بھیس میں اس معزز اسمبلی میں ارکان بیٹھے ہیں یا کوئی اور شکلیں بیٹھی ہیں اور ان کا اصل روپ عوام کے سامنے لاؤ اور بتاؤ کہ کس طرح سے انہوں نے لائلپور میں کیا کیا اور وہاں سے وہ ہجرت کر کے بہاول نگر چلے گئے اور وہاں پر انہوں نے کس طرح سے ایک غریب معصوم کو اس کے اپنے مزارع کی لڑکی سے شادی کی اور پھر کس طرح سے اس کو چھوڑا اور پھر کس طرح سے اس کے بعد باپ کی سگی بہن کو قتل کروایا اور پھر کس طرح سے اپنی بہنوں کو اور اپنے سترے بھائی کو محروم کر کے ایک وکیل کے ذریعے ایک بیک ڈور سے جائیداد کا انتقال کروایا اور کس طرح سے رشوت لی اور کس طرح 1965 میں307 کے پرچے ہوئے ۔ 1965 میں 353 کے پرچے ہوئے اور بعد میں 162 کے ۔ اس وقت تو پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی ۔ تو ظلم کی انتہا یہ تھی کہ اتنا بڑا گھناؤنا کردار ادا کرنے کے باوجود وہ اسمبلی میں یوں اکڑ کر بیٹھتے ہیں اور یوں بلند بانگ تقاریر کرتے ہیں ۔ تو خدا کے لئے کچھ سوچو اور اس بحث کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے میں جناب سے اپیل کروں گا کہ ایک غیر متنازعہ 15 ممبروں کا بورڈ اپوزیشن میں سے بنایا جائے جو میرے ذاتی کردار کا اور میرے فاضل ممبران کے ذاتی کردار کا اور ان کے نامہ اعمال کا جائزہ لینے کے بعد مکمل طور پر ایوان میں رپورٹ پیش کرے تاکہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! ہم میاں محمد افضل وٹو صاحب کا یہ چیلنج قبول کرتے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے میرے متعلق کافی الزامات لگائے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے آپ کا نام نہیں لیا ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! چور کی ڈاڑھی میں تنکا والا حساب ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ محاورہ استعمال نہیں کرنے دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں ۔ آپ جو بھی کمیٹی بنائیں جو ہر لحاظ سے تحقیقات کرے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ 1965 میں مقدمات ہوئے ۔ جناب والا ! 1962 کا ذکر کیا ہے ۔ یہ کبھی نہیں ہوا ۔ 307 کے مقدمات ملک قاسم نے اس وقت بنائے تھے ۔ وہاں ہر مزارعوں کی بیٹیاں ہوتی تھیں اس طرح سے جناب والا ! وہ کہتے ہیں کہ باپ کو قتل کر دیا گیا ۔ میرا اس میں کوئی ہاتھ نہ تھا ۔ ایسے واقعات زندگی میں ہوتے ہی رہتے ہیں ۔ ہر انسان کے ساتھ ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ۔

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : پراسیکیوشن کی طرف سے ۔ بھائی کا وکیل کون تھا ۔

میاں منظور احمد موہل : میں وکیل بھی نہیں تھا ۔ میں اس الزام کو رد کرتا ہوں ۔ جناب والا ! اس طرح سے یہ بات نہیں چلے گی ۔ میں ان کے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker: Probably the most serious allegation is about the mutation.

رانا بھول محمد خان : جناب اسپیکر ! موہل صاحب نے کہا ہے . . . .

مسٹر سپیکر : رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ اس کی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : اس سلسلے میں جناب والا ! جو جائداد کے انتقال کے متعلق بتایا گیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہمارے والد صاحب بقید حیات تھے ان کی زندگی میں ہی جائداد کا انتقال ہوا ۔ انہوں نے ہمیں زمین دی 240 چک میں ہمارے سوتیلے بھائی اور بیوی کو وہاں پر زمین دے دی ۔ تالھیانوالہ میں ہمیں زمین کا انتقال کیا گیا ۔ میں نے وضاحت کرنی ہے ۔ جب ان کو

حق پہنچتا ہے تو ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ اس سلسلے میں انہوں نے وہاں پر کیا کیا ہے ۔ وہاں پر جناب والا ! ڈاکہ ڈلوایا گیا ۔

مسٹر سپیکر : میں ایسی باتوں کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ آپ نے الزامات لگائے جن کا جواب انہوں نے دیا ہے پھر آپ تقریر کریں گے ۔ بعد میں پھر میاں افضل وٹو اس کا جواب دیں گے اور یہ قصہ طول پکڑتا جائے گا ۔ براہ مہربانی آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے گزارش کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا اس ایوان کی تقدیس کا خیال رکھتے ہوئے اس کو جماعتی یا انفرادی یا گروہی مخاصمت کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس ایوان کی تقدیس کے سب سے بڑے محافظ ہیں کہ جب بھی اس قسم کی بات ہو تو آپ اس کا خیال رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : مرزا خالق حسین ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرا نام مرزا خالق حسین سے پہلے ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا نام 24 نمبر پر ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ : میں نے مرزا خالق حسین سے پہلے نام لکھوایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے مرزا خالق حسین کا نام اس لئے لیا ہے کہ وہ حاضر نہیں ہیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھی حاضر نہ ہوں اور باہر چلے جائیں تو آپ کی غیر حاضری میں فوراً آپ کا نام لیا جائے گا ۔

مسٹر بشیر احمد (ساہیوال ۔ 5) : جناب والا ! زخموں سے چور پاکستان کو ٹھوکریں مارنے والو آپ مختلف خیالات لے کر آئے ہیں ۔ جناب والا ! ذوالفقار علی بھٹو نے اس وقت اقتدار سنبھالا جب ملک دو ٹکڑے ہو چکا تھا ۔ پانچ ہزار مربع میل زمین دشمن کے قبضے میں تھی اتنا بڑا علاقہ ۔ ایک لاکھ کے قریب فوج دشمن کے قبضے میں تھی ۔ ملک کا خزانہ بالکل خالی تھا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ! پوائنٹ آف آرڈر ۔ وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اتنی دیر میں ان کی تقریر ختم ہو جاتی ۔ چوہدری صاحب حزب اختلاف کی طرف سے اور حزب اقتدار کی طرف سے اعتراض کیا جا رہا ہے کہ آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔ چلئے آپ کو پڑھ کر تقریر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ۔

سید تابش الوری : بغدادی قاعدہ پڑھنے کی ان کو اجازت نہ دیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر بشیر احمد : غیر ملکی امداد بالکل بند ہو چکی تھی ۔ قوم شکست خوردہ تھی ۔ ملک اقتصادی اور معاشی طور پر بربادی کی انتہا کو پہنچ چکا تھا ۔ ہماری اخلاقی حالت بد تر ہو چکی تھی ۔ معمولی باتوں پر قتل و غارت ہو رہی تھی ۔ بیروزگاری عام تھی ۔ چور بازاری ، شراب خوری ، عصمت فروشی ، رشوت خوری اور ٹیکسوں کی چوری ان چیزوں کا بازار گرم تھا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ نے ان کو لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت دی ہے ۔ فاضل ممبر یہ بتائیں کہ تقریر لکھوا کر کس سے لائے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ بات یہ ہے کہ وہ میرے پاس تشریف لائے تھے اور انہوں نے دو گھنٹے کی تقریر وہاں بیٹھ کر لکھی تھی میں نے کہا کہ دو گھنٹے تو بجٹ کا سارا وقت ہو گا بہتر ہو گا اگر آپ اس کا خلاصہ بنا لیں ۔ تو خلاصہ جو انہوں نے بنایا ہے وہ زبانی تو یاد نہیں رہ سکتا تقریر تو یاد رہ سکتی ہے ۔ تو وہ اپنی تقریر کا خلاصہ پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر بشیر احمد : جناب والا ! بھائی بھائی کو قتل کر رہا تھا ۔ تعلیم یافتہ بے روزگار پھر رہے تھے ۔ انصاف ظلم کا ساتھی تھا ۔ پولیس غنڈہ گردی کی پردہ دار تھی ۔ عوام کو چوری کا ڈر تھا ۔ غریبوں کے بچے خوفزدہ تھے ۔ گورنمنٹ کے پاس کوئی مقصد نہ تھا ۔ ہمارا اقتصادی اور معاشرتی نظام خارجی اور سامراجی تھا ۔ ہماری گردنوں پر جاگیر دارانہ اور نوکر شاہی کا قبضہ تھا ۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کا دم گھٹ کر رہ گیا تھا ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کوئی آدمی مطمئن نہیں تھا ۔ پاکستانی قوم اور ملک سے بھرا ہوا جہاز

ڈوب رہا تھا ۔ کوئی بچانے والا نہ تھا ۔ ہم بے یارو مددگار تھے کوئی ملاح نہ تھا ۔ تو ان حالات میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

مسٹر بشیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! مجھے آپ نے بہت کم وقت دیا ہے ۔

Mr. Speaker : Yes Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج کا دن ہم نے گرانی پر بحث کرنے اور اس صوبے کے عوام کو گرانی سے نجات دلانے کے لئے مقرر کیا ہے ۔

مسٹر بشیر احمد : جناب والا ! مجھے کم وقت دیا گیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری : جناب والا ! ان کی تقریر ایوان کی میز پر رکھ دیں تاکہ ہم استفادہ کریں ۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج گرانی کو دور کرنے کے لئے اور گرانی پر بحث کرنے کے لئے یہ دن مقرر کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل رکن کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں یہاں ٹائم لکھتا ہوں کہ کس وقت کوئی ممبر کھڑا ہوا ہے ۔ یہ انتظام یونہی نہیں چلتا ہے ۔

مسٹر بشیر احمد : جناب والا ! آپ نے مجھے تین چار منٹ دیئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سات منٹ آپ کو تقریر کرنے میں لگے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر کی تقریر سات منٹ جاری رہی وہ بھی آپ کی شفقت کا نتیجہ تھا ورنہ جہاں تک موضوع کا سوال ہے یعنی مہنگائی پر انہوں نے ایک لفظ تک نہیں کہا ۔

Mr. Speaker : No body had pointed out to me this thing at that time. Haji Saifullah Khan please Continue.

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان - ۱) : جناب والا ! اس امر سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ آج ہمارے اس صوبہ کے غریب عوام کا سب سے بڑا مسئلہ اس ہوش ربا گرانی سے نجات حاصل کرنا ہے - اور اس قسم کے اہم مسائل پر بحث کرنے کے لئے جب اس قسم کے بہت بڑے ایوانوں/نہیں - نمائندہ ایوانوں میں دن مقرر کئے جاتے ہیں تو اس سے اس صوبہ کے عوام کی بہت توقعات وابستہ ہو جایا کرتی ہیں کہ شائد ہمارے نمائندوں کو شائد ہماری حکومت کو ہمارے اس بنیادی مسئلہ کو حل کرنے کا خیال آیا ہے - وہ اس سے بہت بڑی توقعات وابستہ / رکھ رہے ہیں - اگر آج کی بحث سے ہم نے کوئی ان کا نتیجہ خیز حل نہ نکالا اور ان کی توقعات کے مطابق ہم نے وہ مسائل حل نہ کئے جن سے انہیں روزمرہ پریشانی کا سامنا ہو رہا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے عوام کو ان ایوانوں سے - اس حکومت سے اور اپنے نمائندوں سے جو اعتماد وابستہ ہے وہ قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا -

جناب والا ! یہ گرانی جو اس وقت ہمارے صوبے کا بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے یہ کوئی اوپر سے نہیں لائی گئی - یہ قدرت کی طرف سے نہیں ڈالی گئی - اگر اس کو کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ یہ ہمیں ورثہ میں ملی ہے یا یہ خراب حالات کی وجہ سے ہے تو میں اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں - جناب والا ! ہر اچھی حکومت کا سب سے اولین فرض یہ ہوا کرتا ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے اس نعرہ کو پورا کرے اور اپنے اس منشور کو پورا کرے جو عوام کو اپنی زندگی صحیح معنوں میں آسانی کے ساتھ - سستی اشیاء کے ساتھ - روز مرہ کی اشیائے خوردنی سستی حاصل کرنے میں اور با عزت زندگی گزارنے کے لئے ہوا کرتا ہے - - ہم نے دیکھنا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے ڈیڑھ سال یا پونے دو سال کے عرصہ میں اس قسم کے نعرے کو یا اپنے منشور کو کس حد تک عملی جامہ پہنایا ہے - میں/ کہتا ہوں یہی کہا جائے گا کہ جناب ! ہمیں وقت نہیں ملا - جناب ! ہم مسائل سے دو چار تھے - عوام کو اس چیز سے غرض نہیں ہے - عوام نے آپ کو اپنا ووٹ اپنے مسائل سامنے رکھ کر دیا تھا - انہوں نے آپ کو ووٹ آپ کی کرسیوں کی مضبوطی کے لئے نہیں دیا تھا - وہ اس چیز کا انتظار نہیں کر سکتے کہ آپ دن بدن اپنی گرفت مضبوط کرتے جائیں - اپنی آمریت کو بڑھاتے جائیں اور

اور جمہوریت کو ختم کرتے جائیں ۔ اور ان کے وہ بنیادی مسائل جو دن بدن گرانی کی شکل میں اس پر مسلط ہوتے جا رہے ہیں ان کی طرف آپ کوئی توجہ نہ دیں ۔ آپ یقین رکھیں کہ اس ڈیڑھ سال یا پونے دو سال کے عرصے میں جو گرانی بڑھی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ذرائع پیداوار آپ کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے نہ صرف کم ہوئے ہیں بلکہ بہت حد تک ختم ہو گئے ہیں ۔ فیکٹریاں بند ہونی شروع ہو گئی ہیں ۔ وسائل پیداوار کی طرف آپ کی کوئی توجہ نہیں ہے اور منصوبہ بندی جو بھی آپ کرتے ہیں اس سے کارخانہ دار کو فائدہ پہنچتا ہے ۔ سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچتا ہے اور غریب عوام کے لئے جب تک آپ نے کچھ نہ کیا اس وقت تک سب سے بڑی لعنت جو اس صوبہ میں مسلط ہے اور جس کی طرف میں کہتا ہوں کہ آپ نے کبھی بھی موثر تجویز نہیں رکھی اور نہ اس کے متعلق مؤثر تدبیر اختیار کی ہے وہ سمگلنگ ہے ۔ آپ کے ذرائع پیداوار کا بیشتر حصہ خام مال کی شکل میں مینوفیکچرڈ پروڈکشن کی شکل میں بھی اس وقت ہماری سرحدوں سے باہر جا رہا ہے اور ہم بنیادی ضروریات سے بالکل محروم ہوتے جا رہے ہیں ۔ آج وہ ملک جو کسی وقت اپنا گھی بیرونی ممالک میں ایکسپورٹ کیا کرتا تھا جو مشرقی پاکستان تک ساری سپلائی کیا کرتا تھا آج اس کے عوام گھی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں ۔ یہ ہیں آپ کے کارنامے ۔ آج آپ جا کر دیکھئے اور لوگوں کی حالت پوچھئے کہ وہ پیاز جس کے متعلق مثل مشہور تھی کہ کسان بے چارہ اپنے سال کا بہت سا حصہ پیاز اور روٹی کھانے میں بسر کر دیتا تھا آج اس کسان کو پیاز تک میسر نہیں ہے اور وہ پیاز جو کوڑی کے بھاؤ ملا کرتا تھا اس لئے کہ وہ غریب کی غذا تھی آج وہ پیاز بھی امیر کی غذا بن گیا ہے ۔ آج وہ بھی بڑے آدمی کی غذا بن گیا ہے ۔ ان سے آپ نے پیاز تک کی بنیادی غذا بھی چھین لی ہے اور اس کا بھاؤ آپ نے چار روپے سیر تک پہنچا دیا ہے ۔ آخر آپ کا کام ہے کیا ؟ اچھی حکومت کا فرض ہے کیا ؟ آپ گرانی کو بڑھانے کے لئے آئے ہیں یا گرانی کو کم کرنے کے لئے آئے ہیں ؟ آپ عوام کے لئے وہ بنیادی تجاویز اختیار کریں جس سے روز مرہ کی چیزیں سستی ہوں ۔ کپڑے کو لے لیجئے ۔ کپاس کہیں کی ۔ مال کہیں کا ۔ کارخانے کہیں کے اور کیفیت یہ ہے کہ اب موٹے سے موٹا کپڑا جو غریب سے غریب آدمی پہنا کرتا تھا وہ آج اسے اڑھائی تین روپے فی گز سے کم میسر نہیں ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر

آپ پلاننگ کر کیا رہے ہیں ؟ آپ سوچ کیا رہے ہیں اور کس ڈگر پر اپنے صوبہ کے عوام کو لے جانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں ؟ یاد رکھیں آپ کے ان نعروں سے ۔ آپ کی ان تقریروں سے آپ کے ان خوش کن الفاظ سے غریب کسان کے پیٹ نہیں بھرتے ۔ آپ اگر صحیح معنوں میں اس صوبے کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو تمام وہ غیر ضروری اشیاء جن پر کروڑوں روپے کا زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے ان کی درآمد نہ صرف بند کریں بلکہ اس صوبہ میں ممنوع قرار دے دیں ۔ آپ دیکھیں کہ آپ کا کتنا سرمایہ لپ سٹک پر ۔ پاؤڈر پر اور اشیاء تعیش پر صرف ہوتا ہے ۔ اس کے برعکس عوام بنیادی ضرورتوں کے لئے اس وقت نظریں لگائے ہوئے ہیں اور وہ انتہائی تکلیف کی حالت محسوس کر رہے ہیں ۔ آپ کے پاس ذرائع کی کمی نہیں ہے ۔ وسائل کی کمی نہیں ہے ۔ کمی ہے تو صرف منصوبہ بندی کی ہے ۔ اگر آپ صحیح منصوبہ بندی کریں تو کسی چیز کی کمی واقع نہیں ہو گی ۔

Mr Speaker : Begum Rehana Sarwar, please.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) (PP-184 women's Constituency IV) : Sir, it is very sad to observe that an impression has been created in this august House by the Members of the Opposition as if it is the present regime, as if it is the present government, as if it is the Pakistan Peoples Party which is responsible for the rise in prices of essential commodities. I would, therefore, like to draw your kind attention to some of the causes, some of the reasons, to some of the mishaps and to some of the inducements which led to the rise in prices of the essential commodities. The rise in prices took place due to accumulation and hoarding- Sir, during 1971 War, East Pakistan was separated from us by our neighbouring enemy and due to this fact, we inherited a completely shattered economy. We were also suffering from the after effects of 1965 War, but even much befere that, when the demonetised currency was being smuggled from East Pakistan to West Pakistan it caused tremendous inflation. In fact, we were already suffering from the crises of inflation but the Wars of 1965 and 1971 , rather supported the cause. Although devaluation of rupee was due since long and, I personally think, it was the foremost duty of the previous government to have taken steps regarding this serious

matter but unfortunately neither the previons government had the guts to devalue the rupee, nor it applied its mind So, after the 1971 War, when we had a completely shattered economy, the foreign countries refused to accept our currency. Therefore, there was no other way out to devalue the rupee and, I think, it was a blod and a courageous step which the Peoples Government took. Ard it is definitely going to improve the economic situation of the country, in the long run.

Another reason for the rise in prices of essential commodities is the increase in population Sir, statistical figures will show you and it is quite evident that during the last ten years the population has nearly doubled and this is the stage where the theory of supply and demand comes in because when the demand is more and the supply is less, then prices have to rise. The most serious reasons for the rise in prices of essential commodities, in my humble opinion, are smuggling, hoarding and black-marketting. Hoarding and black marketting, as you know, create artificial rise in prices and these are usually done by industrialists, by manufacturers, by whole-salers by the retailers and by shopkeepers for their personal benefit, in order to make money and to become rich over-night Government wants to put an end to this nonsense and of cource, an illegal method to earn more. I think it is the duty of the public and every individual to trace out such mal-practices and reported them to the concerned authorities. Now, smuggling is a very dangerious act and there are always a few black-sheep in every society who would let down their own people, who would let down their own society, who would let down their own country and who would let down their own kith and kin just for the sake of their personal benefits, Comforts and desives such persons are not only a shame for the society but they are also a disgrace of ignoring to the public of the country. Therefore not only detorent and severe punishment should be given to them but they should rather be hanged in public places. In order to teach a less in to others.

In my humble opinion, the only solution to control the rise in prices is, firstly increase in production and, secondly

to put an end to smuggling, hoarding and black-marketting. Naturally, this can be done with the cooperation of the Opposition. Peoples Government would always welcome fruitful discussions, Peoples Government would always welcome healthy criticism, Peoples Government would always welcome constructive advice and Peopeles Government would always welcome useful suggestions. It is for the benefit of the masses, it is for the benefit of the common man on the street and it is for the benefit of the country and the people of Pakistan. Healthy criticism is always welcomed in a Democratic State, it is an acceptable principle all over the world.

Mr. Speaker : Chaudhri Muhammad Hayat, please.

Begum Rehana Sarwar (Sheheed) : Sir, just half a minute.

It is the duty of the Opposition members to give us concrete suggestions and to provide us a guide line but it is very sad that the Opposition members have literally failed to fulfil their duty.

Mr. Speaker : Please resume your seat. Chaudhri Muhammad Hayat...The members is not present in the House. Yes. Mr. Nasir Ali Khan Balooch.

مسٹر ناصر علی خان بلوچ (لائل پور 13) : جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آج صوبہ میں مہنگائی کے متعلق بحث کا دن مقرر کیا گیا ہے اور میرے کافی دوستوں نے اس کے متعلق اظہار خیال فرمایا ہے ۔ میں بھی اسی ضمن میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ دونوں اطراف سے ممبران نے جس طرح دلائل دے کر سامعین کو قائل کرنے کی کوشش کی ہے میں اس کی مثال یوں دوں گا جس طرح مختلف عقیدوں کے علماء اپنے اپنے فرقہ اور اپنے اپنے عقیدہ کو منوانے کے لئے اپنی تقاریر میں دلائل دیتے ہیں اس طرح نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہم جس مقصد کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے جس چیز کے متعلق سوچنا ہے ہمیں یہ چاہئے کہ اس کا صحیح حل سوچیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں قطعاً شک نہیں ہے کہ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ غریب تو غریب امیر آدمی بھی اپنے حساب کے مطابق اپنی ضروریات زندگی کے متعلق بہت تنگ ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں بھی قطعاً کوئی شک نہیں کہ کوئی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے دور اقتدار میں عوام اس کے متعلق یہ خیال کریں کہ ان کے دور اقتدار میں

مہنگائی زوروں پر ہے ۔ یا وہ عوام میں مقبول نہ ہو ۔ اس کے علاوہ جیسا کہ جناب چیف منسٹر صاحب نے فرمایا کہ تمام معزز ممبران بلکہ تمام لوگوں کو مل کر ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے ۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں بلکہ میں اس کے متعلق یہ عرض کرونگا کہ اس دفعہ جب کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ گورنمنٹ کاشت کاروں اور زمینداروں سے گندم خریدے گی تو انہوں نے یہ دیکھ لیا ہوگا کہ گندم اس طرح اکٹھی ہوئی کہ اسے رکھنے کے لئے کوئی جگہ میسر نہیں تھی ۔ چنانچہ وہ گندم سٹیشنوں اور پلیٹ فارموں پر پڑی رہی ۔ جناب والا ۔ اس قسم کی تمام تدابیر ، میں سمجھتا ہوں کہ عوام بھی کرتے ہیں اور گورنمنٹ بھی کر رہی ہے لیکن ۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جناب والا ! اس کے بعد میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ روز مرہ کے استعمال کی تین بنیادی چیزیں ہوتی ہیں ۔ سب سے پہلے روٹی ہے ۔ میرے دوستوں نے اس کے متعلق بہت کچھ فرما دیا ہے ۔ میں اس کے متعلق مختصر گزارش کرونگا کہ گندم اب 17 روپے سے بڑھ کر 25 روپے تک پہنچ چکی ہے ۔ اس کے علاوہ چینی جو پہلے دو روپے سیر بازار میں عام ملا کرتی تھی اب چھ روپے سیر بھی نہیں ملتی ۔ دیسی گھی کا تو ذکر ہی کیا لوگ ڈالڈا کو ترس رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ معمولی سے معمولی چیز کا یہ عالم ہے کہ غریب بھارہ دال سے بڑھ کر کیا چیز کھائے ۔ اس بچارے کو اب دال بھی ساڑھے چار روپے سیر ملتی ہے ۔ اور جس کو دال بھی نہیں ملتی تھی تو اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ فلاں غریب تو روٹی پر پیاز توڑ کر اپنا گزارہ کرتا ہے ۔ تو اب پیاز بھی سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ پہلے غریب آدمی 10 روپے میں اپنا تن ڈھانپ لیتا تھا لیکن اب 10 روپے میں تو وہ ایک کپڑا بھی نہیں بنا سکتا ۔ اگر کوئی غریب کسی طرح سے پس انداز کر کے اپنا مکان بنانے کی کوشش کرتا تھا تو اب آپ اندازہ فرمائیں کہ پہلے اینٹوں کا بھاؤ 40 روپے ہزار ہوا کرتا تھا اب ڈیڑھ سو روپیہ ہزار بھی اینٹیں نہیں ملتیں ۔

میسٹر جاوید حکیم قریشی : اب تو دو سو روپیہ ہزار ہو گئی ہیں ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : ٹھیک ہے ۔ اب دو سو روپیہ ہزار ہو گئی ہوں گی ۔ جناب سپیکر آخر پر یہ گزارش کروں گا کہ ہم تمام لوگوں کا یہ فرض ہے کہ ہم مل جل کر اس کے سد باب کی کوشش کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ جو وجہ بنی ہوئی ہے وہ ان غیر جمہوری اور غیر آئینی چٹرپٹوں کی ہے جو مہر لگانے کے لیے بھی غریب عوام سے فیسیں وصول کرتے ہیں اور انہوں نے یہ اصول اپنا لیا ہے کہ ۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

وہ اسی اصول کے پیش نظر صرف ایک ہی کام میں لگے ہوئے ہیں ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : Begum Syeda Abida Hussain.

Begum Syeda Abida Hussain (PP. 182. Women's Constituency II) : Mr. Speaker, Sir, inflation is undoubtedly a big burning issue of today and it may be generally stated that everybody in Pakistan, at every level of life is feeling the pressures of this inflation. But, Sir, I would not be wrong in saying that it is the women of this country that are greatly feeling the brunt of inflationary pressures. Women of every class, women of every income group are finding it difficult to confine to their budgets and manage as they are expected to do and the tragedy is that, because our women are voiceless, therefore, their stresses are going unheard.

We are living through a revolution of rising expectations. We have been through a great many social changes and we have been through spiritual changes and the expectations at every level of our population have grown much more than our production has done. Sir, We know that the world over the management of finance is a very complex science. I cannot pretend to discourse on this very weighty subject in three minutes but I would like to say that it is a fact that man is advancing further and further in his conquest of nature. It is also a fact that man is becoming more and more prosperous and the consumers' society is enlarging itself everyday. But in the third-world we have the disadvantage that our population and its needs are

going faster than our production and the only way in which we can create a balance in this situation is by producing more and working harder. We can do this if each one of us works to our optimum capacity and we can do this if we uphold certain values that are very important alongwith hard work-the values of truth and honesty. These have to be placed at a premium. We have to see to it that each one of us does his best to ensure that the laws of the land are upheld. There is much talk about profiteering, black-marketing and smuggling. These exist in our society and we have to combat them. We have to combat them at every level and We can only come on top when each one of us, and particularly representatives of the people, assist the government and cooperate with the government in ensuring that these laws are upheld, without pleading for any exemptions or any concessions regardless of who is hurt in the process. It is only when we can establish the principles of honesty that we can expect the people and inspire them to work more and to produce better.

Sir, certain points have been raised during the course of discussion but I would very briefly like to touch upon them. It has been said that the tide is tremendous on inflation. It has also been said that the agriculturist is at a disadvantage and the prices of agricultural produce should be increased. I would like to point out that the Peoples' Government is improving and have improved the prices of all agricultural commodities beyond any kind of scale in the past and the agriculturists have benefitted from this increase. The grower has no hidden income. What he sells is his income. Actualy the level of attack has to be on the middle-man, on the trader, on the manufacturers because these people have the capacity to withhold income. As far as the grower is concerned, I would like to say that the price of cotton can be raised as is done in the case of rice.

Sir, before I conclude, I would like to go back to my original point that the women in this country today are facing the brunt of this situation and I would like to level an attack against the men in this country who for 26 years have created a get-rich

quick soceity as a result of which every-body has suffered and everybody is suffering. We want that a soceity should be created which upholds spiritual values. We went spiritual reforms. We do not want stresses to be material. We wish the stresses to be human.

مسٹر سپیکر : چوہدری جمیل حسن خان منج۔

چوہدری جمیل حسن خان منج (گوجرانوالہ ۔ 4) : جناب سپیکر ! گرانی کے دو ہی اسباب ہو سکتے ہیں ، ایک مستقل اور ایک غیر مستقل ۔ مستقل سبب یہ ہے کہ ہمیں دنیا کی منڈیوں کے ساتھ ساتھ جانا ہے ۔ ہمارے ملک کی معیشت اور اس کے ذرائع اتنے کم ہیں کہ ہم ان منڈیوں کے مطابق نہیں جا سکتے ۔ ہمارے بھاؤ دنیا کی منڈیوں کا پیچھا کر رہے ہیں ، انہی کے مطابق چلتے ہیں اور انہی کے مطابق چلتے رہیں گے ۔ یہ اس وقت تک نہیں رک سکتے جس وقت تک ہمارا ملک اتنا مضبوط نہ ہو جائے کہ وہ دنیا کی منڈیوں کے بھاؤ روک سکے ۔

جناب سپیکر ! یہاں کہا جا رہا ہے کہ بھاؤ بہت بڑھ گئے ہیں اور یہ ہماری حکومت کے آنے سے بڑھ رہے ہیں ۔ یہ درست نہیں ۔ بھاؤ بڑھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دنیا کی منڈیوں کے بھاؤ اونچے جا رہے ہیں ۔ ہمارا ملک بھی دنیا کی منڈیوں کے مستقل بھاؤ کے مطابق جا رہا ہے ۔ میں انگلینڈ کی مثال دیتا ہوں جس کو دنیا کی ویلفیر (رفاہی) سٹیٹ کہا جاتا ہے ۔ وہاں کم از کم چالیس فی صد لوگ مٹن نہیں کھا سکتے ۔ وہ مٹن خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔ وہاں گھی کی بھی یہی نسبت ہے ۔ یہاں تک کہ پندرہ فی صد لوگ مرغی نہیں کھا سکتے حالانکہ وہ ویلفیر سٹیٹ ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب تک دنیا کی منڈیوں کے بھاؤ کے مطابق ہمارا ملک چلتا رہے گا ، بھاؤ چڑھتے رہیں گے ۔ اس کا سد باب ضروری ہے ۔ اس کے متعلق میں گذارش کروں گا کہ ہمارا رہنے سہنے کا طرز طریقہ کچھ اس طرح کا ہے کہ اس میں ہماری فی کس آمدنی بہت کم ہے ۔ کچھ اس قسم کی مثال ہے کہ ایک انجن ہے اور اس کے پیچھے بیس گاڑیاں ہیں ۔ ایک کمانے والا ہے اور بیس افراد کھانے والے ہیں ۔ جب تک ہر خاندان کا ہر آدمی کام پر نہیں آ جاتا اور کام پر نہیں لگایا جاتا ، ہم دنیا کی منڈیوں کے پیچھے چلتے رہیں گے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں ان چیزوں کی روک تھام کرنی چاہئے ۔ ہماری کام کی

استعداد یہ ہے کہ ہمارے زمیندار سال کے 365 دنوں میں سے صرف 93 دن کام کرتے ہیں اور باقی تمام کے تمام دن ضائع جا رہے ہیں ۔ لہذا ان دنوں کو بھی ہمیں استعمال میں لانا چاہئے ۔ ایک زمیندار کو کم از کم سال میں 244 دن کام پر آنا چاہئے جیسا کہ باہر کی دنیا میں ہے ۔ اسی طرح ہمارے طلبہ طبقے کی روزانہ اوسط اڑھائی گھنٹے آتی ہے ۔ ان سے بھی کام لیا جانا چاہئے ۔ اسی طرح سے جتنے بھی اہل لوگ ہیں ، جو کام کر سکتے ہیں ، جب تک ان سے کام نہیں لیا جاتا ، ہمارا ملک گرانی کا سد باب نہیں کر سکتا ۔

اس کے علاوہ عارضی اسباب ہیں جیسا کہ حال ہی میں سیلاب آیا ہے ۔ اسی طرح ہمارے سرمایہ دار ہیں ۔ جب ایوب کا دور آیا تو صرف ایک سرمایہ دار تھا جس نے ایوبی دور کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔ اور ایوبی دور کو اپنی من مانی کروائی ۔ وہاں سرمایہ دار نے اپنا کنٹرول رکھا ، اپنا ہولڈ رکھا ۔ ایک فیکٹری کے ملکیہ ہوتے ہوتے دوسری فیکٹری کی تعمیر اس نے شروع کر دی ۔ اسی طرح سے یحییٰ دور میں بھی ہوتا رہا ہے ۔ اب سرمایہ دار نے یہی ہمارے ساتھ بھی کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اس کا سد باب ہو رہا ہے جیسے نیشنلائز کیا گیا ہے ۔ ٹھیک ہے کہ فیکٹریاں ہم نے تحویل میں لے لی ہیں لیکن انہوں نے تو خستہ حالت میں کر کے ہمیں دی ہیں ۔ یہ فیکٹریاں کام کرنا شروع کر دیں گی تو ہماری پیداوار بڑھ جائے گی ۔ یہ عارضی چیزیں ہیں جن کو ہم اپنے کنٹرول میں کر سکتے ہیں اور اس کے متعلق کام جاری ہے ۔

جناب والا ! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سبسڈی کا طریقہ تھوڑا سا سود مند ثابت نہیں ہو رہا ہے ۔ سبسڈی کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ جس بھاؤ سے ہمیں باہر سے فرٹیلائزر (کھاد وغیرہ) آتا ہے ، اس بھاؤ سے یہاں بیچا جائے ۔ اس کے مطابق اجناس کے بھاؤ مقرر کئے جائیں ۔ اس کے بعد آبادی کا تخمینہ لگایا جائے کہ کتنی آبادی کو ہم نے سبسڈائز کر کے دینا ہے اور پھر سبسڈائز کر کے دی جائے ۔ بھاؤ کا تفاوت ہوتا ہے تو ہماری تمام سمگلنگ ہو جاتی ہے ۔ ہمیں بہت گندا اور ناقص معاشرہ ملا ہے ۔ ہمیں اس کا علاج کرنا ہے ۔ یہ بھی عارضی اسباب میں آتا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ سبسڈی کو ہم دوبارہ درست کریں ۔ جو آبادی سبسڈی لینے کی مستحق ہے ، اس کو دی جائے ۔ جو ایک کو چیزیں سبسڈائز کر کے نہ دی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی ۔ 2) : جناب سپیکر صاحب ! میں تو نہایت اختصار سے اتنا ہی عرض کروں گا کہ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ خوراک کون پیدا کرتا ہے اور ہم اس کے لئے کیا کر رہے ہیں ؟ چینی ہو ، گندم ہو ، گھی ہو ، یا جو بھی خوراک ہو وہ صرف زمیندار پیدا کرتا ہے ۔ چنانچہ میں عرض کروں گا کہ جب تک آپ زمیندار کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے یہ حالات ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے ۔ بلکہ میں تو یہ بھی عرض کروں گا کہ کپڑا بھی زمیندار ہی پیدا کرتا ہے ، کیونکہ اگر وہ کپاس پیدا نہ کرے تو کپڑا بھی نہیں بن سکتا ۔ موجودہ دور میں کسی موقع پر بھی زمیندار کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ، بلکہ ہر مرحلے پر اور ہر وقت اس کی دل شکنی کی جاتی رہی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمیندار ، جو ملک کی سب سے بڑی آبادی ہے ، دیہاتوں میں آباد ہے ۔ ان کی بد نصیبی یہ ہے کہ وزارتوں میں دیہاتوں کی نمائندگی سب سے کم ہے ۔ جناب والا ! میں یہ نہیں چاہتا کہ لاہور والوں کو وزارتیں نہ دی جائیں ، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ لاہور والوں کو سپیکر نہ بنایا جائے ، ضرور بنایا جائے ۔ لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ دیہاتی آبادی کو بھی اس کا حصہ دیا جائے جو کہ صحیح معنوں میں وہاں کے مزارع کے حالات ، وہاں کے مزدور کے حالات اور وہاں جو اپنے پسینے کی کمائی سے روٹی کھاتے ہیں ، ان کے حالات یہاں پیش کر سکیں ۔ یا ان میں سے ہوں جنہوں نے یہ حالات دیکھے ہوئے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کا مسئلہ دور ہو سکتا ہے ۔ خوراک کی حالت کنٹرول سے صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ کنٹرول اٹھانے سے صحیح ہو جایا کرتی ہے ۔

جناب والا ! میں ہر وقت اور ہر دفعہ پچھلی حکومت کی تعریف کرنے کے لئے تیار نہیں ، کیونکہ میں تو اس وقت تھا ہی نہیں ۔ پھر صورت میں اتنا کہتا ہوں کہ جو بھی کہتا ہے وہ ان کے حق میں تعریف ہی کرتا ہے ۔ جب بھی کہا جاتا ہے یہی کہا جاتا ہے کہ ان کے وقت کوئی مہنگائی نہ تھی ۔ جو بھی بولتا ہے ، یہی کہتا ہے کہ اس وقت روز کارخانے لگتے تھے ۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ ان کے پاس کوئی اقتصادیات کے ماہر تھے جو کم از کم ان کو یہ مشورے دیتے تھے کہ ملکی حالات کیسے چلائے جائیں ۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں کہا کہ

کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ ملک کے اندر سبزی کم ہے اور پیاز چار روپے سیر بک رہا ہے۔ جناب والا! یہ ایوب کے دور کا گناہ نہیں، یہ اس دور کا گناہ ہے جن کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ملک سے باہر کتنا پیاز بیچنا ہے اور ملک کے اندر اس کی کتنی ضرورت ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ غیر ملکی زر مبادلہ کی ملک کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ماہر اقتصادیات یہی بتایا کرتے ہیں۔

چوہدری جمیل حسین خان منج: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ روکڑی صاحب نے پیاز کے متعلق فرمایا ہے۔ جس دور کا یہ دفاع کر رہے ہیں، میں اس دور کے متعلق بتا دوں کہ اس میں ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ پیاز اور گنے کے مربعوں کے مربعے جلانے پڑے تھے اور لوگ منڈیوں میں پیاز لا نہیں سکتے تھے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی: فاضل دوست نے میری تائید کی ہے، یعنی اس وقت زمیندار کی اتنی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ چیز فالتو ہوتی تھی اور آپ کو جلانی پڑتی تھی۔

چوہدری بشیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ اس وقت چیزیں سستی تھیں، لیکن اس حکومت نے قوم کے بچے بچے کو مقروض کر کے رکھ دیا ہے۔ ہماری اولادیں بھی وہ قرضہ نہ دے سکیں گی۔

مسٹر سپیکر: چوہدری صاحب، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی: جناب والا! میں تو باتوں کا حوالہ دے رہا ہوں جو میرے دوستوں نے کہی ہیں۔ جناب والا! میں اتنی تجویز کروں گا کہ یہ مہنگائی کسی ایک فرد کے لئے نہیں ہے بلکہ ملک کے تمام عوام کے لئے ہے۔ جب تک ملک کے عوام کو آپ اعتماد میں نہ لیں گے، جب تک آپ ایک مخصوص طبقے کے ہاتھ میں کنٹرول رکھیں گے، تو یہی حشر ہوگا جو اس وقت ملک کا ہو رہا ہے۔ سب سے اہم مسئلہ خوراک کا ہے اور سب سے اہم کمیٹی خوراک کی تھی۔ لیکن یہ بتائیں کہ آج تک عوامی نمائندوں کی کتنی میٹنگیں کی گئیں اور کتنوں سے مشورے لئے گئے اور ان کی اصلاح کے لئے کیا کیا گیا

جناب والا ! دو دفعہ جنگ کا بھی ذکر آیا ہے ۔ چونکہ میرا وقت ختم ہو رہا ہے ، میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی جنگ عظیم میں ہم نے کچھ لیا تھا ۔ اور اس جنگ میں ہم نے آدھا ملک گنوایا ہے ۔ اور پھر یہ ہے کہ پہلے مشرقی پاکستان کی خوراک کی کمی بھی ہم پوری کرتے تھے تو اب وہ آبادی ہم سے علیحدہ ہو گئی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے پاس تو اب فالتو اناج ہونا چاہئے ، ہمارے پاس باقی چیزیں فالتو ہونی چاہئے تھیں ۔ نہ کہ ہمارے ہاں مہنگائی اور چیزوں کا نہ ہونے کے برابر ہونا یہ ہونا چاہئے تھا جناب والا ! میرے پاس وہ اعداد و شمار ہیں اور اگر آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم دیتے تو میں ان کا بھی ذکر کرتا لیکن یہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک آپ ملک کے ہر بہی خواہ کو پورے طور پر اعتماد میں نہیں لیں گے اس وقت تک یہ حالات کبھی بھی درست نہیں ہوں گے ۔ اور خاص طور پر دیہاتی آبادی کو اور زمینداروں کو جب تک سہولتیں میسر نہیں کریں گے ۔ جناب والا ! ٹریکٹر اور تقاوی کے متعلق روز کہا جاتا ہے میں تین دن سے وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھ رہا ہوں وہ اس وقت موجود نہیں ہیں کہ آپ بتائیں کہ وہ لوگ کس سے لیں ۔ کس کے پاس ٹریکٹروں کے لئے وہ درخواست لے کر جائیں لیکن بد قسمتی میری کہ تین دن سے ابھی تک ان کو بھی پورا علم نہیں ہے اور مجھے بھی وہ نہیں بتا سکتے ۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں ؟ کس طریقے سے کریں اور کس کے پاس جائیں ؟ جب تک آپ دیہاتی آبادی کو تیار نہیں کریں گے ۔ جب تک آپ ان کو خوراک مہیا کرنے کے لئے تمام سہولتیں فراہم نہیں کریں گے میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ آپ اس مہنگائی سے کبھی نہیں بچ سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میاں محمد افضل وٹو ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آج جمعہ ہے اور اجلاس ساڑھے بارہ بجے ختم ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں آج اجلاس کو ایک بجے تک extend کر رہا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بہت غلط بات ہے پچھلی دفعہ بھی آپ نے ساڑھے بارہ بجے اس کو extend کیا تھا اور جب ہم مسجد میں پہنچے تو خطبہ ہو رہا تھا ۔

Minister For Labour and Transport : I will hardly take seven minutes now that I have taken the floor.

مسٹر سپیکر : میں ایوان سے پوچھ لیتا ہوں ۔ کیا ایوان آدھا گھنٹہ وقت بڑھانے کی اجازت دیتا ہے ۔

آوازیں : اجازت ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ بات ہی غلط ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ہم کوشش کریں گے کہ اس سے پہلے ہی ایوان کی کارروائی ختم ہو جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : تو پھر مجھے اجازت دیجئے میں جا رہا ہوں ۔

(اس مرحلے پر علامہ رحمت ارشد ایوان سے باہر چلے گئے)

Minister for Labour and Transport : Sir, I should continue.

Mr. Speaker : Yes, please.

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ (میاں عبد الفضل وٹو) : جناب والا ! اس سے پہلے قائد ایوان اور دوسرے فاضل اراکین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ اس میں کلام نہیں کہ ہمارے ملک میں قیمتیں جو ہیں تقریباً ضروریات زندگی سے لے کر ہر چیز کی قیمتوں میں پہلے سے اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میں اس کے عوامل کیا ہیں ؟

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ علامہ رحمت اللہ ارشد کے ہمراہ ایوان میں داخل ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اس کا مطالعہ کرتے وقت ہم وہ عوامل ضرور زیر غور لائیں جن کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور میری دانست میں اگر ہم ان کا بنظر غائر جائزہ لیں تو یہ ناگزیر ہے کہ ان حالات میں قیمتیں زیادہ ہوں ۔ خواہ گورنمنٹ زید کی ہو خواہ گورنمنٹ بکر کی ہو ۔ اس میں صرف گورنمنٹ کو نشانہ نہیں بنایا جا سکتا ۔ مثلاً تاریخی طور پر قیمتوں کا بڑھنا یہ ہمارے سامنے 2 مثالیں ہیں 1920ء میں شروع شروع میں کھی ایک روپے میں تھا ۔ گندم دو روپے میں

اور ایک سفارش کی 9 روپے تنخواہ تھی جس میں وہ باعزت زندگی گزارتا تھا ۔ اور پھر 1947ء میں جیسے کہ فاضل ممبر خورشید انور صاحب نے ایک شیڈول قیمتوں کا پیش کیا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ 1920ء کے شروع میں اور 1940ء میں قیمتیں جو ہیں ان میں پانچ گنا اضافہ ہو چکا تھا ۔ اور اسی طرح سے 1947ء سے 1967ء کے عرصے میں آپ دیکھیں کہ قدرتی طور پر چار گنا یا تین گنا اضافہ آپ کو نظر آئے گا ۔ تو یہ ایک تاریخی عمل ہے ۔ اس کی وجوہات کیا ہیں ؟ اس کی وجوہات یہ ہیں ایک تو یہ کہ آبادی کا بڑھنا اور اس کے علاوہ دنیا کے ذرائع نقل و حمل ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سی جگہوں پر حقائق جو وزیر صاحب پیش کر رہے ہیں ان کا اطلاق ہوتا ہوگا ۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ حقائق ٹھیک نہیں ہیں اس لئے کہ چین میں 1948ء سے لے کر 1973ء تک قطعاً کوئی اضافہ نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو وزیر موصوف بتا دیں ۔ تو اس چیز کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے کہ وہاں کیوں اضافہ نہیں ہوا ۔

Minister for Labour and Transport : This was the point I was causing to. I am grateful to the member.

حافظ فضل اسد اللہ : وزیر ۔ موصوف براہ راست ممبر سے مخاطب ہوئے ہیں انہیں چاہئے تھا کہ یہ آپ کی وساطت سے بات کرتے ۔

وزیر محنت و ٹرانسپورٹ : تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دنیا کے ذرائع نقل و حمل اتنے تیز ہو چکے ہیں کہ ایک ملک کی چیز ایک گھنٹے کے اندر اندر دوسرے ملک میں پہنچائی جا سکتی ہے ۔ اس لئے دوسرے ملکوں کے پیداوار کے آلات جو ہیں وہ بھی دوسرے ملکوں کو affect کرتے ہیں ۔ اسی طرح سے اور سماجی اخلاقی اور سیاسی نقائص بتدریج جو معاشرے میں پیدا ہوتے ہیں اسی طرح سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔ اس کے بعد devaluation اور اس کے علاوہ ترقیاتی منصوبے یہ ایک دوسرا factor ہے جس کی وجہ سے قیمتوں پر اضافہ ہوتا ہے ۔ تیسرے یہ کہ ممالک جنگ اور جنگ کے اثرات جو ہیں ۔ تو ان تینوں چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا solution پیش کرنے یہ ہے کہ ہم اجتماعی طور پر یہ نہیں

کہ اپوزیشن تنقید کرے صرف اس حکومت کو نیچا دکھانے کے لئے یا یوں کریں کہ پیداوار کو کم کریں یا کوئی اور چیز کریں جس سب کو مل کر جیسے کہ فاضل عمران نے خاص طور پر محترمہ عابدہ نے اور دوسرے باقی کئی دوستوں نے کہا ہے کہ پیداوار کو سب سے زیادہ بڑھانا چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ کون اپوزیشن میں ہے یا کون گورنمنٹ میں ہے۔ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر خواہ ہم عملی میدان میں ہوں یا زمیندار ہوں ان سب چیزوں کو بالائے طاق رکھ کر ہم پیداوار کو بڑھائیں۔ اس کے بغیر کسی صورت میں بھی ہم کتنی ہی اصلاحات کر لیں کتنے ہی فارمولے بنا لیں۔ ہمارے ملک میں چیزیں سستی نہیں ہو سکتیں۔ اور اگلا نکتہ جو میری نقطہ نگاہ میں سب سے اہم ہے وہ ہے ہماری معیشت میں نظریاتی تبدیلی۔ ہمارے ملک میں جو پہلے نظام تھا اور موجودہ نظام جو ہے اس کی تبدیلی، اس نظریے کی تبدیلی نے بھی قیمتوں اور ہمارے معاشرتی سسٹم کو upset کیا ہے۔ اور جب تک یہ settle نہ ہو جائے اور یہ راہ ہموار نہ ہو جائے اس وقت تک ان حالات کے مطابق ہمیں ان کا کچھ دیر سامنا کرنا پڑے گا۔ مثلاً ہمارے ملک کا صنعت کار اس نظام کو قبول کرنے کے لئے دل سے تیار نہیں ہے۔ ہمارے ملک کا مزدور جو ہے فوری طور پر یہ چاہتا ہے کہ اس نظام کو اور پارٹی پالیسی کو نافذ کر دیا جائے۔ ایک طرف یہ جذبات ہیں کہ فوری طور پر ہو جائے اور دوسری طرف سے دوسرا ہاتھ جو ہے وہ اس طرف بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے تو ہم سب کو اپوزیشن کو گورنمنٹ کو اور تمام عوام کو اور ہر ایک شخص کو ان دونوں ہاتھوں کو آپس میں یوں کرنا پڑے گا یعنی ان کا خلوص نیت سے قومی مفاد کے لئے سمجھوتہ کرنا ہوگا اور تبھی ہماری پیداوار کا پہیہ جو ہے اور فیکٹری کا پہیہ جو ہے وہ حرکت میں آئے گا۔ اور اسی طرح سے اس کے بعد ہمارے ملک میں سیاسی اختلافات جو ہیں ہم جن کو ہمیشہ ذاتی جماعتی اور سیاسی گروہ بندیوں کی بنیاد پر ملکی مفاد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے چلائے جا رہے ہیں اس کو بھی ہمیں اب خدا کے لئے اپنے قومی مفاد کو فضیلت دیتے ہوئے آگے بڑھنا ہے اور اگر ان مساوی مفادات کے لئے ہم آگے بڑھیں گے تو پھر یہ فیصلہ اور تعاون کے جذبے کے ساتھ پیداوار کو بڑھانا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ہماری جو فسٹریشن والیس ہے جو کہ ہم بیکار بیٹھے ہیں بیکاری اور غیر ضروری میں کہتا ہوں اگر پیداوار کم بھی ہو لیکن اگر ان کا صحیح طور پر

ڈسٹریبوشن کی جائے تو اس کے یقینی طور پر اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً اب گورنمنٹ نے ایک ایگریکلچر کارپوریشن قائم کی ہے اسی طرح سے ہم گورنمنٹ لیول پر دوسری چیزوں کو زیر غور لا رہے ہیں ، جیسے ہم نے یہاں Essential Commodities Act پاس کیا ہے اور اس کے تحت اشیاء ضروری جو ہیں ان کو گورنمنٹ وصول کرے اور اس کے بعد اس کی ڈسٹریبوشن جو ہے right up to the lower level اس کو تقسیم کرے ۔ اسی طرح سے ڈسٹریبوشن سسٹم سیٹ کرنے کے بعد ہم یقیناً کافی حد تک گھی کی قیمتوں ۔ چینی کی قیمتوں اور اس کے بعد گئے اور دوسری اشیاء کی قیمتوں پر قابو پا لیں گے ۔

اب میں آتا ہوں ان دوستوں کے سوالات کی طرف ۔ مثلاً بعض دوستوں نے یہ کہا ہے کہ دیہات کی آبادی 77 فیصدی ہے یا 87 فیصدی ہے اس کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ بالکل نہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ میں جتنا دیہاتی آبادی کو فائدہ پہنچا ہے قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے جا کر دیہاتوں میں پوچھئے کہ کتنے غریب کسان اور زمیندار خوش ہیں ۔ گنا پہلے دو روپے من ملوں میں بکتا تھا اور اب پانچ روپے مل رہے ہیں اس طرح سے دو سے تین روپے من تک ان کو فائدہ ہو رہا ہے ۔

Mr. Speakr : Time is extended by half an hour.

میاں خورشید انور : پانچ روپے نہیں چار روپے من ۔

وزیر صنعت و ٹرانسپورٹ : چار روپے نہیں چار روپے پچیس پیسے فی من اور وہ بھی کنڈے پر ۔ کیونکہ پہلے مل میں دینا پڑتا تھا تو وہ کرایہ 12 آنے اس کا دینا پڑتا تھا اس لئے میں اس کو شامل کر کے یہ قیمت بتا رہا ہوں کہ وہ اتنی قیمت حاصل کرتے ہیں they get five times جناب والا ! اس کے علاوہ روئی پہلے کبھی بھی چالیس یا پچاس روپے سے زیادہ قیمت پر نہیں بکی وہ اب 80-90 روپے کے قریب بکتی ہے اور جہاں تک دوستوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ ایکسپورٹ پر پابندی لگا کر صنعتکاروں کو نقصان ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہوا ہے ۔ حکومت سکیم بنا رہی ہے وہ روئی کی ایکسپورٹ خود کرے گی اور اس کی تقسیم کی بھی خود نگرانی کرے گی ۔ اس طرح سے کسی صورت میں کسی قسم کا استحصال یا اس کے خدشات کا احتمال نہیں ہو سکتا ۔ اس کے علاوہ جتنی بھی اجناس ہیں یعنی زرعی اجناس دالیں وغیرہ ان کی قیمتوں کے اضافے کی وجہ سے

براہ راست ہمارے ملک کے کسانوں کو فائدہ پہنچا ہے - جہاں تک صنعتی اور شہری آبادی کا تعلق ہے لوگوں کے لئے حکومت سبسڈی دے رہی ہے - راشننگ کے ذریعے بھی مدد کی جا رہی ہے اور اس کے علاوہ 35 فی صدی الاؤنس دیا گیا ہے اور مزدوروں کو دالیں کپڑے وغیرہ کی دوسری امداد اور مہنگائی الاؤنس دے کر وہ ریلیف پورا کر رہی ہے - تو یہی وہ ہر ممکن اقدامات تھے - اس سلسلے میں جو کئے جا سکتے تھے اور یقینی طور پر میں اپنے دوستوں سے اتفاق کرتا ہوں جیسا کہ فاضل ممبر مسٹر جاوید حکیم قریشی نے کہا ہے کہ ہا تو ہم چین کی طرح اپنی سرحدیں بلاک کر دیں یا پھر تمام ٹوٹل پروڈکشن اور اس کی ڈسٹری بیوشن سٹیٹ کنٹرول میں ہو تو پھر کسی صورت میں ایک دانہ بھی کسی ملک میں باہر نہیں جا سکتا - کہا گیا کہ وہاں پچھلے 25 سالوں سے قیمتوں کی سطح ایک ہی ہے تو ہم یقینی طور پر بتدریج اپنی سٹیٹ ٹریڈنگ اور سٹیٹ ڈسٹریبوشن پالیسی کے ذریعہ لوگوں کو اس کی طرف کانزن کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں اور انشاء اللہ کرتے چلے جائیں گے -

میں جو آخری پوائنٹ عرض کروں گا یہ تھے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مادی سیاسی و انتظامی اقدامات جو ہم کر سکتے ہیں - اس کے علاوہ عام طور پر اور بھی پہلو ہیں جن کو ہم نظر انداز کرتے ہیں وہ ہیں فطرتی اور روحانی بحیثیت مسلمان ہونے کے - یعنی اپنے آپ پر پابندی لگانے کے کہ ہم ذخیرہ اندوزی سمگلنگ نہیں کریں گے - بے ایمانی نہیں کریں گے اور منافع خوری نہیں کریں گے - اگر اپوزیشن اور ہم دونوں ایک ساتھ مل کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور حکومتی سطح پر کام کریں اور وہ علماء دین جو دوسری قسم کے فتوے تو دیتے ہیں ریڈیو پر ٹیلی ویژن پر اور اپنی قوم کی نظریاتی سوچ جو ہے ذہن جو ہے اور اس کی ضمیر کو جھنجوڑ کر اس کو آمادہ کریں کہ وہ خود اس طرح کی حرکات نہ کریں - اگر وہ لوگ ایسا کریں تو ہم متفقہ طور پر خواہ وہ اپوزیشن کے دوست ہوں خواہ وہ گورنمنٹ کی بنچوں پر بیٹھے ہوں ہم ان کا بھی اور جو عوام کے لوگ ہیں ان کا بھی محاسبہ کریں اور اس طرح سے ایک قومی حیثیت میں تمام قوم مل کر اس کو اپنا مسئلہ سمجھیں -

قیمتوں کے بڑھنے کی بات ہوئی - ایوب کے زمانے میں یہ مثل مشہور ہے کہ چینی جو تھی وہ ایوب کو لے کر ڈوبی - تو ایوب کے زمانے میں بھی

قیمتیں زیادہ ہوئیں اور یاد رکھو اگر اس وقت قیمتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم نے ایوب کی حکومت کو ہٹل دیا تھا تو اس کے لئے دوسری حکومت عنان سنبھالنے کے لئے موجود تھی لیکن میرے دوستو! اس وقت ہمارے ملکی اور بین الاقوامی حالات اس روش پر چل رہے ہیں کہ اگر ہم نے اس مہنگائی کو ایک anti-Government تحریک بنا کر چلانے کی کوشش کی تو یاد رکھو کہ نہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے ۔ پتہ نہیں اس وقت قدرت ہمیں کیا سزا دے ۔ تو اس لئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے اتحاد کو قائم رکھیں اور متفقہ اور باہمی تعاون سے ملک کی پیداوار کو بڑھائیں اور پھر مساوی تقسیم کے نظام میں اگر اپوزیشن ہمیں مشورہ دے تو ہم اس کو welcome کریں گے اور ذہنی طور پر یہ سماجی تنظیمیں جو ہیں ان کو بروئے کار لا کر ہم سمگلنگ ذخیرہ اندوزی اور اس قسم کے عناصر کا خاتمہ کریں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاول پور 4 -) : جناب صدر گرامی قدر جہاں تک مہنگائی کا مسئلہ ہے وہ نہ حزب اقتدار کا مسئلہ ہے اور نہ حزب اختلاف کا ۔ وہ اس ملک کا ایک عام مسئلہ ہے اور اس طرف سے جتنی بھی تقاریر کی گئی ہیں میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ آج کی تقاریر نہایت تعمیری اور مثبت انداز میں کی گئی ہیں اور تجاویز بھی اس میں پیش کی گئی ہیں لیکن جہاں تک ذمہ داری کا سوال ہے وہ حزب اقتدار کی ہے ۔ حکمران جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مہنگائی کے سلسلے میں مثبت اقدام کرے اس لئے کہ مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے ۔ قوت خرید ختم ہو چکی ہے ۔ اشیاء دستیاب نہیں ہوتیں بلکہ نایاب ہوگئی ہیں تو اس کے لئے کوئی مثبت قدم اٹھائیں اور میں دیکھتا ہوں کہ روز بروز اس مہنگائی کا حلقہ وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ حکمران جماعت انسانی و بنیادی ضروریات زندگی کا سہارا لے کر اور یہ کہہ کر کہ ہم قوم کے ہر فرد کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کریں گے گویا یہ نظام ربوبیت کو اپنے ہاتھ میں لے کر اور ان لوگوں سے ووٹ لے کر آئی تھی تو اس کے بعد ہوا کیا کہ جو کپڑے ہمارے تن پر تھے وہ اتر گئے ۔ جو مکان تھے وہ سیلاب کی نذر ہوگئے اور جو روٹی تھی وہ اس طرح سے چھنی کہ بڑے بڑے ذخائر سیلاب کی نذر ہوگئے ۔ تو جہاں تک تعاون کا سوال ہے یہ ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ذمہ داری تو حکومت کی ہے ۔ جن کو زمین پر اقتدار دیا جاتا ہے ان کا کام ہے ۔ اگر ہماری طرف سے تعاون میں کوئی کمی ہو تو پھر وہ ہمیں گلہ دے سکتے ہیں کہ ہم نے تعاون نہیں کیا ۔

جناب افضل وٹو صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں وہ شریف النفس آدمی ہیں ، انہوں نے فرمایا کہ مہنگائی کے مسئلے کو کسی پارٹی کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ کیا ایک مثال آپ دے سکتے ہیں کہ حزب اختلاف اس مسئلے کو حزب اقتدار کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے وسیلہ بنا کر میدان میں آئی ہو؟ لیکن جب عوام کو پانچ روپیہ سیر پیاز ملے ۔ گھی نایاب ہو ۔ آٹا انہیں نصف چھٹانک فی کس کے حساب سے ملے ۔ تو پھر ایسی صورت میں لوگوں کو قیادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ لوگوں کو اس چیز کی ضرورت نہیں رہتی کہ کوئی آدمی سامنے آئے کہ کوئی جلسہ کرے ۔ پھر لوگ از خود اٹھتے ہیں ۔ تو اس وقت لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ آپ اس جمود کو جمود نہ سمجھیں ۔ لوگوں نے اس پر اٹھنا ہے ۔ بھڑکنا ہے ۔

جہاں تک خوراک کی کمی کا سوال ہے میں ایک آدھ مرتبہ فوڈ ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ رائے دے چکا ہوں اور آج اس ایوان کے سامنے بھی یہ رائے رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جناب قاید ایوان اس پر غور فرمائیں اور اپنی کیبینٹ میں اگر وہ اس مسئلے کو پیش کریں تو اس سے بہت مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ ماضی میں آپ دیکھیں ۔ ہمیشہ محکمہ خوراک ، زراعت و انہار یہ تینوں محکمے ایک ہی وزیر کے پاس رہے ہیں اور جب تک آپ یہ محکمے ایک ہی وزیر کے حوالے نہ کریں گے اس وقت تک آپ کی پیداوار اور تقسیم اور دوسری چیزوں کا انتظام ہمیشہ ناقص رہے گا ۔ اگر تینوں محکمے یکجا ہوں گے تو نظام بہتر چلے گا ۔ باہمی تعاون بھی ہوگا ۔ اب واپڈا کو دیکھیں کہ بہت سے ٹیوب ویل بھی آ گئے ہیں اور ٹیوب ویلوں کے لئے واپڈا سے بجلی کے کنکشنوں کی ضرورت ہے ۔ تو جب تک ان محکموں کو ایک وزیر کے حوالے نہیں کریں گے اس وقت تک پیداواری اور تقسیم کا نظام ہمیشہ ناقص رہے گا ۔ اب وزیر خوراک کے ذمہ کام یہ ہے کہ وہ خوراک تقسیم کریں ۔ وزیر زراعت کے ذمہ یہ ہے کہ اس نے زیادہ سے زیادہ خوراک پیدا کرنی ہے لیکن ان کے درمیان کسی قسم کی کوآرڈینیشن یا باہمی تعاون نہیں ہے ۔ اور محکمہ انہار کا کام پانی کی تقسیم ہے ۔ پانی کو زمین پر پھیلانا ہے ۔ اسی طرح سے واپڈا نے کنکشن دینے ہیں اور وہ مرکزی حکومت کا محکمہ ہے اور جب تک ان کے پیٹ میں ہزاروں روپے نہ ڈالے جائیں اس وقت تک وہ بجلی کا کینکشن نہیں دیتے یہ دیکھتے ہوئے کہ اگر یہ ٹیوب ویل نہ لگے تو اس کے ساتھ جو چار پانچ مربعے زمین ہے وہ آباد نہیں

ہوگی وہ بے آباد مرہبے رہیں گے جس سے قوم کو نقصان ہوگا ۔ تو جناب صدر نہایت ہی بری حالت ہے واپڈا کی ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ ان محکموں کو یکجا کریں تاکہ اس وزیر کو پتہ ہو کہ کس طرح میں نے پیداوار میں اضافہ کرنا ہے ۔ اس کو یہ پتہ ہو کہ کتنا اضافہ ہوا ہے وہ اعداد و شمار کا لحاظ رکھ کر اناج کی تقسیم کا انتظام کرے اور اس طرح سے وہ آبپاشی کے وسائل کو جس قدر ہو ترقی دیں ۔ جب تک یہ محکمے ایک منسٹر کے ماتحت نہ آئیں گے اور اسی طرح بکھرے پڑے رہیں گے تو ان کی حیثیت یہی ہوگی کہ کوئی محکمہ موثر انداز میں کسی کام کو کنٹرول نہیں کر سکے گا اور زرعی معیشت بھی مستحکم نہیں ہو سکے گی ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ (راولپنڈی ۔ 6) : جناب والا ! مہنگائی کے متعلق جو باتیں ہو رہی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کا تصور امیر آدمی کو نہیں ہو سکتا ۔ جب آج یہ کہا جاتا ہے کہ پوری کی پوری قوم مہنگائی سے متاثر ہو رہی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس ملک کا امیر آدمی مہنگائی سے متاثر ہوتا تو یقیناً ہماری یہ حالت نہ ہوتی اور وہ غریب کے لئے کچھ نہ کچھ کرتا ۔

جناب والا ! مہنگائی کیوں ہوئی ؟ اس کے اسباب بہت سے بتائے جا چکے ہیں اور اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ غلط منصوبہ بندی کی گئی ۔ اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہے کیونکہ غلط منصوبہ بندی حکومت نے کی ہے ۔ منصوبہ بندی اپوزیشن کے کسی لیڈر نے نہیں کی یا کسی اور نے نہیں کی ۔ ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اچھے لوگوں کو اس کام پر لگاتے ۔ اور ہم نے خاص طور پر ان لوگوں کو اس کام پر لگایا جو سرمایہ داروں کے دور کے experts تھے like Bucha ۔ تو اس قسم کے لوگوں نے تو یقیناً ہماری حکومت کو فیل کرنے کے لئے اس قسم کی منصوبہ بندی کرنی تھی ۔ حکومت کو چاہئے تھا کہ ان کے خلاف سخت اقدامات کر کے انہیں سزا دیتی ۔

(اس مرحلہ پر بیگم سیدہ عابدہ حسین کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

جناب والا ! ذخیرہ اندوزی ۔ سمگلنگ اور یہ دوسری چیزیں جو ہیں اس کی بھی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ ہمیں اسے روکنا چاہئے ۔ مجھے

ایک بات بڑے فخر سے بھی اور دکھ سے بھی یہاں بتانی پڑی ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ چین میں فلاں بات ہو گئی اور ہمارے وزیر صاحب نے حوالہ دیا کہ ہم آہستہ آہستہ چین کی طرف جا رہے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ چین کی حکومت نے تو آزادی حاصل کر کے یعنی چین کے لوگ آزادی حاصل کرنے کے بعد مرسڈیز سے اتر کر سائیکلوں پر چلے گئے۔ ان کے وزراء نے سالہا سال سائیکلوں پر گزارہ کیا۔ انہوں نے ہماری حکومت کی طرح یہ نہیں کیا تھا کہ وزراء ٹیوٹا کاروں سے نکل کر مرسڈیز میں گھس گئے اور کوٹھیوں سے نکل کر بڑے بڑے عالیشان محلات میں جا کر رہنا شروع کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! اس کے لئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ چین کا تمام کا تمام سسٹم اس ملک میں رائج ہو تو عمل کیا جائے کیونکہ عمل کے بغیر تبدیلیاں نہیں آ سکتیں۔

مسٹر بشیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل رکن نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ وہ ٹیوٹا سے نکل کر ویگس حال میں آئے ہیں جن کی قیمت ٹیوٹا سے کم ہے۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ عمل کے بغیر کام نہیں بنتا۔ ماؤزے تنگ کی بیگم آج بھی کسانوں میں جا کر ہفتے میں ایک دن کام کرتی ہے۔ تو ہمارے ملک میں کہاں عمل ہے۔ اگر آپ عمل کے بغیر سوشلزم لانا چاہتے ہیں تو یہ نہیں آ سکے گا۔ اور عمل اوپر سے ہو۔ خدا کے لئے قوم کو یہ نہ سکھائیں کہ ہر ایک آدمی اپنی ذمہ داری محسوس کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو سیدھا راستہ دکھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجتا رہا ہے جنہوں نے عملی طور پر عملی نمونہ پیش کیا اور اس کے پیچھے لگ کر قوموں نے ترقی کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

جناب والا! یہ جو ہم کہتے ہیں کہ بنیادی صنعتیں ہم نے قومیا لیں اور نظریاتی تبدیلی ہو رہی ہے۔ ہمیں تو کوئی نظریاتی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ یہ تو سرمایہ داری نظام کو تحفظ دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ آج سرمایہ داروں کی جماعتوں کے لوگ ہماری جماعتوں میں لئے جا رہے ہیں۔ جناب والا! جس انداز سے اس سرمایہ داری نظام کو بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے

متعلق ہم پنجاب کے غریب نمائندے بڑی اچھی طرح سے آگاہ ہیں۔ میں صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر سوشلزم ملک میں لانے کا پروگرام ہو تو اوپر سے عمل شروع کرو اور محلات سے نکلو۔ آج بھی کروڑوں روپے اور لاکھوں روپے کی عمارات وزیر اعظم اور صدر مملکت کے لئے بن رہی ہیں۔ یہ باتیں اچھی نہیں۔ پھر تو پچھلی حکومتوں اور ہماری حکومت میں کوئی فرق نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سمگلروں کو۔ ذخیرہ اندوزوں کو اور اس قسم کے لوگوں کو زیادہ ڈھیل دی جا رہی ہے جس کی وجہ سے آج پنجاب خاص طور پر جسے زراعت کے معاملے میں خود کفیل ہونا چاہئے تھا لیکن وہ خود کفیل نہیں بلکہ یہاں کے لوگ تو گھی کو ترس رہے ہیں۔

جناب والا! قومی ملکیت میں جو ادارے لئے جاتے ہیں اس سے بھی میں اختلاف رکھتا ہوں یہ نہیں کہ یہ سٹیٹ کنٹرول کیا گیا ہے بلکہ قومی ملکیت ہم اس چیز کو کہہ سکتے ہیں جب کہ حصہ داران کے حصے چھین لئے جائیں اور حصے چھیننے کی اسلام اجازت دیتا ہے

مسٹر سپیکر: سید غلام عباس بخاری۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان۔19): جناب سپیکر! مہنگائی کا مسئلہ میرے نزدیک اس ملک اور اس صوبے کا سب سے سنگین مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر اس صوبہ کے عوام موجودہ حکومت سے اگر نالاں ہیں یا دور ہو رہے ہیں تو اس میں ستر فیصد مہنگائی کے مسئلے کا دخل ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ تین چار منٹ میں اتنے اہم مسئلے پر ایک ممبر کس طرح اپنی تجاویز یا خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس لئے میں اپنے بھائی محمد حنیف رامے صاحب سے اپیل کروں گا کہ وہ اس مسئلہ کو بہت زیادہ اہمیت دیں اور اگلے سیشن پر کم از کم اس کے لئے تین دن وقف کئے جائیں تاکہ ہر ممبر کو کم از کم پندرہ منٹ ملیں اور وہ اس سنگین مسئلے پر اپنے خیالات اور اپنی تجاویز پیش کر سکے۔

جناب سپیکر! مجھے وہ مشاعرہ یاد آتا ہے جس میں شعراء زیادہ تھے اور سننے والے کم اور جب ایک شاعر کی باری آئی تو صرف ایک شاعر سننے والا موجود تھا۔ جب اس کی باری ختم ہوئی تو اس نے اس شاعر سے کہا کہ بھئی! میں آپ کو بڑی داد دیتا ہوں آپ بڑے سمجھ دار ہیں کہ میرے اشعار اور میرے

خیالات آپ سننے کے لئے بیٹھ گئے ۔ تو جناب سپیکر وہی حال میرا ہے ۔ میں اپنے بھائی عبد حنیف راہے صاحب سے پوچھوں گا ۔ ۔ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! انہوں نے پورا لطیفہ نہیں سنایا ۔ اس نے کہا کہ بھائی میں آپ کی بات سننے کے لئے نہیں بیٹھا ہوا ہوں بلکہ میں اس لئے بیٹھا ہوا ہوں کہ آپ کے بعد میں نے شعر پڑھنے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! یہاں رواج یہ ہے کہ جو ممبر اپنے خیالات کا اظہار کر لیتے ہیں وہ چلے جاتے ہیں ۔ اب میں بھی اپنے بھائی سے پوچھ لوں کہ آپ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں تو یہی کہوں گا کہ عقل مند ہیں کہ میرے خیالات سننے کے لئے بیٹھ گئے ہیں مگر وہ مسکرا کے یہی کہیں گے کہ بھئی میں اس لئے بیٹھا ہوں کہ میں نے تو صرف اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ورنہ میں بھی چلا جاتا ۔

جناب سپیکر ! میرے یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ خود دل چسپی لے اور ہمیں اگلے سیشن پر موقع دے تاکہ ہم کھلے دل سے اپنے خیالات اور تجاویز پیش کر سکیں ۔ اس میں گورنمنٹ کا اپنا interest ہے کیونکہ اس مسئلے کی وجہ سے عوام گورنمنٹ سے کافی دور جا چکے ہیں اور دور ہو رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ! میرے بہت سے پوائنٹ ہیں جو کہ کم از کم مجھے آدھ گھنٹے میں کہنے تھے اب میں ایک دو منٹ میں یہی عرض کروں گا کہ اگر آپ نے مہنگائی کا موثر علاج کرنا ہے تو موجودہ ربیع کی کاشت پر خصوصی توجہ دیں ۔ میرے نقطہ نگاہ سے ربیع کی کاشت آپ کے ہاتھ سے نکل رہی ہے ۔ پس تاریخ کو جب میں نے اپنے کاشت کار دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اس مہینے کے آخر تک اگر سیلاب زدہ علاقوں میں گورنمنٹ اپنے امدادی ٹریکٹر نہیں دیتی اور اعلیٰ قسم کے تخم کی تقسیم صحیح وقت پر نہیں ہوتی تو وتر چڑھ جائیں گے اور ربیع صحیح طور پر کاشت نہیں ہو سکے گی ۔ تو میں اس پر بہت زیادہ زور دوں گا کہ اگر ہمارے پاس ٹریکٹر آچکے ہیں تو وہ ان علاقوں میں بھیجے جائیں اور تخم کی صحیح طور پر تقسیم ہو تاکہ ہماری ربیع صحیح کاشت ہو جائے اور ہم مہنگائی کے مزید چکر میں نہ پڑیں ۔

جناب سپیکر ! دوسری چیز جو میرے نقطہ نگاہ سے مہنگائی کا باعث ہے وہ سمگلنگ ہے ۔ اگر کاشت کار تیس من فی ایکڑ گندم پیدا کرنے کی بجائے سو من

گندم فی ایکڑ پیدا کریں اور سمگلنگ جاری رہے تو مہنگائی اور موجودہ خطرناک حالت دور نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ایسے قوانین لائے جائیں اور سمگلرز کو سڑک پر کھڑا کر کے گولی مار دی جائے ۔ سمگلنگ کو روکنے کے لئے بارڈرز پر ہماری فوج کی یا پولیس کی خدمات ہیں ۔ ان میں سے جو نیک نیت ہیں دیانتدار ہیں اور سمگلروں کے ساتھ ساز باز نہیں کر سکیں گے ان کی تعداد بڑھائی جائے ۔

جناب والا ! مجھے اپنے بھائی راؤ صاحب سے پورا اتفاق ہے کہ مہنگائی کا مؤثر علاج یہ بھی ہے کہ produce بڑھائی جائے اور produce بڑھانے کے لئے آپ کو اسی فی صد آبادی جو دیہات میں رہتی ہے ان پر توجہ دینی ہوگی ۔ میں تو یہاں تک عرض کروں گا کہ گندم 25 روپے فی من کی بجائے اگر آپ کو کاشت کار کو 35 روپے فی من کے حساب سے دینے پڑیں تو یہ مہنگا نہیں ۔ ہم کروڑوں روپیہ جو درآمد پر خرچ کرتے ہیں اس کی بجائے اگر ہم ان کی دلبستگی کریں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ رقبے جو مدت سے بنجر پڑے ہوئے ہیں کاشتکار ان کو اپنی ہمت اور قوت سے آباد کر دیں گے ۔

جناب والا ! شوگر بھی ایک ایسی پیداوار ہے جس سے ہماری خوراک کا مسئلہ حل ہوتا ہے ۔ میں آپ کو یہ عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سیلابی علاقوں میں ہماری main crop خریف بن جاتی ہے جو کہ کپاس ہوتی ہے اور چھوٹے موٹے سیلاب جب آتے ہیں تو کپاس تباہ ہوجاتی ہے اور اس قسم کا سیلاب جو اب آیا تھا اگر ایسا کوئی سیلاب آئے تو نہری علاقے بھی کپاس کو تباہ کر دیتے ہیں ۔ تو اس صورت میں ہماری main crop جو خریف یعنی کپاس ہوتی ہے وہ تباہ ہو کر رہ جاتی ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی تحصیلوں میں ایسے علاقوں میں جہاں پر سیلاب آتے ہیں اور سیلابی رقبے ہیں وہاں آپ شوگر ملوں کو اجازت دیں کیونکہ جب ہماری کپاس تباہ ہو جاتی ہے تو ہم وہاں گنا اگر کاشت کریں تو اس کے بدلے ہمیں produce ملے گی ۔ ہمیں شوگر ملے گی اور ہماری تباہی کے بدلے ہماری آمدنی بڑھ جائے گی ۔ تو میں یہ تجویز کروں گا اب آپ اس سیل سے نکلیں کہ فلاں علاقے میں گندم ہوتی ہے تو شوگر کی اجازت کیوں دیں ۔ آپ ان علاقوں میں جہاں فلڈ آتا ہے وہاں شوگر کی فیکٹریاں لگائیں ۔

مسٹر سپیکر : سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد (سرگودھا-2) : جناب سپیکر! گرانی اور مہنگائی کے سلسلے میں تمام وجوہات بتائی گئی ہیں ۔ مجھے ان کے متعلق ذکر کرنا ہے کہ اصل سبب یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اس معاشرے کی تشکیل کچھ اس طرح سے کی گئی کہ ہوس زر یعنی دولت پیدا کرنا اور راتوں رات امیر بننا ایوب خان کے دور میں یہ لعنت بہت ترقی کر گئی تھی ۔ جس شخص کا ایک مل تھا اب وہ دس ملوں کا مالک ہے ۔ وہ تمام غریبوں کا روپیہ تھا ان کی محنت کا روپیہ تھا اور وہ لوگ اس سے استفادہ کرتے رہے ۔ ہم اس مملکت کے اندر ایسی قدریں پیدا کریں کہ ہم نے عزت صرف دولت اور پیسہ کو سمجھا ۔ جس آدمی کے پاس روپیہ ہوگا چاہے وہ سمگلنگ سے کمایا ہوا ہو چاہے ذخیرہ اندوزی سے کمایا ہو ہم نے اس کی عزت کی جناب والا ! یہی وجہ تھی کہ آج جو مہنگائی ہے میں سمجھتا ہوں یہ ایوبی دور کے نظام کی وجہ سے تھے اور اس کے نتیجے آج ہمارے سامنے آرہے ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ اس دور کی ان تمام باتوں کو ایک دن میں ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ کسی صورت ممکن نہیں کہ ایک اقتصادی نظام کو ایک لمحہ میں بدل دیا جائے کیونکہ اس نظام کی بہت ساری خرابیاں موجود ہیں ۔ اس نظام کے بھیگے ہوئے کمبل کو اتار پھینکنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس سمت کی طرف قدم بڑھائے ہوئے ہیں یقیناً وہ دن دور نہیں جب یہ اقتصادی نظام درست ہو جائے گا ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے اپیل کروں گا کہ آپ جو بھی زرعی اجناس کی قیمت مقرر کریں خدا کے لئے بعد میں اس قیمت میں اضافہ نہ کریں کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ آپ نے جب گندم کی قیمت مقرر کی اور جب کاشت کار کے گھر سے گندم آڑھتی کے پاس چلی گئی تو آپ نے قیمت بڑھا دی ۔ حالانکہ اس قیمت بڑھانے سے کاشت کار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ گنے کی قیمت 4/25 روپے مقرر کی ہے لیکن میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ کارخانہ دار اس سال گنا 6/75 روپے پر خرید رہا ہے ۔ جب وہ 6/75 روپے من گنا خرید کر آپ کو مقررہ قیمت پر چینی دے سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ منافع کارخانہ دار لے جائے ۔ آپ اس کا فائدہ کاشت کار کو کیوں نہیں دلاتے ۔ آپ جب منصوبہ بندی کرتے ہیں تو آپ متعلقین کو شامل

نہیں کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایوب کے دور میں ڈپٹی کمشنر نے دورہ کیا اور گرد اوری کی اس نے جب مونجی کی فصل کو دیکھا تو اس نے کہا کہ اس ملک میں قلت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ چاول کی فصل کو گندم کی فصل سمجھا ہوا تھا۔ آپ بابوؤں سے منصوبہ بندی کراتے ہیں جب کہ آپ کو متعلقین سے منصوبہ بندی کرانی چاہئے جو ہر طریقہ سے درست ہوگی۔ آپ یقین رکھیں کہ جس انقلابی اقدام کے ساتھ آپ کوشش کر رہے ہیں آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔

یہ کہا گیا ہے کہ ایوب کا دور مہنگائی کی وجہ سے ختم ہوا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ایوب خان تھا۔ اس ملک کے عوام قائد عوام کو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ وہ اصلاحات کر رہے ہیں۔ تمام نظام کو درست کرنا ایک دن میں نہیں ہوسکتا۔ کوئی آدمی چاہے وہ شہر میں ہے یا دیہات میں حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قائد عوام اور قائد پنجاب کس دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ خدا کے لئے آپ ان کی پیروی کریں اپنے قائد کی پیروی کریں۔ اور اس کو اپنا شیوہ بنائیں۔

Mr. Speaker : The time is extended by another fifteen minutes. Leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> گذارش خدمت ہے کہ میں ناسازی طبع کی بنا پر 26 ستمبر 1973ء تا 6 اکتوبر 1973ء اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ براہ کرم متذکرہ مدت کے لئے رخصت کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was indisposed and could not be present in the House. Leave may please be granted to me for the 4th of October, 1973.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوبہ میں اشیاء کی مہنگائی اور کمیابی سے متعلق بحث

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے): جناب والا! مجھے احساس ہے کہ مہنگائی کا ایک اہم موضوع ہے اور اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ فاضل مقررین نے بہت قیمتی تقاریر کی ہیں اور تجاویز پیش کی ہیں روز آج کی بحث میں میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ آئندہ کے اجلاس کے لئے اس سے زیادہ وقت رکھا جائے تاکہ زیادہ اچھے طریقے پر بحث کر سکیں۔ جناب والا! میرے فاضل دوست اور بھائی جاوید حکیم قریشی نے چلی کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں میں اپنی تقریر کے دھاگے یہیں سے ہاتھ میں لوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اور چلی دونوں دنیا کے نقشہ پر ایسی مثالیں ہیں جہاں جمہوریت کے ذریعے سوشلزم لانے کی کوشش کی گئی۔ چلی بظاہر ناکام ہو گیا اور اس کوشش کو آج دنیا کے بعض

اس انداز سے یاد کر رہے ہیں کہ اس پر وہ لوگ جنہوں نے سازش کی وہ یہ جان لیں کہ اب جب دوبارہ سوشلزم لانے کی اس ملک میں کوشش کی جائے گی تو اس مرتبہ یہ کوشش خونی کوشش ہو گی ۔ خونی انقلاب کے ذریعے ہو گی ۔ جمہوریت کے ذریعے سوشلزم لانے کے لئے نہیں ہو گی ۔ اس لئے میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ غریب ملک ہے اور پسماندہ ملک ہے جہاں غربت اور افلاس ہے اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سوشلزم کے بغیر گزارہ چل جائے گا تو وہ خواب کی دنیا میں ایک واہمہ ہے اور ان کی خوش قسمتی ہے کہ آج اس ملک میں ہم سوشلزم جمہوریت کے ذریعے لا رہے ہیں پاکستان کے مسائل سوشلزم کے بغیر حل نہیں ہو سکتے ۔ اگر آج یہ نظام یہاں نا کام ہو گیا اور کل کسی کو یہ خواہش ہوئی کہ وہ پاکستان کے مسائل کو حل کریں تو سوشلزم لانی ہو گی ۔ اس وقت سوشلزم جمہوریت کے ذریعے نہیں آئے گی ۔ پھر خونی انقلاب کے ذریعے آئے گی ۔ پھر آگ کے دریا کو گزر کر سوشلزم لانی ہو گی ۔ اور اس کے لئے تیار رہیں ۔ ہمیں موقع ملا ہے کہ ہم جمہورت کے ذریعے سوشلزم کو کامیاب بنائیں ۔

جناب والا ! میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ ہماری حزب اختلاف ضروری ہے لیکن حزب اختلاف بعض اوقات خود کشی کرنے کے موڈ میں ہوتی ہے اور ایسے خود کشی کے موڈ میں کہ جب اس ملک میں سیلاب آئے ہوئے تھے تو اس وقت انہوں نے سول نا فرمانی کی تحریک چلائی ۔ لیکن دراصل حزب اختلاف ایک ایسی frustration کا شکار ہو چکی ہے جس میں اس کی کوشش صرف اور صرف یہ ہے کہ کسی طرح سے جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے ۔ لیکن اس حزب اختلاف کے راہنماؤں پر اپنی ہر مہم کی ناکامی کے بعد یہ حقیقت بھی واضح ہوتی چلی جا رہی ہے کہ وہ سیاسی طور پر اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے ۔ اس لئے وہ اس بات پر تکیہ کر رہے ہیں کہ ایک چیز ان کے ہاتھ میں آئی ہوئی ہے اور وہ ہے مہنگائی کہ کسی طرح اس ملک میں مہنگائی کے گرد ایک ایسی ہمہ گیر مہم شروع کر دی جائے کہ جس میں کیا حزب اختلاف ۔ کیا حزب اقتدار ۔ کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے حامی اور کیا اس کے مخالف ۔ کیا مرد اور کیا عورت سب شامل ہو جائیں ۔ جناب والا ! میں پھر چلی کی مثال دوں گا ۔ صدر الاللے کی حکومت کا تختہ الٹنے میں جہاں جرنیلوں کا ہاتھ ہے وہاں اس ملک

کی خواتین کی اس کارروائی کا ہاتھ بھی ہے کہ صدر الاتاترک کو اور اس کے ساتھیوں کو جہاں بھی وہ جاتے تھے وہیں گلیوں اور محلوں میں خاتونیں اور بچے کھڑکھڑا کر ان کا استقبال کیا جاتا تھا کہ دیکھو ہماری ہنڈیا میں کچھ پکانے کے لئے نہیں ۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کل کو اسی انداز کی تحریکیں اس ملک میں بھی اس خیال سے شروع کی جا سکتی ہیں کہ اگر ہم اپنی سیاسی تحریکوں کے ذریعے سے اس حکومت کو نہ بدل سکے تو چلئے ہم خواتین کو اس میں شامل کر دیں ۔ ہم عوام کو اس میں شامل کر دیں اور مہنگائی کی بنیاد پر ہم اس حکومت کا تختہ الٹ دیں ۔ لیکن میں یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ اگر تختہ الٹ دیا گیا تو آج کے حالات میں کہ جب ابھی جمہوری ادارے پنپ نہیں سکے ۔ جبکہ ان کا آغاز ہے ۔ جب ابھی انہیں جڑ پکڑنی ہے اس وقت اگر اس اکثریت رکھنے والی حکومت کو کسی بھی طریقے سے تختہ الٹ دیا گیا تو خدا نخواستہ ، خدا نخواستہ اس بات کا خدشہ ہے کہ رہے سہے پاکستان کا تختہ بھی الٹ جائے ۔

جناب والا ! حکومت جب بر سر اقتدار آئی تو ہمارے لئے ایک بہت سنگین مسئلہ درپیش تھا کہ کیا ہم اپنے روپے کی قیمت وہی رکھ سکیں گے جو پہلے تھی اور جو غیر قدرتی تھی اور بین الاقوامی منڈیوں میں وہ کسی طرح سے صحیح قیمت نہ تھی یا اسے گھٹا دیں وہ فیصلہ جو ایک غیر عوامی حکومت عرصے سے چلی طالب ہونے کے باوجود نہیں کر رہی تھی وہ افسوس ناک اور وہ دکھ بھرا فیصلہ ہر حال پیپلز پارٹی کی حکومت کو کرنا پڑا ہے ۔ ہم نے روپے کی قیمت میں کمی کی ۔ جناب والا ! یہ اقدام اس لئے کرنا پڑا کہ ہم پہلے جو ہم اپنا زر مبادلہ پٹ سن کے ذریعے پیدا کیا کرتے تھے ہمیں اندیشہ تھا کہ اب ہمارے پاس پٹ سن نہیں ہے اور ہم مجبور تھے کہ اپنی برآمدات میں اضافہ کرنے کے لئے اپنے روپے کی قیمت کو گھٹا دیں تاکہ جو کچھ بھی ہمارے ملک میں ۔ اس بچے کھچے پاکستان میں پیدا ہوتا ہے اس کے لئے دنیا کی منڈیوں میں زیادہ مانگ پیدا ہو ۔ چنانچہ یہ جرات مندانہ اقدام حکومت پیپلز پارٹی نے کیا اور اس کے نتیجے میں ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی 26 سال کی تاریخ میں کبھی زر مبادلہ اتنی اونچائی پر نہیں پہنچا ۔ کبھی اس کے ذخائر میں اتنا اضافہ نہیں ہوا کہ جب پاکستان اکٹھا تھا ۔ جب یہ 12 کروڑ کا ملک تھا ۔ جب مشرقی پاکستان بھی ہمارے ساتھ تھا اس وقت بھی ہماری برآمدات اس قدر نہیں ہوئیں جتنی گزشتہ ایک سال میں پاکستان کی برآمدات ہوئیں ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ہی جب ہم برسر اقتدار آئے تو جنگ ہو چکی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ جنگوں میں ایک ایک دن میں کروڑوں روپے کا خرچ یقیناً الفلیشن کے ذریعے سے ڈیفیسٹ فائننسنگ کے ذریعے سے ۔ کاغذ کے نوٹ چھاپنے کے ذریعے سے پورا کیا جاتا تھا ۔ اتنا بڑا افراط زر کا دیو ۔ ایک عفریت ہمارے سامنے تھا ۔ اس کے بعد ہم اس نظام میں تبدیلی لانا چاہتے تھے ۔ جن لوگوں نے اقتصادی نظاموں کی تبدیلی کے ادوار کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہر عبوری دور میں افراط زر ہوا کرتا ہے اور خاص طور پر جب کیپٹلزم سے سوشلزم کی جانب جاتے ہیں تو میں معمولی نہیں ایک عظیم اقتصادی ماہر شمپیٹر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ جس نے واضح طور پر یہ بات کہی کہ جب بھی کیپٹلزم سے سوشلزم کی جانب تبدیلی ہو گی تو لازمی طور پر عبوری دور میں افراط زر نہ صرف ہوگی بلکہ کرنی چاہئے ۔ اس لئے کہ افراط زر اس ابتدائی دور میں معیشت کے لئے ایک ٹانک کا کام کرتا ہے ۔ اس طرح جیسے مارکیٹ میں زیادہ روپیہ ہوتا ہے اس سے کچھ کاروبار چلتے ہیں ۔ کچھ نئی صنعتیں لگتی ہیں اور اس سلسلے میں یہ ٹانک معیشت کو سنبھالا دیتا ہے ۔ جناب والا ! ہم نے بھی مجبوراً اور کچھ ضرورتاً افراط زر کی ۔ آج میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اعتماد میں لیتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ہماری حکومت کے پہلے سال میں جتنی افراط زر تھی ۔ جتنے کاغذ کے نوٹ چھاپے گئے تھے اس کے مقابلے میں اگر تین نوٹ چھاپے گئے تھے تو آج ان میں سے دو ضائع کر دیئے گئے ہیں اور باقی صرف کاغذ کا ایک نوٹ رہ گیا ہے ۔ دو تہائی افراط زر کا حکومت پاکستان اس وقت تک قلع قمع کر چکی ہے ۔ جناب والا ! چھوٹا منہ بڑی بات ۔ میں یہ بات مرکزی وزیر خزانہ کے لئے چھوڑتا ہوں کہ وہ کبھی کسی مناسب موقع پر آپ کو اعداد و شمار بتائیں گے ۔ میں اعداد و شمار دے سکتا ہوں لیکن آپ میری بات پر یقین کریں کہ اس وقت پاکستان کی افراط زر کی کیفیت یہ ہے ۔ ڈیفیسٹ فائننسز کی کیفیت یہ ہے کہ جتنے نوٹ چھپے ہوئے تھے ان میں سے تین میں سے دو نوٹ بھی باقی نہیں رہے اور صرف ایک نوٹ باقی رہ گیا ہے ۔

جناب والا ! جب افراط زر ہو جاتی ہے تو عارضی طور پر قیمتیں بڑھتی ہیں ۔ جب بہت سا روپیہ بہت تھوڑی سی چیزوں کے پیچھے تعاقب کر رہا ہوتا ہے تو لازمی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں ۔ اس کے افراط زر کو جب تک ہم کم نہیں کرتے

اس وقت تک قیمتیں نیچے نہیں آئیں ۔ حکومت نے اس سال یہ چند نہایت اہم اقدامات کئے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جن شعبوں میں زیادہ آمدنی تھی وہاں نئے ٹیکس لگائے ہیں ۔ اس لئے اس سال 65 کروڑ سے نکل کر ہماری مرکزی حکومت نے جو نئے ٹیکس لگائے ہیں ان سے 75 کروڑ روپے حاصل ہوں گے ۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے شرح سود بڑھا دی ۔ شرح سود بڑھانے سے بھتوں میں اضافہ ہوگا ۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ ڈاکخانے اور دوسرے ادارے اس قسم کے اشتہارات دے رہے ہیں کہ آپ کو اتنے فیصد منافع ہوگا اور چھ سال میں آپ کی رقم دو گنا ہو جائے گی ۔ یہ صرف اس لئے ہے تاکہ لوگوں کو بچت پر قائل اور مائل کیا جائے ۔ اس کے علاوہ ہم جو subsidies دے رہے تھے ۔ ہم اپنے بلے سے قیمتوں کو نیچے رکھنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اس کو بھی ہم نے ختم کر دیا ہے اور یہ جو تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے تقریباً 65 کروڑ روپے کا یہ اس طریقے سے کیا گیا کہ کھاد کی subsidy کو کم کر دیا گیا ۔ اس سے بھی افراط زر میں جو روپیہ سرکولیشن میں تھا اس میں کتنی ہی کمی ہوئی ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ درآمدات میں بھی اضافہ کیا گیا ۔ باہر سے مال منگوانے پر سہولتیں دی گئیں تاکہ روپیہ چیزوں کی شکل اختیار کر لے اور ملک میں چیزوں کی مقدار بڑھ جائے اور روپے کی مقدار کم ہو جائے ۔ یہ اقدامات تھے جو ہم نے افراط زر کو کم کرنے کے لئے کئے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کھلی معیشت نہیں ہے ۔ کھلی معیشت وہاں ہوتی ہے جہاں کہ صحیح مقابلہ ہوتا ہے ۔ اس ملک میں ذخیرہ اندوزی ہے ۔ اس ملک میں بے ایمانی ہے ۔ اس ملک میں لوگ صحیح کاروباری اصول نہیں برتتے اس لئے حکومت مجبوراً کنٹرول کی جانب آتی ہے ۔ چنانچہ اشیائے ضرورت کا جائزہ لینے کے لئے ۔ ان کا محاسبہ کرنے کے لئے اور انہیں صحیح حالت اور صحیح قیمت پر رکھنے کے لئے ہم نے پنجاب میں ایک ایسنشیل کموڈی ٹیز بورڈ بنایا ہے جس کا اتفاق سے میں چیئرمین ہوں اور اس بورڈ کے ذریعے سے ہم تمام essential commodities (اشیائے ضرورت) کا محاسبہ کرکے اس کے لئے ہم اپنے متعلقہ محکموں کو تجاویز دیتے ہیں ۔ جو فیصلے ہم کریں اور جو تجاویز کریں اس کے مطابق عمل ہو ۔ اس لئے "اسینشل آرٹیکلز کنٹرول بل" لایا گیا ہے جو حال ہی میں اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! اب میں اپ کی اجازت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چیزوں کی کمی میں ایک بہت بڑا عنصر سیلاب بھی ہے ۔ چونکہ بہت سے فاضل دوستوں نے اس پر بات کی ہے ، اب لئے میں محض اعداد و شمار دینے پر ہی اکتفا کروں گا ۔ صرف زرعی شعبے میں سیلاب سے دو سو ستائیس کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ دو لاکھ 94 ہزار ایکڑ کپاس ضائع ہو گئی ہے ، سات لاکھ ایکڑ چاول ، 32 ہزار ایکڑ مکی ، 90 ہزار ایکڑ گنا اور پانچ لاکھ بتیس ہزار ایکڑ چارہ ضائع ہو گیا ہے ۔ جناب والا ! چارے کی بات آئی تو اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ لاکھوں مویشی اس سیلاب کی نظر ہو گئے جس سے گوشت ، دودھ اور اس کے ساتھ ہی قوت کار کی فراہمی میں کمی واقع ہو گئی ہے ۔ کیونکہ انہی بیلوں نے ہل بھی چلانے تھے ، انھی گایوں نے دودھ بھی دینا تھا اور بالآخر (میں اپنے ملک کی بات کر رہا ہوں) جب یہ مرنے کے قریب ہوتے تو انھی نے ہمیں گوشت بھی مہیا کرنا تھا ۔

جناب والا ! سیلاب کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہ خیال تھا کہ غلے کے سٹاکس کو بہت نقصان پہنچا ہے ۔ چنانچہ منافع خوروں نے سوچا کہ ان کی چاندی ہو جائے گی اور انہوں نے چیزوں کو چھپانا شروع کر دیا ۔ اور انہوں نے گھی کو چھپایا اور انہوں نے گندم کو چھپایا اور اس طرح سے انہوں نے منڈیوں میں قیمتوں کو اونچا کرنے میں بہت بڑا حصہ لیا ۔ میرے فاضل دوست وزیر خوراک یہاں تشریف فرما ہیں ، میں ان کی موجودگی میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ خوشی کی بات ہے کہ جہاں تک حکومت کے گندم کے ذخیروں کا تعلق ہے ، اس سیلاب سے بہت کم نقصان ہوا ہے ۔ پہلے اندازہ تھا کہ لاکھوں ٹن کا نقصان ہوا ہے ۔ لیکن شاید چند ہزار سے زیادہ نقصان نہیں ۔ میں یہ بات اس لئے کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے غلے کو چھپایا ہے ، جو اس امید پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ غلہ بہت کم یاب ہو جائے گا ، ان کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے غلہ بڑی حد تک محفوظ رہا ہے ۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے محکمہ خوراک کے ذریعے سے گندم کی فراہمی میں اس سال ایک گراں قدر مہم چلائی تھی اور گیارہ لاکھ ٹن گندم حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی تھی ، اس لئے کسی کو یہ خدشہ نہیں ہونا چاہئے کہ آٹے یا گندم کا بھاؤ اتنا اونچا چلا جائے گا کہ عوام کی دسترس سے باہر ہو جائے ۔

جناب والا ! جیسا کہ فاضل دوستوں نے یہاں کہا ہے ، مہنگائی کے سلسلے میں اصل مسئلہ پیداوار کا ہے ۔ پیداوار ایک طویل عمل ہے ۔ لیکن میں اس طویل عمل کی جانب نہیں ، بلکہ اس فوری عمل کی جانب آپ کی وساطت ایوان کی وساطت سے عوام کی توجہ چاہتا ہوں جو ہم آئندہ آنے والی ربیع کی فصل کو کامیاب بنانے کے لئے کرنے والے ہیں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس آئندہ ربیع کی فصل میں دس لاکھ ایکڑ نئی زمین کو پہلی مرتبہ گندم کے زیر کاشت لا رہے ہیں ۔ اس طرح سے اس دفعہ گندم کی کاشت کی نسبت دس لاکھ ایکڑ زیادہ ہو گی ۔ پھر ہم کسانوں کو رورل credit کی شکل میں ، زرعی قرضوں کی صورت میں ایک سو کروڑ روپے قرضے دیں گے ۔ ہم اپنے عوام اور اپنے کسانوں کو آپ کی وساطت سے بتانا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک میں نے پانچ کروڑ روپے کے بلا سود تقاوی قرضوں کی اجازت دے دی ہے ۔ اس کے علاوہ ہم نے کھاد کو اپنی تحویل میں لیا ہے ۔ ہم کھاد کو ایک ایک گاؤں ، ایک ایک تھانے ، ایک ایک تحصیل اور ایک ایک ضلع میں پہنچائیں گے ۔ ہم نے کھاد کو اس لئے اپنی تحویل میں لیا ہے کہ پہلے جب کھاد کی تقسیم لوگوں کے پرائیویٹ قبضے میں تھی تو اس وقت شہروں کے ڈپو ہوا کرتے تھے اور وہ شہروں میں ہی بک بکا جاتی تھی ۔ بڑے بڑے لوگ لے جاتے تھے جن کے بھائی چارے اور تعلقات تھے اور غریب کسان اس سے محروم رہتے تھے ۔ لیکن اس دفعہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ جس طرح پانی ایک معمولی سے معمولی کسان کے لئے بھی ضروری ہے اس طرح کھاد بھی ایک معمولی سے معمولی کسان کے پاس پہنچانی چاہئے ، کیونکہ اس کی پیداوار میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہو گا جب تک اسے یہ سہولت نہ دی جائے گی ۔ میں فخر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں آج تک اتنی زیادہ کھاد کبھی فراہم نہیں کی گئی جتنی اس دفعہ ربیع کی فصل پر ہم فراہم کریں گے ۔ ایک لاکھ ٹن ڈی اے پی اور پونے چار لاکھ ٹن یوریا اس دفعہ کسانوں کو زرعی سیکٹر میں مہیا کی جائے گی ۔ جناب والا ! اس وقت حکومت پنجاب کی تحویل میں 374 ٹریکٹر ہیں جن کا فوری طور پر ، اور خاص طور پر سیلاب زدہ علاقوں میں جہاں وتر کو محفوظ کرنا انتہائی ضروری ہے ، سرکاری نگرانی میں اور عوامی نمائندوں کے مشوروں ، تائید اور تجویز سے استعمال کیا جائے گا تاکہ غریب سے غریب کاشتکار بھی ٹریکٹروں سے مستفید ہو سکے ۔

جناب والا ! سبزیوں کی بھی بات ہوئی ہے ۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ

طرح طرح کی سبزیوں کے بیجوں کے پانچ ہزار بنڈل ہم نے مختلف ایسے علاقوں میں جہاں سبزیاں ہو سکتی ہیں ، تقسیم کیے ہیں ۔ 33 لاکھ من گندم کا بیج مہیا کیا جا رہا ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر ضلع میں بیجائی سے پہلے بیج پہنچ جائے ، اچھی قسم کا بیج ہو تاکہ کسی کو شکایت نہ ہو کہ اسے بر وقت بیج نہیں ملا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! دودھ اور گوشت کی فراہمی میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت تیس لئے مویشی فارم (لائیو سٹاک فارم) قائم کر رہی ہے جن میں سے کچھ پبلک سیکٹر میں ہوں گے ۔ مثلاً ڈیرہ چال ضلع لاہور میں ، کاور کوٹ ضلع میانوالی میں ، چک کٹورہ ضلع بہاول پور میں ، لیہ ضلع مظفر گڑھ میں اور شیر گڑھ ضلع ساہیوال میں ۔ یہ لائیو سٹاک فارم پبلک سیکٹر میں ہوں گے ۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی لائیو سٹاک فارم بنائے جا رہے ہیں ، مثلاً احسان پور ، کروڑ ، خوشاب ، ہارون آباد جیسے مقامات پر ۔ اس سے گوشت اور دودھ کی سپلائی بہتر ہو سکے گی ۔

جناب والا ! دودھ کی بات آئی تو بات ویجی ٹیبل گھی کی طرف بھی منتقل ہوگی ۔ اصلی گھی سے نقلی گھی کا خیال بھی آ جاتا ہے ۔ جب گھی نے ایک مصیبت کی شکل اختیار کر لی تو حکومت نے دیکھا کہ گھی میں استعمال ہونے والا خام مواد باہر سے آنے میں دقت ہے ۔ چنانچہ حکومت نے زیادہ مال منگوانے کے لئے تجویز دی ۔ جب پتا چلا کہ اس کی قیمت بڑھ چکی ہے اور یہ حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ ہم ویجی ٹیبل گھی 4/75 فروخت کرنا چاہتے ہیں لیکن باہر سے کچا تیل چھ روپے کا آ رہا ہے تو ہم نے محسوس کیا کہ اب کسی صورت میں بھی کارخانہ داروں کو پیداوار میں فائدہ نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ حکومت نے یہ کیا کہ جتنا تیل وہ باہر سے منگوا کے دے گی اس کو subsidize کرے اور اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی تجویز کیا کہ قیمت بڑھا دی جائے ۔ اس کے باوجود سستی قیمت پر گھی فروخت نہ کیا گیا چنانچہ حکومت نے شروع ستمبر میں مجبوراً گھی کی ملوں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔ میں فخر سے بتانا چاہتا ہوں کہ اگست کے مہینے میں ، جو پرائیویٹ سیکٹر کا آخری مہینہ تھا ، پنجاب میں گھی کی کل پیداوار 219 ٹن تھی ۔ لیکن یکم اکتوبر کو ہماری

پیداوار 318 ٹن تھی دوسرے لفظوں میں ہر مہینے میں پیداوار ایک سو ٹن زیادہ ہو گئی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اس کے ساتھ ہی رمضان کے مہینے میں ہم نے سپلائی کو بہتر بنایا ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان کے مہینے میں تقریباً تمام شہروں میں سپلائی پچاس فیصد بڑھا دی گئی ہے اور کچھ بڑے بڑے شہروں میں مثلاً لاہور اور پنڈی میں جہاں گھی کی شدید قلت تھی ، وہاں ہم نے اضافی کوٹا بھی دیا ہے ۔ اس کے علاوہ لائل پور ، گوجرانوالہ ، سیالکوٹ اور ملتان جیسے شہروں میں بھی خصوصی کوٹے دیے گئے ہیں ۔ بعض فاضل ممبروں کی فرمائش پر میں نے بہاول پور کو بھی اس میں شامل کروا دیا ہے اور وہاں بھی فاضل کوٹا دیا جائے گا ۔

سٹر جاوید حکیم قریشی : سوال تو یہ ہے کہ گھی کو بانٹ کون رہا ہے ؟

وزیر خزانہ : اس کو بانٹنے کا انتظام بھی حکومت نے اپنی تحویل میں لیا ہے ۔ ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر وہاں کے انچارج ہیں ۔ ان کی نگرانی میں ہر ضلع کے نمائندوں اور وہاں کے لوگوں کے ذریعے سے تقسیم کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے ۔ وقتی طور پر ہم اس طریقے سے مطمئن نہیں اور اس کو بہتر بنائیں گے ۔ لیکن اس کے لئے ہمارا خیال تھا کہ اگر ہم نے رمضان کے مہینے میں کوئی بڑی تبدیلی کی تو ہو سکتا ہے کہ اس میں دقت کا سامنا ہو ۔ عید کے فوراً بعد تقسیم کا چینل زیادہ بہتر اور زیادہ مستقل بنیادوں پر بنایا جائے گا ۔

سٹر جاوید حکیم قریشی : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے صرف اطلاع کے لئے ایک بات عرض کروں گا ۔ راولپنڈی میں ایسے شخص کو گھی کا ڈیلر مقرر کیا گیا ہے ، اور صرف اسی کے ذریعے سے گھی تقسیم ہو رہا ہے ، جو اس سے قبل دو مرتبہ بلیک مارکیٹنگ اور چور بازاری کے الزام میں گرفتار کیا جا چکا ہے ۔ وہ روزانہ کئی ٹن گھی بلیک میں فروخت کر دیتا ہے ۔ وہاں گھی کی شدید قلت ہے ، اس لئے نہیں کہ وہاں گھی نہیں مل رہا ، بلکہ اس لئے کہ وہاں گھی کی تقسیم کا نظام غلط طور پر اور غلط ہاتھوں میں ہے جس کے ذمہ دار ہمارے معزز رکن جناب رؤف طاہر ہیں جنہیں لاہور سے بھیجا گیا تھا کہ وہاں جا کر گھی کی تقسیم کا انتظام کرکے آئیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل دوست نے اس طرف توجہ دلائی ہے اس کا due notice لیا جائے گا ۔ جناب والا ! ریلوے لائن پہلے کھلی ہوئی نہیں تھی اس لئے رحیم یار خان سے جو ہمارا سب سے بڑا کارخانہ ڈالڈا کا ہے اس سے سپلائی نہیں آ رہی تھی ۔ اب لائن کھل جانے سے وہاں سے بھی سپلائی ہو رہی ہے اور سپلائی انشاء اللہ اور بہتر ہو جائے گی ۔ اس کے علاوہ چیچہ وطنی کی گھی مل بوائلر خراب ہو جانے سے کام نہیں کر رہی تھی ۔ کوشش کی جائے گی کہ وہ مل بھی جلد از جلد پروڈکشن میں آ جائے اور اس طرح سے سپلائی اور بھی بہتر ہو جائے گی ۔

جناب والا ! میں گندم کی بات کر چکا ہوں ۔ گندم کے ذخائر موجود ہیں اور دنیا میں گندم کی کیفیت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے اس لئے باہر سے بھی گندم کی ملنے توقع پہلے کی نسبت بہتر ہو گئی ہے ۔ امریکہ اور روس دونوں کی فصلیں آئندہ سال کے لئے اچھی شمار کی جا رہی ہیں اور اس طرح سے باہر کی جو tight position تھی اس میں سے اب جو surplus گندم ہے وہ ہمیں offer ہو رہی ہے اور ہم اس کو اپنی ضروریات کے مطابق حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں اس موقع پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے عوام نے بڑی قربانی دی ہے اور دوسرے صوبوں کی نسبت خاص طور پر سندھ اور سرحد کی نسبت چینی کے معاملے میں انہوں نے مختصر کوٹے پر اکتفا کیا ہے ۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ خوش خبری دینا چاہتا ہوں جناب والا ! کہ آئندہ چینی کا کوٹہ ہمارا اور سندھ کا برابر کر دیا جائے گا اور اس طرح ہمارے شہروں اور دیہاتوں میں پہلے کی نسبت چینی زیادہ مقدار میں ملنا شروع ہو جائے گی ۔

جناب والا ! میں نے Essential Commodities Board کی بات کی تھی Essential Commodities Board نے کئی ایک میٹنگیں کی ہیں ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آلو اور پیاز کی بات یہاں بہت ہوئی ہے تو Essential Commodities Board نے اس پر خاص طور پر کام کیا ہے اور آلو کی قیمت جو پہلے دو سے ڈھائی روپے فی سیر تھی اب اس کی قیمت مناسب اقدامات کی وجہ سے جو بورڈ کے ذریعے ہم نے کئے ہیں وہ ایک روپے سے لے کر ڈیڑھ روپے فی سیر تک آ گئی ہے ۔ اور پیاز کی قیمت جو پہلے تین سے چار روپے فی سیر تھی اور اب دو سے ڈھائی روپے

فی سیر تک آ گئی ہے۔ لیکن یہ ہمشہ کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے اس سلسلے میں ہمارے سامنے مختلف تجاویز ہیں اور ان پر عمل ہوگا جس سے اس کی کیفیت اور بھی بہتر ہو جائے گی ۔ دالوں کے معاملے میں جناب والا ! قیمتیں کافی کم ہوئی ہیں اور میں آپوزیشن کی خاطر اور بہت سے اخبارات میں یہ facts aad figures آئے ہیں ۔ لیکن میں ان کی خاطر خاص طور پر نوائے وقت کا تین اکتوبر کا پرچہ آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں جس میں ہیڈ لائن میں یہ ہے کہ "اجناس خوردنی کے نرخوں میں دو روپے سے آٹھ روپے من تک کمی ہو گئی ۔ ذخیرہ اندوز تاجر اپنے ذخائر مارکیٹ میں لانے پر مجبور ہو گئے نئی فصل آنے تک قیمتیں مزید گر جائیں گی" ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس میں یہ بتا دوں کہ چنے کی دال کا نرخ اب 54 روپے ہے پہلے 58 روپے تھا ۔ چنے کالے 44 ہیں پہلے 46 روپے تھے ۔ دال مسور 72 روپے ہے پہلے 82 روپے تھی ۔ دال مونگ 73 روپے ہے پہلے 90 روپے تھی ۔ دال ماش 125 پہ آ گئی پہلے 130 روپے تھی ۔ اور باجرہ 22 روپے پہ آ گیا ہے پہلے 28 روپے تھا ۔ جناب والا ! یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جوں جوں ذخیرہ اندوزوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ حکومت اس معاملے میں سنجیدہ ہے توں توں قیمتیں کچھ behave کر رہی ہیں ۔ کچھ نیچے آ رہی ہیں ۔ جناب والا ! پیاز اور آلو اور دالوں کے سلسلے میں ہماری یہ تجویز ہے اور اس پر حکومت غور کر رہی ہے کہ جس طرح گندم کی پیداوار کو ایک خاص میعار پر رکھنے کے لئے حکومت نے ایک support price دی ہے اسی طرح سے ہم یہ کوشش کریں کہ دالوں کی پیداوار کو بھی ایک خاص معیار پر رکھنے کے لئے ہم ان کی سپورٹ پرائس مقرر کر دیں ۔ تاکہ کاشت کار کو یہ خطرہ نہ ہو کہ ایک سال تو اس کی قیمت آسمان کو چھو جائے گی اور دوسرے سال وہ پاتال میں چلی جائے گی ۔ جیسا کہ پیاز کے سلسلے میں ہوا ۔ جناب والا ! گزشتہ سال پیاز کی قیمت تین روپے من تھی اور اس سال تین روپے سیر تھی ۔ وجہ یہ تھی کہ پیاز کسی نے خریدا نہیں منڈی میں صحیح موقعے پر اور جیسے کہا گیا ہے کہ اس کو ہم نے برآمد نہیں کیا ۔ لیکن حکومت اگر ایسا انتظام کرے کہ کاشت کار کو پتہ ہو کہ اس کو تیس روپے یا چالیس روپے من پیاز کی قیمت مل جائے گی تو لازمی طور پر وہ پھر اس خطرے میں مبتلا نہیں ہو گا کہ مجھے پیاز لگانا چاہئے یا نہیں ۔ اس لئے ہم ان

تجویزوں پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں کہ دالوں اور نسبتاً جو جلدی خراب نہ ہونے والی سبزیاں ہیں آلو اور پیاز جیسی ان کے لئے بھی کوئی سپورٹ پرائس کی سکیم بنائی جائے۔

جناب والا! حقیقت یہ ہے اور ہم یہ دیکھیں گے کہ مہنگائی کا مسئلہ کوئی اکیلا اپنا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک ہمہ گیر مسئلہ ہے جس میں پیداوار اخراط زر، سمگلنگ، تنخواہوں اور درآمدات اور برآمدات کے درمیان بھی توازن قائم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ بیرونی منڈیوں میں کتنا مال بھیجا جائے اور اندرونی منڈی میں کتنا مال رکھا جائے یہ بھی اس کے لئے نہائت ضروری ہے۔ اس لئے حکومت اس مسئلے کو کسی اونچی سطح پر زیر بحث لا رہی ہے۔ اس کے لئے حکومت نے خاص طور پر اقدامات کئے ہیں۔ جلد از جلد ایک ایسا ہمہ گیر منصوبہ سامنے آئے گا جس میں ہم قیمتوں کو ایک ایسے معیار پر لے آئیں کہ اس سے سمگلنگ بھی رک جائے اور وہ ہمارے عوام کی دسترس میں بھی ہوں اور عوام کی قوت خرید بھی بڑھ جائے اور اس طرح سے اس مسئلے کو ہم مستقل بنیادوں پر حل کر سکیں گے۔

جناب والا! بیرونی منڈی اور اندرونی منڈی میں کتنی اجناس لائیں اور اس مسئلے سے میں اس مسئلے کی جانب آنا چاہتا ہوں جس کی جانب یہاں اشارہ بھی کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ کپاس کی برآمد بند کرنے سے زمیندار کو نقصان ہوا ہے اور ہمارے مل مالکان کو فائدہ ہوا ہے۔ میں اپنے فاضل دوست جناب وٹو صاحب سے اس معاملے میں تھوڑا سا اختلاف کروں گا۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ برآمد کم ہو جانے سے، بند ہو جانے سے یہاں اندرونی منڈی میں ہمارے مل مالکان کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ کپاس کو نسبتاً کم نرخوں پر وہ خرید سکتے تھے لیکن یہ بات حکومت کے نوٹس میں ہے اور حکومت صرف اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ اس امر کا فائنل فیصلہ ہو جائے کہ کتنی کپاس اس سال پیدا ہو گی۔ میں یہاں یہ بات بھی خوشی سے اور فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ باوجود بہت سا نقصان ہو جانے کے اس مرتبہ بھی ہماری پیداوار اتنی کم نہیں ہے کہ ہم کسی خدشے میں مبتلا ہیں۔ ہمیں اندازہ ہے اس وقت حکومت کا جو ٹھوس اندازہ ہے لیکن چونکہ وہ اس پر خود بھی متفق نہیں ہوئی ابھی اس پر اور تھوڑی سی claculation باقی ہے۔ لیکن اس وقت تک کا جو

اندازہ ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں 37 لاکھ گانٹھیں کپاس کی پیدا ہوں گی۔ گذشتہ سال 39 لاکھ پیدا ہوئی تھیں اس سال ہماری کوشش تھی کہ 42 لاکھ پیدا ہوں۔ 42 لاکھ کے مقابلے میں 37 لاکھ 5 لاکھ کم ہیں۔ لیکن 39 لاکھ جو گذشتہ سال تھی اس سے 2 لاکھ کم ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ ہم کپاس برآمد ہی نہیں کر سکیں گے یہ ٹھیک نہیں ہے ہم کپاس کو برآمد کریں گے لیکن ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں صحیح اندازہ ہو جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے اپنے کارخانوں کے لئے تو کپاس بچے نہ اور ہم اپنی ملوں کو تو بھوکا رکھیں اور باہر کپاس برآمد کر دیں۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کی وساطت سے اس بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ساری دنیا میں۔ سوشلسٹ ملکوں کی مثال میں نہیں دینا چاہتا وہاں تو ابتدا ہی سے یہ کیفیت ہے کہ وہاں پیداوار اور تقسیم دونوں پر حکومت کا کنٹرول ہوتا ہے۔ لیکن آج دنیا میں ان ممالک کے اندر بھی جو دنیا کے سب سے زیادہ آزاد معیشت رکھنے والے ممالک کہلاتے ہیں۔ مثلاً امریکہ ان ملکوں میں بھی اب رجحان یہی ہے کہ اگر قیمتوں کو اعتدال پر رکھنا ہے۔ افراط زر کو اعتدال پر رکھنا ہے تو لازماً حکومت کو شعبے میں پبلک سیکٹر میں اضافہ کرنا پڑے گا اور قیمتوں پر کنٹرول کی جانب رخ کرنا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ میں یہ مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ ایک ایسے شخص نے یہ بات کہی ہے جس سے بہت سے لوگ واقف ہیں۔ اس شخص کا نام ہے جان کینتھ گالبریتھ جو دنیا کا ایک ممتاز ماہر اقتصادیات دان ہے اور ہندوستان میں کسی زمانے میں امریکہ کا سفیر بھی رہ چکا ہے۔ اور جس نے مشہور کتابیں

"American Capitalism and the Affluent Society"

"Economic Growth and the Public Interest"

لکھی ہیں۔ اور اس نے امریکہ کو اپنی معیشت کے لئے یہ مشورہ دیا ہے کہ اب امریکہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ اپنی معیشت کو سوشلسٹ بنیادوں پر قائم کرے۔ مگر ہمارے لئے امریکہ کوئی مثال نہیں۔ میں ہمارے لئے مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ اب دنیا میں یہ رجحان پیدا ہو چکا ہے۔ اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم پبلک سیکٹر کو بڑھائیں اور ہم اس جانب قدم اٹھا چکے ہیں۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ وہ محکمہ صنعت جسے آج سے صرف 25 یا 30

لاکھ روپے کی معمولی سی رقم پر ٹرخا دیا جاتا تھا ۔ اس دفعہ آپ کے وزیر خزانہ نے اس محکمہ صنعت کو پبلک سیکٹر میں حکومت کے شعبے میں صنعتیں قائم کرنے کے لئے 5 کروڑ روپیہ کی رقم پیش کی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس سے پبلک سیکٹر میں نئی صنعتیں قائم کریں اور یقیناً ہم نئی صنعتیں پبلک سیکٹر میں قائم کریں گے اور کئی دوسری صنعتیں خاص طور پر قائم کی جائیں گی جن کا تعلق اشیائے ضروری سے ہے ۔ تاکہ ہمارے عوام کو وہ صحیح قیمت پر دستیاب ہو سکیں ۔ اس کے ساتھ ہی ہم قیمتوں کو کنٹرول بھی کریں گے ۔

جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز ساتھیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت کے جو بھی بس میں ہے وہ پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے اور قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ضروری اقدام کرے گی لیکن ایک کام اس ملک کے عوام اور کاشتکاروں کو بھی کرنا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے کارخانوں کی مشینری باہر سے آتی ہے ۔ ہمارے انجینیرز تعلیم یافتہ ہیں ۔ دوسرے کارخانوں کی نسبت ہمارے کارخانوں میں پیداوار میں اتنی کمی نہیں ہے ۔ دوسرے کارخانوں کے مقابلہ میں ہمارے کارخانہ داروں نے چند سالوں میں نئے سے نئے کارخانے لگائے ہیں ۔ اصلی خلا جناب والا ! زراعت کے شعبے میں ہے ۔ اگر ہم اس کو پر کر سکیں تو ہمارے ملک میں ایک زرعی اور معاشی انقلاب آئے گا ۔ تو جب تک ہم صنعتی پیداوار کے ساتھ زرعی پیداوار کے خلا کو پر نہ کریں گے اس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! امریکہ کی 6 فیصدی آبادی زراعت پر کام کرتی ہے اور وہاں چھ آدمی 200 آدمیوں کے لئے خوراک پیدا کرتے ہیں ۔ پہلے وہ فالتو اجناس کو سمندروں میں ڈبویا کرتے تھے ۔ بعد میں انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ پاکستان جیسے بھک منگے ملک کو یہ مال دے دیں ۔ احسان بھی رہے گا اور سیاسی فائدے بھی اٹھائیں گے ۔ ہمارے ہاں کام کرنے کی یہ کیفیت ہے کہ 100 میں سے کام کرتے ہیں لیکن کیا کرتے ہیں ۔ میں انہوں میں سے ہوں ۔ میں کسان کا بیٹا ہوں لیکن کرتے کیا ہیں کہ ایک آدمی دو آدمیوں کے لئے بھی پیدا نہیں کرتا لیکن وہاں 6 آدمی 200 آدمیوں کے لئے پیدا کرتے ہیں گویا ایک آدمی 30/35 آدمیوں کے

لئے پیدا کرتا ہے تو ہمارے ہاں اگر ایک آدمی 6 آدمیوں کے لئے بھی پیدا کرتا تو یقیناً 85 آدمی جو تھے وہ 170 آدمیوں کے لئے پیدا کر سکتے تھے لیکن وہ 100 آدمیوں کے پیٹ کے لئے بھی کھانا پیدا نہیں کرتے ۔ تو میں اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ ہمارا کسان محنت کم کرتا ہے ۔ وہ 365 دن میں صرف 150 دن کام کرتا ہے باقی 200 دن وہ مقدمات لڑتا ہے ۔ تاش کھیلتا ہے ۔ حقہ پیتا ہے ۔ تو ایسے آدمیوں کے لئے ہم نے کام مہیا کرنا ہے اور اس کو سکھانا ہے کہ وہ زراعت کیسے بہتر کرے ۔ ہم نے اس کے ایگری کلچر کو میکنالز کرنا ہے اور اس کو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹرز مہیا کرتے ہیں ۔ چھوٹے آلات بھی مہیا کرنے ہیں ۔ کھادیں مہیا کرنی ہیں ۔ اس کو بتانا ہے کہ گندم کے علاوہ زمین سے کپاس بھی پیدا کرنی ہے کیونکہ وہ زر مبادلہ کے لئے ضروری ہے اور اس زمین سے اس نے گندم بھی پیدا کرنی ہے کیونکہ وہ عوام کو کھانا دینے کے لئے ان کا پیٹ بھرنے کے لئے ضروری ہے ۔ جب ہم جناب والا ! یہ کام کریں گے تو پھر انشاء اللہ نہ مہنگائی ہوگی اور نہ یہ کیفیت ہوگی اور پاکستان ترقی کرے گا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ۔ ی کر دیا گیا)
